

بست قرآن در زبان پهلوی

# تثنوی معنوی

مکتب مولانا حسام الدین رومی

ترجمه

مولانا قاضی بن محمد حسین صفا

حامد ایندکشی • ۱۳۸۰ و ۱۳۸۱













## دفتر دوم کی اشاعت

۲۸ مارچ ۱۹۷۹ء کو دفتر دوم کی رسم اجراء عمل میں آئی۔ غالب ایکڑی  
بستی شیخ نظام الدین دہلی میں زیر صدارت جناب حکیم عبد الحمید صاحب

صدر غالب ایکڑی اجتماع ہوا۔ یہ اجتماع دہلی کے دانشوروں اور اہل علم کا اجتماع تھا۔ مختلف کانچوں  
اور درسگاہوں کے اساتذہ اس میں شریک تھے۔ تلاوت قرآن پاک سے اجتماع کا آغاز ہوا۔ مولائے روم  
کے دیوان سے ایک غزل کا انتخاب کیا گیا تھا جو ایک صاحب نے خاص نغمے کے ساتھ پڑھی۔ جناب  
فتح اللہ صاحب مجتہبی کلچرل کونسل ایرانی امسی اور جناب محمد اعظم صاحب کامران ڈاکٹر کراچی  
کلچرل ہاؤس نے مولانا کے روم پر روبرو مغز مقالے پڑھے۔ اس کے بعد جناب پروفیسر سید نور الحسن  
صاحب وزیر تعلیم حکومت ہند کے ہاتھوں دفتر دوم کا اجراء عمل میں آیا۔ موصوف نے دوران تقریر  
میں دفتر دوم کے بارے میں تحسین و آفرین کے ساتھ احقر کو دفتر دوم کی تحسین بزمیاد کیا۔

میں شکر گزار ہوں آل انڈیا ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے افسران کا کراں دونوں شعبوں نے  
اس اجتماع کی کارروائی کو بھرپور طریقہ پر کور کیا۔ اسی طرح میں انگریزی اور اردو پریس بھی شکر گزار  
ہوں کہ اس نے بھی اس اجتماع کی نشر و اشاعت میں مکمل تعاون کیا۔ شاید ہی انگریزی اور اردو  
کا کوئی موقر اخبار ہوگا جس نے دفتر دوم اور اس اجتماع کی تحسین نہ کی ہو۔ اس کے بعد سے  
ہندوستان کے اہل قلم اور علمی رسائل دفتر دوم پر مسلسل بہت قیمتی تبصرے شائع کر رہے ہیں جو  
میری ہمت افزائی کا باعث ہیں۔

میں دفتر دوم کے مقدمہ میں اس کام کے سلسلہ میں  
وزارت تعلیم کی مالی اعانت کا شکریہ ادا کر چکا ہوں۔ وہ مدد



تو ہر دفتر کی تیاری کے لئے مجھے مل ہی رہی ہے مزید برآں  
وزارت تعلیم نے دفتر دوم کی بھی ایک بڑی مقدار میں اپنی  
لائبریریوں کے لئے خریداری منظور کر کے میری مالی امانت کی ہے جس کے لئے میں مزید  
شکر گزار ہوں۔

دفتر دوم کے کاموں سے فارغ ہو کر اس کے اجراء سے دو تین ماہ قبل سے ہی میں دفتر  
سوم کے کاموں میں مشغول ہو گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب جبکہ میں یہ چند سطور بطور مقدمہ تحریر  
کر رہا ہوں اس کی تیاری کے اکثر مراحل طے ہو چکے ہیں اور وہ عنقریب اشاعت پذیر ہو جائے گا  
اور اب میں دفتر چہارم میں مشغول ہوں اور اس کا بیشتہ حصہ لکھ چکا ہوں۔ اللہ کی توفیق اور فضل  
سے اگر کام کی رفتار یہی رہی تو چند ماہ بعد اس کی اشاعت عمل میں آجائیگی۔

تصوف کی ان اصطلاحات کی تفصیل جو مثنوی  
میں استعمال ہوئی ہیں، دفتر اول اور دوم کے مقدمہ

### تصوف کی چند اصطلاحیں

میں کی جا چکی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔ اس دفتر سوم میں جو چند اصطلاحیں جدید آئی ہیں ان  
کی تشریح پیش کی جاتی ہے۔

حیرت۔ سالک کے لئے ذکر و فکر بھی قرب الہی کا ذریعہ اور وسیلہ ہے لیکن مقام حیرت  
وہ مقام ہے جس میں تجلیات رب کی فراوانی کی وجہ سے نہ ذکر کی طرف توجہ رہتی ہے نہ فکر کی  
اور اس مقام پر پہنچ کر سالک کو ان چیزوں سے استغناء بھی حاصل ہو جاتا ہے اور وہ بحث و  
مباحثہ سے بھی گریز کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہم زدنی فیہک  
تختیراً اے خدا اپنے بارے میں مجھے زیادہ حیرانی عطا فرما دے۔ صائب نے کہا ہے۔

حیرت مر از ہر دو جہاں بے نیاز کرد

ایں خواب کار دولت بیداری گنند

مقام حیرت نے مجھے دونوں جہانوں سے بے نیاز بنا دیا ہے

یہ خواب بیداری کی دولت کے کام انجام دیتی ہے

اس مقام کی ابتداء سالک کو دنیا میں حاصل ہو جاتی ہے

اور اس کی تکمیل میدانِ حشر میں اس وقت ہوگی جبکہ



حضرت حق ارشاد فرمائے گا۔ اُحِلَّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَآ  
اَسْتَخْطَا بَدْنًا۔ میں تم پر اپنی رضا نازل کرتا ہوں اب کہیں ناراض

نہ ہوں گا۔

رضا۔ مقام رضا سالک کا وہ مقام ہے جس میں وہ مصائب اور زلت کو مقصود بالذات سمجھ کر برداشت کرتا ہے اور ان حالات میں بھی اس کے نفس کی وہی کیفیت رہتی ہے جو حضرت حق کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے میں ہوتی ہے۔ حضرت رابعہ بصریؒ سے کسی نے اس مقام کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا۔ اِذَا سَرَّتْهُ الْمُصِيبَةُ كَمَا سَرَّتْهُ النِّعْمَةُ۔ یعنی یہ مقام سالک کو اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ مصیبت میں بھی وہی خوشی محسوس کرے جو اس کو نعمت کے وقت حاصل ہوتی ہے۔ رضا بالقبض کی بحث مولاناؒ نے مفضل کی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔

ابدال۔ مولاناؒ نے ابدال کی تعریف میں فرمایا ہے

کیست ابدال؟ آنکہ او مجدّل شود      خمرش از تبدیل یزداں نعل شود  
ابدال کون ہے؟ جو کہ تبدیل ہو جائے      اٹھ کے تبدیل کر دینے سے اُگل خراب کر جائے

یعنی اس میں جس قدر اخلاقی رویہ ہوں وہ اخلاقی حسنہ میں تبدیل ہو جائیں۔ منہج القوی شرح مفتوی میں مذکور ہے۔

وَرَدَّ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ كَمَا قَالُوا أَذْنَادًا الْأَرْضِ فَلَمَّا انْقَطَعَتِ النَّبُوَّةُ أَبَدَلَ اللَّهُ مَكَانَهُمْ أَقْوِيَاءَ مِنْ أُمَّةٍ أَسَمَدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُمُ الْإِبْدَالُ لَمْ يَقْضِلُوا النَّاسَ بِكَثْرَةِ صُورِهِمْ وَلَا صَلَاقِهِمْ وَلَكِنْ بِحُسْنِ انْخِلَافِ وَصِدْقِ الْبَيِّنَةِ وَسَلَامَةِ الْقُلُوبِ لِيَجْمَعَ الْمُتَّبِعِينَ يَقُولُ  
ہے کہ انبیاء زمین کے اوتاد تھے۔ جب نبوت ختم ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے قوی لوگوں کو ان کے بدلے میں عنایت فرما دیا جن کو ابدال کہا جاتا ہے۔ ان کی نمازیں اور روزے لوگوں سے زیادہ نہیں ہوتے ہیں ہاں ان میں حسن خلق اور نیت کی سچائی اور دل کی سلامتی سب مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے۔

اعیان ثابتہ۔ وہ تمام اشیاء جو موجودات خارجیہ

کہلاتی ہیں اور عالم شہود میں حواس کے ذریعہ محسوس



ہو رہی ہیں وہ اپنے علمی وجود کے ساتھ حضرت حق تعالیٰ کے علم میں  
موجود ہیں اور یہی موجودات کا علمی وجود اعیان ثانیہ کہلاتا ہے۔

خارجی جس قدر موجودات ہیں وہ اُن اعیان ثانیہ کا عکس اور ظل ہیں اور اُن اعیان ثانیہ کی اصل  
اسما ربانی، اور اسما ربانی کی اصل حقیقت الہیہ ہے۔ مولانا کے روم اعیان ثانیہ کو مہیات سے  
اور اسما ربانی کو ہتر مہیات سے اور حقیقت الہیہ کو ہتر ہتر مہیات سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ  
اس شعر میں فرمایا ہے۔

زانکہ مہیات دہتر ہتر آں پیش چشم کمالاں باشند عیاں

یعنی اعیان ثانیہ اور اُن کا ہتر اسما ربانی اور اُس ہتر کا ہتر یعنی حقیقت الہیہ کمالوں کے مشابہ  
میں ہوتی ہے اسی لئے بعض کالمین کا مقولہ ہے۔ عَرَفْنَا الْأَشْيَاءَ بِاللَّهِ۔ ہم نے اشیاء کو خدا  
کے ذریعہ جان لیا ہے۔

عقل معاش۔ وہ عقل جو دنیاوی امور میں تیز ہو اور آخرت سے نا بلند ہو وہ عقل  
معاش ہے اسی کو مثنوی میں عقل جزوی اور عقل ناقص بھی کہا گیا ہے۔

عقل معاد۔ وہ عقل جو دینی اور اخروی معاملات میں تیز ہو اُس کو عقل معاد کہا جاتا  
ہے۔ اسی کو مثنوی میں عقل کلی، عقل کامل، عارف کی عقل سے تعبیر کیا گیا ہے۔

مستور الحال۔ بعض اولیاء اللہ ایسے ہیں جن کو ابدال تک بھی نہیں پہچان سکتے ہیں ایسے

اولیاء اللہ کو مستور الحال کہا جاتا ہے۔ ان خصوصاً علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَوْلٰیّٰہٗ  
اَنْحِیَیَہٗ شَعْنَہٗ زَوْسُہُمْ مُّغَبَّرَہٗ وَجُوہُہُمْ اِذَا اَشْأَدُّوْا عَلٰی الْاَمْرِ لَمْ یُؤْذِنْ لَہُمْ وَاِذَا غَابُوْا لَمْ  
یُفْتَقَدُوْا وَاِذَا خَصَرُوْا الْعَبْدَ عَوَاوَانٌ مِّرْضُوْا لَمْ یُعَادُوْا وَاِنْ مَاتُوْا لَمْ یَشْفَعْ وَاَوْہَمَ یُجْہُوْکُوْی  
فِی الْاَرْضِ مَشْہُوْرُوْذِنْ فِی السَّمَاءِ یعنی اللہ تعالیٰ کے کچھ چھپے ہوئے اولیاء ہیں جن کے سر کے بال  
پراگندہ ہیں اُن کے چہرے غبار آلود ہیں۔ وہ اگر کسی معاملہ میں اجازت چاہیں انکو اجازت نہیں دی  
جاتی ہے اور اگر وہ نہ ہوں تو اُن کی گوشت جو نہیں کرتے ہیں اور اگر موجود ہوں تو انکو پکار نہیں جاتا جو

اور اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو انکی عبادت نہیں کی جاتی ہے اور اگر وہ

مر جائیں تو لوگ انکے خاں سے پر حاض نہیں ہوتے ہیں وہ زمین میں

گناہ میں لیکن آسمان میں مشہور ہیں۔ ایسے ہی مستور الحال ایک



بزرگ کا ذکر ہے کہ وہ غار کعبہ کے صحن میں مراقبہ میں تھے اور پاس ہی ایک محدث حدیث کا درس دے رہے تھے۔ اسی اثنا میں خوابِ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہوا اور بٹھ گئے اور اُن سے کہنے لگے کہ قریب میں حدیث کا درس ہو رہا ہے آپ ایسے شریک کیوں نہیں ہوتے ہیں اور یہاں تنہا بیٹھے ہیں اس پر اُن بزرگ نے کہا کہ جب ایک نبی پاس ہو تو اُس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کا درس سننے کی کیا ضرورت ہے۔ خوابِ حضرت نے فرمایا کہ تم کو یہ کہاں کوئی نبی ہے تو انھوں نے کہا کہ کیا آپ خوابِ حضرت اللہ کے نبی نہیں ہیں۔ خوابِ حضرت نے فرمایا کہ میں سمجھتا تھا کہ میں تمام ادیب اور کوہچاٹا ہوں لیکن اب معلوم ہوا کہ کچھ اور ایسے بھی ہیں جن کو میں بھی نہیں جانتا ہوں اور وہ مجھے جانتے ہیں۔

الہام۔ اسی کو حکمتِ علم لدنی، فیضِ فتح اور کشف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ وہ علم ہوتا ہے جو ادیب کے قلوب پر خدا کی جانب سے نازل کیا جاتا ہے۔ جو علم انبیاء اور رسولوں کو عنایت ہوتا ہے اُس کو وحی کہا جاتا ہے۔ اُنکی اگر تلاوت بھی ہوتی ہے تو وہ وحیِ منلو کہلاتی ہے جیسا کہ قرآن، توریت اور انجیل اور اگر اُس کی تلاوت نہ ہو تو اسکو حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وحیِ خداوندی غلط اور غلطی سے بالکل محفوظ ہے۔ الہام میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے اسی لئے بسا اوقات انسان انکارِ شیطانی کو الہام سمجھ بیٹتا ہے۔ مولانا بحر العلوم نے فرمایا ہے کہ بندے کے دل میں جو انعقاد ہوتا ہے وہ کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے، کبھی فرشتے کی طرف سے اور کبھی نفس اور شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، غور کر لینا چاہیے اگر وہ انعقاد عشق و محبت کا باعث ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر وہ اطاعت اور فرمانبرداری کا سبب ہے تو فرشتے کی جانب سے ہے اور وہ انکارِ کفران اور طغیان پیدا کر نیوالا ہے تو وہ نفس اور شیطان کی طرف سے ہے۔ پھر یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ شیطان بھی بسا اوقات نیک لکھتے دعوت دیتا ہے اور اُس سے اس کا مقصود کس اعلیٰ نیک سے غافل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

إِنَّ لِلشَّيْطَانِ ثَلَاثَ بَابٍ أَدْرَكَ الثَّلَاثَ لِمَّةً فَأَمَّا لِمَةُ الشَّيْطَانِ فَأَيُّهَا دُيُوتُ الشَّرِّ وَتَكْنِيتُ بِالْحَقِّ وَأَمَّا لِمَةُ الْمَلِكِ فَأَيُّهَا دُيُوتُ الْقَصْدِ فَقِيٌّ بِالْحَقِّ نَعْمٌ وَجَدَ ذَلِكَ فَلْيَعْلَمَنَّ أَنَّ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى

وَمِنْ وَجَدَ الْآخِرَ فَلْيَتَّقِ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي شَيْطَانِ

آدمی کے دل میں بات دالتا ہے اور فرشتہ بھی دالتا ہے شیطان کی دالی ہوتی بات بُرائی کا وعدہ اور حق کو جھٹلانا ہوتا ہے۔



اور فرشتے کا دانا بھلائی کا وعدہ اور حق کی تصدیق ہوتی ہے تو جویہ  
موسس کرے وہ سمجھ لے کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے اور وہ پہلی  
بات ہو تو سمجھ لے کہ وہ شیطان کی جانب سے ہے اور نور الشیطان سے خدا کی پناہ پکڑے۔

**تنازع** جو لوگ تنازع کے عقیدے کے قائل ہیں ان کے نزدیک روح اپنی جزا و منزل کے اعتبار  
سے مختلف حیوانات کا جسم اختیار کرتی رہتی ہے اور یہ سلسلہ کروڑوں برس تک اسی  
طرح چلتا رہتا ہے۔ یہ عقیدہ روح کے ازلی اور ابدی اور قدیم ہونے پر مبنی ہے مولانا کے اشعار  
میں جگہ جگہ اشارے ہیں وہ مادے کے تغیرات کی طرف ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں مادہ جواریت سے  
ترقی کر کے نباتیت اختیار کرتا ہے اور نباتیت سے حیوانیت کے مرتبہ میں آجاتا ہے اور پھر  
حیوانیت سے انسانی مرتبہ میں پہنچا ہے۔

از حادی مردم و نامی شدم      وز نما مردم بچواں سر زدم  
مردم از حیوانی و آدم شدم      پس چہ ترسم کے ز مردن کم شوم  
ان مذکورہ بالا اشعار میں مادی تغیرات کو ظاہر کیا گیا ہے۔ مولانا روح کے قدیم اور ازلی ہونے  
کے قائل نہیں ہیں اور نہ روح کی صرف حیوانات میں گردش کے قائل ہیں ہاں روح کے منازل  
اور مراتب کے عروج کے قائل ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

جملہ دیگر میسر از بشر      تا بر آرم از ملائک بال پر  
وز ملک ہم بایم جستن ز جو      کل شئی هالک الا و جفہ

**جسم مثالی** اہل شرع اور اہل تقویٰ متعدد عوالم موجود مانتے ہیں ایک عالم شہود ہے۔ وہ  
تو یہی عالم ہے جس میں آپ اور ہم سب اس زندگی کے ساتھ زندہ ہیں،  
یہاں تمام اجسام مادہ اور عنصر سے بنے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک عالم مثال ہے جس  
میں ہر وہ مخلوق جو اس عالم شہود میں ہے اس عالم میں بھی ہے لیکن اس عالم میں مادہ اور عناصر  
کا وجود نہیں ہے وہاں جہاں کا جسم ہے وہ جسم عنصری نہیں بلکہ جسم مثالی کہلاتا ہے۔

### واقعات اور اشخاص

صلح حدیبیہ۔ ستر ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
جزیرہ نمونہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی میقتبت

میں عمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب  
مکہ معظمہ سے پچھریل درے مقام حدیبیہ پہنچے تو آنحضرت



صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ اہل مکہ بزدل و شمشیر مکر میں داخل سے روکنے کا ارادہ کر چکے ہیں، آنحضرتؐ نے حدیبیہ میں قیام فرمایا اور اہل مکہ سے کہلایا کہ ہم عمرہ کرنا چاہتے ہیں اس کے بعد غور واپس

ہو جائینگے۔ ہمارا مقصد اہل مکہ سے جنگ و جدل بالکل نہیں ہے مگر اہل مکہ نے مکہ میں داخلہ کی کسی طرح اجازت نہ دی۔ بہت سی گفت و شنید کے بعد صلح کا ایک دن سالہ معاہدہ طے ہوا۔ اس صلح نامہ میں مکہ والوں نے سراسر ایسی شرطیں تسلیم کرائیں جو ان کے لئے مفید تھیں اور بظاہر مسلمانوں کیلئے ذلت آمیز، یہ طے ہوا کہ مسلمان مکہ کی زیارت کئے بغیر واپس ہو جائیں، اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر مدینہ طیبہ سے بھاگ کر مکہ میں پناہ لے گا تو مکہ والے اس کو واپس نہ دیں گے اور اگر کوئی مکہ والا مسلمان ہو کر مدینہ گیا تو اس کو واپس پیر کرنا ہوگا۔ اس طرح کی شرائط بعض صحابہؓ کو ناگوار بھی لگدیں لیکن آنحضرتؐ نے خداوندی حکم سے سب کو بخوشی منظور کیا۔ حضرت حق تعالیٰ کے علم میں یہ صلح شکست نامی تھی۔ چنانچہ اسی بنا پر حضورؐ کو بشارت آئی کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا یعنی ہم نے یہ تعین کمال نفع غیبت کی ہے۔ چند ہی روز میں اس بشارت نے عملی صورت اختیار کر لی اور اس صلح کے نتیجہ میں مکہ منظر بغیر کسی جنگ و قتال کے آنحضرتؐ کے زیر نگین آگیا۔

نبی نصیر۔ یہ یہود کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھا۔ انھوں نے مخفی طور پر آنحضرتؐ کو قتل کرنے کی سازش کی تھی جس کا آنحضرتؐ پر انکشاف ہو گیا۔ اس جرم کی پاداش میں ان کو مدینہ کے اطراف سے سترہ میل جلا وطن کیا گیا اور خیبر میں آباد ہو جانے کی اجازت دیدی گئی۔ بنو قریظہ۔ یہ یہود کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھا۔ آنحضرتؐ نے ان سے ایک معاہدہ کیا تھا جس کی رُو سے فریقین کو دشمن کے مقابل میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ضروری تھی۔

غزوہ خندق کے موقع پر دیگر قبائل کے مقابل میں مسلمانوں کی مدد و تودرکنار یہ لوگ بھی مخالفوں سے ہمساز ہو گئے اور معاہدہ شکنی کرتے ہوئے مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہو گئے۔ غزوہ خندق میں جب فیضی تائید سے آنحضرتؐ کو شہر میں نفع و نصرت حاصل ہو گئی تو آنحضرتؐ نے ان لوگوں کو معاہدہ شکنی کی سزائے موت دی جو خود یہود کی شریعت کے مطابق تھی۔

بلال بن رباح رضی اللہ عنہ حضرت بلالؓ حبشی نسل تھے۔ دعوت اسلام کے آغاز ہی میں مشرتب اسلام ہو گئے تھے۔ انھوں نے اسلام کی خاطر اپنے آقا امیہ ابن خلف کے ایسے ایسے دردناک مظالم برداشت کئے ہیں جن کے سننے سے بھی لرزا طاری ہوتا ہے۔ بالآخر حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے



ان کو خرید کر آزاد کیا۔ پھر تمام عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزاری ان کو مؤذن رسول اللہ ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ طیبہ میں قیام کی تاب

نہا سکے اور ملک شام میں منتقل ہو گئے۔ وہاں سترہ میں بھر ۶۳ سال وفات پائی۔ ان کی اذان میں بڑا ہی سوز و گداز تھا۔ ایک مرتبہ مکہ منظر میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اذان کی فرائض کی، مقرر پیش کرنے کے باوجود تعمیل حکم پر مجبور ہو کر اذان شروع کی جس وقت اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰہِ پر پہنچے تو غش کھا کر گر گئے۔

**طالوت**۔ یہی اسرائیل کا ایک نیک بادشاہ تھا اس کی بادشاہت پیغمبر وقت شموئیل کی بشارت کے مطابق عمل میں آئی تھی۔ بادشاہت کے دوران اس کو ایک سخت قومی دشمن جالوت سے جنگ کرنی پڑی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا بچپن تھا اور وہ بکریاں چرایا کرتے تھے حضرت شموئیل نے طالوت کو بشارت دی کہ جالوت کی موت حضرت داؤد کے ہاتھوں ہوگی طالوت نے حضرت داؤد کو فوج میں شامل کر لیا۔ دوران سفر میں چند پتھروں نے حضرت داؤد سے کہا کہ ہم کو ساتھ لے لو جالوت ہماری ضرب سے مرے گا۔ حضرت داؤد نے وہ پتھر اٹھا کر اپنی زمیں میں رکھ لئے۔ جس وقت جالوت سے مقابلہ ہوا تو حضرت داؤد نے وہی پتھر اس کے مارے جن سے جالوت ہلاک ہو گیا۔  
قرآن پاک میں مذکور ہے۔ وَ قَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا۔

**حضرت مریم علیہا السلام**۔ حضرت مریم کنواریں ہی میں حکیم خدا عالم ہو گئیں تو نہادت کی وجہ سے جنگل میں تنہا گئیں اور دعا کرنے لگیں۔ یٰلَیْسَ لَیَّیْ نَحْنُ وَ مَثَ جَبَلٌ هٰذَا وَ کُنْتَ نَبِیَّۃً مُّسَبِّحًا کَاشَ مِنْ اَسَ سے پہلے مر گئی ہوتی اور بھولی بھری بن جاتی۔ فرشتے نے ان کو تسلی دی پھر جب ان کے بطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ ان کو گود میں لے کر اپنے قبیلے میں آئیں، لوگوں نے ان کو طاعت شروع کر دی اس پر انھوں نے لوگوں سے کہا تم اسی بچے سے اس معاملہ کی تحقیق کر لو۔ لوگوں نے کہا ہم گھوڑے کے بچے سے کیا پوچھیں تو حضرت عیسیٰ بول اُٹھے۔

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اَنَا فِی الْکِتَابِ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیَّۃً وَ جَعَلَنِیْ مَبَآرَکًا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے اس نے نبی بنایا ہے اور بابرکت کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس گفتگو کے بعد لوگوں کے شکوک مٹ گئے اور

وہ سمجھ گئے یہ سب معاملہ منجانب اللہ ہے۔



اہل سبا۔ بن کے علاوہ سبا کے باشندے تھے۔ قرآن نے اہل سبا کا ذکر حسب ذیل آیتوں میں کیا ہے۔

فِي مَسَاكِينٍ آيَةً جَنَّاتٍ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ هُمْ كُلٌّ فِي فِئَةٍ وَأَشْكَرُوا اللَّهَ الَّذِي بَدَّلَهُمْ طَبَقًا مِمَّا كَانُوا فِيهِ فَهُمْ بِهِ حَبِيرُونَ وَأَمْطَرْنَا مِنْ يَمِينِ سِدْرٍ مَبْنُوعٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْكَافِرُونَ  
 بیشک سبا والوں کے لئے اپنی ہی بستی میں نشانی تھی دائیں بائیں ارباب تھے۔ اپنے مالک کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر بجا لاؤ۔ ایسا پاکیزہ شہر اور مالک بخشنے والا۔ تو انھوں نے رد گردانی کی۔ ہم نے زور کا سیلاب ان پر چھوڑ دیا اور دودھ مارا کو بدل کر دوباغ ایسے کر دیئے جن میں بد مزہ میوے اور بھجائے کے درخت اور تھوڑے سے پھل کے درخت رہ گئے۔ ان کی ناشکری کی ہم نے ان کو یہ سزا دی اور ہم انہی کو سزا دیا کہ تیرے نہیں جو ناشکرے ہوں۔  
 حضرت انس رضی اللہ عنہ۔ یہ مالک کے بیٹے تھے اور ان کی ماں کی کنیت ام سلیم تھی۔ مالک کے بعد ام سلیم نے حضرت ابو طلحہ انصاریؓ سے شادی کر لی تھی۔ حضرت انسؓ کی تربیت حضرت ابو طلحہؓ نے کی جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ لائے۔ حضرت انسؓ کی عمر دس سال کی تھی ان کو ان کی ماں اور حضرت ابو طلحہؓ نے آنحضرتؐ کی خدمت پر مامور کر دیا انھوں نے نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ دس سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور خادم خاص کا رتبہ پایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت خوش تھے اور ان کو بہت تمایا دیتے تھے۔ انہیں دعاؤں کی برکت سے ان کو صحابہ کرام میں مال اور اولاد کی کثرت میں امتیاز تھا۔  
 آنحضرتؐ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یہ بصرہ میں آیا۔ ہو گئے تھے۔ ۹۱ھ میں بصرہ تقریباً ۳۳ سال انھوں نے بصرہ میں ہی وفات پائی اور ان کی وفات ۱۲۰ھ میں ہوئے والے صحابہ میں سے سب سے آخر میں ہوئی ہے۔

تیسرے۔ بورن فیل یہ وہ بیابان ہے جس میں بنی اسرائیل چالیس سال تک مجوس اور قیدی رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو عاتقہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا جو مکہ شام پر قابض تھے۔ بنی اسرائیل نے اس جہاد میں شرکت سے انکار کیا اور طرح طرح کے نامعقول عذر پیش کرنے شروع کر دیئے اور کہہ دیا اے موسیٰ تم اور تمہارا خدا عاتقہ سے جہاد کرنے



ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ اس جرم کی پاداش میں خدا نے انہیں  
بیتہ کے میدان میں مقید کر دیا یہ اس میں بھٹکتے پھرتے تھے اور  
اُن کو اس جنگل سے نکلنے کا راستہ نہ ملتا تھا۔ یہ لوگ بنی اسرائیل کی

بارہ جماعتوں پر مشتمل تھے۔ ہر جماعت حضرت یعقوب کے کسی ایک فرزند کی نسل تھی اور ہر جماعت میں  
تقریباً پچاس ہزار اشخاص تھے۔ یہ لوگ تمام دن راستے طے کرتے تھے، صبح کو سو کر اٹھتے تو اپنے آپ کو اسی  
مقام پر پاتے جہاں سے صبح کو چلے تھے۔

اویس۔ یہ عامر کے بیٹے اور قرن علاقہ جن کے باشندے ہیں اسی لئے قرنی کہلاتے ہیں۔ ان میں  
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دالہا نہ جذبہ تھا چونکہ اُن کی والدہ اُن کی خدمت کی محتاج اور  
ضرورت مند تھیں لہذا اُن کی آنحضور کی خدمت میں حاضری نہ ہو سکی اور اُن کو آنحضور کا ریدار میسر نہ آیا  
اسی لئے اُن کو تابعین میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ اپنی آخری عمر میں بصرہ میں آکر آباد ہو گئے تھے حضرت  
عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اُن کو سلام کہلایا اور دعا کی فرائض کی تھی۔ انہی کی نسبت سے نسبت  
اویس وہ نسبت کہلاتی ہے جو کسی مرید کو شیخ سے جسمانی ملاقات کے بغیر حاصل ہو جائے۔

**ابولہب اور اس کی بیوی**  
ابولہب کنیت نام عبدالعزیٰ ہے اُس کی بیوی کاناک  
اروی اور کنیت اُم جمیل ہے۔ ابولہب آنحضور کا حقیقی چچا  
تھا لیکن یہ اور اس کی بیوی آنحضور کو تکلیف پہنچاتے اور مخالفت میں سبک پیش پیش تھے آنحضور  
کی ابتدائے دعوت سے آخر دم تک آنحضور کی مخالفت کرتا رہا بالآخر کفر کی حالت میں موت ہوئی۔  
سورۃ تبت اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

**فرعون موسیٰ**  
اس کا نام ولید بن مصعب ہے اور چونکہ یہ مصر کا بادشاہ تھا اس لئے اُس کو  
فرعون کہا جاتا ہے۔ شاہان مصر کا یہی لقب ہوتا تھا اُس کے واقعات  
قرآن پاک میں بالتفصیل مذکور ہیں۔

سجاد حسین

صدر مدرس مدرسہ عالیہ فقہوری دہلی

۲۱ شوال ۱۳۹۶ھ

۱۸ اگست ۱۹۷۶ء



## دفتر سوم مثنوی مولانا روم

### فہرست مضامین دفتر سوم مثنوی مولانا روم

نمبر	مضامین	صفحہ	نمبر	عنوان	صفحہ
۱	مقدّر		۲۸	تقدّم داورت و داورت و داورت و داورت	
۲	اے ضیاء الحق حسام الدین بیار		۲۹	مستی جزا از دیدن جزا و دشتین او کوہ مقابل	
۳	تقدّم خورندگان پیل بچکان		۳۰	تغنا کردن داورت و داورت مقام بشریت را	
۴	بقیت تقدّم مضر ضان پیل بچکان		۳۱	خواب دیدن فرعون آمدن موسیٰ علیہ السلام را	
۵	بازگشتن بکلیت پیل بچکان		۳۲	بمیدان خواندن فرعون بنی اسرائیل را	
۶	خطائے مہمان کہ بہتر از صواب بیگانگانست		۳۳	حکایت در تمثیل	
۷	امر کردن حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام		۳۴	بازگشتن فرعون از میدان بشہر شادمان	
۸	انشاء گفتن نیاز مندین بیک گفتن حق مست		۳۵	جمع آمدن عمران بہاد و موسیٰ	
۹	فریفتن روستائی شہری را		۳۶	وحیت کردن عمران بخت را	
۱۰	تقدّم اہل بادطاعتی کردن نعمت ایشان را		۳۷	ترسیدن فرعون از بانگ و غرور و غوغا	
۱۱	جمع آمدن اہل آفت ہر صباے		۳۸	پیدا شدن ستارہ موسیٰ بر آسمان	
۱۲	باقی تقدّم اہل صبا		۳۹	خواندن فرعون زنان بنی اسرائیل را	
۱۳	بقیت تقدّم رفتن خواجہ بدعوت روستائی		۴۰	بوجود آمدن موسیٰ علیہ السلام	
۱۴	دعوت کردن باز بطن را		۴۱	بازدہی آمدن بہاد و موسیٰ علیہ السلام	
۱۵	رجوع بکلیت خواجہ در روستائی		۴۲	حکایت مارگیر سے کاڑ دہائے افسردہ را مرہ پنداشت	
۱۶	تقدّم اصحاب ضرّواں و حیل کردن ایشان		۴۳	تہدید کردن فرعون موسیٰ علیہ السلام را	
۱۷	رواں شدن خواجہ بسوئے دہ با عیالان		۴۴	جواب گفتن موسیٰ علیہ السلام فرعون را	
۱۸	رفتن خواجہ در تو مش بسوئے دہ		۴۵	پانچ دادن فرعون موسیٰ علیہ السلام را	
۱۹	لواحق بنی جنون آن سگ را کہ مقیم کوئے یلّے بُود		۴۶	جواب موسیٰ علیہ السلام مرفعون را	
۲۰	رسیدن خواجہ در تو مش بدہ اشارت رشتاقین مدعی کمال را		۴۷	جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را	
۲۱	اقتادن شغال در خم رنگ در نگین شدن دے		۴۸	مہلت دادن موسیٰ علیہ السلام فرعون را	
۲۲	چرب کردن مردان فی لب و سلب خود را		۴۹	فرستادن فرعون بہاد و در طلب ساحران	
۲۳	ایمن بودن بطن با عور کا امتحان کرد حضرت عورت اود را		۵۰	استفسار کردن بہاد و ساحران از دگر گوہر پدرا	
۲۴	برون گرہ زدن و رسوا شدن پہلوں		۵۱	جواب گفتن ساحر مرہ با فرزند ان خود	
۲۵	دعوت طاعتی کردن آن شغال کہ در خم جتاغ افتادہ بود		۵۲	تنبیہ کردن قرآن مجید را بعصائے موسیٰ علیہ السلام	
۲۶	دعویٰ کردن فرعون الوہیت را		۵۳	جمع آمدن ساحران از دامن پیش فرعون	
۲۷	تغییر و تنویر فطرت فی لحن القبول		۵۴	اختلاف کردن در چگونگی و شکل پیل در شب تار	



صفحہ	عنوان	نمبر	صفحہ	عنوان	نمبر
	جزع ناکردن شیخ بزرگوار بزرگ فرزندان خویش	۸۲		دعوت کردن نوح علیہ السلام پیرا و سرکشیدن او	۵۵
	مذگفتن شیخ بہر ناکرستن بزرگ فرزندان	۸۳		توفیق میان ایں دو حدیث کا ارضا با کلمہ کفر و حدیث دیگر	۵۶
	قصہ خواندن شیخ ضریح قرآن را از روی مصحف	۸۴		من لم یؤمن بقضائی ولم یضبط علی تلافی الخ	
	میر کردن لقمان علیہ السلام چون دید کہ داؤد علیہ السلام	۸۵		ش در بیان آنکہ حیرت مانع بحث و فکر است	۵۷
	ملقبہ انا بن راست میگردان سوال			حکایت	۵۸
	بقیہ قصہ نابینا و مصحف خواندن آن بنظر	۸۶		داستان مشغول شدن عاشق بعشق ناز خواندن	۵۹
	صفت بعض اولیاء کریم رضی اللہ عنہم	۸۷		حکایت آن مرد کہ دھندہ او علیہ السلام شب روز و ما و لغزش می کرد	۶۰
	سوال کردن بہلول آن درویش ولی را	۸۸		دیدن گاؤں و غنای آن دھانندہ بالحد	۶۱
	قصہ دقوی تو کرمانش	۸۹		در بیان آنکہ علم را در پردگان را یک پرست	۶۲
	بازگشتن بقصہ دقوی علیہ الرحمۃ	۹۰		مثال رنجور شدن آدمی بوجہ تعظیم خلق	۶۳
	سر طلب کردن موسیٰ خضر را علیہما السلام	۹۱		در بیان آنکہ عقول خلق متفاوت است در اصل فطرت	۶۴
	بازگشتن بقصہ دقوی علیہ الرحمۃ	۹۲		در ہم آنگندن کودکان استاد را بکر	۶۵
	نمودن مثال ہفت شمع سوئے حاصل	۹۳		رنجور شدن فرعون بوجہ از تعظیم خلق	۶۶
	شدن آن ہفت شمع بر مثال یک شمع	۹۴		رنجور شدن استاد معلم بوجہ و خیال	۶۷
	نمودن آن شمعہا در نظر آن شیخ ہفت مرد	۹۵		در ہم بار در ہم آنگندن کودکان استاد را	۶۸
	باز شدن آن شمعہا ہفت درخت	۹۶		خلاصی یافتن کودکان از کتب بدیں کر	۶۹
	معنی بودن آن درختان از شمیم خلق	۹۷		رفتن مادران کودکان با مادران و استاد	۷۰
	یک درخت شدن آن ہفت درخت در نظر او	۹۸		در بیان آنکہ تن روح را چوں لباس است	۷۱
	ہفت مرد شدن آن ہفت درخت	۹۹		حکایت آن درویشی کہ در کوہ غلوت کردہ بود	۷۲
	پیش رفتن دقوی با نامت آن قوم	۱۰۰		دیدن زر و عاقبت کار او چوں برون عاقبت گفتن	۷۳
	پیش رفتن دقوی با نامت آن قوم نہیں	۱۰۱		بقیہ قصہ آن زائر کوہی کہ در کردہ بود کہ میرہ کوہی از	۷۴
	آتش کردن آن قوم از پس دقوی	۱۰۲		درخت باز گیسر	
	بیان اشارت سلام سوئے دست راست	۱۰۳		تشبہ بندہ ام قضا بصورت پنہاں و از پیدا	۷۵
	شنیدن آن دقوی در زمانہ افغان اہل کشتی را	۱۰۴		مضطرب شدن آن فقیر نذر کنندہ بکندن امر وادار درخت	۷۶
	قصوات مرد و عازم	۱۰۵		مشہم کردن آن شیخ را با آذودان و بیدار شدنش را	۷۷
	دعا و شفاعت دقوی در غلامی آن کشتی	۱۰۶		کرامت شیخ قطع در زیل یافتن او بدو دست در غلوت	۷۸
	انکار کردن آن جماعت بردہ و شفاعت دقوی	۱۰۷		سبب جرأت ساحران فرعون بر قطع دست و پا	۷۹
	باز شرح کردن حکایت آن طالب رذیعی	۱۰۸		حکایت کردن استریش شکر کس بسیار در سوئے می ختم	۸۰
	رفتن ہر دو ہم پیش داؤد علی بنیاد علیہ السلام	۱۰۹		اجتماع اجزائے خبر علیہ السلام بعد رسیدنش	۸۱



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۱۰	بیرون شدن داؤد نبی علیہ السلام و شیدن از ہر دو خصم	۱۴۲	باز جواب گفتن انبیاء علیہم السلام ایشان را
۱۱۱	حکم کردن داؤد علیہ السلام بر کشنده گاؤ	۱۴۳	حکمت در آفریدن دوزخ در آن جهان
۱۱۲	تضرع کردن آن شخص از داور داؤد علیہ السلام	۱۴۴	بیان آنکہ حق تعالی صورت ملک را سبب تنجیم
۱۱۳	رفتن داؤد علیہ السلام در خلوت	۱۴۵	کردن جباران کو سفر حق نباشند ساختہ
۱۱۴	حکم کردن داؤد علیہ السلام بر صاحب گاؤ کہ از سر گاؤ بگذر	۱۴۶	قصہ عشق صوفی بر صفوہ تمی از خورش
۱۱۵	حکم کردن داؤد بر صاحب گاؤ کہ جلالی خود بویے بخش	۱۴۷	مقصود بودن یعقوب علیہ السلام بکشتیدن بعام حق تعالی
۱۱۶	عزم کردن داؤد بخواندن حق بلی محراب را از آب کشا کند	۱۴۸	حکایت غلام امیر کائنات عظیم داشت در دنیا جات
۱۱۷	گواہی دادن دست پا و زبان بر سر ظالم ہم در دنیا	۱۴۹	نمود شدن انبیاء علیہم السلام از قبول دین برائی منکران
۱۱۸	بیرون رفتن خلائق بسوی آن درخت	۱۵۰	بیان آنکہ رسول علیہ السلام فرمودہ این بذر قالی اریا مانع
۱۱۹	قصاص فرمودن داؤد علیہ السلام خون را	۱۵۱	حکایت منیل در خوارانافتن انس بن مالک
۱۲۰	در بیان آنکہ نفس آدمی بجائے آن خورفت کہ کسی گاؤ کشد بوز	۱۵۲	قصہ فراریدن رسول علیہ السلام کاروان عرب را
۱۲۱	فریاد صوفی علیہ السلام بر فراز گاؤ از احقان	۱۵۳	تشکیک آن غلام بپشتن از غیب پیچہ رسول خدا مسلم
۱۲۲	تقابل سبب حماقت ایشان	۱۵۴	دیدن خواجہ غلام خرد اسفید و رفتن ناشن
۱۲۳	شرح آن کو در دین و آن کو تر مشن	۱۵۵	در بیان آنکہ حق تعالی ہر چہ داؤد آفرید از سموت و ارض
۱۲۴	صفت خرمی شہر سبب دانشگری ایشان	۱۵۶	دائمان و اعراض ہمد را با ستدا و حاجت آفرید
۱۲۵	آمدن پیغمبران ب نصیحت اہل سبب	۱۵۷	آمدن نرنگے کافرو باطل شیر خوارہ نزد رسول خدا مسلم
۱۲۶	معجزہ خواستن قوم از پیغمبران علیہم السلام	۱۵۸	دردن عقاب مرزہ رسول علیہ السلام را و برون بہرہ
۱۲۷	مشہم داشتن قوم انبیاء را علیہم السلام	۱۵۹	وجہ جرت گفتن از بس حکایت
۱۲۸	حکایت خرگوشاں کہ خرگوشے را بر سات پیش فیل فرستادند	۱۶۰	استدماکے آن مراد صوفی علیہ السلام زبان بہانم
۱۲۹	جواب گفتن انبیاء علیہم السلام ایشان را	۱۶۱	دعی آمدن از حق تعالی بسوی علیہ السلام
۱۳۰	بیان آنکہ ہر کس را ترشدیل آوردن حاضر و کارا ہنی	۱۶۲	تالغ شدن آن مرد و طلب تسلیم زبان مرغ غائی
۱۳۱	شکایت از قوم فوج با ستہ از در زمان کشتی ساقی داؤ	۱۶۳	جواب خروس سگ را
۱۳۲	حکایت آن دزد کہ رسیدند چہ بیکٹی در نیم شب	۱۶۴	تعل شدن خروس پیش سگ
۱۳۳	جواب آن شل کہ منکران گفتند از صالت خرگوش	۱۶۵	خبر دادن خروس از مرگ آن خواجہ
۱۳۴	بیان معنی حرم و مثال مرد عازم	۱۶۶	دیدن آن شخص بسوی مونی بر زنہا چون خبر مرگ و شنید
۱۳۵	ذمات مال آن سرخ کہ ترک حرم کرد	۱۶۷	و کارون مونی علیہ السلام بہت سلاقی ایمان آن شخص
۱۳۶	حکایت مذکورن منکران ہر زستان	۱۶۸	اجابت کردن حق تعالی دماکے مونی علیہ السلام را
۱۳۷	منع کردن منکران انبیاء را علیہم السلام از نصیحت کردن	۱۶۹	حکایت آن زن کہ فرزندش نمی زیست
۱۳۸	جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را	۱۷۰	در آمدن حمزہ رضی اللہ عنہ در حرب بے زورہ
۱۳۹	مکر کردن آن منکران جہتہائے جبریاں را	۱۷۱	جواب حمزہ رضی اللہ عنہ و آن خلق را
۱۴۰	باز جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را	۱۷۲	جیلد موعون شدن در سبب و شرمی
۱۴۱	مکر کردن قوم اعراض بر انبیاء علیہم السلام		



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۰۵	باقی قصہ مہمان ان مسجد مہمان کش	۱۴۲	وفات یا حق بلال رضی اللہ عنہ باقاعدگی و طرب
۲۰۶	ذکر خیال برائے شہیدی قاصر نہاں	۱۴۳	حکمت و برہن گشتن تن برگ
۲۰۷	تفسیر حدیث ابن القنڑان ظہر اذ نطنا الخ	۱۴۴	تشبیہ دنیا کہ نظام فراغت و مسکن تنگ
۲۰۸	بیان آنکہ رفتن انبیا و اولیا علیہ السلام بکر مہمان	۱۴۵	بیان آنکہ ہر جہفت و کابل و تاریکست ہر از تنست
۲۰۹	دعا و اجابت پنہاں کردن خویش نیست	۱۴۶	تشبیہ بعض باقیاس
۲۱۰	تشبیہ صورت ادبیا و صورت کلام اولیاء	۱۴۷	آداب المستعین والمریدین
۲۱۱	تفسیر قول تعالیٰ یا حیال آدبی مَعْدُو الطَّيِّبُ	۱۴۸	شما حقن ہر حیوان برے خدمت خویش را
۲۱۲	جواب طعن زندقہ بر مثنوی	۱۴۹	فوق بیانی آستین چہرے بشال تقلید میان آستین کیت آں چیز
۲۱۳	مثل زدن در رسیدن کز اسب	۱۵۰	جمع و تفریق بیان لغوی و اشارات
۲۱۴	بقیہ قصہ مہمان و مسجد مہمان کش	۱۵۱	مسئلہ فنا و بقائے درویش کامل
۲۱۵	تفسیر آیہ ذَا جَلَبِ عَلَیْکُمْ جُلُودُ الْاَیَّامِ	۱۵۲	تقد وکیل صدر جہاں کہ مستہم ہشت
۲۱۶	رسیدن بانگ طلسم نیم شب مہمان سب	۱۵۳	پیدائش روح القدس بصورت آدمی بر مہم بوقت غسل
۲۱۷	طاقت آں عاشق با صدیہ جہاں	۱۵۴	گفتن روح القدس مریم را علیہا السلام
۲۱۸	جذب ہر عنصر سے جس خود را	۱۵۵	عزم کردن آں کیں از عشق
۲۱۹	مغنیب شدن بجان نیر بجائے ارواح	۱۵۶	پرسیدن معشوقی از عاشق کز دشہر اکدم بہترست
۲۲۰	فتح عزم و تنہا جہت با خبر کردن آدمی را	۱۵۷	منع کردن دوستان اودا از مراجعت
۲۲۱	نظر کردن پیغمبر علیہ السلام با سیراں و تبسم کردن	۱۵۸	لا ابالی گفتن عاشق نامح و ماذل
۲۲۲	تفسیر اس آیت اِنْ تَسْتَعِظُوا فَعِدَّتْ بِکُمْ اَلْقَدَرُ	۱۵۹	روئے نہادن آں عاشق بطوئے بخارا
۲۲۳	بہتر آنکہ بے مراد و بار گشتن رسول علیہ السلام	۱۶۰	در آمدن آں عاشق لا ابالی روز قضا
۲۲۴	از صدیہ حق قلئے لقب آں منع کرو	۱۶۱	جواب گفتن عاشق ماذلاں و جہدیکہ کنندگان را
۲۲۵	تفسیر حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۶۲	رسیدن آں عاشق بمشوق
۲۲۶	کرا لا تَقْضِیْ لَوْ فِیْ عَلٰی فَوْشِ بِنِیْ مَتٰی	۱۶۳	صفت کردن آں مسجد کہ مہمان کش بود
۲۲۷	آگاہ شدن پیغمبر علیہ السلام از طعن ایشان	۱۶۴	آمدن مہمان در آں مسجد
۲۲۸	فہم کردن رسول علیہ السلام ضمیراں سیراں را	۱۶۵	طاقت اہل مسجد مہمان عاشق را
۲۲۹	بیان آنکہ طامعی در عین قاصر ہی مقہورست	۱۶۶	جواب گفتن عاشق نامحان و طاقت گریاں را
۲۳۰	جذب معشوق عاشق را من حیث لا یقبلہ اللہ عاشق	۱۶۷	بیان آں کہ عشق جالیوس برس جیاب دنیا بود
۲۳۱	رسیدن بخارا عاشق در زندگی صدر جہاں	۱۶۸	طاقت کردن اہل مسجد مہمان را
۲۳۲	دوا خواستن پش از دست باد حضرت سلیمان علیہ السلام	۱۶۹	گفتن شیطان فریضہ را کہ چنگ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام آید
۲۳۳	ہر کردن سلیمان علیہ السلام بکہ تنظیر را با جفا خصم	۱۷۰	مکر کردن ماذلاں پسند را بر آں مہمان
۲۳۴	فراقتی معشوق عاشق بہ پیش خود را	۱۷۱	جواب گفتن مہمان ایشان را
۲۳۵	با خوش آمدن عاشق بہ پیش دروئے باناد و دل پشنا	۱۷۲	تشبیل کردن محسن و تمیل و بے صبری او
۲۳۶	کلیات آں عاشق دراز بحر سیاحتان	۱۷۳	تشبیل صابر شدن مومن چون بر آسراہ بلا واقع شود
۲۳۷	یقین عاشق معشوق را و بیان آنکہ جزینہ یا بندہ بود	۱۷۴	مذہب گفتن کہ بانو یا خود



# بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے ضیاء الحق خدام الدین بیا  
 اے ضیاء الحق خدام الدین  
 برکش گنجینہ اسرار را  
 رازوں کا خزانہ کھول دے  
 قوتت از قوت حق می زبہ  
 تیری طاقت، انہ کی طاقت سے خوش ملے جو  
 ایں چراغ شمس کو روشن بود  
 یہ سورج کا پسراں جو روشن ہوتا ہے  
 مستفک گردوں کو چینیں اکم بود  
 آسمان کی پھت جو اس طرح سے ہمیشہ سے ہے  
 قوت جبریل از مطبخ نبود  
 حضرت جبریل کی قوت مطبخ کی وجہ سے نہ تھی

ایں سوم دفتر کسنت شد سہ بار  
 یہ تیسرا دفتر کیونکہ تہرنا سنت ہے  
 در سوم دفتہ پہل اعدار را  
 تیسرے دفتر میں اعدوں کو چھوڑ دے  
 نزع عرقے کز حرارت می جہد  
 نہ کہ رگوں سے جو گرمی سے پھٹ کر نکلتی ہیں  
 نزع قتیاد و پیسہ و روغن بود  
 جی اور روئی اور تیل کی وجہ سے نہیں ہے  
 نزع طناب و استے قائم بود  
 رستے اور استوں کی وجہ سے قائم نہیں ہے  
 بود از دیدار خلاق وجود  
 وجود کو پیدا کرنے والے اللہ کے دیدار کی وجہ سے تھی

اے ضیاء الحق عظمیٰ مرانا کے دہی  
 خلیفہ اور مہر پہ میں جو مثنوی کہنے  
 کے متحرک ہوئے ایں سوم  
 طہارت نظامی و ضیاء غفل  
 میں نہیں بار و عوام سنوں ہے  
 لہذا طہارت باطنی جو مثنوی کے  
 مضامین سے حاصل ہوتی ہے  
 اگلے تے بھی تیسرے دفتر میں  
 تیسری بار مضامین لانا مناسب  
 ہے۔ آخر کار ستر کی جمع، راز  
 پہل۔ امر کا صیغہ ہے لبید  
 بمعنی چھوڑنا۔ اعداء یعنی وہ عہد  
 جو دوسرے دفتر کے تاخیر سے  
 شروع کر کے کا سبب بنے تھے۔  
 اے قوتت یعنی جہاں کی کوری  
 کا مقررہ کر کے کہ تیری قوتت جسم  
 اور رگوں کی پیداوار نہیں ہے  
 بلکہ عطائے خداوندی ہے جی  
 زہد۔ نہ سیدن نشو و نما پانا، آپ  
 چراغ جس طرح سورج کی روشنی  
 ظاہری اسباب کی بنا پر نہیں

ہے اسی طرح تمہاری طاقت اسباب ظاہری سے متعلق نہیں ہے۔  
 اے مستفک گردوں۔ آسمان کا قیام بھی اسباب ظاہری سے متعلق نہیں ہے۔ قوت جبریل حضرت جبریل  
 کی قوتت کہ بازو کے سہارے ہستیوں کو اٹھ دیا جہاں کی غذا کی وجہ سے نہ تھی۔



لے پھینکے۔ اور بارگاہ کی قوت میں جانب اللہ ہوتی ہے مادی نہیں ہوتی ہے جسم نکال۔ ابدال کے اجسام بھی نرالی ہیں اور وہ انسانی روح اور تمام فطرتوں سے بڑے ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ مشیخ ضام الدین کو خطاب ہے۔ اس لئے خود بخود بعض لسانی مذاق مگر وہ دانش۔ عناصر اربعہ آپ کے مزاج سے مغلوب ہیں لہذا آگ آپ کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی ہے۔ ہر مزاج عام انسانوں کے مزاج عناصر اربعہ سے بنا ہے لیکن آپ کا مزاج اللہ کے اطلاق سے بنا ہے۔

لے ہیں مزاجت یعنی آپ چونکہ اخلاق الہی کے ساتھ متصف ہیں لہذا آپ کو اللہ سے اتحاد حاصل ہو گیا ہے۔ لے درینا۔ عوام کی سمجھ کے گھ سے یہ مضنون و محض نہیں آتا ہے عوام وہ عقلمند نہیں رکھتے ہیں جو ان مضامین کو محفل کے لئے اختیار کرتے ہیں لیکن ضیاء الحق میں وہ طاقت ہے کہ پتھر کے گھ سے بھی اس مضمون کو آواز دے سکتا ہے۔ کورہ طور۔ مسافین معرفت کو کورہ طور سمجھا لیا کہ وہ پتھر ہے تو کورہ طور کا قص معرفت کی معرفت بنا لینے کی وجہ سے تھا حق تعالیٰ بخشی۔ ایک انسان دوسرے کو لے کر توڑ سکتا ہے لیکن حق تعالیٰ کا معرفت خدا کا کام ہے حق تعالیٰ و تربیت دنیا توانائی فعل ہے لیکن طالب

پھینکے اس قوت ابدال حق اس طرح اللہ تعالیٰ کے ابدال کی قوت جسم میں اس ہم زور اسرشتہ اند ان کے جسم کو بھی آواز سے بنایا ہے چونکہ موصوفی باوصاف جلیل چونکہ تو بڑے وصفوں سے موصوف ہے گرد و آتش بر تو ہم برد و سلام آگ بھی تجھ پر سلامتی اور ٹھنڈک بجا لگی ہر مزاج را عناصر مایہ الیت عناصر ہر مزاج کا سرایہ میں ہیں اس مزاجت در جہان منبسط دین عالم میں تیسرا یہ مزاج لے در لغا عرصہ افہام خلق بائے افسوس! لوگوں کی فہم کی سیدھا لے ضیاء الحق بخدق رائے تو اے ضیاء الحق چسپری رائے کی ہوشیار چھ کوہ طور اندر بجلی خلق یافت کوہ طور نے جہلی میں خلق پالیا صارد گامینہ وانشق الجبل وہ ٹکڑے ہو گیا اور پہاڑ بچھٹ گیا لقمہ بخشی آید از ہر کس کس لقمہ نہ ہر شخص سے ہر شخص کیلئے ہو سکتا ہے خلق بخشہ جسمہا وروح را وہ جسم اور روح کو خلق بخش دیتا ہے

ہم زحق دال طعام و نر طبق اللہ کی مایہ سمجھ لے نہ کہ کھانے اور طباق کی وجہ سے تاز روح و از ملک بگذشتہ اند یہاں تک کہ روح اور فطرت سے ٹوٹ گئے ہیں ز آتش نمرود بگذر جوں خلیل حضرت خلیل کی طرح نمرود کی آگ سے گذر جا لے عناصر ہر مزاجت را غلام اے وہ عناصر اربعہ تیرے مزاج کے غلام ہیں دین مزاجت بر تراز ہر پائے الیت اور تیرا یہ مزاج ہر مرتبہ سے بالاتر ہے وصف و صحت را کنول شملتقط اب وحدت کی صفت کو پہنچنے والا ہو گیا ہے سخت تنگ آمدن در خلق خلق بہت تنگ ہے مخلوق ملق نہیں رکھتی ہے خلق بخشہ سنگ را حلوائے تو تیرا طوطہ پتھر کو خلق بخش دیتا ہے تاکہ لے نوشید و مے را بر نتافت یہاں تک کہ شرب الی اور شرب کو بھلاشت نہ کر سکا هل رایتم من جبل رقص الجبل کہیں تم نے پہاڑ سے اونٹ کا رقص دیکھا ہے خلق بخشی کاریز دان ریت بس خلق بخشہ معرفت اللہ تعالیٰ کا کام ہے خلق بخشہ بہر ہر عضو جد تیرے ہر عضو کو علیحدہ خلق بخش دیتا ہے

کے اعضاء کا اس کو قبول کرنا اور اس میں قبولیت کی استعداد پیدا کرنا اللہ ہی کا کام ہے خلق بخشہ۔ اللہ تعالیٰ ہر عضو کو اور روح کو اس کے مناسب خلق بخشتا ہے۔



اِس گے بخشہ کہ اجلانی شوی

یہ اس وقت بخشہ ہے جب تو اجلانی ہو جائے

تا نگوئی سرِ سلطان را بکس

نکو تو شاہ کا راز ہر شخص سے نہ کہے

گوش آں کس نوشد اسرارِ خِلال

انشہ کے راز اس شخص کا کمان سنتا ہے

خلق بخشہ خاک را لطفِ خدا

انشہ دے گا کہ ہرانی بھی کو خلقِ مایت کرتی ہے

باز حیواں را بہ بخشہ خلق و لب

پھر (انشہ) حیوان کو خلق اور برکت بخشا ہے

چوں گیاہش خورد حیواں گشت

جب اس (حیوان) نے اس (گیاہ) کی گھاس کمان اور چٹا

باز خاک آمد شد اکالِ بشر

پھر (بشر) آئی وہ انسان کو گل جانے والی بنی

ذرا دیدم دہاں شاں جملہ باز

میں نے دیکھے ہیں دیکھے جن کے ستر گھلے ہوئے تھے

برگہارِ برگ از العمامِ او

پشوں کو ساز و سامان اس (انشہ) کے افسام سے ہے

رزقہا را رزقہا اومیدد

و عاشر، رزقوں کو رزقی دیتا ہے

نیست شرحِ اِس سخن را منتہا

اس بات کی تفصیل کا خاتمہ نہیں ہے

جملہ عالمِ اکمل و ماکول داں

تمام عالم کو کھانے والا اور کھایا ہوا سمجھو

از دعا و از دخلِ خالی شوی

فسدِ یب اور کھوٹ سے خالی ہو جائے

تا نریزی قند را پیشِ ملس

تا کہ تو قند کو کھکی کے آگے نہ گرائے

کو چوسنِ صدفِ باں قنادِ لال

جو موسیٰ کی طرح سبز بانوں کے باوجود گریختا ہے

تا خورد خاک آبِ رویدِ صد گیا

یہا تک کہ مٹی پانی پی پی ہے سیکڑوں گھاسیں

تا گیاہش را خورد اندر طلب

یہا تک کہ تاش کر کے اس (خاک) کی گھاس کھا آئے

گشت حیواں لقمہٴ انسان و تر

حیوان، انسان کا تقریباً اور ختم ہو گیا

چوں جدا شد از بشر روح و بصر

جب کہ انسان سے روح اور بینائی جدا ہو گئی

گر بگویم خورد و شاں گردد دراز

اگر میں ان کی عذرا کا بیان کروں تو بات بڑھ

دایگان را دایہ لطفِ عامِ او

بدلتی کر خیا لوں کی دایہ اس کی مام نہرانی ہے

زانکہ گندم بے غذائے چول ہ

کیونکہ گیہوں بغیر غذا کے کب پرورش پاتا ہے

پارہ گفتہ بدانِ زانِ پارہ

میں نے ایک کلمہ کہہ دیا تو اس سے اور ٹکڑوں کو کھجے

باقیاں را مقبیل و مقبول داں

باقی رہنے والوں کو مقبول اور باقبال سمجھو

لے آئے۔ انسانی ہر عضو

اور روح کو خلق میں وقت

بخشا ہے جب انسانِ خدا کی

اخلاق سے موصوف ہو جائے

اور نفس سے اپنے کپ کرکے

کرتے۔ تا نگوئی جب انشہ

یہ عطا تمہیں حاصل ہو جائے تو

۱۲۱ ہوں پر اسرارِ ظاہر نہ کرو۔

گوئی متعارف الہیہ میں وقت

مائل ہوتے ہیں ہر ایک انسان

میں ان کے اخلاق کی پوری

صلاحیت پیدا ہو جائے اور

۱۲۲ ہوں کے سامنے ان کو ظاہر

تہ کرنے پر اس کو قدرت حاصل

ہو جائے خلقِ بخشہ۔ انشہ نے

زمین کو بھی خلقِ مایت قرار دیا

۱۲۳ باوجود حیوانیت،

نباتات کو اپنی غذا بناتی ہیں۔

چوں گیاہش حیوانات سے

انسان اپنی غذا حاصل کرتا ہو

۱۲۴ پھر انسان کے مرنے کے

بعد خاک اس کو اپنی خوراک

بناتی ہے۔

۱۲۵ ذکر کیا کہ نباتات میں بھی

تنازعہ بقا کا نظام جاری ہے

اور نباتات کا ہر ذرہ دوسرے

کو کھانے کے لئے کھڑا ہے

ہوئے ہے۔ برگہا پختے جو

حیوانات کی خوراک ہیں ان

کو بھی انسانی خوراک مہیا

فرماتا ہے۔ کہ نباتات میں جو

چیزیں دوسروں کی پرورش

کرتی ہیں ان کی غذا پرورش

کرتا ہے۔ رزقہا گیہوں خود

رزقی ہے لیکن اگر انسان کو

رزقی میسر نہ آئے تو انسان کی

پرورش نہ ہو۔ جملہ عالم، عالم

امکان میں سب چیزیں ایک دوسرے کو فنا کر رہی ہیں بقا صرف ان کو حاصل ہے جو مقبولِ باقی

اچھی ہیں۔



لے ایں جہاں۔ عالم امکان  
منتشر ہے نہ کہ عالم امکان منتظر  
خاص سے بنے ہیں۔ دان  
جہاں۔ عالم آخرت۔ آپ  
جیواں میں سادف الہیہ  
کے باقیات بزرگ جبکہ  
معمورہ فضاں میں گیا تو وہ ہم  
باقی رہنے والی نگاہ بن گیا۔  
مگر چراغاں اولیاد اور بزرگ  
یک روح ہزار نقاب ہوتے  
ہیں۔ آجکل اس عالم میں جو  
کھانے والے ہیں اور کھائے  
جاتے ہیں ان کا تو من مطلق  
اور نگاہ ہے جو لوگ اپنے نفس  
پر نقاب ہیں اور اندک کی  
مرصیات سے مغلوب ہیں وہ  
صاحب عقل و دانے ہیں۔  
خلق بخشد۔ اللہ نے صفت  
موسٰی کی لاشی کو خلق خدایت  
فرمایا وہ مادہ و گراہی لاشیوں  
اور ریسوں کو حمل گئی۔ ترانہ۔  
حضرت موسٰی کی لاشی سبکہ  
نکل کر بھی مورتی نہ ہوئی کیونکہ  
اس کا کما حیوانی کما ناز تھا۔  
کے مرتضیٰ را جبرائیل صفت  
موسٰی کی لاشی کے خلق تعالٰیٰ  
کے کس خلق سے جو سادس کو  
نکل جاتا ہے۔ پس سادس میں  
طرح خارجی اشیاء کا خلق ہے  
زہنی اشیاء کا بھی خلق ہے۔  
زمانہ یعنی حمت اللہ کی ہے۔  
خلق نفس یعنی اگر انسان اپنے  
آپ کو سادس شیطانی سے  
پاک کر لے مطلق جان یعنی روح  
تو اگر باقی ضرورت سے پاک  
کر لے۔

ایں جہاں ساکناش منتشر  
یہ عالم اور اس کے باشندے ہذا جہاں ملے ہیں  
ایں جہاں و عاشقانش منتقطع  
یہ عالم اور اس کے عاشق بٹ جانے والے ہیں  
پس کریم آنت کو خود را دہد  
تو بزرگ وہ ہے جو اپنے آپ کو پیر دے  
باقیات الصالحات آمد کریم  
بھلا بزرگ، باقی رہنے والی نیکیوں میں ہے  
گر نہ ارانندیک کس بیش نیست  
اگر وہ ہزار ہیں تو بھی، ایک سے زیادہ نہیں ہیں  
اکل و مالول را خلق ست فنا  
کما نیلے اور کھائے جائیے لے کا خلق اور کلا ہو لے  
خلق بخشید او عصائے عدل را  
اس نے انصاف کی لاشی کو خلق بخشا  
واندرو افزوں نشد ز اکل  
اس سبکہ کھانے سے اس میں اضافہ ہوا  
مرقیق را چوں عصا حق خلق  
اللہ تعالیٰ نے لاشی کی طرح حق کو بھی خلق دیا ہے  
پس معانی را چو اعیان خلق  
تو خارجی موجودات کی طرح معانی کے بھی خلق ہیں  
پس زما ہی تا میاں خلق نیست  
ترجمہ سے لے کر جان تک کوئی مخلوق نہیں ہے  
خلق نفس از وسوسہ خالی شود  
نفس کا خلق اگر وسوسہ سے خالی ہو جائے  
خلق جاں کہ فکر تن خالی شود  
روح کا خلق جو جسم کی فکر سے خالی ہو جاتا ہے

واں جہاں ساکناش مستقر  
وہ عالم اور اس کے باشندے ہمیشہ رہنے والے ہیں  
اہل آں عالم مخلصہ مجتمع  
اس عالم والے ہمیشہ اور اکٹھے رہنے والے ہیں  
آپ حیوانے کہ ماند تا ابد  
آپ حیات، تاکہ ہمیشہ رہے  
رستہ از صدف و اختار و حکیم  
جوشنکڑوں آنتوں اور خطروں اور خوف نکلتا پالیا  
چوں خیالات عدویش نیست  
تدو اور جھانے والے غیبت کی طرح نہیں ہیں  
غالب و مغلوب عقل ست و را  
غالب اور مغلوب کے لئے عقل اور دانے ہے  
خورد او خندان عصا و جبل را  
وہ بہت سی لاشیوں اور ریسوں کو بھی حمل  
زانکہ حیوانی نبودش اکل و شکل  
کیونکہ اس کا کھانا اور صورت حیوانی نہ تھا  
تا بخورد او ہر خیالے را کہ زاد  
یہاں تک کہ اس نے ہر اس خیال کو بھی دیا جو پیدا ہوا  
رازق خلق معانی ہم خداست  
معانی کے مخلوق کو رزق دینے والا بھی خدا ہے  
کہ بجنب مایہ او را خلق نیست  
مادہ کو جذب کرنے کیلئے جس کے خلق نہ ہو  
میسماں وحی اجلالی شود  
ترانہ کی وحی کا میسماں ہو جائے  
وانہما روز ریش اجلالی شود  
تب اس کی روزی خدائی ہو جاتی ہے



لہ کر جنیں یہ شعر ساتویں  
شعر تک شرط ہے آسمان  
شعر آؤ حکم جواب شرط ہے  
خوتم درکش پیر بہار اکول  
کھانے کی چیز  
لہ شہا نبات الشمس کا  
باریک پہلا شاہ جنوب  
وہ ہوا جہ جانب جنوب سے  
پلے شمال شمالی ہوا دہر  
سفر کی ہوا چہ یعنی رحم اور  
کا کھنا چار بج ایک شعر  
کی قید ہے جس میں قیدی کے  
پاروں ہاتھ پیر رستوں سے  
باندھ کر چار کیلوں سے باندھ  
دیتے جاتے ہیں نگنائے  
تنگ بگر جس قیدغدا  
عقہ مشقت  
لہ آؤ حکم یہ شعر مکی جیل ہے  
رسالت میں خارجی دنیا کا  
بان کر یعنی پیش کا بچہ  
آؤ راگ جہ متکر ناک انکار  
کرنے والا پہچان میں  
جس طرح ان کے پیش کا  
بچہ جس خارجی عالم کی باتوں  
کا انکار کرتا ہے اسی طرح  
عوام عالم آخرت کی باتوں  
کا انکار کرتے ہیں ناس چہا  
عالم آخرت جیسی میں یہ  
باتیں دنیا والوں نے نہ  
مانیں جی میں دنیاوی  
لائی

گر جنیں را کس بگفتے در رحم  
اگر پیش کے پیچے سے کوئی رحم میں کہتا  
یک زمین خرمی با عرض طول  
ایک ہی چوڑی دل کش زمین ہے  
کو بہا و بحر ہا و دشت ہا  
پہاڑ ہیں دریا ہیں اور جنگ ہیں  
آسمانے بس بلند و پرضیا  
بہت اونچا آسمان ہے اور مستور  
از جنوب و از شمال و از دہر  
جنوبی اور شمالی اور مغربی ہواؤں سے  
در صفت ناید عجائبہائے آں  
اُس کے عجائب بیان نہیں ہو سکتے ہیں  
خوں خوری در چار میخ تنگنا  
تنگ قید خانہ میں چار میخ کھار ہا ہے  
اؤ حکم حال خود متکر مدے  
وہ اپنی مالک کے تھانے سے متکر ہوتا  
کایں محال ست فریب و غرور  
کہ یہ ناممکن ہے اور فریب ہے اور غرور ہے  
جنس چیزے چون ندید اور الے  
اُس کے اور الے نہ چونکہ میں چیز کی جنس نہیں کہیں  
ہچمناں کہ خلق عام اندہاں  
اسی طرح دنیا کی عام خلق  
کایں چاہے ست لب تنگ  
کہ یہ عالم ایک بہت ایک اور تنگ کھانا ہو  
یہی در گوش کسے ایشان رفت  
ان میں سے کسی کے کان میں بات نہ پہنچی

ہست پیروں عالمے بس منتظم  
باہر ایک بڑی منتظم دنیا ہے  
اندربس نعمت و بحد اکول  
اُس میں بیشمار نعمتیں اور بے حد غذا میں ہیں  
بوستانہا باغہا و کشتہا  
سمکتان ہیں باغات میں کھیتیاں ہیں  
اقتاب و ماہتاب صد سہا  
آفتاب اور چاند اور سیکڑوں مہا (تارکے) ہیں  
باغہا وار دعو و سہا و سور  
باغات جہنم اور تازگی رکھتے ہیں  
تو دریں ظلمت چہ در امتحاں  
تو اس اندھیرے میں آزمائش میں کیوں ہے؟  
در میان مجلس و انجاس و غنا  
بندش اور نجاستوں اور مشقت میں  
زیں رسالت معرض کافر شے  
اس پیغام سے اعراض کرنے والا اور کافر ہوتا  
زانکہ وہم کو زیں مغنی ست  
کیونکہ اندھے کو دھم ان باتوں سے دوسرے  
نشو و ادراک متکر ناک اؤ  
اسکا اندھ کر نیکو احساس (ان باتوں کی) نہیں نہا  
زانچاں ابدال می گویند شاں  
ان کو ابدال اس عالم کے بارے میں کہتے ہیں  
ہست بیرون عالمے بے بود رنگ  
(اس) ہے باہر ایک بے جو اور بے رنگ عالم ہے  
کایں طمع آمد حجاب رف و زفت  
کیونکہ یہ لوگ گہرا اور موٹا پردہ بن گیا ہے







گوش را بند طمع از اشتماع  
لائی، کان کو سننے سے روک دیتا ہے

ہیچناں کہ آں جنین را طمع خوں  
جس طرح سے خون کے لای نے اس بیٹ کے بچے

از حدیث ایں جہاں محبوب کرد  
اس عالم کی بات سے محسوسم کر دیا

زین ہمہ انواع نعمت ماند فرد  
نعمت کہ ان تمام نعمتوں سے محسوسم نہ

بر تو ہم طمع خوشی ایں جہاں  
تجربہ یہی اس دنیا کی خوشی کا لادہ

طمع و ذوق ایں حیات پر غور  
دوسرے سے بڑا اس زندگی کے لای اور لذت

پس طمع کورت کند سیکو بدال  
اچھی طرح سمجھ لے لای تجھے انصاف بنا ہے

حق ترا باطل نماید از طمع  
لای کی وجہ سے تجھے حق باطل نظر آتا ہے

از طمع نیز اشوجوں را نشان  
بچوں کی طمع تو لای سے ہمیں زاریں

کاندراں درجوں درانی واری  
جب تو اس دنیا میں بھیجے جائیگا نجات پائیگا

چشم جانت روشن و حق نہیں شود  
حیرت روح کی آنکھ روشنی اور حق کیسے لائی جائیگا

پند مرداں را پذیرا شو بجاں  
دل و جان سے مردان (حق) آگاہ کی نصیحتیں

بشنو اکنوں قصہ و تمثیل اک  
اب اس کی مثال اور ایک قصہ سن لے

چشم را بند و غرض از اطلاع  
غرض، آنکھ کو باغیر ہونے سے بند کر دیتی ہے

کاں غذائے اوست را و طان دو  
جو کہ درجہ وطنوں میں اس کی غذا ہے

خون تن را در دیش محبوب کرد  
اس کے دل کے لئے جسم کے خون کو محبوب کر دیا

غیر خوں و می نہ اند جاشت خود  
خون کے علاوہ وہ غذا کھانا نہیں جانتا

شد حجاب اں خوشی جاوداں  
اس دائمی خوشی کا پردہ بن گیا

از حیات راستینت کرد گور  
بچی زندگی سے تجھے اندھا کر دیا

بر تو یو شانند یقیں را بیگماں  
یقیناً تجھ پر یقین کو پریشان کر دیتا ہے

در تو صد کوری فزاید از طمع  
لای کی وجہ سے حد درجہ اندھا بن جھیں ہو

تا نہی پا بر سر آں آستان  
تاکر اس چوکھٹ پر تو پیسر رکھ کے

از غم و شادی قدم بیرون نہی  
(دنیا کے) غم اور خوشی سے قدم باہر رکھے نہ

بے ظلام کفر نور دیں شود  
دین کا نور کفر کے اندھیرے سے پاک ہو جائیگا

تار ہی از خوف مانی در اماں  
تاکر تو خوف سے نجات پاجائے لو دامن میں ہے

تا سیابی در حقیقت نور جاں  
تاکر تجھے حقیقتاً روح کا نور حاصل ہو جائے

لے ہستناغ ہستناغ غرض  
یعنی غور غرض، اور کان بچن  
کی جگہ ہے، دوقل کہتے  
ایں جہاں یعنی عالم آخرت  
محبوب پر شیدہ۔

لے زین ہمہ یعنی دنیا کی  
اولئذینہ فاعلمیں، تو لایکلا  
یعنی محسوس، جانت، دہر  
کا کانا، مطلقاً کانا بچو  
السان دنیا کی لای کی وجہ  
سے آخری نعمتوں سے محروم  
ہو جاتا ہے۔

لے راستان یعنی آخرت  
کے طالب، آستان، باگاہ  
خداوندی، تو رہیں دربار  
خداوندی، غم و شادی یعنی  
دنیا کا رنگ اور خوشی غم  
یعنی آخرت کا نور۔



قصہ خورندگان پیل بچگان ز حرص و ترک نصیحت ناصحان  
لاحی کی وجہ سے ہاتھی کے بچوں کو کھانے والوں کا تقہ اور نصیحت کرنے والوں کی نصیحت کو ترک کرنا

دید دانائے گروہ دوستان

ایک مقلد نے دوستوں کے ایک گروہ کو دیکھا

می رسید از سفر ذراہ دور

سفر سے اور دراز راستہ سے آ رہے تھے

خوش سلام شان چوں گلشن سلفت

ان کو نپاک سے سلام کیا اور چوں گلشن سلفت

جمع آمد رنج تاں زیں کر بلا

اور اس (میلان) کر بلا کی وجہ سے جمع ہو گئے

تا نساخہ خور زناں فرزند پیل

تم ہاتھی کے بچہ کو ہرگز نہ گمانا

پند من از جان و از دل بشنوید

دل و جان سے میری نصیحت سن لو

صید ایشاں ہست بس نخواہ تاں

جن کا شکار تمہیں بہت مرغوب ہے

لیک مادر شاں بود اندر کیس

لیکن ان کی ماں گھات میں رہتی ہے

او بگرد و در حنین و آہ آہ

وہ روتے ہوئے اور اہلے اہلے کرتے ہوئے بولتا

الحذر زان بچہ مرحوم او

اس کے متعلق ریم بچے سے بچو

در حضور و غیبت آگاہ ناخبر

وہ (ہاتھی) موجود کی اور غیبت میں ناخبر

کو کشد کس از برائے جان کس

کو کہہ اگلی جان کے سلسلے میں بدل لیتا ہے

آل شیندی تو کہ در بند و تان

تو نے وہ تقہ سنا ہے کہ بند وستان میں

گر سنہ ماندہ شد بے برگ و غور

بھوکے، خشک ہوئے بے ساز و سامان اور نکلے

مہر دانائش جو شید و بگفت

اس کی دانائی کی محبت جوش میں آئی اور

گفت دامنم کنز جوع و از خلا

بولایں جانتا ہوں کہ بھوک سے گروہ کے خالی بچہ

لیک اللہ اللہ اے قوم جلیل

لیکن خدا کے لئے اسے بڑا بچہ

پیل ہست اس سو کہ انوں می

جس جانب تم اب جا رہے ہو ہاتھی ہے

پیل بچگان نہ اندر راہ تاں

متباہ راستے میں ہاتھی کے بچے ہیں

بس ظریف اند و لطیف اند کس

نہایت مہمو اور پاکیزہ اور سوتلے ہیں

از بے فرزند صد فرسنگ آہ

اپنے بچے کی خاطر سینکڑوں میل کے راستے سے

آتش و دود آید از خرطوم او

اس کی سونڈ سے آگ اور دھواں نکلتا ہے

اولیا بر اطفال حق اند لیسر

اے لوگو! اولیاء اللہ کے بچے ہیں

غائبی مندش ز نقصان

ان کی غیر ماضی ان کا نقصان نہ بگم

لہ تقہ۔ اس کا خلاصہ  
یہ ہے کہ ان لوگوں نے  
ناصح کی نصیحت نہ مانی  
اور ہر ایک ہونے لگا  
ابوال کی نصیحت نہ ماننے  
سے ہلاکت ہوتی ہے۔

برہنہ۔  
سے تجوہ۔ بھوکا ہونا۔  
یعنی صدہ کا خالی ہونا۔  
وہ علاقہ جہاں امام حسینؑ  
شہید ہوئے نصیحت تاک  
مقام۔ خورد خورد۔

سے ظریف۔ مہمو۔ لطیف۔  
پاکیزہ۔ حسین۔ مہربان۔  
حنین۔ رونے کی آواز۔  
ہاتھی کی سونڈ۔  
اولیاء۔ تمام انسانوں کو اللہ  
کی مجال قرار دیا گیا ہے۔  
مستور۔ یعنی تو چھپا لے۔  
غیبت۔ یعنی ترقیاتی مطلق  
کی حالت۔



گفت اطفال من اندایں اولیاء

اُس نے فرمایا ہے کہ یہ اولیاء میری اولاد ہیں

از برائے امتحان خوار و سیم

وہ آزمائش کے لئے بے وقت اور سیم ہیں

پشت دارِ جملہ عصمتہائے من

میری تمام حفاظتوں پران کا بھروسہ ہے

ہاں وہاں ایں دلق پوشانِ من

خبردارِ غمخوار، یہ گڈری پریش میرے ہیں

ورنہ کے کرے بیک چوب ہنر

ورنہ ہنر کی لاشی سے کب ترسے گئے

ورنہ کے کرے بیک نفرین بد

ورنہ ایک برزخا سے کب کر سکے

برنگدے یک دُعاے لوط زاد

جو انور لوط کی ایک دعا کا کمال دیکھ سکتے

گشت شہر ساقِ خمسِ فردوسِ شاں

اُن کا جنتِ مینا شہر ہو گیا

سوئے شام ستایشِ شانِ این خبر

یہ نشان اور واقعہ شام کی جانب (ہوا) ہے

صد ہزاراں انبیائے حقِ سیرت

لاکھوں حق پرست ہیں (۲۱ آئے ہیں)

گر بگویم ایں بیاں افزوں شود

اگر میں کہوں گا تو یہ بیان بڑھ جائے گا

خوں شود کہ ہا و باز آں بفسرد

پہاؤں بجاتے ہیں اور بھروسہ جم جاتے ہیں

طرفہ کوری دوزین و نیز چیم

ترجیب اندھا ہے کہ دُور میں اور تیر کا ہے

در غسّی فردا ز کار و کیا

غیر حاضری میں ابھی کام اور مثنویت بسمانی ہیں

لیک اندر سر منعم پیدا و ندیم

لیکن صبر سے میں ان کا مددگار اور ساتھی ہوں

گوئیاستند خود اجزائے من

گویا وہ میرے ہی ٹکڑے ہیں

صد ہزار اندر ہزار و یک تن اندر

ہزاروں ہزار ہیں اور ایک ہیں

موسیٰ فرعون را زیر و زبر

(حضرت) موسیٰ فرعون کو تہ و بالا

نوح شرق و غرب غرقاب خود

(حضرت) نوح مشرق اور مغرب کو غرقاب

شہر بائے کافراں را المراد

کافروں کے شہروں کا غلام یہ ہے

دجلہ آبِ سیاہ رو میں نشان

سیاہ پانی کا دریا ما نشان دیکھے

در رة قدش بہ بینی برگذر

بیت المقدس کے راستہ میں سر راہ تو دیکھو گا

خود بہر قرنیہ استہا بدست

(اور ہر دور میں مذاب ہوتے ہیں)

خود جلر چہ بود کہ خارا خوں شود

بلکہ کیا ہوتا ہے خارا بقر خون بن جائے گا

تو نہ بینی خوں شدن کوری زرد

تو (نکا) خون نہ دیکھوں نہیں کرتے تو اندھا اندر

لیک از اشتر نہ بیند غیر سیم

لیکن اونٹ میں سے اون کے ملاں کو نہیں دیکھتا

لے گا دیکھا یعنی کیا لے گا اور دیکھ  
کار ہا ہر کے معنی یہ لہذا دیکھ  
بے سہارا اسلئے جلتے گئے ہیں  
تاکہ وہ کسی آزمائش پر نہ ٹہرے  
ہم بھیں، اجڑائے من، یعنی یہ  
اولیاء اللہ کے قریب ہیں۔

۱۵۵۱۱۱ تمام اولیاء اللہ کے  
استہارے ایک ہیں۔ حورہ یعنی  
اگر اولیاء کو تائید خداوندی حاصل  
نہ ہو تو یہ ہنر یعنی حضرت موسیٰ  
کی لاشی را و سنی جو فرود آئے تو  
یعنی غلامی کا نام یہ ہے۔ جلد غلام  
لا مشہور دریا، مطلقاً دریا۔

۱۵۵۱۱۱ قوم بود کی بے سہارا  
شام کے غلاموں میں ہیں مینا شہر  
یعنی دنیا کی باغیچہ کی سبب  
بنی ہے مگر گو کہ ابن واقعات  
کی تفصیل بڑی دردناک ہے  
غریب شہر یہ دردناک واقعات  
پہاؤں کے مگر خون کر دیں  
تو نہ بینی انسان کو جو کجی کی  
نگاہ سے نہیں دیکھتا ہے مگر کہ  
کوری انسان کا اندھا بلکہ بھی  
میب ہے۔



لے مژگنوں دھاکے نفع اور

نقدان کو ذوق دیکھتا ہے  
رقص دنیا کی خوشی پر تپتا ہے  
رقص آتما دنیا کی خوشی پر تپتا ہے  
کو دماغ سب نہیں انسان اپنی  
ہستی کو مٹائے اور شہوت سے  
آواز جوب خوشی مٹا دیا رقص

۴۔  
لے رقص و جلالاں مردوں کا  
رقص میدان پریدوں اپنے آپ کو  
ڈنکارتے وقت ہوتا ہے چوں  
دہند جب اپنے بڑے اطفال سے  
دکر وضو سے نہات پاجاتے  
اور رقص سے بڑی ہوتا ہے ہیں  
تو تالیاں بجاتے اور رقص کرتے  
ہیں مٹیاں قدرت کی طرف  
سے لے رقص کے سبب سینا  
کروڑے جاتے ہیں مٹیاں ہلا  
سٹانے والے کف می زخمی ہوتا ہے  
کی مویں تالیاں بجاتے ہیں تو  
مٹیاں شاخوں ہواؤں سے جو  
چنے آپس مگرتے ہیں وہ چوں  
کار رقص اور تالیاں بجاتے  
لے تو نہ بنی عوام نہیں سمجھتے  
لیکن خواص آباد از دو لب مستی  
کشتہ شہر جاں مدح کے شہر میں  
دوقد پیدا ہوگی بہتر خلق  
سرکشہ انصاف کے بل میں ہوں  
میں فرمایا گیا ہے اذنا تخیر لکنہ  
یعنی انصاف علی سنے والے میں  
مجھے رقص شہر میں انصاف  
ہماری بھلائی کے لئے مجسم کاں  
اور لکھ میں ہوا کی رست ہماری  
موتی ہے اور ہم شہر کو لپے ہیں

موبکو بیند ز صرفہ حرص انس

انسان کا لالچی خسر ہے کو بال بال دیکھتا ہے

موبکو بیند ز حرص خود بشر

اپنے لالچی کی وجہ سے انسان ذوق دہند دیکھتا ہے

رقص آنجا کن کہ خود را بشکنی

اُس وقت ناچ جبکہ تو خود شکنی کرے

رقص و جلالاں بر سر میدانا کنند

رقص اور جلالاں میدان پر جبکہ میں دیکھتا ہے

چوں رہند از دست خود تے زند

جب اپنے آپ سے نہات پاتے ہیں تالیاں بجاتے ہیں

مطرباں از دروں فی می کنند

اُن کے مطرب اندر سے دف بجاتے ہیں

تو نہ بینی برگہا بر شاخہا

تو نہ چوں کو شاخوں پر نہیں دیکھتا ہے

تو نہ بینی یک بہر گوشاں

تو نہیں دیکھتا ہے کسی اُن کے کان کے

تو نہ بینی برگہا را کف زدن

تو نہ چوں کے تالیوں کے بھلنے کو نہیں دیکھتا ہے

گوش سر بر بند از ہزل و مرغ

سر کے کان کو مذاق اور جھوٹ سے بند کرے

پس دماں بر بند از ہزل و مرغ

لے بچھا مذاق سے منہ بند کرے

سر کشد گوش مست در سخن

سر کشد گوش مست سے راز سلوک کرتا ہے

سر کشد گوش مست چیم ست اینی

سر کشد گوش مست سے راز سلوک کرتا ہے

یہ نبی مجسم کاں اور آنکھ ہیں

رقص بے مقصود و اندام جو خرس

اور بے مقصد در ہجھ کی طرح ناچتا ہے

رقص او خالی ز خیر و پر ز شر

اُس کا ناچا بھلائی سے خالی اور شر سے بھرا ہوا ہے

پنہ را از ریش شہوت بر کنی

پنہوت کے زخم سے روئی کو لٹھڑا لے

رقص اند خون خود مراں کنند

بہادر اپنے غم میں رقص کرتے ہیں

چوں جہند از نقص بر رقصے تنند

جب نقص سے بھر جاتے ہیں تو ناچتے ہیں

بحر باد ز شورش کف می زند

سمندر اُن کے شور میں تالیاں بجاتے ہیں

کف ناں قصاں ز تحریک صبا

باد صبا کے حرکت دینے سے ناچتے تالیاں بجاتے

برگہا بر شاخ شد کف زن عیاں

کلمہ کھلاتے شاخوں پر تالیاں بجاتے ہیں

گوش دل بایاں گوش بدن

دائے دل کا کان ہائے نہ کہ بدن کا کان

تا بہ بینی شہر جاں را با فروغ

تا کہ تو جان کے شہروں کو با دروغ

جز حدیث روی او چیزے ملو

اُس کے چہرے کی بات کے علاوہ کچھ نہ بول

کش بگوید در بے حق ہواذن

اُن کو اندھ دھاتے نے تو اُن میں فراہ ہے وہ کاٹا

رحمت او مرضع ست ماہی

ایک رحمت دودھ پلانے والی ہے اور ہم بچے ہیں



ایں سخن پایاں ندارد باز راں  
اس بات کی انتہا نہیں ہے واپس چل

سوئے اہل پل بر آغ از راں  
اتنی دلوں کی جانب دھڑکنے کی طرف چل

### بقیہ قصہ فقیر ضامن پیل پچگان

اتنی تھے بچوں کے دہے ہوئے دلوں کے فقیر کا بقیہ

ہر دہاں را پیل بوی می کند  
اتنی ہر سہ کو سونگھتا ہے  
تا کجا یا بد کباب پور خوش  
تا کہ کہیں اپنے بچے کے کباب کی خوشبو پائے  
تا کجا بوی کباب بچہ را  
تا کہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو  
نکھائے بندگان حق خوری  
تراش کے بندوں کے گوشت کھاتا ہے  
ہاں کہ بویائے دہان خالق مت  
خبردار! کہتا ہے کہ کسی خوشبو سونگھنے والا خواہ ہے  
ولے آں افسوی کش بویے گیر  
اس افسوس والے پر افسوس ہے کہ کسی خوشبو سونگھنے والا  
نے دہاں دزدین امکاں ہاں  
ان بزدلوں سے دہن چھپانا ممکن ہے  
آب و عن نیست مر و پوش را  
سنبھالنے کیلئے کچھ چھپی باتیں نہیں ہیں  
چند کو بند زخم ہائے گرز شان  
ان کے گزشتہ زخم زخم لگا نہیں گئے  
گر زعفر اسیل را بنکر اثر  
گلٹ الموت کے گرز کا اثر دیکھ لے  
ہم بصورت می نماید کہے  
کس بھی صورت میں نظر آجاتا ہے

گردِ مدہ ہر بشر بر می تند  
ہر انسان کے مدے کے گرد پکڑ لگاتا ہے  
تا زند اندر جزا صد زخم نیش  
تا کہ ہلچل میں سوزن سم لگائے  
یابد ز خمش زند اندر جزا  
پائے اور بدلے میں اس کے زخم لگائے  
نہایت ایشاں گئی کیفر بری  
ان کی نیش کرتا ہے سزا پاتا ہے  
کے بردجاں غیاں کو صادق  
سوائے اس کے جتنا ہے کون جان بچا سکتا ہے  
باز داند رگور منکر بانگیر  
خبر میں سنکر اور کھیر ہوں  
نے دہاں خوش کردن از دار دہاں  
نہ کسی دوا سے سب کو خوشبو دیا کرنا  
راہ حیلست نیست عقل و ہوش را  
عقل اور حواس کے لئے حیل کا راستہ نہیں ہے  
بر سر ہر تراژخا و مرز شان  
ہر بکواسی کے سر اور سر سبز پر  
گرنہ بینی چوب آہن در صورت  
اگر تو لکھی اور لوہا صورت نہیں دیکھتا ہے  
زاں ہمہ زنجور باشد کہے  
ان سب سے ہمیشہ زنجور ہوتا ہے

۱۔ اس آیت میں یہ جہاں کا لفظ  
کو بند کرنا اور باطنی کانوں کو  
کھولنا تاکہ باطنی مژدہ کو اسے  
سونگھتا ہے تاکہ اپنے بچے کے  
کباب کھائے اور اس کو پہچان لے  
نکھائے نیش کو توڑنے کے  
گوشت خوری قرار دیا ہے۔ کیفر  
جزا۔ اس نیش کو توڑنے والوں کے  
مژدہ کو اللہ تعالیٰ سونگھ لے گا اتنی  
سوزناؤں جتنی کہنا کہ یہ وہاں  
فرشتے ہیں جو قبر میں سوائے جہاں  
کرینگے۔

۲۔ دہاں۔ ان سے منہ نہ  
چھپایا جائے کہ آج دروغ  
پکھی چھپی باتوں کے فواید  
نہ بچا جائے گا۔ تراژخا۔ بکواس  
کرنے والا۔ مرز۔ سیم کے مختص  
مقتدر۔ شمس۔

۳۔ گرز۔ اگر گلٹ الموت کا گرز  
نکھ نہیں آ رہا ہے تو اس کے آثار دیکھ  
لے۔ ہم بصورت۔ کسی اثر کے  
علاوہ مریض خود گرز بھی دیکھتا  
ہے اور گھروالوں سے کہتا ہے  
دیکھو مجھے کون مار رہا ہے۔



ارتکال یعنی یہ دیکھ بات نہیں

ہے بلکہ میری جان نکالنے کیلئے

مجھے مار رہے ہیں اب یہ میرے

کوئی کا وقت ہے۔ چہ خیال یعنی

عزرائیل کی عمار دی نہیں ہے

بلکہ ایسی یقینی ہے کہ اب اسے

اثر سے زمین و آسمان و ہم نظر

آتے ہیں۔ نسبت خوف منکوس

اور حد۔ آدمی بیند وہ مژدوف

بیلر دیکھتا ہے اور کوئی نہیں

دیکھتا جس طرف سے دیکھنے

کی یہ وجہ ہے کہ اسکی نگاہ میں

دنیا سے غالی ہو چکی ہے۔

تھ مرقا اگر پہلے سے جس نعم

ہو جاتی اور عذاب کی کیفیت نظر

آجاتی تو ایک عمل کر سکتا

آئندہ کا کھٹنا بے وقت ہے اور

بے وقت کام کا نتیجہ طاقت ہوتا

ہے جیسا کہ بے وقت اذان

دینے والا مرقا فزع کرو یا جانورو

تھ ہر زماں۔ ہر آن انسان کے

جسم کے اجزاء فنا ہوتے رہتے ہیں

اور انکی جگہ دوسرے اجزاء لیتے

رہتے ہیں۔ دینار آخر شد کسود

دینار خسوف یعنی عسکے چلنے کو

گر جس گک جاتا ہے گزر کر۔ اگر

پیارے کے پھر مسلسل نکلتے رہتے

تو ایک دن وہ سپاؤں ختم ہو جاتا۔

گوید آں رنجور کاے یارِ حرم

بیمار کہتا ہے کہ اے میرے محترم دوست!

چوں نمی بیند کس از یاران او

جگر اس کے دوستوں میں سے کوئی نہیں دیکھتا ہے

مانمی بینیم باشد اس خیال

ہمیں نظر انہیں آتا یہ دیکھ ہوگا

چہ خیال ست اینکہ آن حرج نگوں

یہ کیسا خیال ہے کہ او اندھا آسمان

گر ز ہاوتیغہا محسوس شد

گر ز اور تلوار میں محسوس ہو گئیں

اوسمی بیند کہ آں از ہر اوست

وہ دیکھ لیتا ہے کہ وہ ہمس کے لئے ہیں

حرص دنیارت و تیس تیز شد

دینا کا لالچ گیا اور اس کی آنکھ تیز ہوئی

مرغ بے ہنگام شد آں چشم او

اس کی آنکھ بے وقت کا طرف ہو گئی

سمر بریدن واجب دید مرغ را

ہمس، مرغ کا سر قلم کرنا ضروری ہو جاتا ہے

ہر زماں نزعے ست جزو جان را

تیری جان کے کسی جزو کا ہر وقت نزع ہے

عمر تو مانند ہمیان زرت

تیری عمر اثر فیروں کی قیسی کی طرح ہے

می شمار می دہد زربے وقوف

بغیر توقف وہ استرخیاں گنتے اور دیتے ہیں

گر ز کہ بستانی ونہی بجائے

اگر تو پہاڑ سے بیٹا ہے اور کی جگہ بھی نہ رکے

چیت اس شمشیر رزق سر

میرے سر کی تلوار کیسی ہے

در جواب آیند ہر یک اے غم

ہر ایک جواب میں کہتا ہے اے غم!

چہ خیال ست اینکہ ہست اتحال

کیسا دہم، یہ تو پہل چسلاؤ ہے

از نہیب اس خیالے شد کنوں

اس خیال کے دور سے دیا ہی ہو گیا

پیش بیمار و شش منکوس شد

بیمار کر، اور اس کا سزا دینا ہوا ہو گیا

چشم دشمن بست زان چشم دوست

دوست اور دشمن کی آنکھ اس سے بند ہے

چشم اور دشمن کہ خور زبیر شد

اس کی آنکھ خور زبیر ہونے کے وقت دشمن ہوئی

از تیغ کبر او و چشم او

اس کے تکبر اور غصہ کے نتیجہ میں

کہ بغیر وقت جنب باند درا

جو بغیر وقت کے گھٹن بجائے

بنگر اندر نزع جاں ایمانت را

جان کے نزع میں اپنے ایمان کی بھڑائی کو

روز و شب مانند دینار اثمرت

دن اور رات اشتریاں شمار کرنے لگے ہیں

تا کہ خالی کرد و آید خسوف

یہاں تک کہ (ہیانی) غالی ہو جاتی ہو اور گہن آجاتا

اندر آید کوہ زان ادن پایے

اس دینے سے پہاڑ جڑ سے ختم ہو جائے گا



پس بندہ بر جائے ہر دم راعوض  
تو ہر وقت جسگہ پر عوض رکستارہ

در کمال کار با چندیں مکوش  
تمام کاموں کی تکمیل میں اس قدر کوشش نہ کر

عاقبت تو رفت خواہی ناتمام  
اور نہ تو انجام کار ناقص رہا نہ ہوگا

واں عمارت کردن گوردیگر  
تیسرا اور چوتھا کی تعمیر

بلکہ خود را در صفا گورے گنی  
بلکہ اپنی تعمیر قلب کی صفائی میں بنا

خاک او گردی و مدفون غمش  
اس کی خاک بن جا اور اس کے غم میں دفن ہو جا

گور خانہ قبہت و کنگرہ  
قیوں اور کنگرہ کی تعمیر میں

بنگر کنوں زندا طلس پوش را  
اب کسی اطلس پوش زند کنوں کو دیکھ

در عذاب منکر ست آں جان او  
اس کی جان برے عذاب میں ہے

از بڑوں بر ظاہر ش نقش و نگار  
بہرے اس کے ظاہر پر نقش و نگار ہیں

واں کے بنی در اں دلک کہن  
اور ایک تو قبرانی گدڑی میں دیکھے گا

مناز و ابجد و اقتراب یابی غرض  
تاکہ تجھے سجدہ کر اور قریب ہو جائے تاکہ مقصد حاصل ہو

جز بکار کاں بود در دیں مکوش  
سوائے اس کام کے جو دین سے متعلق ہو کوشش نہ کر

کارایت ابر و نان تو خام  
تیرے کام ناقص ہونگے اور تیری روٹی کچی ہوگی

نے سنگت و نہ جوئے نے لبد  
نہ پیچھے رہے ہے نہ بکڑی سے نہ ناٹ اور نہ کھٹے

در منی او گنی دفن منی  
(اپنی) خودی کو اس (اللہ) کی خودی میں دفن کر

تا دمت یا بد مدد ہا از دمش  
تاکہ تیرا اس اس کے فیضان سے مدد مل سکے

نبود از اصحاب معنی آن سرہ  
ابو باطن کے نزدیک بنے محب نہیں ہیں

ہیچ اطلس دست گیر دہوش را  
کوئی اطلس اس کی اورح کی دستگیری نہ کرے گا

کز دم غم در دل غمندان او  
اس کے غم میں دل میں غم کا بھجور ہے

وز دروں ز اندیشہا اوزار ار  
اور اندر سے وہ نگرہوں میں زار زار ہے

چوں نبات اندیشہ و شکر سخن  
اسکا فکر مری کی طرح ہے اور نبات کی طرح مری

لے عوض یعنی مبادت۔ مکوش  
دینا کے کاموں میں بقدر فوجت  
کوشش کرے آخرت کے کاموں  
میں انہماک رکھے عاقبت مگر  
آخرت کا کام نہ کر لوگے تو دنیا  
سے بہ کام جاؤ گے۔

لے دق عمارت قبر کی آبادی  
قبر پر کشتیوں والے بنانے سے  
نہیں ہوتی ہے بلکہ قلب کی  
صفائی اور اپنی مرضیات کو اللہ  
کی مرضیات کے تابع بنانے  
سے ہوتی ہے۔ تیسرا۔ غاص  
بے عیب۔

لے بنگر بد اعمالی کے ساتھ  
پر قبہ بنائے کی مثال یہ ہے کہ ایک  
رند کو اطلس کی قبہ پستانا دی جائے  
اور عقاب۔ بدکار اور اچھا لباس  
پہننے سے سکون قلب حاصل  
نہیں کر سکتا۔ آں کہ۔ اگر  
ایک اعمال انسان، گدڑی  
میں بھی ہو تو اس کا دل بارغ  
بارغ ہوتا ہے۔ گفت۔ اس دن  
نامع نے مسافروں سے کہا۔

باز گشتن بحکایت پیل بچگان

اچھے کے بچوں کی حکایت کی طرح تو رہی

تاول و جاں تاں نیفتد رخن

تاکہ تھرا دل اور جان شقتوں میں نہ پھنسے

گفت ناصح بشنوید اس پند

نصیحت کر رہا ہے کہ اسیری یہ نصیحت سن کر



باکیاہ و برگہا قانع شوید  
گماں اور پتوں پر قناعت کر

من بروں کردم ز گردن ام نصیح  
میں نے اپنی گردن سے نصیحت کا قرض اٹا دیا

من بتلیغ رسالت آمدم  
میں پیغامِ رسالت پہنچانے آیا ہوں

ہیں مبادا کہ طمع تاں رہ زند  
خبردار! ایسا نہ ہو کہ لالچ تمہارا رہ نہ بجائے

ایں بگفت خیر بادی کرد و رفت  
یہ کہا اور خدا حافظ کہہ کر چل دیا

ناگہاں دیدند بر یک جاہ  
ایک راستہ پر انھوں نے اچانک دیکھا

اندر افتادند چوں گرگان مست  
وہ مست بھڑیوں کی طرح اس پر گڑھ پڑے

آں یکے ہمہ خورد و پیستند داد  
ایک سب اسی نے کھا یا اور نصیحت کی

از کبابش مانع آمد آں سخن  
وہ بات اس کے لئے اسی کے کباب مانع بنی

پس بنیقہ اند و خفتند آں ہمہ  
پھر وہ لڑے گئے اور سب سو گئے

دید فیلے سہمنہ کے در رسید  
اس نے دیکھا کہ ایک خورنک بھی آ پہنچا

بُوئے میگرداں ہانش راستہ با  
اس کے گڑھ کو اس نے تین دفعہ سونگھا

چند بار گرواؤ گشت ویرفت  
چند بار اس کے گرد بچر کاٹے اور چلا گیا

چند بار گرواؤ گشت ویرفت  
چند بار اس کے گرد بچر کاٹے اور چلا گیا

در شکارِ پیل بچگاں کم روید  
اتنی کے بچوں کو شکار کرنے کے درمیان نہ ہو

جز سعادت کے بُودا انجام نصیح  
نصیحت کا نتیجہ بیک منتی کے سوا کب ہوتا ہے

تا رہا نم مر شمارا از ندَم  
تا کہ تمہیں شمر نہ دے سے رہائی دھوں

طع برگ از نہ بختاں برگند  
خوراک کا لالچ تمہیں جڑے اگلا دے

گشت قحط و جوع شاں راہِ رست  
قحط اور بھوک نے راستہ میں زور پکڑا

پور فیلے فریبے نوزادہ  
اتنی کا پیچھا مٹا دے زور

یاک خوردش فروشتند رست  
اس کو کھٹ کر گئے (اور) انھوں نے ہاتھ دھوئے

کہ حدیث آں فقیرش بود یاد  
کیونکہ اس کو اس فقیر کی بات یاد تھی

بخت نوبخش ترا عقل کہن  
بہائی عقل تجھے نیا نصیب غایت کرتی ہے

واں گرسنے چوں شبانِ ندر مُر  
وہ بھوکا تجھے میں چڑا ہے کی طرح تھا

اولاً آمد سوائے حارسِ دُوید  
پہلے آیا اور نگہبان کی طرف دوڑا

بیچ بوئے زونیا منا گوار  
اس کو کوئی ناگوار بو نہ آئی

مرو را ناز رواں شہِ سلِ نعت  
اس بڑے موٹے ہاتھی نے اس کو دستِ نعت

مرو را ناز رواں شہِ سلِ نعت  
اس بڑے موٹے ہاتھی نے اس کو دستِ نعت

لے ہاکیہ۔ بھوک کے وقت  
پتے اور گماں کھا لینا ہاتھی  
کے بچوں کا شکار نہ کرنا۔ اتنی  
بڑوں۔ تارح نے کہا میں نے  
نصیحت کا قرض ادا کر دیا۔ جز  
سعادت۔ بیک منت ہی نصیحت  
قبول کرتا ہے۔

لے جس۔ لالچ کی وجہ سے ہاتھی  
کے بچوں کا شکار نہ کرنا۔ غیر  
بادی۔ یعنی رخصت کرتے وقت  
فی امان اللہ کہا۔ جادو۔ جیسا  
دست۔ یعنی اس کے کباب کھا کر  
ہاتھ دھوئے۔

سے چند داد و دوسروں کو نہ  
کھانے کی نصیحت کی۔ حدیث  
بات۔ آں سخن۔ یعنی اس دانا  
کی نصیحت۔ وآن گرسنہ۔ جس  
نے کباب نہ کھائے تھے وہ  
پاسبانی کرنے لگا۔ شبانِ ندر۔  
زور۔ جانوروں کا گڈ۔ سہناک۔  
خورنک۔ ماریں بگیاں چند  
بار یعنی ہاتھی نے اس کے کئی  
بچر کاٹے اور چل دیا۔



پس لب ہر خفتہ را بُوئے کرد  
پھر اُس نے ہر سوئے ہوئے کے ہونٹ سر جھے  
کز کباب پیل زاوہ خورہ بود  
کیونکہ اُس نے اچھی کے بچہ کے کباب کھائے تھے  
در زماں او یک بیک زان گرو  
اُس نے خور اُس گروہ سے ایک بیک کو  
بر ہوا انداخت ہر یک لے لزان  
وہ بے پروائی سے ہر ایک کو ہوا میں اٹھاتا  
اے خوندہ خون خلق از رہ بگرد  
اے مخلوق کا خون پینے والے! وہاں لوٹ  
مال ایشاں خون ایشاں فاقین  
یقینی طور پر ان کے مال کو ان کا خون سمجھ  
مادر آں فیل چمگاں کیس کشد  
اچھی کے بچوں کی ماں بدلہ دیتی ہے  
فیل سچہ می خوری اے پارہ خوا  
اے رشتہ دار! تو اچھی کا بچہ کب تک ہے  
بوئے رسوا کرد مکر اندیش را  
کر کرنے والے کو نے رسوا کیا  
آنکہ یابد بوئے حق را ازین  
وہ ذات جہاں اللہ کی خوشبو میں سے تونگہ لے  
مُصطفیٰ چوں بو بردار راہ دود  
مُصطفیٰ نے جب اس دود دار راستہ سے گزرا تو اس کی  
ہم نیابد یک پوشاند زما  
وہ ہمیں نہ دیکھتے ہیں لیکن ہم سے چھپاتے ہیں  
تو ہی چسپی و بوئے آن حرام  
تو سر جاتا ہے اور اُس حرام کی بو

بوئے می آمد و زان خفتہ مرد  
اُس کو اُس سوئے ہوئے آدمی سے بو آتی تھی  
بر در انید و بکشتش پیل زود  
اچھی نے اُس کو بھاڑ دیا اور مار ڈالا  
می در انید و نبودش زان شکوہ  
بھاڑ ڈالا اور اُس کو کوئی خوف نہ تھا  
تا ہی زرد بر زمیں می شد شگاف  
یہاں تک کہ وہ زمین پر آگرتا اور پھٹ جاتا  
تا نیار و خون ایشانت نبرد  
تاکہ اُن کا خون تیرے سے سرکہ نہ پیدا کر دے  
زانکہ مال از زور آید و ریمیں  
اس نے کہ مال طاقت ہے ہاتھ میں آتا ہے  
فیل سچہ خواہ را کیف کشد  
اچھی کے بچہ کے کما بنے والے کو بدلے میں مار ڈالتی ہے  
ہم بر آرد جسم فیل از تو دمار  
اچھی کا جسم فیل کے بچے پر باد کر دے گا  
پیل داند بوئے سچہ خوش را  
اچھی اپنے بچہ کی خوشبو پہنچا سکتی ہے  
چوں نیابد بوئے باطل از من  
وہ میرے باطل کی بو کو کیوں محسوس نہ کرے گی  
چوں نیابد از دہان ما بخور  
ہمارے منہ کی بو کیوں نہ محسوس کر لیں گے  
بوئے نیک و بد بر آید بر سما  
اچھی اور بُری بو آسمان پر پہنچتی ہے  
می زند بر آسمان سبز فام  
نیلگوں آسمان پر پہنچتی ہے

لے ڈالا یعنی اچھی کو شکوہ  
خوف اور ہر تو۔ اچھی نے ہر  
ایک کو ہوا میں اٹھالا اور وہ  
گزر کر رہ رہ کر گیا اے خورہ  
اب مولانا نصیحت فرماتے ہیں بچو  
مورک، جنگ، مال ایشاں کسی  
سے مال کو تباہ کرنا، جان کے تباہ  
کرنے کے برابر ہے۔ کثیر جواب دہ  
پارہ خواہ رشوت خور جسم فیل  
یعنی اچھی کی جانب سے دینے  
والا۔

سچہ بوئے۔ مکر کو اس کے سر  
کی بُور رسوا کر دیتی ہے۔ آنکہ  
آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے میں کی  
طرف سے رحمان کی خوشبو آتی  
ہے اس میں حضرت اویس قرنی  
کی طرف اشارہ ہے۔ بخور بو۔  
سچہ ہم نیابد ہمارے سب  
میرتب آنحضرتؐ پر واضح ہیں  
لیکن پردہ پوشی فرماتے ہیں۔



ہم رہ انفس زشتت می شود

وہ تیرے بڑے سانسوں کے ساتھ ہوتا ہے

بوئے کبر و بوئے خشم بوئے آز

تجھ کی بو، غصہ کی بو، حرص کی بو

گر خوری سو گند من کے خورہ ام

اگر تو قسم کھائے کہ میں نے کب کھائی ہے

آں دمت سو گند غمازی کند

اس وقت قسم تیرے جیسی کھائے گی

پس دعا ہار د شود از بوئے آں

اس بڑی وجہ سے دعا میں مردود ہوں گی

اخشو آید جواب آں دعا

اس دعا کا جواب اُخشو آتا ہے

گر حدیثے کثر بود معنیست رات

اگر لفظ بڑھے ہوں اور معنی سیدھے ہوں

و ر بود معنی کثر و لفظت نکو

اور اگر معنی بڑھے گا تو تیرے الفاظ اچھے ہوں

اے بزرگوار! وہ فرشتے جو کھانا

کی بوسہ لگتے ہیں۔ بوئے کبر

تمام روز کی بددیانتی کی

طرح پہنچتی ہے۔ اگر تو

کھانے کا انکار بھی کرے گا تو اسکی

بددیانتی کے خلاف گواہی دے گی۔

غمازی چلی کھا۔

کھائے ہیں وہاں۔ گناہوں کی بو

سے دعا میں مردود ہوتی ہیں

اور دل کی کئی زبانیں سے کلام ہوتا

ہے۔ اُخشو۔ مردود ہوا۔ کافور

کی پکار کے جواب میں کہا ہائے

کا جواب۔ بھلائی کی لاشی۔

گر حدیثے یعنی انفس کیساتھ

بہت سب لفظ بھی مقبول ہوا

ہیں۔ خود بود۔ اگر دعا میں انفس

نہیں ہے تو تیرے الفاظ بھی مردود

ہیں۔ درسیاں۔ حدیثوں کی فصل

بیگانوں کی اچھائی سے اچھو

کھانا۔ انفس۔ رتی۔ منہ

دست کے مشہور مؤذن ہیں۔ رتی

یعنی لفظ جن میں مصلحت میں عار

حاصل کی جائے ہائے ہرگز لفظ

کرتے تھے۔ بے فائدہ منافقوں

لے کہا۔ آغاز یعنی اسلامی

تعلیمات کی ابتدا ہے۔ انفس

یعنی ایسا مؤذن جو ہر حرف

میں خروج سے ادا کرے۔ تھی۔

پڑھنے کی عمل۔

تا بہر بو گیر آن گردوں می رود

یہاں تک کہ آسمان کے خوشبو سونچنے والوں تک پہنچا

در سخن گفتن بیاید چوں نیاز

پیاز کی طرح بات کرنے میں متوسل ہوتا ہے

از پیاز و سیر تقوئے کردہ ام

پیاز اور تھسن سے میں پرہیز کرتا ہوں

بر دماغ ہمنشیناں برزند

اور ساتھ ہوں کے دماغ سے بھڑکے گی

آں دل کثر می نماید در زبان

وہ دل کی کئی زبان پر نمایاں ہوتی ہے

چوب رو باشد خزائے ہر دعا

ہر دعا کا خزائے ہر دعا کی لاشی ہوتی ہے

آں کثر تی لفظ مقبول خدا

ان لفظوں کی کثرت، اللہ کے یہاں مقبول ہے

آں نکو لفظے نیز نزدیک تسو

وہ اچھے لفظ، و نری کے ساتھ بھی نہیں

در بیان خطای مجاہان کہ بہتر از صوابیگان است و محبوب

ردتوں کی اس لکھلکھ کے بیان میں، جو محبوب کے نزدیک غیروں کی ٹھیک بات سے بہتر ہے

تخی را ہی خوان ز روئے نیاز

(لفظ) تخی کو مان۔ سے ہی پڑھتے تھے

ایں خطا انوں کہ آغاز بنات

یہ فعل اس وقت کہ تمہید کی ابتدا ہے

یک مؤذن کہ بود ا فصیح بیار

ایک زیادہ فصیح مؤذن لے آئے

لحن خواندن لفظ تخی علی اللہ

لفظ تخی علی اللہ کو لفظ پڑھنا

آں بلا صدق دربانگانہ

روپے بلا صدق اذان میں

تا بگفتند اے ہمیر نیست رات

یہاں تک کہ ان منافقوں نے کہا کہ نہیں ہے رات

اے نبی و اے رسول کرو کار

اے اللہ کے رسول اور بھی

عیب باشد اول دین و صلاح

دین اور دین کے شروع میں عیب ہو گا



نغمہ پیغمبر سجوشید و بگفت  
پیغمبر کا فتنہ جوش میں آیا اور فرمائے  
کائے خصال نذر خدا ہتی بلائ  
کہ اے کینوا اللہ کے نزدیک بلائ کا بچو  
و امشورانہی تمان راز تاں  
جوش نہ دلاؤ تاکہ میں تھکے راز  
گرداری تو دم خوش در دما  
اگر تو دما میں اچھا دم نہیں رکھتا ہے

یک دور مزے از عنایات نہفت  
ایک دو اشارے چھپی ہوئی عنایتوں میں سے  
بہتر از صدی حتی و قیل قال  
شہر دل کے بیکردن حتی اور حتی سے بہتر ہے  
والکویم ز آخر و آغاز تاں  
اول اور آخر کے صاف نہ کہہ دو انوں  
رو دعای خواہ ز اخوان صفا  
جا صفائی دلوں سے دعا کرانے

اگر مردن حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام بدبانے خواں  
اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مکمل دینا کرے افسانہ سے بیکار  
مرا کہ بدان دہان گناہ نکر وہ باشی  
جس شہ سے تو نے گناہ نہ کیا ہو

بہر ایں فرمود باموسیٰ خدا  
اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا  
کائے کلیم اللہ ز من میجو پناہ  
کہ اے کلیم! میری پناہ چاہ  
گفت موسیٰ من ندرم آن دہان  
موسیٰ نے عرض کیا میرا وہ شہ نہیں ہے  
از دہان غیر کے کردی گناہ  
دوسرے کے شہ سے تو نے کب گناہ کیا ہے  
آپنجاں کن کاں دہانہا مر ترا  
ایک کر کن شہ تیسرے نے  
از دہانے کہ نکر دستی گناہ  
اس شہ سے جس سے تو نے کبھی گناہ نہیں کیا  
یاد دہان خوشتن را پاک کن  
یا اپنے شہ کو پاک کر

وقت حاجت خواستن اندر دما  
دما میں مراد مانگتے وقت  
باد دہانے کہ نکر دی تو گناہ  
اس شہ سے جس سے تو نے گناہ نہ کیا ہو  
گفت مارا از دہان غیر خواں  
فرمایا ہمیں دوسرے کے شہ سے بیکار  
از دہان غیر بر خواں کائے الہ  
دوسرے کے شہ سے کہہ کر اے خدا  
در شب و در روز ہا آرد دعا  
رات اور دن دوسریں کریں  
آں دہان غیر باشد غدر خوا  
وہ دوسرے کا شہ تیسرا غدر خوا ہوگا  
روح خود را چاک چاک کن  
اور اپنی روح کو چست و چاک بنا

۱۔ شہر دماغوں کے مرکز میں  
۲۔ افسانہ کو غصہ آیا عنایات  
۳۔ جو حضرت بلال پر تھیں نبی بلال  
۴۔ یعنی بلال کا لفظ نبی کی جگہ نبی  
۵۔ کہنا افسانہ کہنے سے بہتر ہے جس  
۶۔ میں افسانہ نہ ہو مگر گرداری غافل  
۷۔ کہ دما کی قبولیت کیلئے افسانہ  
۸۔ شرط ہے مگر غور میں افسانہ ہو  
۹۔ تو غفلت سے دعا کر لے  
۱۰۔ اگر مردن اس وقت کا شہ  
۱۱۔ یہ ہے کہ اگر غور میں افسانہ نہ ہو  
۱۲۔ تو غفلت سے دعا کر لے مگر حضرت  
۱۳۔ موسیٰ آں دہان یعنی وہ شہ  
۱۴۔ جس سے کوئی گناہ نہ کیا ہو  
۱۵۔ وہاں غیر مگر وہ شہ گناہ کی  
۱۶۔ تو تم نے تو اس شہ کے درو گناہ  
۱۷۔ نہیں آپنجاں یعنی لوگوں کے  
۱۸۔ ساتھ ایسا برتاؤ کر کہ وہ دعائیں  
۱۹۔ کریں  
۲۰۔ شہ گناہ دعا کرنے کے لئے ایسے  
۲۱۔ شہ کی ضرورت تھی جس سے تو  
۲۲۔ نے گناہ نہ کیا ہو اور وہ تیسرا شہ  
۲۳۔ نہیں ہے تو غیر کا شہ تیری اس  
۲۴۔ مجبوری کیلئے غدر خوا ہو جائے گا  
۲۵۔ یاد دہان اپنے شہ سے دعا  
۲۶۔ کرنی ہے تو اس کو اور روح کو  
۲۷۔ پاک کر لینا چاہئے۔



رخت بر بندہ رول آید پید

ناپاکی پر یا بستر باندہ لیتی ہے باہر بر جاتی ہے

شب گریز و چوں برا فرود ضیا

رات بھاگ جاتی ہے جب روشنی نمودار ہوتی ہے

نہ پلیدی ماند و نئے آں دہاں

نہ پلیدی رہتی ہے اور نہ نئے رہتا ہے

ذکر حق پاکت چوں پاکی رسید

اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک ہے جب پاکی حاصل ہوئی

می گریز و ضیاء از ضدا

مستہین، مستہد سے گریز کرتی ہیں

چوں در آید نام پاک اندر دہاں

جب اللہ تعالیٰ کا نام پاک نام مستہ میں آئے

در بیان آنکہ اللہ گفتن نیاز مند عین لبتیک گفتن حق ست

اللہ کا بیک بہت ہے

آن کے اللہ می گفتے شبان

ایک گفتن رات کو اللہ اللہ کہتا تھا

گفت شیطانش خموش اسخو

شیطان نے اس سے کہلے وقت جان اچھپ

ایں ہمہ اللہ گوئی از عشو

یہ سب تو عجز سے اللہ اللہ کہتا ہے

می نیاید یک جواب از پیش تخت

پیش کا ہند او ندی سے ایک جواب بھی نہیں آتا ہے

اوشکتہ دل مشر و نہاد سر

وہ دل شکستہ ہو گیا اور لیٹ گیا

گفت میں از ذکر چوں اماندہ

انصاف نے کہا نہیں! تو ذکر سے کیوں رنگ گیا

گفت لبتیک کم نمی آید جواب

اس نے کہا جواب میں میرے پاس جیک نہیں آتا

گفت خضرش کہ خدا گفت این کن

اس سے (حضرت خضر نے) کہا خدا نے مجھ سے کہا

گفت آں اللہ تو لبتیک ست

وہ تیرا اللہ کہنوی، ہماری بیک ہے

تا کہ شیریں می خد از ذکرش کبلا

یہا تک کہ ذکر سے اس کے ہونٹ میٹے ہوئے تھے

چند گوئی آخر اے بیارگو

اے بت بنے! آخر تک کہے گا

خود کیے اللہ را لبتیک کو

اللہ کی جانب سے ایک بھی بیک کہاں ہے؟

چند اللہ می زنی بار وئے سخت

تو سخت روئے سے کتنی بار اللہ کی قرب لگے گا

دید در خواب او خضر را در خضر

آئے خواب میں (حضرت خضر کو) خضر زار میں دیکھا

چوں ایشیانی ازاں کش خواندہ

تو اس سے کہوں شرمندہ ہے کہ اس کو بکاڑا تھا

زاں ہی ترسم کہ باشم رداب

اس سے میں خوفزدہ ہوں کہ میں مردود بارگاہ ہوں

کہ ہر وہ باؤ بگو اے مستحق

کہ جاؤ اس سے کہوئے آنا کش میں پر نیوالے

آں نیاز و درود و سورت پیک ست

وہ عاجزی اور تیرا درود و سورت ہی ہمارا فائدہ ہے

اللہ ذکر حق۔ روح کے پاک

کہنے کی یہ سب سے کہ ذکر کی

پاکی اس میں داخل کرو تا پاک

خود بھاگ جائے گی۔

اللہ آن کے۔ یعنی شب کو ذکر

صلو ندی کر تا تھا۔ بیکت۔ یہ

پکارنے والے کو جواب دیا واپس

جس کے معنی ہیں میں حاضر ہوں

تخت یعنی عرش باری جعفر

حضرت خضر کو اسورد سے نذر کیا

کیا ہے کہ ان کی کرامت ہے

کہ جہاں کہیں بیٹھ جاتے ہیں

سب کو آگ جاتا ہے۔

اللہ بیکت یعنی بیک کے ساتھ

اللہ تعالیٰ کی جانب سے میرے

پاس جواب نہیں آتا ہے اس

سے مجھے یہ خیال ہو گیا ہے کہ میں

مردود بارگاہ ہوں۔ شرم جتا

گفت۔ اللہ اپنی یاد میں لگا

لینا ہی اس کی جانب سے

بیک ہے۔



لے ترا درکار من آوردہ ام  
کیا میں نے تجھے اپنے کام میں نہیں لگا رکھا ہے  
حیلہا و چارہ جو نہ ہائے تو  
تیسری تدبیریں اور گوششیں  
ترس و عشق تو کند لطف است  
تیر خوف اور عشق ہماری مہرانی کی کند ہے  
جان جاہل زیں دعا جز دوریت  
جان کی جان اس دعا سے دوری ہے  
برو مان و بروش فضل ست بند  
اس کے شر اور دل پر تارا اور بند ہے  
وادم فرعون را صد ملک مال  
فرعون کو سیکڑوں ملک اور مال دیئے  
در ہمہ عمرش ندید او در دوسر  
اپنی تمام عمر اس نے نہ دیکھا دوسرے کو  
و او را را جملہ ملک این جہاں  
اس کو اس دنیا کی تمام سلطنت دے دی  
در د آمد بہتر از ملک جہاں  
درد و دنیا کی دولت سے بہتر ہے  
زانکہ درد ورنج و بار اندھاں  
اس لئے کہ درد اور رنج اور غم کا بوجھ  
خواندن بے درد از افسردگی است  
بے درد کے پکارنا افسردگی ہے  
آن کشیدن زیر لب آواز را  
دبے ہونٹوں کا آواز نکالنا  
آن خدہ آواز صافی و غریں  
وہ آواز صاف اور غمناک ہو چکی ہے

لے کر من مشغول ذکر ت کردہ ام  
کیا میں نے تجھے ذکر میں مشغول نہیں کر رکھا ہے  
جذب مابود و کشادیں پائے تو  
ہماری کشش دے آئیں اور اس نے تیرے پاؤں کو  
زیر ہر یاب تو بیکہاست  
تیرے ہر یاب کہنے میں ہماری بیکیں ہیں  
زانکہ یارب گفتش و تنویریت  
کیونکہ یارب کہنا اس کی عادت نہیں ہے  
تا نالہ با خدا و قست گزند  
تاکہ تکلیف کے وقت خدا سے نالہ نہ کر سکے  
تا کہ کرد او دعویٰ عز و جلال  
یہاں تک کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا  
تا نالہ سوئے حق آں بد گہر  
تاکہ وہ بداصل اللہ کی جناب میں نالہ نہ کر سکے  
حق نداش درد ورنج و اندھاں  
اللہ نے اس کو درد اور رنج اور غم نہ دیئے  
تا بخوانی مر خدا را در نہاں  
تاکہ تو تنہائی میں خدا کو پکارے  
شد نصیب و تالش در جہاں  
دنیا میں اس کے دوستوں کا حصہ ہے  
خواندن با درد و از دل بردگیت  
درد کے ساتھ پکارنا دل رانی کی وجہ سے ہے  
یا کردن مبد و آغاز را  
مبد اور شروع کو یاد کرنا ہے  
کائے خدائے مستغاث اے معین  
اے خدا اے مددگار اے مبین !

لے کر کسی شخص کو عبادت  
کی توفیق ہونا اللہ کی جانب  
سے قبولیت کی دلیل ہے یہ  
اللہ کا رحم ہی ہے کہ وہ اپنی بات  
میں لگا دے۔ جذب کشش  
ترس اللہ کا عشق اس کی رحمتوں  
کو متوجہ کر دیتا ہے تو دعا کرنے  
والے کا ایک باریا رب کہتا  
اللہ تعالیٰ کی جانب سے چند  
بار نیک کہنا بخانا ہے۔  
لے برداں جس سے خدا  
ہمراہ ہوتا ہے اسکو بھی دعا  
کی توفیق نہیں ہوتی۔ صد گہر  
اللہ نے اسکو درد سے بھی  
محروم رکھا اور دعا کا سبب بنالہ  
لے دوا اور بیماری جو اللہ  
کی طرف رجوع کر دے اللہ  
کی ایک رحمت ہے حدیث  
شریف ہے اللہ جب کسی سے  
محبت کرتا ہے تو اس کو مبتلا  
کر دیتا ہے تاکہ اسکی حاجت کو  
سنے۔ اندھاں اللہ کی رحمت کا  
حم خالق ہے۔ بے دردی کے  
ساتھ دعا مانگو گی کا نتیجہ ہے  
درد کے ساتھ دعا عشق کا  
نتیجہ ہے۔ آن کشیدن گٹ  
گٹ کر رونا۔ مبد اور آغاز  
کی یاد ہے ہونٹ پر۔ آن شدہ  
جب انسان درد کی حالت میں  
اے خدا اے مستغاث کہتا ہے  
تو اس کی آواز صاف ہوتی  
ہے اور اس میں غم کی کیفیت  
ہوتی ہے۔



نالہ سنگ در مش بے جذبہ نیست  
 ایکے راست میں کئے کار دنیا بھی بغیر جذبہ کے نہیں ہے  
 چوں سنگ کہنے کے از مژدار نیست  
 اصحاب کہف کے کئے کی طرح جس نے مژدہ سے نہ تھا  
 تاقیامت می خور و آتش غار  
 وہ غار کے سامنے قیامت تک بیت ہے  
 اے بسا سنگ پوست کو را نام نیست  
 اے مخالف بہت سے مسمیٰ باس طالع میں جکا کر بھی  
 جان بدہ از بہر آں جام اے شیر ہے  
 لے سا جڑ لے! اُن جام کے لئے جان دیدے  
 صبر کردن بہر ایں نبود خرج  
 اس در جام اکیلے صبر کرنے میں کوئی خرچہ نہیں ہے  
 زیں کیس بے حزم و صبر کس محبت  
 اس محبت سے بغیر تمام ادب و صبر کے کئی نہیں نکلا  
 حزم کن از خود کیس بہر س گیت  
 کمانے میں احتیاط نہت کیونکہ یہ زہریلی گھاس ہے  
 کاہ باشد کو بہر بادے جہد  
 گھاس ہے جو ہر ہوائ سے جلتی ہے  
 ہر طرف غولے ہی خواند ترا  
 جھلاوا ہر جانب سے تجھے پکارتا ہے  
 رہنمایم ہمہ رست باشم رفیق  
 راستہ دکھاؤں گا اور تیرا رفیق سفر رہوں گا  
 نے قلا و وزرست نے رہ داند او  
 وہ نہ راہنما ہے نہ راستہ جانتا ہے  
 حزم آں باشد کہ نفریبد ترا  
 احتیاط یہی ہے کہ تجھے فریب نہ دے سکیں

اللہ تبارک جب جذبہ نافی  
 جاری ہوتا ہے تب ہی انسان حد  
 کے ساتھ گریز کرتا ہے چوں سنگ  
 اصحاب کہف کے کئے میں جذب  
 پیدا ہو گیا تھا تاقیامت قطعی  
 برابرے وحدت ہی رہا ہے اتنے  
 بسا بہت سے اہل انہ ایسے  
 ہیں جن کو کوئی نہیں جانتا۔  
 اللہ جان بدہ جام بت کی طلب  
 میں صبر کے ساتھ جان دیدی  
 چاہیے جس کو ان جہاد و جہاد  
 میں صبر کے کام لینا ہے تو یہ ایسا  
 ہوتا ہے اور جام محبت حاصل  
 ہو جائے گی۔ کئی محبت ختم  
 احتیاط و دنیاوی معاملات میں  
 احتیاط اور پختہ کاری سے کام  
 لینا ضروری ہے ورنہ اسی محبت  
 انسان کو محض سے بہت دور کر  
 دیتی ہے۔  
 اللہ کا ہوا ہے ہر خواہش نفس  
 کا کئی تنکے کی طرح ہے انسان  
 کو کوہ گر ان ہوا چاہیے ہر طرف  
 شیطان طرح طرح سے انسان  
 کو دھوکے دیتا ہے۔ اور  
 را حنا یہ سقا حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 ساتھ بیڑے کا تصور علم شاعروں  
 تخلیق ہے۔ حزم انسان کی پختہ  
 کاری یہ ہے کہ وہ شیطان کے  
 فریب میں نہ آئے۔

زانکہ ہر راغب اسیر رہنمیت  
 اس لئے کہ ہر رغبت کرنے والا ایک دھوکا کا قید ہے  
 بر سر خوان شہنشاہاں نشست  
 شہنشاہوں کے خواب پر بیٹھ گیا  
 آب رحمت عارفانہ بے تغار  
 عارفانہ آب حیات بنیہ پائے کے  
 لیک اندر پردہ بے آں جام نیست  
 لیکن در پردہ وہ اُن جام کے بغیر نہیں ہیں  
 بے جہاد و صبر کے باشد ظفر  
 بغیر جہاد اور صبر کے فتح کب ہوئے  
 صبر کن کا الضد مفتاح الفرج  
 صبر کر کیونکہ صبر کشا لک کی بجلی ہے  
 حزم را خود صبر آمد پا و دست  
 حسیل لاکے نے صبر خود ہاتھ پاؤں ہے  
 حزم کردن زور و نورانیات  
 احتیاط کرنا انبیا کی طاقت اور نور ہے  
 کوہ کے ہر باد را وز نے نہد  
 پہاڑ ہر ہوا کو کب جا بختا ہے  
 کایہ برادر راہ خواہی ہیں سیا  
 کہ اے بھائی! راستہ چاہتا ہے غریب آجا  
 من قلا و وزم دریں راہ دقیق  
 میں اس بادیک راستہ میں تیرا رہنما ہوں  
 یوسف اکم رو سوتے آں گرگ خو  
 لے یوسف! اس بغیر و صفت کی طرف نہ جا  
 چرب و نوش و اچھائے ایں سرا  
 اس دنیا کے چکنے اور شیریں جال



کہ نہ چہلے داروئے نوش اُو

دُن میں پکٹا ہے، نہ ٹھاس

کہ بسیار مہمان مالے روشنی

کہ آجائے ہمارے مہمان اور (گھر کی) روشنی

خزم آں باشد کہ کوئی ختمہ ام

مقتادیر ہوگی کہ تو کہے میں بڑھتی میں ہوں

یا سرم در دست در دست بر

یا کہے، میرے سرم (دہے اور دوسرے) در

زانکہ مک لوشت دہد بانشہا

کہ نہ کہ تجھے ایک شہر بہت سے دکن کیسے دینا

زر اگر بچاؤ و گر شصت دہد

وہ اگر بچاؤ یا ساٹھ اشتریاں تجھے دے

گرد خود کے دہد آں پُر حیل

اگر وہ جیل باز کہ دیتا ہی ہے تو کہاں دیتا ہے

ز غرض زر مغر و عقلت را برد

شہر میں کی گنگناہت تیرے دماغ اور عقل کوڑا کر دیتا ہے

یار تو خرمین تست و کیست ات

تیرا دوست تیرا شہ دان اور تیری جیہتی ہے

وہیہ و مشوق تو ہم ذات تست

تیری وہیہ اور مشوق تیرے ہی ذات ہے

خزم آں باشد کہ چوں عوت کنند

احتیاط یہ ہے کہ جب تجھے بلانیں

دعوت ایشان صفیر مرغ دل

ان کی دعوت کو پرندوں کی سی گئی سمجھ

مرغ مرده پیش بنہادہ کہ ایں

مراہل پرندہ اس نے آگے رکھا ہے کہ یہ

بحر خواندمی دمد در گوش اُو

وہ منتر پڑھتا ہے (اور تیرے کان میں پڑھتا ہے)

خاندان تست و تو آن منی

گھر تیرا ہے اور تو میرا ہے

یا تقیم خستہ ایں و ختمہ ام

یا کہے، میں اس قبرستان کا بنار اور زخمی ہوں

یا مرا خواندست آں خالوسیر

یا کہے، مجھے انوں کے ٹھکانے بلایا ہے

کہ بکار در تو نوشش ریشہا

میں کا شہد تجھ میں بہت سے زخم پیدا کر دے گا

ماہیا او گوشت در شست نہد

لے بھلنا وہ کانتے میں تیرے لئے گوشت لگا رہا ہے

جوز پوسید ست و گفتار و غل

انگے، خوف شے مجھے ہیں اور تیرے بھاری کی ہیں

صد ہزاراں عقل را یک شمر د

ہزاروں عقلوں کو ایک ہی نہیں سمجھتا ہے

گر تو را بینی مجو جزو یکہ ات

اگر تو را میں ہے اپنی دیکھ کے طالع کسی کو نہ پناہ

وین برونہا ہمہ آفات تست

اور یہ بیرونی چیزیں سب تیری مصیبتیں ہیں

تو نگوی مست خوابان من اند

تو یہ نہ کہنا وہ ماسخ اور میرے خواباں ہیں

کہ کند صیاد در کمن نہاں

جو شکاری گھات میں چھپ کر بچا ہوا ہے

می کند ایں بانگ آواز خوین

آواز اور فریاد اور نال کر رہا ہے

لہ اسے یعنی یعنی لے مگر  
کی روشنی ختمہ ام یعنی شیطان  
کے لہجے میں نہ آئے اور تکلف  
بیانے کے اس کے طبع زیب  
سے نکالے دئے فقرہ قریشی  
لہ زانکہ شیطان کے خوشنا  
غریب میں سیکھوں مقرر ہیں  
پوشیدہ ہوتی ہیں کہ وہ دیکھ  
کی مطلق بھی پُر غریب ہے تو  
دنیا کی دولت کی بھٹکاراں کی ہیں  
عقل کو اندھا کر دیتی ہے۔

لہ یار تو قدرت نے انسان  
کو جزو کر دیا ہے اس پر قدرت  
کرے۔ را میں عرب کا شہر  
ماحق۔ ولایت عرب کی مشہور  
مستغرق کا نام خرم آں یا شہر  
انسان کی پوشیدہ کاری یہ ہے کہ  
غریب کی غول کی طرف دھیان  
دے اور ان کو دروہا کے  
گھمن گھات۔ منہج۔ دروہا  
آواز۔



مُرخ پندار د کہ جنسِ اوست آں

بر غریبے مجھے ہیں کہ وہ ان کا ہم جنس ہے

جز مگر مُرخے کہ خرمش داد حق

سوائے اُس پرندے کے جس کو خدا نے قفل دیدی ہو

ہست بے خرمی پشیمانی یقین

بے اعتباری یقینا پشیمانی ہے

زانکہ بے خرمی شقاوتِ برودہ

اس لئے کہ بے اعتباری بدجنی کا پھل دیتی ہے

بشنو ایں افسانہ را در شرح ایں

اِس کی تشریح میں یہ قصہ سن لے

جمع آید بر در دشاں پوست آں

وہ جمع ہو جائے ہیں اور وہ انکی کمال اور حیرت انگیز

تا نگردد گنجِ ازاں دانہ و ملق

تا کہ اُس دانہ اور خوشامد سے احمق نہ بنے

حرم را مگر از د محکم کن تو ایں

احتیاط کو نہ چھوڑ تو اِس کو مضبوط کر لے

دیں رُو کو از دست و در دستِ دہ

دین ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور در در ہر دہرے کی طرح

تا شوی حازم برائے حفظ دین

تا کہ تو دین کی حفاظت کیلئے بھڑکار نہ بنائے

### فریقِ روستائی شہری را بدعوت

ایک دیہاتی کا ایک شہری کو فریقہ کرنا اور خوشامد

### خواندن بہ لایہ و احساح

اور عاجزی سے دھمت دینا

شہری بار روستائی آشنا

ایک شہری ایک دیہاتی کا دوست

خرگہ اندر کوئے اُس شہری زد

اُس شہری کے کوچے میں مقیم ہوا

بر دوکان او و بر خواش بے

اُس کی دوکان اور اُس کے دسترخوان پر رہتا

راست کردے مردِ شہری را نگاہ

وہ شہری مفت شہیتا کرتا

بیچ می نائی سوئے وہ فرج جو

تفریح کے لئے آپ بھی گاؤں میں نہیں آتے ہیں

کایں زمان گلشنِ ریتِ نو بہا

کیونکہ یہ موسمِ باغ اور نو بہار کا ہے

اے برادر بود اند ما مضی

اے بھائی! گزشتہ ازمان میں تھا

روستائی جوں سوئے شہر آئیے

دیہاتی جب شہر میں آتا

دومر و سہ ماہ مہالاش شدے

دو تین مہینے اُس کا مہسان ہوتا

ہر خواج را کہ بودش آں زباں

اُس کی اُس وقت جو ضرورتیں ہوتیں

رُو شہری کرد و گفت اے خواجہ تو

وہ (دیہاتی) شہری کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ بھئی

اللہ اللہ جملہ فسر زباناں بیار

خدا کے لئے تمام بچوں کو لایئے

لے شہر پندار و شکایتِ دہ

جانور سامنے رکھ کر اُسکی بولیوں

پر ہنسے دوسرے پرندے اُس سے

دھوکا کھا جاتے ہیں کچھ احمق

ملق چاہی ہو۔

۳۴۰ بشنو۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ

ہے کہ شہری نے احتیاط سے کام

نہ لیا اور دیہاتی کی کھلی چوڑی

باتوں میں آکر پریشان ہو گیا۔

خوشامد، احساح، امرار، تضحی۔

چو کہ گذار روستائی دیہاتی ہو کر

غیر مجھے۔ دکان پر خریدتا اور

اُسکے یہاں کھاتا کھاتا۔

۳۴۱ خواجہ ضرورتِ رانگل

مفت۔ خرچہ تفریح۔ شمشیر۔

باغ۔



یا تباہستان بیا وقت کمر  
یا گرمیوں میں پھل کے وقت آئے  
خیل و فرزندان و قومت ایبار  
خاندان اور بچوں اور اپنی قوم کو لے گئے  
در بہاراں خطہ وہ خوش بود  
بہار کے موسم میں گولڑوں کا علاقہ اچھا ہوتا ہے  
وعدہ دانی شہری اور ارفع ما  
ملنے کے لئے شہری اس سے وعدہ کر لیتا  
اوہ ہر سالے ہی گفتہ کہ کے  
وہ دیہاتی ہر سال کہتا کہ کب  
اوہ ہانہ ساختے کامسالان  
وہ (شہری) ہانہ بنا دیتا کہ اس سال ہمارے  
سال دیکر گرتوانم وارہید  
اگر آئندہ سال نباتات پاؤں گا  
گفت ہستند ان عیالم منتظر  
اُس (دیہاتی) نے کہا میرے بال بچے منتظر ہیں  
باز ہر سالے چو لنگ آیدے  
پھر وہ ہر سال قفل کی طرح آ جاتا  
خواجہ ہر سالے زرد و مال خوش  
خواجہ (شہری) ہر سال اپنا رویہ پیسہ  
آخری کرت سہ ماہ آں پہلوں  
آخری مرتبہ اُس سخی نے تین مہینے  
از خجالت باز گفت او خواجہ را  
اُس (دیہاتی) نے خواجہ (شہری) سے خندنگی کی  
گفت خواجہ جسم جانم وصل جو  
خواجہ (شہری) نے کہا میرا جسم اور جان ملنے کے  
مشتاق ہیں

تا بہ بندم خدمتت را من کمر  
تاکر میں آپ کی خدمت میں کمر بستہ ہو جاؤں  
در وہ باباش سہ ماہ و چہار  
ہمارے گاؤں میں تین چار مہینے رہتے  
کشت زار و لالہ دلکش بود  
کھیتی باڑی اور دلکش لالہ ہوتا ہے  
تا برآمد بعد وعدہ ہشت سال  
یہاں تک کہ وعدے ہی وعدے میں آٹھ سال گزر گئے  
عزم خواہی کرد کامد ماہ دے  
آپ ارادہ کریں گے، خواں کا موسم آگیا  
از فلاں خطبہ یاد میہماں  
مسلان علاقے کا مہمان آئے گا  
از مہمات آں طرف خواہم دوید  
ضروریات سے، اُدھر آؤں گا  
بہر فرزندان تو اے اہل دہ  
آپ کے بچوں کے، اے گرم فرما!  
تا مقیم قہر شہری شکے  
شہر کے گھر مقیم ہو جاتا  
خرج او کرے کشادے بال خوش  
اُس پر کھرج کرتا، اپنا دل کھل دیتا  
خواں نہادش بامدادان شبان  
صبح اور شام اُس کے لئے دسترخوان بچایا  
چند وعدہ چنہ بفرستی مرا  
آپ کتنے وعدے اور کتنا وعدہ دینگے  
لیک بہ تحول اندر حکم اوست  
لیکن برتن و حرکت اللہ کے قبضہ میں ہے

ملہ تباہستان موسم گرما گرمیوں  
خیل قبیلہ گروہ شطرنج مال  
دفع الوقتی سہ ماہ یعنی موسم بہار  
گذر کر موسم خزاں آگیا  
لے بیاید یعنی چونکہ وہاں کی  
آمد کی مجبوری ہے لہذا سفر  
کر سکوں گا مہمات ضروریات  
پر غلج قفل آئی ہندو  
کی ہر گھم میں آمد و رفت متروکہ  
ہستیوں میں ہوتی ہے۔ ہال  
بازوہ دل پہلوں بہ سلو  
سخی  
لے تحول بدلتا، نقل و حرکت  
کرتا



آدمی چوں کشتی ست بادباں

انسان کشتی اور بادبان میا ہے

باز سو گندآن بدادش کالے کریم

اُس (دیوانی) نے اُس (شہری) کو بھر تم دی

وست او بکرفت سر کرت بعہد

تین مرتبہ عہد کے لئے اُس کا ہاتھ پکڑا

بعد وہ سال وہ بہر سالے چنیں

وہ سال بعد اور ہر سال اسی طرح کی

کو دوکان خواجہ گفتند اے پدر

خواجہ (شہری) کے بچوں نے کہا اے ابا جان!

حقاً بروے تو ثابت کردہ

آپ نے اُس (دیوانی) پر حقوق قائم کر دیے ہیں

اُو بھی خواہد کہ بعضے حق آں

وہ چاہے کہ اُن میں سے بعض حق

بس وصیت کرو مارا او نہاں

اُس (دیوانی) نے ہم سے درجہ بہت مل کر لیا ہے

گفت حق ستایں کو اے سیتو

اُس (شہری) نے کہا یہ ٹھیک ہے لیکن اے سب

دوستی تخم دم آخر بود

دوستی آخری حلت کا بیج ہوتی ہے

صحبتے باشد چو شیر قطوع

ایک میل وہ پُتران تلوار کی طرح ہوتا ہے

صحبتے باشد چو فصل نو بہار

ایک میل وہ پُتران فصل کی طرح ہوتا ہے

خوم آں باشد کہ ظن بدبری

احتیاط یہ ہے کہ تو بدگمانی کرے

تا کے آرد باد را آں بادراں

ادیکوں وہ ہوا چلانے والا ہوا کب چلائے

گیر نفس زنداں بیا بنگر نعیم

اور وہ کو بیچے، آئیے، مزے دیکھئے

کالہ اللہ زود آہنماں جہد

کہ خدا کے لئے جلد آئیے، کہ پیش کیجئے

لا بہا و وعدہ بے مشکریں

خوشامدیں اور شیریں دمدے

ماہ وابر و سایہ ہم دارد نفس

چاند اور ابر اور سایہ بھی سفر کرتے ہیں

رنجہا در کار او بس برودہ

اُس کے معاملے میں بہت سی تکلیفیں لگاتی ہیں

واگزار و چوں شوی تو یہاں

ادا کرے جب آپ یہاں ہوں

کہ کشیدش سوئے وہ لایہ کناں

کہ اُس (آپ) کو خوشامد کے گاؤں کیجئے لائیں

اتق من شر من احسنت الیہ

اِس شخص کے شر سے بچنا جس کے ساتھ تو نے امان لیا

ترسم از وحشت کہ آن فاسد شود

میں ڈرتا ہوں ناخوشی کی وجہ سے وہ بیج شر بن جائے

پہچو دے در بوستان در زرع

جیسا کہ دے گا مہینہ باغ اور کھیتوں کے لئے

ز عمارت ہا و دخل بے شمار

جس سے آبادیاں اور عمارتیں آمدنی (ہوتی ہے)

تا گر ز می و شوی از بدبری

تاک تو غمیز کرے اور برائی سے بُری ہو جائے

لہ بادراں - ہوا چلانے والا

اللہ تعالیٰ کرتے - بار مہرب

وہ بفرشتہ میں ملکہ وائے یعنی

یہ چیزیں بھی حرکت کرتی ہیں۔

لہ حقاً چونکہ تو نے اُسکی بہت

خدمت کی ہے وہ اُسکا بدلہ دیتا

چاہتا ہے۔ پس وصیت - ہم

سے کیجئے کہ اُسکیا ہے بہت

کی خوشامد کر کے اُس کے گاؤں

میں لے آئیں۔ سیتو - مشہور

نوی گذار ہے یہاں مہفت

عقلمند مراد ہے۔

لہ دوستی - یعنی دوستی میں اُس

نیکیوں میں سے ہے جو انسان کے

آخری وقت میں کام آتی ہیں۔

وحشت - یعنی دوستی اگر وفرت

سے بدل گئی۔ مجتہ - یعنی میل

جول دو قسم کے ہیں ایک تو

وہ ہے جو دوستی ٹوٹ جانے

کا سبب بنتا ہے دوسرا وہ

ہوتا ہے جس سے دوستی میں

مزید مضبوطی آتی ہے۔ ذوق -

آمدنی۔ ظن - یعنی یہ خیال

کرے کہ یہ میل جول دوستی ٹوٹ

دے گا۔



خزم سورنظن فرموداں رسول  
 رسول رسل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو احتیاج بلکائی  
 رُوئے صحرا ہست ہموار و فراخ  
 ہموار میدان ہموار اور نہراغ ہے  
 اُن بیز کو ہی دود کہ دام کو  
 پہاڑی بکرا دوڑتا ہے کہ جال کہاں ہے؟  
 آنکہ می گفتی کہ کو اینک بسیں  
 ترے جو یہ کہا تھا کہ کہاں ہے؟ یہ ہے رکھ  
 بے کمین و دام و صیاد اے عیار  
 بے جالک اگھات اور جال کے بغیر  
 آنکہ گستاخ آمدند اندر زمیں  
 جو لوگ اس دنیا میں گستاخ ہوتے ہیں  
 چوں بگورتاں روی اے مرضی  
 اے پسندیدہ! جب تو قبرستان میں جائے  
 تا بنظر ہر بینی اُن مستان زور  
 تاکہ کھلے طور پر دیکھ لے کہ وہ طاقت پرست  
 چشم اگر داری تو کورا نہ میا  
 اگر حیراے آنکھیں ہیں تو اندھا بن کر نہ آ  
 اُن عرصائے خرم و استدلال را  
 وہ احتیاط اور استدلال کی لاشی  
 و ر عرصائے خرم و استدلال نیست  
 اگر پختہ کاری اور استدلال کی لاشی نہیں ہے  
 گام زانساں نہ کہ نابیت انہد  
 پاؤں اس طرح رکھ جس طرح اندھا رکھتا ہے

ہر قدم را دام می واں اے فضول  
 اے فضول! ہر قدم کو جال سمجھ  
 ہر قدم دامے ستحم راں گوتاخ  
 (لیکن) ہر قدم پر جال ہے بے پروائی سے نپل  
 چوں بتازد و ماش افتد در کلو  
 جب دوڑتا ہے جال اگلے گھے میں پھنس جاتا ہو  
 دشت میدیدی نمیشدی کمیں  
 ترے جنگ دیکھ گھسات کو نہ دیکھا  
 دُنہ کے باشد میان کشت زار  
 کعبیت میں دُنہ کب ہوتا ہے  
 استخوان و گلہا شاں را بسیں  
 اُن کی ہڈیاں اور جھٹے دیکھ  
 استخوان شاں را پیرس از ماضی  
 اُن کی ہڈیوں سے گذشتہ واقعات پر چھلے  
 چوں فرورفتند در چاہ غرور  
 دھوکے کے کنویں میں کس طرح گرے ہیں  
 ورننداری چشم دست آور عصا  
 اگر آنکھیں نہیں ہیں تو کلری لاتھیں لے  
 چوں نداری دیدہ می کن پیشوا  
 جب تیرے پاس نہیں ہے کسی کی آنکھ کو پیشوا بننا  
 لے عصا کس در سر ہر رہ مالیت  
 لاشی پر دُنہ لے کے بغیر ہر راستہ پر نہ کھڑا ہو  
 تاکہ پائے از سنگ از چہ وار ہد  
 تاکہ پاؤں پتھر اور کنویں سے نجات پا جائے

لے سورنظن۔ بدگمان۔  
 گستاخ۔ گستاخ، بے پروا کہ  
 دام کو۔ بکرا زبان حال سے کہتا  
 ہے۔ عیار۔ ہوشیار۔ دُنہ۔ چھلکی  
 مہا زانساں قسم کا بکرا جس کے  
 چھلکی ہوتی ہے۔

لے آنکہ گستاخ۔ جن لوگوں نے  
 خرم سے کام نہ لیا تھا۔ مگرشیں  
 کا انجام اُن کی ہڈیوں اور کھجور  
 سے معلوم کرو۔ تو مرضی۔ پسندیدہ۔  
 تا بنظر۔ ہر بینی۔ تا بنظر۔ ہر قبرستان  
 ہا کر کھلے طور پر دیکھ لے کہ وہ  
 مست لوگوں کا انجام دیکھ لو گے  
 چشم اگر داری۔ غلی سے چنے  
 کی بلی صورت تو یہ ہے کہ عقل  
 کے ذریعہ غلی سے بے غصا۔  
 دوسری صورت یہ ہے کہ تجربہ  
 کے ذریعہ غلی سے بچا جائے  
 دیدہ می کن۔ بخیر صورت یہ  
 ہے کہ کسی دیدہ ور کے ذریعہ  
 غلیوں سے بچا جائے۔ گام۔  
 اندھا۔ اٹھنے میں احتیاط کرتا ہے  
 شکر اور گوسے سے بچ جاتا ہو۔





کورلزاں و ترس و احتیاط  
می نہد پاتا نیفتد در جُباط  
اندر حال زرتے ہوئے اور ڈر اور احتیاط سے  
لے زودے جتے در ناکے شدہ  
لے وہ جو دھوس سے بھاگا آگ میں گرے

قصہ اہل سبا و طاعنی کردن نعمت ایشان را و رسیدن  
اہل سبا کا قصہ اور نعمتوں کا ان کو سرکش بنا دینا اور ان میں کفر اور سرکشی کی  
بشومی طغیان و کفران را و بیان فضیلت شکر و نعمت حق  
بدلتی کا آجہنپنا اور اللہ کی نعمت اور شکر کی فضیلت کا بیان

تو بخواندی قصہ اہل سبا  
کیا تو نے سبا والوں کا قصہ نہیں پڑھا؟  
از صدا آں کوہ خود آگاہ نیست  
صدائے خود پہ آواز واقف نہیں ہے  
اوہمی مانگے گنبدے گوش و ہوش  
وہ بغیر گوش اور ہوش کے آواز نہ سنا ہے  
و ادحق اہل سبا را بس فراغ  
اللہ نے اہل سبا کو بہت فارغ یا بالکل  
حق آں نگذار دندان بد رنگاں  
ان بد طینتوں نے اس کا حق نہ ادا کیا  
مرگے رالقمہ نلے زور  
کس کے لئے کسی دھونے سے روٹی کا قصہ  
پاسبان و حارس درمی شود  
دروازے کا محافظ اور نگہبان بن جاتا ہے  
ہم براں در باشدش باش و قرار  
اُس دروازے پر اُس کی بود باش ہوتی ہے  
ورسگے آید غریبے روز مشرب  
اگر کوئی اجنبی لگتا آجاتا ہے رات یا دن (میں)

یا بخواندی و نیدی جز صدا  
یا تو نے پڑھا ہے اور اس کو صرف صدا باز گشت سمجھا  
سوائے معنی ہوش گہ را راہ نیست  
حقیقت کی جانب پہانے ہوش کیلئے راستہ نہیں ہے  
چوں شمش گردی تو اؤ تم شد خموش  
جب تو چپ ہو گیا وہ بھی چپ ہو گیا  
صد ہزاراں قصص الوانہا و باغ  
لاکھوں قصے اور محلات اور باغ  
در وف بودند کمتر از سگاں  
وہ وفاداری میں کتوں سے کم تھے  
چوں رسد بر در می بند و کمر  
جب دل جاتا ہے وہ اُس در پر کمر بستہ ہو جاتا ہے  
گرچہ برے جور و سختی می رود  
خواہ اُس پر ظلم اور سختی ہو  
کفر داند کرد غیب کے اختیار  
غیر کراحتیار کرنا وہ کفر سمجھتا ہے  
آں سگانش می کنند آں دم آد  
وہ کئے اس کو فوراً تنہیہ کرتے ہیں

لے اے زودے انسان  
خود غلطی کر بیٹھا ہے ایک غلطی  
سے جیتا ہے اور اُس سے بڑی  
غلطی میں مبتلا ہو جاتا ہے اہل  
سبا کے قصے سے اسی بات کو  
واضح کیا ہے۔ جز صدا یعنی میں  
قصہ کو سنا ہے اصل سمجھا  
اور صدائے حقیقت پہ سنا  
بھی نہیں سمجھتا ہے۔  
لے و ادحق۔ اہل سبا کی تارخ  
اہل انور کی تافرائی کا قصہ  
قرآن پاک میں مذکور ہے۔ حق  
آں یعنی ان نعمتوں کا ظہر  
عاریس نگہبان۔ باش۔ قیام  
لے ورسگے۔ اجنبی کے برحق  
کتوں کا بھونکنا گو یا کہ اُس کو  
تنہیہ کرتا ہے کہ وہ اپنے بے  
مقام اور مکان کو چھوڑ کر رہیں  
آیا ہے۔



کہ برو آنجا کہ اقل منزل است

کہ رہاں جا بہر ہاں پہلا گھر ہے

می گزندش کہ برو بر جائے خوش

وہ اس کو مٹے ہیں کہ اپنی جگہ جا

از در دل و اہل دل آب حیات

دل اور صاحب دل کے در سے آب حیات

بسن غذائے سکر و وجد و خودی

سکر اور وجد اور بے خودی کی غذا

باز ایں در را رہا کردی ز حرص

پھر تو نے لالچ کی وجہ سے اس دروازے کو چھوڑا

بر در آں تمنعان چرب دیگ

لیکن دیگ والے دو تھنوں کے در پر

چرخش آنجا و اں کہ جاں فربہ شود

لیکن فزا وہاں سمجھ کر روح موتی ہوئی ہے

صومعہ عیسیٰ مست خوان اہل دل

اہل دل کا دسترخوان حضرت عیسیٰ کو گھر ہے

حق آں نعمت گروگان دل است

اس نعمت کا حق دل کو گروی گئے ہوئے ہے

حق آں نعمت فروگذار پیش

اس نعمت کے حق کو نظر انداز نہ کر

چند نوشیدی و واشر چشمہات

تو نے کئی بار پیالہ اور اس کے چشمے جاری ہیں

از در اہل دلاں بر جاں زدی

دل والوں کے دروازے سے تو نے جان کو دی ہے

گرد ہر دکان بھی گردی ز حرص

حرص سے ہر دکان کا چکر لگاتا ہے

میدوی بہر خریدائے مردہ یک

اے ناچیز! خرید کے لئے تو مٹا پیرتا ہے

کارنا امید آنجا بہ شود

یارس کا معاملہ وہاں درست ہو جاتا ہے

ہاں وہاں اے مبتلا ایں در و ہل

خبردار! خبردار! اے بیمار! اس در کو نہ چھوڑ

جمع آمدن اہل آفت ہر صبا حے برد صومعہ حضرت عیسیٰ

معیبت کردن کا حضرت عیسیٰ کے گرجا گھر ہر صبح کو ان کی دعا سے شفا حاصل

علیہ السلام جہت طلب شفا بدعائے او

کرنے کے لئے راجع ہونا۔

جمع گشتندے زیر اطراف مخلق

مخلوق ہر جانب سے جمع ہو جاتی

بر در آں صومعہ عیسیٰ صباح

صبح کو حضرت عیسیٰ کے گرجا گھر کے دروازے پر

اوچو گشتے فارغ از اوراد و خویش

جب وہ اپنے معمولات سے فارغ ہوتے

از ضریر و تنگ و شل و اہل قلق

اندھے اور تنگ و ادا پانچ اور گھڑی والے

تا بدم شاں و ادا انداز جناح

ناک دم کر کے ان کو تحلیف سے نجات دین

چاشتگیر وں شے آں خویش

وہ نیک مارت پاخت کے وقت باہر آتے

ملہ گروگان گروی

جس طرح کتے کا پیے مکان کو

چھوڑتا ہے وہاں ہے اسی طرح

بزرگوں کے در سے مستفید ہو کر

انکو چھوڑتا ہے وہاں ہوگا۔

ملہ بس غذا غریب شیخ کے در

سے بہت سی روحانی غذائیں

حاصل کرتا ہے۔ تمنعان چرب

ریگ۔ وہ مالداروں کے یہاں

لذیذ کھانے تیار ہوتے ہیں۔ خرید

شودہ میں روٹی کے ٹکڑے بھگو

کر یہ کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ خود

ریگ۔ فرومایہ، کینٹ۔

ملہ چرخش۔ لذیذ اور مکی غذا

وہ ہے جو روح کی پرورش

کرنے کے جسم کی صومعہ گرجا

گھر حضرت عیسیٰ کا گرجا روحانی

وجہانی امراض کا شفا دار تھا

متریز۔ نابینا۔ تنگ۔ تنگ و اہل قلق

اپانچ۔ خلق گھڑی بھندہ گھلا

یعنی باطنی امراض کا اور ادوائی

کے معمولات اور وظائف

عبادات۔



جوق جوق مبتلا دیدے نزار

وہ کمزور سیاروں کے غول کے قول دیکھتے

پس دعا کر دے وگفتے از خدا

تو دعا کرتے اور کہتے اللہ کی جانب سے

گفتے اے اصحاب آفت از خدا

فرماتے کہ اے مصیبت زدہ لوگو! خدا کی جانب سے

ہیں رواں گردید بے رنج و دعا

بغیر رنج اور مشقت کے روانہ ہوئے

جملگان چوں آستان بست پائے

سب پانوں بندھے اونٹوں کی طسریں

جملہ صحت یافتند و شد رواں

سب صحت مند ہو گئے اور روانہ ہو گئے

شد رواں حاجت جملہ علیل

سب مریضوں کی حاجت روانی ہو جاتی

بے توقف جملہ شادواں درماں

سب اطمینان سے خوش خوشی پلا توقف

جملہ بے درد و الم بے رنج و غم

سب بغیر درد اور تکلیف اور رنج و غم کے

سوئے خانہ خویش گشتند رواں

اپنے گھروں کو روانہ ہو جاتے

آزمودی تو بے آفات خویش

تو نے اپنی بہت سی مصیبتوں کو آزمایا ہے

چند آں لنگی تو رہوار شد

کتنی مرتبہ تیرا لنگہ اپنی تیز رفتاری بنا ہے

اے مفعل رشتہ بریائے بند

اے بیوقوف! پاؤں پر رشتی باندھ دے

رشتہ برور در امید و انتظار

امید اور انتظار میں دروازے پر بیٹھے ہوئے

حاجت و مقصود جملہ شد روا

تمام ضرورت مندوں کی حاجت پوری ہو گئی ہے

حاجت ایں جملگان تان شد روا

تم سب کی حاجت پوری ہو گئی ہے

سوئے غفاری و اکرام خدا

اللہ کی عطا بخشش اور عزت افزائی کی طرف

کہ کشائی زانوئے ایشاں برائے

جن کے زانو کو تو نے تہذیب سے کھول دیا ہو

از دم جان بخش عیسیٰ درماں

خود (حضرت عیسیٰ) کے جان بخشنے والے دم کرنے سے

زامر حق و از دم نیک جلیل

خدا کے حکم سے نیک بزرگ کے دم کرنے سے

از دعائے او شدند پادواں

ان کی دعا سے دوڑتے چلتے جاتے

تندرست و شادمان و محترم

تندرست اور خوش اور قابلِ عزت

از دم میمون آں صاحب قراں

اُس صاحبِ قرآن کے مبارک دم کرنے سے

یافتی صحت از یں شاہان کیش

مذہب کے شہنشاہوں سے تو مقیاب ہوا ہے

چند جانت بے غم و آزار شد

کتنی مرتبہ غم سے جان بے غم اور بے درد ہو گیا

تا ز خود ہم کم نگر دی اے لوندا

تاکہ لے خود رائے: تو اپنے آپ کو بھی کم نہ ہو جائے

اللہ جوق جوق، گردہ گردہ۔

مبتلا مریض رشتہ رشتہ۔

گفتے حضرت عیسیٰ دعا کے بعد فرما

یعنی اللہ نے تم سب کو شفا

عطا فرمادی ہے۔

اللہ جملگان، تمام مریضوں کو

کی گرفت سے ایسے آزاد ہو

جاتے تھے جیسا کہ اونٹ زانو

بند کھولنے سے آزاد ہوتا ہے۔

اللہ بے توقف، فوراً۔ پاؤں

دوڑتے ہوئے دم کیوں سب

برکت پہونک دعا جبریل۔

وہ بچہ جس کی ولادت کے

وقت زلزلہ اور شہر سے تارے

کا ملاپ ہو جائے ایسا بہت

بہت صاحبِ نصیب کہلاتا

ہے آزمودی جبکہ بزرگوں

کے در سے فیض حاصل ہوا ہو

اُس در کو چھوڑنا حضرت عیسیٰ

کے گرامر سے منہ موڑنا ہے۔

مفعل، بیوقوف۔ لوندا، رند۔



ناسپاسی و فراموشی تو  
جبری ناشکری اور احسان فراموشی نے

لاجرم آں راہ بر توبہ شد  
لا محالہ وہ راستہ تجھ پر بند ہو گیا

زودشاں دریاب و استغفار کن  
جلدائے کے پاس پہنچ جا اور توبہ کرے

تا گلستان شاں سے توبہ گند  
نارنگی کا باغ تیری جہاں بکھے

ہم براں در گرد و کم از گنہاں  
اُس در کا پتھر کاٹ، کٹے سے کم نہ ہو

چوں سگان ہم مر سگان را ناصع نہ  
کٹے، کتوں کے لئے ناصع ہیں

آں درِ اول کہ خوردی استخوان  
وہ پہلا دروازہ جس پر تو نے ہڈی کھانی ہے

می گزندش کز ادب آنجا رود  
وہ اس کو کاٹتے ہیں تاکہ تہذیب وہاں پہنچا جاوے

می گزندش کاے سگ طاعی برو  
اس کو کاٹتے ہیں کہ اسے سرکش کٹے جاوے

برہماں درِ ہمو حلقہ بستہ باش  
اُسی در پر حلقہ کی طرح بندھا رہ

صورتِ نقض و فائے ماباش  
ہماری بے وفائی کی صورت نہ بن

مر سگان را چوں وفا آمد شعار  
وفا داری جبکہ کتوں کا شعار ہے

بیوفائی چوں سگان را عار بود  
جبکہ بیوفائی کتوں کیلئے ذلت ہے

یادناورد آں غسلِ نوشی تو  
تجھے شہد پینے کو یاد نہ دلایا

چوں دلِ اہل دل از تو خستہ شد  
جبکہ اہل دل کا دل تجھ سے زخمی ہوا

ہمچو ابرے گر بہائے زار کن  
ابر کی طرح عاجزی کا رونا رو

میوہائے سچتہ بر خود واکفد  
پکے ہوئے میوے خود پھٹ پڑیں

باسگ کہف ارشدی خلیج تاش  
اگر چہ وہاں کہف کے کٹے کا ساتھی ہو گیا ہے

کردل اندر خانہ اول بہ بند  
کہ پہلے گھر سے دل نکلا

سخت گیر و حق گذاری را مہاں  
سخت پکڑے اور حق گذاری سے نہ ترک

وز مقامِ اولیں مُفاجِ شود  
اور پہلے مقام پر کامیاب ہو جائے

با ولی نعمت باغی مشو  
اپنے گھس سے باغی نہ بن

پاسبانِ چابک و بر جستہ باش  
محافظ اور جست اور آمادہ بنا رہ

بیوفائی را مکن بہودہ فاش  
بیوفائی کو خواہ مخواہ ظاہر نہ کر

رؤسگان را رنگِ بدنامی میا  
جاکتوں کو زہریل اور بدنام نہ کر

بیوفائی چوں رؤا واری نمود  
تو نے بے وفائی کو کیوں بائز رکھا

۱۔ غسلِ نوشی یعنی بزرگوں  
کا فیضِ دریاب حاصل کرے۔  
۲۔ کہف کھدین یعنی پھٹنا کا فعل  
مفارع ہے۔ ۳۔ باسگ کہف یعنی  
اگر تجھ میں کمال بھی پیدا ہو گیا  
ہے تب بھی اُس در کو نہ چھوڑ  
توان۔ نہ ترک۔

۴۔ می گزندش دوسرے کتوں  
کا اُس کٹے کو کاٹنا اسی لئے  
ہے کہ وہ پہلے مالک کے پاس  
پلا جائے۔ ۵۔ قطع کامیاب۔  
۶۔ طاعی سرکش۔ صورت نہ  
کتوں کی وفاداری مشہور ہے  
لہذا تو بے وفائی کی صورت نہ  
پیدا کر۔ ۷۔ بیوفائی۔ بے وفائی  
کتوں کے لئے عار و ذلت ہے  
تو نے اپنے لئے اس کو کیوں پسند  
کیا ہے۔



حق تعالیٰ فخر آورد از وفا

اللہ تعالیٰ نے وفاداری پر فخر فرمایا ہے

بیوفائی وال وف بار حق

اللہ کے مردوں کے ساتھ مفارکنا (فدا کے ساتھ)

نور را ہم نور شو یا نار نار

نور کے لئے اندر بن، آگ کے لئے آگ

حق مادر بعد از ازاں خدا کاں کویم

ماں کا حق اُس کے بعد ہوا کیوں کہ اللہ نے

صورتے کردت درون جسم او

اُس کے جسم میں تیری صورت پیدا کی

پہچو جزو متصل دید او ترا

اُس نے تجھے اپنا بلا ہوا جب نزد سما

حق ہزاراں صنعت فن خست

اللہ نے ہزاروں صنعتوں اور فن سے تجھے بنایا ہے

پس حق حق سابق از مادر بود

تو اللہ کا حق، ماں سے پہلے ہوا

آنکہ مادر آفرید و ضرع و شیر

جس نے ماں کو پیدا کیا اللہ پستان اور دودھ

لے خداوند اے قدیم احسان تو

لے اللہ لے وہ ذات کہ تیرا احسان قدیم ہے

تو بقرمودی کہ حق را یاد کن

تو نے فرمایا ہے کہ حق کو یاد کر

یاد کن لطفے کہ کردم آں صبح

(تو نے فرمایا) اُس صبح کہ یاد کر جاں میں کیوں

اصل و اجداد شمار آں زماں

اُس وقت تمہاری اصل اور باا دادا کو

لے حق تعالیٰ۔ سورہ توبہ میں  
اللہ تعالیٰ نے وفاداری پر فخر  
فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ سے  
زیادہ عہد کو پورا کرنا اور  
کوئی نہیں ہے مدد حق جو لوگ  
مردود بنا دیئے ہیں اُن سے بے  
وفائی میں دغا ہے۔ نور را۔  
اجتہاد سے اچھائی اور بڑوں  
سے بُرائی کرنی چاہئے۔

لے حق مادر۔ ماں کا بار حق  
ہے لیکن اللہ کا حق اُس سے  
مقدم ہے کیونکہ ماں کا حق  
اللہ کے فعل سے ثابت ہوا جو  
صورتے کردت۔ ماں کے پیش  
میں اللہ ہی نے پرورش کیا۔  
بدا یعنی تیری پیدا کس ہوئے  
حق ہزاراں۔ ماں کی محبت  
سے قبل اللہ کے حقوق ثابت  
ہو چکے ہیں۔

لے پس حق حق۔ اللہ کا حق  
ہر طرح سے ماں کے حق پر مقدم  
ہوا۔ اے خداوند مولانا نے  
اللہ کے احسانات کی بنیاد پر  
مناجات شروع کر دی ہے۔ یاد  
کن۔ خدا نے فرمایا ہمارے اُس  
احسان کو یاد کرو کہ نوح کی  
کشتی کے ذریعہ تمہاری حفاظت  
کی یعنی تمہارے باپ دادا کو  
بچایا۔

گفت من آوی بہرید غیورنا

فرمایا ہمارے طاہر عہد کو زیادہ پورا کرنا لاکون ہے؟

بر حقوق حق ندارد کس سبق

اللہ کے حقوق پر کوئی ترجیح نہیں رکھتا ہے

جائے گل گل باش جائے خارخا

پھول کے مقام پر پھول بن اور کانٹے کی جگہ کانٹا

کرد اور از جنین تو غم کیم

تیرے عمل کا اُس کو مقروض بننا یا

داد در حملش ترا آرام و خو

(اللہ) اُس کے حمل میں تجھے آرام دیا اور راحت دلی

مستصل را کرد تیرش جدا

اُس ناکہ کی تدبیر نے جڑ سے ہٹے کو جدا کر دیا

تا کہ مادر بر تو مہر انداختست

اس کے بعد ماں نے تجھ سے محبت کی ہے

ہر کہ آں حق را ندانند خسر بود

جو اُس حق کو نہیں پہچانتا گدے ہے

باید کردش قریاں خود گیر

اُس کو باپ کا ساتھ بنایا یہ خود بخود نہیں ہوا

آنکہ دامن وانکہ نے ہم آن تو

جو میرے طعن میں ہے اور جو میرے طعن میں نہیں ہے تیری

زانکہ حق من نمیکرد و ہم

کیونکہ میرا حق پرانا نہیں ہوتا ہے

باشما از حفظ و رشتی نوح

تمہارے ساتھ نوح کی کشتی میں حفاظت کر کے

دام از طوفان از موجش آماں

میں نے طوفان اور امں کی موج سے اُن ہی



آب آتش خور میں بگفتہ بود  
 اُس کے مزاج والے پانی نے زمین گیر نہ تھی  
 حفظ کردم من نہ کردم رفتاں  
 میں نے حفاظت کی میں نے نصیب پرورد نہ بنایا  
 چوں شدی سر نشیت پاچوں نرم  
 جب تو سردار ہو گیا توں تھو کر کیسے ماروں؟  
 چوں فدائے بیوفیاں می شوی  
 تو بیوفانوں پر قربان کیوں ہو رہا ہے؟  
 من ز سہو و بیوفایہا سبّاری  
 میں بھول اور بے وفائی سے بڑھ ہوں  
 ایں گمان بد بلا نخب بر کہ تو  
 یہ بد گمانی دامن لے جا جس جسگ کہ تو  
 بس گرفت می یار دہم را بان زفت  
 تو نے بہت سے طاقتور ساتھی اور دوست بنائے  
 یار نیک رفت بر چرخ بریں  
 تیرا نیک ساتھی بلند آسمان پر پہنچ گیا  
 تو بماندی در میانہ انجمنان  
 تو در میان میں رہ گیا اسی طرح  
 دامن او گیسر اے یار دلیر  
 اے بہادر دوست! تو اُس کا دامن پکڑ لے  
 نے چو عیسیٰ سوئے گردوں بر شوو  
 نہ تو حضرت عیسیٰ کی طرح آسمان پر چڑھ جائے  
 باتو باشد در مکان لامکان  
 وہ تیرے ساتھ مکان اور لامکان میں ہوگا  
 او بر آرد از کرد ورتہا صفا  
 وہ کہ در قرون سے صفائی نکال دیتا ہے

موج او ہر اوج گرامی رہود  
 اُس کی موج بہاؤ کی ہر جگہ کی کڑوائے لئے جاری تھی  
 در وجود جَدّ جَدّ جَدّ تہاں  
 تمہارے دادا، پردادا، ستسور دادا کے وجود میں  
 کار گاہ خوش ضائع چوں کنم  
 اپنے کارخانہ کو کیسے ضائع چوں کروں؟  
 از گمان بد بدان سومی روی  
 بد گمانی کی وجہ سے اُس جانب جا رہا ہے  
 سوئے من آئی گمان بدبری  
 تو میری جانب آتا ہے تو بد گمانی کرتا ہے  
 میثوی دریش ہمچوں خود دو تو  
 اپنے بیسے کے ساتھ تو میرا ہوتا ہے  
 گر ترا پرسم کہ کو گونی کہ رفت  
 اگر میں تجھ سے پوچھوں کہ کہاں ہیں تو کہے گا چلے گئے  
 یار فسقت رفت در غفر میں  
 تیرا بدکار ساتھی زمین کی گہرائی میں چل گیا  
 بے مدد چوں آتش از کارواں  
 بے مدد جیسے گرفتار لڑکی رو لگی کے بدگام  
 کو مُنترہ باشد از بالا وزیر  
 جو او پر پہنچے سے پاک ہو  
 نے چو قارون در زمین ندر وود  
 نہ قارون کی طرح زمین کے اندر چلا جائے  
 چوں بمانی از سرا و از دکان  
 جب تو گھر اور دکان سے اکیلا رہ جائے گا  
 مرجفا ہائے ترا کیسر و وفا  
 تیری جفاؤں کو وفا فرض کر دیتا ہے

۱۔ آب آری۔ یعنی پانی جس کی طرح تباہی کر رہا تھا اور اُس کی موجیں پہاڑوں کی چوٹیوں کو برابر کر رہی تھیں۔ چون شکی۔ جب انسان کو انشرف الملو تات بنایا تو اُس کو تباہ کر رکھا چون فدائے اس قدر احسانات کے باوجود تو میرے ساتھ وفادار نہ رہے والوں پر کیوں فدا ہوتا ہے۔ ۲۔ من ز سہو و بیوفایہا سبّاری۔ بھول اور بے وفائی سے بڑھ ہوں۔ ۳۔ ایں گمان بد بلا نخب بر کہ تو۔ یہ بد گمانی انسان سے کیا جاسکتی ہے۔ ۴۔ من ز سہو و بیوفایہا سبّاری۔ تیرا نیک ساتھی بلند آسمان پر پہنچ گیا۔ ۵۔ تو بماندی در میانہ انجمنان۔ تو در میان میں رہ گیا اسی طرح۔ ۶۔ دامن او گیسر اے یار دلیر۔ اے بہادر دوست! تو اُس کا دامن پکڑ لے۔ ۷۔ نے چو عیسیٰ سوئے گردوں بر شوو۔ نہ تو حضرت عیسیٰ کی طرح آسمان پر چڑھ جائے۔ ۸۔ باتو باشد در مکان لامکان۔ وہ تیرے ساتھ مکان اور لامکان میں ہوگا۔ ۹۔ او بر آرد از کرد ورتہا صفا۔ وہ کہ در قرون سے صفائی نکال دیتا ہے۔



تاز نقیصاں و از وی سوئے کمال

تاکہ تو نقصان سے کمال کی طرف روئے ہو۔

برق قبضے آید از رنج و پیش

ریج اور غصہ سے تجھ پر قبض (طاری) ہو جاتا

یہ سچ تحویلیہ ازاں عہدِ بہن

پُرانے عہد میں کوئی تبدیلی

اس کہ دلیریت پاک ہے کہ شود

جو (آج) دیکر ہے " پاکیزہ بن جائے

میانگرمی را از اشارت راسه لاش

خود را از انوار شاد بر کوچه درویش گشت

تقریباً ۱۰۰۰ سال پہلے

قبضہ بعد از اسرار

موت کے بعد انصافی یطیعیں زبیر ہو جائی ہیں  
سورج سے سورج سے سورج سے سورج سے سورج سے

عَيْشَةُ ضَنْكَا وَحُشْرِيَا لَقِيَا

جنگ زندگی اور (قیامت میں) اندھا اٹھائیں گے

قبض و دشتلی دیش رامی خلد

قبض اور رقتنگی اس کے دل میں کھٹکتی ہے

قفصہ ۱۱۱ منظر ۱۱۱

تفصیل کے بغیر یہاں پر صرف مختصر طور پر

سنتی شہ

باب اصرار الحس را در امت

امراء ہوا اس کی اک کو ہندوستانی راجہ

کشت محسوس ال معالی زود

وہ محسوس ہی گیا، مستی نے نشان قائم کر دیا

قبضہ پنجمت برادر شاخ

تقدیر حاتمے اور جود شاخ اُتار دیتی ہے

قضاوت انکشاف

بس بسطِ کونین لایے گا

اپنے بعض اور بڑے لوگوں سے

۱۵۰ دزد گناہ پر ایک دھکی  
پیدا ہوتی ہے اور وہ اسی صفت  
کا اثر ہوتا ہے۔ چون کہ جب  
انسان اس گناہ پر امر و نہی کا  
توجہ نہیں دے تو اس کی طبیعت  
بجھاتی ہے۔ فقہاء گناہوں پر  
یہی انتظامی کیفیت آخرت  
میں قید فائد اور سزا کی صورت  
اختیار کر کے بیخ پناہ یعنی  
گناہ پر انتظامی کیفیت اور نیکی  
پر انتظامی کیفیت۔



چونکہ بیچ بکودوز و دشمن کن  
جب جڑ بڑی ہو اس کو جلد کاٹ کر  
قبض ویدی چارہ آن قبض کن  
تو نے قبض دیکھو اس قبض کی تدبیر کر  
بسط ویدی بسط خود را آب دہ  
تو نے بسط دیکھا اپنے بسط کو سیر کر  
باز گرد و قصہ اہل سبا  
پلٹ اور سبا والوں کا قصہ

تانا روید زشت خاکے در حین  
تا کہ کوئی بڑا کانشا چمن میں نہ آئے  
زانکہ سرباجملہ می روید زین  
کیونکہ ثانی سب بڑے آگت ہیں  
چوں برآید میوہ با اصحاب وہ  
جب پہل آجائے تو ماتیوں کو دے  
باز گوتا باز گویم مر حبا  
پھر کہہ تاکہ میں مر حبا پھر کہوں

باقی قصہ اہل سبا  
اہل سبا باقی قصہ

اے سب از اہل صبا ہو دندھام  
 دندھام سب از ہندوؤں کے بے عقل تھے  
 باشد اے کفرانِ نعمت و رشال  
 مثلاً کفرانِ نعمت یہ ہوتا ہے  
 کہ نمی باید مرا ایں نیکوئی  
 کہ مجھے یہ بھلائی نہیں چاہیے  
 لطف کن ایں نیکوئی را دور کن  
 مہربانی کر۔ بھلائی مجھ سے دور کر دے  
 پس بے گفتند باعد بیننا  
 تو اہلِ صبا نے کہا ہمیں دور دور کر دے  
 مانمی خواہیم ایں ایوان و باغ  
 ہم یہ قلعہ ابد باغ نہیں چاہتے ہیں  
 شہر یازد یک ہمد گیر بدست  
 ایک دوسرے سے قریب شہر بڑے ہیں  
 يَطْلُبُ الْإِنْسَانُ فِي الضَّيْفِ الشِّتَاءِ  
 انسان گرمیوں میں جاڑا طلب کرتا ہے

کارِ شاں کفرانِ نعمتِ باکرام  
ان کا کام بندوں کی نعمت سے انکار تھا  
کہ گنی با محسن خود تو جدال  
کہ ترانے محسن سے جھگڑنے لگے  
من بر محم زیں چه رنج به مشوی  
دیکھا رنج یہ ہوتا ہے میں میں دیکھتا ہوں اس سے خود بخود  
من نخواہم چشم زروم کو رنگ  
میں انکھیں نہیں چاہتا ہوں، مجھے جلد اندھا کر دے  
شیتنا خیر لست اخذ زینت  
ہمارا مہب ہمارے لئے اچھا ہے، ہمارا زینت لے لے  
نے زمانِ خوب نے امن و فراغ  
نہ اچھا وقت، نہ امن، نہ فراغ البالہ  
آلِ بیابان ست خوش کا نجا دور  
وہ جگہ اچھا ہے، جہاں دوزخ ہے ہوں  
فَاذْ اَجَاءَ الشِّتَاءُ اَنْكَرَ ذَا  
جب جانا آتا ہے اس کو کڑا سمجھتا ہے

۱۔ بعض دوسری جگہ پر افغانی  
 کیفیت طاری ہو تو اسکا علاج  
 کر کے ازالہ کر دینا چاہیے  
 بطور دیکھنی بھی پر انشائی  
 کیفیت پیدا ہو تو اس میں ختم  
 کی کوشش کرنی چاہئے چون  
 برآید انشائی کیفیت میں پھل  
 پیدا ہوں تو احباب کو اس  
 سے نہیں ہرچلئے۔ زرا بل  
 بمن دو بچوں کی طرح ناقص  
 عقل کے تھے کھڑاں کسی  
 کی خدمت کا فخر ان یہ بھی ہے  
 کہ حسن کے ساتھ دشمنی کھائے  
 لے کر کئی بایہ ایل سب سے نفور  
 کی یہ صورت اختیار کی کہ ان  
 نفور کو نعمت نہ سہا اور  
 اٹھ سے اٹھکے خلاف تماشہ  
 کردی اور مجبور کیا پس سب  
 اہل سا پر یہ کرم تھا کہ انکی  
 آبادیاں قریب قریب جنس  
 تاکہ سفر کی مشقت سے بچیں  
 چاروں طرف سرسبز باغات  
 تھے تاکہ ان سے فائدہ اٹھائیں  
 لیکن انھوں نے فن دونوں  
 چیزوں کو نعمت نہ سمجھا اور  
 انکے خلاف تماشے شروع  
 کر دیں۔

۲۔ طلبہ انسانی نفس کی  
 یہ غایت ہے کہ وہ ایک  
 حالت پر راضی نہیں رہتا ہے  
 بلکہ وہ میں گرمیوں کی اور  
 گرمیوں میں جاوے کی تمنا  
 شروع کر دیتا ہے۔



فَهُوَ لَا يَرْضَى بِحَالِ أَبَدًا

وہ کسی حال میں کبھی راضی نہیں ہوتا ہے

قَتَلَ الْإِنْسَانَ مَا أَكْفَرَهُ

انسان قاتل ہوا کس قدر ناشکیبہ ہے

نَفْسٌ نَسِيحَانِ سَتِ الشَّدَائِي

نفس ایسا ہی ہے ایسے جو وہ گنہ زون ہے

خَارِبٌ بِهَلُوسَةٍ هَرَسُوشِ نَهِي

یہ گوگرد ہے اس کو جس جانب سے بھی رکے گا

أَتَشْتِ تَرْكُ هَوَا وَخَارِزَنَ

خواہش کو ترک کرنے کی آگ کاٹنے میں لگا دے

چوں زحدر دندا صحابِ بَا

جب سب دالے مد سے تجھ کو زخم کرتے

ناصحاں شاں در نصیحتِ آبدند

نصیحت کرنے والوں نے نصیحت کی

قصہ خونِ ناصحاں می داشتند

تو نصیحت کرنے والوں کو قتل کر دیا اداہ کرتے تھے

چوں قضا آید شود تنگ اینچال

جب قضا آتی ہے یہ دنیا تنگ ہوجاتی ہے

گفت اذ اجاء القضا ضا القضا

فرمایا جب قضا آتی ہے نفس تنگ ہوجاتی ہے

چشم بستہ می شود وقت قضا

قضا کے وقت آنکھیں بند ہوجاتی ہیں

مکر آں فارس چو انگیزید گرد

اس شہسوارِ اللہ کی تدبیر نے جب گرد اٹائی

سوئے فارس روم و سو غبار

شہسوار کی طرف جا غبار کی جانب نہ جا

لَا يَضِيقُ لَا يَعِيشُ رَغَدًا

نہ تنگی میں ، نہ وسیع میشت میں

كَلِمَا نَالَ الْهَدَى أَنْكَرَهُ

جب ہدایت پالیتا ہے اس کا انکار کرتا ہے

أَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ كَقَتِ أَسْنَى

تم اپنے نفسوں کو قتل کرو اس بزرگ نے فرمایا

در خلد و از زخمِ او تو کے جہی

و چہ کا اس کے زخم سے تو کب بچے گا

دست اندر یارِ نیکو کار زن

نیکو کار دوست کو پھوڑے

کہ پیشِ ما و با بہ از صبا

کہ ہمارے لیے وہاں صبا سے بہتر ہے

از قنوق و کفر مانع می شدند

بد ماضی اور کفر سے انھوں نے روکا

تخم فسق و کافری می کاشتند

بد ماضی اور کفر کا بیج بونے تھے

از قضا علوا شود رنج و ہاں

قضا سے علو اتنی تکلیف پہنچ جاتا ہے

نَحْبُ الْأَبْصَارُ إِذَا جَاءَ الْقَضَا

(اور) آنکھیں بند کر دی جاتی ہیں جب قضا آتی ہے

تا نہ بیت چشمِ کحل چشم را

تاکہ آنکھ آنکھ کے سترہ کو نہ دیکھے

آں غبارت ز استعانتِ مکر و گرد

(اور) اس غبار نے تجھے مکر و مائل کرنے سے روک دیا

ورنہ بر تو کو بد آں مکرِ سوار

ورنہ سوار کا دائیں رخے تجھ کو پس دے گا

لے نفس۔ اسی نے نفس کو قتل کر لے گا ہم ہے۔ آن سنی میں حضرت موسیٰ خاں سے پہلو نفس کی مثال کو کر دیکھی ہو جو کسی کو روٹ چین نہیں لینے دیتا۔

لے آتش۔ نفس کے تار کو چھوٹنے کی یہ تدبیر ہے کہ خواہش کو ترک کر دے۔ و با۔ یعنی اہل سبائے یہاں تک زیادتی کی کہ وہ وہاں کو نیم سحری سے اچھا کہنے لگے۔ از فسق۔ نصیحت کرنے والوں نے کفر اور فسق سے روکنا چاہا۔

لے قصہ۔ اہل سبائے نصیحت کرنے والوں کی جان کے درپے ہوئے اور کفر و فسق سے باز نہ آئے۔ چوں قضا۔ قضا خداوندی کے سامنے انسان مجبور ہوجاتا ہے۔ چشمِ کحل۔ کھلے کیلئے مفید ہے اس کو بھی آنکھیں دیکھتی ہے مگر تدبیرِ فارس۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مکرے فارس۔ اس وقت اللہ سے مدد مانگنی چاہئے۔



گفت حق آنرا کہ اس گر گش بخورد  
جس کو اس بھڑیے نے کہا اس کو منہ نہ فرمایا  
اؤنمیدانت گر و گرگ را  
وہ بھڑیے کے غبار کو نہ پہچان سکا  
گو سفندان بوئے گرگ باگزند  
بحر ایں تکلیف راں بھڑیے کی بو  
مغیر حیوانات بوئے شیر را  
حیوانات کا داغ شیر کی بو کو  
بوئے شیر چشم دیدی باز کرد  
(اللہ کے) غضب کے کھیر کی بر تو نے نہ سمجھ لی دلوں پہ  
دانگشتند آں گروہ از گرد و گرگ  
وہ لوگ بھڑیے کی گرد کی وجہ سے نہ بولنے  
بر و زید آں گو سفندان را چشم  
اُس نے غصہ سے ان بکریوں کو پسٹا ڈالا  
چند چوپاں شان بخواند و نامدند  
گڈرے نے اُن کو بہت بلایا، وہ نہ آئے  
کہ بردا از تو خود چوپاں تریم  
کہ ہم تجھ سے زیادہ اپنے رکھولے ہیں  
طعمہ گر گیم و آن یار نے  
ہمیں بھڑیے کا لقمہ بنا منظور، دوست کی ہلک  
حمیت بد جاہلیت در دماغ  
حمیت داغ میں ایک جاہلیت تھی  
بہر مظلوماں ہی کنند چاہ  
انہوں نے مظلوموں کے لئے کنواں کنواں  
پوشین یوسفان بشکافتند  
انہوں نے یوسفوں کی پوشینیں پسائیں

دید گرد و گرگ چوں زاری نکرد  
جب اُس نے بھڑیے کی گرد کو نہ فرمایا کیوں نہ  
باچنیں دانش چرا کرد او چرا  
اس قدر عقل کے ہوتے ہوئے وہ کیوں چڑا رہا  
می بدانند و ہر سومی خزند  
پہچان دیتی ہیں اور ہر جانب گھس جاتی ہیں  
می بدانند ترک می گیرد چرا  
جانتا ہے، چڑا گاہ چھوڑ دیتا ہے  
باثناجات و حذر انباز کرد  
دعا اور پُرساؤ کا ساتھ ہی بن جاتا  
گرگ محنت بعد گرد آمد شرگ  
گرد کے بعد محنت کا مٹا، بھڑیا آگیا  
کہ ز چوپاں خرد بستند چشم  
جنہوں نے عقل کے گڈرے سے نگلیں بند کر لی  
خاک غم در چشم چوپاں میزند  
گڈرے کی آنکھ میں غم کی دھول جھونک دی  
چوں تبع گردیم ہر یک سر و یکم  
ہم تارے کیسے بن جائیں ہم میں سے ہر ایک چڑا ہے  
بہر مزار یکم و آن عارے  
ہر ایک کے اندر میں دولت کے ہوک نہیں ہیں  
بانگ شومی بردن کں کرد زار  
اُن کی کوڑی پر کوڑے نے بدعتی کی آواز لگائی  
در چافتا و ند می گفتند آہ  
وہ کنوئیں میں گرے اور آہیں بھرسیں  
آنچه می کردند یک یک یافتند  
انہوں نے جو کچھ کیا ایک ایک کا بدلہ پایا

۱۔ محنت۔ زاری کرنے سے  
۲۔ انسان غصہ سے نہ جساتا  
۳۔ اؤنمیدانت بکری چرنے  
۴۔ میں مشغول رہتی ہے اور بھڑیے  
۵۔ کی گرد کو نہیں دیکھتی۔ گو سفند  
۶۔ بکری اور حیوانات، اپنی تباہی  
۷۔ کے اسباب دیکھ کر بچنے کی کوشش  
۸۔ کرتے ہیں۔ بھڑیے جب خدا کے  
۹۔ غضب کے آثار پہنچ رہے ہیں تو  
۱۰۔ دعا میں لگتی پائیں۔ واکشتند  
۱۱۔ غضب کے آثار کو دیکھ کر بھی جو  
۱۲۔ ہوش میں نہ آیا وہ مصائب پر  
۱۳۔ مصائب میں گرفتار ہوگا۔  
۱۴۔ کچھ چند چوپاں نصبت کرنے  
۱۵۔ والوں نے انگوٹھی کی دھڑت  
۱۶۔ دی تھیں انہوں نے نہ مانا وہ  
۱۷۔ انگوٹھیں کیا کہ بہت نصبت کرنے  
۱۸۔ والوں سے کہا ہم خود اپنی جہالت  
۱۹۔ کو سمجھتے ہیں تمہاری نصبت کی  
۲۰۔ ضرورت نہیں ہے ہم خود سرور  
۲۱۔ ہیں کسی کے تابع نہیں بن سکتے  
۲۲۔ طعمہ گرگیم میں ہلک ہوا سنا  
۲۳۔ ہے تمہاری دوستی کی جس صورت  
۲۴۔ نہیں ہے۔ بہر مزار۔ ہلک ہوا سنا  
۲۵۔ ہے لیکن تمہاری اداقت نہ کر سکتا  
۲۶۔ قیے کئے داغ میں جاہلیت  
۲۷۔ تھی ہوئی اور اپنا تو بول رہا  
۲۸۔ تھا۔  
۲۹۔ بہر مظلوماں۔ وہ مظلوموں  
۳۰۔ پر غصہ کرتے تھے خود اُس غصہ  
۳۱۔ میں پس من گئے پوشین۔ نصبت  
۳۲۔ کوڑیوں کو ذیل کیا اور اُس  
۳۳۔ کی مزار انہوں نے بھٹی۔



لے کیت ابی نہا کیے یوسف  
خود نکادہ دل تبار طلب حق تھا  
چون اسیرے اس دل کو انھوں  
نے نفسِ امارہ کا قیدی بنادیا  
تھا۔ جبریلے میں روح کو جسم  
کے ستون سے باندھ دیا ہے  
اور اس کو زخمی کر دیا ہے چہرے  
اور اس روح کو مادی غذا میں  
کھانا پاتا ہے۔ کہ بقدر روح  
کی غذا مادی نہیں ہے اس  
کی غذا ذکر اللہ اور تقار اللہ  
ہے۔ جس کلمہ مدوح انسانی  
انسان کے اس نظم و رسم کی غذا  
سے شکایت کرتی ہے۔ گرگہ  
میں انسان کا نفس امارہ گردش  
خدا اس روح سے فرماتا ہے  
اے آدمی گوید خدا کے صبر کرنے  
پر صبر کنی ہے کہ اب مجھے جلد  
اپنے پاس بلائے۔ آدم۔ میں  
دور ہوں ہے مجھے نفس کے آغلا  
مادی تکالیف برداشت کرنی پڑ  
رہی ہیں جو انھوں کو یہود کے  
ہاتھوں اور حضرت صالح کو ثمود  
کے ہاتھوں برداشت کرنی پڑی  
تھیں۔ یا بخش روح کہتی ہے  
اب فراق کی برداشت نہیں ہو  
یا مجھے فنا کر دے یا مجھے اپنے  
پاس بلائے یا تو میرے پاس آجا۔  
تھا۔ بافراقت۔ خدا سے جدائی  
کی صورت کافر بھی برداشت نہ  
کر سکیں گے جو چاہیں مومن برداشت  
کرے۔ یا لیتنی یعنی فراق کو کت  
کافر اپنے فنا ہونے کی تمنا کرے  
— حال ابو یعنی فراق میں  
بیگانوں کا یہ حال ہے کہ انہوں  
کا کیا حال ہوگا۔

کیست یوسف کمال حق جھے تو  
یوسف کون ہے تیرا حق کا جویاں دل  
جبریلے را بر امتن بستہ  
تو نے تمہارے کورستوں سے باندھ لیا ہے  
پیش او گوسالہ بریاں آوری  
تو اس کے سامنے بٹھنا ہوا۔ پھر لاتا ہے  
کہ خور نیست مارا لوت پوت  
کہ کھالے یہ ہماری لذیذ غذا ہے  
زیں شکنجہ و امتحاں آل مبتلا  
وہ صیبت زدہ اس مشکبزد امتحان کی وجہ سے  
کائے خدا افغاں ازیں گرگ کہن  
کہ اسے خدا اس بوڑھے بھیرے سے فرمایا ہے  
داد تو و اخواتم از ہر پنجبیر  
میں ہر مہل سے تیسرا بدلے لوں گا  
او بھی گوید کہ صبرم شد فنا  
وہ کہتا ہے کہ صبر صبرفت ہو گیا  
احمد در ماندہ در دست یہود  
میں احمد ہوں جو یہود کے ہاتھ میں پھنسا ہوں  
لے سعادت بخش جان انبیا  
لے انبیا کی جان کو سعادت بخشنے والے  
بافراقت کافراں راتا نیست  
تیرے فراق کی کافروں میں بھی تائب نہیں ہے  
کافراں گویند در وقت عذاب  
عذاب کے وقت کافر کہیں گے  
حال او نیست کو خود زان ست  
جو اس جانب کا ہے اس کا یہ حال ہے

چوں اسیرے بستہ اندر کوئے تو  
جو قیدی کی طرح تیرے کورج میں بند ہوا ہے  
پر و بالش را بصد جاختہ  
انکے بال دیر کو تو نے سینکڑوں جگہ سے زخمی کر دیا  
گر کشی او را بکھداں آوری  
کبھی اس کو کھینچتا ہے اور جگر کے پاس لاتا ہے  
نیست او را جز تقار اللہ قوت  
امان کی امنی غذا سوائے اللہ کی ملاقات کچھ نہیں ہے  
میسند از تو شکایت با خدا  
خدا سے تیسری شکایت کرتا ہے  
گویش نیک وقت مد صبر کن  
وہ اس سے کہتا ہے اب وقت آگیا ہے صبر کر  
داد کہ دہد جز خدائے دادگر  
سوائے نصف خدا کے انسان کون کر لے  
در فراق روئے تو یا ربنا  
اے ہمارے رب تیرے چہرے کے فراق میں  
صاحتم افتادہ در جس نمود  
میں صانع ہوں جو نمود کی قید میں پڑا ہوں  
یا بخش یا باز خواہم یا بیا  
یا مژدہل یا مجھے واپس بلا لے یا تو آجا  
کایں فراق اندر خور اصحابیت  
یہ فراق دوستوں کے لائق نہیں ہے  
ہر یکے یا لیتنی کنت شراب  
ہر ایک کا شش میں مٹی ہوتا  
چوں گو دے تو کسے کان تو  
نہ نے غم اس کو کیا حال ہوگا جو تیرے



حق ہی گوید کہ آری اے نژدہ  
اللہ فرماتا ہے کہ اں ہے پاک نسل  
صبح نزدیک ست خاموش دم مزن  
صبح قریب ہے چپ ہو عا سانس نہ لے  
صبح نزدیک ست خاموش کم خروش  
صبح نزدیک ہے چپ ہو عا شور نہ کر  
کوشش من بہ کہ کوششہائے تو  
تیری کوششوں سے میری کوشش بہتر ہے  
ہیں تحمل کن برو خاموش شو  
اں برواشت کر جا چپ ہو جا  
شد ز حد ہیں باز گردے یار گرد  
بات آمد سے گذر گئی اے بہادر یار واپس پل  
قصہ اہل بسایک گوشہ نہ  
سبا والوں کا قصہ ایک طرف رکھ دے

لیکن شنو صبر آور صبر بہ  
لیکن شن صبر کر صبر بہت ہے  
کاندر آمد وقت بیرون ملن  
کہ باہر نکلنے کا وقت کہہ رہا ہے  
من ہی کو شمشیرے تو تو ملکوش  
میں تیرے لئے کوشاں ہوں تو کو کوشش نہ کر  
داروئے تلخم بہ از حلوئے تو  
تیرے حلوے سے میری کڑوی دوا بہتر ہے  
کترک جنباں زباں رو گوش شو  
زبان نہ چلا جا کان بن جا  
رُستائی خواجہ را در خانہ برد  
دہائی خواجہ کو گھر لے گیا  
آں بگوکان خواجہ چو ل مدبہ  
وہ بنا کر خواجہ کس طرح کانٹوں میں آیا

### بقیہ قصہ رفتن خواجہ بدعت رُستائی بدہ

دہائی کی بدعت پر خواجہ کے کانٹوں جانے کے قصہ کا بقیہ

رُستائی در تملق شیوہ کرد  
دہائی نے خوشامد کا ایسا طریقہ اختیار کیا  
از پیام اندر پیام اوخیرہ شد  
وہ پیغام اندر پیغام سے خیران ہو گیا  
ہم ازینجا کو دانش در پسند  
ساتھ ہی ادھر سے اس کے بچے خوشی میں  
پہچو یوسف کش ز تقدیر عجب  
حضرت یوسف کی طرح عجب تقدیر کچھ ہے  
آں نہ بازی بلکہ جان بازیست  
یکیل نہیں ہے بلکہ جانی پر کیلنا ہے

تا کہ خزیم خواجہ را کالیوہ کرد  
کہ خواجہ کی ہوشیاری کو دیوانہ بنا دیا  
تا زلال خزیم خواجہ تیرہ شد  
بہانک کہ خواجہ کی احتیاط کا مٹا پانی گدا ہو گیا  
نرتع و نلعب بشادی می ژوند  
ہم کھائیں گے ہم کیلیں گے کاشادیا نہ بجاتے تھے  
نرتع و نلعب ببرد از ظل آب  
ہم کھائیں گے ہم کیلیں گے باپ کے سایہ پر دم کرنا  
حیلہ و مکر و دغا ساز زیست اں  
یہ حیلہ اور مکر اور دغا بازی ہے

۱۱۱ نثر۔ مثنوی، بزرگوار۔

صبح نزدیک ست۔ سورہ

ہود میں ہے کہ حضرت جبریل نے

حضرت لوط کی قتل کے لئے کہا

تھا اب صبح قریب ہے اں

جگہوں سے تیرا دل لے لیا تھا

تملقت خوشامد چاہی رہیو

طریقہ عادت کا پیو۔ الحق،

دیوانہ خیر و جیران۔

۱۱۱ قریح و نعب۔ ہم کھائیں گے

اور جیوں گے یہ حضرت یوسف

کے بھائیوں نے سازش کرتے

وقت حضرت یعقوب سے کہا

تھا اعلیٰ اب ناہی غلوں نے

حضرت یوسف کو حضرت یعقوب

کے سایہ پداری سے محروم کر

دیا تھا۔

۱۱۱ آں نہ بازی۔ یہ کیل کی

دعوت نہ تھی بلکہ حضرت یوسف

کی جان بیتی جانی تھی حیلہ

اور مکر اور دغا بازی تھی۔



مے حجہ جرات ہی دوست سے  
جس کا سبب ہے اسکو نہ سنا  
چاہے گروہ مولیٰ غارتے کے  
لے بڑا نقصان نہ گوارا کر لیا ہے  
ایسی شہرہ سورہ جہ میں اس  
قصہ کی طرف اشارہ ہے ایک  
بار حدیث میں گھوڑوں کا کافوریت  
کرنے والا قافلہ آیا اس وقت  
آنحضرت نماز جمعہ پڑھا رہے  
تھے، صحابہ آتا خریدنے کے  
شوق میں آنحضرت کو نماز پڑھتے  
پھوڑے پٹے گئے اس پر صاف  
مورد خطاب بنے انہوں نے  
توڑے غارتے کی خاطر بڑا  
نقصان کیا اور آنحضرت کا ساتھ  
چھوڑ دیا بعض علماء کا خیال ہے  
کہ یہ دوران نماز کا قصہ نہیں ہے  
بلکہ غلطی کے دوران یہ قصہ ہوا  
تھا۔

مے جہاد میں نماز جمعہ بہتر  
ہی ہے کہ اس سے غلطی نہ  
ہوا لیا جائے۔ قلب تجارت کا  
مال جو کسی دوسرے شہر میں لے  
جایا جائے دوسرے دس بارہ  
معاویہ سے زیادہ موجود رہے  
تھے۔ ربانی یعنی آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم بہر گندم قافلہ کے  
قبل پر گھوڑوں کا آٹا خریدنے چلے  
گئے تھے۔ چٹے مال، انگھٹلے  
غور سے دیکھ خود شہ پانے ذوق  
کے لئے خود دوڑ پڑے مالا مال  
رزاق میں ہوں۔  
مے آنکھ خود تھوڑے گھر ذوق کو  
بھی دلتا دیتا ہے۔ آواز بھی سے  
بہا ہونا خدا سے جدا ہونا تھا

ہر چہ از یارت جدا انداز دآں  
جو مجھے دوست سے دور پھینک دے  
گر بود آں سود صد در صد گیر  
اگر وہ ہزاروں کا فائدہ ہوتا بھی نہ لے  
اس شنو کہ چند یزداں زجر کرد  
یہ سنو کہ اللہ نے کس قدر ملامت کی  
زانکہ بر بانگِ دل در سال تنگ  
کیونکہ تنگی کے ایک سال میں فقرے کی آواز پر  
تا نہاید دیگر اں از اں خوند  
تا کہ ایسا نہ ہو کہ دوسرے سستا خرید لیں  
ماند پیغمب ز خلوت در نماز  
پیغمبر نماز میں اکیلے رہ گئے  
کوفت طبل لہو بازار گاہے  
ایک تاجر نے تفریح کا نفاہہ پیشا  
قَدْ فَضَضْتُمْ تَحْوِیْحَ هَائِیْمَا  
تم ٹوٹ پڑے گھوڑوں کی جانب دروازہ وار  
بہر گندم تخم باطل کا شہید  
گھوڑوں کے لئے تم نے باطل کا بیج بویا  
صحبتِ اذخیر میں لہو ست مال  
اس کی صحبت ال اور کھیل کو دے بہتر ہے  
خود نشد حرص شماراں یقین  
مے تباہی حرص کو یہ یقین نہ آیا  
آنکہ گندم راز خود روزی دہد  
جو گیہوں کو بھی خود روزی دیتا ہے  
از پے گندم جدا گشتی ازاں  
تو گیہوں کے لئے اس سے جدا ہو گیا

مشنواں را کاں نیاں دار دیاں  
اس کو نہ سن کیونکہ برادری ہے برادری  
بہر ز رنگسل ز گجورائے فقیر  
اسے فقیر اسنے کے لئے غلامی سے تعلق نہ کرو  
گفت اصحاب نبی را گرم و سرد  
نبی کے ساتھیوں کو گھبرا ہوا ہوا  
جمعہ را کردند باطل بے درنگ  
بلاتوقف انہوں نے جمعہ کی نماز توڑ دی  
زاں جلب صرفہ زما ایشاں بند  
اس سورے کا فائدہ وہ ہم سے زیادہ اٹھا لیں  
بادوسہ درویش ثابت پر نیاز  
ان دو میں غریبوں کا ساتھ جو ماضی پر قائم ہے  
چوتھاں برید از رتباںیے  
تم کیوں ربانی (رسول) سے کٹے  
ثُمَّ خَلِیْتُمْ نَبِیًّا قَائِمًا  
پھر تم نے نبی کو کھٹا پھوڑ دیا  
وال رسول حق را بگذاشتید  
اور اس خدا کے رسول کو چھوڑ دیا  
ہیں کرا بگذاشتی چشمہ مال  
غصہ دار کس کو چھوڑا ہے، آنکھوں میں  
کہ منم رزاق خیر الراز قیں  
کہ میں رزاق، اندک دینے والوں میں سے بہتر ہوں  
کے تو کلمات را ضال کند  
وہ تیرے توکل کو کب ضائع کرے گا  
کہ فرتا دست گندم را سماں  
جس نے گیہوں آسمان سے سمجھا ہے



کتر از بطنیستی آخر در آب کو دہم را باز داعی را جواب  
آخر تر پانی کی بطن سے کم نہیں ہے جو دعوت دینے والے باز کو جواب دیتی ہے

دعوت کردن باز بطن را از آب بصحا و جواب بطن  
باز کا بطن کو پانی سے جنگل کی دعوت دینا اور بطن کا جواب

باز گوید بطن را کز آب خیز  
باز بطن سے کہتا ہے کہ پانی سے نکل  
بطن عاقل گوید شش کاے باز رو  
بطن عقلمند بطن سے کہتی ہے کہ اے باز جا  
دیوچوں باز آمدے بطن شتاب  
اے بطن! شیطان کی مثال باز کی سی ہے ملک کا  
باز را گوید رُو رُو باز گرد  
باز سے کہہ دو، جا جا واپس ہر جا  
ما بری از دعوت دعوت ترا  
ہم قبری دعوت سے بڑی ہیں قبری دعوت تجھی  
حصن ما را قند و قندستان ترا  
قند ہم کو اور قند و قندستان تجھی وہاں ہیں  
چونکہ جاں باشد نیاید قوت کم  
جب جاں ہے مدد کی کمی نہ ہوتی  
رجوع بحکایت خواجہ فروستانی  
خواجہ اور وہاں کے قند کے قند واپس

خواجہ حازم بسے عذر آوری  
خواجہ کا عذر نے بہت عذر کئے  
گفت ایں دم کار با دارم ہم  
کہا اس وقت میں بہت ضروری کام رکھتا ہوں  
شاد کار ناز کم فرمودہ است  
بادشاہ نے مجھے ایک نازک کام کا حکم فرمایا ہے  
بس بہانہ کرد با دیو مرید  
سرکش شیطان سے بہت بہانے کئے  
گویی ایم آن نگر دو منتظم  
اگر میں چلو جاؤں گا ان کا انتظام نہ ہو سکیگا  
ز انتظارم شاہ شب لغنودہ است  
میرے انتظار میں وہ رات بھر نہیں سو رہا ہے

اے کتر از بطنیستی نے باز  
کی دعوت پر بڑے غامضے کوڑے  
پھر وہ انسان تجوڑے غامضے  
کے لئے جو انسان کو جیتاتا  
ہے باز باز جنگل کا پرندہ ہے  
اور بطن آبی میں باز کے بطنوں  
کو جنگل کی دعوت دیتی۔ دشتیا  
جنگلوں میں عمدہ خوراک ہے  
دیو شیطان انسان کے لئے ایسا  
جیسا کہ باز بطنوں کیلئے تھا۔  
اے باز را جب شیطان کا لکھی  
رہائے انکو دھتکارو وہاں ہم  
کو یہ تیرا دم کا ہے ہم اس میں  
نہ نہیں گئے چونکہ مدد کی کمی  
باز سے میں انسان کو توکل سے  
کام لینا چاہئے۔ قند و قندستان  
پہلے کار ہو شیار  
۵۵ دیو مرید سرکش شیطان  
یعنی دیوانی کا نازک نازک کام۔



من نیارم ترک امر شاہ کرد  
 میں بادشاہ کے حکم کو نہیں چھوڑ سکتا  
 ہر صباح و ہر مساسر بنی خاص  
 ہر صبح اور ہر شام ایک خاص سپاہی  
 تور و اداری کہ اکیم سوئے رہ  
 تو مناسب سمجھتا ہے کہ میری ملکوں کی طرف آیاؤں  
 بعد ازاں دربان خشمش چوں خشم  
 اس کے بعد اس کے عقد کا کیا علاج کروں؟  
 زیں نمط او صد بہانہ باز گفت  
 اس طرح کے اس نے سینکڑوں بہانے بنائے  
 گر شود ذرات عالم حیلہ پیچ  
 اگر تمام دنیا کے ذرے حیلہ گری کریں  
 چوں گریز دایں زمین ناسماں  
 یہ زمین آسمان سے کیسے گریز کرے  
 ہر چہ آید ز آسماں سوئے زیں  
 جو کچھ آسمان سے زمین پر آتا ہے  
 آتش از خورشید می بارد برو  
 سورج سے آتش پر آگ برستی ہے  
 و رہی طوفاں کند باراں برو  
 وہ اگر آتش پر بارش کا طوفان برساتے  
 او شدہ تسلیم او ایوٹ ار  
 وہ (حضرت) ایوٹ کی طرح ایسے ہو کر رہے ہیں  
 اے کہ خبر و این زمینی سرکش  
 اے وہ کہ تو ایسی زمین کا جز ہے سرکش نہ کر  
 چوں خلقنا کم شنیدی من تراب  
 جبکہ تو نے ہم نے مخلوق ہی سے یہ کیا ہے من ترا ہے

من نتانم شد بر شتر روئے زرد  
 میں بادشاہ کے سامنے شتر بندہ نہیں ہونا چاہتا  
 میر سدا من ہی جوید مناص  
 آتا ہے اور مجھے غلامی چاہیے  
 تا در آبر و افکند سلطان کرہ  
 یہاں تک کہ بادشاہ شہزادے پر گور کر دے  
 زندہ خود را زیں مکرید فوں خشم  
 باں اس سے اپنے آپ کو زندہ دفن کروں  
 حیلہا با حکم حق نفتاد و جفت  
 (لیکن) حیلے حکم خداوندی کے مطابق نہ ہو سکتے  
 باقضاے آسماں ہیچ مست ہیچ  
 آسمان کے فیصلہ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں  
 چوں کند او خوش را ز و کتاں  
 یہ اپنے آپ کو اس سے کیسے بچائے  
 نے مفرد ارد نہ چارہ نے کیس  
 (اس سے) نہ کفر ہے نہ کوئی تدبیر نہ بچنے کی جگہ  
 او بیشیش آتش بنہادہ رو  
 وہ اس کی آگ کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہے  
 شہر بارامیکند ویراں برو  
 اس پر مشہروں کو ویران کرے  
 کہ اسیرم ہر چہ می خواہی بیار  
 کہ میں قیدی ہوں تو جو چاہے کر  
 چونکہ بنی حکم یزداں درکش  
 جب تو خدا کا حکم (آتا) دیکھے دروازہ نہ بند کر  
 خاک باشی جست از تور و متا  
 اس نے تجھ سے خاک بن جانا چاہا ہے روگردانی نہ کر

۱۔ دیکھتے زندہ یعنی بادشاہ کا  
 کام نہ کر سکن کا تو شتر بندگی  
 چھوڑ کر مناص چھوڑ کرے کی جگہ  
 کرے یعنی بادشاہ ناراض ہو  
 جائے گا۔ مگر حق یعنی بادشاہ  
 ناراض ہو کر زندہ دگر کر دے گا  
 جفت یعنی اس کے پہلے اختیار  
 خداوندی کا مقابلہ نہ کر سکے اور  
 شکوہ کاؤں جانا نہ کر شود قضا  
 کے مقابلہ انسان مجبور ہے  
 آتش زمین سورج کی پیش  
 برشت کرنے پر مجبور ہے اسی  
 طرح انسان قضا کے مقابلہ میں  
 وہاں ہے ایوٹ وار حضرت  
 ایوٹ کا ہر مشہور ہے اے کہ  
 جو وہ انسان حق سے جلتا ہے  
 آتش کا حکم مگر آگ پاک میں  
 ہے اے انسانوں ہم نے نہیں  
 زمین کی حق سے پیدا کیا اسی  
 میں تمہیں ہم کو تائیں گے



بیش کر اندر خاک تھنے کاشتم  
دیگہے میں نے مٹی میں بیج بریا  
حملہ دیگر تو خاکِ پیشہ گیر  
دوسری بار تو خاک ہونا اختیار کر  
آب از بالا بہ پستی در رود  
پانی بلندی سے پستی میں جاتا ہے  
گندم از بالا بریر خاک شد  
گیہوں بلندی سے پستی کے نیچے گیہ  
دانہ ہر میوہ چوں گردد ز فیں  
ہر پھل کا دانہ جب محو ہوتا ہے  
اصل نعمتہا ز گردوں تابناک  
تمام نعمتوں کی اصل آسمان سے نہیں نک  
از تواضع چوں ز گردوں شد نزدیک  
قراضی کی وجہ سے جب وہ آسمان سے نیچے آتا  
پس صفات آدمی شد آں جا  
تو دہلے جان آدمی کی صفات سے ہوتی ہو گیا  
کز جہان زندہ اول آمدیم  
ہم پہلے زندہ جہان سے آئے  
جملہ اجزا در تحریک در سکون  
تمام اجزا حرکت اور سکون میں  
ذکر و بیحیات اجزائے نہاں  
پر مشیدہ اجزاء کے ذکر اور صیغہ نے  
چوں قضا آہنگ نارنجات کرد  
جب قضا نے غلسم کرنے کا ارادہ کیا  
باہر اراں حرم خواجہ مات شد  
ہزاروں امتیاطوں کے باوجود خواجہ ہار گیا

گرد خاک و منش آفر شتم  
وہ خاک بنا اور میں نے اس کو بلند کیا  
مناغم بر جملہ میرانت امیر  
تا کہ میں اپنے تمام سرداروں کا سردار بنادوں  
آنکہ از پستی ببالا بر رود  
تب پستی سے بلندی پر جاتا ہے  
بعد ازاں او خوشہ چالاک شد  
اس کے بعد وہ بلبھاتا خوشہ بنا  
بعد ازاں سر با بر آرد از زمیں  
اُس کے بعد زمیں سے سر اُٹھاتا ہے  
زیر آمد شد غزلے جان پاک  
نیچے آئی، تو پاک جان کی غزلہ بنی  
گشت جزو آدمی حتی دلیر  
تو وہ زندہ دلیر آں کا جزو بن گیا  
بر فراز عرش پراں گشت شاد  
خوش ہو کر آسمان کی بلندی پر آگیا  
باز از پستی سوے بالا شدیم  
پھر پستی سے بلندی کی طرف گئے  
ناطقاں کہ انا الیہ راجعون  
کہتے ہیں کہ ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں  
غلغلے افکند اندر آسمان  
آسمان میں ٹکفند لٹواں دیا  
روستانی شہری رامات کرد  
دیہاتی نے شہری کو مات دے دی  
زاں سفر در معرض آفات شد  
اور اُس سفر سے آفتوں میں پھنس گیا

لے ہیں۔ خاک کی بلندی سے  
نرخروئی حاصل ہوتی ہے۔  
مٹی میں نہ کرند و نہ پاہے  
معدہ دیگر اس ملک کی پیکر  
انتخاب کیا دوبارہ وہ غلے بنے گا  
تو بڑے مراتب حاصل کرے گا  
بآقا۔ پانی پھر صاب بکر طبعی  
کی طرف جاتا ہے یا انورس سے  
اوپر نکلا جاتا ہے اور انسان کا  
جزو بنتا ہے۔

لے گندم گیہوں کا دانہ پستی  
میں ملتا ہے پھر ہر اجزا خوش  
بکھر کر پڑتا ہے۔ اصل نعمتہا پانی  
آسمان سے برسا پھر زمین سے نکل  
کر انسان کا جزو بنتا اور انسانی  
صفات اختیار کر کے عرش تک  
پہنچتا ہے۔

لے جہان زندہ یعنی عالم  
آر و راج۔ سوئے بالا عالم اعلیٰ  
ذکر و بیحیات۔ کائنات کا کائنات  
فناء اللہ کی تسبیح کرتا ہے۔



اعتمادش بر ثبات خویش بود

اُس کو اپنی ثابت قدمی پر بھروسہ تھا

چون قضا بیرون کند از چرخ سُر

قضا جب آسمان سے سُر کا تختی ہے

ماہیاں اُفتند از دریا بروں

بھلیاں دریا سے باہر نکل پڑتی ہیں

تا پیری و دیو در شیشہ شود

یہاں تک کہ دیو اور پری بادل میں بند ہو جاتے ہیں

جز کہے کا نہ ر قضا اندر گرخت

سوائے اُس کے جو قضا کا پناہ میں آ گیا

غیر آنکہ در گریزی در قضا

سوائے اُس کے کہ قضا کا طرف بھاگے

گر چہ کہ بد نیم سیاحش در ر بود

اگر چہ پہاڑ تھا اُس کو آدھا سیلاب ہوا گیا

عاقلاں گردند جُسا کور و کر

سب عقلمند اندھے بہرے ہو جاتے ہیں

مُرغ پراں گرد و از دلم ز بول

اُڑنے والا پرند ایک جال سے عاجز آ جاتا ہے

بلکہ ہار دتے بب ابل در ر و د

بلکہ ہار دت بابل میں چسلا جاتا ہے

خون اُور ایچ تربیعے ز نخت

کوئی تربیعہ اُس کا خون نہ بہتا اسکی

یہیچ حیلہ نہ بدت از مے رہا

کوئی تدبیر بھی رہائی نہیں دلا سکتی

قصہ اصحاب ضرّوان و حیلہ کردن ایشان تلبے زحمت

ضرّوان والوں کا قصہ اور اُن کا تدبیر کرنا تاکہ تقیروں کی زحمت سے

فقیراں باغمارا قطف کنند

غریبوں کو باغ مارا پھل توڑیں

پس چرا در حیلہ جوئی ماندہ

پھر تو کیوں حیلہ جوئی میں رہا ہے؟

کہ برنزد از روزی درویش چند

کہ چند فقیروں کی روزی مارے

روئے در ر و کردہ چندیں عمر بکر

آئے سائے ہو کر بہت سے عمر بکر

تا نباید کہ خدا دریا بدال

تاکہ خدا اُن کو نہ جساوے

دست کارے می کند نہاں دل

ہاتھ دلوں سے چھپا کر کوئی کام نہ کرتا ہے؟

قصہ اصحاب ضرّوان خواندہ

تو نے ضرّوان والوں کا قصہ پڑھا ہے

حیلہ می کردند کثرت نیش چند

چند پنچھویسے ٹونک والے عمدہ کر رہے تھے

شب ہمہ شب می سگالید نگر

تمام رات کرا اور نیلے سوچتے رہے

خفیہ می گفتند سر با آل بدال

اُن نادانوں نے راز مخفی طور پر کہے

با گل اندلیندہ اسگالید دل

کبھی نے کبھی کرنے والے کے خلاف سوچا!

لے، متاوش بشری کو اپنی عقل

پر غصہ تھا در شیشہ جی اور

پری بول میں بند کر لینے کا ایک

شاعر اور عارف تھیں ہے جہ

کے ایک مہر حضرت عثمان

فرمایا تھا بھئی فخر من مگر اللہ

اے اللہ تو اللہ جو اللہ کی قضا سے

اندھی کی قضا کیوں نہ فرار کیا

کرتے ہیں تربیع کسی گھس کا عالم

کے دو ستاروں کا اس طرح جمع ہوا

کی ایک دوسرے کے اعتبار سے

چوتھے فائن میں ہو یہ صورت

اُس شخص پر دوس اُترات نامور

لے قروں میں میں منعا

کے قریب ایک گاؤں ہے اُس

کے باشندوں کا یہ قصہ تو اُن میں

مذکور ہے حیلہ کردہ ضرّوان کو

مردم کرکلی تدبیر جوئی فقیر

آہستہ سرگوشی اس لئے کہ ہے

تھے کہ خدا اُن کی سلاش کو د

سُن سکے۔

سلاش کبھی کبھی کرتے لے

سے اپنا راز نہیں چھپا سکتی نہا

دل سے اپنا کام مخفی رکھ سکتا



کیف لا یعلم هو الک من خلق  
تیری خواہش کو کیسے نہ جانے گا جس نے پیدا کیا  
کیف یفعل عن طعن رعدا  
خوش بیش ہر دھن نشیں سے وہ کیسے ٹاٹا ٹپ بڑا  
اینا قد هبطا اوصعدا  
کہاں وہ نشیں ہی اتاری کہاں اونچائی پر چڑھی  
گوش کن کنوں حدیث خواجہ را  
اب خواجہ کی بات سنو  
گوش را کنوں ز غفلت پاک کن  
اب کان کو غفلت سے پاک کرے  
تا جہا دید از بلا و از غمتا  
اُس نے کس قدر بلا اور مشقت دیکھی  
اں زکاتے داں کہ غمگیں را ہی  
اُس کو ایک زکوۃ بھر جو غم کو دے رہا ہے  
بشنوی غمہائے رخسار اں دل  
دل کے بیماروں کا غم سننے کے  
خانہ پر دود دار د پر فتنے  
صاحب ہنر کا گھر دل و دھیر سے بھرا ہوا ہے  
گوش تو ادر اچوراہ دم شود  
جب چراکان ایکے سانس لیجے کا راستہ ہی ہلے  
غمگساری کن تو با مالے روی  
اے سینا ہاپ! ہمارے غمگساری کر  
ایں تر دد جس دزدانی بود  
یہ تر دد قسید اور قسید ہی ہے  
ایں بدیں سواں بدایں می کشد  
یہ ایں جانب وہ ایں جانب کیہتا ہے

ان فی نجاک صدقا أم فلق

تیری نجاتی باتوں میں سچائی ہے یا بھڑک

من یعاین این مشوا غدا

جو دیکھ رہا ہے کہ کل کو اُس کا ٹھکانا کہاں ہے

قد تولّا واحصى عدا

وہ اُس کا گناہ ہے اور اُس نے شمار کر دیا ہے

کو سوائے وہ چوں شد دید اوجزا

کہ وہ خبر کی جانب کیسے گیا اور اُس نے سزا ملتی

استماع بجزا غمتاک کن

اُس غمتاک کی بجزا کا تقصیر سن

در رہ وہ چوں شد از شہر اوجزا

ما توں کے راستہ میں جب وہ شہر چھو گیا

گوش را چوں پیش و تاش نہی

جب توکان اُس کی داستان پر دمے

فاقم جان شریف از آب و گل

آب و گل (میں پھینے) سے شریف جان کا فاقہ ہے

مرورا بکش از اصغار ورنے

اُس کی بات سننے کے لئے (کان کے) سوراخ کو لکڑی

دود تلخ از خانہ او کم شود

کڑوا دھواں اُس کے گھر میں سے کم ہو جائے

گر بسوئے رب اعلیٰ می روی

اگر تو رب اعلیٰ کی طرف جا رہا ہے

کو نہ بگذارد کہ جاں سوئے رود

جو نہیں چھوڑتا کہ جان کسی طرف ہلے

ہر یکے گوید منعم راہ رشد

ہر شخص کہتا ہے میں ہدایت کا راستہ ہوں

۱۷ کہتے۔ قرآن پاک میں ہے  
أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ زَعْرَاقًا  
الْحَبِيبُ۔ ایک دھ اندھا جانتا  
ہے اُن کو میں کو کس نے پیدا  
کیا ہے وہ میرا ہی اور باقی ہے۔  
۱۸ تفسیر۔ ہر دھ نشیں سوزی  
مثنوی شکار ناگنا مشقت اُن  
زکاتے کسی غمتاک کی داستان  
سن لینا اُس پر بہت بڑا احسان  
ہوتا ہے اُس کے دل کا غم  
ہلکا ہو جاتا ہے۔

۱۹ داستان۔ داستان۔ فاقہ  
اُس کا دل غم کے دھوئیں سے  
بھرا ہوا ہوتا ہے۔ تیرا شننا گویا  
ایک سوراخ ہے جس کے ذریعہ  
اُس کے دل کا دھواں خارج  
ہوتا ہے۔ تیری سیراب یعنی  
جبکہ تیرا سلوک راہ حق پر ہے  
اور عروج حاصل ہے تو ہمیں  
بھی نصیحت کا شرف پیش دے



لے خنک سبکس کہ پایش مطلقیت

و شخص قابل مبارکباد ہے جس کا پیر آزاد ہے

رہ نمیدانی بجو گامش کجاست

اگر تو راستہ نہیں جانتا ہے بائیں نشان قدم

تاریسی از گام آہوتا بنات

اگر تو بہن کے نشان قدم سے ناز نہ کرے ہر پنج

اے برادر گر بر آذر می روی

اے بھائی! اگر تو آگ پر چل رہا ہے

چوں شنیدی تو خطاب کتخت

جب کہنے - زور کا خطاب سن لیا ہے

ناں فرستد حوں فرتادت طبق

وہ روٹی بھیجے گا جبکہ اس نے تجھے بیان کیا ہے

غصہ آنکس را کش اینجا طوفیت

غم اس کے لئے ہے جس کو یہاں طوفان کا لہجہ ہو گیا ہے

ایں ترڈو عقبہ راہ حق ست

یہ ترڈو اللہ کے راستہ کی گمانی ہے

بے ترڈمی زود در راہ رست

و سیدھے راستہ پر بغیر ترڈو جا رہا ہے

گام آہورا بگیہ مرو معاف

تو بہن کے (نشان) قدم پر گولے لہد مالید سے چلے

زیں روش براوج النوری وی

اس نقار سے تو روشن بلندی پر جا س رہا ہے

نے زوریا ترس نے از موج و

زوریا سے ڈر، ز موج سے، نہ جھاگ سے

لا تخف ال چونکہ خوفت اد حق

جبکہ تجھے اللہ نے خوف دیا تو اپنے آپ کو، لا تخف کا مسئلہ ہے

خوف آنکس راست کور اخوفیت

ڈر اس کے لئے ہے جس کو ڈر نہیں ہے

### رواں شدن خواجہ بسوئے دہ با عیالاں

خواجہ کا بچوں کے ساتھ گاؤں کو روانہ ہونا

مرغ غمیش سوئے دہ اشتاب تا

انگے ارادہ کا پرند جلد گھٹن کی جانب روانہ ہوا

رخت را بر کاو و عزم انداختند

سایاں ارادے کے پیل پر لا دیا

کہ برے خوردیم از دہ مشرودہ دہ

کہ ہم نے کھوں کے پیل کھائے ہیں خوشخبری سنا

یار ما آنجا کریم و دلکش ست

اس جگہ ہمارا دوست سنی اور دلنواز ہے

بہر ما غرس گرم بنشانہ ست

اس نے ہمارے لئے سناٹ کا پروا لگا لیا ہے

خواجہ در کار آمد و تجہیز ساخت

خواجہ کام میں لگا اور سامان تیار کیا

اہل و فرزند ایں سفر را ساختند

اہل اور اولاد نے سفر کی تیاری کر لی

شادمانان و شتاباں سوئے دہ

خوش خوشی جلدی سے گھٹن کی جانب

مقصد مارا چر آگاہ خوش ست

ہمارے مقصد کے لئے علمہ چراگاہ ہے

بانہراں آرزو ماں خواندہ ست

اس نے ہمیں ہزاروں تمناؤں سے بلایا ہے

۱۰ ترڈو ترڈو کی کیفیت دیکھ

کیسے سفر ہے عقبہ گمانی جس

سیدھے ترڈو دیتا ہے پایش یعنی

ترڈو کی کیفیت اسکو ملوک سے

مانع نہیں ہے اس کا شہاد

کہ لاکھ بہن کا فائدہ حاصل کروا

ہے تو اسے نقش قدم پر چکر چلنے

سے بالآخر اس کا فائدہ حاصل ہو

جائے گا، آخر سے ہی ذات

نگ رسائی ہوگی براگرو یعنی

مہاراج کی محنتی نا تخف جبکہ

اللہ کی جانب سے بشارت

مائل ہوگئی ہے تو رو کی مشکلات

سے زور پائیں گے۔

۱۱ خوف خوف کا طاری ہونا

یہ علامت ہے کہ لا تخف کا

مقام حاصل ہوگا جو خوف

سے باطل خالی ہے بیاض

کی عروسی کی دلیل ہے جبرے

یعنی قسم قسم کے پہلے - ترڈو۔

خوشخبری۔

۱۲ چراگاہ خوش - دلکش

سبزہ زار، یار یعنی دعوت

دینے والا دہائی غرس پورا۔



ماؤخیرہ وہ زمستانِ دراز

ہم دس بے جاڑوں کے سے سامان

بلکہ باغ ایشاں راہِ ماگند

بلکہ وہ باغ ہمارے نے قرآن کرے گا

عَمَلُوا أَصْحَابِنَا كَ تَرَجُّوْا

ہمارے ساتھیوں جلدی کرو تاکہ نفع اٹھاؤ

مِنْ رَّبِّكَ اللّٰهُ كُوْنُوْا رَاجِحِيْنَ

اللہ کے نفع سے نفع اٹھانے والے بنو

اِفْرَحُوْا هُوْنًا بِمَا آتَاكُمْ

اُس پر غم سے خوش ہو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے

شاد از بے شومشوار غم

اُس سے خوش ہو اُس کے غم سے نہ ہو

ہر چہ غیر اُدت است راج تست

جو کچھ اُس کے علاوہ ہے وہ تیرا استدراج ہے

شاد از غم شو کہ غم دایم لغات

غم سے خوش ہو کیونکہ وہ بظاہر اندری کا دیو ہے

غم یکے گنج ست رنج تو چو کاں

غم ایک خزانہ ہے اور تیرا رنج کان ہے

کو دگاں جو نام بازی بشنوند

بچے جب کبھی کا نام سننے ہیں

اے خراماں گورائیں سودا بہت

اے ٹھٹھے والے گور غر: اس طرف ہاں ہیں

تیرا پنہاں نشد لیکن کہاں

تیرا رشید نہیں ہیں لیکن کہاں

تیرا پیراں کہاں پنہاں غیب

تیرا مل رہے ہیں، کہاں بھیجی ہوئی اور غائب ہے

از براؤ سُوئے شہر آریم باز

اُس کے پاس سے شہر لے آئیں گے

در میان جانِ خود ماں جاگند

اپنی جان میں ہماری جگہ بنائے گا

عقل می گفت از دروں لاف تو خوا

اندر سے عقل کہتی تھی - خوش نہ ہو

اِنَّ رَّبِّيْ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ

بیشک میرا خدا خوش ہو نہ والوں کو نہ نہیں کرتا ہے

كُلُّ اَيِّ مُشْغَلٍ اَلْهَاكُمْ

ہر آنکھ کی غم مشغول کرنے والی ہے جسے تمہیں غم ملے بنایا

گو بہارست و دیگر ماہ بے

کیونکہ وہ موسم بہار ہے، دوسرے ماہ کا مہینہ

گر چہ تخت ملک تست تاج تست

خواہ وہ تیرا تخت اور سلطنت ہو اور تیرا تاج ہو

اندریں رہ سوئے پستی ارتقا ست

اس راستہ میں پستی کی جانب بھاگا، بلند ہو نا ہے

لیک کے درگیر دایں رو کو کاں

لیکن اس بات کا اثر پنجوں پر نہیں ہے

جملہ باخر گور ہم تک می دوند

سب گور غم کے ہم رفتار ہوتے ہیں

در کیں ایں سوخوں آشامتا

اس جانب گمات میں غم پینے والی پکائیں، ہیں

گشت پنہاں زد و سیم مرد ما

الافوں کی دو آنکھوں سے چھپی ہوئی ہے

برجوالے میر صد تیر شیب

ایک جوان پر بڑھاپے کے تیر تیرتیجے ہیں

لے ماؤخیرہ یعنی اس ماہ سے  
ہزاروں کیلئے بہت سے نئے نئے  
نوس کے عقل چنگ لکھنے پر چنگ  
مردی اور ماری ہوگی بلکہ  
یعنی دنیا کی لذتیں زیادہ خوشی  
کا سبب نہ ہوتی چاہیں۔

لے دیگر بار دنیاوی خوشیاں  
قافی ہیں استدراج کی میل بھی  
دنیا کی مرغوبات آزمائش کیلئے  
ہوتی ہیں غم آخرت کی فکر  
خزانہ بے بہا ہے۔

لے کو دگاں جن کی عقل پر نہ  
نہیں ہے وہ دنیاوی لذتوں  
کی طرف دوڑ پڑتے ہیں آئیں  
سو یعنی دنیاوی لذتیں تیرا  
یعنی دنیا کے قلعے شیب یعنی  
بڑھاپے کے مصائب۔



گام در صحرائے دل باید نہاد  
دل کے جنگل میں قدم رکھنا چاہیے  
ایمن آباد ست دل لے مردہا  
اے لوگو! دل امن آباد ہے

گلشن خرم بکام دوستاں  
دوستوں کے سب گروہ تازہ گلشن ہے  
عجالی القلب وسیریا ساریہ  
قلب کی طرف لوٹ اور پل رے چلنے والے  
وہ مرو وہ مرد را حلق کند  
گلوں میں نہ جانا گلوں انسان کو حلق بنا دیتا ہے

خواجہ پندار کہ روزی وہ دہد  
خواجہ سمجھتا ہے کہ گلوں روزی دیتا ہے  
قول پیغمبر شنوئے مجتبیٰ  
اے برگزیدہ! پیغمبر کا قول سن لے

ہر کہ روزے باشد اندر روتا  
جو گلوں میں ایک دن رہے گا  
ہر کہ در رستا کند روزه شام  
جو شخص ایک دن اور رستم گلوں میں گزارے گا  
تا بیا ہے اجمعی با او بود  
ایک مہینہ تک طاقت اس کے ساتھ ہوگی

ہر کہ ماہے باشد اندر روتا  
جو ایک مہینہ تک گلوں میں رہے گا  
وہ چہ باشد شیخ کامل ناشدہ  
گلوں کیسا ہے ناقص شیخ

پیش شہر عقل غلی ایس خواں  
قل عقل کے مشہر کے سامنے یہ خواں

زانکہ در صحرائے گل نبود گشاد  
اسلئے کہ جنگل کے گل جم، ہیں دست ہیں ہے  
حصن محکم موضع امن ماں  
مضبوط قلعہ ہے امن و امان کی جگہ ہے

چشمہا و گلستاں گلستاں  
چشمے ہیں اور بارش در بارش ہیں  
فیہ اشجار و عین جادہ  
انہیں میں درخت اور جاری چشمہ ہے  
عقل را بے نور بے روق کند  
عقل کو بے نور اور بے روق بنا دیتا ہے

ایں نمیداند کہ روزی وہ دہد  
یہ نہیں سمجھتا کہ روزی دینے والا روزی دیتا ہے  
گور عقل آمد وطن در روتا  
گلوں کا وطن عقل کی تسکین ہے

تا بیا ہے عقل او ناید بجا  
اس کی عقل ایک مہینہ تک ٹھکانے نہ آئے گی  
تا بیا ہے عقل او نبود تمام  
ایک مہینہ تک اس کی عقل قوت نہیں ہوگی  
از جیش وہ جزا نہا چہ رود  
گلوں کی گھاس سے اس کے ملاوہ اور کیا ہوگا

روزگارے باشد شش جہل و غی  
اس کی نادانی اور جہالت تمام غم ہے گی  
دست در تقلید و در حجت کسہ  
جس نے تقلید اور حجت بائی ماں کی

چوں خزان چشم بستہ در خراں  
آنھوں پر پٹی بندھے جوئے کو لو کہ گرجوں کی

لے صحرائے گل - دنیا، گشاد - دست  
ایمن آباد - دل کی دنیا  
مضبوط قلعہ ہے جس میں طرح  
طرح کے گلشن اور باغیچے ہیں  
وہ جب کی دنیا میں رہتا ہے اور  
فارسی دنیا میں رہتا ہے کہ ہے  
نیز مولا نے آگے فرمایا ہے کہ  
گلوں سے مراد شیخ ناقص ہے  
مولا تو پیغمبر حریف ہے منہ  
شکنت الابد جنت میں لے دیتا  
کی سکونت اختیار کی وہ سخت  
دل بنا - تا بیا ہے گلشن میں  
ایک دن گزارنے سے انسان  
ایک مہینہ کے لئے بے عقل ہو جاتا  
ہے اور اگر ایک مہینہ گامی میں  
رہ گیا تو تمام عمر بے عقل رہیگا  
مولا وہ چہ باشد یہاں گلوں  
سے مراد ناقص شیخ ہے جو صرف  
مشائخ کی عقل اکبر تا ہے پیش  
شیخ شیخ کامل کے اعتبار سے  
یہ شیخ ناقص کو بولا گیا ہے



ایں رہا کن صورت افسانہ گیر  
 ایں کو رہے دسے نقشہ کی صورت اختیار کر  
 گر بہ درہ نیست بین نمی ستاں  
 اگر کوئی کی طرف دست نہیں ہے نہوار کیوں کے لئے  
 ظاہر ش گیسر ارچہ ظاہر کثربود  
 اُس کے ظاہر کو اختیار کیلے اگرچہ ظاہر نہ چاہو  
 اول ہر آدمی خود صورت  
 آدمی کی ابتدا خود صورت ہے  
 اول ہر میوہ جز صورت کے ست  
 ہر میوے کی ابتدا سوائے صورت کے کیا ہے  
 اولاً خرگاہ سازند و خستند  
 پہلے خیر تیار کرتے ہیں اور خرابیے پس ہیں  
 صورت خرگاہ و آن معنی ست  
 تیری صورت خیر ہے اور معنی سزاوار ہیں

رو بہ بل در روانہ گندم دانہ گیر  
 جاسوتی کو پھوڑے گیہوں کا دانہ لے لے  
 گردیاں سنویت وہاں سویراں  
 اگر اُس طرف راست نہیں ہے اس طرف چل پڑ  
 عاقبت ظاہر سئے باطن برد  
 آخر ظاہر باطن ہی کی طرف جانا ہے  
 بعد ازاں جاں کو جہاں سیریت  
 اُس کے بعد جہاں ہے جو باطن کا حسن ہے  
 بعد ازاں لذت کہ معنی و ست  
 اُس کے بعد لذت ہے جو اُس کے معنی ہیں  
 ترک ازاں پس مہماں آورند  
 اُس کے بعد سردار کو مہمان بن کر لاتے ہیں  
 معنی ملاح و آن صورت چٹک  
 تیرے معنی ملاح ہیں اور صورت کشتی جیسی ہے

### رفتن خواجہ و قومش بسئے رہ

خواجہ اور اس کی قوم کا گاموں کی طرف جانا

بہر حق ایں راہ کن یک نفس  
 خدا کے لئے اس بات کو تھوڑی دیر کیلے چھوڑو  
 خواجہ و چچگاں جہانے ساختند  
 خواجہ اور چچگوں نے سامان تیار کیا  
 شاو مانہ سوئے صحراراندند  
 غرض خوشی جنگل کی جانب روانہ ہو گئے  
 کہ سفر بایندہ کیخسر و شود  
 سفر کی وجہ سے غلام کیخسروں بنانا ہے  
 از سفر بیزق شود فرزند راو  
 پیادہ سفر کر کے قتلند فرزند ہی بنانا ہے

تا فر خواجہ بچند بند جو رس  
 تاکہ خواجہ کا گر عا گشتی بنائے  
 بر ستوراں جانب وہ تاختند  
 جانوروں پر چڑھ کر گاؤں کی جانب روانہ ہو گئے  
 مسافروا کے تغفوا بر خواندند  
 مسافر کو تاکہ نصیب حاصل کر دے پڑھنے لگے  
 بے سفر ہا ماہ کے خوش و شود  
 بغیر سفر کے چاند کب مسین بنتا ہے  
 از سفر یا بید یوسف صدراو  
 سفر سے (طہرت) یوسف نے سیکڑوں نراویں پائیں

لہ در روانہ یعنی ہلکت کی  
 باتیں کرتے ہیں اگر حقیقت حاصل  
 نہ ہو سکے تو صورت کو اختیار کر لینا  
 چاہئے صورت میرت کا وسیلہ  
 ہے شہر مقرر ہے اکیں و تقفوا  
 اکیں یعنی مجاز حقیقت تک پہنچنے  
 کا نام ہے محل ہر انسان پہلے  
 پیکر بنا پھر اُس میں روح آتی ہے  
 بعد ازاں لذت۔ اور وہ  
 پہل کی صورت بنتی ہے پھر  
 اسی لذت آتی ہے۔

لہ اولاً خرگاہ اسباب و  
 ذرائع پہلے حاصل کرنے پر تھے  
 جہاں تب تصور حاصل ہوتا ہے  
 جہاں دو گشتی جو سوا کی گئی  
 میں باہمی جاتی ہے جہاں  
 سامان ستوراں بنو گئے  
 ہے جہاں مسافروا ہمشہر  
 مقرر انشعروا وینا انظر  
 سفر کا سامان کا ذریعہ ہے کہ غرض  
 ایں کا مشہور شہنشاہ گذرنا ہے  
 لہ خسر و چاند ابتدا بلال  
 ہوتا ہے پھر بدر کامل بنتا ہے  
 از سفر طہرت کی نرویں میں  
 سے پیادہ جب چند خانے لے  
 کر جاتا ہے تو وہ فرزند بناتا  
 ہے جو شاہ کے بعد سب سے  
 زیادہ قوی ہو رہا جاتا ہے۔



روز روزی از تاب خوری سوختند

دن میں سورج کی گرمی سے منہ بھلاتے تھے

خوب گشت پیش ایشان اہشت

بڑا راستہ اُن کے لئے اچھا ہی گیا تھا

تلخ از شیریں لبان خوش می شود

شیریں لب والوں سے کڑوا بھلا ہو جاتا ہے

خنظل از معشوق خرو می شود

معشوق کی جانب سے اندرائیں و خصوصاً نکلتی ہے

لے بسا از ناز نیناں خارش

بہت سے نازوں کے پالے کائے پٹنے والے ہیں

لے بسا احتمال گشت پیش

بہت سے بوجھ اٹھانے والے زخمی کر ہیں

کردہ آہنگر جمال خود سیاه

لوہار نے اپنا حسن کالا کیا

خواجہ تاشب بر دکانے چار منخ

خواجہ رات تک دکان پر قیام ہی ہے

تاجرے دریا و خشکی میر و

ایک تاجر دریا اور خشکی میں جاتا ہے

ہر کرا با مردہ سودائے بود

جو کسی بے جان کا عاشق ہوتا ہے

آں در و گروئے آورہ بکوب

وہ بڑی لکڑی کی طسٹ مٹو جاتا ہے

بر امید زندہ کن اجتہاد

زندہ کی امید پر کوشش کر

مونے ملز میں خستے را از خمی

کینہ پہن سے کینہ کو دوست نہ بنا

شب ز اختر راہ می آموختند

رات کو ستاروں سے راستہ معلوم کرتے تھے

از نشاط دہ شدہ رہ چوں بہشت

کافوں کی خوشی میں راست بہشت میا ہو گیا تھا

خار از گلزار دلکش می شود

جمن کی وجہ سے کانٹا دلکش ہو جاتا ہے

خانہ از ہنجانہ صحرای می شود

گرمیری کی وجہ سے جنگل اچھا ہو جاتا ہے

بر امید گلزارے ماہ و ش

گلہب جیسے خلد چاند جیسے چہرے والے معشوق کی

از برائے دلبر مر رئے خویش

اپنے چاند جیسے ٹکڑے والے معشوق کے لئے

تا کہ شب آید ہوسد رئے ماہ

تا کہ رات آئے تو چاند جیسے منہ والی لاہور سے

زانکہ سروے درویش کرستینخ

اس لئے کہ ایک سرو قد نے اُس کے دل میں جزا کر لی

آں بہ مہر خانہ شینے می دود

وہ ایک غلام شین کی محبت کی وجہ سے دودھ

بر امید زندہ سیمائے بود

وہ زندہ چہرے والے کی امید پر ہوتا ہے

بر امید خدمت مر و خوب

خیر بصورت ماہ کو کی خدمت کی امید پر

گو نگر دو بعد روزے دو جہاد

جو دو روز کے بعد جہاد نہ ہے

عاریت باشد درو آں مونس

بُوس میں وہ محبت عارضی ہے

لے نقہ یعنی وہ سفر میں

دن میں دھوپ برداشت

کرتے تھے رات کو ستاروں

کی پہچان سے سفر طے کرتے

تھے۔ تلخ مرہ چاند ملاں دیکر

سمجھتے ہیں کہ محبوب تصویق

وجہ سے رہا کی منتیں خواہند

بنجائی ہیں بھلے اندرائیں شہو

لیک کر واپس ہے۔ اے بسا

بیت سے نازک بدن محبوب

کی امید پر منتیں برداشت

کرتے ہیں۔ کردہ آہنگر لوہار اپنا

چرو کالا کرتا ہے۔

خواجہ انسان محبوب بڑی

کی خاطر دن بھر کمائی میں لگا رہتا

ہے۔ غلام شینے۔ غلام شینے

بہر روا۔ انسان اپنی دستکاریوں

میں محروم چیزوں کو ہانکزی و فرو

سے جو محبت کرتا ہے اور انکو

بناتا ہے وہ کسی محبوب یعنی

اولاد و بھری و غیرہ کی وجہ سے

کرتا ہے۔

آں در و گروئے اور ہکوب

کی محبت غلامی محبوب کہتے ہیں۔

جہاد یعنی مرکز میں بنانا عاریت

غلامی اشیاء کی محبت عارضی ہے







کے شناسد معدن آں گرگ شرگ

دو سونا بھینزا کان کو کہاں پہچانتا ہے؟

می شتابیدند مغرور ایں بد

دھوکے میں مبتلا گاؤں کی طرف دڑ رہے تھے

سوئے آں ولایت مرغے می زوید

اُس رہٹ کی طرف تھلا بازیاں کہاں تھے

جانب وہ صبر جامہ می درید

گاؤں کی جانب کہ صبر کا جامہ چاک کرتے تھے

گویا رُوح و رواں می پریرید

گواہ روح اور جان کو بردش کر رہی تھی

بوسہ میدادند خوش بروئے او

اُس کے منہ کو خوب چومتے تھے

پس تو جان جان مارا دیدہ

لہذا تو ہمارے محبوب کی آنکھیں

معدن دُنبہ نباشد دام گرگ

دنبہ کی کان بھینچے کا بال نہیں ہوتی ہے

زرگماں بُردند بستہ درگرہ

سونے کو گرہ میں بندھا ہوا سمجھ رہے تھے

ہمچنین خندانِ رقصاں می شد

ایسی طرح سے خوشی خوشی لادنا چتے ہوئے جارہے تھے

چوں بھی دیدند مرغے می پرید

جب وہ دیکھتے تھے کہ کوئی پرندہ اڑا جا رہا ہے

ہر نیسے کز سوئے وہ می وزید

جر ہوا گاؤں کی طرف سے آتی تھی

ہر کہ می آمد ز وہ از سوئے او

جو گاؤں سے اُس طرف آتا تھا

کہ تو روئے یار مارا دیدہ

کہ تو نے ہمارے یار کا چہرہ دیکھا ہے

نواختنِ مجنوں آں سگ کہ مقیم کوئے سیلی بود

مجنون کا اُس گئے کو نوازنا جریسی کے کوہا میں رہتا تھا

بوراش میدادشیش می گدخت

اُس کو چرتا، اُس پر جان نثار کرتا

ہمچو حاجی گرد کعبہ بے گزاف

ہمچو حاجی جس طرح حاجی کعبہ کے چاند طرف

گرجلات کش می داد صاف

کبھی صاف شکر آئینہ گاہر ہلاتا تھا

ایں چہ شید ستائیکہ می ری مدا

یہ کیسی شکاری ہے جو تو ہمیشہ کرتا ہے

مقعہ خود را بلب می استرد

اپنی مقعد کو ہونٹوں سے ہاتھی ہے

ہمچو مجنوں کو سگے رامی نواخت

مجنوں کی طرح کہ وہ ایک گئے کو نوازتا تھا

گرداومی گشت خاضع در طواف

ماجری سے طواف میں اس کے چاروں طرف گھومتا تھا

کہ سرو پایش ہی بوسید و ناف

کبھی اُس کے سرو اور پیر اور ناف کو بوستا تھا

بوالفضولے گفت کجا مجنون خام

ایک بیہودہ نے کہا اسے ناخس پاگئی

نوز سگ لے اکم پلیدی می خورد

مٹنے کی تھوٹی ہمیشہ پلیدی کھا لے ہے

لے معدن دُنبہ حقیقی لذتوں

کا مرکز یعنی دولت باری گرگ۔

یعنی دنیا دار انسان۔ در۔

خواجہ اور اُس کی اولاد

گاؤں کی طرف جارہے تھے اور

یہ خیال لئے ہوئے تھے کہ حضور

اُن کے ہاتھ آجائے۔ دراب

یعنی گاؤں پر پور کرا لیں انکا حکم

عظم چیتا ندن تھلا بازیاں

کہا تا۔ ہر کہ گاؤں کی طرف سے

آئیوں گے سے بھی محبت کا اظہار

کرتے۔ یار۔ یعنی وہ درہائی ہیں

نے دعوت دی تھی۔

لے ذائقہ ناس حکایت کا

مقصود یہ ہے کہ محبوب کے در

کا کتا بھی محبوب ہوتا ہے یہی

وجہ سے وہ لوگ گاؤں سے متعلق

ہر چیز سے محبت کا اظہار کرتے

تھے۔ گرداؤ۔ مجنوں گئے کا اسی

طرح طواف کرتا تھا جس طرح

ماجی کہہ کا طواف کرتا ہے۔

لے غلاب۔ غلاب یعنی اُسکو

قند و غلاب کا شربت پلاتا تھا۔



عیسہائے سگ بے اومی شمر دہ گئے کے بہت سے عیب گنت را  
گفت مجنوں ہمہ نقشی و تن ہونے کہا تو بہتم نقش اور صورت ہے  
کایں طلسم بزمی موتی است ایں کہ یہ طلسم مولا کا قائم کیا ہوا ہے  
ہمتش بین دل و جان و حیات اس کی ہمت اور دل اور جان اور ہمت کو دیکھ  
اور گ فرخ رخ کف من وہ میرے غار کا مبارک نو گشتا ہے  
آں سکے گشت در کوشش مقیم وہ گشتا جو اس کے کوچہ میں مقیم ہے  
آں سکے کہ باشت اندر کوئے او آں سکے کہ باشت اندر کوئے او  
وہ گشتا جو اس کے کوچہ میں ہو وہ گشتا جو اس کے کوچہ میں ہو  
آنکہ شیراں مرگانش را غلام وہ گشتا جو اس کے کوچہ میں ہو وہ گشتا جو اس کے کوچہ میں ہو  
گر صورت بگنزداد دوتاں اسے دوستو! اگر تم صورت سے گزر جاؤ گے  
صورت خود چوں شکستی سوختی جب تونے اپنی صورت توڑ دی اور ہلا دی  
بعد ازاں ہر صورتے را شکنی اس کے بعد تو ہر صورت کو توڑ دے گا  
سغبہ صورت شد آن خواجه سلیم وہ بھلا خواجہ صورت پر زینت ہو گیا  
سوئے دام آں تملق شادماں خوشامد کے اس جاں کی جانب خوشی خوشی

عیبداں از عیبداں بچے نبرد عیب جاننے والا عیب جاننے والے کا لڑنا ہکا  
اندر آو بگرش از چشم من اندر آ اور اس کو میری آنکھ سے دیکھ  
پاسبان کوچہ یلی است ایں پاسبان کے کوچہ کا محافظ ہے  
گو گجا بگنزداد مسکن گاہ ساخت کہ اس نے کس جگہ کو پسند کیا اور نکاحا بنا یا ہے  
بلکہ او ہم درد و ہم لہف من بلکہ وہ میرا ہمدرد اور غم خوار ہے  
خاک پایش بزر شیران عظیم بڑے شیروں سے اس کے چروں کی خاک بہتر ہے  
من بشیراں کے دم یک موئے او من بشیراں کے دم میں ایک بال کریم کا ہوا  
گفت امکان نیست خامش و اسلام بیان کرنا ممکن نہیں ہے چپ ہو جاؤ اسلام  
جنت است و گلستان جنت ہے اور باغ در باغ ہیں  
صورت گل را شکست موتی تو سب کی صورت کو توڑنا سیکھ لیا  
ہمچو حمید ز باب صیبر گئی حمید کی طرح صبر کے دروازے کو کھٹکھٹا دیا  
کو بدہ می شد بگفتار سقیم جو غلط باتوں سے گاؤں کی طرف رو پڑا ہو گیا  
ہمچو مرغے سوئے دانہ امتحان جیسا کہ پرندہ آزمائش کے دانہ کی جانب

ایہ عیبداں میں ملامت کرنا وہ  
عیبداں یعنی مجنوں جو عیب کی  
گنت سے محبت کا اظہار کر رہا  
تھا۔ اور ہم میں مثنوی میں لکھا ہے  
پیشیم مجنوں باید ویر کاہی جسم  
یعنی یہ کہتا ہے عقل۔ عقل کے ظاہر  
کو نہ دیکھ سکے ان اوصاف پر  
نظر کریم آپ ہمدرد ہندو۔  
میں بشیروں میں اس کے کلمے کہاں  
دیکھیں شیروں کی نہیں خسرو  
جاسکتا۔

گاہ آنکہ جب ہلائی بویب  
کے لئے گستاخ یا منت پر ہوتا ہے  
تو محبوب حقیقی سے متعلق چیزوں  
سے مستعد محبت ہوتی چاہیے  
گر صورت اگر انسان صورت  
پرستی سے بلند ہو جائے تو ہمہ  
حقیقت کی منت کی زیر کر سکتا  
ہے۔ صورت کا ہر انسان اپنا  
بیت توڑ دے تو بہت محنت  
کر سکتا ہے۔

گاہ بعد ازاں غری کو خرم کرے  
حمیدی قوت حاصل ہو سکتی ہے۔  
سغبہ خواجہ اور اسکی اور صورت  
پرستی میں مبتلا ہو گئی تھی اسی  
لئے دیوانی کی چکنی چوڑی باتوں  
میں پسپی۔ سوئے دام شمس  
دیوانی کی باتیں ایسی ہی تھیں  
جیسے کہ ہاں کا دانہ



از کرم دانست آن مرغ حریص

اُس چوئی پرند نے منہ نہ سفاوت جانا

از کرم دانست مرغ آل دانہ را

پرند اُس دانہ کو منہ نہ سفاوت جانا

مرغ کاں در طمع دانہ شاہاں

پرند دانہ کے لہجے میں خوشی خوشی

گر رشادی ہاش آگاہت گنم

اگر میں تجھے اُن خوشیوں سے یا خبر کروں

مختصر کردم چو آمد وہ پدید

میں نے مختصر کر دیا جو گاؤں نظر آیا

قرب ما ہے وہ بدہ می تاقتند

تقریباً وہ ایک مہینہ گاؤں در گاؤں بھاگتے

ہر کہ در رہ بے قلاؤ و نئے و د

جو بغیر رہبر کے راستہ پر ملے گا

ہر کہ تازد سوئے کعبہ بے لیل

جو کعبہ کی جانب بغیر راہبر کے روانہ ہوگا

ہر کہ گیر و پیشہ بے اوستا

جو بغیر کسی استاد کے کوئی پیشہ اختیار کرے گا

زانکہ نادر باشد اندر خاقین

مشرق و مغرب میں یہ بات نادر ہوگی

مال او یابد کہ کسے می کند

مال وہ پاتا ہے جو کس کا ہے

مصرطفائے گو کہ جسمش جاں بود

مصطفیٰ کہاں ہیں کہ جس کا جسم بھی رازِ فنا

اہل تن را جملہ علمہ بالقلم

تمام جسمانی لوگوں کو قلم سے سکھایا گا

دانہ را بادام لیکن مشد محیص

دانہ کو بال کے ساتھ لیکن بجاؤ کا مرتع جانا

غایت حرص ست نے خود و عطا

(لیکن یہ تو انتہائی لالچ ہے ورنہ بخش اور عطا

سوئے آن تزویر تران و دواں

اُس کی جانب آؤ اور بڑھ رہے ہو تجھے

ترسم لے رہو کہ بیگاہت گنم

لے رہو و امیں ڈرتا ہوں کہ تیرا وقت بیکار کروں

خود نموداں وہ وہ دیگر گزید

یہ وہ گاؤں نہ تھا، دوسرا گاؤں تھا

زانکہ راہ وہ نکو نشناختند

کیونکہ وہ گاؤں کے راستہ کو بھی طرح نہ جانتے تھے

ہر دور و زہ راہ صد سالہ شود

وہ دن کا راستہ سو سال کا ہو جائے گا

ہمچو ایں سرگشتگان گرد و ذیل

وہ ان حیرانوں کی طرح گرد و ذیل ہوگا

ریشم دے شد بشہر و مروتا

وہ گاؤں اور شہر میں مضحکہ خیز ہے

کاومی سر بر زند بے والدیں

کہ بغیر ابا کے آدمی پیدا ہو

نادرے باشد کہ برگنجے زند

نادر ہوتا ہے کہ نیکو نسل نہ ملے

تا کہ رحماں علم القرآن بود

تا کہ اللہ تعالیٰ مسکن پڑھا ہے

واسطہ افراشت در بند کرم

واسطہ بنایا جو در عطف میں

لے میں بچاؤ کی جگہ نہ کریم

وہابی کی باتوں کو کرم پر محول

کیا تزویر فریب ظلم و ستم

خواجہ کو اُس وہابی کی باتوں سے

کشتہ خوشی بھی خود بخود جس

گھڑی میں ہو چکے وہ اس موت

دینے والے وہابی کا گھڑی زندہ

کلمہ کہ جو استاد اور شیخ کی

دہری کے بغیر چلا اس کا یہی

مال ہو گا جو اُس خراجہ اور افس

کے بال بچوں کا ہوا و شہر بھی

کچھ حاصل نہ ہوگا اور وہ لشکر جن

ہائیکا را کہ با سبب ظاہری کے

بغیر مقصد کو پہنچنا یا نکل ایسا

یہی نادر ہے جیسا کہ ماں باپ

کے بغیر بچے کا پیدا ہونا

کلمہ ماں معروف طریقہ حرکت

کرنے سے مقصد حاصل ہوتا ہے

مستطی یہی انصاف کی خصوصیت

تھی کہ استاد کے بغیر راہِ راست

زاتِ خداوندی سے انکو معلوم

موصول ہوئے اور یہی علوم کو

بذرِ تعلیم ہی تعلیم دہاتی ہے







درفرو بستند اہل خانہ اش

اُس کے گھر والوں نے دروازہ بند کر دیا

لیک ہنگام درشتی ہم نبود

تسکین سنتی کا وقت بھی نہ تھا

برودش مانند ایشان پھر روز

وہ اُس کے دروازہ پر پانچ روز بٹھے ہے

نے ز غفلت بود اندن نے خری

پڑا رہنا غفلت کی وجہ سے تھانہ طاقت کی طرح

بالیماں بستہ نیکاں ز خطر

مجبوری سے بچنے کیوں سے وابستہ ہو گئے

ای می دیدش ہی گردش سلام

وہ (شہری) اُس (دیہاتی) کو دیکھتا سلام کرتا

گفت باشد من چہ دانم تو کی

اُس (دیہاتی) نے کہا ہر گاہ کیا جانوں تو کروں کیا

والہم روز و شب اندر صنع ہو

میں دن رات اللہ (تعالیٰ) کی کارگر کی شیدائی

از خودی خود ندارم ہم خبر

مجھے خود اپنا بہتہ نہیں ہے

ہوش من از غیر حق آگاہیت

میرا ہوش اللہ کے سوا کسی سے باخبر نہیں ہے

گفت این دم با قیامت شبہ

اُس (شہری) نے کہا تو قیامت کی شب کی طرح

شرح می گردش کہ من انم کہ تو

وہ (شہری) اُس (دیہاتی) کی طرح واضح کرتا کہ میں ہی ہوں کہ تو

آں فلاں و زت خریدم آں شاع

فلاں دن میں نے تیرے لئے وہ سامان خریدا

خواجہ خدزیں کج روی یوانہ و ش

خواجہ اس بدتمیزی سے دروازہ بٹھا ہو گیا

چوں در افتادی کچہ تیزی چہ سود

تو جب کنویں میں گر گیا تیزی سے کیا قابو لیا

شب بسر ماروز خود خورشید روز

رات ہمارے میں اور دن خود طلائع سورج کا

لیک بود از اضطرابے زری

لیکن مجبوری اور مفاسی کی وجہ سے تھا

شیر مر وایے خورد از جمع زار

بھوک سے وغیرہ شیر مر مار کھا رہا ہے

کہ فلاں مرمرا اینست نام

کہ میں فلاں ہوں میرا یہ نام ہے

یا بلیدی یا تیرین پاک

تو یا پاک ہے یا پاکی سے موصوف ہے

ہیچکونہ نیستم سرواے تو

مجھے تیسری کوئی پروا نہیں ہے

نیت از استی سر موکم اثر

میرے وجود کا ایک بال ہلکا بھی نشان نہیں ہے

در دل و جانم بجز اللہ نیست

میرے دل و جان میں اللہ (تعالیٰ) کے سوا کوئی نہیں ہے

تا برادر شد یقین آئینہ

کہ جہاں اپنے بھائی سے بھاگے گا

لو تھا خوری ز خوان من دو تو

لو تھا خوری سے خوب ترغیبن سے خوب ترغیبن

کل سیرجا و زلا شنین شاع

جو دراز دوسے آگے بڑھا شائع ہو گیا

۱۔ خواجہ بنی شہری تیزی سے  
بنی گھر والوں کے دروازہ بند  
کر رہے تھے۔ شب بسر مار یعنی  
رات جاگنے میں گذرتی اور صبح  
سورج کی گرمی میں  
بسر ہوتا۔ نے ز غفلت۔ چونکہ  
انکے پاس روپیہ پیسہ ختم ہو چکا  
میں دروازے پر پڑے رہے۔  
۲۔ سلام یعنی سلام کر کے  
اپنا تعارف کرا تا کہ گفت باشد  
یعنی وہ سلامی لے بیٹھتا ہے  
۳۔ دیکھ کر یا۔ واہم۔ وہ دیہاتی  
بزرگ کی باتیں سمجھانے لگا  
اور دنیا سے بے تعلقی اور اللہ  
تعالیٰ سے وابہانہ محبت جاننے  
کا۔

۴۔ گفت۔ شہری خواجہ نے  
کہا پھر تو یہ دن قیامت جیسا  
ہے کیونکہ اُس دن کھائی بھائی  
کو دیکھنا ہے۔ گو تو بہاوت  
کی بات ہے۔ ملازمہ غذا نہیں  
مطلوع سامان یعنی وہ سامان  
جو میں نے تجھے خرید کر دیا تھا  
بہتر اب یہ راز ازل میں ہے  
سب جانتے ہیں۔



نے کہ بودی ماہباہمان من  
کیا تو مہینوں میں ساہمان نہیں رہا  
بستر مہر باشنیدر تنہ خلق  
ہماری محبت کے راز تو مجھوں نے سنے ہیں  
اویہی گفتش چہ گوئی تر بات  
بعد وہی بات، اس سے کہتا کیا کو اس بکتا ہے  
پینچیس شب ابرو بالے گرفت  
پانچویں رات ایسا ابرو اور بارشیں آئی  
چوں رسیدش کار اندر استخوان  
جب پھر اس کی ہڈیوں تک پہنچ گئی  
چوں بصدا الحاح آمد کسے در  
جب سیکڑوں خوشامدوں سے دو دروازہ پر آیا  
گفت من آں حقہا بگذاشتم  
خواجه نے کہا میں نے سب حق چھوڑے  
پنج سالہ رنج دیدایں پنج روز  
ان پانچ روز میں پانچ سال کا رنج دیکھا  
یک جہا از خوشی از یار و تیار  
اپنے عزیز اپنے دوست اور غافلای کا ایک ظلم  
زانکہ دل نہ ہاد بر جور و جفاش  
کیونکہ دل اس کے ظلم و زیادتی کا مادی نہ تھا  
ہرچہ بر مردم بلا و شدت است  
انسانوں پر جو مصیبت اور سختی ہے  
گفت آخر شید مہر تری وال  
دخولہ نے کہا اے وہ کہ تیری محبت سے کونسا غفلت پذیر  
امشب از باران بہادہ گوشہ  
آج کی رات بارش کی وجہ سے میں یک گوشہ بیٹھ

نے رسیدت بے کراں احسان من  
کیا تجھے میرے بے انتہا احسان نہیں پہنچے  
شرم دارد در و چونعت خور خلق  
جب حق نسبت کھاتا ہے تو شرم شرانا ہے  
نے ترا دانم نہ نام تو نہ جات  
نہیں تجھے جانتا ہوں نہ تیرا نام نہ تیرا مقام  
کا سماں ز بارش شد و رفت  
جس کے برسنے سے آسمان کو بھی تعجب ہوا  
حلقہ زد خواجہ کہ مہر را بخواں  
خواجه نے گڈی بھائی کہ چودہری کو مہلا  
گفت آخر صیت آجان پید  
ہوا بابا! آخر کیا ہے؟  
ترک کردم انچہ می پنداشتم  
جو کچھ میں نے خیال کیا تھا میں اس سے باز آیا  
جان سکینم دریں سہرا و سورا  
میری مایہ زمان نے اہل کارے اور تکلیف میں  
در گرانی ہست چوں صد ہزار  
شدت میں تین لاکھ سے زیادہ ہے  
جانش خوگر بود با مہر و وفاش  
جان اس کی محبت اور وفاداری کی بھادی تھی  
ایں نقیص داں کن خلاف عادت  
یعنی کن خلاف عادت ہونے کی وجہ سے ہے  
گر تو خوغم رنجی کروم حلال  
اگر تو مجھے مار بھی دالے تو میں نے تجھے نہاسیا  
تا بیانی در قیامت توشہ  
تاکہ قریب امت میں توشہ پائے

لے شرم طلاق، اردو کی مثل  
ہے سزا کھائے آکھ کھائے  
ترکات خرافات پر ہر وہ باتیں  
جات۔ ہائے تو بگفتت۔ تعجب۔  
کہ قدر انہوں نے انتہائی تکلیف  
علاقہ زد کو اس کی گڈی سی بھائی  
سہ مہر چودہری سی ہوا  
وہاں جس نے دعوت دی تھی  
الحاح خوشامد گشت۔ خواجہ  
شہری نے کہا پنج سالہ بیوی  
مصیبت ناک ایک ہی ایک  
سال کے برابر تھا۔ تیار غافلہ  
سے خلاف عادت۔ عادت  
کے خلاف جو کچھ کرتا پڑتا ہے  
سے تکلیف ہوتی ہے اگر اس کام  
کی عادت ہو تو پھر وہ تکلیف وہ  
نہیں رہتا ہے۔ گوشہ یعنی کوئی  
ایسی جگہ میں ہم بارش سے بھر  
لیٹ جائیں۔



گفت یک گوشہ است آن باغبانوں

درہا آئے کہا باغبان کی ایک جگہ ہے

در کفش تیر و کماں از بہر گرگ

اس کے ہاتھ میں بھرنے کے لیے تیر و کماں پرتا ہے

گر تو اں خدمت کنی جا آن گشت

اگر تو یہ خدمت کرے تو یہ جگہ تیرے لئے ہے

گفت صد خدمت کنم تو جا رہ

میں سوچوں کہ کہا میں تو خدمتیں کروں گا تو جا رہے

من خشم حارسی رز کنم

میں دھڑوں کا انگوٹھ حفاظت کروں گا

بہر حق مگذارم مشائے دُول

لے لے لے اٹھائے آج کی رات بے (اس جگہ) چھوڑ

گوشہ خالی بدو اوباعمال

گوشہ خالی تھا اور وہ سب بال بچوں کے

چوں مرغ برہم گر گشتہ سوار

وہ مرغیوں کی طرح ایک دوسرے پر چڑھ رہے تھے

شب ہمہ شب جملہ گویاں کا خدا

ساری رات سب یہ کہہ رہے تھے کہ اے خدا!

ایں منزائے آنکہ شد یارِ خساں

یہی اہل کی منزل ہے جو کینوں کا دوست بنا جو

ایں منزائے آنکہ اندر طمع خام

یہی اہل کی منزل ہے جس نے بیہودہ لالچی میں

خاک پاکاں لسی و دیوا نشان

بھلوں کی دیوار اور مٹی چالٹا

بندہ یک مرد درویش شوی

کسی روشن دل انسان کا خادم ہونا

ہست آنجا اگرگ را اویا سب

وہاں وہ بھرنے کا سب لفظ ہے

تا زندگرا آید اں گرگ سترگ

بلکہ اگر وہ مٹا بیٹھا پائے تو وہ بھی کرارے

ورنہ جائے دیگرے و زنا جنت

وہ نہ کوئی دوسری جگہ حاشاں کرے

واں کماں و تیر در دستم بند

وہ تیر و کماں میرے ہاتھ میں دے دے

گر برآرد گرگ ستر تیرش زخم

اگر بھڑیا ستر نکالے گا اس پر تیر پھوٹوں گا

آب باراں بر سر و در زیر گل

بارش سر پر ہے اور کچھ نیچے ہے

رفت آنجا جائے تنگ و مجال

اُس جگہ جائے جو تنگ ہو گا وہ کھینچنے کی جگہ

از نہیب سیل اندر گنج غار

غار کے کونے میں بارش کے غوت سے

ایں منزائے ماسزلے ماسز

یہی ہماری منزل ہے یہی منزل ہمارے لائق ہے

یا کسی کردار برائے ناکساں

یا اُس نے کینوں کے ساتھ السانیت بڑی ہو

ترک گوید خدمت خاک کرام

شریفوں کی خاک کی خدمت چھوڑی ہو

بہتر از عام و در و گلزارِ شاں

بہتر ہے عام اہل کے انگوٹھ اور بادشاہ سے

بکہ بر فرق ستر شاہاں وی

اِس سے بہتر ہے کہ تو بادشاہوں کے سر کی ٹانگ

۱۔ بقیہ میں ملے گی کوئی

۲۔ جس دورات کو وہ لکھ رہے

۳۔ حفاظت کرتا ہے۔ خدمت

۴۔ میں بھڑیہ کی دیکھ بھال حالکا

۵۔ گمان۔ آؤ انگوٹھ کی پیل۔ حلال

۶۔ مگر تو اُن کی چھین لے لے لے

۷۔ میں شیشاں تہہ پہلی ہے جو سب

۸۔ خوف کچھ گوشہ

۹۔ سزا۔ بدل سزا لائق کوئی

۱۰۔ شرافت۔ السانیت۔ اس سزا

۱۱۔ جو بزرگوں کی صحبت چھوڑ کر ضیا

۱۲۔ ورنہ طرف بھاگتا ہے وہ نہ مگر

۱۳۔ کارہا ہے دکھاٹ کا ہیا کہیہ

۱۴۔ خواہ شہری

۱۵۔ خاک بزرگوں کی صحبت

۱۶۔ میں بھینچ لیا ہوا دنیا دار کی

۱۷۔ لطف اندوزیوں سے بہتر ہے

۱۸۔ فرق سر کی ٹانگ



از ملک خاک جز بانگِ دل  
 دیکھ کے بادشاہوں سے سوائے نقاشے کی آواز کے  
 شہریاں خود ہر زمان بہت بوج  
 روض کے مقابل میں شہری خود ڈاکو ہیں  
 ایں سزائے آنکھ بے تدبیر عقل  
 یہ اس کی سزا ہے کہ عقل کی تدبیر کے بند  
 چوں پشیمانی زول شد تا شفا  
 جب شرمندگی دل سے اس کی تین پہری نکلی  
 چوں پشیمانی گشت از دل نچہ کرد  
 جب اپنے گئے پردل سے شرمندہ ہو گیا  
 آں کمان و تیر اندر دست او  
 وہ تیر و کمان اس کے ہاتھ میں  
 گرگ خود بروئے مسلط چوں شر  
 بھیرا خود جنگاریوں کی طرح اس پر مسلط تھا  
 ہر لپشہ ہر کیک چوں گم کے شد  
 ہر پتھر اور ہر لپشہ بھیرنے کی طرح بن گیا تھا  
 فرصت آں لپشہ راندن ہم نہ بود  
 اس کو ان پتھروں کو اڑانے کی بھی فرصت نہ تھی  
 تا نیاید گرگ آسیبے زند  
 تاکہ بھیرا نہ آجائے اور نقصان پہنچ جائے  
 اینچنین دندانِ ناں تا نیم شب  
 اسی طرح آدمی رات تک رزتے ہوئے  
 ناگہاں تمثالِ گرگ ہشتہ  
 اچانک ایک آواز بھیرنے کی صورت لے  
 تیرا بکشا د آں خواجہ ز شست  
 اس خواجہ نے تیر خوشک سے چھوڑا

تو خواہی یافت پیکِ بُل  
 تو کچھ نہ پاسکے گا اسے راستوں پر پلنے والے  
 روتانی گیسٹ گنج بے قنوح  
 دیہاتی کیا ہے بے بغیر بے وقوف  
 بانگِ غولے آمدش بکزی نقل  
 اس کو چلائے کی آواز آئی اور اس نے نقل امانی  
 زان پس سودے ندارد اعتراف  
 اس کے بعد اعلان کا اقرار کوئی فائدہ نہیں دیتا ہے  
 بعد از ان سودش ندارد آہ سرود  
 اس کے بعد شادی آہ اس کے لئے مفید نہیں ہے  
 گرگ اجویاں ہم شبِ سُولو  
 ادھر ادھر تمام رات بھیرنے کو دھڑکتا رہا  
 گرگ جویاں وز گرگ او بیخبر  
 وہ بھیرنے کو تلاش کرتا تھا اور بھیرنے سے بیخبر تھا  
 اندراں ویرانہ شان زخمی زدہ  
 جو احس ویرانہ میں ان کو کاٹ رہا تھا  
 از نہیبِ حملہ گرگ غمزد  
 کہنے بھیرنے کے حملے کے دور سے  
 روتانی ریش خواجہ بر کند  
 اور دیہاتی خواجہ کی ڈانٹ میں نوچے  
 جانِ شان از ناف می ادلب  
 ان کی جان ناف سے بہوں تک آدمی تھی  
 سر بر آورد از فرازِ پشتہ  
 نیلے کے پیچھے سے سر اُجھارا  
 ز دریاں حیوان تا افتادیت  
 اس جانور کو مارا تو وہ گر پڑا

لے پیکِ بُل مختلف راستوں  
 کا حامد شہریاں یعنی وہ لوگ  
 جو کلاہری علوم اور تمدن سے  
 وابستہ ہیں روض یعنی سالک  
 درویش و روتانی و دیہاتی  
 کچھ احمق پریشان و مبالغہ ہے  
 قنوح۔ بے بغیر چوں پشیمانی  
 شرمندہ کام کر کے بعد شرمندگی  
 سے کیا فائدہ  
 گم شفاف۔ وہ پردہ نہیں  
 دل لپٹا ہوا ہے دلی کے اندک  
 سیاہ نقطہ اعتراف۔ اس کے  
 گرگ یعنی ہر پتھر اور لپشہ اس کے  
 لئے بھیرا تھا لیکن وہ آگے پروا  
 کے بغیر بھیرنے کی تلاش میں  
 تھا ایک پتھر  
 غمزد۔ فرصت بھیرنے کے خوف  
 سے بھیرنے کی جستجو میں اس قدر  
 اگلا ہوا تھا کہ پتھر اور پتھر اور لپشہ  
 بھی فرصت نہ تھی تھا کہ پتھر  
 ہشتہ۔ چھوڑا ہوا آواز پشتہ  
 شیدا۔



اندر اقامت از حیوان با وحشت

گفتے حیوان کا گوز خسارت ہوا

ناجوانمردا کہ خرگڑہ من ست

اے نامراد! تیرے گدھے کا بچہ ہے

اندر و اشکال گر کی ظاہر ست

میں بھڑتے ہیں کی صورت واضح ہے

گفتے باندے کہ جست از فرج و

اُس (دیہاتی) نے کہا نہیں جو گزرا اکی شرمگاہ ہے

کشتہ خرگڑہ ام را در ریاض

تو نے کھیتوں میں سپے گدھے کا بچہ مارا

گفت نیکوتر گفتص کن شبت

اُس (خواجہ) نے کہا اچھی طرح تحقیق کر لرات ہے

شب غلط بنامید و مبدل ہے

رات بہت سی چیزوں کو غلط اور بدل ہوتی دکھائی ہو

ہم شب و ہم ابر ہم باران شرف

رات بھی اور ابر بھی اور گہری بارشیں بھی

گفت ایں بر من چور و زور و شرف

اُس (دیہاتی) نے کہا یہ مجھ پر روز و رات کی طرح ہے

در میان بست باداں باد را

میسوں ہواؤں میں افس ہوا کو

خواجہ بر جست میامدنا شکفت

خواجہ اکھمل پڑا اور بے صبر ہو گیا

کابلہ طرار شدید آورده

کہ بیوقوف گمراہ کو تو نے مکر کیا ہے

درستہ تاریکی شناسی با و خیر

تین اندھیروں میں تو گدھے کی نوا کہ پہچانتا ہے

روستانی ہائے کرد و کوفت و

دیہاتی نے ہائے کی اور ہاتھ (سپر) مارا

گفتے ایں گر گشت چل آہر من

اُجاہنے، کہا نہیں یہ دیو پیکر بھیڑیا ہے

شکل آواز گرگی او مخبر ست

اُس کی شکل اُن کے بھیڑیا ہونے کو بتا رہی ہے

می شناسم پچناں کابلے ز

میں اُن کو پہچانتا ہوں جیسا کہ پانی کو شرب سے

کہ مبادت بسط ہرگز انقباض

(خدا کے) تجھے تنگی سے فراخی بھی (نقص) نہ ہو

شخصہا در شب ناظر محبت ست

رات میں سب سے اُن کو سے محض ہوتی ہیں

دید صائب شب ندار دہر کے

رات میں ہر شخص غمگین نگاہ نہیں رکھتا ہے

ایں رستہ تاریکی غلط آرد شگوف

یہ تین اندھیروں بڑی غلطی پیدا کر دیتی ہیں

من شناسم باد خرگڑہ من ست

میں پہچانتا ہوں (اے) میرے گدھے کا بچہ کا گڑہ ہے

می شناسم چوں مسافر زاد را

میں پہچانتا ہوں جیسا کہ مسافر توشہ کو

روستانی را گریبانش گرفت

دیہاتی کا گریبان پکڑ لیا

بنگ افیوں ہر دو با ہم خوردہ

بھنگ اور افیون دونوں ٹکڑے ٹکڑے کھاتی ہیں

چوں ندانی مر مرا لے خیرہ سر

اے دیوانے! تو مجھے کیوں نہیں پہچانتا ہے!

۱۔ باد جست: ایک کھیت کی

ہوا غلط ہوئی۔ گرہ بھسیرا

۲۔ ابر من: دیو، شیطان، مجسمہ

خبر دینے والا، فرج: شرمگاہ

۳۔ رات من: روشنی، صبح ہے بارگ

۴۔ شب: کشادگی، انقباض: تنگی

۵۔ محلی: نقص، خیر: جب محبوبا

۶۔ محلی: گفت، دیہاتی نے کہا۔

۷۔ زاد: مسافر کا توشہ

۸۔ شگفت: ہر ماہ پر فزون

۹۔ طرار: جب تراش بشید مکر

۱۰۔ بنگ: بھنگ، خیرہ: سرور، لہو



آنکہ داند نیم شب گوسالہ را  
جو آدمی مات میں پھرے کو پہچان لے  
خوشتن را عارف و والہ کنی  
اپنے آپ کو باخدا اور عاشق بنانا ہے  
کہ مرا از خویش ہم آگاہ نیست  
کہ مجھے اپنی ہی غیب نہیں ہے  
انچہ دی خوردم از انم یانیت  
میں نے جو کچھ کھایا وہ بھی مجھے یاد نہیں ہے  
عاقل و مجنون حتم یاد آر  
مجھے اللہ کا عاقل اور دیوانہ سمجھ  
آنکہ مردارے خورد یعنی نبیذ  
جو شخص حرام یعنی نمینڈی پیتا ہے  
مستی بنگی را طلاق و بیعت  
مستی اور جنگ پینے والے کی طلاق اور بیعت نہیں ہے  
مستی کا یز بونے شاہ فرد  
وہ مستی جو کتنا شاہ کی خوشبو سے پسدا ہو  
پس بر او تکلیف چوں باشد روا  
اس کو تکلف بنانا مجھے جائز ہوگا  
بار بر گیسر ند چوں آمد عرج  
جب غلط ہی آجاتا ہے تو جھٹٹا لیتے ہیں  
پہچنیں لیس علی آخر حرج  
اس طرح منکرے پر گناہ نہیں ہے  
بار کہ نہد در جہاں خرگہ را  
گھسے کے بچے پر جو کون لادتا ہے؟  
سوائے خود اعمی شدم از حق بصیر  
اپنے لئے میں اندھا ہوں خدا کے معاملہ میں بینا ہوں

چوں نداند ہمرہ وہ سالہ را  
وہ دن سالہ ساتھی کو کیسے نہیں پہچانتا  
خاک در چشم مروت می زنی  
مروت کی آنکھ میں دھول جھونکتا ہے  
در دلم گنجایم جزا اللہ نیست  
میرے دل میں اللہ کے سوا کسی کی گنجائش نہیں ہے  
ایں دل از غیر تحیر شاد نیست  
یہ دل (مقام ہجرت کے علاوہ کسی چیز سے خوش نہیں ہے)  
در چنین بنخوشیم معذور دار  
اس طرح کی مدہوشی میں مجھے معذور سمجھ  
شرع اور اسوائے معذوران کشید  
شریعت اس کو معذوروں میں داخل کرتی ہے  
پہچو طفل ست او معا و مطلق  
وہ بچہ کی طرح ہے جو معاف اور آزاد ہے  
صدحکم مے در سر و مغز آن نکر  
شراب کے توشک بھی سر اور دماغ میں رہ کہیں کہیں  
اس ساقط گشت و خستے رستہ با  
گھڑا تھر گیا ہے اور وہ بے دست پا ہو گیا ہے  
گفت حق لیس علی آخر حرج  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے 'آخر پر گناہ نہیں ہے'  
نیست رنجے چوں عمی چوں عرج  
اللہ تعالیٰ اور منکرے بھی کی طرح کوئی نصبت نہیں ہے  
درس کہ دہد یاری بومرہ را  
فارسی کا سبق شیطان کو کون پڑھلا ہے؟  
پس معانم از قلیل و از کثیر  
تو مجھے تمہارے اور زیادہ سے معافی ہے

لے عارف خدا کی معرفت وہ  
والہ غریب، عاشق آخر یہ بھی  
دیوانی کا مطلب ہے تجریر جلال  
عاقل یہ بھی دیوانی کا قول ہے  
نہد یعنی وہ شراب جس کا پینا  
حرام ہے  
اللہ طلاق امام شافعی کے  
نزدیک شراب سے مدہوش  
کی طلاق اور بیعت واقع نہیں ہوتی  
ہے مطلق یعنی نکاح سے آزاد  
شاہ فرد اللہ تعالیٰ اس پر ملامت  
کرتے ہوئے گھوڑے سے بوجھ  
ہٹا دیا جاتا ہے عرج شوالہ  
سے خرچ بنگی، گناہ، ہتھیار  
نگہوار بومرہ شیطان کی کیفیت  
ہے سوائے خود یعنی میں اللہ  
کے معاملہ میں مدہوش نہیں ہوں  
اور اپنے معاملہ میں بے خبر ہوں  
معاف بظاہر ہوا اور گور کیا ہوا



لاف روشی زنی و بخودی

تو روشی اور بے خودی کی دینگیں مارتا ہے

کز میں را من ندانم ز آسمان

کہ میں آسمان لحد میں میں فرق نہیں کر سکتا ہوں

باد خر کرہ چنیں رسوات کرد

گدھے کے بچے کے گولہ نے تجھے رسوا کر دیا

انچیں رسوا کند حق شیدا

اللہ (حق) کو کوہیں طرح رسوا کرتا ہے

صد ہزاراں امتحانست ایدر

بادا! لاکھوں آزمائشیں ہیں اس کے قے

گرداند عامرہ اور امتحان

اگرچہ عوام اس کو امتحان نہیں سمجھتے

ہائے وہوئے عاشقان ایزدی

اللہ کے عاشقوں میں ہائے وہوئے کرتا ہے

امتحانست کرد غیرت امتحاں

غیرت (خلافت) نے تیرا غلبہ امتحان کیا

ہستی نفی ترا اثبات کرد

تیری ہستی کی نفی (کے جھوٹ) ہمارا اثبات کر دیا

انچیں گیر درمیدہ صید را

بھانگے ہوئے فکار کو اس طرح پکڑ رہے

ہر کہ گوید من قدم سرننگ در

جو یہ کہے کہ میں (اللہ کے) قدم کا سہا ہوں

پختگان راہ جو بندش نشان

(لیکن) راہ (حق) کے پختہ (کام) لکھاتے ہیں

اشارت در شناختن مدعی کمال را صاحب کمال

مدعی کمال کو صاحب کمال اور عوام کی جانب سے غلط فہمی کو

وگزارف غلط از عوام

بہانے کے باوجود عوام میں اشارہ

افگند در شیں اوشہ طلے

بادشاہ اس کے سامنے اٹھس ڈال رہا ہے

زامتھاں پیدا شود اور ادو شاخ

(اور) امتحان سے اس کے دونوں پہلو ظاہر ہو جائے

ہر مخنت در دغا و ستم بدے

جنگ میں ہر پہلو اور ستم ہوتا

چوں بر بند زحم او گرد و امیر

جب اس کے زخم کے گرد و امیر (قید) میں جا بیگا

مست حق ناید بخود از بھو

اللہ کا مست مشورہ نہ کھنکھنے سے بھی ہوش میں نہیں آتا

چوں کند دعویٰ خیاطی کسے

جب کوئی درزی جوئے کا دعویٰ کرے

کہ بر اس را بغلطاق فراخ

کہ اس کی چوڑی قبا تراش دے

گر نمودے امتحان ہر بدے

اگر ہر بدے کے امتحان کا طریقہ نہ ہوتا

خود مخنت راز رہ پوشیدہ گیر

بھونے کو لہر پرشش پرشش کر

مست مے ہشار چوں شد از دلو

پچھوا ہوا سے شراب کا مست مجھے ہوشیار ہو گیا

لے امتحانست یعنی تیرے  
دھوکے کا اللہ نے امتحان لیا۔  
حق یعنی تو مقامِ فنا میں پہنچنے  
کا دعویٰ کر رہا تھا اللہ نے  
ثابت کر دیا کہ یہ تیرا دعویٰ غلط  
ہے۔

لے صد ہزار جب کوئی مفتی  
الہی کا دعویٰ کرتا ہے اس کی  
آزائشیں شروع ہو جاتی ہیں۔  
پختگان۔ فاضل خدا، دعویٰ  
کی حقیقت کو پہچان دیتے ہیں۔  
خیاطی۔ درزی ہیں۔

۳۵ آٹھس۔ ایک ریشم کا  
بے غلطاق۔ قبا۔ دو شاخ۔  
دعویٰ کے دونوں پہلو یعنی  
اشکال صیح یا غلط ہونا۔ چوں۔ پسند  
دغم گئے پر ہتھیار ڈال دیتا ہے  
اور اپنے آپ کو قیدی بنا دیتا ہے۔  
کلوہ۔ پچھوا ہوا۔



باوہ حق راست باشد نے دروغ  
اشک شرباب بھی ہوتی ہے نہ کہ جھوٹ  
ساختی خود را جلید و بانرید  
تو نے اپنے آپ کو جلید اور بانیہ بنایا  
بدرگی و تبیلی و حرص و آرز  
بد ذاتی، اور کمائی، اور حرص اور لالچی کو  
خویش را منصورِ حلاجی گئی  
اپنے آپ کو منصورِ حلاجی بناتا ہے  
کہ نہ شناسم عمر از بولہب  
کہیں عمر اور بولہب کیس فرق نہیں کرتا ہوں  
اے خرے کا میں از تو خراب و گند  
اے گدھے! تیری ان باتوں پر گدھا یقین کر لیتا ہے  
خویش را از رہرواں کمتر شمر  
اپنے آپ کو ساکوں سے کم تر سمجھ  
باز پر از رشید و شعی عقل تاز  
مکار سے بہت اور عقل کی طرف دور  
خوشتن را عاشقِ حق ساقی  
تو نے اپنے آپ کو خدا کا عاشق بنایا ہے  
عاشق و معشوق را در رستخیز  
قیامت میں عاشق اور معشوق کو  
تو چہ خود را معج و نہ خود کردہ  
تو نے اپنے آپ کو دیرانہ اور مدہوش کیا ہے  
روکہ شناسم ترا از من بچہ  
جایں جے میں پہچانتا ہوں تیرے بچہ جیساں  
تو تو تم می گئی از قرب حق  
تراشہ (قائے) کے قرب کا گمان کرتا ہے

دوغ خوردی دوغ خوردی دوغ فوغ  
تو نے چھاپ چھاپ ہے تو نے چھاپ چھاپ ہے چھاپ چھاپ  
روکہ شناسم تیر را از کلید  
(کہتا ہے) جاکیں کلید ہے اشک میں امتیاز نہیں کرتا ہوں  
چوں گئی پنہاں بہ شیداکر ساز  
اے مکار! تو کرے کیسے چھپاے گا  
آتش در نیب باران زنی  
دوستوں کی زدنی میں آگ لگا ہے  
باوخر کرہ شناسم نیم شب  
گدھے کے بچہ کا گزراہی رات میں چھاپ چھاپ  
خویش را بہر تو کو رو کر گند  
جو تیری خاطر اپنے آپ کو گدھا بہر اس بنا ہے  
تو حریف رہزنی کی کہ مخور  
تو ڈاکوؤں کا ساتھی ہے، گھس نہ کھا  
کے پر و بر آسماں پر مجاز  
نقل پر آسمان پر کب اڑتا ہے؟  
عشق با دیو سیا ہے باحتی  
(لیکن) دوستی کالے شیطان سے کی ہے  
دو بد و بندند و پیش از بندنیز  
اکٹھا ہاندھیں گے اور غمزدہ پیش کریں گے  
خون رز کو خون مارا خوردہ  
انگور کا خون کہاں، تو نے ہمارا خون پیا ہے  
عارف بخویشم و بہلول و  
میں ملوث (بافشا) مدہوش ہوں اور بہلول  
کہ طبق گر دور نمود از طبق  
کہ طبق بنانے والا طبق سے دور نہیں ہوتا ہے

اے دوغ، چھاپ، دوغ، چھاپ، تو  
کہتا ہے ہاؤ گے کچھ نہیں ہے  
میں سستی کا بھی تصور ہے  
بزرگ دروغ دیکھنے کا پیشہ کرتے  
تھے اسی نے حلاجی کھاتے تھے  
پنہ پناہیں یعنی دھنوں کے حلق  
کو ذکر یعنی بڑے اور دیکھو تیری  
صدیقی کرتا ہے۔

اے رہرواں، ساکین، حریف  
ہم چیش کہ تو رہرواں کیس نہ کر  
ہمارا معنی پر عاشق و معشوق  
میں شیطانی اور اس کے چھاری  
کچھ دیوانہ، الحق، غوی، نڈھال  
کا خون میں شرب۔

اے ہر درک شام پہ بھی اسی  
دیوانی کا قافی ہے پہلی شہر  
بزرگ گندے ہیں کہ قافی یعنی  
افشا قافی ہے تو غلو کو لا ملا  
اس سے قرب حاصل ہے۔



یعنی اولیاء کا قرب محض خالق  
و مخلوق والا قرب نہیں ہے  
وہ خاص قرب ہے آپس محض  
داؤد کو جو قرب الہی حاصل تھا  
اسکا نتیجہ یہ تھا کہ آگے ہاتھیں  
لو ہا موم بن جاتا تھا، محض  
خالقیت اور مخلوقیت کے تعلق  
سے یہ بات پیدا نہیں ہوتی۔  
قرب حق اللہ ہر انسان کی شے  
رک سے بھی زیادہ اُس سے  
قرب ہے اور اپنی رزاقیت  
کے اعتبار سے بھی سب سے  
قرب ہے یہ قرب تو سب ہی  
کو حاصل ہے کہ آرام جو اللہ  
کے دربار کے مقرب ہیں ان کو  
عشق کا قرب حاصل ہوتا ہے۔  
اللہ شہید خورشید کا مصطفیٰ جو  
بید بے پھل درخت ہے و درج  
درختوں کے پہلے سورج کے  
قرب سے کہتے ہیں بید کو اس  
قرب سے کوئی فائدہ نہیں ہے  
کہ شمار تر شاخ پر سورج کیو  
سے پھل آتے ہیں اور کہتے ہیں  
شاخ خشک خشک شاخ کو سورج  
کا قرب اور خشک کر دے گا۔  
۱۵۵ انہیں متے یہ غیر واقعی ہستی  
کا اظہار خورشید کی کامیاب ہوگا۔  
بلکہ اولین کی دلوائی محققانہ  
کے لئے باعث رشک ہے مگر  
پر یہی دنیا کی ناقص دولت۔  
۱۵۶ یعنی عشق پر غرور یعنی معارف  
الہیہ اسے خوردہ جام حقیقت  
۱۵۷ نہ تو کہتا اس کا تصور ہی  
نہیں حاصل ہوا۔

ایں نمی بینی کہ قرب اولیا

تر یہ نہیں دیکھت کہ اولیاء کا شرب

آہن از داؤد مومے می شود

حضرت داؤد کے ہاتھ سے لوہا موم بن جاتا ہے

قرب حق و رزق بر جملہ مستم

اللہ کا قرب اور رزق سب کے لئے عام ہے

قرب بر انواع باشد اے پدر

۱۱۱! شرب کی قسمیں ہوتی ہیں

لیک قربے بہت باز رشید را

لیکن سونے کے ساتھ سورج کا قرب ہے

شاخ خشک تر قرب آفتاب

تر اور خشک شاخ آفتاب کے قرب ہے

لیک کوآں قربت شاخ طری

لیکن کہاں وہ تر شاخ کی قربت

شاخ خشک از قربت آفتاب

اس آفتاب کی قربت سے خشک شاخ کو

بنگر اس کاں شاخ خشک از قرب

یہ دیکھ کہ سورج کے قرب میں خشک شاخ نے

آپنہاں متے مباحش اے خرد

اے بے عقل! تو ایسا مت نہ بن

بلکہ زان متاں کہ چو گے می خورد

بلکہ ان مستوں میں سے (ہیں) کہ جب وہ شراب پیتے

اے گرفتہ ہجو گربہ موش پیر

اے وہ کہ جس نے بلی کی طرح بڑا ہوا بلیا ہے

اے خوردہ از خیال جام بیچ

اے وہ کہ تو نے جام کے خیال سے کچھ نہیں کیا

صد کرامت دارد و کار و کیا

سینکڑوں کرامتیں اور شان و شوکت رکھتا ہے

موم در دستت چو آہن می گود

تیسرے ہاتھوں میں موم لے رہا ہوتا ہے

قرب و محی عشق دارند اس کرام

یہ بزرگ عشق کی باتوں کا قرب رکھتے ہیں

مینزند خورشید بر کہسار و زر

سورج پہاڑ پر بھی چمکتا ہے اور سونے پر

کہ ازاں بنو خوب مرید را

کہ بید کے درخت کو اس کی خبر بھی نہیں ہے

آفتاب از ہر دو کے دارد حجاب

سورج دونوں سے کب پردہ رکھتا ہے؟

کہ شمار نختہ از دے می خوری

کہ تو اس کے کچھ پھل کھاتا ہے

غیر زو تر خشک گشتن کو بیاب

اس سے بھی زیادہ خشک ہونے کا وہ تو اور کیا کہنے

غیر خشکی می برد چیزے دگر

سوائے خشکی کے اور کوئی چیز حاصل کی؟

کہ بہ عقل آید پشیمانی خورد

کہ ہوش میں آئے تو شہ زندگی اٹھائے

عقلہائے نختہ حسرت می برند

پخت عقلیں حسرت کرتی ہیں

گر تو زانے شیر گیری شیر گیری

اگر تو اس شراب سے شیر کرنا چاہتا ہے تو شیر کر

ہمچو مستان حقائق بر پیچ

حقائق کے مستوں کی طرح نہ اینٹ



می فتی آنسو وایں سو مستیار  
ز مستی کی طرح ادھر ادھر کو گرتا ہے  
گر بدایں سوراہ یابی بعد ازاں  
اگر اس کے بعد تو اس طرف راہ ہو جائے  
جملہ ایں سوئی ازاں سو گزین  
تو ایک اس جانب کا ہے اس جانب کی کٹ مار  
آن خضر جاں کز اجل نہر سداؤ  
وہ خطر کی جان والا جو موت سے نہ گھبراتے  
کام از فوق تو ہم خوش گئی  
وہی فوق سے تعلق کو خوش کر رہا ہے  
پس بیک بخزن تھی گردی بباد  
تو بیک سوئی سے ہوا سے غالی ہو جائے گا  
کوز ہاسازی ز برف اندر تشتا  
تو ہاڑوں میں برف سے پیالے بناتا ہے

اے تو ایں سو نیست آنسو گزار  
او تو ادھر کا ہے، تیرا ادھر گزرا ہی نہیں ہے  
کہ بدیں سو گدایں سو سرفشاں  
کبھی ادھر کر کبھی ادھر کر سر جھٹک  
چوں نداری موت ہرہ جاں کن  
جب تجھے موت نہیں دیتی ہے تو خواہ مخواہ زندہ طاری کر  
شاید ار مخلوق را نشناسداؤ  
اگر وہ مخلوق کو نہ پہچانے اس کے لئے مناسب ہے  
در زمی در خیک خود پریش گئی  
قربانی شک میں پتھر تک بھرتا ہے اور اسکو پر کرے گا  
اسچنیں فر بہ تن لا غمباد  
کمزور بدن والا اس طرح کا فر بہ نہ بنے  
کے کند حوں تاب بنداں وفا  
وہ جب گرہ دیکھے گا ملاواری تک کرے گا؟

افتادن شغال در خم رنگ و رنگیں شدن و دعو  
گیدڑ کا رنگ کے شکے میں گر جانا اور اس کا رنگین ہو جانا اور

طاووسی نمودن در میان شغالات گیر  
گیدڑوں میں نمودن کے سامنے گونا

اں شغالک رفت اندر خم رنگ  
وہ دیل گیدڑ رنگ کے شکے میں دھن گیا  
پس برآمد پوش رنگیں شد  
پھر نکلا تو اس کی کھال رنگین ہو گئی تھی  
پشم رنگیں رونق خوش یافتہ  
رنگین اداں نے عمدہ رونق حاصل کر لی تھی  
دید خود را سرخ و سبز کور و زکو  
اس نے اپنے آپ کو سرخ اور سبز اور لال اور سیاہ کیا

اندر ان خم گرد یک ساعت رنگ  
وہ اس شکے میں تھوڑی دیر ٹھہرا  
کہ منم طاووس علییں شد  
داس نے کہا، کہ میں تو حق کا شور ہو گیا ہوں  
آفتاب اں رنگہا بر تافت  
سورج نے ان رنگوں کو چمکا دیا تھا  
خوشتین را بر شغالات عرضه کرد  
اپنے آپ کو گیدڑوں پر پیش کیا

۱۔ آس سر۔ عالم ناموس۔  
۲۔ آس۔ عالم ملکوت گمبداں سو  
۳۔ اگر انسان حقیقت تک پہنچے  
۴۔ جائے تو پھر شرق سے وہاں کرے۔  
۵۔ چوں نداری جب موت کا وقت  
۶۔ نہیں ہے تو خواہ مخواہ اپنے اوپر  
۷۔ نزع طاری کرنا صاف ہے  
۸۔ آن خضر کہاں ہیں غانی اللہ کے  
۹۔ مقام پر پہنچ کر انسان مخلوق  
۱۰۔ کو نہ پہچانے تو کوئی مضائقہ  
۱۱۔ نہیں ہے۔  
۱۲۔ طے نیک۔ شک پس مت  
۱۳۔ حق کی تکلیف سے نہیں گھبراتا  
۱۴۔ فرضی طرح کی حقیقت سمجھنا  
۱۵۔ واضح کو تو یہی کوزہ برفانی  
۱۶۔ ملکوں میں موسم سرما میں بچے  
۱۷۔ برف کے کھلونے بناتے ہیں۔  
۱۸۔ شغال گیدڑ، اس ملکیت  
۱۹۔ کا مقصد یہ ہے کہ فرضی شیخ کی  
۲۰۔ مثال اس گیدڑ کی سی ہے جس  
۲۱۔ نے رنگین ہو کر مور کو نہ بھلا دیا  
۲۲۔ کر دیا تھا۔ رنگ۔ بینہ رنگوں  
۲۳۔ مور علیین جنت۔ تہذیب



جُملہ گفتند اے شفا کمالِ حسیّت  
سُنے کہا اے فقیر گیدڑ! تیرا کیا مال ہے!  
از نشاط از ما کرانہ کردہ  
مستی سے تو ہم سے جدا ہو گیا ہے  
یک شغلے پیش او شد کالے فلاں  
ایک گیدڑ اس کے سامنے گیا کہ او فلاں  
شید کردی تابہ منبر بر جہی  
تو نے کر کیا تاک تو منبر پر چڑھے  
بس بکوشیدی ندیدی گریے  
تو نے بہت کوشش کی لیکن غری نہ دیکھی  
صدق دگری خود شعرا و ریا  
سچائی اور گرمی اولیٰ کا شعار ہے  
کالتفات خلق سوائے خود کشند  
تاکر مخلوق کی توجہ اپنی طرف کر لیں

کہ ترا در سر نشا طے علوتیت  
کترے سر میں ایک چھیدہ مستی ہے  
ایں تکبیر از کجا آوردہ  
تو یہ تکبر کہاں سے لایا ہے؟  
شید کردی تاشدی از خوشدلاں  
تو نے کر کیا یہاں تک کہ خوشدلاں بن گیا  
تا زلاف ایں خلق را حشر دی  
تاکر ڈیگلوں سے او لوگوں کو حشر دے گا  
بس ز رشید آوردہ بے شرمیے  
تو نے شادی سے بہت بے شرمی حاصل کر لی  
باز بے شرمی پناہ ہر غامت  
پسیر بے شرمی ہر دعوے کی پناہ ہے  
کہ خویم و از دروں بس ناخوشند  
کہ ہم خوش رہیں مالا مال نہایت سے بہت غمیدہ ہیں

چرب کردن مرد لانی لب و سبکت خود را ہر بامداد  
ایکسو چربی خورے کا ہونٹ اور مونچھوں کو ہر صبح کر زنب کے چرے سے چکنا  
بپوست و بر و لادن میان ریفان چنیں و چنان خوردہ ام  
کرنا اور دوستوں میں اہر ۲۲ کر میں نے ایسا کیا کہ کھانا کھا رہا ہے

ہر صبا چے چرب کرے بستان  
ہر صبح کو روٹیوں مونچھوں کو چکنا کرتا  
لوت چرے خوردہ ام و لاجمن  
ایک مجلس میں شرفین غلام کھاتی ہے  
رمز یعنی سوئے سبکت بنکرید  
اسلامہ (حق) یعنی مونچھیں دیکھو  
وین نشان چرے شیریں خوردہ  
اور یہ مکتبی اور لذیذ غذا کھانے کی علامت ہے

دوبہ یارہ یافت شخصے مستہاں  
ایک زینل شخص نے زنب کی کھان لالہ لاپا لاپا  
در میان منعمان رفتے کہ من  
الذرا میں جہاں کہ میں نے  
دست بر سبکت نہاے در نوید  
خوشخیز بپتہ وقت مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا  
کایں گواہ صدق گفتار من  
کہ یہ میری بات کے پتے گواہ ہیں

لے مکتوبی۔ پٹنے والا۔  
کر از کتارہ چارہ منبر چکر مکتوبہ  
نے گیدڑ سے بناوٹی سیخ  
مرا دیا ہے لہذا اس کے لئے  
منبر کا لفظ بھی استعمال کیا ہے  
تہ کرتے ہیں جس وقت شفیق کی  
گرمی بشارت ملے گی۔  
چرب کردن مونہ تانے بناوٹی  
چربی کی حالت کو اس میں خوشی  
کی حالت سے سمجھایا ہے چرک لال  
قال ہے، ظاہر چکنا چڑا ہے۔  
چے و چرے چکدی مستہاں چول  
مستہاں دونوں مونچھیں چھلکی  
ہمارے لوت چرے چکنا چڑا۔  
تحریر میں مونچھوں پر ہاتھ  
پھیر کر اشارہ کرتا تھا کہ اُن  
کی چکنا چیری گواہ ہے۔



اشک کش گفتم جواب بے طنین  
 اس کا بیٹ بلا آواز جواب دیتا  
 لاف تو مارا برائش بر نہاد  
 تیری شہنی نے ہیں اعلان پر رکھ دیا ہے  
 گز ہوئے لاف زشت لے کدا  
 اے بھکاری اگر تیری بڑی شہنی نہ ہوتی  
 راست گر گشتی و کج کم باحتی  
 اگر تو سچ بولنا اور کمر کوئی کاہل نہ کیلتا  
 ورنہ مودی عیب کم کردی بجھا  
 اگر تو عیب ظاہر کر دیتا اور ظلم نہ کرتا  
 گفت حق کچھ مجبیاں گوش دوم  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان اور کم کوئی نہ بھلا  
 کہف اندر کثر محسب لے محکم  
 لے بے غیلے افار کے اندر غیر جانہ ہو  
 درنگونی عیب خود بارے خوش  
 اگر اپنا عیب نہیں تانا ہے تو عیب رہ  
 بر سبال چرب خود تکیہ مکن  
 اپنی جگہی سر نہیں پر بھروسہ نہ کر  
 گر تو نقدے یافتی کشادہاں  
 اگر تجھے کچھ نقدی مل گئی ہے تو لب کشائی نہ کر  
 سنگھائے امتحاں را نیز پیش  
 آنا کش کے پھروں کے لئے ہی دیکھیں ہیں  
 گفت یزدان ز ولادت تا کین  
 خدا نے فرمایا ہے کہ پیدا کش سے موت تک  
 امتحاں پر امتحانت لے پدا  
 بادا! آنا کش پر آنا کش ہے

کہ ابا د اللہ کید الکا فہین  
 کہ اللہ کا سر دوں کے کر کو بر باد کرے  
 کاں سبال چرب تو بر کندہ باد  
 خدا کے تیری بچھ موشیں اکھڑیں  
 یک کریمے رسم آورے بکا  
 (تو) کوئی سنسنی ہر پر رحم کرتا  
 یک طیبے داروے ماسا ختی  
 تو ہمارے علاج کے لئے ایک طیبہ پیدا کرتا  
 ہم مدے مہمانی یک شنا  
 کسی آشنا کی جانب سے مہمانی ہو جاتی  
 ینفعن الصادقین صدقہم  
 سچوں کو ان کا سخی ضرور ناکدہ دے گا  
 انجہ داری وانما وفا لستقم  
 جو کچھ حالت ہے ظاہر کر دے ہر پر عیاض  
 از نمایش وز غل خود را کش  
 بیا اور فریب سے اپنے آپ کو ہلاک نہ کر  
 زانکہ گر بہ برد و نسب بے سخن  
 اس لئے کہ تیری بلا خیر چکدی لے گئی ہے  
 ہست در رہ سنگھائے امتحاں  
 راستہ میں آنا کش کے بہت سے پتھر ہیں  
 امتحانہا ہست ر احوال خویش  
 اپنے احوال میں بہت سے امتحانات  
 یفتنون فی کل عام مہرتین  
 ہر سال میں دو مرتبہ آزمائے جاتے ہیں  
 ہیں بکتر امتحاں خود را مخر  
 خبردار کتر آنا کش پر خود پسندی نہ کر

لے کش ہم کار طلاق تو  
 سر نہیں کی چٹائی اور کچھ کی بچھ  
 سب اصناف بھوکے رہے تو  
 انھوں نے موشیوں کو بد دیا  
 دی سیال بہت کی میت  
 سر نہیں راست اگر بھوک کا  
 اہبار کرتا تو کوئی سنی کھانا کھلا  
 دیتا  
 لے محنت حق بہت ہی آتیں  
 ۳ مفہوم ہے کہ انسان کو سلاط  
 بیانی نہ کرنی چاہئے نہیں کوئی  
 سہانی لا مارا نہیں ہوتی ہے کہ  
 بڑی کو چھپانا نہ چاہئے اس کا  
 اہبار کر کے علاج کرانا چاہئے  
 درنگونی اگر انسان کا ہاں بڑا  
 ہے تو کم اکم بھلائی کی شہنی تو  
 مارے

لے بر سبال مثنوی نیکی پر  
 شہنی نہ ملنی چاہئے وہ زائل ہوگی  
 تو رسوائی ہوگی ہیا کشی خورے  
 کے واقعہ میں بیان ہو کر چکدی  
 کوئی بیگنی تو وہ رسوا ہو کر تو  
 اگر انسان کو کمال کا کوئی مقام  
 حاصل ہو تو اس کا فخر اہبار  
 نہ کرنا پھرے سنگھائے امتحاں  
 میں اویار اللہ جو کھرے کھوئے  
 کو رکھ لیتے ہیں چہرہ اویار  
 جو امتحان کی کسوٹی ہیں خود کھلا  
 ہی امتحان ہوتا ہے۔ جلیں  
 موت یفتنون۔ یہ آیت عجیبہ  
 نفس کے اپنے میں ہے لیکن  
 اصلے کی آنا کشیں موشیں کی  
 ہی ہوتی ہیں۔ امتحان۔ ایک  
 آنا کش کے بعد مری آنا حق  
 ہوتی ہے کسی دنی آنا کش میں  
 پر آنا کش کی وجہ سے امتحان ہی  
 خود پسندی نہ آتی چاہئے



ز امتحانات قضا این مباحش  
ہیں رسوائی ترس لے خواجہ پاش

تقدیر خداوندی کے امتحانات سے مطمئن نہ ہو  
اے پیر ہوائی! رسوائی سے ڈر

ایمن بودن بلعیم با عور کہ امتحان کرد حضرت عت  
بلعیم با عور کا مطمئن ہو گیا کہ خدا نے اس کا امتحان کر لیا ہے

اور او از انہار و آمدہ بود  
اور اس سے وہ ثابت ہوا تھا!

لے خواجہ پاش یعنی پیر ہوائی۔  
ایمن بودن بلعیم اور شیطان  
دونوں ابتدائی کامیابوں پر  
منور ہو گئے اور تباہ ہوئے۔  
جس میں ذلیل و حقیر باطن گشت  
زمانہ و آمدہ عویٰ نصیحتیں کر چکے  
بعد پیر اب یعنی خورے کا قحط  
شروع کیا ہے۔

سے معذہ اش چونکہ موٹھوں  
کی وجہ سے معذہ بھوکا رہا ہے  
موٹھوں پر لعنت ہوتا ہے۔  
کا پھر معذہ کی یہ دعا ہے۔  
در ویند یعنی در زمانہ دے  
اندا دے خزان کا مہینہ ہے۔  
سے وقت انسان کی مشق  
انسانوں اور اللہ تعالیٰ کے لگا  
کے متانی ہوتی ہے۔ یہاں  
موٹھوں پر لعنت۔ ایسے کی جمع کیلئے۔

بلعیم با عور و ابلیس لعین  
بلعیم با عور اور ملعون شیطان

زانکہ بودند ایمن از مکر خدا  
کیونکہ وہ اللہ کے دائرے بے خوف تھے

عاقبت رسوائی آمد بار شاں  
انجام کار وہ رسوا ہو گئے

او بد عویٰ میل دولت می کند  
وہ دعوے کے ذریعہ دولت کی طرف جھپک رہا ہے

کا پنج نہاں می کند سداش کن  
اے خدا! جڑ بچھا رہا ہے اس کو غماہ کر دے

جملہ اجرائے تنش خصم بیند  
اس کے جسم کے سب اعضاء اسکے دشمن ہیں

لافت واداد کر مہامی کند  
شعین کر مہوں کو لڑنا دیجی ہے

راستی پیش آریا خاموش کن  
سچ بول یا پختہ رہ

آں شکم خصم سبال او شدہ  
وہ پیٹ اس کی موٹھوں کا دشمن بنا

کلے خدا رسوا کن ایں لاف نام  
کے لئے اللہ کینوں کی اس مین کو رسوا کر دے

ز امتحان آخری گشتہ نہیں  
آخری امتحان سے نکلیں ہو گئے

کا امتحانہ رفت اندر ماضی  
کہ پہلے بہت سے امتحانات ہو چکے ہیں

ایں شنیدہ باشی از اخبار شاں  
تو نے ان کی خبروں میں یہ بات سنی ہوگی

معذہ اش نفرین بملت میکند  
اس کا معذہ موٹھ پر لعنت بھیج رہا ہے

سوخت ماراے خدا رسواش کن  
لے خدا! اس نے ہمیں بلا ڈالا اسکو رسوا کر دے

کہ مہار لافداشاں در ویند  
اسم مہار کی مین اڑا ہے وہ (موم) خواں میں لایا

شاخ رحمت راز بن برمی کند  
رحمت کی شاخ کو جڑے لگا کر دیتی ہے

وانگہاں رحمت بہیون نوشن  
تب رحمت کو دیکھ اور حاصل کر

دست نہاں در دُعا اندر دہ  
چھپے ہاتھوں دعا میں لگ گیا

تا بجنبہ سوئے مارحم کرام  
تا کہ بجلوں کا رحم ہمارے لئے حرکت میں آئے



مُتَجَانِبِ اَمَدِ دَعَا اَلْشَّكْمِ  
اُس پِیٹ کی دُعا مقبول ہوئی  
گفت حق گرفتاقی و اہل صنم  
غدا نے فرمایا خواہ تو فاسق یا صِدِّیق  
تو دعا را سخت گیر و می تخیل  
تو غیب دعا کر اور رو

سوزش حاجت بزد بیدول علم  
محنت اہی کی جہن نے جھٹلایا  
چوں مرا خوانی اجا بہتا کنم  
جب تو مجھے پکارے گا میں قبول کروں گا  
تو مشو ہیچ از دُعا کردن ملو  
تو دعا کرنے سے بھی نہ تھک

بُردن گریہ دُنبہ را و رسوا شدن پہلوان  
جی کا دُنبہ (کی کمال) کرے بھاگنا اور پہلوان کا رسوا ہونا

چوں شکم خود را بحضرت در سپرد  
جب پِیٹ اُنے اپنے آپ کو اس کے سپرد کیا  
از پس گریہ و دید اومی گزشت  
جی کے پیچھے دوڑا، وہ بھاگ گئی  
آمد اندر انجمن آں طفل خورد  
وہ جموں بچہ جمے میں آیا  
گفت آں دُنبہ کہ ہر صبح بدا  
کہنے لگا کہ وہ دُنبہ کی کمال جس سے ہر صبح کو  
گریہ آمد ناگہانش در بود  
جی آئی اور اچانک اُس کو ملے بھاگی  
پہلواناں رلاف گرم و دوقناک  
پہلوان نے شیشی کی گرمی اور دوقی میں  
متغیل شد در میان انجمن  
جمے میں شہر مندہ جو جمے  
خندہ آمد حاضران از شگفت  
تعب سے حاضرین کو شگفتی ہو گئی  
دعوتش کردند و سیرش داشتند  
انہوں نے اکی دعوت کی اور اسکا پیٹ بھڑایا

گریہ آمد پوست آں دُنبہ برود  
جی آئی، دُنبہ کی کمال لے بھاگی  
کو دک از ترس غائبش رگت گزشت  
اُس کے غمت کے ڈر سے بچو کا رگت ل گیا  
آبروے مرد لانی را بسپرد  
اُس نے شیشی خوردے کی آبرو کو دے دی  
چرب میکردے لبان سبکسال  
وہ ہونٹ اور مونچھیں چکنی کرتا تھا  
بس ویدیم و نکر داں ہیچ سود  
میں بہت دوڑا اور کوئی فائدہ نہ ہوا  
چوں شنید این قصہ گشت از غم ہلا  
جب یہ قصہ سنا ارغی سے ہلاک ہو گیا  
سرفرو برد و شش گشت از سخن  
سرفرو بھاگنا اور بات سے ناموش ہو گیا  
رحمہا شاں باز جینیدن گرفت  
اُن کا دم پھر حرکت کرنے لگا  
تخم رحمت در زمینش کاشتند  
بہائی کا بیج اُس کی زمین میں بڑایا

اُس مُتَجَانِبِ مقبول شدہ  
شعور، امر کا صیغہ ہے مثنوی میں  
دونا جانا۔

اُس حضرت در بار خداوند کیا  
رنگت رگت یعنی لڑائی  
کے پیچھے بھاگنا جب کامیاب  
نہ ہوا تو لب کے ڈر سے  
اُس کا رنگ بدل گیا، انجمن  
یعنی جمے جہاں وہ شیشی  
بھارتا تھا، آتی تھی بھگت  
والہ، گھنچے گفت یعنی پختے  
اپنی سادگی سے سارا قصہ  
بیان کر دیا جس سے شیشی خوردے  
کا جھوٹ کھل گیا۔  
اُس پہلوان یعنی وہ شیشی  
خورد، اُس قصہ یعنی یہ بات  
کہ بچے نے مجلس میں باکرہ  
کو دیا ہے۔ رحمہا یعنی اُن کو  
اُس کے افلاس پر رحم آنے  
لگا۔



اُو جو ذوقِ راستی دید از کرام  
جب اُس نے فریبوں میں بچائی کا ذوق دیکھا  
راستی را پیشہ خود کن مدام  
بچائی کو ہمیشہ کے لئے اپنا پیشہ بنالے

بے تکبر راستی را شد غلام  
بنیز محبت کے سچائی کا اسلام بن گیا  
تا شوی در ہر دو عالم نیک نام  
تاکہ تو بدوں پہ جہان میں نیک نام بنے

دعوی طاووسی کردن آن شغال کہ در خم صبغ افتاده بود  
اُس گیدڑ کا بود ہونے کا دعویٰ کرنا جو عمر بیکے آٹھے میں گر گیا تھا

اَل شغال ننگ انداخت

اُس رنگ برنگ کے گیدڑ نے آہستہ سے

بنگر آخر درمن و درننگ من

آخر کے اور میرے رنگ کو دیکھ

چوں گلستان گشتام صدنگ خون

میں باغ کی طرح تلواروں والا اور خیشیں ہو گیا ہوں

کز و تر و آب و تاب رنگ ہیں

شان و شوکت، رونق اور رنگ اور رنگ دیکھ

منظر لطف خدائی گشتام

میں اللہ کے کرم کا منظر دیکھ رہا ہوں

اے شغالاں ہیں خوانید مشغالا

اے گیدڑو! خبردار بے گیدڑ نہ کہو

اَل شغالاں آمدند آنجا جمع

وہاں سب گیدڑ جمع ہو گئے

پس چه خوانیمت بگو اے جوہری

تو اسے جوہری بتا ہم جسے کیسا کہا کرتے ہیں!

پس بگفتندش کہ طاووسان جا

تو انہوں نے اُس سے کہا کہ دو حوں کے مور

تو چنیاں جلوہ گنی گفتا کہ نے

تو ایسا جلوہ دکھانے کا کہنے کا نہیں

اے ذوقِ راستی میں بچائی  
کو شرف پسند کرتے ہیں تو وہ  
خود سچائی کا پسند ہو گیا  
اے قباغ و فکریز بنا گوش  
کان کی تو قسمیں نبھوں گا تو بھائی  
منظرِ چو یکہ میں انتہائی حسین  
ہوں لہذا میں خدا کی مہربانی  
کا منظر چوں اور افس کی  
کبریائی کی شریعت کی تھی ہوں۔  
اے لوح یعنی میرے وجود  
سے اُس کی محنت کی لکھیں  
معلوم کی جا سکتی ہے جوہری  
وہ گیدڑ جو رنگیں ہو گیا خدا  
مقتدری مشہور مستند ہے۔  
جلوہ طاووس کا قصہ شہرہ  
ہے۔

بر بنا گوش ملامت گر بگفت

ملا مت گر کے کان کی لڑکے پاس جا کر کہا

یک صم حوں من ندر خود من

بچھاری بھی! کیا ایک بت نہیں رکھتا ہے

مر مرا سجدہ کن از من سرکش

مجھے سجدہ کر، مجھ سے سرکشی نہ کر

فخر دنیا خواں مرا ور کن دیں

مجھے دیکھ کا فخر اور دین کا ستون کہہ

لوح شرح کبریائی گشتام

اللہ کی بڑائی کی شرح کی محنت بن گیا ہوں

کے شغالے را بود خندیں حال

کسی گیدڑ میں اس قدر حسن کب ہوتا ہے!

ہمچو روانہ بگردا گرد شمع

جیسے شمع کے پاندل طرف پر و پے

گفت طاووس نری حوں ستری

اُس نے کہا، نر طاووس جو شہری انسان، کیلچر جو

جلوہ دارند اندر گلستاں

باغ (عالمِ ملکوت) میں جلوے دکھاتے ہیں

باویدہ نارفستہ حوں گوید منے

جو کسی جنگل میں دیکھا ہو وہ منی کی کیا بات کرے



بانگ طاؤس کئی گفتا کہ لا  
توروں کی بولی بول سکتا ہے اس نے کہا نہیں  
خلعت طاؤس آید آسمان  
طاؤس کا لباس آسمان سے اترتا ہے  
ور تو دعویٰ می کئی معنی بہار  
اگر تو دعویٰ کرتا ہے، حقیقت پیش کر

پس نہ طاؤس خواجہ بوالعلا  
تو اے طائیوں والے خواجہ تو سر نہیں ہے  
کے سی از رنگ دعویٰ ہا بیاں  
دھوں کی رنگینی سے تو اس تک کب پہنچ سکتا ہے  
کہ مخور ورنہ پس گردن مخار  
بکواس نہ کر در نہ پھر گردن نہ کھانا

دعویٰ گردن فرعون الوہیت را و تشبیہ گردن اورا  
فرعون کا خدائی کا دعویٰ کرنا اور اس کو اس عہد کے مشابہ  
بداں شغال کہ دعویٰ طاؤسی می نمود  
بتانا جس نے سود ہونے کا دعویٰ کیا

بچو فرعون مرصع کردہ لاش  
فرعون کی طرح جس نے دامن کو خراؤ کر کر  
او ہم از نسل شغال مادہ زاد  
وہ بھی گیدہ ہی کی نسل سے پیدا ہوا تھا  
ہر کہ دید آں مال جاہش سجدہ کرد  
جس نے اس کا مال اور تہہ دیکھا اسے انگوٹھا کیا  
گشت متک آں گدائے زندہ دلق  
وہ پیشی گڈی والا نقیبہ مست ہو گیا  
مال مار آمد کہ درے زہر ہاست  
مال، سانپ ہے جس میں بہت سے زہر ہیں  
ہائے اے فرعون ناموسی مکن  
انکس اے فرعون! مستقر نہ بن  
سوئے طاؤساں اگر سپا شوی  
اگر تو موروں کے سانپ آئے گا  
موسیٰ و ہاروں چو طاؤساں بند  
حضرت موسیٰ اور ہاروں چو کہ مور تھے

برتر از موسیٰ پریدہ از خیش  
اپنے گیدہ ہیں سے حضرت موسیٰ سے بلند پریشانی  
در خم مالے و جاہے اوقناد  
مال اور مرتبہ کے خم میں گر گھبیا تھا  
سجدہ انوسیاں را او خورد  
مذاق کرنے والوں کے سجدے وہ کھل گیا  
از سجود و از تحیر ہائے خلق  
لوگوں کے سجدوں اور حیرانوں سے  
واں قبول و سجدہ خلق از دبا  
لوگوں میں مقبولیت اور ان کا سجدہ کرنا شروع ہے  
تو شغالی ہیچ طاؤسی مکن  
تر گیدہ ہے مور ہیں نہ جتا  
عاجزی از جلوہ و رسوا شوی  
جلوہ (دکھانے) سے عاجز اور رسوا ہوا ہو گا  
پر جلوہ بر سر و زوہیت زوند  
انہوں نے جلوہ کا پر تیرے سر اور زوہیت پر ڈال دیا

لے ہنگ مور کی کوک  
بھی بلی ہوتی ہے غفلت  
مور کو جو نہیں لباس ملے  
وہ قعدتی ہے گردن ہنار  
انسان شرمندگی میں گردن  
کھانے لگتا ہے۔ ترشح  
فرعون نے اپنی داڑھی میں  
قیقی موتی پرو رکھے تھے برادر  
فرعون نے حضرت موسیٰ  
سے افضل ہونے کا دعویٰ  
کیا تھا۔

لے خیش غریب اش  
وہ فرعون اسی گیدہ کی  
نسل سے تھا جو عارضی رنگ  
کی وجہ سے اپنے انگوٹھ کو کھانا  
چاہتی تھی، تاکہ اس فرعون  
پر مال و جاہ کا عارضی رنگ  
تھما سوسیاں فرعون کو بھڑ  
کرنے والے بہت سے وہ تھے  
جو محض مذاق اور دل لگی کے  
لئے سجدہ کرتے تھے۔ متک  
میں کان تحیر کے لئے ہے کہو  
فرعون کو گدا اس نے کہا ہے  
کہ وہ حقیقت سے تہی دست  
تھا۔

لے مال دولت انسان کو میں  
طرح ہلاک کرتی ہے جس طرح  
سانپ ہلاک کرتا ہے ناموسی  
معزز، طاؤسوں جو حقائق  
کے مالک ہیں موسیٰ حضرت  
موسیٰ اور ہاروں نے مجوزوں  
کے ذریعہ اس کو رسوا کر دیا۔



ز شیت پیدا شد و رسوائیت

تیرا بخت بدین اور رسوائی واضح ہو گئی

چوں محک دیدی سیاہ گشتی خوب

جب ترے کوئی دیکھ کر تیرے گشت کی طرح سیاہ ہو گیا

اے سگ گر گین نشانی حرص و جوش

اے بھڑے کرگ ناکے حرص اور جوش میں

غزہ شیرت خواہا امتحاں

شیر کی طرح تیرا امتحان لے لی

اے شغال بے جمال بے ہنر

اے بد صورت! ہے ہنر گیدڑ

زانکہ طاووساں کنندت امتحاں

کیونکہ مور تھے آزمائیں گے

سزنگوں اُفتادی از بالائیت

تو اپنی بکندی سے اندھا گرا

نقش شیریں رفت و برداشت کلب

تیرے شیر ہونے کی صورت بلی تھی اور گتا کا ہر ہوا

پوشین شیر را بر خود پوشش

شیر کی کمال اپنے اوپر نہ بہن

نقش شیر و انکہ اخلاق سگال

شیر کی صورت اور پسر گتوں کے اخلاق

ہیچ بر خود طین طاووسی مبر

اپنے اوپر مود ہونے کا گلاب ہرگز نہ کر

خوار بے رولق بانی درمل

تو دریاں میں ذلیل اور بے ابرودہ ہلے تھا

نفسیہ و لغز فہم فی لحن القول در بیان امتحان نفاق

اور تم اپنی کلمات کے لیے سے پہچان لو گے، کی نفسیہ منافقوں کے امتحان کے ہیں

یک نشان سہل تر ز اہل نفاق

نفاقوں کی ایک آسان پہچان

واشنا می مرد را در لحن و قول

تم اس کلمات کے لیے سے پہچان لو گے

امتحانے می کنی اے مشتری

اے خریدار! تو امتحان کر لیتا ہے

تا شناسی از طینش شکستہ را

تاکہ تو آواز سے ٹوٹے ہوئے کو پہچان سکو

بانگ چا ووش ست پیش می شود

آواز، نقیب ہے جو آگے آگے چلتا ہے

ہمچو مصدر فعل تصرفش کند

جیسا کہ مصدر ہے، فعل اس میں تصرف کر دیتا ہے

گفت یزداں مرئی را در مذاق

نبی کا اللہ تعالیٰ نے تو ان کے مذاق میں بتادی

گر منافق زفت باشد لغز ہول

خواہ منافق مڑا، خواہ بد صورت اور بارعب ہو

چوں سفالین کوزہ را یہ خری

جب قریشی کے پیالے خریدتا ہے

می زنی دستے براں کوزہ چرا

تو اس کوزے پر ہاتھ کیوں مارتا ہے؟

بانگ شکستہ دیگرگوں می شود

فرشتے ہوئے کی آواز دوسری طرح کی ہوتی ہے

بانگ می آید کہ تصرفش کند

آواز آتی ہے تاکہ اس کی پہچان کر دے

اے نقش شیریں جبرئی ندان

باطل ہو گئی اور حقیقت ظاہر

ہو گئی اے سگ، فرعون کو

خطاب ہے غزہ شیرین پر

امتحان ہو گا شیر کی اسی ناک

جی ہے یا نہیں۔

اے شغال یعنی سیاق کلام

اللہ بعض نگوں میں لطیفان

ہے جس کے معنی میں مہدی بگر

اس سے بھی مراد قرآن پاک

ہے گر منافق، اگرچہ منافقوں

کی ظاہری صورت بھی معلوم

ہو گئی لیکن ان کی آواز سے ہی

کی حقیقت کھل جائے گی چنچ

سفالین، یہ اس کی مثال پور

کر آواز سے حقیقت کھل جاتی

ہے

اے نقیب، بھینساٹ چاند

نقیب جو بادشاہ کے آگے چلتا

ہے، آواز بھی حقیقت کے لئے

پیش ہے، ہر مصدر فعل پر

تفکر کر لی جائے اگر اس میں

تعلیل ہوتی ہے تو معلوم ہو جاتا

ہے کہ اس کا مصدر بھی معلوم

ہے جیسا کہ قلم اور قلماء ہے

تمام میں واؤاف سے بدلتا ہے

تو قلمائیں واؤاف سے بدلا

ہوا۔



چوں حدیث امتحان وی نمود

جب امتحان کی بات سناے آئی

پیش آریں اس گفتہ بودم اند

اس سے پہلے میں نے تمہارا کہہ دیا تھا

خاتم گفتن در آں تحقیقہا

میں نے اس پر تحقیق بیان کرنا چاہتا تھا

جملہ دیگر زبیرا شریک

میں کے بہت سے ہیں جو تمہارا دوسرا جملہ

گوش کن ہاروت و ماروت

سُن لے ہاروت اور ماروت کے بارے میں

یادم آمد قصہ ہاروت و

مجھے فوراً ہاروت کا قصہ یاد آگیا

خود گویم از ہزارا شریک

میں کیا کہوں، اُن کے ہزاروں میں سے ایک

تا کنوں و اماندم از تعویقہا

لیکن ارکانوں کی وجہ سے اب تک رکا رہا

گفتہ آید شرح یک عضو زبیر

کہہ دیا جائے جو باقی ہے ایک عضو کی شرح ہوگی

اے غلام و جاگراں ماروت را

اے وہ کہ ہم تیرے چہرے کے غلام اور غلام ہیں

قصہ ہاروت و ماروت و دلیری ایشان بر امتحان حق تھا

ہاروت و ماروت کا قصہ اور اللہ تعالیٰ کی آزمائش پر ان کی دلیری

گوش دل را یک نفس ایں موبدل

تمہاری دیر کے لئے کان کو اس طرف حرکت کر

مست بودند از تماشائے الہ

وہ اللہ کے دیدار سے مست تھے

انچنین مستی است از تراج حق

اللہ تعالیٰ کے بجانب سے ذلیل بننے کی مستی ہوئی

وانہ دامن چہیں مستی نمود

اُن کے ہال کے دانے ایسی مستی دکھائی

مست بودند و ریدہ از کند

وہ مست تھے اور پھندے سے آزاد تھے

کسین و امتحان زراہ بود

بہ گمات اور امتحان راستہ میں تھا

امتحان میکرد شاں زیر وزیر

امتحان اُن کو آٹ پلٹ کر رہا تھا

تا بگویم با تواز اسرار یار

تا کہ میں تجھ سے دست کے کچھ راز بیان کروں

وز عجا بہائے اندراج شاہ

اور شاہ اللہ کے عجائب کی زمین سے

تا چہستیہا دہد شرح حق

تو اللہ تعالیٰ کے عجائب عروج کی مستیاں دیتا ہوگا

خوان العاش جہاد اند کشود

اُن کے انعام کا عروج کشتہ مستیاں پیدا کرنا چاہتا

ہامی و ہوتے عاشقانہ می زند

عاشقوں کی طرح بنے و ہوئے کے نغمے گاتے تھے

صرش چوں کاہ کہ رامی بود

جس کی آمد میں پہاڑ کو تنکے کی طرح لے آئی

کے بود سر مست رازینہا خبر

مست کو اس کی کب خبر ہوئی ہے؟

۱۵ امتحان آزمائش سے

رسوائی کی بات پر ہاروت

و ماروت کا قصہ یاد آگیا چونکہ

وہ بھی امتحان کی وجہ سے

رسوا اور ذلیل ہوئے ہیں۔ اور

ہزاراں ہاروت و ماروت کے

قصے کے سرائے میں سے بہت

صور بیان کیا تھا خواہ مست

ہاروت و ماروت کے قصے کے

سرا بیان کرنا چاہتا تھا لیکن

موانع پیش آ گئے تھے۔

۱۶ شریک عضو مرمت

اس قدر بیان کیا تھا جیسا

کہ باقی کے کسی ایک عضو کی

تشریح کر دی جائے۔ زوت

روئے تو اسرار یا غورانی راز

استدراج وہ کشف و کلمات

جن میں پھنس کر اوہ جن سے

مغور ہو کر ساک تباہ ہو رہا

ہے۔

۱۷ سراج حق جبکہ استدراج

کی مستیاں بھی اس قدر میں

تو چہستیہا دہد شرح حق

کیا شکا ہے سراج و دامن

یعنی استدراج کی مستیاں۔

مست بودند ہاروت و ماروت

استدراج کی مستیوں میں...

مہوش ہو گئے تھے عزم مرش

امتحان کی آمدی بڑوں بڑوں

کو تباہ کر رہی ہے۔



خندق میدان برپاں ویکست چاہ خندق پیش او خوش مسکت  
خندق اور میدان اس کے سامنے یک لہیں کڑاں اور خندق اس کے سامنے تجارتا رہیں

مستی بزاز دیدن بزمادہ و بستن او بکوہ مفتابل  
بجری کو دیکھ کر بکری کی مستی اور اس کا بالمقابل پہاڑ پر کودنا

آں بزرے کو ہی براں کوہ بلند  
پہاڑی بکرا بلند پہاڑ پر  
تا علف چند بہ بیتنا کہاں  
تاکر گھاس تلے لیکن وہ اپنا تک بکھتا ہے  
برکے دیگر برانداز د نظر  
دوسرے پہاڑ پر نظر ڈالتا ہے  
چشم اوتار یک گرد و درزاں  
غذا اس کی آنکھوں میں اندھیرا بھاتا ہے  
آینچناں نزدیک بنماید ورا  
وہ اس کو ایسا نزدیک نظر آتا ہے  
آں ہزاراں گزدو گز نہمایدش  
وہ ہزاروں گزدو گز کا فاصلہ انکو دیکھ کر غلط سمجھتا ہے  
چونکہ بچہ درفت داند رماں  
جب کودتا ہے توڑا گر جاتا ہے  
اوز صیاداں بہ گز بگرنختہ  
وہ شکاریوں سے پہاڑ پر بھاگتا تھا  
رشتہ صیاداں میان آں دو کوہ  
ان دونوں پہاڑوں کے درمیان شکاری بیٹھے تھے  
باشدا غلب صیداں بزم بچین  
بکری کے کاٹکا ڈھونا ایسے ہی ہو جاتا ہے  
مرستم ارچہ با سمر و سبلت بود  
مرستم خواہ مع سدا و مو بچوں کے ہو

بر دو داز بہر خوردی بے گزند  
خوراک کے لئے بے مشقت روزنا ہے  
بازی دیگر ز حکم آسماں  
آسمان کے حکم سے ایک دوسرا کیس  
مادہ بزم بیتد براں کوہ دیگر  
اس دوسرے پہاڑ پر وہ بکری دیکھتا ہے  
بر جہد سر مست زیر کہ تا بد  
مست ہو کر اس پہاڑ سے اس پہاڑ پر کود پڑتا ہے  
کہ دویدن گرد بالو عسرا  
ہیسا کہ گھر کے چبکے کے چاروں طرف روزنا  
تاز مستی میل جستن آیدش  
پہاڑ کا کستی کیڑے کے دل میں کودنے کی خواہش ہوتی ہے  
در میان ہر دو کوہ بے اماں  
دونوں بے پناہ پہاڑوں کے درمیان  
خود دنیا شش خون اور رنجیت  
پناہ لئے ہی اس کا خون بہا دیا  
انتظارا اس قضاے باشکوہ  
اس پر شکوہ قضا کے انتظار میں  
در چالاکت و حیت و حیم میں  
در چالاک اور حیت اور دشمن کو دیکھ لینے والا  
دام پاکیرش یقین شہوت بود  
یقیناً شہوت اس کے پاؤں کا بال ہوتی ہے

لہ خندق مست گڑھا اور  
ہموار زمین میں فرق نہیں کرتا  
ہے دونوں پر مل پڑتا ہے۔  
مستی بزاز اس قلعہ کا مشاہدہ  
ہے کہ شہوت کی مستی میں  
انسان اندھا ہو جاتا ہے  
اور اپنے آپ کو ہلاکت میں  
ڈال دیتا ہے۔  
لہ خوردی خوراک علف  
گھاس چشم اور یعنی مستی میں  
وہ اندھا ہو جاتا ہے بالو ع  
چبکے بکری کا مکان کوہ بے  
اماں چونکہ وہ دونوں پہاڑ  
بہت بلند تھے بہت نشست  
کا محنت ہے بگلوہ شاد و  
شوکت و دب۔  
لہ باشد پہاڑی بکرا اسی  
طرح شکار ہو جاتا ہے ورنہ  
بہت چالاک اور ہوشیار  
ہوتا ہے بچہ میں دشمن  
کو پہچان جانے والا۔ با سمر و  
سبلت یعنی سر میں عقل اور  
پہاڑی کے باوجود۔



ہمچو من از مستی شہوت بہر  
بہر طبع شہوت کی مستی سے جدا ہو جا  
باز این مستی شہوت در جہاں  
پس یہ دنیا میں شہوت کی مستی  
مستی اک مستی اس بشکند  
اس کی مستی اسکی مستی کو فک کر دیتی ہے  
آب شیریں تا خوردی آب شور  
جب تک تو نہ شہابی نہیں پیا ہے گھاٹ لٹی  
قطرہ از باد ہائے آسماں  
آسمانی شہابیوں کا ایک قطرہ  
تا چہ مستی ہا بود املاک را  
غرضتوں میں کس قدر مستیاں ہوتی ہیں  
کہ ہوئے دل در اس بجتہ اند  
کامیابی نے غرضتوں کی وجہ سے دل اس شہوت  
جز مگر انہا کہ نو میدند و دور  
سوائے ان کے جو ایسے اور دور ہیں  
نا امید از ہر دو عالم گشتہ اند  
وہ دونوں جہانوں سے مایوس ہو گئے ہیں

مستی شہوت بین اندر شہوت  
شہوت کی مستی اونٹ میں دیکھ لے  
پیش مستی ملک داں مستہاں  
فرشتے کی مستی کے سامنے بیچ سمجھ  
اوشہوت التفاتے کے کند  
وہ شہوت کی طرف کب توجہ کرتا ہے؟  
خوش نماید چوں درون یدہ نو  
ایسا عمدہ لگتا ہے جیسا کہ آنکھوں میں روشنی  
بر کند جاں رائے و زساقیاں  
جان کو (دنیا کی) شہوت اور ساقیوں کی برکت کو  
وز جلال و جہاے پاک را  
اور پاک رعوں میں بڑائی کی وجہ سے  
ختم بادہ اس جہاں بشکستہ اند  
آنکھوں نے اس جہان کے خم توڑ ڈالے ہیں  
ہمچو کفارے نہفتہ در قبور  
قبروں میں پیچھے ہوئے کافروں کی طرح  
خار ہائے نہایت گشتہ اند  
آنکھوں نے لاشہا کاٹنے ہوئے ہیں

تمنا کردن ہاروت و ماروت مقام بشریت را وغیرت حق تعالیٰ  
ہاروت و ماروت کا بشریت کے مقام کی تمنا کرنا اور حضرت حق تعالیٰ کی غیرت

پس رستہا بگفتند اے دریغ  
مستیوں کی وجہ سے انہوں نے کہا اے انہوں  
گستریدے دریں بیدار جا  
ہم اس ظلم کی جگہ میں پھیلا دیے  
ایں بگفتند قضای گفت است  
یہ انہوں نے کہا اور قضا کہہ رہی تھی ٹھہر جا!

برز میں باراں بدایمے چو مرغ  
ہم زمین پر ابر کی طرح (انصاف کی) بارش دے ساجیے  
عدل و انصاف عبادات و وفا  
عدل اور انصاف اور عبادات اور وفا  
پیش پاتاں دام ناپیدا ہے  
تہاے پاؤں کے آگے بہت سے چھپے ہوئے  
نبال ہیں

اے آئندہ شہادت کی مستی  
مشہور ہے ملک فرشتوں کو  
قرب الہی سے جو مستی حاصل  
ہوتی ہے دنیا کی مستی اس کے  
سامنے بیچ ہے۔ مستی اس  
جو شخص کو قرب الہی کی مستی  
حاصل ہو جاتی ہے پھر وہ  
دنیا کی مستی ملائی نہیں ہوتی۔  
آب شیریں۔ خدائی مستی اور  
دنیا کی مستی کی مثال شیریں  
پانی اور کھار پانی ہے۔  
لے جاؤ۔ فرشتوں اور رعوں  
کو قرب الہی کی ایسی مستی حاصل  
ہوتی ہے کہ ان کے دل اس  
سے وابستہ ہو جاتے ہیں اور دنیا  
کی مستی کے اسباب کو وہ ختم  
کر دیتے ہیں پھر مگر نگہدار کی  
رو میں قرب الہی کی مستی سے  
محروم ہیں جتنا کہ ان کو قرب  
الہی سے جو مستی ملانی ہوتی  
ہے وہ بسا اوقات اس قدر بے  
ہوش رہتا ہے اس سے ہوشیار  
رہنا چاہئے اس مستی میں کوئی  
غلط قدم نہ اٹھانا چاہئے۔  
سے پس رستہا ہاروت و  
ماروت نے مستی میں غلط قدم  
اٹھایا جس کا بد انجام بگفتند  
گستریدے۔ انسانوں نے دنیا  
میں ظلم و ستم کر رکھا ہے ہم  
دنیا میں بہتے تو عدل و انصاف  
سے دنیا کو بھر دیتے۔



لے جس مرد کو نام نہاد نصرت  
فرطے ہیں کہ اپنے آپ کو  
آزمائش میں نہ ڈالنا چاہیے  
اور اسے مقام میں نہ ٹھکانے چاہیے  
کہ قدم رکھنا چاہیے کہ زخمی  
آزمائش کے راستہ میں نہ رہے  
سی قویں ہلاک ہوئی ہیں۔  
شیخ قہر خدا کا غضب نازل  
ہوا تو وہ قریب مضر ہی سے  
مٹ گئیں۔ گفت۔ پاک  
بندوں کی تعریف میں فرمایا  
گیا۔ وَجَبَّادُ الْوَحْشِ الْوَحْشِ  
يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ حَرًّا  
اور اللہ کے نیک بندے وہ  
ہیں جو زمین پر ناکساری سے  
چلتے ہیں۔  
نہ پر ہیزگار نیک بندے  
احسان کی دادی میں سوجی  
سمجھو وقت و قدر سے قدر اٹھا  
ہیں۔ ایں خدا تعالیٰ اروت  
ماروت کو سبھا رہی بھی نیکیں  
آنہوں نے کان بند کر لئے  
تھے جزیرا آہا جن لوگوں نے  
خودی کو مٹا دیا ہے نگہ ہی  
کان کھلے ہوئے ہیں بجز غفلت  
عنایت خدا کی ہی انکس  
کھولتی ہے اور اللہ کی محنت  
ہی غضب الہی کو فرو کر دیتی  
ہے جبکہ بے توفیق جب تک  
توفیق خداوندی میسر نہ آئے  
کو شش بیکار ہوتی ہے۔  
سے اور زن بیک غلہ ہے جس  
کا دانا بہت چھٹا ہوتا ہے  
انکو چھٹا کہا جاتا ہے خواب  
دیدنی تو توفیق خداوندی چونکہ  
فرعون کے شامل حال نہ تھی  
لہذا حضرت موسیٰ کی پیدائش  
کو روکنے کی اس کی ہمارے خدائے

ہیں مروگستاخ دروشت بلا

خبردار مصیبت کے جنگل میں لاپرواہی سے دنیا

کہ زبونی و استخوان بالکان

کیونکہ ہلاک ہونے والوں کے بال اور ہڈیوں سے

جملہ رہ استخوان و موی وے

سائے راستہ میں ہڈیاں بال اور پٹے ہیں

گفت حق کہ بندگان جفت عین

اخر (تھانے) نے فرمایا ہے کہ مرد (انہی) کے

پا پر ہنہ چوں رود در خار زار

کاشوں کے جنگل میں، ننگے پاؤں کیسے چلے

ایں قضا می گفت لیکن کوشش

قضا یہ کہہ رہی تھی لیکن اُن کے کان

چشمہا و گوشہا را بستہ اند

لوگوں نے آنکھیں اور کان بند کر لئے ہیں

جز عنایت کہ شاید چشم را

خدا کی مہربانی کے علاوہ انکو کون کھول سکتا ہے؟

جہدے توفیق جاں کندن بود

بے توفیق (خدا) کو شش جان کو فنا کرنا ہے

جہدے توفیق خود کس را مباد

خدا کرے کسی کی کو شش بے توفیق نہ ہو

خواب دیدن فرعون آمدن موسیٰ علیہ السلام را و تدارک آں

خواب میں فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد کو دیکھنا اور اسکو روکنے کی تدبیر کرنا

جہد فرعونے چو بے توفیق بود

فرعون کی کو شش بے توفیق تھی

ہرچہ آدمی و دخت آں تفتیق بود

جو کچھ سیتا تھا، وہ پھارتا تھا

بیکار ثابت ہوئیں۔ تفتیق۔ بھاڑنا، جسدا کرنا۔

ہیں مروگورا نہ اندر کر بلا

خبردار اگر بلا میں اندھوں کی طرح نہ جا

می نیابد راہ یائے سالکان

چلنے والوں کا قدم راستہ نہیں پاتا ہے

بسکہ تیغ قہر لاشی کر دشتی

کثرت سے قہر کی تلوار نے موجود کو معدوم کر دیا

برز میں آہستہ می رانند ہون

خاکساری سے آہستہ چلتے ہیں

مجز بہل و فکرتے پر ہیزگار

پر ہیزگار سوائے وقت اور سوچ سمجھ کے

بستہ بود اندر حجاب جوش شاں

اُن کے جوش کے پردے میں بند تھے

جز مر آنہا را کہ از خود رستہ اند

سوائے اُن کے جہاں اپنی ہستی سے آزاد ہو گئے ہیں

جز محبت کہ نشاند چشم را

غفلت کو محبت کے علاوہ کون فرو کر سکتا ہے؟

زار نے کم گریہ صد خرم بود

اگرچہ وہ کو شش اتوں کھان ہوا یک جیسے سک ہے

در جہاں واللہ اعلم بالصواب

دنیا میں، اور خدا بہتر جانتا ہے



از منجم بود در محامش ہزار  
اس کے نجوم میں ہزاروں نجومی تھے  
مقدم موسیٰ نمودندش خواب  
حضرت موسیٰ کی تشریف آوری انکو خواب میں کھلائی  
بامعبر گفت و باہل نجوم  
انہوں نے تعبیر دینے والوں اور نجومیوں سے کہا  
جملہ گفتندش کہ تدبیرے کنیم  
سب نے کہا ہم ایسی تدبیر کریں گے  
تاریداں شب کہ مولد بوداں  
یہاں تک کہ رات آگئی جو صبح ٹھہرنے کی تھی  
کہ بڑوں آند اں روز از نگاہ  
کرمیں روز صبح سے باہر نکلیں  
پس بفرمودند در شہر آشکار  
پھر انہوں نے حکم دیا کہ شہر میں علانیہ  
الصلا اے جملہ اسرائیلیاں  
کراے اسرائیلیو! تمہاری دعوت ہے  
تا شمارا رو نماید بے نقاب  
تا کہ تمہیں نقاب کے بغیر دیدار کرائے  
کاں ایساں را بجز دوری نبود  
کیونکہ قیدیوں (اسرائیلیوں) کیلئے دوری کے سوا کچھ  
گرفتار دندے پرہ در پیش او  
وہ اگر راستہ میں اس کے سامنے آجاتے  
یا نہ آں بد کہ نہ بیند ہیچ ایسر  
قانون یہ تھا کہ کوئی قیدی (اسرائیلی) نہ دیکھے  
بانگ چاوشان چوں درہ بشنوند  
جب راستہ میں قیدیوں کی آواز سنے

وز معبر نیز و ساحرے شمار  
تعبیر دینے والے اور جادوگر بھی بے شمار تھے  
کہ کند فرعون و ملکش را خراب  
کہ فرعون اور اس کے ملک کو تباہ کر دیتے  
چوں بود دفع خیال خوابم  
نومیں خیال اور خواب کا دغیبہ کیسے ہو؟  
راہ زادن را چو رہن می ز نیم  
ڈاکو کی طرح اس کی پیدائش کا راستہ روک دیں گے  
راہی ایں دیدند اں فرعونیاں  
ان فرعون والوں کی یہ راستے ہوئی  
سوئے میداں بوم و تخت بادشاہ  
میدان میں تخت شاہی اور دربار  
کہ مناد یہاں کنند از شہر یار  
بادشاہ کی جانب سے منادی کر دیں  
شاہ می خواند شمارا ز اں مکان  
بادشاہ تمہیں اس جگہ بلا تا ہے  
بر شما احساں کند بہر ثواب  
نیک کی غرض سے تم پر احسان کرے  
دیدن فرعون دستوری نبود  
فرعون کو دیکھنے کا کوئی طریقہ نہ تھا  
بہر آں یا نہ بیندے بزو  
اس قانون کے مطابق وہ اونہ سے مل جاتے  
در کہو بے کہ قاعے آں امیر  
وقت بے وقت اس امیر (فرعون) کا دیدار  
تا نہ بیند رو بدیو اے کنند  
منہ دیوار کی طرف کریں تاکہ اس کو نہ دیکھ سکیں

۱۔ منجم۔ ستاروں کی گردش  
سے آنے والے حالات کو  
بتانے والا۔ معبر۔ خواب کی  
تعبیر دینے والا۔ مقدم۔ آگے  
جملہ۔ سب۔ تدبیر۔ تدبیریں  
لے کہا ہم اس بچہ میں موسیٰ  
کی پیدائش کا راستہ بند کر دیں گے  
اور ایسی تدبیر کریں گے کہ  
کوئی اسرائیلی عورت اس  
رات کو حاملہ نہ ہو سکے۔ مولد۔  
یعنی استقرار محل فرعونیاں۔  
تسمیہ اور تعبیر۔ چاہ۔ صبح۔ شہر۔  
بادشاہ۔  
۲۔ الصلا۔ کھانے یا مل  
پانے کا اعلان۔ اسرائیلی۔  
قیدی یعنی بنی اسرائیل چونکہ  
ان سے قبل اور فرعون ہر  
طرح کی بے گاریتے تھے۔ یار۔  
قانون، رسم۔  
۳۔ یا نہ۔ اسرائیلیوں کے  
لئے یہ قانون تھا کہ وہ فرعون  
کا دیدار نہ کر سکیں۔ سیر۔ یعنی  
اسرائیل تھا۔ دیدار۔ چاوشان۔  
چاوش کی جمع ہے انقیب۔  
نوبہ دیوار۔ یعنی اس کا صف  
فرعون کی طرف نہ رہے۔



و رہیں دروئے او مجرم بود

اگر اس کا منہ دیکھ لے گا تو قصور وار ہوگا

بود شاں حرص تقائے متمنع

منوع دیدار کی آن کو تمنع تھا

انچہ بدتر بر سر او آل زود

جو بدتر سزا ہوگی اس کو وہی جہانگ

چوں حریص ست آدمی فیما منع

کیونکہ جس چیز سے انسان لگا جائے وہ اس کا حرص ہو

بمیدان خواندن فرعون بنی اسرائیل را از برائے حیلہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو روکنے کی تدبیر کے لئے فرعون

منع ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام

کا بنی اسرائیل کو میدان میں طلب کرنا

بانگ میزدگو بگو شادی کنال

خوشی خوشی گئی درگی اعلان کرتا تھا

کز شہنشاہ دیدن وجود ستامید

کیونکہ بادشاہ کے دیدار اور سخاوت کی توقع ہو

تشنگاں بودند و بس مشتاق آن

پیارے تھے اور اس کے بہت مشتاق تھے

خوشتن را بہر جلوہ ساختند

انہوں نے اپنے آپ کو دیدار کے لئے تیار کر دیا

وز طمع رفتند بیرون سر بسر

سب کے سب لالچی کی وجہ سے باہر نکل گئے

شد منادی در محلتہا رواں

منادی کرنے والا محلوں میں روانہ ہو گیا

کالے اسیراں سوئے میدان کہ زبید

لے قید ہو اسرائیلیں میدان کی طرف چلو

چوں شنیدند مژدہ اسرائیلیاں

جب اسرائیلیوں نے خوشخبری سنی

حیلہ را خوردند آل سوتاقتند

چکر کھا گئے اور اس طرف دھڑ بڑے

از غرض غافل بدند و بے خبر

مقصد سے غافل اور بے خبر تھے

حکایت در تمثیل

مشافہ ایک حکایت

گفت می جویم کسے از مصریاں

کہا میں مصر والوں میں سے ایک کی تلاش میں ہوں

تا در آید آنکہ می جویم بکف

تک وہ جس کی میں تلاش میں ہوں اتنا آجائے

در بر آں میریک یک می شنند

ایک ایک کر کے بادشاہ کے پاس آگئے

ہچمنان کاہنجا منحول حیلہاں

ایسے ہی یہاں ایک حیلہ گر منتقل نے

مصریاں را جمع آرید اس نظر

اس طرف مصریوں کو جمع کر کے

ہر گجا بد مصریئے جمع آمدند

جہاں بھی کوئی مصری تھا سب جمع ہو گئے

لے بدتر۔ جو اسرائیلی فرعون

کو دیکھ لیتا تھا اس کو سخت

سزا دی جاتی تھی۔ کڑی عیسٰی

فرعون کا دیر اور بھی بیشتر آجیگا

اور فرعون بخشنش بھی کرے گا۔

لے جلوہ۔ یعنی فرعون کا دیدار۔

حکایت۔ اس حکایت میں

بتایا گیا ہے کہ جس طرح

اسرائیلیوں کی تباہی کے

آن کو میدان میں جمع کیا

گیا تھا اسی طرح ایک تاری

مٹل نے مصریوں کو قتل

کرنے کے لئے ایک حیلہ

میدان میں جمع کیا تھا۔

سے متحول۔ داؤ کے انصاف

کے ساتھ پڑھا جائے۔ ہونک

عشق اسی لئے اس کو قتل بھی

کھتے ہیں، ایران و توران

کی ایک قوم ہے۔ جبرین

آفریشن۔



ہر کہ می آمد بگفتا نیست این  
جو ہم آتا دامن کے بارے میں کہتا نہیں ہے  
تا بدیں شیوہ ہمہ جمع آمدند  
یہاں تک کہ اس طریقہ پر سب جمع ہو گئے  
شومی آنکہ شوئے بانگ نماز  
ایک بد قسمتی یہ تھی کہ افغان کی جانب  
دعوت مکارشاں ہند کشید  
مکار کی دعوت نے ان کو اندر کینچن کیا  
بانگ درویشان محتاجان نیوش  
فقیروں اور ضرورت مندوں کی پکار سن لے  
گر گدایاں طامع اندوز شت خو  
فقیر خواہ لادگی اور بد عادت ہوں  
درتگ دریا گہر با سنگہاست  
دریا کی تہ میں موتی پتھروں کے ساتھ ہیں  
پس بجوشیدند اسرائیلیاں  
اسرائیل ٹوٹ پڑے  
چون بھلت ثماں بمیدان داؤ  
جب وہ انھیں تدبیر سے میدان میں لے گیا  
کردلداری و بخششہا بداد  
ان کی دلداری کی اور بخششیں وہیں  
بعد ازاں گفت از رائے جان تا  
ان کے بعد ان سے کہا اپنی نوع کی تفسیر کیجئے  
یا بخش دادند کہ خدمت کنیم  
انھوں نے جواب دیا کہ ہم اطاعت کر گئے

ہیں در آخواجہ دراں گوشہ نشین  
خواجہ آہیں گوشے میں بیٹھ جا  
گردن ایشان بدیں جیلہ زند  
انھوں نے اس تدبیر سے ان سب کی گردن لڑائی  
داعی اللہ را بنزدندے نیاز  
اللہ کی طرف بلانے والی کی اطاعت نہ کرتے تھے  
الکھذراں مکر شیطان لے رشید  
اسے ہدایت پر چلنے والے شیطان کے کرے پہنچے  
تا نکیر و بانگ محتالیت گوش  
تاک کہ کسی جیلہ جو کی آواز تیرے کان میں نہ بڑے  
در شکم خواراں تو صاحب دل بخو  
خواہ پیٹو، تو صاحب دل کی جستجو کر  
فخر با اندر میاں سنگہاست  
فخر کی باتیں مار کی باتوں کے درمیان ہیں  
از پیکہ تا جانب میداں دواں  
سیح سے میدان کی جانب دوڑتے ہوئے  
روی خود نمودہ شاں بس تازہ رو  
تو انھیں اپنا خوشنا چہرہ دکھایا  
ہم عطا ہم وعدہ کر داک قباد  
اس بادشاہ نے عطا بھی کی اور وعدے بھی کئے  
جملہ در میدان نخسید امشاں  
ان کی رات سب میدان میں سو جاؤ  
گر تو خواہی یک ملینجا سا کنیم  
اگر آپ چاہیں گے ہم ایک ہینہ تک یہاں ہیں گے

لے شومی بدیں کو قتل  
مقام اس لئے ہوا کہ نماز نہ  
پڑھتے تھے۔ داعی اللہ مثنوی  
نکار یعنی دی نسل۔ بانگ  
درویشاں۔ مذاب انھیں سے  
نجات کا باعث جس طرح نجات  
کی پکار کو قبول کرنا ہے اسی  
طرح فقیروں اور محتاجوں کی  
صدائے توجہ کو مانجی ہے۔  
محتال۔ غریبی اجیلہ کر۔  
لے گرد گدایاں۔ باہمی دینا دہ  
فقیروں میں کوئی صاحب دل  
بھی ہوگا لہذا سب کی خدمت  
کر دے گہر با سنگہا۔ دریا کی  
تہ میں سنگریزے بھی ہوتے ہیں  
اور پتھر بھی بچکے۔ لکھا۔ مٹی۔  
لے جوں۔ اسرائیلیوں کے  
جمع ہونے کے بعد فرعون نے  
ان کو اپنا دیدار کرایا۔ قباد۔  
نوشیرواں کے باپ اور ایک  
کیانی بادشاہ کا نام ہے پھر  
ہر پڑے بادشاہ کو کہا جانے  
لگا۔ جاتی ناں یعنی گزرتی  
بلح۔ تہ۔ اہ کا منقہ۔



باز گشتن فرعون از میدان بشہر شادمان از تفریق

میں ہونے کی رات میں بنی اسرائیل کو ان کی مردوں سے جدا کر دینے پر

بنی اسرائیل از زنان شان رشب حمل

فرعون کا میدان سے شہر کی جانب عریض عریض دھکی دھکا

لے کر رشب گیا۔ بادشاہ تمام

اسرائیلیوں کو میدان میں ہٹا کر

بہت شہرت سے واپس آیا

اور یہ کہہ رہا تھا کہ میرے

ملک کو زیر و بر کرنے والے

بچہ کا آج رات میں قرار پایا

تھا قواب جیکہ اسرائیلی مرد

عورتوں سے جدا ہیں ملک

قرار پاسکے گا۔ نازن خواجی

عمران حضرت موسیٰ کے والد

جو اسرائیلی تھے قرین مائی

بریں در یعنی فرعون کا اٹھانہ

نقہ بیوی۔

عمران سے فرعون کو بہت

زیادہ ملحق تھا۔ عصبی

نافرمانی۔ آچہ یعنی اپنی بیوی

سے صحبت فرعون کی جان

اور سلطنت کی بربادی کا

سبب ہو گا۔

مثلاً انجین فرعون کرے

خیال نہ تھا کہ اس کی تقدیر

میں بھی وہی تباہی اور بربادی

ہے جو قوم ماد و شورو کے لئے

مقدر تھی۔ جفت۔ یعنی

عمران کی بیوی۔

شبہ بانگہ باز آمد شادمان

بادشاہ عریض عریض رات کو واپس لوٹا

خازنش عمراں بد اندر خدش

اس کا خوابی عمران اس کی خدمت میں تھا

گفت اے عمراں بریں رشب تو

میں نے کہا اے عمران! تو بھی اسی در اندر رہ رہا

گفت خیم ہم بریں در گاہ تو

میں نے کہا میں بھی خیم سے در پر سواؤں گا

بودر عمراں ہم ناسرائیلیاں

عمران بھی اسرائیلیوں میں سے تھا

کے گماں بردے کو اوعصیاں کند

وہ (فرعون) کیسے گمان کرتا کہ وہ (عمران) ہتھالی گدا

ایمن از عمراں بد و افعال او

وہ (فرعون) عمران اور اس کے کاموں سے ملحق تھا

خود کجا در خاطر فرعون بود

خود فرعون کے خیال میں بھی کہاں تھی

جمع آمدن عمران کا در موسیٰ و حاملہ شدن مادر موسیٰ علیہ السلام

عمران کا موسیٰ کی ماں کے ساتھ جماعت کرنا اور موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا حاملہ ہونا

نیم شب آمد بہ پیش خفتہ جفت

آدھی رات کو اس سوئے ہوئے کے پاس پہنچی

برجہانیدش ز خواب اندر شبش

اس کو رات میں نیند سے بیدار کر دیا

بادشاہ چلا گیا اور وہ (عمران) اس در گاہ پر سو گیا

زن برو افتاد بوسیدان لبش

بیوی اس پر لیٹ گئی اور اس کے ہونٹوں کو چوم دیا

۹۲



گشت بیدار او وزن را دید خوش  
وہ بیدار ہو گیا اور حسین بیوی کو دیکھا  
گفت عمراں میں ناں چو لکادی  
عمران نے کہا کہ اس وقت کیوں آئی؟  
در کشیدش در کست راز مہر مرد  
مرد نے محبت سے اس کو پہلو میں دبا یا  
بخت شد با امانت را سپرد  
اس کے ساتھ محبت کی اور امانت بھر دے  
آہنے برنگ زوزاد آتشے  
لہ پتھر سے لکھایا، آگ پیدا ہو گئی  
من چو ابرم تو زمیں موسیٰ نہات  
میں ابر کی طرح ہوں تو زمین اور موسیٰ پر دہے  
ماں بُرد از شاہ می داں آعروس  
لے بیوی اور اور محبت شاہ کی جانب سے بچہ  
انچہ ایں فرعون می ترسید ازو  
وہ چہیز جس سے فرعون ڈر رہا تھا

بوسہ باران کرد از لب بر لبش  
اس کے لبوں پر بوسہ کی بارش بر سادی  
گفت از شوق و قضاے از زنی  
اس نے کہا محبت اور اشد کے حکم سے  
بر نیامد با خوداں دم در نبرد  
اس وقت مقابلہ میں اپنے آپ سے نہایت کا  
پس بگفت زن ایں کل رست خرد  
پھر کہا اے بیوی زبانی کوئی سونے کام نہیں ہے  
آتش از شاہ و ملکش کیسے کشے  
ایسی آگ بادشاہ اور اس کی سلطنت بدل دینے والی ہے  
حق شرہ شریخ و ماور مرد و مات  
اشد القالی ہوا قطر کی ہے اور ہم ارجحیت میں ہیں  
آں مداں از ماکن بر ما فوس  
ہماری جانب سے نہ بکھر ہم پر فوس نہ کر  
ہست اس دم کہ گشتم جفت تو  
اس وقت موجود ہو گئی جب کہیں نے تمہارے جفت کی

وصیت کردن عمران جفت را بعد از مجامعت کہ مراند بد باقی  
وصیت کے بعد عمران کا بیوی کو نصیحت کرنا کہ میرے پاس نہ آنا

واگر دال ہیج زینہا دم مزن  
بکھڑ نہ کھونا، اس بارے میں دم نہ مانا  
عاقبت پیدا شود آثار ایں  
انجام کار آتش تمہے ہمار ظاہر ہوں گے  
در زماں از سونے میدان نعر با  
اُسی وقت میدان سے بہت سے نعرے  
شاہ ازاں ہیبت بول جہت زما  
شاہ فرما اس خوف سے باصر آیا

تا نیاید بر من و تو صد خزن  
تا کہ تجھ پر اور مجھ پر سینکڑوں غم نہ ٹوٹ پڑیں  
چوں علامتہا رسدے ناز میں  
لے ناز میں! جب ملاستیں (سانے) آئیں گی  
می رسد از خلق وی شد بر مولا  
لوگوں تمہے آئے اور نفسا میں پلے گئے  
پا بر منہ کایں چہ غفلہا ست پا  
ننگے پاؤں کر ہاں یہ شور و غل کیسا ہے؟

لے خوش - خوبصورت  
لبش یعنی بیوی کے ہونٹ  
بر نیامد یعنی عمران اپنے آپ پر  
تلاؤ دیا کے اور بیوی کے  
ساتھ ہمبستر ہو گئے۔ امانت  
یعنی حضرت موسیٰ کا من  
ایں کار یعنی حضرت موسیٰ  
سے ملکہ ہو جانا آگے یعنی  
حضرت موسیٰ کی پیدا کرلی جو  
فرعون کی تباہی کا سبب  
ہو گیا۔

لے کیسے کش - بدل دینے والا  
بزد شریخ کی وہ بان جس  
میں شاہ کے ملا وہ سب  
تھرے پٹ جائیں۔ آدھی  
بات ہوئی ہے۔ آت فطری  
کی وہ بازی جس میں شاہ  
گرفتار ہو جائے فوجوں کی  
لے مجامعت - ہمبستری۔  
نہ تھا - یعنی اپنا اور دیر ہمبستر  
ہوتا۔ آقا باری یعنی حق کی  
علامتیں۔ در زماں یعنی  
عمران کی مجامعت کے بعد۔



از موی میدان چہ بانگ تو غریو

میدان کی جانب سے کیا آواز اور شور ہے؟

گفت عمار شاہ مارا عمر باد

عمار نے کہا ہمارے بادشاہ کی عمر مانو ہو

از عطائے شاہ شادی می کنند

بادشاہ کی بخشش سے خوشی منا رہے ہیں

کز ہمیش می ز مَدِ جنی و دیو

کائنات کے ڈر سے جن اور بہت ہماگ ہے ہیں

قوم اسرائیلیاں انداز تو شاد

اسرائیلی قوم آپ سے بہت خوش ہے

رقص می آرند و کفہا می زنند

نچا رہے ہیں اور تاباں ہمارے ہیں

ترسیدن فرعون از بانگ و غریو و غوغا

فرعون کا شور اور نقل اور غوغا سے ڈرنا

ویم و اندیشہ مرا پر کرد و نیک

دہر و گمان بچہ میں بہت بھر گیا ہے

از غم و اندوہ و غم پیس کرد

غم اور کڑوے نگوے بچے بڑھا کر دیا ہے

جملہ شب او بچو حال وقت زہ

تمام رات وہ بچہ بننے کے وقت حال و حقین کا

سخت از جا برونہ است این نعرہ

ان نعروں نے بہت بے چین کر دیا ہے

باز گوید اختلاط جفت را

بیوی سے ملنے کے بارے میں کہتا

تا کہ شد استارہ موسیٰ پید

یہاں تک کہ حضرت موسیٰ کا تبارہ طلوع ہو گیا

نخم او بر حرج گرد و منتخم

اُس کا آستارہ آسمان پر طلوع ہوا تاکہ

گفت باشد کایں بود اما و لیک

اُس نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ برا لیکن

ایں صدا حال مرا تغیر کرد

اس آواز نے میری حالت غیب کر دی ہے

پیش می آمد پس می رفت شد

بادشاہ آگے آیا پھر واپس ہو جانا

ہر زمان می گفت اے عمار مرا

ہر لمحہ کہتا اے عمار! مجھے

زہرہ نے عمر ان مسکین را کہ تا

عمار بیچارے کا دل گروہ نہ تھا کہ

چوں زن عمار عمار در خزید

جب عمار کی بیوی عمار سے پیش

ہر سیمتہ کاندرا آید در رحم

ہر سیمتہ پر خیمہ (دار) میں آتا ہے

پیداشدن ستارہ موسیٰ بر آسمان و غریو بچان و زمین

حضرت موسیٰ کے ستارے کا آسمان پر نمودار ہونا اور میدان میں بچیوں کا شور و نقل

بر فلک پیداشدن ستارہ اش

آسمان پر اُس (موسیٰ) کا ستارہ نمودار ہوا

کوری فرعون و مکرو چارہ اش

فرعون اور اُس کے مکرو تدبیر کے خلاف

اے گفت عمار۔ عمار نے  
فرعون کو مطمئن کرنے کیلئے  
کہا کہ اسرائیلی آپ کی عطا  
سے عموں پر کرائی گاہے  
ہیں گفت فرعون نے  
عمار سے کہا ہو سکتا ہے  
کہ شور کی دہی وہ ہو جو تو  
نے بتائی لیکن میرے دل  
میں تو بہت اندیشے پیدا  
ہو گئے ہیں پیش آمد بادشاہ  
نکر میں تمام رات اندھا بہر  
آتا ہمارا۔

اے زہرہ۔ عمار کی بیعت  
تو دہی کو شور و غل کا اصل  
سبب جو کہ حضرت موسیٰ کے  
حل کا قرار پانا تھا وہ بتا  
دیتا چوں کہ عمار جب عمار  
نے بیوی سے جہیز کی  
تھی تو حضرت موسیٰ کا ستارہ  
آسمان پر نمودار ہو گیا تھا۔  
اے ہر سیمتہ رجب میں کوئی  
جنی ان کے پیٹ میں  
ہوا ہے اُس کا ستارہ آسمان  
پر نمودار ہوا ہے۔ کوئی۔  
اندھا جنی یعنی مقصد کے  
خلاف۔



روز شد گفتش کہ اسے عمر ایں برو

وہ ہوا (فرعون نے) اس (عمران) سے کہا اے عمران! جا

رانہ عمر ایں جانب میدان گفت

عمران نے میدان کی جانب سواری اُٹکی اور کہا

پیر پنجم سر برہنہ جامہ چاک

ہر خمی اگلے سر پہنچے پٹے ہوئے

پہچوا صحابہ نزار آواز شاں

اتم کرنے والوں کی طرح اُن کی آواز

ریش و موبر کندہ رُو بدید گاں

وازیں اور بال اُٹھا ڈے ہوئے تُو پہ ہوئے

گفت خیر ست اینچہ آشوب و ماں

اُس عمران نے کہا خیر ہے یہ کیا اُٹھام اور حال؟

عذر آوردند و گفتند اے امیر

انہوں نے مسرت کی اور کہا اے امیر

لینہمہ کردیم و دولت تیرہ شد

ہم نے یہ سب کچھ کیا اور (قبائل) دولت تارک ہو گیا

شب ستارہ آں پس آمد عیاں

رات اس پہ کاس ستارہ نمودار ہو گیا

ز دستارہ آں ہمیر بر سما

اُس ہمیر کا ستارہ آسمان پر نمودار ہوا

بادل خوش شاد عمر ایں زلفاق

عمران خوش ولی کے ساتھ، نفاق سے

کرد عمر ایں خوش پر خشم و ترش

عمران نے اپنے آپ کو ترش رکھا اور غضبناک بنایا

خوشتن را اجمی کرد و براند

اپنے آپ کو ناناں بنایا اور بٹل دیا

واقف آں غفل واک بانگ شو

اُس خود اور آواز کے بارے میں دیانت کر

ایں چہ غفل بود شاہنشاہ تخت

یہ کیسا خود تھا کہ بادشاہ نہ سو سکا

پہچوا صحابہ نزار بر فرق خاک

اتم کرنے والوں کی طرح سر پر خاک (ڈالے ہوئے)

بند گرفتہ از فغان ساز شاں

چٹانے سے بندہ گئی اور ساز بولب، غاموش تھے

خاک بر سر کرد و رخوں دید گاں

سر پر خاک ڈالے ہوئے، آنکھیں پر غون

بد نشانی می دہنخوس سال

منخوس سال بری ملامت و کمارا ہے

کردار دست تقدیر شل سیر

اچس اُس (راشد) کے دست قدرت نے یہی بنایا

دشمن شہ ہست گشت چیرہ شد

بادشاہ کا دشمن پیدا ہو گیا اور غالب ہو گیا

کوری ما بر جبین آسمان

آسمان کی پیشانی پر ہماری آنکھوں میں ٹھہر کر

ما ستارہ بار شتیم از بُکا

ہم نے دور دور ستارے ڈالے، برسائے

دست بر سر می نزد کاہ الفواق

سر پہٹ ربا تھا کہ اُسے "الفواق"

رفت چون یوانگاں بے عقل و ہش

دیوانوں کی طرح بے عقل و حواس واپس ہو گیا

گفتہائے بس خوش بزم جمع خواند

جمع کو بہت سخت باتیں کہیں

۱۵ واقف۔ باخبر و آگاہ۔

عمران نے میدان میں جا کر

منجوں سے خود غفل کا

سبب دیانت کیا۔ عوا۔

ماتم، سوگ میں دوگ کرے

پھاڑتے ہیں سر پر خاک

ٹالتے ہیں اور جھجک دیکار سے

اُن کی آوازیں بجھ جاتی

ہیں، آشوب، فتنہ، پریشانی۔

کردار یعنی ہیں قدرت

نے عاجز کر دیا اور ہم پہنچ

کی پیدائش کو نہ روک سکے

اور پہنچ وجود میں آگیا۔

۱۶ شب۔ رات کو پہنچ کی

پیدائش کا ستارہ نمودار

ہو گیا ہے۔ کوئی بے یقینی

ہماری فضا کے خلاف۔

ستارہ بار یعنی ہم آنکھوں

کے ستارے گزارے ہیں۔

پہنچا۔ رونما۔ بادل خوشی عمر

پہنچ کی پیدائش سے خوش

تھے لیکن بظاہر غم کا اظہار

کر رہے تھے۔

۱۷ الفواق یعنی اسطاعت

در ہم بر ہم ہو جائیگی۔ کرد

عمران نے اپنے آپ پر

ظاہری غم و فتنہ طاری کیا

منجوں کو برا بھلا کہا اور

میدان سے واپس لوٹ

آئے۔



خوشتر را ترش و نمکین ساخت او

اُس نے اپنے آپ کو ترش رو اور نمکین بنایا

گفت شاہ شاہ مرا بفریفتید

بلکہ تم نے میرے بادشاہ کو فریب دیا

سوئے میدان شاہ را اینک خفتید

تم بادشاہ کو میدان میں لے آئے

دست بر سینہ نہا دید از ضماں

دقت داری کے لئے تم نے سینہ پر ہاتھ رکھا

عاقبت زربا تلف شد کار خام

آخر کار روپیہ برباد ہوا کام (دھور) اور برباد

چوں شنید از غصہ ویش شد سیا

جب اُس نے سنا غصہ سے اُس کا رنگ کالا چڑھا

گفت ایساں را کہ ہیں کا خاں

اشاملے، اُن (میں) سے کہا کہ ہاں لیے نانا

خویش را در مضحکہ انداختیم

ہم نے اپنی مسذاق آزموائی

تا کہ امشب جملہ اسرائیلیاں

غش کر آج کی رات سب اسرائیلی

مال رفت و آبرو و کار خام

مال اور آبرو ختم ہوئی اور کام اور کار اور کار

ساہبا اڈرلا و خلعت می برید

تم سانوں سے مٹایا اور خلعت لٹو جاتے ہو

از برائے آنکہ در روز چنین

اسی لئے کہ پس طرح کے دن

رائے تان ایں بود و فرہنگ و نجوم

تمہاری تدبیر اور علم اور نجوم یہ تھا!

نرد ہائے بازگو نہ باخت او

اُس نے اُنٹی چٹاں پہل

از خیمت و ز طمع نشا گینفتید

خیانت اور لالچ سے باز نہ آئے

آبروئے شاہ و مارا ریختید

تم نے ہمارے بادشاہ کی آبروریزی کی

شاہ را ما فارغ آرم از عمال

اگر ہم بادشاہ کو رقم سے مانگ کر دیں گے

شد بر فرعون و بر خواندش تمام

فرعون کے پاس گیا اور اُس کو سب عقدہ بٹایا

خواند ایساں را ز ختم آن روتبا

اُن کو اُس روتبا سے ختم آن کے بٹانے

من بر او نرم شمارا بے اما

میں تمہیں مائی کے بغیر (سولی) پر بٹا دیوں گا

مالہا بادشمنان در باقیم

مال کو دشمنوں پر خرچ کر بٹولا

دور مانند از ملاقات ناں

بیرونی کی ملاقات سے دور رہے

ایں بُزویاری و افعال کرام

ایکایہ دوستی اور شریفوں کے کام جوئے ہیرے

مملکتہا را سلم می خوید

پوری سلطنت کھائے جاتے ہو

فہم گرد آرید و گردیدم معین

سمجھ کر آؤ گے اور گردیدم مددگار ہونگے

طبل خوانانید و مکارید شوم

تم پیٹو، اور مکار اور بدبخت ہو

اے گفت شاہ - عمان

نے مجھوں سے عقدہ میں کہا

تم نے بادشاہ کو ذلیل کیا

جموئے و مدے کے اور

مال و دولت برباد کر دیا۔

میں نے فرعون - فرعون کے

پاس آکر تمام صوبہ بٹا

بیان کر دی۔

اے گفت میں بادشاہ نے

انہیں پھانسی پر کھلانے

کی دھمکی دی مانتا۔ جو

مال بنی اسرائیل پر تقسیم

کر دیا تھا۔ تاکہ اسرائیلیاں

کو بیروں سے بھی طمع و

رکھ پھر بھی تم مقصد میں

کامیاب نہ ہوئے۔

اے آؤ از مسلسل بخشش

کرنا جنہیں۔ مددگار ہو نہ

مقل و ادب، گفت کی

کتاب بلبل حور بیٹو۔



مر شمارا بر درم آتش زخم  
میں تمہارے کٹے کردوں گا، پہونکسو دنگ  
عیش رفتہ با شمانا خوش کنم  
میں تمہارے پہلے عیش کو بد مزہ کروں گا  
سجدہ ہا کر دند و گفتند اے خدیو  
انہوں نے مجھے کئے اور کہا اے شہنشاہ !  
ساہا دفع بلا ہا کردہ ایم  
ہم نے ساون عیبتیں طانی ہیں  
فوت شد از ما و حملش شد پدید  
وہ بہاوتے قابر سے نکل گیا اور اس کا سر پدید  
لیک استغفار ایں روز ولاد  
لیکن اس کی ممانی کے لئے ولادت کے دن کی  
روز میلادش ز صد بندیم ما  
اس کی پیدائش کے دن ہم صد بند کی کر گئے  
گر ندر ایم ایں نگہ مارا بخش  
اگر ہم اس کی عقیدت کریں تو میں اس کا  
تاب نہ مہ می شمر د اور روز روز  
وہ زائے نہ یک ایک دن گتارا  
چوں مکان بر لامکان حملہ برد  
جب مکان (والا) لامکان پر حملہ کرتا ہے  
بر قضا ہر کو شیعہ خوں آورد  
قضا (خداوندی) ہر جو شیعہ خون لاتا ہے  
چوں زمین با آسمان ہمی کند  
جب زمین آسمان سے دشمن کرے  
نقش با نقاش چوں پیچہ زند  
جب نقش نقاش کا مقابلہ کرتا ہے

گوش و بینی و لبان تاں بر کنم  
تمہارے کان اور ناک اور ہونٹ اکھاڑ دوں گا  
من شمارا ہیزم آتش کنم  
میں تمہیں آگ کا ایندھن بنا دوں گا  
گریکے کرت ز ما چر سید دیو  
اگر ایک مرتبہ شیطان ہم پر غالب آگیا  
وہم حیراں ز انجہ ما ہا کردہ ایم  
جو کچھ ہم نے کیا ہے اس پر عقل حیران ہے  
نطفہ اش گجست و رحم اندر خزید  
اس کا نطفہ کھڑا اور رحم میں گھس گیا  
مانگہ ایم اے شاہ قباد  
اے شہنشاہ ! ہم حفاظت کریں گے  
تا نگر و فوت و خجہد ایں قضا  
تا کہ وہ نک کر ڈھکے اور یہ قضا تکا ہر نہ ہو  
اے غلام رائے تو افکار و شش  
اے وہ ! کہ عقلیں اور دوش جبری طے کے ظاہر ہیں  
تا نیر و تیس محکم خصم دوز  
تا کہ دشمن کو زخمی کرنے والا قضا کا تیرا پیل جائے  
خون خود ریز و بلا ہا را خود  
اپنا خون کرتا ہے، عیبتیں خریدتا ہے  
سنگوں آید ز خون خود خورد  
اوندھا کرتا ہے (اور) اپنا خون پیتا ہے  
شور گرد و سر ز مرگے برزند  
بہر بن جاتی ہے، موت سے گزرتی ہے  
سہلتان ورشیں خود بر می کند  
اپنی سرکھیں اور داڑھی اکھاڑتا ہے

لے خبر خوب دادند آقا۔  
کرت۔ مرتبہ، باری چتر سید۔  
غالب آگیا۔ وہم۔ یعنی  
ایسے کارنامے کئے جن پر  
عقل حیران ہے۔

عیش۔ عیش بین حضرت  
موسیٰ کا حاصل۔ اشتقاق یعنی  
اس نعل کی مکانات ہم  
موسیٰ کی ولادت کے دن  
کریں گے۔ قباد۔ ایک  
کیانی بادشاہ کا نام ہے  
اور ہر بڑے بادشاہ کو  
قباد کہہ دیا جاتا ہے۔ قصد  
اختیار، وہ عمل جو کسی بلند  
جگہ پر کیا جاتا ہے جس پر  
منتظر بیٹھ کر سستاؤں کی  
گر و کش کے احوال معلوم  
کرتے ہیں یعنی ہم صد گاہ  
میں بیٹھ کر اس کا یوم  
ولادت معلوم کریں گے۔

سہ۔ گریہ یعنی اگر ہم ولادت  
کے وقت اس پرچہ کا  
تدارک نہ کر سکیں تو ہمیں  
قتل کر دینا۔ دوز۔ نرا  
مہینے جو محل کی مدت ہے۔  
خیر حکم یعنی موسیٰ کی ولادت  
جو تباہی کا سبب ہے۔

مکان یعنی مخلوق۔ لامکان  
یعنی خدا تعالیٰ۔ قضا۔  
تفصائے خداوندی کا مقابلہ  
کرنے والا ذلیل ہوتا ہے۔  
چوں زمین۔ تفصائے خداوندی  
کا مقابلہ کرنے والے کی  
مثال ہے، زمین آسمان  
سے دشمنی مولے گی  
تو خود کو تباہ کرے گی  
لے نقش۔ اگر مخلوق خالق

سے نجات کرے تو خود مخلوق کی بربادی ہے۔



خواندن فرعون نان بنی اسرائیل را کہ نوزائیدہ بودند

فرعون کا بنی اسرائیل کی انی عورتوں کو مکاری سے میدان کی طرف

سوئے میدان بہ مکر

بکاتا جی کے حال میں بچے ہوئے تھے

سوئے میدان و منادی کرد سخت

میدان کی جانب اور سخت اعلان کرایا

کائے زناں از دہرمی یا بیدہر

کائے عورتوں! زمانے سے حق حاصل کرو

تا زواد و بخششم شاداں شوید

تا کہ تم میری عطا اور بخشش سے خوش ہو

خلعت ہر کس از نشان رکشید

شاہی جوڑا اور ان میں سے ہر شخص نے روپیہ حاصل کیا

تا بیا بدہر یکے چیزیکہ خواست

تا کہ ہر عورت وہ پائے جو جس کی خواہش ہے

کو دکاں را ہم کلاہ زر نہند

بچوں کو سنہری ٹوپی پہناؤں گے

گنجہا گیر و ز من بے شک تقیں

یقیناً بلا شک مجھ سے خزانے حاصل کرنے لگیں

شاداں تاخیمہ شہ آمدند

خوش خوشی بہانہ کہ بادشاہ کے خیمے پہنچیں

سوئے میدان غافل از دستان ہر

میدان کی جانب غفلت کے کوسے غافل ہو کر

ہر چہ بوداں سر زماور بستند

جو کچھ تھا اُس کو ان سے لے لیا

تا نزاہد خصم و نفر اید خباط

تا کہ دشمن پیدا نہ ہو اور دینا بھی نہ پڑے

بعد از مہ شہ پروں آور توخت

نزد مہینے کے بعد بادشاہ نے تخت باہر نکالا

بار دیگر شد منادی سوئے شہر

دوبارہ شہر کی جانب اعلان کرنے والا روانہ ہوا

کائے زناں با طفلگان آں وید

کائے عورتوں! بچوں کو لے کر میدان میں پہنچو

آہنچنانکہ پار مرواں را رسید

جس طرح کہ پار سال مزدوں کو ملا

ہیں زناں امسال اقبال ہمت

آگاہ! عورتوں! اس سال تمہارا نصیب ہے

مر زناں را خلعت و حلیت ہند

عورتوں کو جوڑا اور زیور دیں گے

ہر کہ او ایں ماہ نازاید ست ہیں

آگاہ! جس نے اس ماہ بچہ جنم لیا ہے

آں زناں با طفلگان ہر شہ

اس وقت بچوں کے ساتھ وہ ہر محل آئیں

ہر نے نے نوزادہ بیروں شد ز شہر

ہر نے بچہ والی عورت شہر کے باہر نکل آئی

چوں زناں جب سہ بدوگر آمدند

جب سب عورتیں اُس کے گرد آگئیں

سر بریندش کہ اینست احتیاط

اُس کا سر نہ تلم کر دیا کہ یہ احتیاط ہے

لے بعد از مہ شہ پروں آور توخت

ولادت کا زمانہ گزر گیا۔

تازادہ منادی کرنے والے

بادشاہ کے اس قول کا اعلان

کر رہے تھے۔ پار گزشتہ

سال اقبال یعنی یہ سال

عورتوں کی نصیب دہری کا سال

ہے۔ عجلت نہ کرو۔ ہر کس کو

یعنی جس عورت کے لیے مہینہ

بچہ ہوا ہے اس کو بہت کچھ

ملے گا۔ غیبتہ یعنی وہ شاہی خیمہ

جس میں تخت بچھا ہوا تھا۔

نوزادہ یعنی جس کے مال

ہی میں بچہ ہوا تھا۔ دستاں

کر یعنی اس پہاڑ سے نکل

کرنے کا ارادہ۔

سال آں در یعنی نوزائیدہ

بچوں میں سے انوکوں کو

لے لیا انوکوں کو چھوڑ دیا

معاذ اللہ! یہ بھی یعنی سر نکلیں

میں جو جوش و خروش حضرت

موسیٰ کے ماں کے پیش میں

آجانے سے پیدا ہوا ہے اُس

میں اور اضافہ نہ ہو۔



بوجود آمدن موسیٰ علیہ السلام و آمدن عوانان بخاند  
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا اور سپاہیوں کا فرمان کے گمبہ پہنچنا  
عمران و وحی آمدن بکا در موسیٰ علیہ السلام کہ در تنور  
اللہ حضرت موسیٰ کی ماں کے پاس دی آقا کران کو آگ کے تنور میں ڈال دے  
آتش اندازد کہ من اور انگاہ دارم  
کوچہ میں آتش کی حفاظت کروں گا

خود زن عمراں کہ موسیٰ زادہ بود  
عمران کی بیوی جس نے موسیٰ کو عطا تھا  
بعد از ان متاں کہ آں سگ باز با  
آں کے بعد وہ مکر جہاں کئے نے عورتوں سے  
آں زنان تابلہ در خانہا  
ماتیں کو گمبہوں میں  
غمز کردش کہ اینجا کو دیکست  
انہوں نے اس کو شاہ کر دیا کہ یہاں ایک چوچہ  
اندیس کو چہ کے زیبا زنی ست  
اس کی میں ایک خوبصورت عورت ہے  
پس عواناں آمدند او طفل را  
تو سپاہی پہنچ گئے، آتش نے بچہ کو  
وحی آمدن سوائے زن از داد گر  
عورت کے پاس اذتھانے کی جانب سے وحی آئی  
در تنور انداز موسیٰ را تو زود  
تو موسیٰ کو فوراً تنور میں ڈال دے  
عصمت یا ناز کوئی باردا  
اسے آگ تو ٹھنڈی ہر ماہ کی حفاظت کی وجہ سے  
زن بوحی انداخت او را و شر  
عورت نے وحی کی وجہ سے اس کو اٹھا کر زود میں  
پہنچ گئے یا

لہ عمران سپاہی ماثوب  
عمران یعنی وہ فتنہ جو فرعون  
نے بچوں کے قتل کا سید کیا  
حماض تان کر سگ یعنی  
فرعون کا قتلہ جو بتا نیوالی  
عورت آں دلاہ یعنی فرعون  
کو چکی لینا اشارہ کرتا۔  
آگ و دھم یعنی آتش کو  
شک ہو گیا ہے کہ بچوں کو بلا  
کر فرعون کوئی خرابی پیدا کرے گا  
زیبا زنی یعنی عمران کی  
بیوی پر کئے چونکہ اس نے  
بچہ کو اٹھا لیا تھا اس میں نہیں  
بھیسا تھا کہ دھم حضرت  
ابراہیم پر آگ کو ٹھنڈا اور  
سلاحتی کا ذریعہ بنا دیا گیا تھا  
بہذا ان کی نسل کے اس بچہ  
کو اسی حکم سے آگ سے نجات  
دے دی جائے گی جس کے  
ذریعہ حضرت ابراہیم کو دی  
گئی تھی۔

آگ یا ناز یہ اسی آیت  
کا خلاصہ ہے جس میں آگ  
کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ  
ابراہیم کے لئے ٹھنڈی ہو  
سلاحتی کا ذریعہ بن جائے۔  
شاہدہ سرکش بتور یعنی تنور  
کے اٹکارے۔

آگ گرم اور سرکش نہ ہوگی  
برتن موسیٰ نکر و آتش اثر  
آگ نے موسیٰ کے جسم پر اثر نہ کیا



پس عواناں خاند را جستند زود

سپاہیوں نے فوراً گھر کی تلاشی لی

پس عواناں بے مراءاں شوشند

سپاہی ہاکام واپس ہو گئے

باعواناں ماجرا برداشتند

سپاہیوں سے قصہ سمجھا

کلے عواناں باز گردید آں طرف

کرائے سپاہی اُس طرف پہر جاؤ

باز گشتند آں عواناں جملگاں

وہ سارے سپاہی واپس لوٹے

بہج طفلے اندراں خانہ نبود

اُس گھر میں کوئی بچہ نہ تھا

باز عماراں کراں واقف بُند

پھر اُن چٹھروں نے جو اس سے واقف تھے

پیش فرعون از برائے دانگ چند

فرعون کے سامنے چھند ٹکوں کی خاطر

نیک نیکو سنگریداں در غرف

کو غریبوں میں خوب اچھی طرح دیکھو

تا کہ موسیٰ را بچو بنداں زماں

تا کہ گورزا موسیٰ کو تلاشی کریں

باز وحی آمدن بامادر موسیٰ علیہ السلام کہ در آبش فگن القیہ فی الیم

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے پاس پھر وحی آئی کہ اُس کو پانی میں ڈال دے تاکہ وہ راستی الیم

روی در امیدوار و مؤمن

امید رکھ اور پریشان نہ ہو

من ورا با تور سامم رؤسید

میں غرت سے اُسے تیرے پاس پہنچاؤں گا

کار را بلذاشت بالنعیم الوکیل

معاملہ بہت سہیل کے سبب کر دیا

جملہ یحید ندیم در ساقِ پاش

سب اُس کی پشتی اور پیروں میں پشت گئے

خصم اندر صدرِ خانہ در درل

(اور) دشمن بھی مکان میں ڈر رہا (موجود تھا)

از جیل آں کو ریشم دوریں

تدبیروں سے وہاں رہیں اندھا

مکر شایان جہاں را خورده بود

جو دنیا کے بادشاہوں کے مکر کو عمل کیا تھا

باز وحی آمد کہ در آبش فگن

پھر وحی آئی اُس کو پانی میں ڈال دے

در فگن و نیش و کن اعتمد

اُس کو نیل میں پھینک دے اور بھروسہ کر

مادرش انداخت اندر وکیل

ماں نے اُس کو دریا کے نیل میں ڈال دیا

ایں سخن پایاں ندارد مکر پاش

اس بات کی انتہا نہیں ہے اور اُس کے مکر

صد ہزاراں طفل می کشت از برو

وہ باہر لاکھوں بچوں کو قتل کر رہا تھا

از جنوں می کشت ہر جا بدجنین

جس جگہ کوئی بچہ نہ ہو اس کو پاش ہی ہے

از دبا بد مکر فرعون عنود

سُرخش فرعون کا مکر اُردا تھا

اے نبیؐ۔ چونکہ بچہ کو تھوڑے

میں ڈال دیا تھا۔ چنانچہ فرعون

غرت کی طرف سے آیا ہے۔

کو شہری، بالا خانہ در آبش

یعنی موسیٰؑ کو دریا کے نیل

کے پانی میں ڈال دے۔

اے فیض۔ نیل مصر کا شہر

دیا ہے۔ رؤفید۔ بالبرہ۔

نعیم الوکیل۔ اللہ تعالیٰ۔

ایں سخن۔ یعنی اللہ کے کرم

ورمت کی باتیں۔

اے خصم۔ یعنی حضرت موسیٰؑ

خانہ۔ یعنی فرعون کا گھر۔

چشم۔ اندھا۔ یعنی خدا کی

قدرت کے معاملے میں۔

دور میں۔ یعنی دنیا داری

کے مکر و فریب میں۔



لیک ازاں فرعون تھے آمد بدیدہ  
لیکن اس فرعون سے بالاتر پیدا ہو گیا  
اژدہا بود و عصا شد اژدہا  
وہ اژدہا تھا اور عصا اژدہا بنی  
دست شد بالائے دست اتنا کجا  
ہر طاقت سے بڑھ کر ایک طاقت یہ کہا نکد  
کاں یکے دریاست غور و کراں  
کیونکہ وہ ایک ہے تمام اور بے ساحل و پار  
جیلہا و چارہا اگر اژدہا ست  
جیلے اور بندیریں اگرچہ اژدہا کی طرح اہل  
چوں رسید اینجا بیانم سر نہاد  
جب میرا بیان پہنچا سر رکھ دیا  
انچو در فرعون بود اندر تو هست  
جو کچھ فرعون میں تھا وہ تیرے اندر ہے  
اے دروغ این جملہ احوال تو،  
اے انوس اس سب تیرے احوال ہیں  
انچو گفتم جملگی احوال تست  
جو کچھ میں نے کہا وہ سب تیرے احوال میں  
گر تو گویند وشت زایدت  
اگر تیرے احوال بیان کریں تو تو کہہ آتا ہے  
چوں خرابت می کنند نفس لعین  
لمون نفس تجھے کتنا برباد کر رہا ہے  
ایں جراحہا ہمہ از نفس گشت  
یہ آفتوں کے سوائے زخم تیرے نفس کی کچھ ہے  
آتش راہیزم فرعون نیست  
تیری (نفسانی خواہشوں کی) آگ کیلئے فرعون ایسی  
نہیں ہے

ہم دُرا ہم مکر اور اور کشید  
جس نے اس کو اور اس کے مکر کو بھی یا  
ایں بخورداں را بتوفیق خدا  
اس نے اس کو کراہ (قاتل) کی توفیق سے بھی یا  
تا بہ نزداں کہ الیہ المثنوی  
خدا تک، کیونکہ اسی پر انتہا ہے  
جملہ دریا پاچو جوئے پیش آں  
سارے دریا اس کے سامنے نہر پیچے ہیں  
پیش الا اللہ آتہا جملہ لاست  
الا اللہ کے بالقیل وہ معدوم ہیں  
محو شد و اللہ اعلم بالرشاد  
فنا ہو گیا اور خدا راست روی کو ہدایت کرتا ہے  
لیک اژدہات مجوس چہ ست  
یقیناً تیرے اژدے کتوں میں کبہ ہیں  
تو براں فرعون برخواستیش بست  
تو ان کو فرعون سے وابستہ کرنا چاہتا ہے  
خود نہ گفتم صد کے زانہا دست  
میں نے انہیں سے ایک فیصدی بھی پورا بیان نہیں  
ورز دیگر حوں فسانہ آیدت  
اور اگر دوسرے متعلق بیان کریں تو تجھے کہاں  
دور می اندازد دست سخت ایں قریں  
یہ جتنی تجھے (راہ ہدایت) بہت دُور لے جا رہا ہے  
لیک مغلوبی نہ جہل سخت  
اے سخت کابل! تو جہل سے مغلوب ہے  
ورنہ چوں فرعون و شعلہ نیست  
ورنہ فرعون کی آگ کی طرح نہ بھڑکے ہی ہے

لے فرعون نے فرعون سے  
بالا حضرت موسیٰ جنھوں نے  
فرعون اور اس کی سلطنت کو  
تباہ کر دیا۔ اژدہا بود یعنی  
فرعون اور اس کا مکر ایک  
اژدہا تھا۔ عصا یعنی حضرت  
موسیٰ کی لٹھی۔ دست شد  
بالائے دست یعنی ہر طاقت  
سے بالا ایک دوسری طاقت  
ہوتی ہے اور سب سے بالا  
خدا کی طاقت ہے۔ کاں  
کے غلطی طاقت الامداد  
سمندر ہے دوسری طاقتوں  
کے دریا اس کے مقابل میں  
ایک نہر ہیں۔  
جیلہا ساری ضای  
حدیریں صرف ایک موجود  
یعنی اللہ تھا۔ کے سامنے  
معدوم ہیں۔ اینجا یعنی اٹھ  
کی طاقت کا بیان۔ انچو  
یعنی فرعون کی جس قدر بڑی  
خصلیتیں تھیں وہ ہر انسان  
کے نفس آمارہ میں محدود ہیں  
الہام یعنی نفسانی غریب  
چہ یعنی مجبوری اور مشقت  
و فناء خود گفتم جو بڑیاں  
میں نے بیان کی ہیں وہ نفس  
آمارہ کی بڑیاں کا ایک فیصدی  
ہے اور اس کا بیان بھی مکمل  
نہیں کیا جاسکا ہے۔  
سے گر تو خود نفس انسانی  
میں جو فرعون کی خصلیتیں ہیں  
اگر وہ خصلیتیں خود کسی انسان  
کو نفسانی باتیں تو وہ کم جاتا  
ہے دوسرے کی بیان کی جاتی ہیں  
تو ایک نقصان کہانی کے طور  
پر نہایت دور یعنی راہ ہدایت  
سے دور جراحہا انسانی کی

فرعون نہیں تھا اور نہ وہی مکر ہے۔ آتش راہیزم فرعون نیست۔ آتش راہیزم فرعون نیست۔ آتش راہیزم فرعون نیست۔



گلخن نفس ترا خاک نیست  
ور نہ چوں فرعون نارا قاہریت  
تیرے نفس کی آگ کیلئے کوہِ ارکان نہیں ہے  
در زفرعون کی آگ کی طرح قہرِ عینِ الٰہی  
یک حکایت بشنواز تاریخ کو  
تا باری زیں رازِ سر پوشیدہ ہو  
تاریخ گو سے ایک قصبہ سن لے  
تا کہیں پوشیدہ راز کا بجے عظم ہو جائے

حکایت مارگیرے کہ اژدہائے افسردہ را مردہ پنداشت  
اُس پنیڑے کا قصبہ جس نے شمشیر ہوئے سانپ کو مڑھ بھسا  
و در زنبہا بستہ و بچیدہ بہ بغداد آورده  
اور رستیوں میں باندھ کر اور بچیت کر بغداد میں لے آیا

تا بیکر داؤ بافسونہا شس مار  
تا کہ اپنے خنڈوں سے سانپ بچنے لگے  
آنکہ جو بندست یا بندہ بود  
جو تماش کر تا ہے وہ پایت ہے  
کہ طلب در راہ نیکو رہبرست  
کیونکہ تجھ پر راستہ کے لئے بہتر رہنما ہے  
سوئے اومی غمنا و ارامی طلب  
اُسی کی طرف کھسک اور اُسی کو طلب کر  
بُوئے کردن گیر ہر شو بُوئے شہ  
شو نگہ کر ہر جانے شاہ کی خوشبو مہل کر  
جستین یوسف کنید از حدیش  
حد سے زیادہ یوسف کو تماش کر  
ہر طرف را نید شکل مستعد  
مستعد شکل میں ہر طرف رواں کر  
پچھو گم کردہ پسر و سوبو  
بیٹے کو گم کر دینے والے کی طرح ہر طرف جاؤ  
روی جانان را بجان میاں شوید  
محبوب کے چہرے کو (دل) جان سے تلاش کرو

مارگیرے رفت سوئے کھسار  
ایک پیڑا ایک پہاڑ کی جانب گیا  
گر گراں و گرش تا بندہ بود  
خواہ وہ شست ہو یا چست ہو  
در طلب نین و اکتا تو ہر دو دست  
تو ہمیشہ محبت جو میں دونوں ہاتھ معرفت کہ  
لنگ و لوک و خفہ شکل و لباس  
(تو خواہ) لنگرا اور لنگرا اور سنی صورت اور لباس  
گر بگفت و گرنجا موشی و گ  
کبھی بول کر اور کبھی خاموشی سے اور کبھی  
گفت آل یعقوب با اولاد خویش  
حضرت یعقوب نے اپنی اولاد سے کہا  
ہر جس خود را دریں جستن بچد  
اس تجرب میں کوشش سے اپنے ہر جس کو  
گفت از روح خدا لایب آسوا  
فرمایا اللہ کی رحمت سے تم ایسے دہو  
از رہ حق دہاں پُر ساں شوید  
سنہ کی جس کے ذریعہ دریافت کرو

ماہ حکایت میں حکایت کا  
مستعد ہے کہ نفس کو افس  
پنیڑے کا اژدہا جو رہنما  
مڑھ تھا افسونہا پنیڑے  
پکڑ کر چکر سانپ پکڑتے  
ہیں۔ گر گراں مار طلب ہے  
تو مطلوب ضرور حاصل ہوگا  
خواہ طالب نسبت ہو یا چست

ہو  
ماہ گوگ نمکوں کے بل  
پلنے والی تھوڑی کچھ  
اپنی مزدوریوں کو نذر ادا  
کرنے کے طلب میں لگ جاتے۔  
گو بگفت یعنی طلب کرنے  
کے جس قدر بھی طریقے ہوں  
وہ اختیار کرتا ہے۔

ماہ ہر جس یعنی دوست کی  
تلاش طلب میں اپنے ہر  
جس کو کام میں لاؤ بگفت۔  
حضرت یعقوب نے فرمایا تھا  
لایب آسوا یعنی بچاؤ خدا کی رحمت  
سے ایسے نہ ہونا یعنی دوست  
کی طلب و تجویس کبھی ہوس  
دہونا یعنی دہاں۔ تو رہت  
کریاں۔



پرس پرسای مُردگانی جاں ہمد  
پوچھتے پوچھتے سہاں کی انعام بخشی کر دو  
ہر کجا بُوئے خوش آید بُو برید  
جہاں سے اچھی خوشبو آئے اس کا سراغ لگاؤ  
ہر کجا لطفے بہ بینی از کسے  
جہاں کہیں کسی کی تر خوبی دیکھے  
ایں ہمد بخوبی از دریاست شرف  
یہ تمام نہیں ہیں ایک گہرے دریا کی ہیں  
زشتہائے خلق بہر خوبی است  
مخلوق کی بُرائیاں، بھلائی کے لئے ہیں  
جنگہائے خلق بہر آشتی است  
مخلوق کی بُرائیاں صلح کے لئے ہیں  
خشمہائے خلق بہر مہر خارت  
مخلوق کی ناراضیاں محبت کیلئے پیدا ہوتی ہیں  
ہر زدن بہر نوازش را بود  
ہر رپٹ مہربانی کے لئے ہوتی ہے  
بُوئے برا ز خرد تا کل اے کریم  
اے بھلے آدمی! جو سے کل کا سراغ لگا  
چوں عصا در دست سی گشت مار  
جیسا کہ لاشیٰ حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں سانپ  
جنگہائے آشتی آرد در دست  
لڑائیاں، صلح پیدا کرتی ہیں

گوش را بر چار راہ آں نہید  
کان کو اس کے چوراہے پر لگا دو  
سوئے آں سر کا شنائے آں سرید  
اس را کا جس سے تم واقف ہو  
سوئے اصل لطفِ ہیائی لے  
اس سے اصل خوبی کیجئے بہت بہتائی میں کر لگا  
جزو را بگذارد بر کل دار طرف  
جزو کو چھوڑ اور کل پر نگاہ رکھ  
برگ بے برگی نشان طوبی است  
بے سامانی کا سامان طوبی کا نشان ہے  
دامِ راحت دانما لے راحتی است  
تکلیف ہمیشہ راحت کے لئے جاں ہے  
وز جہائے خلق امید و فاست  
مخلوق کے ظلم سے دنیا کی امید ہے  
ہر گل از شکر اگر می کند  
ہر شکوہ شکر کی محبت دیتا ہے  
بُوئے برا ز ضد تا ضد اے حکیم  
اے دانا! ضد سے ضد کا سراغ لگا  
جملہ عالم را بدیں ساں می شمار  
تمام عالم کو ایسا ہی سمجھ  
مار گیر از بہر بازی مار خست  
پنیرے نے تماش کے لئے سانپ تماش کیا

لے مُردگانی اگر محبوب کی  
خبر دینے والے کو جان بھی  
دینی پڑے تو آواز ہو جاتا  
چاہئے۔ مارتدہ چوراہے میں ہر  
سمت تماش کرنا۔ آں بہتر۔  
یہی جس محبوب کی تماش میں  
ٹپے ہو۔ ہر کجا یہاں سے  
مولانا نے محبوب حقیقی کے  
سراغ لگانے کا بیان شروع  
فرمایا ہے انسان کی صفات  
اللہ کی صفات کا نظم ہیں  
اور ان صفات کی اصل  
اللہ کی صفات ہیں۔

سے زشتہائے جس طرح  
عمریاں رہتا ہیں اسی طرح  
انسانوں کی بُرائیاں بھی رہتا  
ہیں کیونکہ ہر بُرائی کا انجام  
کوئی نہ کوئی بھلائی ہے،  
السان کی بے سر سامانی  
حالت کا پیش خیمہ ہے بھلائی۔  
جنت کا ایک درخت ہے  
جس کی شاخیں برستی کے  
گہ میں ہونگی جس سے وہ  
خوشہا و دریں مائل کر لگا۔  
جنگہائے لڑائیاں صلح کا پیش  
خیمہ ہیں کبھی لڑائی صلح پر ختم  
ہوتی ہے کبھی مقصود پورا ہوتا  
ہے تو گویا مقصود سے صلح  
ہوتی کبھی انسان لڑائی پر  
گہر کر خدا کی طرف رجوع کرتا  
ہے تو گویا خدا سے صلح ہوتی۔

دامِ راحت۔ انسان تکلیفیں  
آٹھاتا ہے تو راحت نصیب  
ہوتی ہے زشتہائے غفلت کبھی  
شفقت کی بنا پر توبہ جیسا  
کہ والدین کا اولاد بڑھیں غفلت  
کی بُرائی دیکھ کر انسان شفقت کا

درخت اختیار کرتا ہے کبھی مخلوق کا یہاں فقہ شفقت خداوندی کا سبب بن جاتا ہے محبوب کی جفا کے نتیجہ میں دُعا  
نمودار ہو جاتی ہے۔ سچہ ہر شکوہ کا سبب تکلیف ہے اور تکلیف سبب راحت ہے۔ جوئے بڑے جس طرح  
بھلائی کو اللہ تعالیٰ کی طرف راہنما بنا دیتا ہے اسی طرح ہر بُرائی کو بھی رہنما بنا لے جتنی عصا بُرائی سے بھلائی کی  
رہنمائی مائل کرنا ایک بالقابل چیز ہے دوسری بالقابل چیز کا سراغ لگا دہی طرح ممکن ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ  
کا عصا سانپ بنا دیا اور دونوں متضاد چیزیں ہیں اسی طرح عالم کی دوسری چیزوں کو بھی بھلے مارگیر پنیرے  
نے سانپ تماش کے لئے پکڑا دیا اگر سانپ بھگت ہے جو تماش کی ضد ہے۔



لے لہجہ کی پشیمانی  
کے حوس میں پہاڑوں پر حیرت  
انگیز سانپ تلاش کر رہا تھا  
مگر کب سیرے لے سانپ بس  
لے پھوڑا کردہ لوگوں کو دکھا کر  
حیرانی میں ڈالے لوگوں کا  
سانپ کو دیکھ کر حیرانی میں نہ  
آئی کی نادانی ہے۔

لے آدمی کو راست جبرط  
پہاڑوں میں سانپ ہوتے  
ہیں خود انسان میں بڑے تعلق  
کے اٹھتے موجود میں تو ایک  
سانپ کو دیکھنے کا میسوں  
مشتاق بنتے اپنے اہل کے  
سانپ دیکھ لے اہل کی  
سانپ پر حیرانی ایسی ہی ہے  
جیسے کہ سانپ سانپ پر حیران  
جو خوشی شوق انسان لے اپنی  
رفت اور زندگی کو نہیں بھا  
اشرف المخلوقات میں ایک  
گیا تھا اور ارذل مخلوقات  
ہیں گیا۔

لے خود اٹلس انسان برصا  
چیز سے گھٹا ہیں کیا سداڑوں  
کائنات انسان کے اعلیٰ مقام  
سے حیران ہے لیکن یہ انسان  
اپنی حماقت سے ادنیٰ مخلوق  
کو دیکھ کر حیران نہ ہوتا ہے۔  
دانگادہ چندہ جو پیر مسافر  
سفر کے اخراجات کے لئے  
باہمی جمع کریں مگر کاسادو  
سامان بیکت ایک۔ اپنی  
طرح۔

بہر بازی مار جوید آدمی

انسان تماشہ کے لئے سانپ تلاش کرتا ہے

اوپنی جتے کے مارشکون

وہ ایک عجیب سانپ تلاش کرتا تھا

اڑدہائے مردہ دید آنجا عظیم

انہی نے وہاں ایک مڑہ بڑا اڑدہ دیکھا

مارگیر اندر زمستان شدید

خیرا سخت جاڑے میں

مارگیر از بہر حیرانی خلق

لوگوں کے کعب کے لئے سیرا

آدمی کوہ است چوں مقتول شود

آدمی پہاڑ ہے کیوں قریب سے ہوتا ہے؟

خوشتن شناخت مسکین آدمی

آدمی مسکین نے اپنے آپ کو نہ پہچانا

خوشتن را آدمی از زان فحوت

آدمی نے اپنے آپ کو سستا سمجھا

عہد خیراں مارو کھیراں اوست

لاکھوں سانپ اور پہاڑ اُس پر حیران ہیں

مارگیراں اڑدہا را برگرفت

سیرے نے اُس سانپ کو پکڑ لیا

اڑدہائے چوں ستون خانہ

ایک اڑدہ گھر کے ستون جیسا ہوتا

کاڑدہائے مردہ آورده ام

میں ایک مڑہ اڑدہ لایا ہوں

اوسہی مردہ گماں بردش ویک

اُس کو مڑہ سمجھ رہا تھا، لیکن

غم خورد بہر امید بے غمی

بے غمی کے لئے غم برداشت کرتا ہے

گرد کوہستان در ایام برف

پہاڑوں کے کیا دیوں طرف برف کے زمانہ میں

کردش از شکل اوشد پرنیم

کُش کی شکل سے دل خوف زدہ ہوتا تھا

مارمی جُست اڑدہائے مردہ دید

سانپ تلاش کرتا تھا اُس نے ایک مڑہ اڑدہ دیکھا

مارگیر داینیت نادانی خلق

سانپ پکڑتا ہے، مخلوق کی نادانی، غیب ہے

کوہ اندر مار حیراں چوں شود

پہاڑ سانپ کے معاملہ پر کیوں حیران ہوتا ہے؟

از فرونی آمد و شد در کمی

بڑائی سے آیا اور کمی میں بے ستلا ہو گیا

بود اٹلس خوش را بردش دوخت

اٹلس تھا اپنے آپ کو گدڑی پر سی دیا

اوپر حیراں شدت مار دست

وہ خود کیوں حیران اور سانپ کا دوست بنا؟

سوی بغداد آمد از بہر شکفت

تعب دس ڈالنے کے لئے بغداد میں آیا

می کشیدش از بے دانگائے

روزی کے لئے وہ اُس کو کھینچ رہا تھا

در شکارش من جگر ہا خوردہ ام

اُس کے شکار میں من نے خون، جس کا یہ ہے

زندہ بود و اوندیش نیک نیک

وہ زندہ تھا اُس نے اُس کو اپنی طرح نہ دیکھا







لہ جملہ ذرات کائنات کا

ذرات حالت حال سے اپنے سننے  
اور دیکھنے کی کیفیت کو تانا  
ہے چوں شائبہ انسان اپنا  
ہیں کوئی تیرہ جہاد کی  
دست کا محرم نہیں بن سکتا۔  
از جہاد اگر انسان اپنی جہاد  
ختم کر کے رخصت حاصل کر لے  
تو کائنات کی تسبیح کا شور سن  
سکتا ہے۔ دوسرے کائنات  
کی تسبیح کی وہ تاویلیں جو مقرر  
کرتے ہیں ان کا دوسرے میں  
دل میں نہ آسکا۔

نہ قدر کمال یعنی ہستی نیک  
وہ خیاں کہ غرض مگر ایک  
میں ہے۔ ان چوں فکیم ادا  
بیکہ پندیدہ دلچسپ لا  
تغفون تیسبہم ہر چیز  
ان کی تسبیح یعنی ہے کی تم  
اک تسبیح کو نہیں سمجھتے جو مقرر  
یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس آیت  
میں تسبیح سے تسبیح ظاہری نکلو  
نہیں ہے بلکہ اور ہے کہ  
کائنات کا شاہد کہیر الہ تسبیح  
خواں بن جائے تو جب کائنات  
اک تسبیح کا سبب اور الہی  
تو گریا کائنات تسبیح خواں  
بنی۔ الذال علی الخیر  
تغافلہ، خیر پر دلالت  
کرنے والا خود خیر کا کرنے والا  
ہے۔

نہ اس سخن۔ یہ روحانی  
ہیں بہت دراز ہیں لہذا  
پنیر سے کاغذ شروع کیا  
جائے۔ زحیر چمچیں دیکھو  
تاب چارواہ چارواہ۔

جملہ ذرات عالم در نہاں

دنیا کے تمام ذرات پوشیدہ طور پر  
ما سیمیم و بصیریم و خوشیم  
ہم سننے والے ہیں اور دیکھنے والے ہیں اور خوش ہیں

چوں شمسوئے جمادی می رویہ

جبکہ تم پتھر ہیں کی طرف جارہے ہو  
از جمادی عالم جانبہ از رویہ

پتھر ہیں ہے جان کے عالم میں جاؤ  
فانش تسبیح جمادات آیدت

جمادات کی تسبیح واضح ہو جائے گی  
چوں نادر دجان تو قندیلہا

چونکہ تیری جان میں قندیلیں نہیں ہیں  
کہ غرض تسبیح ظاہر کے شود

کہ مقصود ظاہری تسبیح کب ہو سکتی ہے؟  
بلکہ ہر بینندہ را دیدار آں

بلکہ ہر دیکھنے والے کو ان کا دیکھنا  
پس جواز تسبیح یادت می دہد

تو جبکہ جمادات تجھے تسبیح کی یاد دلاتے ہیں  
ایں بود تاویل اہل اعتزال

مستزل کی یہ تاویل ہوتی ہے  
چوں زحمت بیرون نیاید آدمی

انسان جب اس (ظاہری) سے باہر نہ نکلے  
ایں سخن پایاں ندارد مارگیر

اس بات کی انتہا نہیں ہے، پنیر  
تا بہ بغداد آمد آں ہنگامہ خواہ

یہاں تک کہ وہ مجمع کا خواہاں بندہ میں آگیا

باتومی گویند روزان و شبان

تجھ سے شب و روز کہتے ہیں

باشمانا محسراں ما خاشیم

تم نا محرموں کے سامنے ہم خاشع ہیں

محرم جان جمادات چوں شویہ

تو جمادات کی جان کے محرم کیسے ہو سکتے ہو

غلغل اجزائے عالم بشنویہ

اجزائے عالم کا شور سناؤ

وسوسہ تاویلہا بزبایت

تجھ میں سے تاویلوں کا دوسرا نکال دے گی

بہرینش کردہ تاویلہا

تو دیکھنے کے لئے تاویلیں کرتا ہے

دعوی دیدن خیال و غی شود

دیکھنے کا دعویٰ خیال اور گمراہی ہے

وقت عبرت می کند تسبیح خواں

عبرت کے وقت تسبیح پڑھنے والا یاد رہتا ہے

ایں دلالت ہجو گفتن می بود

یہ دلالت ہجڑے جیسی ہے

وائے آں کس کو ندارد نور حال

اں پر انفس جو حال کا نور نہیں رکھتا ہے

باشد از تصویر غیبی اجمعی

تو غیبی تصویر سے ناواقف ہوتا ہے

می کشد آں مار را با صد زحیر

بہت بے چینی کے ساتھ اس سانپ کو کھینچتا ہوتا ہے

تا نہد ہنگامہ بر چارواہ

تا کہ چارواہ پر مجلس لگائے



بر لب شط مرد ہنگامہ نہاد  
دہلے کے کنارے پر اس نے مجھ لگایا  
مار گیرے اژدہا آورہ است  
(اگر) ایک پتیرا اژدہا لایا ہے  
جمع آمد صد ہزاراں خام ریش  
لاکھوں بے وقوف جمع ہو گئے  
منتظر ایساں داؤم منتظر  
وہ اس کے منتظر اور وہ بھی (اُن کا) انتظار  
مردم ہنگامہ افروز تر شود  
جمع کے لوگ زیادہ ہو جائیں  
جمع آمد صد ہزاراں ثاڑخا  
لاکھوں بجواسی جمع ہو گئے  
حلقہ گرداؤ چوڑ گرد عیش  
انکے پاندلوں میں ایسا حلقہ مینا گھونک رہا ہے  
مرد را از زن خبر نے ز ازدحام  
ہجوم کی وجہ سے مرد کو عورت کا پتہ نہیں  
چوں ہی خرافہ جنبانید او  
جس پر پتھر سے سر کاٹا  
اژدہا کز زہریر افسردہ بود  
وہ اژدہا جو ٹھنڈک سے ششپہا ہوا تھا  
بستہ بودش بارشہا غلیظ  
اس کو موٹی ریشوں سے باندھ رکھا تھا  
در رنگ و اتفاق و انتظام  
تاخیر اور جمع ہونے اور اتفاق میں  
وز غلو خلق و ملک و طمطراق  
لوگوں کی کثرت اور شکاوت اور کردار سے

غلغلہ در شہر بغداد اوقاد  
بغداد شہر میں گھونگھریاں  
بوالعجب ناد و شکارے کردہ است  
اس نے عجیب ناد و شکار کیا ہے  
صید او شد ہر یک نجار خریش  
اس جگہ ہر ایک اپنے گھر سے آنا نکار گیا  
تا کہ جمع آئند خلق منتشر  
تا کہ بکھرے ہوئے لوگ جمع ہو جائیں  
گدیہ و توزیع نیل کو تر رود  
بھیک اور چندہ (اکام) خوب چلے  
حلقہ کردہ پشت پابر پشت پا  
کر ٹھکائے ہوئے پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے  
ہمچناں کہ بت پرستاں بریش  
جیسا کہ جنوں کے، عجیبی بت عباد پر  
رفتہ در ہم چوں قیاس خاص عام  
قیامت کی طرح خاص و عام غلط غلط تھے  
می کشیدند اہل ہنگامہ گلو  
جمع والے گلا پھاڑتے  
زیر صید کونہ یلاس و پردہ بود  
سینکڑوں قسم کے ناٹ اور پردوں میں تھا  
احتیاط کر دہ بودش آں خفیظ  
اس نگہبان نے اس کے لئے بڑی احتیاط کر رکھی تھی  
وز ہیا ہوی و فغان بے شما  
ہائے و غم اور بے شمار چیزوں سے  
تافت بر آں مار خورشید عراق  
اس مار سے پر عراق کا سورج چمکنے لگا

لب شط بغداد و جد  
کے دونوں کناروں پر جلو  
جمع آمد ریش بیوقوف  
غریب خیری اسی گھر  
بھیک توزیع تعلیم بخشش  
تاڑخا بجواسی متھ کر پشت  
کر ٹھکائے ہوئے۔

لا عیش چہر کیش بخلا  
نورانی جمع کی کثرت میں خواص  
دعوم اور مردوزی کا اختلا  
ہو جاتا ہے عرق چھیرے جو  
اُن ٹھکانے کے کام آتے  
ہیں۔ پاس شاٹ۔

تھ خفیظ مافکہ عجباں  
در رنگ یعنی چیزیں اور  
سورج کی گرمی اس اژدہ سے  
کے حرکت میں آنے کا سبب  
ہو گیا، عراق۔ وہاں کی گرمی  
مشہور ہے۔



لے اٹھا یعنی اڑھے کے  
بدھ کی رطوبتیں مرقہ مار  
یعنی وہ اڑھا جس کو لوگ  
مرا ہوا سمجھ رہے تھے۔  
شکست اڑدھار سنبھل میں  
بندھا ہوا تھا۔ چاقا چاقی۔  
دستیوں کے ٹوٹنے کی آواز۔  
قرآن۔ دڑو کا ہوا۔ ہزیمت۔  
بھج کی واپسی۔ گرگ سپرے  
اور اڑدھ کے مثال ایسی ہی  
ہے جیسے کہ بھیر سوئے بھنے  
بھیر بھیرے کو خود پیدا کر دے  
یا کوئی شخص خود نکل نکلت  
کے پاس پلا جائے۔  
لے لے لے۔ امتی۔ پیچ۔ بھاج کا  
امار ہے بھاج ہی یوسف  
مفق عبد الملک مروانی کے  
دور کا مشہور عالم گورنر ہے  
جس نے لاکھوں لاکھوں پہلیا  
ہے خوش را۔ اڑدھا، جانور یا  
انسان کو نکل کر اس کی پٹیلیں  
توڑنے کے لئے اسی طرح کی  
حکمت کرتا ہے۔  
لے لے لے۔ شاندن ازریا بلبل  
تیری سے بیابان میں چلند  
نکست۔ مولانا دوسرے معنوں  
کی طرف متقل ہو کر فرماتے  
ہیں کہ انسان کو اپنے نفس کو  
اپنی قسم کا اڑدھا سمجھنا چاہیئے  
جسے الٹی ذراخ کا نہ ہوتا۔

آفتاب گرم سیرش گرم کرد  
تیسرے زقار سورج نے اس کو گرما دیا  
مردہ بود و زندہ گشت اواز گشت  
وہ مردہ تھا اور حیرت انگیز طور پر زندہ ہو گیا  
خلق را از جنبش اس مردہ مار  
مرے ہوئے سانپ کی حرکت سے مخلوق کی  
باتحیر نفس را ایکبختند  
میسرانی سے انھوں نے نئے رنگے  
می شکست او بندناں بانگ بلند  
وہ بندش کو بلند آواز سے توڑتا تھا  
بند با بگست میریں خند زیر  
بندش کوٹ گئیں وہ نیچے سے نکل آیا  
در ہر میت بس خلاق گشت شد  
پسہانی میں بہت سے لوگ اڑے گئے  
مار گیر از ترس بر جان خشک گشت  
سہیرا غم سے اپنی جگہ خشک ہو گیا  
گرگ اسیدار کرداں کو ریش  
اس اندھی بیڑ نے بھیر بھیرے کو چکا دیا  
اڑدھا ایک لقمہ کرداں پیچ را  
اس امتی کو اڑدھے نے ایک تقریب دیا  
خوش را براستے بھید و بست  
اس اڑدھے نے اپنے ایک توڑنے پر بیٹا سدا ہوا  
شہر خالی گشت و اڑدہ را براند  
شہر خالی ہو گیا اور اڑدھا روانہ ہوا  
نفس اڑدہ راست او کے مردہ  
تیرا نفس اڑدھا ہے وہ مردہ کہاں ہے

رفت از اعضائے او اخلاط سرد  
اس کے اعضاء سے ٹھنڈی رطوبات ماتی رہیں  
اڑدھا بر خوش چنیدن گرفت  
اڑدھے نے بنی کھلنے شروع کر دیئے  
گشت از یک تحیر صد ہزار  
ایک حیران لاکھوں حیرانوں کی جگہیں  
جملگاں از جھلبشش بکمر تختند  
اس کے پلنے سے سب بے باک پڑے  
ہر طرف می رفت چاقا چاق  
ہر طرف بندش کی طرح بڑا دھ کی آواز بھج رہی تھی  
اڑدھا زشت قرآن بچو شیر  
بھیانک اڑدھا شیر کی طرح دڑوکتا ہوا  
از قتادہ و کشتگاں صد لے شد  
عرسے اور کرتے لوگوں کے سینکڑوں نہ چھوڑ گئے  
کہ چہ آورد من از کہسار و شد  
کہ میں پہاڑ اور جنگل سے کیسا لے آیا  
رفت نداں سوئے عزرائیل خوش  
یہ قوت اپنے آپ نکل نکلت کی طرف چو گیا  
سہل باشد خوں خوی پیچ را  
تھاج کے لئے خون پیمنا آسان ہوتا ہے  
استخوان خورده را درم شکست  
کھائی ہوئی ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کر دیا  
سوئے گرگ از بیاباں بر فشانند  
پہاڑ کی جانب اس نے جنگل کی گرد کو ڈرایا  
از غم بے آلتی افسردہ است  
ذراخ نہ ہونے کے غم میں غمناک ہوا ہے



گر بیا بد آلت فرعون او  
اگر وہ فرعون کے ذرائع پائے  
آنگہ او بنیاد فرعون کسند  
اس وقت وہ فرعون بنیاد بنائے گا  
کرمکست آں اژدہا از دست فقر  
وہ اژدہا، افلاس کے ہاتھوں چیر کڑے  
اژدہا را دار در بر فتنه راق  
اژدے کو محسوس کی برت میں رکھ  
تا فسروہ می بوداں اژدہات  
تا کہ تیسرا اژدہا بھٹھا ہوا ہے  
ماٹ کن اور اوایمن شوز تا  
اس کو ہراسے اور ہارنے سے مطمئن ہو جا  
کاں تف خورشید شہوت سرسند  
کیونکہ جب شہوت کے سورج کی گرمی نمودار ہوگی  
می کش اور در جہاد و در قتال  
اس کو جہاد اور قتال میں کینچ لا  
چونکہ آں مرد اژدہا را آورید  
چونکہ وہ مرد اژدے کو لایا  
لاجرم آں قتنہا کردے عزیز  
لے چارے، احوال اس نے وہ قتنے بپا کر دیے  
تو طمع داری کہ او را بے جفا  
تو امید رکھتا ہے کہ اس کو بغیر سختی کے  
سرخسے را اس تمنا کے رسد  
بر کینے کی یہ تمنا کہاں پوری ہوتی ہے  
صدہزاراں خلق ز اژدہائے او  
لاکوں لوگ اس کے اژدے سے

کہ بامر او ہی رفت آب جو  
جس کے حکم سے دریائے نیل، کاپانی چلتا تھا  
راہ صد موسیٰ و صد ہاروں زند  
بینکڑوں موسیٰ و ہاروں کی راہ زنی کرے گا  
پشہ گرد و زجاہ و مال صقر  
چرخ، اجاہ اور مال نہ ہونے سے پتھر بن جاتا ہے  
پیش کش اور انجور شید عراق  
غیر وار، اس کے عراق کے سورج میں نہ لے جا  
لقمہ آونی چو او یا بد نجات  
جب وہ نجات پائے گا تو اس کا لقمہ ہے  
رحم کم کن نیست او را بل صلا  
رحم ذکر وہ اچھے سلوک کے قابل نہیں ہے  
آں خفاش مردہ ریگیت پر زند  
وہ تیری ناچیز چکا ڈر اڑنے لگے گی  
مرد و ار اللہ یجزیک الوصال  
مردانہ وار اللہ تجھے جے میں وصال عطا فرماوگا  
در ہوائے گرم خوش شداں مرید  
گرم ہوا میں وہ سرکش حلق چرند ہو گیا  
بلکہ صد حنداں کہ ما گفتیم نیز  
بلکاس سے بینکڑوں زیادہ جو ہم نے بیان کئے  
بستہ داری در وقار و در وفا  
دقتار اور دقتا میں باندھے گا  
موسیٰ باید کہ اژدہا کشد  
موسیٰ چاہیے جراثیدے کو مارے  
در نہر میت کشتہ شاز رے او  
پیاپی میں مارے گئے انکی رائے کی وجہ سے

لہ آیت فرعون یعنی ارباب  
اور ذرائع جو فرعون کو حاصل  
تھے کہ بامر فرعون کے حکم  
سے نیل میں سیلاب لایا تھا  
فرعون کیلئے اللہ کی جانب  
سے اس قدر راج تھا کہ ایک  
حقیر اور بقتہ گرد یعنی  
انباب میسر د آنے سے قوی  
ضعیف ہی جاتا ہے۔ صقر  
چرخ جو حلقہ کی ایک قسم  
ہے۔ فراق یعنی ذرائع اور  
انباب مینا نہ ہونے کا غم  
لغز اولیٰ تیرا نفس سب سے  
پہلے تجھے پاک کرے گا۔  
لقمہ مات کی نفس کو شکست  
دیتے۔ اہل صلا یعنی  
قابل رحم نہیں ہے بخفاش  
یعنی نفس انسانی کی کش  
نفس کو مردانہ وار مشتقوں  
میں مبتلا رکھ اللہ کا وصال  
مامل ہو جانے کا چوک۔  
سپیرے نے اس اژدے کو  
گرمی سے آرام سے سوچایا تو  
وہ سرکش بن گیا۔ لاجرم  
سرکش ہو کر اژدے نے جو  
قتنے ہپاکے وہ میرے بیان  
سے بینکڑوں کا زیادہ تھے  
بلکہ تو طمع انسان کی غلط  
فہمی ہے کہ وہ نفس کو آرام  
پہونچا کر اس سے وفا اور  
دقتار کی امید کرے۔ ہر حقیر  
نفس غشی ہر انسان سے ممکن  
نہیں ہے اس کے لئے موسیٰ  
جیسا اولو المعری چاہیے۔ صد  
ہزاراں۔ یہ صرخ پر سپرے  
سے متعلق ہے۔



گفتہ شد وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْغَيْبِ  
 دقتی کہہ گیا اور اذتعالیٰ راست دہی کو خوب جانتے

تہدید کردن فرعون موسیٰ علیہ السلام را

(فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ڈرانا)

خلق را کشتی و افگندی ز بیم  
 ڈر سے لوگوں کو مار ڈالا اور گردایا؟

در ہزیمیت کشتہ شد مرد از زرق  
 آٹے مٹانے میں پھسلنے کی وجہ سے لوگ اسے گئے

کیمن تو در سینہ مرد و زن گرفت  
 مردوں اور عورتوں کے سینہ میں تیری طرف کی پھیرا

از خلافت مرداں را نیست مدد  
 لوگوں کے لئے تیرے خلاف کرنے کے علاوہ مدد نہیں

در مکافات تو دیگے می پزم  
 تجھے بدلے لینے کے دیگ بکارا ہوں

یا بجز فے پس روے گرد ترا  
 یا ساریہ کے علاوہ تیرا کوئی پیرو ہرگا

در دل خلقاں ہر اسرا نداشتی  
 لوگوں کے دلوں میں خوف پیدا کر دیا ہے

خوار گردی ضحکہ غوغا شوی  
 ذلیل ہوگا عوام کے لئے مضحکہ بنے گا

عاقبت در مصر مار سوا شد ند  
 انجام کار ہمارے مصر میں رسوا ہوئے ہیں

گفت فرعونش چرا تو اے کلیم  
 فرعون نے کہا اے کلیم (موسیٰ) تو نے کیوں

در ترڈ از توافت اند خلق  
 تیری وجہ سے لوگ تیرے میں مبتلا ہو گئے

لاجرم ہر کس ترا دشمن گرفت  
 ہر معاملہ ہر شخص کو تجھ سے دشمنی ہو گئی

خلق را می خواندی بر عکس شد  
 تو لوگوں کو بلا تاتھا (اسلام) برعکس ہو گیا

من ہم از شرست اگر پس می خرم  
 میں بھی اگر تیرے شر سے بچے ہٹ گیا ہوں

دل ازیں بر کن کہ بفسر سی مرا  
 یہ دل سے نکال دے کہ تو مجھے فریب سے بھٹاؤ

تو بدای غرہ مشو کیس ساختی  
 تو ہیں پر گھمنڈ نہ کر کرتے یہ کس لیے

صد چہیں آری و ہم رسوا شوی  
 اس سے بچو (میں نے) تو بیکار ہو رہی ہوگا

ہمچو تو سائوس بسیاراں بدند  
 تجھ جیسے بہت سے انسان بد بن گئے

جواب گفتن موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون را

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس کے جواب دینا جو

در تہدیدیکہ با او می نمود

فرعون نے اُن کو دی

لے دو جمع تماش دیکھا کر  
 پیسے وصول کرنے کے لالچ  
 2 سپیرے کو بھی برابریا  
 اور لوگوں کو بھی گفت۔

فرعونش یہاں سے مولا  
 حضرت موسیٰ کے واقعہ کی  
 طرف منسلک ہو گئے ہیں حضرت  
 موسیٰ کی لالچی کو اڑدیا جتنا  
 دیکھ کر بھی تماشائیوں کا مجمع  
 بھاگتا تھا اور اس جگہ میں  
 بیت سے آدی مر گئے تھے  
 اس پر فرعون نے حضرت موسیٰ  
 سے یہ گفتگو کی تھی۔

لے کر تیرے دین کے بارے  
 میں شک و شبہ۔ در تہذیب  
 یعنی خوف کا کر جمع کے  
 منتشر ہونے میں سی تو لہی

یعنی تو نے اپنی طرف بلایا۔  
 خلافت غلاب تو میں ہم  
 یعنی اگرچہ میں سر دست تیرا  
 مقابلہ نہیں کر رہا ہوں لیکن

بدلیے کی فکر میں ہوں۔  
 لے بچو۔ یعنی تیرے صلے  
 کے علاوہ تیرا کوئی پیرو نہ ہے  
 گا کہیں یعنی اپنی لالچی کو اٹھا  
 بنانا مضحکہ۔ جی کے قابل  
 عوام عوام۔



گفت با امر حقم اشراک نیست  
حضرت موسیٰ نے فرمایا اللہ کے معاملہ میں میری شرکت  
را ضیم من شاکرم من اے حریف  
لے دشمن! میں راضی ہوں میں شکر گزار ہوں  
پیش خلاق خوار و زار و رشخند  
مخلوق کے سامنے رسوا جیل اور لائق فضا کے بنوں  
از سخن می گویم ایں درد خدا  
یہ باتیں کہنے کو کہتا ہوں درد اللہ تبارے  
عزت آن اوست آن بندگانش  
عزت اہل ملکیت ہے اور ان کے غلاموں کی ملکیت ہے  
شرح حق پایاں ندارد بمحو حق  
اللہ کی طرح اللہ کی تشریح کی انتہا نہیں ہے

گر بریزد خونم امرش باک نیست  
اگر اس حکم پر خون بہائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے  
ایں طرف سوا و پیش حق شریف  
کاسطف صواہوں اور اللہ کے سامنے باعزت ہوں  
پیش حق مطلوب و محبوب پسند  
لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے مطلوب ایسا پسندیدہ  
از سیر رویاں کند فردا ترا  
جسے کل کو سیاہ زد کرے گا  
ز آدم و ابلیس برمی خواند ناش  
حضرت آدم و ابلیس سے ملنے ملاقات کا کرے  
ہیں وہاں بر بند و برگرداں ورت  
خبردار! انتہا بند کرے اور دقت پٹ سے

لے محنت حضرت موسیٰ نے  
فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے معاملہ  
کا مختار ہے میری اس میں  
شرکت نہیں ہے۔ را ضیم ضیا  
کی رسوائی جس میں خدا کی رضا  
منفی ہو مجھے منظور ہے۔ از  
سخن یعنی انہی رسوائی کی بات  
میں نے کہنے کو کہدی ہے درد  
اللہ کی رحمت سے یقین ہے  
کہ میں رسوا نہ ہوں گا تو ہی  
رسوا ہوگا۔

لے عزت و عظمت  
اللہ اور اس کے غلاموں کے  
لے ہے اسی نے آدم باعزت  
بنے اور شیطان ذلیل ہوا۔  
پاسخ جواب گفت فرعون  
فرعون نے حضرت موسیٰ سے  
کہا کا خدا اور محمدی اور حکم  
میرا ہے۔

لے اہل جہاں جبکہ تمام لوگ  
بجھ پسند کرتے ہیں کیا تو سب  
سے زیادہ عقلمند ہے کہ مجھے  
نا پسند کر رہا ہے خود را فریدی  
خود را پسند کردی۔ شہر مصر  
تموز یعنی موسم گرما۔

پاسخ دادن فرعون موسیٰ علیہ السلام را و مہلت خم استن  
فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دینا اور مہلت، مہلت سے چالیس  
تا چہل روز از موسیٰ علیہ السلام  
روز کی مہلت مہلت

دفتر و دیوان و حکم ایں دم مراست  
دفتر اور کچہری اور حکم اس وقت میرا ہے  
از ہمہ عاقل تری تو اے فلاں  
اے فلاں! کیا تو سب سے زیادہ عقلمند ہے  
خوشتین کم بین خود غرہ مشو  
خود بینی نہ کر اپنے اوپر گمنند نہ کر  
تا کہ جہل تو نمایم شہر را  
تا کہ شہر کو تیری جہالت دکھا دوں  
مہلت مہلت تا چہل روز و تموز  
مجھے گرمی کے چالیس روز کی مہلت دے

گفت فرعونش ورق در حکم است  
فرعون نے ان (موسیٰ) سے کہا خدائے میرے حکم میں ہے  
مر مرا بخیریدہ اندا بل تجہاں  
مجھے دنیا والوں نے منتخب کیا ہے  
موسیٰ خود را خریدی ہیں برو  
لے موسیٰ! تو نے خود اپنے آپ کو خرید لیا ہے خود را بچلا  
جمع آرم ساحر ان دہرا  
میں دنیا بھر کے جادو گروں کو جمع کروں گا  
ایں خواہد شد بروئے دوز  
یہ ایک دوروں میں نہ ہو سکے گا



## جواب موسیٰ علیہ السلام مرفوعونؑ

حضرت موسیٰؑ کا فرعونؒ کو جواب

لے دستور حکم طریقہ جہاں  
مہلت دنیا چیز غالب  
بدانم کار باں مرا کار چند  
کوشش میں چکارہ مہی ہے  
اس سے بحث نہیں ہے کہ  
میری مدد ہوگی یا نہ ہوگی  
کے مہلت نے لے فرعون  
نے کہا۔ مشورہ۔ مکر۔ بلکہ جہاں  
فضول باتیں کرنا۔ مہراس

خوفزدہ نہ ہو  
۱۱۵ ایس چہل فرعون نے  
چالیس روز کی مہلت مانگی  
تھی فرمایا گیا کہ اس کو مہلت  
دے دو اس کو مکر کی تدبیر  
سوچنے کا موقع دے دو میں  
اس کی تمام تدبیروں کو بیکار  
کردوں گا۔

گفت موسیٰؑ ایں مراد شورشیت  
موسیٰؑ نے فرمایا اس کی بے اجازت نہیں ہے  
گر تو چیری و مرا خود یار نیست  
اگرچہ تو غالب ہے اور میری کوئی دوست نہیں ہے  
می زخم با تو بخت تازانہ ام  
جب تک میں زندہ ہوں تجھ سے ملاقات ہے بھڑوں کا  
می زخم تا در رسد حکیم خدا  
جب تک اشد کاظم ہو گا میں مقابلہ کروں گا

جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را و وحی آمدن بموسیٰ علیہ السلام  
حضرت موسیٰؑ کو فرعون کا جواب اور حضرت موسیٰؑ کے پاس وحی آنا

گفت نے نے مہلتے باید نہاد  
اں فرعون نے کہا نہیں مہلت میری پانچ  
حق تعالیٰ وحی کر دے درماں  
لہذا اھ (تلائے) نے اُن کو وحی بھیجی  
ایں چہل روزش بدہ مہلت بطوع  
خوشی سے اس کو چالیس روز کی مہلت دیکر  
تا بلکوشد او کہ نے من خفتہ ام  
تا کہ وہ کوشش کرے کیونکہ میں ہی سوتی نہیں اپنا  
حیلہ ہاشاں را ہمہ بر کم زخم  
اُن کی سب تدبیروں کو درج بر کم کروں گا  
آب را آرند من آتش زخم  
وہ پانی لائیں گے میں آگ لگا دوں گا  
مہر پیوندند من ویراں زخم  
وہ درختیاں جوڑیں گے میں تباہ کردوں گا

عشوا کم وہ تو کم پیمائے باد  
تو فریب نہ دے فضل باتیں نہ بنا  
مہلتے وہ مرد را مہراس ازاں  
اں کو مہلت دیدے اس سے نہ گھبرا  
تا سگالہ مکر با او نوع نوع  
تا کہ وہ قسم قسم کی نکاری سہجے لے  
تیز رو گویش رہ بگرفتہ ام  
اس سے کہہ دے تیرے پیٹ میں نہیں راستہ روک دے  
واخچہ افزا بند من بر کم زخم  
وہ جو کچھ بڑھائیں گے اسکو بڑھ رہا ہوں گا  
نوش خوش گیرند من ناخوش کم  
وہ اچھا شہدے ہیں گے میں اسکو غمزدہ کر دوں گا  
آنکہ اندر و ہم نایداں زخم  
جو خیال میں ہیں نہ آئے میں وہ کروں گا



تو ترس مہلتے آتش دہ دراز  
قرنہ اور اس کو بھی مہلت دے

گو سہ گرد آرد صد حیل باز  
کہنے لکریں کرے اور نہ تدبیر کرے

مہلت دادن موسیٰ علیہ السلام فرعون راتا ساحراں  
فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مہلت دینا تاکہ وہ شہرہاں سے  
راجع از مدائن کنند  
جادو گروں کو جمع کرے

گفت امر آمد برو مہلت ترا  
فرایا حکم آگیا جاتھے مہلت ہے  
اوی می شد از دوا اندر عقب  
وہ جا رہے تھے، از دوا پیچھے پیچھے تھا،  
چوں سگ صیاد جنبان کردہ دم  
شکاری کے گئے کی طرح نرم ہلاتا ہوا  
سنگ آہن را بدم درمی کشید  
پتھر اور لوہے کو سانس سے اندر کھینچتا تھا  
درہوامی کرد خود بالائے برج  
فضا میں اپنے آپ کو برج سے اونچا کرتا تھا  
کفکی انداخت چوں شتر ز کام  
نمٹے اونٹ کی طرح جھاگ پینکت تھا  
ز غوغا دندان اودل می شکست  
اُس کے دانتوں کی کڑکڑاہٹ دل پھاڑ رہی تھی  
چوں بقوم خود رسید آن مجتبیٰ  
جب وہ برگزیدہ اپنی قوم میں پہنچے  
تکیہ برے کردومی گفت عجب  
انہوں نے اُس پر ٹیک لگائی اور کہہ رہے تھے تعجب  
اے عجب چوں می نہ بیند ایں پیا  
تعجب ہے یہ فکر کیوں نہیں دیکھتا ہے؟

من بجائے خود دشم رشتی ہلا  
میں اپنی جگہ جانا ہوں آگاہ، تو چھوٹ گیا  
چوں سگ صیاد وانا و محب  
بمبار اور محبت کو نولے شکاری کے گئے کی طرح  
سنگ رمی کردریگ اوزیر ستم  
ہاتھوں کے نیچے پتھر کو ریت بناتا ہوا  
خرگومی خاسب را ہن را پدید  
لوہے کو نمایاں طور پر باریک چباماتا تھا  
کہ نہریت می شد از دے فم کرج  
کامس سے دم اور گرج دے ہندے، بھگتے تھے  
قطرہ زان بر سر رمی زد شد جدام  
جس ہراس کا ایک قطرہ محو اسکر کوڑھ ہو گیا  
جان شیران سیمہ می شد ز دست  
کالے شیروں کی جان اتھ سے کل جاتی تھی  
شدق اوبگرفت باز اوشد عصا  
اُس کی باجھ پکڑی وہ پھیر لائی ہی گیا  
پیش ماخو رشید ویش خصم شب  
(یہ مٹھو) ہمارے لئے سوچ اور دشمن کیلئے نراست  
عالی پُر آفتاب چاشتگا  
دینا کو چاشت کے وقت کے سورج سے بھری ہوئی ہے

لہذا مانتی، مہلت کی جمع ہے،  
شیر دشم یعنی میں روانہ ہوا۔  
رشتی یعنی اہل اہل نجات مل  
گئی ہے، یہی شد یعنی حضرت  
موسیٰ قوم کی طرف روانہ ہوئے  
وہم کتنا محبت میں دم ہلاتا ہوا  
سنگ یعنی پتھروں کو جھاگ  
ریت بنادیتا تھا، بدم ہاتھ  
اپنے سانس سے چیزوں کو  
اپنے منہ میں کھینچ لیتا ہے۔  
سگ خود یعنی لوہے کو جھاگ  
ریزہ ریزہ کر رہا تھا۔ برج کا  
یعنی سر کوؤ دشمن مکان سے  
اونچا کر لیتا تھا، گرج کوڑھ پانی  
کے بہنے والے ٹلک، اس  
کے منہ سے اونٹ کی طرح  
جھاگ نکل رہے تھے اور وہ  
اس قدر زہریلے تھے کہ جس پر  
قطرہ پڑے گا وہ کوڑھی بن جائے گا  
ز غوغا۔ دانت پیسنے کی آواز  
شیران سیمہ کالا شیر سیت  
خوفناک ہوتا ہے۔ مجتبیٰ  
منتخب یعنی حضرت موسیٰ  
شدق، باجھ، کیوں ہاگوشہ  
سگہ خورشید، یعنی یہ سانپ  
کا ٹھوکر ہمارے لئے خورشید  
راو ہلاکت ہے اور دشمنوں  
کے لئے تارک رات ہے  
جس میں اُن کو کو نظر نہیں آتا  
ہے، اے عجب فرعون کے  
دشمنی اُس کی پہچان کی  
علامتوں کو کیوں نہیں دیکھ  
رہے ہیں اور اس روشنی  
مٹھو کے قائل کیوں نہیں  
ہو رہے ہیں۔



لہ چشم باز و گوش باز و ایں ذکا  
ذہانت موجود ہے پھر ہی اللہ تعالیٰ  
لے انکی نظر بند کر دی ہے۔  
من از ایشان فرمودی حضرت  
سوئی کے معاملہ سے حیران ہو  
عن حبیبی کا پھول جام حق  
صاف شراب کا جام سنگت  
شد یعنی وہ شراب ان کے  
چنے کے قابل نہ رہی۔ دست گل  
میں ان کے سامنے دیا ہے کہ  
گلہتے پیش کرتا ہوں گمردہ  
پھول ان کے لئے کاٹنے  
بن جاتے ہیں۔

لے آن۔ دہانت کے جام ان  
کا حق میں جو خودی کو فنا  
کر چکے ہوں حقیقت سیدار یعنی  
وہ شخص جو دنیا سے خفت ہو  
اور آخرت کے معاملہ میں بیدار  
ہو۔ تاہم بیداری خواب میں  
جو عالم بالا کی چیز میں نظر آتی  
میں اس کو عالم بیداری میں  
نظر آنے لگتی ہیں۔ دشمن۔  
جو لوگ دنیاوی افکار میں مبتلا  
ہیں وہ ان خوابوں سے محروم  
ہیں حقیقت یعنی صاف کے  
نظر سے حیرتے باہر مقام  
حیرت میں پہنچ کر ساکنا نہ  
کے ذکر کا قادر ہے نہ  
دنیاوی فکر پر ہرگز کامل جو  
لوگ دنیاوی معاملات میں بہرہ  
میں ہاں بظاہر دوسروں سے آگے  
ہیں لیکن حقیقتاً وہ پیچھے ہیں۔  
سہ راجعون۔ تو ان پاک  
میں ہے۔ یا تالیفہ قلنا انیہ  
زاجعون ہم اللہ ہی کے لئے  
ہیں اور کسی طرف واپس  
ہرگز نہیں۔ واپس کو طلب  
یہ ہے کہ کبریاں کا روبرو جنگل

چشم باز و گوش باز و ایں ذکا  
انکسیر کھلی ہیں اور کان کھلے ہیں اور ذہانت  
من از ایشان خیرہ ایشان ہم زمین  
میں اُن سے حیران ہوں وہ بھی مجھ سے حیران ہیں  
پیش شاں بروم بے جام حق  
میں اُن کے سامنے صاف شراب کے جام حق  
درست گل بستم و بروم بے پیش  
میں نے پھولوں کا گلہتہ بنایا اور سامنے لے گیا  
آں نصیب جان بخویشاں بود  
وہ جام بے خودی کی جان کا حق ہوتا ہے

خفتہ بیدار باید پیش ما  
ہمارے آگے ایک سو یا ہو بیدار ہونا چاہیے  
دشمن ایں خواہش شد فکر خلق  
لوگوں کا فکر نہ رہی اس اپنی خواب دشمن میں گیا  
حیرتے باید کہ رو بد فکرا  
حیرت درکار ہے تاکہ فکر کا منہ پا کر دے  
ہر کہ کامل تر کو داور دینے  
جو دنیا کے دشمن میں زیادہ کامل ہوتا ہے  
راجعون گفت رجوع اینسان بود  
اللہ تعالیٰ نے واپس ہونے میں فرمایا اللہ تعالیٰ ہونا  
چونکہ و اگر دید گلہ از و رود  
جب روڑ گھاٹ سے واپس لوٹتا ہے  
پیش اقتداں بزرگن پس  
پچھل نگری بکری آگے ہوتی ہے

میں پڑنے گیا ہے وہ گھر واپس لوٹے۔ درود چراگاہ یا پانی کے گھاٹ پر مانا ہیں تہہ جو کبری جانے میں  
لوگوں سے پیچھے ہو کر واپس میں آگے ہو مائیکہ پیش آتے ہو کہ پلٹنے کے وقت چراگاہ جانے میں وہ  
پیچھے ہوتے ہیں اور پچھلے جانو را گے ہوتے ہیں۔ آفتاب پیچھے رہے کی وجہ سے اگر کوئی تھا واپس میں جٹ آگے ہو جائیگا

خیرہ ام در چشم بندی خدا  
میں اللہ تعالیٰ کی چشم بندی پر حیران ہوں  
از بہارے خارايشاں من سمن  
اللہ کی بہار سے وہ کاٹے ہیں میں پھول ہوں  
سنگ شد آتش بے پیش اک فریق  
اُس فریق کے سامنے اُس کا پانی پتھر بن گیا  
ہر گلے حوں خاراگشت نوش نش  
ہر پھول کا شاہ بن گیا اور زہد ٹونک رہ گیا  
چونکہ باخویش ندیدہ کے شود  
چونکہ خودی میں ہیں وہ کب ظاہر ہوتا ہے!

تا بہ بیداری بیدار خواہا  
تاکہ وہ خوابوں کو بیداری میں رکھ لے  
تا خشد فکرش بستہ است خلق  
جب تک کہ فکر نہ رہ جائے خلق بند ہے  
خورد حیرت فکر او ذکر را  
حیرت نے فکر اور ذکر کو بھل لیا ہے  
او بمعنی پس بصورت پیشتر  
وہ حقیقتاً پیچھے بھاہر آگے ہے  
کہ گلہ و اگر دوستانہ رود  
کہ روڑ واپس ہو اور گھر جائے  
پس اقتداں بزرگن پیش آئنگا بود  
اسی وہ جانو رہے رہا ہے جو آگے چلنے والا تھا  
أخلاق الرجعی و جوة العالیین  
واپس لے رہے ہونے لوگوں کے چہرے کو سنہا پاتا

میں پڑنے گیا ہے وہ گھر واپس لوٹے۔ درود چراگاہ یا پانی کے گھاٹ پر مانا ہیں تہہ جو کبری جانے میں  
لوگوں سے پیچھے ہو کر واپس میں آگے ہو مائیکہ پیش آتے ہو کہ پلٹنے کے وقت چراگاہ جانے میں وہ  
پیچھے ہوتے ہیں اور پچھلے جانو را گے ہوتے ہیں۔ آفتاب پیچھے رہے کی وجہ سے اگر کوئی تھا واپس میں جٹ آگے ہو جائیگا



از گزافہ کے شدند اس قوم لنگ  
یہ قوم خواہ مخواہ سنگی کب ہوئی ہے  
پاشکت می روند ایناں نیج  
وہ جگ کو شکستہ پا جاتے ہیں  
دل زواں شہا بشتند اس فریق  
اس فریق نے دل سے عقل کو دھڑکا ہے  
دلشے باید کہ اصلش زان سرست  
وہ عقل چاہیے جس کی اصل اس جانب کی ہے  
ہر پرے پر عرض دریا کے برد  
ہر زور دریا کی چٹائی تک پہنچا کر نکلا  
پس چرا علمے بیاموزی بزد  
تو کسی مرد کو ایسا علم کیوں سکھاتا ہے  
پس جو پیشی ازیں سرنگدش  
تو اس ملن کی پیش روی نہ پھا، بھگوان چا  
آخرون السابقون بانس اظہر  
انہوں میں سے پہلے آنے والوں اور پہلے جاننے والوں  
گرچہ میوہ آخر آید در وجود  
رضی اللہ عنہما  
اگرچہ پہلے وجود میں آخر میں آتا ہے  
چون ملائک گوئی لا یمکن لکنا  
تو فرشتوں کی طرح کہہ نہ سکتے ہیں ہم پہنچ  
گر دس مکتب ندانی تو ہجا  
اگر تو اس مکتب میں پہنچے نہیں جانتا ہے  
گر نباشی نامدار اندر بلاو  
اگر تو شہروں میں مشہور نہیں ہو گا

فخر را دادند و خسریدند ننگ  
انہوں نے فخر کو دیر یا ہے اور زلت کو خرید لیا ہے  
از خرج را بیت نہاں تا فرج  
سچی سے نکٹا دلی کی طرف چھپا ہوا راستہ ہے  
زانکہ اس دانش ندانداں طریق  
کیونکہ یہ عقل اس راستہ کو نہیں جانتی ہے  
زانکہ ہر فرغے باہلش رہبرست  
کیونکہ ہر فرغے اپنی اصل کی طرف راہنما ہے  
تالک علم لکونی می برد  
"اللہ کے قریب تک علم لکونی لے جاتا ہے  
کش بیاید سینہ را زان پاک کرد  
کاش ہے اس کو سینہ پاک کر لینا چاہیے  
وقت و کشتن تو پیش ہنگدش  
دلی کے وقت تو پیش رو بن  
بر شجر سابق بود میوہ لطیف  
عدہ میں درخت سے بڑھا ہوا میوہ ہے  
اول ست اوزانکہ او مقصود بود  
لیکن چونکہ وہ مقصود تھا لہذا وہ پہلے ہے  
تا بگیرد دست تو علمتنا  
تاکہ تو نے ہیں تیری دستگیری کرے  
پس چرا حسد تری از نور حیا  
تو عقل کے نور سے حسد تو کی طرح ہوا کرے  
گم نہ واللہ اعلم بالوشاد  
تو گم یا ہوا نہیں ہے اور خدا جلائی کو خوب جانتا ہے

خالی ہو گا اس کو علمتنا یعنی علم خداوندی حاصل ہو جائے گا۔ اگر دس مکتب آخری مکتب  
میں دس مکتب تھے دنیا کے کسی مکتب میں تعلیم نہ پائی تھی۔ جلی عقل۔

لہذا گزافہ، اوریا، دیکری  
معاذات میں اپنے آپ کو مانتا  
ہو جو کہ بچے رکھتے ہیں۔ آ  
شکت۔ لے سرورانی میں  
عبادت گزاری کرتے ہیں اور  
سمجھتے ہیں کہ شقیں برکت  
کہنے سے ہی بخوری و جین  
یہ ستر نیکی۔ دل زواں شہد  
دش

آز سرور عقل خداوندیش را  
بعد ازین دیوان سازم خوش را  
دانشے عالم آخرت کی عقل  
وہ عالم ہے دلی عالم آخرت  
کی رہنمائی کر سکتی ہے۔ دنیا  
دیناے حقیقت۔

علم لکونی یعنی قریب حق۔  
علم لکونی۔ وہ علم جو اور ملت  
ذات ہادی سے حاصل ہوا ہو  
علمے یعنی وہ علم جو محض عقل  
دلی سے حاصل کیا گیا ہو۔

دشست سے اس کا تعلق نہ  
ہو رہا۔ دنیاوی دانش  
میں پسند کی بہتر ہے دلی  
میں بسفت حاصل ہو رہا ہے  
الکون۔ حیرت انگیز  
الآخرون السابقون ہم  
دنیائیں تمام امتوں سے بعد  
میں ہیں قیامت میں جسے  
آگے ہوں گے بر خیر باد وجود  
زمانی تاخر کے میل کو درخت  
پر شرافت کا تقدیم حاصل ہے  
تجہ چون ملائک۔ فرشتوں  
نے آسمان کے وقت آخر  
میں کہا تھا لا علم لنا الا  
ما علمتنا ہمیں صرف وہ  
علم حاصل ہے جو تو نے ہمیں  
سکھایا ہے لہذا اگر ان  
بھی دنیا کے کافر کے علم سے



اسے اللہ تعالیٰ عز و جلال میں شہر  
ویراد میں دفن کیا جاتا ہے  
اسی طرح حضرت حق بنی  
امانت ایسے شخص کے دل  
میں درایت کرتے ہیں جس  
کی زیادہ شہرت نہ ہو  
قیل جس طرح خواہ فیہ  
معروف ویراد میں ہوتا ہے  
اسی طرح خوش فہم میں غنی  
ہوتی ہے اور سہولت لگی  
کے ساتھ ہوتی ہے۔

گلہ خاطر آرد ہر جاں نصبت  
میں یہ افسان پیدا ہوتا ہے  
کہ انبیاء اور بہت سے اولیاء  
مشہور شخصیتیں ہیں تو میر  
بہنا کر خزانہ فیض صرف یرانہ  
میں ہوتا ہے کیسے صبح برگانہ  
بگسلد۔ اسی طرح ہر انسان  
اس افسان کا جواب دے  
دیکھا کہ اگر شہرت مقصود ہی  
ہائے تو مضمض ہے اور اگر فقر  
وسکنت کے باوجود مخائب  
اللہ پر تودہ قبولیت کے  
مٹانی نہیں ہے۔ بہت۔  
انسانیات کا اصلی جواب سمجھنے  
کی بجائے بہتو ہے کہ مضمض  
کی آگ دل میں روکھن کل  
جائے نہ ہر طرح کے انصاف  
کو ختم کر دیتی ہے ہم آزاد شو  
جو افسان دل میں پیدا ہوا  
کہ جواب بھی دل ہی میں تلاش  
کرنا چاہیے گوشت دل کے گوش  
میں جو خضر پیدا ہوتا ہے وہ  
حق کی عطا ہے۔ تو اسی شو  
انسان اپنے دل کی طرف  
مستوجہ ہوتا ہے قاضی پراسرار  
کہتے ہیں۔

انڈیا میں اس کا اس معروف نیست  
 اس دیراز میں جو مشہور نہیں ہے  
 موضع معروف کے بہند گنج  
 مشہور جگہ خاندان کب رکھتے ہیں  
 خاطر آرد بس شیکال انجا ولیک  
 دل اس جگہ بہت اشکالات پیش کرتا ہے لیکن  
 ہست عشقش آتش انکال سوز  
 اس کا مشق اشکالات کو پہنکنے والی آگ ہے  
 ہم ازاں سو جو جواب اے مے ترضی  
 اے پرگز جہ ! اس ہی جانب سے جواب تلاش کر  
 گوشہ بے گوشہ دل شہ ہے ست  
 دل کی بے گوشہ نورت گاہ ایک فطیم شاہراہ ہے  
 تو ازیں سو و ازاں سو جوں کدا  
 تو ادر سے اور ادر سے نفیر کی طرح ہے  
 ہم ازاں سو جو کہ وقت درد تو  
 یہ بھی اسی جانب تلاش کر جہاں کہ درد کے وقت  
 وقت مرگے درداں سو می نمی  
 موت اور تکلیف کے وقت تو اسی جانب ٹھکانا ہے  
 وقت محنت می بری زائشہ لو  
 مصیبت کے وقت تراشہ کا پتہ لگا لینا ہے  
 در زمان درد و غم یادش گمنی  
 درد اور رنج کے وقت تو اسی کو یاد کرتا ہے

ازبرائے حفظِ گنجینہٴ زریست  
حفاظت کے لئے سونے کا خزانہ ہے  
زینِ قبل آمدِ سرِج در زیرِ سرِج  
اسی طرح یہ ہے کرکٹ لگِ رنج کے نیچے ہے  
بگسلد اشکالِ راستورِ نیک  
عمدہ گدڑا بھگدڑی کو توڑ ڈالتا ہے  
ہر خیالے را بر موبدِ ثورِ روز  
دن کی روشنی ہر دمِ کمان کرتی ہے  
کایں سوالِ آمد ازاں سو مہ ترا  
کیونکہ یہ سوالِ اُدھر ہی سے تیرے پاس آیا ہے  
تالابِ شرقی و لاغرابِ مئے ست  
تو مشرقی ہے نہ مغربی کی دشمنی یکِ ظہیم چاند کی بانی ہے  
اے کے معنی چہ می جونی صدرا  
لے وہ کو توڑ دیتی ہے اگرچہ کر کیا دھڑلہ ہے !  
می شوی در ذکرِ یارِ بی دولو  
یاد توئی کے ذکر میں دھڑا ہوتا ہے  
چونکہ دردت رفت جونی اجمی  
جب تیرا مدد فرم گیا تو کیوں غورنگا ہے !  
چونکہ محنت رفت گونی راہ کو  
جب مصیبت ختم ہو گئی تو کہتا ہے راسخو ہے  
چوں شدی خوش باز بر غفلتِ تنی  
جب تو خوش ہوتا ہے پھر غفلتِ برتتا ہے

۱۷۷۷۔ اہم اس ستر۔ دوسرے وقت انسان یاری کرتا ہوا اندکی طرف توجہ ہوتا ہے جس طرح اشکال کا جواب بھی اسی جانب سے حاصل کرنا چاہیے۔ وقت مرگ تفران پاک میں ہے۔ اِذَا مَشَى الْاِنْسَانُ خَرَقَ عَزَائِدَهُ مَبْنِيَةً اِلَيْهِ فَعَدَّ اِذَا خَوَّلَهُ نَفْعَةً مِّنْهُ لَيْسَ تَمَالِكُنْ يَذْغُو الْاِنْسَانُ كَوْنَهُ نَقَصَانِ بِنِيَّتِهِ اے قرہ اللہ کو پکارتا ہے اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے پھر جب وہ اس کو نصرت عطا کرتا ہے قرہ ببول جاتا ہے اگر جو کہ وہ اس سے انگشت تھا۔ اجمعی یعنی اس طرح اب یاد نہیں کرتا ہے جس طرح کونجی کے وقت یاد کرتا تھا۔







لے نیست خدا کی ذات و صفات کو شالوں سے بھنا ممکن نہیں کیونکہ کینس تکفلہ شفیقہ جو زمین اسرار خداوندی کشاکش اے مشک جو تندرہ خدا کی نذر بازگشت یعنی فرعون کی مجلس ہے۔  
 تھ بفسر در پای یسینی اطمینان سے کھڑے ہو گئے۔  
 ہا ہی فرعون کا شہر وزیر تھا۔

سے کاتے خزان پاک میں ہے  
 قَالَ فَلَا تَخْذَلْهُ مِنَّا هَذَا  
 لَسَابِحٌ عَظِيمٌ تَرْتِيلُ آت  
 نَحْرٌ مِّنْ أَرْضِكَ مِثْلُ  
 لَمَّا ذَاكَ مَرْزُوقًا لَّا أَنْجِبَ  
 وَأَخَاهُ وَأَبْنَاهُ فِي الْمَدَائِنِ  
 حَاشِرِينَ يَا نُوحُ ابْنُ  
 نَحَارٍ عَلِيمٌ يَسِينُ فِرْعَوْنَ  
 اپنے درباروں سے جہاں کے  
 چادوں طرف بھیجے تھے کہاں  
 میں ملک نہیں کر کوئی بڑا  
 ماہر بادورگر ہے چاہا ہے کہ  
 اپنے جادو کے زور سے تم کو تھک  
 ملک سے نکال باہر کرے تم  
 لوگ یا صلاح دیتے ہوں۔  
 درباروں نے عرض کیا مونی  
 اور میں کے بھائی کے مسائل  
 کو چند روز مشورتی رکھیں اور  
 مشوروں میں جادو گروں کو بھیج  
 کرنے کیلئے ہر کار سے روانہ کریں  
 وہ لوگ آپ کے پاس ہر شے  
 ماہر جادوگر کو لے آئیں۔

ایک تنے اور اپدیر مارا پسر  
 ایک شخص اس کے لئے باپ ہائے ثناء ہے  
 نسبت زیر و زبر شد ایں کس  
 دو شخصوں کے اعتبار سے اونچے نیچے کی نسبت بنی  
 نیست مثل ایں مثال ست ایں سخن  
 اس کا کوئی مثل نہیں ہے یہ بات ایک مثال ہے  
 چوں لب جو نیست مشکا لب بند  
 چونکہ دریا کا کنارہ نہیں ہے اے شک لب بند  
 ایں سخن باماں ندارد باز گرد  
 ایں بات تمنا قرار نہیں ہے واپس لوٹ

بام زیر زید و بر عمر و آل زبر  
 بالاخانہ زید کے نیچے ہے اور عمر کے ادھر ہے  
 سقف سوئے خوش یک چیزت  
 بخت اپنے اعتبار سے صرف ایک چیز ہے  
 قاصر از معنی نوح صرف کہن  
 نئے نکتے سے پرانے الفاظ کو تھاپیں  
 بے لب و ساقی بدست ایں سخن  
 یہ شکر کا دریا مجھے کتنا یاد ہے اس میں ہے  
 سوئے فرعون مدد مرغ تاجہ کرد  
 شکر فرعون کی جانب کہ اس نے کیا کیا؟

### فرستادن فرعون بمدائن و طلب ساحراں

فرعون کا جادو گروں کو بلانے کے لئے شہروں کی طرف روانہ کرنا

چونکہ موسیٰ بازگشت و اوبماند  
 جب موسیٰ واپس ہو گئے اور وہ رہ گیا  
 مجتمع گشتند و بفسر و ند پائے  
 وہ جمع ہو گئے اور انھوں نے پاؤں جلائے  
 عاقبت ہاماں بے سامان دواں  
 بالآخر ہاماں بے سامان اور زبیل نے  
 کائے شہ شاہ ظفر چوں غم فزود  
 لے بادشاہ نعمندی کے شاہ! چونکہ تکرر یہ کیلے  
 در مالک ساحراں داریم ما  
 ہمارے ملک میں جادوگر ہیں  
 مصلحت آنست کہ از اطراف مہر  
 مناسب یہ ہے کہ ہمارے ملک کی اطراف سے  
 او بے مردم فرستاد ایں ماں  
 اس نے خود بہت سے آدمی روانہ کر دیئے

اہل رای و مشورت را پیش خوا  
 اقوام رائے اور مشورے والوں کو طلب کیا  
 ہر کسے گردند عرض فکر درائے  
 ہر شخص نے ایک خیال اور رائے پیش کی  
 رائے پیش آورد و گردش رہنمویں  
 رائے پیش کی اور اس کی رہنمائی کی  
 ساحراں را جمع باید کرد زود  
 جادو گروں کو جلد جمع کرنا چاہیے  
 ہر کیے در سخن فرد و پیشوا  
 ہر ایک جادو میں یکساں اور پیشوا ہے  
 جمع آرد شاہ شہ و صراف مہر  
 بادشاہ اور مہر کا تنظیم اُن کو جمع کرے  
 ہر نواحی بہر جمع جادواں  
 ہر جانب جادو گروں کو جمع کرنے کے لئے



ہر طرف کہ ساحرے بند نامدار  
جس طرف بھی کوئی مشہور جادوگر تھا  
دو جواں بودند ساحر مشہر  
روجران مشہور جادو گر تھے  
شیر و شیدہ ز شیران شکار  
شکاری شیروں سے انھوں نے دو دو ہاتھ  
شکل کریا سے نمودہ ماہتاب  
چاندنی کو کپڑے کی شکل میں رکھاتے  
سیم بردہ مشتری آگہ شدہ  
کٹا ہوا خردار (حقیقت سے) آگاہ ہو کر  
صد ہزاراں ہم چنین در جادوی  
اس طرح لاکھوں جادوگری میں  
صد ہزاراں جادو سہا جنس میں  
اس طرح کی لاکھوں جادوگریاں تھیں  
چوں بدیشاں آمد آں پیغام آ  
جب ان کے پاس بادشاہ کا پیغام آیا  
انہی نے آں کہ دو درویش آمدند  
اس نے کہ دو نقیر آئے ہیں  
نیست با ایشان بغیر یک عصا  
ان کے پاس سوائے ایک دھن کے کچھ نہیں ہے  
شاہ و شکر جملہ بیچارہ شدند  
بادشاہ اور شکر سب مایوس ہو گئے ہیں  
چارہ جویاں بندہ را پیش سما  
تہذیب کا طالب بن کر غلام کو تمہارے پاس  
چارہ سازید اندر دفع شاں  
ان کے دفع کرنے کی تہذیب کرو

کر دہراں سوئے او دو ٹیک کار  
اس کی جانب آؤ گا آمد قاصد رواذ کر دے  
سحر ایشاں در دل مہ مستم  
ان کی جادوگری چاندنی (بھی) جادوگری  
در سفر ہا رفتہ بر خے سوار  
وہ ٹیکے پر سوار ہو کر سفر میں گئے تھے  
آں بہ پیمودہ فرو شیدہ شتاب  
اس کو فوراً ناپ کر فروخت کر دیتے  
دست از حسرت بر خہاں زردہ  
افسوس سے منہ پھینکتا  
بودہ منشی و نبودہ چوں روی  
وہ موجود تھے اور تانیہ کی طرح نہ تھے  
بودہ ایشاں را ہمہ دیدہ نہیں  
(اور) ان کو سب نے کلمہ کھتا دیکھا تھا  
کز شمشاہ است انکوں چارہ خوا  
کہ اب با شہ تہ سے تہذیب کا خواہاں ہے  
بر شر و بر قصہ او موکب زند  
انھوں نے بادشاہ اور اس کے قلعہ پر تیرہ چلیا  
کہ ہمیکرد و بامرش اژدہا  
جو ان کے حکم سے اژدہا بن جاتی ہے  
زیں و زکس جملہ باغیاں آمدند  
ان دولوں سے سب نالاں ہیں  
شاہ ازاں ارسال فرمود دستا  
بادشاہ نے اس لئے بھیجا ہے تاکہ  
گنجہا بخشد عوض شہ بیکراں  
بادشاہ بدلے میں لاکھوں خزانہ بخش دے گا

۱۵ ایک تہذیب و دولوں  
سوا انہوں نے اسلیات پر  
ہے عریات متاثر نہیں ہوتی  
ہیں لیکن انکامان تھا کہ عریات  
کو بھی جادو سے متاثر کرتے  
تھے بشریت یعنی وہ دونوں اس  
قدر ماہر جادو گر تھے کہ جادو  
کے ذریعہ شیروں کا دودھ  
دو حکم دکھا دیتے تھے اور  
ٹیکے پر سوار ہو کر سفر کرتے  
تھے۔

۱۶ ماہتاب چاندنی  
کا کپڑا بنا کر اس کو فروخت کر دیتے  
خردار جب سہو پڑتا تو کچھ  
نہ ہوتا اور وہ حسرت سے تہ  
پشتا روی تانیہ کا اسلی حرف  
میں تانیہ مراد ہے تانیہ  
پیشہ مصرع کے آخری حرف  
کے تابع ہوتا ہے لہذا تابع  
کے معنی میں ہے، یعنی وہ  
دونوں جادوگری میں مجتہد  
تھے کسی کے متقدم نہ تھے۔  
۱۷ نقی آغاز کرنے والا۔  
اپنے دماغ سے کوئی بات  
پیدا کرنے والا۔ دو درویش  
یعنی حضرت موسیٰ و ہارون  
قصر قلعہ موکب جلوس  
شاہی، لشکر، آفتاب، قنار  
فریاد، جوتن، یعنی اگر تم نے  
اس کو سہرا دیا تو بادشاہ  
بہت انعام دے گا۔



لے ترس خوف این دونوں  
پر خوف اس بنا پر طاری ہوا  
کہ جب اُن دو فقیروں نے  
بادشاہ اور پورے لشکر کو  
خوفزدہ کر دیا ہے تو کس قدر  
طاقت ہوگی۔ بہتر محبت اس  
لئے پیدا ہوئی کہ بادشاہ اس  
طاقت کے جب وہ ظاہری  
شان و شوکت سے غالی ہیں  
تو خدا کے ایک بندے ہو گئے۔  
لے عرفی۔ رگ جنسیت ہم  
جنس ہونا ہم پیش ہونا یہ  
دونوں بھی جادو کرتے اور  
حضرت موسیٰ و ہارون نے  
بھی اُن کی جادوگری کی طرح  
کا ٹھنڈہ پیش کیا تھا۔ مگر ہزاروں  
نہاوں غورو فکر کرنا میری عقل  
مکتب مدرسہ دہلی مدد  
بہر شاہ۔ بادشاہ کے معاملہ میں  
اُن کو روزے رکھنے پڑے  
تاکہ باپ کی روح سے حضرت  
موسیٰ کی حقیقت معلوم کر سکیں۔  
لے وجہ خوف۔ خود مدینہ  
حضرت موسیٰ و ہارون علیہما  
السلام۔ شورو شے۔ کیونکہ  
اُن لاشی نے اژدہا بکر سب  
کو ڈرا دیا تھا۔ جہاں راستاں  
عالم آخرت۔ خاک۔ یعنی کبر  
و رعنائی۔ یعنی حضرت موسیٰ  
کی لاشی کا اژدہا جتنا منہاں  
اتھ کوئی مجبور ہے تو بھی بتاؤ  
تاکہ ہم اُس کی تعظیم کریں۔

تا بود کہ زیں دوسا حرا جاں بری  
تاکہ اُن دونوں جادو گروں سے جاں بری ہو  
ترس و مہری در دل ہر دو فتاد  
خوف اور محبت دونوں کے دل میں آئی  
سہر بزاںو بر نہادند از شکفت  
تعب سے دونوں سوچ میں پڑ گئے  
حل مشکل را دوزاںو جادو ست  
مشکل کو حل کرنے کیلئے زائر جادو ہے

چارہ می باید اندر ساسا حری  
جادو گری میں کوئی تدبیر چاہیے  
آں دوسا حرا چو ایں پیغام دا  
جب اُن دونوں جادو گروں کو یہ پیغام دیا  
عرفی جنسیت چو جنسیت گرفت  
ہم پیش ہونے کی رگ جب پھر کئی شروع ہوئی  
چوں دیرستان صوفی زانوست  
چرخ صوفی کا کتب زائر ہے

استفسار کردن ہر دوسا حرا ز ماد ز گوریدر را و پرسیدن از  
دونوں جادو گروں کا اُن سے باپ کی قبر کو دریافت کرنا اور اُن کا اُن کی  
روان او حقیقت موسیٰ را  
روح سے حضرت موسیٰ کی اصلیت دریافت کرنا

گور بابا کو تو مارا رہنما  
بادا کی قبر کہاں ہے؟ تو ہماری رہنمائی کرے  
پس سہ وزہ داشتند از ہر شاہ  
پھر انھوں نے بادشاہ کی خاطر تین روزے رکھے  
شاہ پیغامے فرستاد از دجا  
بادشاہ نے خوف سے ایک پیغام بھیجا ہے  
آبرویش سپیش لشکر بردہ اند  
لشکر کے روبرو اُن کی آبروریزی کر دی ہے  
جز عصا و در عصا شور و شرے  
لاٹھی کے علاوہ اور لاٹھی میں شور و شر ہے  
گرچہ در صورت بخا کے خفتہ  
اگرچہ بظاہر ہٹتی میں سویا ہوا ہے  
ور خدانی باشد لے جان پلہ  
اور اگر خدائی بات ہے اے آبا جان!

بعد ازاں گفتند لے مادریا  
اُن کے بعد انھوں نے کہا ماں! آج  
بر دشان برگور او بنمودہ راہ  
وہ انکو اُن کی قبر پر لے گئی، راستہ دکھایا  
بعد ازاں گفتند لے بابایما  
اُن کے بعد انھوں نے کہا اے بابا! ہمیں  
کہ دو مرد او را بہ تنگ آورده اند  
کہ دو شخصوں نے اُس کو تنگ کر دیا ہے  
نیست با ایشان سلاح و لشکرے  
اُن کے ساتھ ہتھیار اور لشکر نہیں ہے  
تو جہان راستاں در رفتہ  
تو جہنم کے عالم میں چسلا گیا ہے  
آں اگر سحرست مارا دہ خبر  
اگر وہ جادو ہے تو ہمیں بتا دے



ہم خبر دہ تا کہ ماسبحہ کینیم  
یہ بھی بتا دے تاکہ ہم سجدہ کریں  
نا اُمیدانیم اُمیدے رسد  
ہم باؤس ہیں، اُمید پیدا ہو جائے  
از ضلال اَیَم در راہِ رَشَد  
ہم گمراہی سے، راہِ ہدایت پر آجائیں

خویش را بر کیمیائے برز نیم  
اپنے آپ کو کیمیائے وابستہ کر دیں  
در شبِ دیجور خورشیدے رسد  
اندھیری رات میں سورج نکل آئے  
راندگانیم و کرم مارا کشد  
ہم مردود ہیں، اور کرم ہمیں کھینچ لے

### جواب گفتن ساجر مژدہ با فرزند ان خود

مژدہ جادوگر کا اپنے لڑکوں کو جواب دینا

گفتنِ شانِ خوابِ کبے اولادین  
اُس نے اُن سے خواب میں کہا، اُسے میرے بچہ  
بانگِ دلے جان و فرزند ان  
اُس نے پکارا اُسے میری جان اور بچہ  
فاش و مطلق گفتنم دستور نیست  
گفتم تمکلا اور صاف کہنے کی بجائے اجازت نہیں ہے  
لیک بنامیک شمارا آیتے  
لیکن میں تمہیں ایک علامت بتاتا ہوں  
یک نشانے وانما یکم باشما  
میں تم پر ایک علامت ظاہر کر دیتا ہوں  
نورِ شیمانم چو اں جاگد زوید  
میرے نورِ شیمان چو اں جب تم وہاں جاؤ  
اں زماں کہ خفتہ باشد اں حکیم  
جب وہ دانا سوچا ہوا ہو (تو)

نیست مکن ظاہر ایں را دم زدن  
اس میں ممکن کر بات کرنا ممکن نہیں ہے  
نیست پیدا گفتن ایں را مژدہ  
اس کو صاف صاف بتانا قابو میں نہیں ہے  
لیک سازان پیش چشم و نیست  
لیکن راز میری آنکھوں سے دور نہیں ہے  
تا شود اگر ز سر کینیتے  
تاکہ تم پوشیدہ بات کے راز سے باخبر ہو جاؤ  
تا شود پیدا شمارا ایں خفا  
تاکہ یہ پوشیدگی تم پر کھل جائے  
از مقامِ خفتن اگر شوید  
اُس کے سونے کا جبکہ معلوم کر لو  
اں عصا گیرید و بگذارید نیم  
وہ لاشعری لو اور خوف کو چھوڑ دو  
چارہ ساجر شمارا حاضرست  
جادوگر کا علاج تمہارے پاس موجود ہے  
اور رسولِ ذوالجلال و مہتدست  
وہ اللہ کا رسول اللہ ہدایت یافتہ ہے

گر بزدیدش عصا او ساجرست  
اگر تم نے اُس کی لاشعری چالی تو وہ جادوگر ہے  
ورنہ بتوانید اں آلیز دیت  
اگر تم نہ اُن کا سحر تو خبردار! وہ خدائی ہے

لہ کیمیا یعنی حضرت موسیٰ  
کا اتباع، نا اُمیدیم یعنی  
اس وقت ہم جو اللہ تعالیٰ  
کی رحمتوں سے اپنے سیاہ  
کارناموں کی وجہ سے بالوس  
ہیں، ہمارے لئے آفتاب  
ہدایت طلوع ہو جائے۔  
لہ گفتنِ شان اُن کے  
مژدہ باپ کی روح نے خواب  
کی حالت میں کہا اس بارے  
میں صاف صاف بتانا ممکن  
نہیں ہے یہ پوشیدہ بات  
مجھے معلوم ہے لیکن بتانے  
کی اجازت نہیں ہے ایک  
علامت بتانے دیتا ہوں جس  
سے تم سمجھ جاؤ گے کہ یہ جادو  
ہے یا معجزہ کینیت پوشیدہ  
بات۔

لہ آن زمان سحر اور معجزہ  
میں یہ فرق ہے کہ سحر کا تعلق  
محض ساحر کی توجہ اور تصرف  
سے ہے اور معجزہ کا تعلق نبی  
کی توجہ اور رحمت سے نہیں  
ہے بلکہ وہ خدائی ارادہ کے  
ماتحت ظہور پذیر ہوتا ہے  
لہذا جادوگر کی غفلت کے  
وقت سحر کا کوئی اثر نہیں رہتا  
اور نبی کی غیبت اور غفلت سے  
معجزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا  
ہے وہ معجزہ قائم رہتا ہے۔  
ساحر سے مجبور نہ ہو کہ اسکی غیبت  
نے سحر کے اثر کو باطل کر دیا  
اور چور کو چرانے پر قدرت  
ہو سکی۔



سَرنگوں آید خدا را گاہِ حَرَبِ  
لڑائی کے وقت اللہ کے سامنے اٹھنا ہر جگہ  
بِرُّوِیسِ اللہِ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ  
کلمے ، اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے  
سحر و مکش را نباش در ہر  
اس کے جادو اور کر کا کوئی رہسبہ نہیں ہوتا  
چونکہ خفتِ اوجہ و اوساکن شود  
جب وہ سو گیا اس کی کوشش ٹھہر گئی  
گرگ را آنجا امید و رَہِ کجاست  
بہیڑے کو وہاں امید اور راستہ کہاں ہے؟  
جادوئی خواندن مراں حق را خطا  
اس صحیح بات کو جادو کہنا ہی غلطی ہے  
گر بیکر و نیز حقش را فطرت  
اگر وہ مرہی جانتے تو خدا اس کو بلند کر لیا ہے

گر جہاں فرعون گیرِ دُشَرِقِ و غر  
اگر فرعون شرق اور مغرب دورا جہاں ہمال کوٹے  
اِس نشانِ است ادم جانِ با  
باپ کی جان! میں نے یہ جتنی نشانی دیدی  
جانِ بابا چون نخبیدِ ساحرے  
جان پدر! جب کوئی جادو گر سو جاتا ہے  
چونکہ جویاں خفتِ گرگ امین شود  
جب گزریا سو گیا، بیخیز یا سلطانِ بہمان ہے  
لیک حیوانے کہ چو پاشِ خدایت  
لیکن وہ جانور جس کا خدا ٹھہرا ہے  
جادوی کہ حق کند حق ست و را  
جادو کی کہ حق سے دور است ہے  
جانِ بابا اِس نشانِ قاطعِ ست  
جانِ پدر! یہ قطعی علامت ہے

۱۷ گرجیاں، مگر مجھ سے تو  
فرعون مقابلہ میں کامیاب نہ  
ہو سکے بلکہ ذلیل ہو گا چونکہ  
گمراہی سیداری میں غفلت  
کر سکتا ہے جب سوا مالک ہے  
تو اس کی حفاظت غمِ ہر محفل  
ہے۔ خدا است مجبور کا تعلق  
خدا سے ہے وہاں غفلت کا  
کوئی تصور نہیں ہے لہذا اس  
کی حفاظت مکمل ہے۔  
۱۸ گرجیہ و موت سے نیند  
مراوی جاتے ورنہ عموماً...  
انبیاء کے معجزات کا تعلق  
یہی ان کی حیات سے ہے  
تشیبہ قرآن کو عصائے موسیٰ  
اور حضور کی وفات کو  
حضرت موسیٰ کے سونے کو  
قرآن میں تغیر و تبدل کرنے  
والوں کو ان دو جادو گروں کا  
مشابہت۔  
۱۹ غیر ذرا اللہ نے قرآن میں  
قرآن کی حفاظت کا وعدہ  
فرمایا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا  
الْبُكْرَةَ اِنَّهٗ لَمَّا نَزَّلْنَا  
ہم نے نازل کیا قرآن نازل کیا  
ہے اور ہم اس کی حفاظت  
کرنے والے ہیں۔

تشیبہ کردن قرآن مجید را بعصائے موسیٰ و وفات  
قرآن تشبیہ کو عصائے موسیٰ سے تشبیہ دینا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
مصطفیٰ علیہ السلام را تشبیہ نمودن خوابِ موسیٰ و قاصدا  
کی وفات کو حضرت موسیٰ کے سونے سے تشبیہ دینا اور قرآن میں تغیر کرنے  
تغییر قرآن را با آن دو ساحرہ بچہ کہ قصد بُردن عصائے موسیٰ  
والوں کو ان دو جادو گر بچوں کے ساتھ تشبیہ دینا جنہوں نے حضرت موسیٰ کی  
کردہ بُردن جوں موسیٰ را خفتہ یافتند  
لامنی کو بچوں کا ارادہ کیا جبکہ حضرت موسیٰ کو سوا ہوا ہوا

گر بھیری تو میرے دایں سے سبق  
اگر تہاری وفات ہو گئی تب بھی تیرے سبق  
بیش و کم کن را از قرآن را فہم  
میں قرآن میں زیادتی اور کمی کے نوالے کا مخالف ہوں

مصطفیٰ را وعدہ کرد اللطافِ حق  
اللہ کی مہربانیوں نے مصطفیٰ سے وعدہ کیا ہے  
من کتاب و معجزت را حافظم  
میں تیری کتاب اور معجزے کا نگہبان ہوں



من ترا در ہر دوعالم را نفعم  
میں تجھے دونوں جہان میں بلکہ کرنے والا ہوں  
کس نیار دیشیں دم کردن درو  
اُس میں کوئی کمی اور زیادتی نہیں کر سکتا  
رونقت را روز روز افزون کنم  
میں تیری رونق دن بدن بڑھاؤں گا  
منبر و محراب سازم بہر تو  
میں تیرے لئے منبر اور محراب بناؤں گا  
نام تو از ترس پنہاں می کنند  
وہ ڈر کی وجہ سے تیرا نام چھپ کر لیتے ہیں  
خفیہ می گویند نامت را کنوں  
وہ اب چھپ کر تیرا نام لیتے ہیں  
از ہراس و ترس کفار لعین  
طعنوں کا خوف کے ڈر اور خوف سے  
من منارہ برکنم آفاق را  
میں دنیا کو اور اس سے اور وطن کو روں گا  
چاکرانت شہر ہا گیرند وجاہ  
تیرے خادم شہر اور مرتبہ حاصل کر لیں گے  
تا قیامت بایش دارکم ما  
ہم اس کو قیامت تک باقی رکھیں گے  
اے رسول ما تو جادو نیستی  
اے ہمارے رسول! تم جادو نہیں ہو  
ہست قرآن مرا تراچوں عصا  
قرآن تمہارے لئے (حضرت موسیٰ کی) لٹھی کی طرح  
تو اگر در زیر خا کے خفتہ  
تم اگر چہ مٹی میں خوابید ہو

طاغیاں را از حدشیت دانم  
سزکشیوں کو تیری حدیث سے دانے کر فیہ الہوں  
تو بہ از من حافظے دیگر مجو  
تو مجھ سے بہتر حافظ کی جستہ ذکر  
نام تو بر زر و بر نقتہ زخم  
تیرا نام سونے اور چاندی پر کندہ کروں گا  
در محبت قہر من شد قہر تو  
محبت کی وجہ سے میرا غصہ تیرا غصہ بن گیا ہے  
چوں نماز آزند پنہاں می شوند  
جب نماز پڑھتے ہیں چھپ جاتے ہیں  
خفیہ ہم بانگ نمازے و ذوقوں  
اے ہنرمند! اذان بھی چھپ کر (دیتے ہیں)  
دینت پنہاں می شود زیریں  
تیرا دین زمین میں چھپ جاتا ہے  
کور گردانم و چشم عاق را  
میں نافذان کی دونوں آنکھوں کو اندھا کر دوں گا  
دین تو گیر دزما ہی تابماہ  
تیرا مذہب بھل ہے چاند تک بھل جاتا ہے  
تو ترس از نسخ دس اے مصطفیٰ  
اے مصطفیٰ! تم دین کے نسخے سے نہ ڈرو  
صادقی ہم خسرو موسیٰ  
تم سچے ہو، موسیٰ کے پیر بھائی ہو  
کفر باراد رکش حوں اژدہا  
(جو) اژدے کی طرح کفر کو کھل جائے گا  
چوں عصایش داں تو انچہ گفتہ  
جو کچھ تم نے کہا ہے اس کو ان (موسیٰ کی) لٹھی کی  
طرح

لہ را ہم نگران پاک میں ہے  
وَرَقَعْنَا لَكَ ذِكْرًا۔ ہم  
نے تمہارے ذکر کو بلند کر دیا  
ہے۔ کس نیار۔ قرآن پاک  
میں ہے۔ لَا مَبْدُوءَ لِبِغْتَابٍ  
اس کے کلمات کو کوئی بدلتے  
والا نہیں ہے۔ قہر میں۔ اصل  
کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔  
لہ نام۔ تو۔ مذکر۔ ابتدائی  
زمانہ میں صحابہ حضور سے اپنے  
تعلق کو چھپاتے تھے اور غازی  
بھی چھپ کر دیتے تھے مٹی منہ  
دین سے تمام عالم کو منور کر دینا  
کا اور ظالموں کی آنکھیں چمکا  
چند ہوا میں گی۔ چاکرانت۔  
صحابہ کرام نے قیصر و سرور کی  
ملکوتوں پر قبضہ کیا۔ ماہی۔  
ایک عالمی تصور ہے کہ زمین  
بھل کی پشت پر قائم ہے یعنی  
زمین سے آسمان تک تیرا  
مذہب پھیل جائے گا۔  
سلسلہ تاقیامت۔ قیامت تک  
کوئی نئی شریعت نہ آئے گی۔  
ہم تر کہ۔ وہ دو بزرگ جو ایک  
شیخ کے فیض ہوئے یعنی حضرت  
موسیٰ اور اخضر علیہ السلام  
وہم ایک ہی شریعت کے  
علم بردار اور پیغمبر ہیں۔ ہست  
قرآن جس طرح حضرت موسیٰ  
کی لٹھی نے جادو گروں کے  
اژدہوں کو بھل دیا تھا قرآن  
کفر کو بھل جائے گا۔ گفتہ۔ یعنی  
قرآن پاک۔



گرچہ باشی خفته تو در زیر خاک

اگرچہ تم مٹی کے نیچے سوئے ہوئے ہو

قاصداں را در عصابتِ ست

ارادہ کرنے والوں کو تہااری لاشی پر قابو نہیں ہے

تو بخفته نور تو بر آسماں

تم سوئے ہوئے ہو تہارا نور آسمان پر ہے

فلسفی و آنچه لوزش می کند

فلسفی اور اس کا حق جو کہ کرتا ہے

اچنماں کردوازاں فروز گفت

اشر قائلے، وہ کیا جو کہا اور اس سے بھی زیادہ

جان بابا چونکہ ساحر خواب شد

جان پدر! جب جادوگر سو گیا

ہر دو از گوش رواں گشتند گفت

دونوں (جادوگر) اس (باپ) کی قبر سے فرار ہوا

چوں بمصر از بہراں کار آمدند

جب اس کام کے لئے مصر میں پہنچے

اتفاق افتاد کاں روز و فرد

یہ اتفاق ہوا کہ پہنچنے کے دن

پس نشاں دادند شاں مرد بید

لوگوں نے ان کو ان کا پستہ بتایا

چوں بیامد دید در خرما بنان

جب وہ پہنچا تو کھجوروں میں دیکھا

بہر نازش بستہ اود و چشم سہر

نازیں وہ سر کی دونوں آنکھیں بند کئے ہوئے

اے بسا بیدار چشم و خفته دل

بہت سے بیدار آنکھ والے اور سوئے ہوئے

دل والے ہیں

چوں عصا اگر بوداں گفت پاک

(موسیٰ کے) عصا کی طرح وہ پاک کام باغیر سے تھا

تو بحسب اے شہ مبارک خفته

اے شاہ! تم سو جاؤ تہارا سو جانا مبارک ہے

بہر سیکار تو زہ کردہ کماں

تہاارے (دشمنوں سے) لڑنے کیلئے کمان پر تلوں چائے

قوس نور تیر دوزش می کند

تیرے نور کی کمان اس کو چھپ رہا اپنی ہے

اویخت و بخت اقبالش خفت

وہ (مصطفیٰ) سو گئے اور ان کا نصیب اور اقبال نسیا

کار او بے رونق دے آب شد

تو اس کا کام بے رونق اور بے اثر ہوا

تا بمصر از بہراں سیکار رفت

سخت جنگ کے لئے مصر کی جانب

طالب موسیٰ و جائے او شدند

(حضرت موسیٰ اور ان کی قیام گاہ کے طلبکار بنے

موسیٰ اندر زیر سخلے خفته بود

(حضرت موسیٰ کھجور کے درخت کے نیچے سوئے ہوئے)

کہ بروزاں سوئے نخلستان بکو

کہ جہاں نخلستان کی جانب تلاش کر

خفته کو بود بیدار جہاں

اس کو سو یا ہوا جو دنیا بھر کا بیدار تھا

عرش و فرشش جملہ در زیر نظر

عرش اور فرش سب اس کی نگاہ میں

خود چہ بیند چشم اہل آب گل

آپ دیکھ دالوں کی آنکھوں کی دیکھ سکتی ہے

اے چون صاحبِ حضرت موسیٰ  
کی نمونہ کے جادوگر مگر  
کی لاشی نہ خراشے اسی طرح  
آپ کی وفات کے بعد بھی  
معاظنین قرآن میں گڑبڑ کر سکیں  
گئے

اے فلسفی، محمد بنی فلاسفہ قرآن  
کے منزل میں لاندہ ہونے کے  
بارے میں جو اعتراضات کرتے  
ہیں نور محمدی ان کو پارہ پارہ  
کر دیتا ہے۔ آچنماں لاندہ قائلے  
نے جو جرمہ کے لئے آن کو مرت  
پورا ہی نہیں کیا بلکہ ان سے  
بھی زیادہ کیا خواب شد۔  
جادوگر کی غفلت کے وقت  
اس کے جادو کا اثر ختم ہو جاتا  
ہے۔

اے ہر دو یعنی دونوں جادوگر  
گوش یعنی اپنے باپ کی قبر  
سے درود آمد خرابان۔  
کھجور کے درخت خود چہ بیند  
دل کی آنکھیں وہ دیکھ سکتی  
ہیں جو جسم کی آنکھیں نہیں دیکھ  
سکتی ہیں۔



وانکہ دل بیدار دار چشم سر  
جو شخص بیدار دل رکھتا ہے، سر کی آنکھ  
گر تو اہل دل نہ بیدار باش  
اگر تو صاحب دل نہیں ہے، جاگتا رہ  
ور دلت بیدار شدی خوش  
اگر تیرا دل بیدار ہو گیا ہے، آرام سے سو جا  
گفت پیغمبر کہ خید چشم من  
پیغمبر نے فرمایا ہے کہ میری آنکھوں میں ہے  
شاہ بیدارست و حارس خفتگیر  
شاہ بیدار ہے، محافظ سو بھی گیا ہو  
وصف بیداری دل آ مثنوی  
لے معنی کو سمجھنے والے، دل کی بیداری کا وصف  
چون یزدنش کہ خفت او دراز  
جب انھوں نے اُن کو پر پھیلانے سوتے دیکھا  
ساحراں قصد عصا کردند و  
جادوگروں نے فرما لائیں کہ قصد کیا  
اند کے چوں پیشتر کردند ساز  
جب آگے (بڑھے گا) تو درازا قصد کیا  
آچنناں بر خود بلزید آں عصا  
لاٹھی نے خود بخود اس طرح جھنجھری لی  
بعد از اں شد از دبا و حمل کرد  
اُس کے بعد وہ اُڑا دیں گئی اور اُس نے حلا کر دیا  
رود را قنادن گرفتند از نہیب  
خوف سے انھوں نے نہ کے بل گرنا شروع کر دیا  
پس یقیناں شد کہ بہت آسماں  
قوان کو یقین ہو گیا کہ وہ (طاقت) آسانی ہے

گز خید بر کشاید صد نصر  
اگر سو جائے، سو چٹائیاں کھل جاتی ہیں  
طالب دل باش و در پیکار باش  
دل کا طالب بن، اور (نفس سے) بڑھا رہا  
نیست غایت ناظر از مفت و ش  
سات (آسائش) اور نعم (چھتوں) سے تیری غایت  
لیک کے خید دلم اندر دکن  
لیکن نیند میں میرا دل کب سوتا ہے؟  
جاں فدائے خفتگان دل بصیر  
بیدار دل، سوتے ہوؤں پر جان قربان ہے  
می نگیند در ہزاراں مثنوی  
ہزاروں مثنویوں میں بھی نہیں سہا سکتا  
بہر زودی عصا کردند ساز  
انھوں نے لاشی پڑانے کی تیار ہی کی  
کز پیش باید شدن وال ار بود  
کہ پیچھے سے جانا چاہیے اور اُس کو آرائینہ چاہیے  
اندر آمد آں عصا در اہتر از  
وہ لاشی مسرعت میں آگئی  
کاں دوبر جا خشک گشتند از وجا  
کہ وہ دونوں خوف سے (اپنی) جگہ پر خشک ہو گئے  
ہر دو آں بگم بختند و روی زرد  
دونوں بھاگے اور اُن کا چہرہ سہرہ زرد تھا  
غلط غلطان منہ زرم در نہ شب  
لوٹنے پر روتے ہر گز میں پسپا ہوتے ہوئے  
زانکہ می دیدند حد سحر اس  
اسلئے کہ انھوں نے جادوگروں کی انتہا کو دیکھا تھا

لے دیکھا کہ میری دل کی  
آنکھیں حاصل کرنے کے لئے  
جدد جہد کر بہت کوشش میں  
ساتوں آسمان اور چٹائیاں  
شاہ بیدار اگر شاہ بیدار ہے تو  
چوکیدار کے سوجانے سے کوئی  
نقصان نہیں پہنچ سکتا۔  
دل بیدار شاہ کے ہے۔  
لے خفتگان یعنی جکی آنکھیں  
سوجاتی ہیں اور دل بیدار  
رہتا ہے آنکھوں نے فواید کی  
آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار  
رہتا ہے معنی وہ شخص جو  
معنی اور حقیقت کا طالب ہو  
لے بدیدندش اُن دونوں  
جادوگروں نے حضرت موسیٰ  
کو دیکھا۔ اجتراز متحرک ہو کر  
دبا خوف جھنجھکی والی  
نہیب خوف، گہریم پسپا۔



پس ازین رو علم سحر را موقت  
لہذا اس حیثیت سے آباد کا علم سیکھنا  
بہر تمیز حق از باطل نکوست  
حق کو باطل سے جدا کرنے کے لئے اچھا ہے  
بعد از اں اطلاق و تشاں شد پند  
اُس کے بعد اُن کو دست آئے اور بخار آگیا  
پس فرستادند مردے در زماں  
نواحوں کے غور ایک آدمی بھیجا  
کا متحاں کر دیکم مارا کے رسد  
کہ اس نے آزمایا، ہمیں کب حق تھا  
مجرم شایم و مارا عذر خواہ  
ہم شایم مجرم ہیں، ہمارا عذر خواہی کر دیجئے  
در گذر از ما کہ ما کر دیکم بد  
ہم نے بڑا کیا، ہمیں مساف کر دیجئے  
عفو کرو و در زماں نیکو شدند  
انھوں نے مساف کر دیا اور وہ غور اچھے ہو گئے  
گفت موسیٰ عفو کروم اے کرام  
حضرت موسیٰ نے فرمایا: نظر فرمائیے میں نے کیا  
مرن شمارا خود ندیدم اے دیوار  
اے دوستو! (گویا) میں نے تمہیں دیکھا ہی نہیں  
ہمچنان بیگانہ شکل و آشنا  
اسی طرح (بظاہر) اسی صورت اور (باطل) اوست  
اچہ باشد مر شمارا از فتوں  
تمہارے پاس جو بھی کرتے ہوں

نیت ممنوع و حسام و مہتہن  
ممنوع اور حسام اور ذیل نہیں ہے  
سحر کردن شد حرام اے مرد دوست  
اے دوست! جادو کرنا حرام ہے  
کار شاں تانزع و جاں کنند سید  
اُن کا معاملہ نزع اور جاں کنی تک پہنچ گیا  
سُخنے موسیٰ از برائے عذراں  
(حضرت موسیٰ کے پاس اس کی منعت کیلئے  
امتحان تو اگر بنو و حسد  
آپ کے آدھے کا، اگر حسد نہ ہوتا  
لے تو خاصاں لخاص در گاہ الہ  
آپ خدا کی بارگاہ کے خاص اخص ہیں  
لے ترا الطاف و فضل لے عذ  
اے وہ کہ آپ کی مہربانیاں اور نیکوئی بے شمار ہے  
پیش موسیٰ بر زمین سمری دند  
(حضرت موسیٰ کے سامنے سر جھکتے تھے  
گشت بردوخ تن و جان حرام  
تمہارا جسم اور روح و تن و جان پر حرام ہو گئی ہے  
اعجمی سازید خورا ز اعتذار  
مذہب خواہی سے اپنے آپ کو گھٹا بناؤ  
در نبر و آئید پیش بادشاہ  
بادشاہ کے سامنے مقابلے پر آ جاؤ  
جمع آرید از درون داز برون  
اندہ اور باہر سے اکٹھے کر لو

لے ہیں اگر کوئی شخص جادو  
اس طرح سے سکے کہ وہ سحر  
اور مجرہ میں فرق کر سکے اور  
باطل کو حق سے ممتاز کر سکے  
تو یہ جائز ہے لیکن جادو کرنا  
مطلقاً بہر صورت ناجائز اور  
حرام ہے۔ اطلاق دوستوں  
کا جاری ہو جانا۔ کا امتحان۔  
ہم نے آزمانا چاہا تھا اور  
وہ بھی جسکی بنا پر تھا۔  
لے مجرم شایم چونکہ ہم  
نے اللہ کے رسول کا مجرم  
کیا ہے لہذا ہم نے اللہ کا  
ہی مجرم کیا ہے۔ نیکو شدند  
یعنی اُن کا بخار اور کشتوں  
کی بیماری نازل ہو گئی گفت  
یعنی چونکہ تم ایمان لے آئے

ہو  
لے سن شہا حضرت موسیٰ  
نے اپنی دونوں جادوگریوں  
سے فرمایا کہ فرعون سے اپنی  
اور میری ملاقات اور اپنی  
عذر خواہی وغیرہ کا ذکر نہ کرنا  
اور بالکل انہی ہی کفر و فحش  
کے سامنے میرے مقابلے پر  
آنا اور ہر طرح کے کرب کرنا  
بیگانہ شکل یعنی بظاہر اسی  
پنے رہنا اور آشنائی کو پردے  
میں رکھنا۔



جمع آمدن ساحران از مدائن پیش فرعون و تشریف اورد

فرعون کے سامنے جاو گروں کا جمع ہونا اور اس کی جانکے نلقین پانا اور اس  
یافتن دست بر سینه و زدن بر خصم او کہ اس کار را دفع بر مانوس  
تھے مخالف کو منسوب کر کے تھے سینہ پر ہاتھ مارنا کہ اس کام کی ممانعت ہمارے ذمہ لکھوے

پس زمیں را بوسہ دادند و شدند  
پھر انھوں نے زمین کو بوسہ دیا اور ملا ہو گئے

تا بفرعون آمدند آں ساحران  
وہ جاو کر فرعون کے پاس آئے

وعدہ ہاشاں کرد و پیشین ہم بداد  
ان سے وعدہ کے اور پیشگی بھی دے

بعد از اٹال گفت میں اسباق  
اس کے بعد میں نے کہا اگاہ: اے ابرو!

برفشام بر شما چندیں عطا  
تم پر اس قدر عطا نہ کر دوں گا

پس بگفتندش باقبال تو شاہ  
تو انھوں نے کہا کہ اے شاہ! آپ کے اقبال

ما دریں فن صغیریم و پہلوان  
ہم کہ سن میں صغیر ہیں اور پہلوان ہیں

ذکر موسیٰ بند خاطر ہاں شد دست  
موسیٰ کا ذکر دلچسپ و کاغذ چاہے

ذکر موسیٰ بہر رو پوش ست لیک  
موسیٰ کا تذکرہ منہ چھانے کے لئے ہے لیکن

موسیٰ و فرعون درستی گشت  
موسیٰ اور فرعون تیرے وجود میں ہیں

تا قیامت ہست از موسیٰ نتاج  
موسیٰ کا مسلسل قیامت تک کے لئے ہے

انتظار وقت فرصت می بندند  
فرصت کے وقت کے منتظر تھے

داو شاں تشریف ہائے بیکراں  
اُن کو میں نے ناقہ دار غلتیں دیں

بنو گان اسیان نقد و جنس زاد  
نظام اور گھوڑے اور نقد اور جنس اور نوحہ

گرفزون آسیدان در امتحاں  
اگر تم امتحان میں بازی لے گئے

کہ بدزد پردہ جو دو سخا  
کہ بخشش اور عطا کا پردہ پاک ہو جائیگا

غالب آئیم و شود کارش تباہ  
ہم جیتیں گے اور اسی (موسیٰ) کا کام تباہ ہو گا

کس ندارد پائے ما اندر جہاں  
ہمارا ہم ز تہ دنیا میں کوئی نہیں ہے

کایں حکایت ہاست کہ پیشین بدست  
کیونکہ اس قسم کے قصے پہلے ہی ہوئے ہیں

نور موسیٰ نقد گشت امر و نیک  
اے بھلے آدمی! موسیٰ کا نور تیرا مقصود ہے

باید ایں دو خصم اور خوش جہت  
ان دو مقابل شخصیتوں کو اپنے اندر کش کر لیتا

نور دیگر نیست دیگر شد سراج  
نور دوسری نہیں ہے چراغ دوسرا ہے

لہ قریباً غلتیں در قمر  
خصم او یعنی حضرت موسیٰ  
پر غالب آنے کے بارے  
میں متفقہ یعنی حضرت  
موسیٰ کے پاس سے روایت  
ہو گئے۔ انتکار یعنی منتظر  
تھے کہ کوئی وقت آئے تو  
ہم حضرت موسیٰ پر ایمان کا  
اظہار کر دیں۔ سابقان۔  
بازی لے جانے والے۔

لہ غزوں آئید یعنی اگر تم  
حضرت موسیٰ پر غالب آؤ  
گے۔ کہ بدزد۔ یعنی اس قدر  
دون کا جو حد سے بڑھا ہوا  
ہو گا۔ کارش۔ یعنی حضرت  
موسیٰ کا کام۔ صغیریم۔ یعنی  
ہم صغیر ہیں۔ پائے۔  
ہمارا مرتبہ جو کہ موسیٰ حضرت  
موسیٰ اور فرعون کے قصے سے  
دلچسپ پیدا ہو رہی ہے لیکن  
مقصود محض نقد لکھ کر نا پس  
ہے قصہ تو پڑتا ہے۔

لہ ذکر موسیٰ اس قصہ کے  
ماتحت جو حقائق ہیں وہ مقصود  
ہیں قصہ تو محض آؤ کے لئے  
ذکر کیا گیا ہے مقصود اصلی تو  
وہ نور ہے جو حضرت موسیٰ کو  
عطا کیا گیا تھا تا قیامت۔  
برخی کا نور امت کے کسی  
دلی میں منتقل ہوتا رہتا ہے  
اور جس صفت خاص کا کوئی  
نئی مربوط ہوتا ہے اسی  
صفت کا کوئی دلی بھی مربوط  
ہوتا ہے۔



لے ایں سفال باخشاں

بدلتے ہیں اور اُس منصب قدر  
کا نور خود منتقل ہوتا رہتا ہے۔  
شیشہ یعنی تعینات گم شوی  
وعدت حقیقی ہاتھ سے چھوٹ  
جاتے گی۔ اور کثیر تعینات  
پر نظر تعدد اور دوئی کا سبب  
ہے اگر شیشہ مقصود نہ ہو بلکہ  
نور پر نظر ہو تو وعدت حقیقی  
نظر آئے گی۔ اور نگاہ مومن  
اور کافر کا نقطہ نگاہ چونکہ  
جدا گاہ ہو گیا اسی لئے اُن  
میں اختلاف پیدا ہوا۔

لے مقدر وجود چونکہ انسان  
خلیفۃ اللہ ہے لہذا وہ وجود

کائنات کا مغز اور خلاصہ

ہے۔ پس اس حکایت کا

مقصد یہ ہے کہ ایک چیز

کے دیکھنے کے جب زاویے

بدل جاتے ہیں تو اختلاف

پیدا ہو جاتا ہے۔ ہاتھی کو مختلف

لوگوں نے مختلف زاویوں سے

دیکھا تو اُن کے عقیدے میں

اختلاف پیدا ہو گیا۔ جنود

ہندوستان کے رہنے والے

مولانا ہندوستانی مسلمانوں

کو بھی نقطہ ہنود سے تعبیر کرتے

ہیں۔ ہندوستان کا ہاتھی مشہور تھا

تھو دیدلش اندھیرے میں

آنکھ سے دیکھنا ممکن نہ تھا

اس لئے ہاتھی پر ہاتھ پھیر

کر دیکھ رہے تھے غرقوم۔

ہاتھی کی سونڈ پڑنا لے....

... سے مشابہ ہے۔ تا وہاں

پرناں۔ بادبزین پٹکا افروشی

مجھے بالکل ہاتھی کے کان

کی طرح جوتے ہیں عمود

ستون۔ تخت۔ ہاتھی کی کر

ایں سفال و ایں قیلہ دیگر است

یہ دیوہ اور یہ بنی دوسری ہے

گر نظر دیشہ داری گم شوی

اگر تُو نے شیشہ پر نظر رکھی تو گم ہو جائے گا

وَر نظر بر نور داری داری

اگر تُو نور پر نظر کرے گا، نجات پا جائے گا

از نظر گاہ است اے مغرور وجود

اے غلامِ کائنات! نقطہ نظر کی وجہ سے ہے

اختلاف کردن در چگونگی و شکل

اندر حیرات میں ہاتھی کی شکل اور کیفیت میں اختلاف

پیل اندر خانہ تاریک بود

ہاتھی ایک اندھیرے گھر میں تھا

از برائے دیدش مردم بے

بہت سے لوگ اس کو دیکھنے کے لئے

دیش با چشم حوں ممکن نبود

چونکہ اس کا آنکھوں اتنے دیکھنا ممکن نہ تھا

آں یکے راکف بحر طوم اوقا

ایک کا ہاتھ سمندر پر پڑا

آں یکے را دست برگوشش سید

ایک کا ہاتھ اُس کے کان پر پہنچا

آں یکے راکف چو برپایش لبود

ایک کا ہاتھ جب اس کے پیر پر لگا

آں یکے بر پشت او نہاد دست

ایک نے اُس کی کمر پر ہاتھ رکھا

ہمچنین ہر یک بحر وے کو رسید

اس طرح ہر شخص جو کسی ایک عضو تک نہ پہنچا تھا

پیل اندر را آورده بودندش ہنود

ہندوستانی اُس کو پیش کرنے کے لئے لائے

اندر اں ظلمت ہی شد ہر کسے

ہر شخص اندھیرے میں گم ہو گیا

اندر اں تاریکیش کف می لبود

اندھیرے میں اُس پر ہاتھ پھیلتا تھا

گفت ہچونا و دانست ایں نہا

اُس نے کہا، یہ جسم پڑنا لے کی مانند ہے

آں بروچوں بادبزین شد پدید

اُس کو روہ پتھری کی طرح معلوم ہوا

گفت شکل پیل دیدم حوں عمود

اُس نے کہا میں نے ہاتھی کو ستون جیسا دیکھا

گفت خود ایں پیل چوں بدست

اُس نے کہا یہ ہاتھی تخت کی طرح ہے

فہم آں می کرد ہر جامی شنید

جہاں کہیں (ہاتھی کا نام) سنتا وہی خیال کرتا

۱۲۸



از نظر گرفت شاں شد مختلف

ان کی بات نقطہ نظر کی وجہ سے مختلف ہوگی

در کف ہر یک اگر شمعے بدے

ہر ایک کے ہاتھ میں اگر شمع ہوگی

چشم خشن بچوں کف تست و بس

جن کی آنکھ صرف ہاتھ کی پیم کی طرح ہے

جسم دریا دیرست و کف در

دریا کا دوجہ دور ہے اور جھاگ اور ہیں

مجنش کفہا ز دریا ر فز و شب

شب در درجہ جاکوں کی حرکت دریا کی وجہ سے ہے

ماچو شتیا بہم برمی نیم

ہم کشتیوں کی طرح آپس میں ٹکرا رہے ہیں

لے تو درشتی تن رفتہ بکواب

اے وہ جسم کی کشتی میں سویا ہوا ہے

آب را آبست کو می اندش

پانی نے لے لے ایک پانی ہے جو اس کو ہلاتا ہے

موسئ و عیسیٰ کجا بعد کا قباب

حضرت موسیٰ و عیسیٰ کہاں تھے جبکہ سورج نے

آدم و خوا کجا بند آں زماں

اس وقت حضرت آدم اور خوا کہاں تھے

ایں سخن ہم ناقص ست و ابتر

یہ بات بھی ناقص اور اوجھری ہے

گر بگویم زان بلغز و پائے تو

اگر میں اس کے بے میں کہوں تیرے پیر میں کجا

آں کے دالش لقب ایں الف

اس ایک نے اس کو دال کا لقب دیا، بے الف کا

اختلاف انکف شیاں پس شے

قرآن کی باتوں سے اختلاف دور ہو جاتا

نیست کف ابر کل اود ترس

تھیل کی اس کے مجرم پر بھی نہیں ہے

کف ہل وز ویدہ در دریا نکر

جھاگ کر چھوڑا اور آنکھ سے دریا کو دیکھ

کف ہی بینی و دریا نے عجب

نفس ہے تو جھاگ کو دیکھتا ہے اللہ پاک نہیں

تیرہ چشم و در آب رو نیم

ہم اندھی آنکھوں والے ہیں اور صاف زبانی ہیں

آب را دیدی نکر در آب

تو نے پانی کو دیکھ لیا، پانی کے پانی کو دیکھ

روح را روحے ست کو می خواندش

روح کی ایک روح ہے جو اس کو ہلاتی ہے

کشت موجودات را می دا و آب

موجودات کی کشتی کو پانی دیا

کہ خدا آفلند ایں زہ در کماں

جبکہ خدا نے کمان پر یہ چکر چڑھایا

آں سخن کہ نیست ناقص اس سر

جواب ناقص نہیں ہے، وہ اوجھری ہے

وزنگویم ہیچ ازاں لے وائے تو

اور اگر ہمیں سے کچھ بھی نہ کہیں تو تجھ پر افسوس ہے

ذات کی قدرت کا بیان ہے کہ وہ ذات قدیم ہے کہ تقدیر میں کائنات کو حیات بخش تھی۔ اس سخن میں ذات حق کی

جو تعالیٰ ہونے کی ہیں اس نے خود خداوند تعالیٰ نے اپنے لئے جو تعالیٰ ذاتی ہیں وہ ہیں۔ مگر گویم۔ اب اگر خدا کے

ان کی ذات و صفات کر بیان کیا جائے تو ایسی مثال پہلے حال کے اور اگر کمال کا بیان کر دیا جائے تو یہ بھی خوشنماک بات

لہ

آن کے چونکہ احمی کا تصور

سکے ذہنوں میں مختلف تھا

اس لئے انہوں نے افس کو

مختلف عبارتوں سے تعبیر کیا

کسی نے ظاہر اس کو دال کہا تو

کسی نے اس کو الف کہا۔

۱۱۱ چشم حق۔ انسان کی

حسی آنکھ ان لوگوں کی تھیل

کی طرح ہے جیسے ان کی تھیل

کی دست و پدے احمی پر

ذاتی ہی طرح یہ ظاہری آنکھ

کسی چیز کی پوری حقیقت کو

نہیں دیکھ سکتی ہے کف دگر

مولانا کف و ت سے کف

دریا کی طرف منتقل ہو گئے ہیں

اور مقصود وہی ہے کہ حقیقت

فنا می ہوتی چاہئے ذکر ظاہر

پرستی جسم دریا یعنی وجود روح

کف یعنی جسم منصری چشم

کہنا۔ انسانی جسم روح کی

وجہ سے متحرک ہیں لیکن نہیں

کہ انسان تنہا برتری کرتا رہتا

ہے اور روح سے غفلت

برتا ہے۔

۱۱۲ آچر کشتیاں۔ اجسام کو

پہلے کف دیا سے تعبیر کیا تھا۔

اب ان کشتیوں سے تعبیر کیا جو

آب روشن۔ روح۔ آے تو اگر

انسان کو روح کا شاہد ہو گیا

ہے تو اب اسکو آگے قدم چھوڑ

نات جن کا شاہد کرنا چاہئے۔

آب۔ روح کا شواہد،

ذات حق۔ آبست یعنی روح

کیلئے انما حیات کو نہایت

موتی و مہر۔ انما حیات کو نہایت



لے بستہ پانی عوام تقلید کی  
دولت میں بچنے ہوئے ہیں اور  
مہنات کے بیان پر یقین کے  
بغیر یقین کے اظہار کے لئے  
گھاس کی طرح سر ہلانے لگے  
ہیں۔ ایک عوام تقلید سے  
تحقیق کی طرف منتقل ہو سکے  
لئے جتنی نہیں کرتے ہیں یا  
کم از کم تقلید کی کو ترک کرتے  
ہیں چوں کہ غنی جیسا انسان سفل  
زندگی کا مادی ہوتا ہے تو  
اس کے لئے اس زندگی کو چھوڑنا  
مشکل ہو جاتا ہے۔

تھو جوت حیات اگر اس  
ہی سفل زندگی کو خیر باد کہہ دے  
تو وہ دل کی دنیا میں پھنسا کر  
دست مائل کر سکتا ہے۔ خیر  
خواہ بہت کچھ تک لذت  
نہاں نہیں مٹی میں دایہ کو پشیا  
رہتا ہے جب فنا میں ملے  
گئی ہیں تو اس سے بے نیاز  
ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان  
جب تک — مالم سفل ہے  
پیشا ہوا ہے اس کا لذت سے  
بے خبر ہے جب وہ لذت پس  
ہوئے لگے تو مالم سفل کو نکلا  
بھر کر میں نہ دیکھے گا۔

تھو بستہ بیچ زمین سے نذا  
ماصل کرتا ہے، اسی طرح انسان  
مالم سفل سے نذا مصل کرنے  
کا مادی ہو گیا اس کا مکمل مصل  
نذا ہے جو دل اور روح کی  
نذا ہے جو مالم ملکوت سے مصل  
ہوتی ہے۔ تربت حکمت تو دل  
کی غذا حکمت اور بندہ مغلط  
سے مصل کرے، تاکہ اشتاقل  
میں وہ نور پر شیدہ ہے جو اس  
نذا ہے جو مستعد اور پید ہو جائے

وہر بگویم در مثال صورتی

اگر میں کسی صورت کی مثال میں (اکل شفا) بتاؤں  
بستہ پانی چوں گیاہ اندر زمین  
و گھاس کی طرح زمین میں پاستہ ہے  
لیک پایت نیست تا نقلے گنی  
لیکن تیرے پاؤں نہیں میں کہ تو منتقل ہو جائے  
چوں گنی پار حیات تیریں گلست

تو پاؤں کیسے نکال سکتا ہے تیری زندگی اسی خوشی سے  
چوں حیات از حق گیری آروی  
لے سیراب جب تواسہ اقلے سے زندگی مائل کر گیا  
فاریغ و مستغنی از گل سوائے دل  
مٹی سے فارغ اور بے نیاز ہو کر دل کی طرف  
شیر خوارہ چوں زوایہ باسند

دوہ چتا چہ جب دایہ سے تعلق توڑتا ہے  
بستہ شیر زینی چوں خوب  
بجوں کی طرح تو زمین کے دوہ سے وابستہ ہے  
قوت حکمت خور کہ شد نور تنیر

دانا کی غذا کما، کیونکہ وہ چپ ہوا نور ہے  
تا پذیرا گردی اے جاں نور را  
اے جان: تاکہ تو نور کو قبول کر نہ لاپرواہی جائے  
چوں ستارہ سیر بر گردوں گنی

تو ستارے کی طرح آسمان پر سیر کرے  
آل چیاں کن نیست بہت آمدی

اسی طرح جیسے تو دم سے وجود میں آیا ہے

برہماں صورت بچپی اے فتنے

اے نوجوان! تو اسی صورت پر چپک جائے گا

سے نہ بچنا بی بسا اے بے یقین

بغیر یقین کے ہمارے سر ہاتھ ہے

یا مگر یارا زیں گل بر کنی

یا تو اس مٹی سے پاؤں باہر نکال لے

اس حیات را روش بس مشکلست

تیری اسی زندگی کے لئے رواں بہت مشکل ہے

پس غنی گردی زر گل در دل دی

تو مٹی سے بے نیاز ہو جائیگا، دل کی دنیا میں بھی بیگنا

می روی بے قید و محراز اہل گل

بغیر پابندی کے اور مٹی والوں سے آزاد ہو کر اہل گل

لوت خوارہ شد مرا ورامی ہلد

خوارہ بن گیا اور اسی (ایہ) کو چھوڑ دیتا ہے

جو فطام خوشی از قوت القلوب

دل کی حرکت کے ذریعہ اس دوہ کو چھوڑ کر خوشی کر

لے تو نور بے حجب را نا پذیر

لے وہ کہ تو بے حجب نور کو نہ قبول کر سکے والا ہے

تا بہ بینی بے حجب مستورا

تاکہ تو مجھے ہونے کو بغیر ہٹوں کے دیکھ لے

بلکہ بر گردوں سفر بے چوں گنی

بلکہ آسمان پر تو بے کیف سفر کرے

ہیں گویا آمدی مست آمدی

ہاں بتا کیسے آیا ہے! تو بے ہوش آیا ہے

پر ہوا دست اے غذا مائل ہونے لگے گی۔ تا بہ بینی۔ روز رفتہ روز مستعد و پید ہو جائے گی جس سے مشاہداتی مائل ہو جائے گا۔

چوں ستارہ پھر مالم ملکوت کی سیر مائل ہو جائے گی۔ آجھاس۔ عالم ملکوت کی طرف تمہارا دعویٰ مغربی میں ہو گا جس میں ہاں عالم ہے

اس عالم کی طرف نزول مغرب ہو لیکن یہ مغرب تمہاری خوشی میں ہو گا اس لئے تمہیں وہ مغرب لے آئے گا جس کے طرکے راستے یاد ہیں۔



راہ ہائے آمدن یاد نہ ماند  
تجھے آنے کے راستے یاد نہیں رہے  
ہوش را بگذار و آنکہ ہوش دار  
ہوش کو چھوڑ دے، پھر ہوشیار بن جا  
نے گویم ز آنکہ تو خسامی ہنوز  
کیا میں نہیں کہہ رہا ہوں کہ تو ابھی کچھ ہے  
ایں جہاں چو درخت اے کرام  
لے بزرگوار، درخت کی طرح ہے  
سخت گیر و خاہما مر شاخ را  
بلوں کی گرفت شاخ پر سخت رہتی ہے  
چونکہ سخت و گشت شیریں گزراں  
جب تک تیرا اور موتیوں کو چپکانے والا شیریں بیگا  
چوں اڑاں اقبال شیریں شد رہا  
جب اس خوش نصیب کی وجہ سے زندہ رہتا ہوا ہے  
سخت گیری و تعصب خامی ست  
سخت گیری اور تعصب کچھ نہیں ہے  
چیز دیگر ماند آتا گفتنش  
دوسری چیز وہ جتنی لیکن اس کا بتانا اور کام نہیں ہے  
نے تو کوئی ہم بگوش خوشستن  
نہیں، تو خود ہی اپنے کان میں کہے گا  
ہیچو آں وقتے کہ خواب اندر روی  
جساکر جب تو سو جاتا ہے

لیکے مے بر تو بر خواہیم خواند  
لیکن میں تجھے ایک اشارہ کرتا ہوں  
گوش را بر بند و آنکہ گوش دار  
کان کو بند کر لے پھر کان دکھا  
در بہاری و ندیدستی تموز  
تو موسم بہار میں ہے اور تو نے موسم گرما نہیں  
ما بر و چوں میوہائے نیم خام  
(اور) ہم اس پرادہ کچے پھل کی طرح ہیں  
زانکہ در خامی نشاید کاخ را  
کیونکہ کچے پن میں (شاہی محل کے) قلعے نہیں ہوتے  
سست گیر و شاخہا را بعد از  
اُنکے بعد شاخوں سے گرفت ڈھیل کر لیتا ہے  
سر و شد بر آدمی ملک جہاں  
دنیا کا ملک انسان کے لئے بے وقعت ہوتا ہے  
تا جینی کارخوں آشامی ست  
جب تک تو پیٹ کا پیسہ ہے (تیرا) کام خون پہناتا ہے  
با تو روح القدس گویدےش  
وہ تجھے روح القدس بتائے گا نہ کہ میں  
بے من و بے غیر من اے ہم تو من  
میرے اور میرے غیر کے علاوہ لے وہ کہ تو میں ہے  
تو پیش خود بہ پیش خود شوی  
تو اپنے آگے سے خود اپنے آگے جاتا ہے

خلیقہ واقعی کے دوسرے لامک مراد میں آتے۔ فرماتے ہیں کہ وہ بائیں زمیں بتاؤں گا نہ کوئی فرشتہ بلکہ خود تجھے  
وہ مقام حاصل ہوگا کہ تو خود اپنے آپ کو بتائے گا۔ اے ہم تو من۔ یعنی تو میرے لئے ایسا ہے کہ من و تو کا  
امتیاز ختم ہو گیا ہے۔ پتھر۔ یہ بات کہ ایک مقام پہنچ کر اسرار خداوندی کے بارے میں انسان خود کہنے  
والا اور خود سننے والا۔ ————— بن جاتا ہے اس کو اس خال سے سمجھاتے ہیں کہ خواب کی حالت میں  
جب انسان ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف جاتا ہے تو یہ مقامات خار میں نہیں ہوتے میں خود  
اس کے اندر ہوتے ہیں تو گویا کہ وہ پہلے والا خود اپنے پاس سے چل کر اپنے پاس گیا ہے۔

لے ہوش را بگذار اگر تم نہیں  
آنے کے سفر کی باتیں یاد کرنا  
چاہتے ہو تو حساسانی اور آدمی  
بہوش روح کو ختم کر کے  
رومانی ہوش اختیار کرو اور  
ان جہانی قانون کو بند کر کے  
روح کے کان کھول لو پھر  
تصنیع باتیں یاد آجائیں گی اور  
عبداللہ کی کھار مشن لوگے  
نے گویم میں نے تصنیع بتا دیا  
کہ تم میں ابھی غمازی ہے تم نے  
دنیا کی بہار دیکھی ہے مجاہدات  
کی گری نہیں ہوئی ہے۔  
ایں جہاں۔ انسان اور دنیا  
کی خال سخت اصل کی سی  
ہے پھل جب تک کچا ہوتا ہے  
شاخ سے اس کا جوڑ مضبوط اور  
سخت ہوتا ہے جن جوں وہ  
پکنا ہے شاخ کا اور اس کا تعلق  
کمزور ہوتا جاتا ہے۔ اسی طرح  
خام انسان دنیا کو چٹا رہتا ہے  
اگر اس میں پختگی آجاتی ہے تو دنیا  
سے تعلق کمزور ہوتا ہے۔

اجینی پیٹ کا پتھر جب تک  
پیٹ سے چٹا ہوا ہے اس کی  
خدا غن ہے جب وہ باہر نکلتا  
ہے تو پھر وہ دودھ پیتا ہے جو  
بہترین غذا ہے اسی طرح جب  
تک انسان دنیا سے چٹا ہوا ہے  
اس کی خدا غن جیسی خوش چیز  
رہتی ہے۔

چیز دیگر کچھ اسرار تو میں نے  
بتا دیے لیکن کچھ ایسے میں کہ میں  
نہیں بتا سکتا ہوں وہ تجھے  
روح القدس بتاے گا یعنی اللہ  
سے مراد یہاں جبریل نہیں ہیں  
کیونکہ ان کا کہنا اور بتانا تو فرشتہ  
انبیاء کے ساتھ خاص ہے بلکہ



لے بشتی۔ انسان خواب  
میں سنتا ہے کوئی دوسرا  
اُس سے باتیں کر رہا ہے  
مالا مکدہ کوئی دوسرا نہیں  
ہے بلکہ وہ خود کہہ رہا ہے اور  
خوش رہا ہے۔ اُن کوئی -  
آنے والے کے مختلف مقامات  
مناظر اور حکم کا امتیاز، یہ  
سب کچھ خود انسان کے لئے  
موجود ہے۔ انسان بظاہر  
عالم صغیر ہے لیکن فی الواقع  
یہ عالم کبیر ہے۔ انسان کی  
شخصیت سینکڑوں شخصیتوں  
کا مجموعہ ہے اور گہرا سمندر  
ہے۔

لے خود انسان بیداری اور  
خواب کی حالت میں یکے کے بعد  
شخصیت ہے۔ دم مزین اُن  
اُسرار کے بارے میں انسان  
کو خاموشی اختیار کرنی چاہیے  
جب تک خدا اشرقانی اُن  
کو ظاہر نہ فرمادے۔ مگر یہ  
اُسرار تحریر و تقریر میں نہیں  
سہا سکتے تو تم تقابل کھلا ہو آہا  
جب تک یہ مقام اشرقانی  
کی طرف سے نہ آجائے اُس  
وقت تک اُن اُسرار کے بارے  
میں خاموشی اختیار کرنی چاہیے  
روح یعنی مرشد۔

لے آشنا بگزار یعنی اپنے  
دعوت ترک کر دے اور مرشد کا  
سہارا لے لے چو کُناں -  
حضرت نوح کے ارشاد کُناں  
نے سہارا پسند نہ کیا تو تباہ  
ہوا۔ بابا یعنی حضرت نوحؑ  
بیتیں بنائیں۔

بشتوی از خویش و پنداری فلاں  
تو اپنی طرف سے سنتا ہے اور خیال کرتا ہو کہ فلاں  
تو کے تو نیستی اے خوش رفیق  
اے آچھے دوست! تو ایک نہیں ہے  
اُن توئی زلفت کے اُن نہ صد کوشش  
وہ تیری موتی شخصیت جو تیرا نوازا ہے  
خود چم جائے خد بیداری و خوا  
بیداری اور نیند کا خود کی تمنا ہے  
دم مزین تا بشتوی از دم زناں  
دم نہ مارا تاکہ تو دم مار نہی اور اسے سن لے  
دم مزین تا بشتوی ز اُن آفتاب  
دم مت مار تاکہ تو اُس آفتاب سے سن لے  
دم مزین تا بشتوی ز اُن مہ لقا  
دم مت مار تاکہ تو سن لے اس ماہ رخ سے  
دم مزین تا بشتوی اُسرار حال  
دم مت مار تاکہ تو حالت کے اُسرار سن لے  
دم مزین تا دم زندہ بہر تو روح  
دم نہ مار تاکہ تیرے لئے نوح کے  
ہمچو کُناں کا شناسی کرواؤ  
کُناں کی طرح (دُنب) کروہ تیرا تھا

باتواند خواب گفتست اُن نہاں  
وہ پوشیدہ راز خواب میں تجھ سے کہا ہے  
بلکہ گردونی و دریائے عمیق  
بلکہ تو آسان ہے، اور گہرا سمندر ہے  
قلزم ست مغرور گاہ صد توست  
سمندر ہے اور تیری شخصیتوں کو لب جلیق  
دم مزین واللہ اعظم بالصواب  
خاموش ہو جا، اور اللہ بہتر جانتا ہے  
انچہ ناید در بیان و در زباں  
وہ جو بیان اور زبان میں نہیں سہا سکتا ہے  
انچہ ناید در کتاب و در خطاب  
وہ جو کُتھے اور بیان کرنے میں نہیں آسکتا  
الصلا اے پاکبازاں الصلا  
آؤ، اے پاکبازو! آؤ  
از زبان بے زباں کہ تم تعال  
بے زبان کی زبان سے کہ کھڑا ہو، آجا  
آشنا بگزار در کشتی نوح  
تیرا چمڑے، نوح کی کشتی میں آجا  
کہ نوحا ہم کشتی نوح غدو  
کہیں دشمن نوح کی کشتی پسند نہیں کرتا ہوا

دعوت کردن نوح علیہ السلام پسرا و سرکشیدن او کہ  
حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹے کو بلانا اور اس کی سرکشی کرنا کہیں  
کہ بر سر کوہ روم و چارہ گنم و منت تو نکشیم  
بہار روم چڑھ جاؤں گا اور تیرے کرلوں کا اور تیرا احسان نہ اٹھاؤں گا

ہیں بیا در کشتی بابا شیں  
خبردار! آجا باد کی کشتی میں بیٹھ جا  
تا نگر دی غرق طوفان آہیں  
اے ذلیل! تاکہ تو طوفان میں نہ ڈوبے



گفت نے من آشنائے موتم  
اس نے کہا نہیں میں نے تیرا سیکھا ہے  
ہیں مکن کایں موج طوفانِ بلا  
خبردار ایسا نہ کرو کیونکہ یہ موج بلا کا طوفان ہے  
بادِ قہرست و بلائے شمع کش  
یہ تیر کی ہوا ہے اور شمع کو بجھانے والی بلا ہے  
گفت نے رستم برآں کوہ بلند  
اس نے کہا نہیں! اس بلند پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا  
ہیں مکن کہ کوہ کاہ ستاں نہاں  
ہیں مکن کہ کوہ کاہ ستاں نہاں  
عبردار! یہ نہ کر اس وقت پہاڑ تنکا ہے  
گفت من کے پند تو بشنودہ ام  
اس نے کہا میں نے تیری نصیحت کب مٹتی ہے؟  
خوش نیامد گفت تو ہرگز مرا  
جیری گفت گو ہرگز مجھے پسند نہیں آئی  
ہیں مکن بابا کہ روزِ ناز نیست  
خبردار! بابا یہ نہ کر یہ ناز کا دن نہیں ہے  
تا کنوں کردی و این م ناز کیت  
تو نے اب تک (ناز) کیا اور یہ ناز کا وقت ہے  
لعلیڈم اولدست او از قدم  
ذہن کے بیٹا پیدا ہوا نہ کسی پیدا ہوا اولد کہ  
ناز فرزندوں کا خواہد کشید  
وہ اولاد کا (سا) ناز کہاں برداشت کریگا؟  
نیستم مولود پیر اکم بنانہ  
(خفا فرادگا) میں بیٹا نہیں ہوں لے بڑے ناز کر  
نیستم شوہر نیم من شہوتی  
میں شوہر نہیں ہوں میں شہوت والا نہیں ہوں

من بجز شمع تو شمع افسر و ختم  
میں نے تیری شمع کے علاوہ شمع روشن کرنے کا  
دست دیا را آشنائے امرو زلا  
آج میرے تھے ہاتھ پیر کچھ نہیں ہیں  
جز کہ شمع حق نمی یابد خمش  
(اللہ تعالیٰ) کی شمع کے علاوہ کوئی شمع نہیں کی جی جی  
عالم ستاں کہ مرا از ہرگز نہ  
وہ پہاڑ مجھے بہ مصیبت سے بچانے والا ہے  
جز حبیب خویش را نہ ہاں  
وہ اپنے دوست کے علاوہ کسی کو پناہ نہ دے گا  
کہ طمع کردی کہ من زیں و وہ ام  
تو نے یہ سوچا ہے کہ میں اس غافلان کا ہوں  
من بری ام از تو در ہر دو سرا  
میں تجھ سے دونوں جہان میں بیزار ہوں  
مر خدا را خوشی و انباز نیست  
خدا کا کوئی ساجی اور شریک نہیں ہے  
اندیں دگاہ کسے را ناز کیت  
اُس در میں کسی کو ناز کا حق کب ہے؟  
نے پدر وار د نہ فرزند و نہ عم  
نہ باپ رکھتا ہے نہ بیٹا اور نہ چچا  
راز بابایاں کا خواہد شنید  
باپوں کا راز کہاں سنے گا؟  
نیستم والد جو انام گراز  
میں باپ نہیں ہوں اسے جوان! ڈاکڑ  
ناز را بلذرا اینجا اے سستی  
اے خاتون! اس جگہ ناز کو چھوڑ دے

لے آشنائے شادی تیرا  
فتح یعنی تیرا فتح افسر و ختم  
یعنی میں نے تجھے کی بندگی  
سوچی ہے کہ تیرا گناہ  
مردم و شمع چپ ہوا  
لے کوہ بلند قرآن پاک  
میں کفان کا ستون نہ کر  
ہے سناؤنی الی حبیبی  
تکلیف دہنی من العباد میں  
پہاڑ پر پناہ گزین ہوا نہ گا  
وہ مجھے پانی سے بچانے گا  
نہداں یعنی خدا میں نہ  
دے گا۔ روزہ۔ خاندان۔  
مر خدا را نازی بنادرت  
داری اور شرکتِ دیرہ ہوئی  
ہے۔ ناز کیت پہلے صبر  
میں بسنے ناز کی است ہے  
اور صبر صبر میں بسنے  
تھانے است ہے۔  
لے ناز فرزندوں جبکہ وہ  
نم نیکو اور تم کو لکھتے ہیں  
کی جانب میں نہ بیٹوں کے  
ناز کی محنت کش ہے نہ باپوں  
کے ناز کی محنت کش ہے۔ پیر  
لے بڑے گراز گرا زمین  
اکو کر ملنا۔ شہوتی۔ مردانہ  
خواہش کی بنیاد پر مرد و عورت  
کی ناز برداری کرتا ہے سچی  
عورت۔ بیوی۔



لے جڑ۔ اشد کے دیار میں  
صرف ماجری اور تازی  
کام دیتی ہے۔ گفت بابا۔  
یعنی کنگان نے حضرت نوح  
سے کہا جو آپ سرور یعنی تلخ  
جواب۔ دم سرور بے اثرات  
وانا یعنی جبکہ بچپن میں جو کہ  
کمزوری اور نادانی کا وقت  
ہوتا ہے تمہارا کہنا نادان تو  
اب حالات اطفال کی وقت  
کیسے مان سکتا ہوں۔ نیاں  
نقصان۔

لے ادبیر بہرقت موج تیز  
قرآن پاک میں ہے وَتِلْكَ  
آيَاتُ الْكُتُبِ لِكُلِّ شَيْءٍ  
الْمُتَعَدِّاتِ اور معانی ہو گئی  
اُن دونوں کنگان اور حضرت  
نوح کے درمیان صبح ۱۱  
وہ ڈوب گیا۔ خرخر ہو رہا  
پوری تہائی اور برابری کے  
وقت بولا جاتا ہے۔

لے تسلیم۔ بھولا انسان کلیم  
کلی کلیم فردی۔ ٹوٹ لینا۔  
گفت۔ اشد نے فرمایا قرآن  
پاک میں ہے يَا نُوحُ اِنَّكَ  
كُنْتَ مِنْ اَهْلِ الْاَيْمَانِ اِنَّكَ  
كَانَ صِدْقًا لِّعِبَادِ رَبِّكَ  
تو ہمارا بیٹا تھا سچے اہل میں  
سے نہیں ہے اُس کے عمل  
اتھے نہیں ہیں جو کہ جب  
کوئی غصہ بیکار ہو جائے تو  
اُس کو جدا کر دینا ضروری  
ہو جاتا ہے ورنہ تمام جسم  
پر غروب اثرات پڑتے ہیں۔

جز خضوع و بندگی واضطرار  
سوائے ماجری اور غلامی اور بیچارگی کے  
گفت بابا سا لہا ایں گفتہ  
اُس نے کہا، اتنا تم نے یہ سا لہا کہا ہے  
چند ازینہا گفتہ باہر کے  
تم نے ہر شخص سے یہ باتیں بہت کہی ہیں  
ایں دم سرور تو درگوں تم نرفت  
تمہاری یہ بے اثر بات میں نے نہیں سنی

گفت بابا چہ زیاں دارد اگر  
(حضرت نوح نے) فرمایا بابا کیا حرج ہوگا اگر  
ہمچنین میداد او پند لطیف  
وہ اسی طرح ہشتاد نصیحت کرتے تھے  
نے پدراز نصیح کنگان سیر شد  
تو بابا کنگان کو نصیحت کر نیسے پند بھرا

اندیس گفتن بدند و موج تیز  
وہ اسی گفتگو میں تھے اور تیز موج نے  
نوح گفت اے بادشاہ برہبار  
نوح نے عرض کیا، اے ملیم بادشاہ!

وعدہ کردی مر مرا تو بارہا  
تو نے مجھ سے بارہا وعدہ کیا  
دل نہ ہادم بر امیدت من سلیم  
مجھ بھولے نے تیری امید پر مجھ کو سلیم  
گفت اواز اہل خوشانت نہ بود  
(اشد نے) فرمایا وہ تیرے اہل دلہا نہیں ہیں  
چونکہ در دندان تو گرم اوققاد  
جب تیرے دانت میں کیڑا لگ گیا

اندیس حضرت ندارد اعتبا  
اس دربار میں کسی کا اعتبار نہیں ہے  
باز میگوئی بجمل اشفتہ  
پھر کہتے ہو، نادانی سے بہک رہے ہو  
تا جواب سرور خودی بے  
حقی کہ بہت سے بے مروتی کے جواب میں  
خاصہ کنوں کہ شدم وانا وزفت  
نصرت اب جبکہ میں غفلت اور بڑا ہو گیا ہوں

بشنوی یک بار تو پند پدر  
ایک بار تو بابا کی نصیحت مان لے گا  
ہمچنان می گفت اودفع عقیف  
وہ اسی طور پر سختی سے انکار کرتا رہا  
نے دے درگوش آں ادبیر شد  
ذکوئی بات اُس بد بخت کے کان میں پڑی

بر سر کنگان زد و شد ریز ریز  
کنگان کے سر پر ضرب لگائی اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا  
مر مرا خر مرد و سیلت برہبار  
میرا گد عازرا اور تیرا سیلاب سامان بہا لے گیا

کہ سیا بد اہلت از طوفان ہا  
کہ تیرے اہل طوفان سے نجات پائیں گے  
پس چرا بر بودیل از من کلیم  
پھر طوفان میری کلی کیوں بہا لے گیا؟  
خود ندیدی تو سفیدی از کبود  
تو نے خود سفید کر نیلے سے متاثر نہ کیا  
نیست دندان کش اے اوتار  
وہ دانت نہیں ہے اے اوتار! اسکو کھا کر



تا کہ باقی تن نگرود زار ازو  
تا کہ باقی جسم اُس سے کزور نہ بنے  
گفت بیزارم ز غیر ذات تو  
عرض کیا تیری ذات کے غیر سے میں بیزار ہوں  
تو ہمیدانی کہ جو کھسپا تو من  
تو جانتا ہے کہ میرا تجھ سے کیا تعلق ہے  
زندہ از تو شاد از تو عاقلے  
(میں) تجھ سے زندہ تجھ سے خوش ہوں ایک محتاج ہیں  
متصل نے منفصل کے کمال  
لے (غدا) کمال (دو) نہ جڑا ہوا ہے نہ جدا  
ماہر سائیم تو دریاے حیات  
ہم تختیاں ہیں اور تو زنگ کا مستدر ہے  
تو بجھی درکتار فکر تے  
تو عقل کے پہلو میں نہیں سماتا ہے  
پیش ازین طوفان بعد ایں مرا  
اس طوفان سے پہلے ادھر اس کے بعد میرے لئے  
باتومی گفتم نہ با ایشاں سخن  
میں تجھ سے بات کرتا ہوں نہ کہ آن سے  
نے کہ عاشق و زو شب بید سخن  
کیا عاشق طوفان باتیں نہیں کرتا ہے؟  
روی در اطلال کردہ ظاہرا  
مظاہر کنندوں کی طرف رخ کر کے  
شکر طوفان را کنوں بگماشتی  
شکر ہے اب تو نے طوفان مستطاد کر دیا  
زانکہ اطلال و نسیم و بد بند  
کیونکہ وہ کند اور کینے اور بند تھے

گرچہ بود آن تو شو بیزار ازو  
اگرچہ وہ تیرا تھا تو اُس سے بیزار ہو جا  
غیر نبود آنکہ باشد مات تو  
جو تجھ میں نہ تھا ہو گیا وہ غیر نہ ہو گا  
بیت چندا نم کہا بار اں چمن  
اس سے بیش گنا ہے جو چمن کو بارش سے ہے  
معتدی بے واسطہ بے حاکمے  
بغیر کسی واسطہ اور بغیر بیچ والے کے تجھ سے روزی کا  
بلکہ بیچون و جگونہ و اعتدال  
بلکہ اُسکا تجھے تعلق پیش اور بے کیف اور بے ملت ہے  
زندہ ایم از لطفک نیکو صفت  
لے اچھی صفتوں والے (غدا) تیری بہرانی سے ہمہ تن ہیں  
نے بمعلولی قریں چوں علتے  
نہ معلول ہونے کی وجہ سے کسی علت والے ہے  
تو مخاطب بودہ در با چرا  
(ہر) تفتہ میں تو مخاطب ہے  
لے سخن بخش نو و آن کہن  
لے آئے اور گزشتہ سے تیرے زمانہ میں ہر کی طاقت عطا  
گاہ با اطلال و گلے ماؤن  
کبھی کند روں اور کبھی کوثری سے  
او کرامی گوید آں مدحت کرا  
وہ کس سے کہتا ہے اور کس کی تعریف کرتا ہے؟  
واسطہ اطلال را برداشتی  
کند روں کا واسطہ اٹھا دیا  
نے ندائے نے صدائی زدند  
نہ پکارتے تھے نہ ندا لے باز گشت ایتے تھے

لے گفت بیزارم حضرت نوع  
پر حقیقت واضح ہو گئی تو بیٹے  
کی برادری کا شکر ختم ہو گیا  
اور انھوں نے مندرت شروع  
کردی چمن چمن بارش کا خراج  
ہے۔ حاکم۔ عیال دار و مفلس  
معتدی۔ خدا حاصل کر لیا۔  
متصل نے حضرت نوع کو جو  
ذات باری میں فنا ہو چکے تھے  
و انکو ذات باری سے متصل  
بھی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ  
اتصال دونی کو رہتا ہے اور  
منفصل بھی نہیں کہا جاسکتا۔  
بلکہ وصول الی اللہ کی کیفیت  
نا قابل بیان ہے۔

لے تو تجھ ہی ذات باری  
فکر خیال سے بالا ہے۔  
نے بمعلولی ذات باری کسی  
ملت کی معلول نہیں ہے۔  
پیش طوفان سے پہلے اور  
طوفان کے بعد تو ہی سب  
مخاطب ہے اور تو ہی ہر زمانہ  
میں بات کرنے کی توفیق عطا  
کر رہا ہے۔ جو عاشق۔  
عاشق عورتا مجبور کے کندہ  
اور نشانات سے گفتگو کیا  
کرتے ہیں لیکن دراصل  
روئے سخن مجبور کی طرف ہوتا  
ہے۔ اسی طرح دوسروں سے  
بات کرتے وقت بھی یہی  
روئے سخن تیری ہی طرف ہوتا ہے۔  
۵۵ روی۔ عاشق کا رخ  
گو مجبور کے لیلوں اور کندہ  
کی طرف ہوتا ہے لیکن مقصود  
محبوب کا ذکر ہوتا ہے۔ اطلال۔  
فصل کی جیسے ہے، ٹیلہ۔ شکر  
تیرا شکر ہے کہ اب تو نے  
ان آست خاص کو ہی ختم کر دیا جو

نہ پکارتے تھے نہ ندا لے باز گشت ایتے تھے



مَنْ چِخاں اطلالِ خواہم زحطاً

میں خطاب کئے ایسے کنڈر چاہتا ہوں  
تا مٹتی بشنوم مَنْ نام تو

تا کہ میں تیرا نام مکرر سنوں  
ہر نبی زانِ دست وارد کوہ را

اَل کَرِیت مثالِ سنگِ لُخ  
وہ پست پہاڑ جو کھسکی زمین میسا ہے

مَنْ بگویم اُونکر دیا رِ مَنْ  
میں ہوں وہ میرا بار نہیں بنتا ہے

باز میں آں بہ کہ سوارش کنی  
یہ بہتر ہے کہ تو اُس کو زمین کے برابر کر دے

گفتِ نوح اَر تو خواہی جہلا  
فرمایا اے نوح! اگر تو چاہے تو سب کو

بہر کُتھانے دِل تو شکم  
ایک کُتھان کی وجہ سے تیرا دل نہ توڑوں گا

گفت نے نے را صمیم کہ تو مرا  
عرض کیا نہیں نہیں میں راضی ہوں کہ تو مجھے

ہر زانم غرقِ می کن من خشم  
تو مجھے ہر وقت ڈوبتا رہ میں خوش ہوں

ننگم کس را و گر ہم بنگم  
میں کسی کو نہیں دیکھتا ہوں اور اگر میں دیکھوں ہی

عاشقِ ضعیف تو ام در شکر و صبر  
میں ہر دشکر کے ساتھ تیرے کام کا عاشق ہوں

لے من چہاں۔ بے

ایسے من چاہوں کی ضرورت  
ہے جس سے مدائے بازگشت

نکلے منی میں تیرا ذکر کروں تو  
وہ بھی تیرا ذکر کریں۔ تا مٹتی۔

میں تیرا ذکر کروں اور وہ بھی  
چیز ذکر کریں تو تیرا ذکر سنو گا۔

لے مثال۔ پڑاؤ، ٹھکانا۔  
من بگویم۔ دنیا داروں کے

سامنے جب دین کی بات کی  
جاتی ہے تو وہ دم بخود رہ جاتے

ہیں ایسے لوگ صلہ کی صحبت  
کے لائق نہیں ہیں۔ باز میں۔

ایسے پست فطرت لوگوں کا  
زیر زمین بوجانا بہتر ہے۔

گفت۔ حضرت نوح سے اللہ  
(تعالیٰ) نے فرمایا کہ اگر تیری

خواہش ہے تو صرف کُتھان  
کو ہی نہیں میں سب کو زندہ

کر دوں۔ فرقی دینی۔  
لے بہر کُتھانے۔ اللہ تعالیٰ

نے حضرت نوح سے فرمایا  
تیرے بیٹے کُتھان کے

سعلے میں میں تیرے  
دشمن کو نہیں کرنا چاہتا

ہوں۔ گفت۔ حضرت نوح  
نے فرمایا کہ اب میں کُتھان

کی جہات کا خواہاں نہیں  
ہوں تیری مرضی پر راضی

ہوں تیری مرضی ہو تو مجھے  
بھی عسقلی کر دے۔ حکم تو۔

تیرا حکم مجھے جان کی طرح  
پیارا ہے۔ ننگم۔ تیسری

ذات کے سراپا اگر کی منظور

کز صدا چوں کوہ واگوید جواب

جو پہاڑ کی طرح مدائے بازگشت سے جواب  
عاشقِ بزمِ نام جاں آرام تو

میں تیرے بہان کو آرام دینے والے نام کا عاشق ہوں  
تا مٹتی بشنود نام ترا

تا کہ تیرے نام کو مکرر سنوں  
موش را شاید نہ مارا در مٹاخ

پڑاؤ کے لئے جو ہے کے لائق ہے نہ کہ ہمارے  
بے صدا ماندوم گفتارِ مَنْ

میرے بولنے کے وقت میرا ہاں بازگشت نہ جاتا ہو  
نیست ہمدم با عدم یارش کنی

وہ ساتھی نہیں ہے اُس کو عدم کا پار بنانے  
حشر گردانم بر آرم از شرعی

از سر نو زندہ کر دوں، یعنی سے نکال لوں  
لیکت از احوال آگاہ می کنم

لیکن تجھے حالات سے آگاہ کرتا ہوں  
ہم کنی غرتہ اگر باید ترا

بھی ڈوب دے اگر تیسری مرضی ہو  
حکمِ توجان و چون می کشم

تیرا حکم جان ہے اور میں جان کی طرح ہٹتا ہوں  
اُو بہانہ باشد تو منظرِ مَنْ

وہ بہانہ ہوگا اور تو میرے پیش نظر ہوگا  
عاشقِ مصنوع کے با ہم چو گبر

میں بہت ہرست کی طرح مصنوع کا کب لائق ہوں؟

نظر نہیں ہے اگر کوئی دوسرا منظر نظر ہے وہ بھی تیرے لئے ہی ہے عاشق میں خدا اور میں کے صل  
کا عاشق ہوں مخلوق کا عاشق نہیں ہوں۔ مگر بہت ہرست غیر اللہ سے عشق کرتے ہیں۔



عاشق صنّع خدا با فسر بود

اللہ کے فعل کا عاشق با عزت ہوتا ہے

در میان این و فرقی بس خفیت

ان دونوں باتوں میں بہت با یک فرق ہے

عاشق مصنوع او کا فر بود

اس کی بنائی ہوئی چیز کا عاشق کافر ہوتا ہے

خود شناسد آنکہ در رویت ضعیفیت

وہ پہچانتا ہے جو تائے میں مست ہے

توفیق میان این و حدیث کہ الرضا با الکفر کفر و حدیث

ای راز میں تطبیق کہ کفر پر رضا مندی کفر ہے اور دوسری

دیگر کہ من لم یرض بقضائی ولم یصد علی بلائی

حدیث کہ جو شخص میری قضا پر راضی نہ ہو اور میری (طرف سے نازل شدہ) بلا پر جبر نہ کرے

فلیطلب رباً سوائی

بلکہ چاہیے کہ میرے سوا وہ کوئی اور خدا تلاش کرے

زانکہ عاشق بود او بر ماجرا

کیونکہ وہ محف کا عاشق تھا

اس ہمیر گفت گفت اوست

یہ پیغمبر نے فرمایا ہے اور ان کا فرمایا ہے

مردمان را رضا یا بد رضا

مسلمان کو راضی ہونا چاہیے

گر بدیں راضی شوم گرد و شقاق

اگر میں اس پر راضی ہو جاؤں مگر اسی ہنگ

پس چہ چارہ باشد م اندر میاں

قرآن میں میرے لئے کیا تدبیر ہے؟

ہست آثار قضا اس کفر است

نی الاقے یہ کفر قضا کے آثار میں سے ہے

تا شکالت دفع گردد در نماں

تا کہ توڑا تیرا اشکال دفع ہو جائے

دی سولے کرد سائل مر مرا

کل ایک سوال کر نیوالے نے مجھ سے سوال کیا

گفت نکتہ الرضا با الکفر کفر

اس نے کہا کفر پر رضا مندی کفر ہے، نکتہ ہے

باز فرمود او کہ اندر ہر قضا

پھر انھوں نے فرمایا کہ ہر قضا پر

نے قضائے حق بود کفر و نفاق

کہا کفر اور نفاق اللہ تعالیٰ کا عینہ نہیں ہے؟

وریم راضی بوداں ہم نیاں

اور اگر میں راضی نہیں ہوں یہ بھی نقصان ہوگا

گھتمش اس کفر متقاضی نے قضا

میں نے اس سے کہا یہ کفر متقاضی ہے قضا نہیں ہے

پس قضا را خواجہ از متقاضی بد

اسے خواجہ! قضا اور متقاضی میں فرق سمجھ

اور قضا نہیں ہے، کفر قضا پر خداوندی کا اثر ہے جو انسان کے کب سے انسان میں ظاہر ہوتا ہے۔

سے دہدیان یعنی عاشق کو

رب بنانے اور مخلوق کو رب

قرار دینے میں صحتی منتخب

ممتاز۔ قرین۔ دونوں مدنی

میں تمارض یہ ہے کہ ایک

میں فرمایا کہ کفر پر راضی ہونا

کفر ہے۔ دوسری حدیث

میں فرمایا جو میری قضا پر

راضی نہ ہو تو وہ میرا مست

نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ

کفر بھی خدا کی قضا ہے یہی

آشکارا کہ جواب پہلے اخبار

پر مبنی ہے پہلے اخبار میں

کہا تھا کہ اللہ کے منع اور فعل

کا عاشق مومن ہے اور کفر

اور مخلوق کا عاشق کافر ہے۔

اب سمجھنا چاہیے کہ قضا پر کفر

جو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اس

پر رضا ضروری ہے اور یہ

عین ایمان ہے اور کفر نقص

اور مخلوق کے لئے اس سے بہت

کرنا کفر ہے لہذا دونوں چیزوں

میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

سے لاکر۔ وہ سوال کرنے

والا بحث و مباحثہ کا عاشق

تھا۔ قبر یعنی قبول رسول

جنت اور دلیل ہے۔ تھے

قضاے حق یعنی کفر اور نفاق

بھی اللہ کی قضا ہے اگر میں اس

پر راضی ہو جاؤں تو کفر ہی ہو۔

اور ہم۔ یعنی اگر کفر اور نفاق

پر راضی نہ ہوں تو دوسری

حدیث کا مخالف ہو گا۔

سے تنقیدی نے قضا کفر مخلوق

اور قضاے خداوندی سے پیدا

شدہ چیز ہے اذ کا فعل



لفظ راضی بحیثیت نفس  
خداوندی کے کفر پر راضی ہونا  
میں ان کے اور میں نیست  
ہے کہ وہ ہمارے کب سے  
و قریع میں آتا ہے اس پر راضی  
کفر ہے۔ کفر جہاں سے ملتا  
لے بشکال کا دوسرا جواب دینا  
شروع فرمایا ہے جس کا غماز  
یہ ہے کہ قضا پر کفر نہیں ہے  
لہذا قضا پر کفر پر راضی کفر  
رضائیں ہے۔ قضا پر کفر  
اگر کفر قرار دیا جائے گا تو  
نفس و اللہ خدا پر کفر کا اطلاق  
ماننا ہوگا اگلے کو قضا فعل  
خداوندی ہے اگر وہ کفر ہو تو  
جس ذات سے فعل قائم  
ہوتا ہے اس پر قضا کا اطلاق  
ہوتا ہے کفر جہل سے ہے  
اشکال کا تیسرا جواب ہے  
جس کا غماز یہ ہے کہ قضا  
کفر اور کفر دونوں دو جدا گانہ  
چیزیں ہیں۔ قضا پر کفر از قبیل  
علم ہے اور کفر از قبیل جہل کو  
لہذا دونوں چیزوں کا مغیرہ  
جدا گانہ ہے انہیں کوئی تلافی  
نہیں ہے قضا پر کفر کا علم ہونا  
یا تو اس طور پر ہے کہ قضا  
خداوندی علم خداوندی پر مبنی  
ہے یا اس اعتبار سے کہ بندہ  
کے علم ہی پر یہ بات مبنی ہے کہ  
وہ خدا کو خالق کفرانتا ہے اور  
کفر و محارفات خداوندی کے  
جس پر مبنی ہے۔

لفظ راضی غلط یا اشکال کا چھٹا  
حل ہے کفر پر ہی چیز ہے کفر  
خداوندی کفر ہے لیکن قضا کفر  
اور قضا کفر اللہ کے اعتبار سے  
مبغبت کمال ہے اس پر راضی

راضی بر کفر زان رو کہ قضا است

میں کفر پر اس اعتبار سے راضی ہوں کہ قضا ہے

کفر از روئے قضا خود کفر نیست

قضا کے اعتبار سے کفر کفر نہیں ہے

کفر جہل سے قضا کفر علم

کفر جہل ہے اور کفر کی قضا علم ہے

زشتی خط زشتی نقاش نیست

خط کا پتلا یہی نقاش کی بُرائی نہیں ہے

قوت نقاش باشد آنکہ او

یہ تو نقاش کی مہارت ہوگی کہ وہ

گر کشایم بحث ایں را من بساز

اگر میں ساز دو سامان کے ساتھ اس بحث کو کھولوں

ذوق نکتہ عشق از من میرود

عشق کے نکتہ کا ذوق مجھ میں سے جاتا رہے گا

ز ازاں رو کہ نزاع و جہت است

نکاح میں اعتبار سے کہ وہ (نکاح) جھگڑا اور ہماری جھگڑا

حق را کافر خواں اینجا نیست

اخذ (نکاح) کو کافر نہ کہ اس جگہ نہ ظہر

ہر دو یک کے بات آخر غلم و غلم

آخر بردباری اور غصہ دونوں ایک کب جیتے ہیں

بلکہ از دے زشت اب نمود نیست

بلکہ اس کی جانب سے بد سے بد کی نمائش ہے

ہم تو اند زشت کردن ہم نگو

وہ ہمیں تک بھی بنا سکتا ہے اور اچھا بھی

تا سوال و تا جواب آید دراز

تا کہ سوال اور جواب دراز ہو جائے

نقش خدمت نقش دیگر می شود

(اور) خدمت کا نقش دوسرا نقش بن جائے گا

مثلاً در بیان آنکہ حیرت مانع بحث و فکر است

اس بیان میں ایک مثال کہ حیرت مانع ہے

پیش یک آئینہ وار مستطاب

ایک بھلے آئینہ والے (تائی) کے پیس

کہ عروس نوگزیدم اے فتی

کیونکہ اے نوجوان! میں نے نئی شادی کی ہے

گفت تو بگنیز مرا کارے قتاد

کہا تو مجھے، مجھے ایک کام نکل آیا

آں یکے مرو و مو آمد شتاب

ایک کچھری بالوں والا شخص تیزی سے آیا

گفت از رشیم سفیدی کن جدا

کہا میری وارمی سے سفیدی کو جدا

رش او برید و گل پیش نہا

اس نے اس کی وارمی کاٹ دی اور گلے لائے رکھ دی

ہذا کفر نہیں ہے بلکہ میں ایمان ہے جیسا کہ ایک مفسر نے ایک بھڑی تحریر پر یہی قارہ ہوا ایک معتد بہانہ  
تصویر کے بنانے پر یہی قارہ ہو تو وہ بھڑی تحریر اور جیسا کہ تصویر پر یہی قارہ ہوا ایک معتد بہانہ  
اور معتد بہانہ کمال ہے مگر کشایم علم کام کی مثنوی ذوق عشق کے مثنوی ہیں نقاش دیگر علم کام کی نکتہ آفریناں ملا عروا  
اپنے علم کمال کو ظاہر کرنے کیلئے کرتے ہیں۔ مثلاً عقل۔ اہل مال اور اہل مال میں فرق واضح کرنے کے لئے  
یہ فقرہ نقل کیا ہے جس طرح تمام فضول خزانوں میں رنگ اس طرح اہل مال بحث و مباحث میں وقت ضائع  
نہیں کرتے ہیں۔ دوسری وہ شخص جس کے بال کچھڑی تھے مستطاب بزرگ پاکیزہ عروس۔ وہیں، وہاں۔



ایں سوال این جم است اے گزین

اے برگزیدہ ! یہ سوال اور یہ جواب ہے

اں یکے زو سیلے مرزید را

ایک شخص نے زید کے طلبہ میں سے

گفت سیلی زن سوالت می کنم

طلبہ زید نے کہا میں تجھے ایک سوال کرتا

برقفاے تو زدم آمد طراق

میں نے تیری گدھی پر مارا تو تراخ کی آواز آئی

ایں طراق از دست من بود یا

یہ تراخ کی آواز میرے ہاتھ کی تھی یا

گفت از درد اں فراغت یتیم

اں نے کہا مجھے اں کے درد سے جھکا نہیں

تو کہ بیدردی ہی اندیش ایں

تو کہ درد سے خالی ہے، سوچ

درد مند اں را نباشد فکر غم

درد مندوں کو غم کی فکر نہیں ہوتی ہے

غفلت بیدردیت فکر آورد

تیری غفلت اور بیدردی سوچے کا موقع دیتی ہے

جو غم دیں نیست ضا درد را

درد مند کے لئے غم کے سوا اور غم نہیں

حکم حق را بر سر و روی نہد

اٹھ اٹھانے کے حکم کو سر اور چہرے پر نہ لگاتا ہے

اٹھ اٹھانے کے حکم کو سر اور چہرے پر نہ لگاتا ہے

## حکایت

کہ سہ اینہا ندارد مرد دیں

کیونکہ دیندار شخص اس قسم کی باتوں کو دھان میں

حملہ کر دے، ہم برائے کید را

اں نے بھی اس پر احتجاج میں حملہ کر دیا

پس جوابم گوی وانکہ میزنم

اں کا مجھے جواب دے، پھر مجھے مار سنا

یکے اے دارم اینجاد وفاق

اں کے مناسب یہاں یہاں ایک سوال ہے

از قفا گاہ تو لے مخبر کیا

اے بزرگوار کے مخبر! تیری گدھی کی تھی

کاندریں فکر و فکر یتیم

کہ میں اس غم و فکر میں لگوں

نیست ضا درد را ایں فکر ہیں

خبردار! درد مند کیلئے اس غم اور فکر کا وقت نہیں

خواہ در مسجد برو خواہی بدیر

خواہ تو مسجد میں جائے، یا مسجد کے باہر

در خیالات نکلتہ بکر آورد

تیرے خیالات میں نئے نئے نکلتے ہیں اور

می شناسد مرد را و کرد را

وہ مرد اور گرد کو پہچانتا ہے

حفظ و فکر خوش یکسو می نہد

اپنے خیالات اور نگہداشت کو ایک طرف نہ دیتا ہے

اپنے خیالات اور نگہداشت کو ایک طرف نہ دیتا ہے

لہٰذا سوال یہی ہو گا

فرمانش کہ میں جواب مناسب

تھا اُن کے اس قصہ سے بھی

یہ ظاہر کرتا ہے کہ صاحب مشق

قرآنی کتب میں لگا رہتا ہے غفلت

بجائے کام کے پاس وقت

نہیں ہوتا جس کے طلبہ لگا

تھا وہ دین میں جلا تھا جس کو

طلبہ زید نے دالے کی لٹ بٹ

کی خدمت کہاں تھی سچی زبان

طلبہ زید نے دالے

برقفا، گدھی پر طراق

طلبہ کی آواز طاق نکلتا

وفاق، گدھی کے طلبہ

لگا تھا اُن نے کہا، جستم

بایستم، تو کہ تو کہ درد سے

خالی ہے اُن نے اس طرح

کہ جس تیرے دماغ میں تھی

ہیں، غم اور مسجد جی پرست

ہو یا باطل پرست وہ تھی جس

میں لگا رہتا ہے وہ عقلی پرست

میں نہیں لیتا ہے۔

لے غفلت جو دین سے

غافل اور دین و عشق سے خالی

ہے وہ لامبانی مطلق نہیں کرتا

ہے غم حق، درد مند قرائت

کے احکام بحال ہے میں نہیں

رہتا ہے حکایت، مصباح کرم

چونکہ درد حق میں ملتا رہتا ہے

تھے اُن کو قرآن کے

حفظ کا وقت نہ ملتا تھا۔

در تصاب، مصباح میں مانتا قرآن

کم تھے، ایک ایک صورت کے

معانی میں تفکر کے اندر اُن کا

سب وقت لگا تھا مشہور

مصباح میں صرف ہر مانتا تھا

ابن کب، مصباح میں لیتا

برکات، ابو زید۔

گرچہ شوقی بود جاشاں را بے

اگرچہ آد، کی جان کو بہت شوق تھا

در مصباح کم بدے حافظ کے

مصباح میں ان کو حافظ کم ہوتا تھا



لے زانکہ صواب کر مقرر اور  
سانی قرآن سے پڑھے انکے  
لے الفاظ کی زیادہ اہمیت  
ذاتی مقرر طر قاعدہ ہے جب  
پہل پہلے پڑا جاتا ہے اور  
اس میں مغز بھرتا ہے تو  
چمکا گھٹ جاتا ہے اور  
رقیق ہو کر پھینک دیتا ہے

لے وصف مطلوبی جو صفت  
اور محبت عاشق و معشوق ہند  
بدلا کا چیزیں ہیں جس تک  
یہ دونی ہے وہل جتنی حاصل  
نہیں ہو سکتا۔ وہی ہم معشوق  
پر وہی نازل ہوتی تو کائنات  
کا دور حاصل ہوا اور وہی تم  
ہوئی چونکہ جتنی خداوندی بارکی  
کی تحمل اوصاف بشریت کو  
ختم کر دیتی ہے۔ تب تک قرآن

صواب کر مقرر میں وہی اہمیت  
لے صفت مطلوبی جو صفت  
اور محبت عاشق و معشوق ہند  
بدلا کا چیزیں ہیں جس تک  
یہ دونی ہے وہل جتنی حاصل  
نہیں ہو سکتا۔ وہی ہم معشوق  
پر وہی نازل ہوتی تو کائنات  
کا دور حاصل ہوا اور وہی تم  
ہوئی چونکہ جتنی خداوندی بارکی  
کی تحمل اوصاف بشریت کو  
ختم کر دیتی ہے۔ تب تک قرآن

لے صفت مطلوبی جو صفت  
اور محبت عاشق و معشوق ہند  
بدلا کا چیزیں ہیں جس تک  
یہ دونی ہے وہل جتنی حاصل  
نہیں ہو سکتا۔ وہی ہم معشوق  
پر وہی نازل ہوتی تو کائنات  
کا دور حاصل ہوا اور وہی تم  
ہوئی چونکہ جتنی خداوندی بارکی  
کی تحمل اوصاف بشریت کو  
ختم کر دیتی ہے۔ تب تک قرآن

زانکہ چون مغز در آگند رسید

چونکہ جب اس کا گودا بھر گیا اور یک عیا

قشر جو رقت و مستق و بادام ہم

افروٹ اور پستہ اور بادام کا چمکا گھٹا

مغز علم افز و کم شد پوشش

علم کا گودا بھرا تو اس کا چمکا گھٹا

وصف مطلوبی جو صفت و طبیعت

محبوبیت کی صفت و طبیعت کی صفت ہے

چون بجلی کرد اوصاف قدیم

جب قدیم اوصاف کی جتنی بڑی

ربع قرآن ہر کرا محفوظ بود

جس کو جو حقانی قرآن حفظ تھا

جمع صورت باچہیں معنی ترف

ایکے گہرے معنی کے ساتھ الفاظ کا جمع ہونا

در چنین مستی مراعات ادب

ایسی مستی میں ادب کی نگہداشت

اندر استغفرا مراعات نیاز

بے نیازی میں ذہنی نیاز کی نگہداشت

جمع صدین از نیاز اکتاد و نیاز

نیاز اور نیاز کو جمع کرنا دو متضاد چیزوں کو جمع کرنا

چون عصا معشوق عیاں میشود

جیسا کہ ناشی اندھوں کی بھڑبھڑ ہے

قشر باشد پس رقیق و وا کفید

چمکا بہت ہلکے ہو گئے اور پختہ ہو گئے

مغز چون آگند شاں شد پوست کم

جب اس میں گودا بھرا چمکا گھٹا

زانکہ عاشق را بسوز دد و ستش

کیونکہ عاشق کو اس کا معشوق جلا دیتا ہے

و حی و برقی نور سوز کربنی ست

وہی اور نور کی بجلی کی کرنیوں کے علاوہ دل کی کرنیوں

پس بسوز و وصف حادث را کلیم

تو کلیم اپنے حادث کی صفت کو بھلا دیا

جل فینا از صحابہ می شنود

تو وہ صحابہ سے سنتا تھا کہ ہم میں بڑھ گیا

نیست ممکن جزر سلطانے شرف

بڑے بادشاہ کے علاوہ کسی کیلئے ممکن نہیں ہے

خود نباشد و ر بود باشد عجب

نہیں ہو سکتا اگر ہو تو تعجب ہے

جمع صدین ست چون گرد و را

گول اور بے نیچے صدین کو جمع کرنا ہے

باز در وقت محبت مست نیاز

بہر تہمیر کے وقت امتیاز کو باقی رکھنا صدین کو جمع کرنا

کو خود و صد و قی قرآن می شود

کو رہا باطن قرآن کا صد و قی بن جاتا ہے

کو خدا چیزوں کو جمع کرنا ہے اور ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص گول اور دروازہ کو جمع کر لے۔ جین صدین  
انہ اور نیاز کو جمع کرنا اور مقام حیرت میں پہنچ کر اقیانوس کو نیاز و تشنگی چیزوں کو جمع کرنا ہے۔ عطا  
خداوندی کا اتفاق خداوندی ہے اور موجودیت کا تقاضہ نیاز و تہمیر محمد کے مقام پر ہی ہے۔ جس کا فرق قائم  
رکھنا صحابہ کرام ہی کے حق میں ہے۔ جین مصداق قرآن کے سانی اور اسرار حکم کو ملنے بغیر الفاظ کو رکھ لینا اور ان سے  
عشق کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اندھے کو لاشی سے عشق ہوتا ہے اور ایسے حافظ قرآن کی مثال مشفق کی سی  
ہے جس میں قرآن محفوظ کر دیا جائے تو نہ مشفق کا کہنے سانی اور اسرار حکم ہے نہ اس شخص کو۔



گفت کوراں خود صنایق اندر

کسی نے کہا ہے اندھے خود میرے ہوتے مشق ہیں

باز صدوقے پر از قرآن بہ است

پھر قرآن سے بھرا ہوا صدوق بہتر ہے

باز صدوقے کہ خالی شد ز بار

پھر وہ صدوق جو بر جو سے خالی ہے

حاصل اندر وصل چوں قناد مرد

غلام یہ ہے کہ جب انسان وصل پر پہنچ جائے

چوں بمطلوبت سیدی اے بلج

اے غریب صورت! جب تیرے میر پر پہنچ گیا

چوں شدی بر باہائے آسمان

جب تو آسمان کے بلوائیاں پر پہنچ گیا

جوبرائے یاری و تعلیم غیر

سوائے دوسرے کی تعلیم اور رد کے

آئینہ روشن کہ شد صاف و طی

جو روشن آئینہ صاف اور طے ہو گیا

پیش سلطان خوش نشتر و قبول

بادشاہ کے سامنے خوش (اور) خوش کیا تھو پتھر

از حروف مصحف ذکر و نذر

قرآن کے حروف اور ذکر اور نصیحت سے

زانکہ صدوقے بود خالی بدست

اس سے کہ خالی صدوق ہاتھ میں ہو

بہ ز صدوقے کہ پر نموش ست و مار

اُس صدوق سے بہتر ہے جو چروں اور سانپوں

گشت دلالہ بہ پیش فرد سوز

تو اُس (انسان) کیلئے رہنما کی گزیرا لایہ حقیقت ہے

شد طلبگاری علم کنوں قبیح

قرب (راست کی) ہانکاری کی طلب بُری ہے

سرد باشد جستجوئے نزدیاں

تویر میں کی جستجو بے وقعت ہو گئی

سرد باشد راہ خیر از بعد خیر

بھلائی (مصلحت) کے بعد بھلائی کا راستہ بیکار ہے

جہل باشد بر نہادن صیقلی

اُس کو صیقل پر نہ گستاخاؤانی ہوگی

زشت باشد چہ تن نامہ رسول

خطا اور قاصد کو تھکاؤں کرنا بُرا ہوگا

داستان مشغول شدن عاشق بعشق نامہ خواندن

ایک عاشق کا عشق نامہ میں مشغول ہونا اور عشق نامہ کو اپنے مشرق کے

مطالعہ کردن عشق نامہ در حضور مشوق خوش مشوق آنرا

سامنے پڑھنے کا بیان اور مشوق کا اُس کو ناپسند کرنا کیونکہ مدول

ناپسند داشتن کہ طلب الدلائل عند حضور المدلول قبیح

کی سرحدگی میں راہنما کی طلب بُری ہے اور مدلول تک پہنچنے کے

والاشتغال بالعلوم بعد الوصول الى المعلوم قد موم

بہ تعلیم میں مشغول ہونا بُرا ہے

لے گفت کہنے والے نے کہا

جو لوگ قرآن کے اسرار و معانی

سے بے بہرہ ہیں اور صرف

الفاظ سنتے ہیں وہ قرآن کے

حروف اور ذکر و فکر کی تہی

کے پر شدہ صدوق ہیں۔ پھر

جو لوگ محض قرآن کے الفاظ کے

مالخا ہیں وہ بھی ان سے بہتر

ہیں جو الفاظ سے بھی محروم

ہے کہ چوٹیں سہ لوگ جن

کے سینے قرآن کے الفاظ سے

بھی خالی ہیں ان لوگوں سے

بہتر ہیں جن کے سینے خالی

فاسدہ اور باطل عقائد سے

بھرے ہوئے ہیں۔ ماحول

غیر مذکور لوگ حاصل بھی ہیں

ان کو کسی راہنما کی ضرورت

نہیں ہے۔ چوں جو بے ہوش

حاصل ہو جائے تو اُس کی تہی

معلوم کرالغویات ہے۔

۱۵ چوں شدی بر نہادن

بالغاذب پہنچ گیا اُس کیلئے

بیرحمی کو کاٹش کرنا بیکار ہے۔

۱۶ جز حاصل محنت اگر اڑے

قرب کے دامن اور ذرائع

کا ذکر کرے تو دوسروں کی

تعلیم کے لئے کرے آئینہ۔

۱۷ جب آئینہ خود صاف ہے

قرآن کو صیقل کرنا لغو کام

ہے۔ چوٹیں سلطان۔ جب

محبوب تک رسائی ہو جائے

تو میر قاصد اور نامہ رسام

جستجو بیکار بات ہے۔



لے آئے عیے معشوق کے  
پس بیٹھ کر اس کیلئے کھئے  
ہوئے خطر طے و منا معشوق  
کی ناگواری کا سبب ہوئے  
بیٹھا معشوق کو جو اس نے  
خط میں لکھا اس میں یہ بات  
تھے جس نے معشوق کے  
پس بیٹھ کر دیتے غرض کر کے  
گفت معشوق معشوق نے  
سارا مضمون سن کر کہا اگر  
خط میرے نام تھا تو صل کی  
حالت میں اس کا پڑھنا مگر کو  
ضائع کرنا ہے۔

لے من پریش معشوق کی  
حضور میں خطر طے کی  
مصرفیت اور فکر سے نکالتے  
عشق سے غالی ہو کر حالت  
ہے عاشق تو  
موجود رہا مگر  
سب کچھ بھول  
جاتا ہے گفت  
عاشق نے معشوق  
سے کہا تو حاضر  
ہے لیکن تیرا شہاب وصل جلیا ہے  
پہلے قلعہ محبت تھا اب وہ جے  
مائل نہیں ہے۔ لڑا لڑا  
پانی۔

لے آتے نے یعنی تیرا وہ پہلا  
رنگ روپ نہیں ہے۔ بلغار  
اس شہر اور قلعہ میں بہت  
فاصلہ ہے۔ عاشق تو میری  
ذات اور اس کی ایک حالت  
پر عاشق ہے، احوال میں  
تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

اَلْیَکے ریا پریش خود نشانہ

ایک (عاشق) کو معشوق نے اپنے سامنے بٹھالیا  
بیٹھا در نامہ و مدح و ثنا

خط میں اشعار تھے، اور تعریف و توصیف تھی  
گریہ افغان و حزن در خوش

رونا اور فریاد، اور غم، اور اپنا درد  
دوری در بخوری انو بجران دست

دوست کے بھر کی وجہ سے دوری اور بیماری  
پچھنیں می خواند با معشوق خود

وہ اس طرح اپنے معشوق کے سامنے بٹھا رہا  
گفت معشوق ایں اگر بہر من است

معشوق نے کہا اگر یہ (درد و حزن) میری وجہ سے ہے  
من بہر من است حاضر و توقعہ خوں

میں تیرے سامنے ہوں اور تو کہتے ہو غم ہے  
گفت اینجا حاضری اما ولیک

اس (عاشق) نے کہا تو اس جگہ موجود ہے لیکن  
انچہ میدیدم ز تو پارینہ سال

میں جو تجھ سے پار سال دیکھتا تھا  
من ازین چشمہ زلالے خوردہ ام

میں نے اس چشمہ سے صاف پانی پیا ہے  
چشمہ می بینم ولیکن آب تنے

میں چشمہ دیکھ رہی ہوں لیکن پانی نہیں ہے  
گفت پس من ستم معشوق تو

اس نے کہا تو میں تیرا معشوق نہیں ہوں  
عاشقی تو بر من و بر حالتے

تو مجھ پر اور میری، ایک حالت پر عاشق ہے

نامہ یوں کرد و پیش یا رخوند

اس نے خط لکھا اور معشوق کے سامنے پڑھنے لگا  
زاری و مسکینی و سلا بہا

عاجزی اور مسکینی اور بہت سی غرقا میں تھیں  
خواری و یزاری با اہل خویش

ذلت اور اہل، اور اپنوں سے یزادی تھی،  
زکریعہ و رسول از مغز و پوست

پیام اور قاصد اور رطب و یابس کا ذکر  
تا کہ یوں شد ز حصہ وحدہ وعد

حتیٰ کہ اساطیر اور خدا سے بجا و کر گیا  
گا و وصل ایں عمر ضائع کردن

تو وصل کے وقت یہ عمر کو ضائع کر رہا ہے  
نیست ایں بائے نشان اشغال

یقیناً یہ عاشقوں کی پہچان نہیں ہے  
من نمی یا کم نصیب خویش نیک

میں اپنا حصہ پورا نہیں پار رہا ہوں  
نیست ایں دم گر چہ می بینم فصال

وہ اب نہیں ہے اگرچہ میں دیکھ رہا ہوں  
دیدہ و دل زاب تازہ کردہ ام

میں نے اکھنڈ اور دل کو پانی سے تازہ کر دیا ہے  
راہ اکم را مکر ز در حزنے

میرے پانی کا راستہ شاید کسی ڈاکو نے لٹا دیا  
من ببلغار و مرآت در قوتو

میں بلغار میں ہوں اور تیرا مقصود بتوں سے ہے  
حالت اندر دست نبودا گفتمے

لے نوجوان! حالت قابو میں نہیں ہوتی ہے



پس نیم کلی مطلوب تو من  
 تو میں بالکل تیرا مطلوب نہیں ہوں  
 خانہ معشوقہ ام معشوق نے  
 میں معشوق نہیں ہوں، معشوق کا گھر ہوں  
 ہست معشوق آنکا او یک بود  
 معشوق تو وہ ہے جو ایک حالت پر ہو  
 چوں بیانی اش نہانی منتظر  
 جب تو اس کو پائے تو منتظر نہ رہ  
 میرا حوالہ سب موقوف حال  
 وہ حالات بہا کم ہوتے ہیں نکالات کا حکم  
 چوں بگوید حال را فرماں کند  
 جب وہ حالات کو حکم دے وہ بالدری کریں  
 منتہی نبود کہ موقوف او  
 جو موقوف ہے وہ منتہی نہیں ہے  
 کیمیائے حال باشد دست او  
 اس کا ہاتھ، حال کی سیسہ ہوتا ہے  
 گز نخواہد مرگ ہم شیریں شود  
 اگر وہ چاہے تو موت بھی نہیں جو جئے  
 او بود سلطان حال اندر دوش  
 وہ سلوک میں حال پر محکم ہوتا ہے  
 آنکا او موقوف حال آدمی ست  
 جو مال کا محکم ہے وہ (صرف) آدمی ہے

جزو مقصودم ترا اندر زمن  
 میں زمانہ میں تیرے مقرب کا جزو ہوں  
 عشق بر نقد ست بر صندوق نے  
 عشق تو نقدی سے ہے صندوق سے نہیں ہے  
 مبتدا و منتہایت او بود  
 تیرا مبتدا اور منتہا وہ ہو  
 ہم ہویدا او بود ہم نیز سر  
 ظاہر میں بھی وہی معشوق، ہو اور باطن میں بھی  
 بندہ آں ماہ باشد ماہ سال  
 مہینے اور سال اسی چاند کے غلے ہیں  
 چوں نخواہد جسمہارا جاں کند  
 جب وہ چاہے، جسموں کو روح بنائے  
 منتظر بنشتہ باشد حال جو  
 وہ مال کا کاش کرنے والا منتظر بننا ہو اسے  
 چوں بجنبا نہ شود مس مست او  
 جب وہ ہاتھ ملا دیتا ہے تو انہماک مست ہوتا ہو  
 خار و شتر نرگس و نسیر شود  
 لاشا اور شتر بھی نرگس اور نسیر بن جائے  
 نے جو تو محروم از حال و شش  
 تیری طرح مال اور کشتی سے محروم ہوتا ہے  
 کہ گئے افزون و گئے رخی ست  
 کہ کبھی بڑھو تری میں ہے، اور کبھی کمی میں ہے

جس کو عشق نہیں فنا کا لفظ کا درجہ حاصل ہو جائے وہ ان احوال کا محکم نہیں رہتا بلکہ انہماک ہوتا ہے۔  
 منتہی نمود جو محض احوال کے تابع ہے وہ کامل نہیں ہے کیونکہ حال فنا کا لفظ کے درجہ پر پہنچنے والے اس معشوق  
 کے تابع ہوتا ہے جس حال کی اس کو خواہش ہو وہ پیدا ہو جائے گا وہ چاہے تو موت بھی نہیں جو جئے  
 اور کاشی بھول جاتے ہیں غفلت و صاحب تقررات ہوتا ہے۔  
 پہنچنے والے احوال پر پورا قابو ہوتا ہے۔ لہذا جو احوال کا محکم ہوتا ہے اس میں قوی بشری کا ظہور رہتا ہے  
 اس کو کبھی عروج اور کبھی نزول کی کیفیتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

۱۔ جس نیم میں تیری پوری  
 ذات تیری معشوق نہیں ہے  
 بلکہ تیری ذات تیرے معشوق  
 کا جزو ہے۔ خانہ یعنی میں تیرا  
 معشوق نہ ہوا بلکہ وہ جوانی  
 معشوق تھی جو میری ذات میں  
 تھی لہذا میں صندوق تھا اور  
 جوانی اس کے اندر نقدی  
 کی طرح تھی تو عشق صندوق سے  
 نہیں ہوتا بلکہ نقدی سے ہوتا ہے۔  
 ہست۔ یہ وہاں کا مقولہ ہے  
 کہ ماضی حسی معشوق بنائے  
 قابل نہیں ہے عشق اسی وقت  
 سے ہونا چاہیے جہاں زوال ہے۔  
 انسان کی ابتلا ہی وہی ہے اور  
 منتہی ہی وہی ہے۔ اَللّٰہُ شَہِیْدُ  
 اَلْحَقُّ شَہِیْدُ اَلْغَیْبِ اَلْیَوْمِ  
 تَزْکِیْہُ اَلْہِیْ خَرُوعِ  
 پیدا کرتا ہے پوری دربار پیدا  
 کر کے پھر تم اسی کے پاس ملو گے  
 جاؤ گے چن بیاں۔ آخر کے  
 وصل کے بعد پھر کس معشوق کا  
 منتظر رہیں وہی ظاہر ہے وہی  
 باطن ہے۔ عَزَّوَجَلَّ اَللّٰہُ اَعْلَمُ  
 ۲۔ میرا حوالہ سب موقوف حال  
 احوال پر چمکا کر ہوتا ہے احوال  
 کا محکم نہیں ہونا ارادنا س  
 عاشق کا محکم ہوتا ہے۔ وہ  
 احوال پر کمرانی کرتا ہے اور  
 جسموں کو روح بنا دیتا ہے،  
 حال اصطلاح میں وہ کیفیت  
 ہے جو قلب پر کسی تکلف  
 اور کو عشق کے محض عبادت  
 فطرت سے وارد ہوتی ہے  
 جیسے قبض و بسط اور ذوق و  
 شوق وغیرہ اور یہ کیفیت کسی  
 نفسانی صفت کے ظہور کے  
 وقت زائل ہو جاتی ہے لیکن



لے اہل الوقت۔ دوسری  
کہلاتا ہے جو احوال اور  
حقیقات پر قابو نہ پاسکے اور  
اس سے غوازی اور کرامات  
کا اضطراب ظہور ہونے لگے۔  
مثنوی اس سے مراد اہل الوقت  
اور صاحب مقام ہے یہ وہ  
سالک ہوتا ہے جس کو کمال  
پر قابو نہ ملتا ہے اور اس کو  
روح و نفس پر پوری قدرت  
حاصل ہوتی ہے اس سے  
کرامات کا ظہور نہیں ہوتا ہے  
کیونکہ وہ ان باتوں کو نہایت  
کے خلاف سمجھتا ہے اہل الوقت  
کو اہل الوقت پر بہت غوریت  
ہے۔ عاشق مانی اب پھر  
مستحق کا مقرر شروع ہوا۔  
یعنی مستحق نے عاشق سے  
کہا تو میری ذات کا عاشق  
نہیں ہے بلکہ میری ایک  
کیفیت اور حالت کا عاشق ہے۔  
لے آنکھ۔ جو متغیر ہو جانے  
والی چیز ہے وہ مستحق اور  
مہربانانے کے قابل نہیں ہے  
لَا أَحِبُّ إِلَّا قَلِيلِينَ حضرت  
ابراہیمؑ نے جاندار اور سورج کے  
بارے میں فرمایا تھا کہ میں ان  
ذوال پذیر چیزوں کو پسند  
نہیں کرتا ہوں۔ آنکھ اور جن  
چیزوں کا شوق اور کمال دل  
پذیر ہے انکو مصائب باری کا  
صرف مظہر سمجھتی ہے محبوب نہ  
بنا رہتی مثنوی میں اہل وقت  
سالک مثنوی یعنی اہل الوقت  
صاحب مقام سالک۔  
لے غرق نور سے۔ اہل وقت  
تجلیات رب میں غرق نہ ہوتے

صوفی اہل الوقت باشد در مثال

صوفی مثلاً، اہل الوقت ہوتا ہے  
حالہا موقوف عزم و رائے او  
احوال اس کے اماندے اور رائے کے تابع ہیں  
عاشق حالی نہ عاشق بر مئی  
تو میرے حال کا عاشق ہے، نہ کہ مجھ پر  
آنکہ کہ ناقص کہے کامل بود  
وہ جو کبھی ناقص، کبھی کامل ہو

وآنکہ آفل باشد وگہ آن وایں  
وہ جو کہ غروب ہو جانے والا ہو اور کبھی اُسیا کبھی  
آنکہ اوگا ہے خوش گزنا خوش است  
وہ جو کبھی خوش اور کبھی ناخوش ہے

برج مہ باشد و لیکن ماہ نے  
وہ چاند کا برج ہوگا، لیکن چاند نہیں ہے

ہست صوفی صفی حوال بن و  
باصفا صوفی چونکہ اہل الوقت ہے

ہست صافی غرق عشق و بحال  
صوفی، صافی (اللہ) ذوالحال کے عشق میں غرق ہے

غرق نور سے کہ اولم یولد است  
وہ اس نور میں غرق ہے جو پیدا شدہ نہیں ہے

روحیں عشقے بخوگر زندہ  
اگر تو زندہ ہے، جا ایسا عشق تماش کر

منگر اندر نقش خوب و ز خویش  
اپنے اپنے برے نقش کو نہ دیکھو

یک صافی فارغ است از وقت و حال

لیکن اہل صفا وقت اور حال سے بے نیاز ہوتا ہے  
زندہ از نفع مسیح آسائے او

اہل مسیح مسیح ہی پھونک سے زندہ ہیں  
برائے حال بر مئی مئی

تو مال کی تمسید پر مجھ پر بھکا ہے  
نیست معبود خلیل آفل بود

وہ خلیل (اللہ) کا مہربان نہیں، غروب ہو جائیگا  
نیست دلبر لا احب الا قلیل

وہ مشوق ہیں مجھ میں غروب کو یا قلیل محبت نہیں کرتا ہوں  
یک زمانے آب یکدم آتش است

ایک وقت پانی اور ایک وقت آگ ہے  
نقش بت باشد و لے آگاہ نے

وہ بت کا نقش ہے لیکن بشور نہیں ہے  
وقت را بچوں بدر گرفتہ سخت

وہ مضبوطی سے وقت کو باپ کیلے کیلے چال ہے  
ابن کس نے فارغ از اوقات و حال

وہ کسی کا ابن نہیں ہے وہ اوقات اور حال بے نیاز ہے  
لم یلد لم یولد آن ایز دست

نہ اس نے جنا نہ وہ جنا گیا اللہ تعالیٰ کی شان ہے  
ورنہ وقت مختلف را بندہ

ورنہ تو مختلف اوقات کا غلام ہے  
بنگر اندر عشق و بر مطلق خوش

عشق کو اور اپنے مستحق کو دیکھو

جوابی اور دائمی ہیں۔ روحیں مشتے۔ تم یزید اور لکڑی لک سے عشق کرو۔ وقت مختلف یعنی قابل تغیر مظاہر  
منگر انسان کی اپنی ذات کی اچھائی اور برائی طلب میں مانع نہ آتی چاہیے اسکو ہر وقت عشق اور مستحق  
حقیق کو پیش نظر رکھ کر بد و بدیاری کو بھی چاہیے۔ بشر، رنگ و لباس، شہادت، برکریاں کار و بار و شمار نیست



منکر آنکہ تو حقیری یا ضعیف

یہ خیال نہ کر کہ تو حقیر ہے یا کمزور

تو بہر حالے کہ باشی می طلب

تو جس حالت میں ہو طلب ہماری رکھ

کال لب خشک گواہی می دہد

کہ چونکہ تیرے خشک ہونٹ گواہی دیتے ہیں

خشکی لبست پیغامے ز آب

ہونٹوں کی خشکی پانی کا ایک پیغام ہے

کایں طلبگاری مبارک خندے

کو یہ طلب بابرکت حرکت ہے

ایں طلب مفتاح مطلوبات

یہ طلب تیرے مطلوبوں کی کنجی ہے

ایں طلب پھول خروے و صیاح

یہ طلب مرغ کی طسرح جھننے میں ہے

گر چہ آلت نیست تو می طلب

خواہ و سائل نہ ہوں تو طلب کر

ہر کر اینی طلبگارے پسر

اے بیٹا: تو جس کو طلب گار دیکھے

کز جو ارباباں طالب شوی

طلبگاروں کے قرب سے تو طلبگار بن جائیگا

گریکے مورے سلیمانے محبت

اگر ایک چیدنی سلیمان کی جستجو کرے

ہر چہ داری تو ز مال و پیشہ

جو کچھ بھی تو مال اور ہنر رکھتا ہے

گریکے گنجے بیابند اور دست

اگر کوئی خوانہ (پانک) پالے تو یہ نادر ہے

بنگر اندر ہمت خود کشریف

اے بھلے! اپنی ہمت کو دیکھ

آب می خود اٹمائے خشک لب

لے خشک ہونٹوں والے! ہمیشہ پانی تلاش کر

کو باخبر بر سر منبع رسد

کو وہ باخبر جسے پر پہنچ جائیں گے

کہ مات آرد یقیناں لب اضطراب

کہ یقیناً اضطراب تجھے ہم تک لے آئے گا

ایں طلب دگر راہ حق مانع کشتے

حق کے راست میں یہ طلب مانع کو ختم کر دینے والا ہے

ایں سپاہ نصرت روایات

یہ (طلب) تجری کا یابی کے سپاہی اور محنت ہے

میزند نعرہ کمی آید صبح

(اور) نعرہ لگا رہی ہے کہ صبح آنے والی ہے

نیست آلت حاجت اندر راہ

اللہ کے راستہ میں دسائے کی ضرورت نہیں ہے

یار او شو پیش او انداز سر

اس کا درست بنجا (اور) اسکے سامنے سر رکھ دے

وز ظلال غاباں غالب شوی

اور افض میں غائب لوگوں کے سایہ تو غالب بن جائیگا

منکر اندر بہشتن اور نیست

تو اس کی جستجو کو حقارت سے نہ دیکھ

نے طلب بود اول و اندیشہ

کیا وہ ابتدا میں جستجو اور فکر نہ تھا؟

و رہا بتد از طلب ہم قاصت

اگر وہ طلب سے ترک جائے تو کوئی تا ہی کر نہ لائے

لے تو بہر حالے خواہ طالب

نکلا یا کمزور جو وہ طلب پیدا

کر لے کال۔ اس کی کمزوری

ہی مطلب تک رہنا بن

جائے خشکی لب۔ طلب کا

اضطراب اور بے قراری لاچار

مطلب تک پہنچا رہی ہے

ایں طلب۔ طلب اور جستجو

کامیابی کی ضمانت ہے حق

طلب جس طرح مرغ کی

افغان صبح کی آمد کی علامت

ہے اسی طرح جستجو مقصود

تک پہنچنے کی علامت ہے۔

شہ گرجت۔ (شعر)۔۔۔۔۔

داو حق را قابلیت خرد و حکمت

بلکہ شہر قابلیت و ادراست

بر کراہی۔ اگر طلب نہیں ہے

تو طلبگاروں کے ساتھ لگ

جانا چاہیے مقصود حاصل ہو

جائے گا۔

سے کمزور یا نیکوں کی محبت

تاخیر سے خالی نہیں رہتی ہے۔

حکیم۔ اگر کوئی ضعیف اور

کمزور طالب حق ہے تو اس کو

حقیر نہ سمجھو ہر چہ داری۔ دنیا کو

دولت بھی طلب اور فکر و تدبیر

سے ہی حاصل ہوتی ہے حق

یکے گنجے۔ اگر کسی بزرگ کی

محبت سے کچھ حاصل بھی

ہو جائے تو وہ صرف استعداد

ہوگی اگر طلب اور جستجو ختم

کری تو وہ بھی ضائع ہو

جائے گی۔



لے ہر کہ چیز سے عروا کا مشہور  
مقولہ من بعد ذہن جس نے  
کو شمش کی اس نے پایا۔  
ہیں تباہش سالن کا خیال  
بالکل غلط ہے کہ بلا محنت اور  
مشقت کے کچھ حاصل ہو  
سکے گا۔ عاقبت جرح شخص  
محبوب کی طلب میں دوڑتا  
ہے وہ لامحالہ مطلوب کو  
پا لیتا ہے۔ فتح آب یعنی  
قرب حق کے دروازے کی  
کٹاؤ گی۔

۵۲ حکایت۔ اس حکایت  
کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ شخص  
بہر حال اپنی تمنائیں پوری  
کرنے کی دھن میں لگا تھا  
لا محالہ اس کا مقصد پورا  
ہوا۔ آج بزرگ ہنظر آں  
ہیے یہ شخص جگہ جگہ ہی داما  
کرتا پھر اتھا کہ اس کی غیر محنت  
کے دولت مل جائے۔ داکم  
ہیشہ۔ خروت۔ الداری۔

۵۳ چون مرا بینی میں جس  
اہلیت کا ہوں مجھ سے وہی  
کام لے مجھ پر روزی کمانے  
کی تکلیف نہ ڈال۔ زخم خوار  
پٹنے والا رست جنب کمرور  
پہلو والا بسک۔ اکارہ۔ تی۔  
طنی۔ الدار سائے چشم سایہ  
میں سنا راحت طلبی کی کھٹ  
سے۔ در وجود یعنی جب سے  
پیدا ہوا ہوں۔

ہر کہ چیز سے جست بیشک یافت اور  
جس نے کسی چیز کی طلب کی یقیناً اس کو ملی ہے  
چوں نہادی در طلب پا اکر  
اے بیٹا! جبکہ تو نے جستجو میں تہم رکھا  
ہیں مباحش اے خواجہ یکدم طلب  
لے خواجہ! کسی وقت بھی بغیر جستجو کے نہ رہ  
عاقبت جو بندہ یا بندہ بود  
جستجو کرنے والا۔ بالآخر پا جانے والا ہوتا ہے  
در طلب چالاک شوزاں فتح باب  
طلب میں چیر زدن۔ اس سے فتح باب

چوں بجد اندر طلب اشتافت اور  
جبکہ محنت سے وہ طلب میں دوڑ رہے  
یافتی و شد مسیر بے خطر  
تو نے (مطلوب) پایا اور وہ بلا خطر کے مل گیا  
تا بیابانی ہر چہ خواہی بے تعب  
(اس خیال سے) کہ توجہ پا ہے گا بغیر مشقت کے پایگا  
چونکہ در خدمت شتابند بود  
چونکہ (مطلوب کی) خدمت میں پہنچے کیلئے دوڑتا ہوتا  
می طلب الله اعلم یا الصواب  
طلب کر اور خدا بہتر جانتا ہے

حکایت آل مرد کہ در عہد داؤد علیہ السلام شب روز نما و نضر  
اس شخص کا قصہ جو حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں دن رات نما اور عبادت  
می کرد کہ با رخسرایا مراد روزی حلال بدہے رنج کس  
کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ کمانی کی تکلیف کے بغیر مجھے حلال روزی عنایت کر

آں یکے در عہد داؤد نبی  
ایک شخص، داؤد نبی کے زمانے میں  
ایں دعائی کرد واکم کالے خدا  
ہمیشہ یہ دعا کرتا تھا کہ اے خدا!  
چوں مرا تو آفریدی کابلے  
جبکہ تو نے مجھے کابل پیدا فرمایا ہے  
بر خزان پشت ریش نامراد  
نامراد یعنی کمزور، گدھوں پر  
کاہلم چوں آفریدی اے ملی  
اے بے نیاز! جبکہ تو نے مجھے کابل پیدا فرمایا  
کاہلم من سایہ چشم در وجود  
میں کابل، زندگی بھر سایہ میں کسوا ہوں

نزد ہر دانا و پیش ہر غمی  
ہر عقلمند کے پاس اور ہر غمی کے سامنے  
ثروتے بے رنج روزی کن مرا  
بغیر محنت کے مجھے مالدار عطا فرما  
زخم خوارے مست جنبے ملے  
(اور) مار کھائی والا، کمزور پہلو والا، اکارہ  
بار اسپاں و اشتران نتوان نہا  
گھوڑوں اور اونٹوں کا بوجھ نہیں لادھا جاسکتا  
روزیم وہ ہم زراہ کاہلی  
مجھے روزی بھی کابل کے راست سے عطا فرما  
خفتم اندر سایہ افضال وجود  
مہربانیوں اور سخاوت کے سایہ میں سوا ہوں



کا ہلان و سایہ خُسپاں را مگر  
کاہلوں اور سایہ میں سونے والوں کے لئے شاید  
ہر کر ایاست جوید روزیے  
جس کے پاؤں میں وہ روزی جکھن کرتا ہے  
رزق را میراں بسوئے آں خریں  
اُس نعلین کی طرف روزی بھیج  
چوں زمیں را پانہ باشد جو دتو  
چونکہ زمیں کے پاؤں نہیں ہیں تیری سخاوت  
طفل را چوں پانہ باشد مادرش  
بچہ کے چونکہ پاؤں نہیں ہوتے (اسلئے) اس کی ماں  
روزی خواہم بنا کہ بے تعب  
بغیر محنت کے ہاں تک روزی چاہتا ہوں  
مندیے بسیاری کرداں دعا  
بہت محنت تک یہ دعا کرتا رہا  
خلق می خندید برگفت اراؤ  
اس کی باتوں پر لوگ ہنستے تھے  
کہ چرمی گوید عجب ایں مست  
کہ تمب ہے یہ بیوقوف کیا کہتا ہے؟  
راہ روزی کہے رنج ست و تعب  
روزی کا راستہ کما (تکلیف برداشت کے نام) اور تھکا  
ہر کے را پیشہ داد و طلب  
اللہ نے ہر ایک کو ایک پیشہ اور طلب دی ہے  
اُطلبوا الاثر انا من اسبابہا  
رزقوں کو ان کے اسباب سے طلب کرو  
شاہ و سلطان رسول حق کنوں  
شاہ اور سلطان اور اللہ کے رسول اب

روزی بنوشہ نوئے دگر  
تو نے دوسری ہی طرح کی روزی عقد کی ہے  
ہر کر ایاست کن دلسوزیے  
جس کے پاؤں نہیں ہیں اس پر رحم فرما  
ابر را می کشش بسوئے ہر میں  
ہر زمین کی جانب ابر کو پہنچا  
ابر را اند بسوئے او دوتو  
ابر کو بہت اُس کی طرف لہاتی ہے  
آید و ریزد و طیفہ بر سرش  
آتی ہے اور غذا اُس کے سر پر بہاتی ہے  
کہ ندارم من ز کوشش جگر طلب  
اسلئے کہ سوائے ملک میرے پاس کوئی کوشش نہیں ہے  
روز تا شب شب ہمہ شب تا صبحی  
دن سے رات تک تمام اوقات (بلکہ) پانچ وقت تک  
بر طمع خامے و بر سیکار او  
اس کے بیکار لالچ اور اُس کی ہمت پر  
یا کہے داوست بنگت ہمیش  
کیا کسی نے اس کو بے ہوشی کی بنگت بلا دی ہے  
ہر گز ایں نا ورنشد ورنشد عجب  
یہ انوکھی بات کبھی نہیں ہوئی اور اگر ہو تو تعجب ہے  
از رہ کہے تعب بارنج و تب  
کامی اور ممکن سرگرمی اور تکلیف کے راستے  
و ادخلوا الاوطان من ابوابها  
وطنوں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو  
ہست داود نبی ذوقسنوں  
صاحب ہنر داؤد نبی ہیں

لے نوئے دگر یعنی کاہلوں  
کی روزی بغیر کائے بقدر  
ہے۔ ہر کر یعنی جس میں کائے  
کی طاقت ہے۔ پائست۔  
یعنی جو کابل ہے اور اس  
کائے کی صلاحیت نہیں ہے۔  
آبر یعنی جس طرح زمین کے  
پاؤں نہیں ہیں اور تو اس کی  
غذا ابر کو بھیج کر پہنچاتا ہے  
اسی طرح میرا رزق بغیر محنت  
کے میرے پاس پہنچا دے۔  
اس طفل را بچہ میں ملنے  
کی طاقت نہیں ہوتی تو اس  
کی ماں کے ذریعہ اس کی غذا  
اُس کے پاس پہنچا دیتا ہے۔  
کہ ندارم مجھ میں محض طلب ہے  
اور کوئی ذریعہ اختیار کرنے  
کی طاقت نہیں ہے۔ رنج۔ بنگت۔ بنگت  
اس آیت نا ورنشد یعنی بنسیر  
کائے روزی حاصل نہا۔  
شاہ یعنی حضرت داؤد کو  
اس قدر فضائل کے باوجود  
زور نہانے کا پیشہ اختیار کرنا  
پڑا۔ تب۔ روزی مٹی تھی۔



۱۵ ہست۔ حضرت داؤد  
کے لئے پرچند پرند جمع ہو  
جاتے تھے، بیچیں۔ لیکن اور  
نذر کا مجبور صرف حضرت  
داؤد کو ملا تھا۔ ارفقوں۔  
مشہور باہلہ کہ جبر و غلبہ۔  
حضرت داؤد جب عظیم  
خوش آسانی سے زبور پڑھتے  
تھے سینکڑوں آدمی و بعد میں  
آکر پہنچ اور یاں مکت ہو  
جاتے تھے خیر و آہو لہو کو  
سن کر شیر اور ہرن جمع ہو جاتے  
تھے اور وہ کہ عالم میں ایک  
دوسرے سے بجز رہتا تھا۔  
۱۶ کوہ۔ حضرت داؤد کے  
لئے سے پہاڑ اور جنگل کی گنج  
آن کی ہم آواز ہوتی تھیں۔  
رسائل شیرکار۔ بے جہات۔  
یعنی حضرت داؤد کے چہرے  
کا نور مطلق بھی تھا اور مقید  
بھی تھا۔

۱۷ بے زہ۔ حضرت داؤد  
لوہے کی زر میں بنا کر اپنی  
روزی کاتے تھے۔ مخدول۔  
رسوا، ذلیل، مجرب، بد بخت۔  
پائش۔ ذوبینی چلتے پھرتے  
ہیں کو خزانہ مل جائے اور  
اس میں اس کا پاؤں چس  
جلے۔ تہو۔ لہو۔

ہست رفراں او از وحش و طیر  
دخشی جانور اور پرندے ان کے ٹکڑ میں ہیں  
باچناں عنے و نانے کا ندرست  
اس عنت اور ناز کے باوجود جہاں ہیں  
معجز آتش بے شمار بے عدد  
ان کے معجزے بے شمار اور ان گنت  
بیچکس را خود ز آدم تا کنوں  
کسی شخص کی آدم سے اب تک  
کہ ہر وعظہ بمیر اندر و لیت  
کہ ہر وعظہ میں وہ دھڑو کو مار ڈالتے  
شیر و آہو جمع گرد آں زماں  
اس وقت شیر اور ہرن جمع ہو جاتے  
کوہ و صحرا ہم رسال بادش  
پہاڑ اور جنگل بھی ان کی آواز کے ہم آواز تھے  
این و صد حیدان مراد معجزات  
یہ اور ایسے سینکڑوں معجزے ان کے تھے  
باہمہ تمکین خدا ریزی او  
تمام عورتوں کے باجودا شد (تھانے) نے انکی مدد  
بے زہ بانی ورنے روزش  
زہ بنانے اور تکلیف اٹھانے کے بغیر انکی روزی  
انچینیں مخدول و واپس ماندہ  
ایب ذیل اور پھٹا ہوا  
انچینیں مدبر بھی خواہد کہ او  
ایسا بد بخت یہی چاہتا ہے کہ وہ  
زاجتی خواہد کہ بے زجیش شود  
حماقت کی وجہ سے چاہتا ہے کہ بغیر تکلیف کے خزا

در ہمہ روئے زمین او راست سیر  
تمام روئے زمین پر ان کا دور ہے  
کہ گزیدش عنایت ہائے دوست  
کہ انکو دوست اخلا کی فائزوں نے تنگ کیے تھے  
موج بخشایش مدد و اندامد  
انپر بخشش کی موہیں پے دہ پے (ہیں)  
کے بدست آواز پنجوں ارغنون  
آواز ارغنون (باجا) کی طرح کب ہوتی ہے؟  
آدمی را صوت خویش کر و نیت  
انسان کو ان کی خسیں آواز فنا کر دیتی  
سوئے تذکیرش مفضل اس زماں  
ان کے وعظہ میں (اور) یہ اس سے نازل  
ہر دو اندر وقت دعوت محرش  
دونوں دعوت دینے کے وقت انکے ہرارتے  
نور ویش بے جہات و جہات  
ان کے چہرے کا نور بے جہت اور تاک جہتوں کا  
کردہ باشد رستا اندر جستجو  
جستجو کے ساتھ وابستہ کی تھی  
می نیاید باہمہ فیروزیش  
باوجود تمام نیک بختیوں کے محال نہیں ہوتی تھی  
خانہ کندہ دول و کردول راندہ  
خانہ دیران، کینت اور آسمان کا پھٹکا رہا  
گنج یابد تا رود پائش فرو  
خزانہ پالے یہاں تک کہ اس کا پاؤں دھسے  
بے تجارت پر کند و امن ز سود  
(اور) بغیر کاروبار کے لہو سے دامن بہرے



انچیں گچے نیامد در جہاں  
ایسا کوئی حق دنیا میں نہیں ہوا (جو کہے)  
اس ہی گفتش بتیغ نیک گیر  
کوئی، اس سے مذاق میں کہتا ہے لے لے  
زان ہی خندید مارا ہم بدہ  
کوئی ہنستا کہ ہیں بھی دینا  
اوازیں تشنیع مردم وین فوس  
وہ لوگوں کی اس طعنہ زنی اور ملاپ سے  
تا کہ شد در شہر معروف و شہیر  
یہاں تک کہ وہ شہر میں معروف اور شہیر ہو گیا  
شد مثل درخام طمع اس گدا  
وہ فقیر بیکار لاکھ میں حرب الشک بن گیا  
کم نمی کرد از دعا و ابتہال  
اس نے دعا اور زاری نہ کی

کہ برآکیم بر فلک بے نردباں  
کہ میں آسمان پر بغیر پیر می کے چڑھوں گا  
کہ رسیدت روزی و آمد بشیر  
کہ تیری روزی آگئی اور خوشخبری بیٹے واو آگیا  
زاچہ یابی ہدیہ اے سالارِ درہ  
اے چودھری! اس عطیہ میں سے جو تجھے ملے  
کم نمیکرد از دعا و چاہلوس  
دعا اور غوثِ اہم میں کمی نہ کرتا تھا  
کو زرا ثبات تہی جو بدینہ پیر  
کہ وہ غالی قبیضے میں پیرِ تلاش کرتا ہے  
اوازیں خواہش نمی آمد جدہا  
(لیکن) وہ اس خواہش سے جسدِ زہوا  
کرد اجابت مستعان و الجلال  
داخلِ قلعہ مستعان اورند الجلال نے اسی مابقی کی

اے انچیں یعنی اہم تک  
خود اہم ہلنے کی قوت اور  
ایسی ہی ہے جیسے کہ کوئی  
آسمان پر بغیر پیر می کے چڑھ  
جانے کی قوت کہے ہیں ہیں  
کوئی مذاق میں کہتا ہے کہ وہ  
آگئی کوئی کہتا اس میں سے  
ہیں بھی دریا بغیر بطوری  
بیٹے واو سالارِ درہ جگہ کا  
سردار اور چودھری شہیر شہیر  
انہاں جھیلا۔  
اے خلدش یعنی یہ فقیر نے  
بیکار لاکھ میں حرب الشک بن  
گیا۔ مستعان۔ وہ جس سے بڑے  
طلب کی جائے، اظہر قائل  
الحاج۔ زاری و مابوی۔  
سچ۔ زاری کو خواہا۔  
سچہ عذر گفتن آئندہ اشار  
میں سولانا نے اپنی قنوی کے  
اتمام کی دعا شروع کی ہے۔  
در بند۔ بندہ کنندہ۔ در۔

دویدن کا و درخاند آل ہما کنندہ بالمحاح قال الیہ صلی اللہ  
اس ماجوی کے ساتھ دعا کرنے والے کے گھر میں ایک مائے کا دوڑ کر آنا۔ ہمنفس و علی  
علیہ وسلم ان اللہ یحب المتطہرین فی الدعاء زیر کہ عین  
طبیعت نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا میں ماجوی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے کہ ان کے  
خواست حق سبحانہ و تعالیٰ سب بالمحاح خواہند را بہ است  
ماجوی اظہر قائل کی پسند ہے۔ چھپہ ہے اور اچھے دلے کیلئے ماجوی اس سے بھی  
انچہ میخواستہ از فی و عذر گفتن نظم کنندہ و مدد خواستن  
نیز وہ اپنی ہے جو وہ اس سے کہتا ہے اور ناظم کا عذر کرنا اور بد دعا ہوتا

تا کہ رونے ناگہاں در چاشنگاہ  
یہاں تک کہ ایک دن چاشت کے وقت اہم تک  
ناگہاں درخانہ اش گا وے دوید  
اہم تک اگے گریں ایک مائے دوڑ آئی  
ایں دعائی کرد بازاری و آہ  
وہ یہ دعا زاری اور آہ کے ساتھ کر رہا تھا  
شاخ زد شکست در بند و کلید  
اس نے سیگ ارا گنڈی اور کلک تھوڑا



لے تو کم۔ پالوں۔ رآب پڑا  
کمال۔ لے تقاضا چونکہ  
پہلے اشار میں روزی طلب  
کوئی لے کی دعا کی مقبولیت  
کا ذکر تھا اسلئے اس فقرہ کو مٹا  
کوئی کی تکمیل کیلئے ماضی  
کر دی ہے تین بیت کا بچہ۔  
یعنی جس طرح بیٹ میں پتھر چھا  
ہوا ہے اسی طرح باطن میں خدا  
کی باغیہ کاموں کی تکمیل کا  
تقاضا چھاپا ہوا ہے۔ برائے  
یعنی مجھ پر غصہ کے تمام کام  
بارز مثال چوں غفلت میں  
مجھے غصہ کے مسائل اور غفلت  
منیت فرمائی۔ جسے تو تیری  
مدد کے بغیر ہی دشنام یعنی نداء  
کی کیا طاقت ہے کہ وہ کسی  
خبر کو لے کے تینیس۔ وہ غفلت  
کا لفظ یا مثنوی اعتبار سے  
بہی مشابہ ہوا۔

لے چوں سچ۔ پہلے اشار میں  
چونکہ نظم و قوائی کو اس کے حکم  
کا نام قرار دیا تھا اب مولانا  
غیر ذی مدح چیزوں کے لے  
فرمان لہی ہوئے کو بیان کرتے  
ہیں کہ۔ دنیا کی ہر چیز ہوش  
کی تسبیح کہ ہے لیکن ہر چیز کے  
تسبیح کرنے کا طریقہ بدلا گا ہے۔  
لے آدھی انسان جمادات یعنی  
پتھر و لوہے کی تسبیح کو نہیں سمجھتا  
اسلئے وہ ان کی تسبیح خوانی کا اظہار  
کرتا ہے جبکہ بشیر ہے کہ  
دنیا میں غیبی ۳۳ فرقے ہیں جن  
میں سے ۲۲ گمراہ ہیں ایک فرقہ  
دست ہے۔ ہر فرقہ اپنے وقت  
کے مطابق اللہ کی تسبیح کرتا ہے  
وہ کہ لوگ اس سے واقف نہیں  
ہوتے ہیں چوں وہ ناطق۔ وہ

انسان جو تیری تائید سے جانتا ہے کہ تیری تسبیح میں تمام کائنات کی تسبیح ہے

گاؤ گستاخ اندراں خانہ محبت  
گائے بے باکی سے گھر میں غصہ آئی  
پس گلوں گاؤں بید آں زماں  
فوراً گائے کو ذبح کر دیا  
چوں سرش بربید شد سو قضا  
جب اس کو ذبح کر دیا غضاب کے ہیں گیا  
لے تقاضا کر دروں همچون جنیں  
اسے بیٹ کے بچہ کی طرح باطن میں تقاضا کرنا ہے  
سہل گرداں رہ نہ توفیق رہ  
آسان فرمایا، راہنما کی کر رہے توفیق عطا فرما  
چوں ز غفلت زرت تقاضا میکنی  
جبکہ تو غفلت سے روپے کا تقاضا کرتا ہے  
بے تو نظم و قافیہ شام و سحر  
تیری مدد کے، بغیر نظم اور قافیہ، صبح و شام  
نظم و تینیس و قوائی لے علم  
لے آواز! نظم اور تینیس اور قافیہ  
چوں مسخ کردہ ہر چیز را  
جبکہ تو نے ہر چیز کو تسبیح خوان بنا لیا ہے  
ہر یکے تسبیح ہر نوع دگر  
ہر ایک، ایک دوسرے قسم کی تسبیح  
آدھی منکر ز تسبیح جماد  
جمادات کی تسبیح سے آدھی منکر ہے  
بلکہ ہفتاد و دو ملت ہر یکے  
بلکہ بہتر فرقوں میں سے ہر ایک  
چوں دو ناطق را ز حال ہر  
جبکہ وہ بولنے والے ایک دوسرے کے مال سے

مرد بر جست و قوا کہماش بست  
(وہ) شخص لپکا اور اس نے اس کے پتوں پر بندھ کر  
بے توقف بے تامل بے ماں  
بغیر توقف، بے تامل، اس نے بغیر  
تانا ابلش برگند در دم شتاب  
تا کہ وہ فوراً اس شخص کی کمال ہمارے  
چوں تقاضا می کنی اتمام این  
جبکہ تو اس (مثنوی) کی تکمیل کا تقاضا کرتا ہے  
یا تقاضا را بہر سل بر ما مینہ  
یا تقاضے کو چھوڑ دے ہم پر بار نہ رکھ  
ز بخشش در سرے شاہ غنی  
لے شاہ بے نیاز اور یہ وہ اس کو در پختہ  
زہرہ کے دارد کہ آید در نظر  
کے طاقت رکھتے ہیں کہ نظم و قوائی، مدد کر دے  
بندہ امر تو انداز ترس و بیم  
ڈر اور خوف سے جس سے غم ہیں  
ذات بے تمیز و با تمیز را  
باشعور اور بے شعور ذات کو  
گوید و از حال آں این بخیر  
کرتا ہے اور یہ اس کے مال سے بے خبر ہے  
واں جماد اندر عبادت متاد  
ماں کہ جمادات عبادت میں ماہر ہیں  
بے خبر از یک دگر و اندر شکے  
ایک دوسرے سے بے خبر ہے اور شک میں ہے  
نیست کہ چوں بود دیوار و در  
آگاہ نہیں ہیں تو در دیوار کے بارے میں



چوں من از تسبیح ناطق غافل  
جب میں بولنے والے کی تسبیح سے غافل ہوں  
ہست سنی رایکے تسبیح خاص  
ہستی کی ایک خاص تسبیح ہے  
سنی از تسبیح جبری بے خبر  
سنی جبری کی تسبیح سے بے خبر ہے  
ایں ہی گوید کہ آں ضال ست گم  
یہ کہتا ہے کہ گمراہ ہے اور بہکا ہوا ہے  
واں ہی گوید کہ ایں راچہ خبر  
وہ یہ کہتا ہے کہ اس کو کیا پتہ  
گوہر ہر یک ہویدامی کند  
ہر ایک کی اصل کو ظاہر کر رہا ہے  
قہر از لطف داند ہر کے  
قہر کو ہر سے ہر شخص جدا سمجھتا ہے  
لیک لطف قہر درینہاں شد  
لیکن وہ ہر جو قہر میں پوشیدہ ہے  
کم کے داند مگر رہتا ہے  
انکو سوائے اس باند انسان کے کوئی نہیں جانتا  
باقیاں زیں دو گمانے می برند  
باقی لوگ ان دونوں میں شک کرتے ہیں

در بیان آنکہ علم را دو پرو گمان رایک پرست  
اس کا بیان کہ علم کے دو باند ہیں اور شک کا ایک بازو ہے

ناقص مدطن پرواز استرست  
شک اڑنے میں ناقص ہے اور دم کٹا ہے  
باز بر پردو گامے یا فزون  
پھر دو قدم یا کچھ زیادہ اڑتا ہے

علم را دو پرو گمان رایک پرست  
علم کے دو باند ہیں شک کا ایک بازو ہے  
مرغ یک پر زود افتد سرنکوں  
ایک بازو کا پر نہ جلد اوندھا گرتا ہے

چوں بداند سبح صامت و لم  
تو میرا دل بے زبان کی تسبیح کو کیسے سمجھے؟  
ہست جبری راضیٰ درمنہ  
نجات پانے میں جبری (کی تسبیح) اس کے خلاف ہے  
جبری از تسبیح سنی بے اثر  
جبری سنی کی تسبیح سے بے نشان ہے  
بے خبر از حال او وز امر تم  
اُس کے حال سے اور تم کے حکم سے بے خبر ہے  
جنگ شان فلندیزاں از قدر  
اشد (قتالے) نے تقدیر سے انہیں جنگ پیدا کر دی  
جنس از ناب جنس پیدا می کند  
جنس کو ناب جنس سے واضح کر رہا ہے  
خواہ دانا خواہ نادان یا خست  
خواہ وہ دانا ہو خواہ نادان یا کمیت  
یا کہ قہرے در دل لطف آمد  
یا وہ قہر جو ہر کے اندر ہے  
کش بود در دل محک جانے  
جس کے دل میں روح کی کسوٹی ہو  
سوئے لاند خود یک برمی نرند  
اپنے آشیانہ کی جانب ایک بازو سے اڑتے ہیں

لہ باقی برنے والا کتا  
خاموش نہ بولنے والا بہت  
سنی سنی کو پانے اعتقاد کے  
مطابق اشک پاک بیان کرتا  
ہے تجربی نر پانے اعتقاد  
کے مطابق اشک پاک بیان  
کرتا ہے اور ایک دوسرے  
کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہیں۔  
آپ ہی یہ جبری کہتا ہے کہ  
سنی گمراہ ہے اور تم جہاں جہا  
قرآن میں انسان کو کریم حکم ہوا  
ہے جسکے سننے میں تو کھڑا ہوا  
اس بات کی دلیل ہے کہ فعل  
انسانی انسان کی قدرت میں  
ہے درنا مسکو کر نہ دیا جاتا ہے  
جبری عقیدہ کے خلاف دلیل ہے  
لیکن جبری اس دلیل سے بے خبر  
ہے۔ تقدیر ازل میں راسخا تھا  
مقدر کرنے لگے تھے تاوقتیکہ  
باطل کو فیصلہ ہو سکے۔

قہر از لطف بعض خاص  
قہر اور خاص مہر میں ایسے قہر اور  
قہر کو ہر شخص سمجھتا ہے۔ ایک  
بعض وہ مہر ہی جو قہر میں پوشیدہ  
ہوتی ہیں مہر کا پ کا پھر  
تسلیم کیسے سنی کرنا یا اظہار قہر کا  
کسی مون کو کسی مرض میں مبتلا  
کرنا یا صلح بعض قہر وہ ہیں جو  
مہر میں پوشیدہ ہیں جیسا کہ اشارت تھی  
کی جاننے کا فزون کیلئے دنیاوی  
نعمتوں میں فراموشی پیدا کرنا جس کو  
صرف خامان خدا سمجھتے ہیں۔

باقیاں مام و گ مہر میں  
پوشیدہ قہر اور قہر میں پوشیدہ مہر  
کے واسطے میں دو طرح کا خیال  
کرتے ہیں یعنی انکی حیثیت میں  
اشکوک ہوتے ہیں حکم میں حجت  
نہیں پہنچنے میں یقین کی پروا نہیں

اور ان اشکوک کی بنا پر ان میں دو چیزیں ہوتی ہیں جن کی بنا پر ان میں شک پیدا ہوتا ہے



اے انت خیزاں بنکے  
گمانِ محقق تک پہنچنے کے  
لئے گزرتا پلٹتا ہے آشیان۔  
گھولنا، یعنی مقصدِ حق ز  
ظن یعنی جب انسان مرتبہ  
یقین تک پہنچ جاتا ہے تو پھر  
اُس کی پرواز درست ہوتی ہے۔  
بعد ازاں یقین کا مرتبہ حاصل  
ہو جانے کے بعد سیدھی اور  
پہلی اُڑان ہوتی ہے انسان  
شکر کی باتیں کھاتا ہے۔ سادگی  
السان کو سب سے یقین حاصل  
ہو جاتی ہے تو اُس کی پرواز  
جبرئیل کی طرح ہوتی ہے۔  
تھے مگر جسمِ انسان کو جب  
طرح کا اُن مرتبہ حاصل ہوا کہ  
تو لوگوں کی مدد اور فائدے سے  
بے نیاز ہو جاتا ہے نہ سب کی  
میں موقوف ہوتی ہے نہ قسم۔  
کو پنداری، غدارانہ پنداری۔  
جبرئیل نہیں، جبرئیل کا بہت ملحق۔  
ظن زنی، یعنی بازی۔ بھلائی  
وژہ، سادگی، یقین، خوشامدیوں  
اور ماسدوں کی باتوں سے  
قطعاً متاثر نہیں ہوتا ہے  
سب مطلق علم کے اعلیٰ مرتبہ  
مائل ہو جانے پر انسان بہر  
حال مطمئن رہتا ہے اور کہتا  
ہے کہ لوگوں کی مدد اور فائدے  
تو ہر حال میں جاری ہی رہتی ہیں  
وہ تو قدرِ ان اس حکایت کا  
مقصد یہ ہے کہ جن کو علم یقین  
نہیں ہوتا وہ کافروں کے کچے  
ہوتے ہیں اور مدد و فائدے  
سے متاثر ہوتے ہیں۔

اُفتِ خیزاں می و دروغ گماں

گمان کا پرندہ گزرتا پلٹتا پرواز ہوتا ہے  
چون ظن و ارست علمش و نمود

جب وہ گمان سے نجات پا گیا اسکا علم نمود ہوا  
بعد ازاں یقینی سوچا اُستقیم

اُس کے بعد ٹھیک سیدھا روانہ ہوتا ہے  
باد و پر برمی پر وچوں جبرئیل

جبرئیل کی طرح دو بازوؤں سے اونچا اُترتا ہے  
گر ہمہ عالم بگویندش تویی

اگر تمام دنیا اُس سے کہے کہ تو ہی  
اُوں گرو گرم تر از گفت شاں

وہ اُن کی باتوں سے جوش میں نہیں آتا  
ورہمہ گویند اُوں گرو گرمی

اور اگر سب اس سے کہیں کہ تو گرم ہے  
اُوں نیفتد در گماں از طعن شاں

اُن کی طعن زنی سے وہ شکستہ نہیں پڑتا ہے  
بلکہ گرو دریا و کوہ آید بگفت

بلکہ اگر سمندر اور پہاڑ بولنے لگیں  
ہیج یک ذرہ نیفتد در خیال

وہ ایک ذرہ بھی گمان میں مبتلا نہیں ہوتا  
مطمئن و موقن و بے احتیال

مطمئن اور صاحب یقین اور بے حیلہ ہوگا

بایکے پر برائیں آشیان

ایک بازو سے، آشیان کی راہ پر  
شد و پر آں مرغ و پر بار شود

(اب) وہ پرندہ دو بازو کا ہو گیا اور بازو نکرتے  
نے علی و خہ میکنا اوستقیم

ذہ اپنے چہرے کے بل اور صفا یا بھار  
بے گماں بے فکر تے بے فیل

بغیر گمان، بغیر فکر اور بغیر جہان و جنس کے  
بر رو بردان و دین مستوی

خدا کی راستہ اور سیدھے دین و دہا ہے  
جان طاق اُوں گرو دجفت شاں

اُس کی یکتا روح ہی کی ساتھی نہیں ہوتی ہے  
کوہ پنداری و تو برک ہی

کوہ کو پہاڑ سمجھتا ہے اس کا تو گماں کا تھکا ہے  
اُوں گرو در و در مندر از طعن شاں

اُن کی طعن زنی سے وہ رنجیدہ نہیں ہوتا ہے  
گویش با گرو ہی گشتی تو جفت

اُس سے کہیں تو گمراہی کا سہا ہے  
نے بطعن طاعناں رنجور حال

ذہ طعن زنی کی طعن زنی سے رنجیدہ ہوتا ہے  
کا بخینیں باشند مسکر در کل حال

شاید ہر حالت میں ایسا ہی ہوتا ہوگا

مشال رنجور شدن آدمی بویم تعظیم خلق و رغبت

انسان کا لوگوں کی تعظیم کرنے اور مستقدین کی اُس بکر طرف رغبت کے ہم سے  
مشتراں بویم و حکایت معلم کو دکاں

بیمار پڑنا اور بچوں کے استاد کا قصہ



کو دکان مکتبے از اوتاد  
ایک کتب کے بچے استاد کی جانب  
مشورت کردند در تعویذ کار  
کام کو ماننے کے لئے انھوں نے مشورہ کیا  
چوں نمی آید و را ز بخوریے  
اچس کو کوئی بیماری کیوں نہیں ہوتی؟  
تا ہم از مجلس و از تنگی کار  
تاکہ ہم قیام اور کام کی دشواری سے ہوشیار  
آں نیکی زیر کرتے این تدبیر کرد  
ایک لیاہہ نے یہ تدبیر کی  
خیر باشد رنگ تو بر جانیت  
اللہ خیر کرے آپ کی رنگت خراب نہیں ہے  
اندکے اندر خیال اقتدازیں  
اس سے وہ تم کو اسادہم میں پڑھے گا  
چوں در آئی از در مکتب بگو  
جب تو دروازہ سے کتب میں داخل ہو، کہنا  
آں خیال شاندکے افزوں شود  
اس کا وہ دہم حضورا بڑھے گا  
آں سوم وال چارم و پنجم نہیں  
تیسرا اور چوتھا اور ایسے ہی پانچواں  
تا چوتھی کو دک سایے این خبر  
جب اس بات کو حقیقت سمجھ لے گا  
ہر یکے گفتش کہ شاہش آذکی  
ہر پچھلے اس سے کہانے زمین ادا ہوا ہے  
مستفق گشتند در عہد شوق  
مضبوط عہد میں سب شوق ہو گئے

رنج دیدند از ملال و اجتناد  
تھکن اور محنت کی وجہ سے رنجیدہ ہو گئے  
تا معلّم در فتد در اضطراب  
تاکہ استاد پریشانی میں مبتلا ہو جائے  
کہ بگیرد چند روز او دویرے  
کہ وہ چند دن دور رہے  
ہست او چوں سنگ ابر قرار  
وہ تو سنگ عمار کی طرح جما ہوا ہے  
کہ بگوید اوستا چونی تو زرد  
کہہ کہے گا، استاد آپ زرد کیوں ہیں؟  
ایں اثر یا از ہوا یا از پیست  
یہ اثر ہوا یا بخسار کی وجہ سے ہے  
تو برادر ہم مدد کن ایں چنین  
بھائی تم ہی اسی طرح مدد کرنا  
خیر باشد اوستا احوال تو  
اللہ خیر کرے، استاد آپ کے مزاج کیسے ہیں؟  
کز خیالے عاقلے مجنوں شود  
دہم کی وجہ سے عقلمند باگل بن جانا ہے  
در پے ماعظم نہایت دشمن  
ہمارے بعد غم کا اظہار کرے اور روئے  
مستفق گویند یا بد مستقر  
بالا اتفاق کہیں گے تو وہ غم جاسوسی کی  
با دنجتت بر عنایت  
خدا کرے تیرے نصیب کا (اللہ کی) مہربانی پر نکلنا ہو  
کہ نگر و اند سخن را یک رفیق  
کہ کوئی ساتھی بات کو نہ بدے گا

اللہ جہاد و محنت کرنا سخت  
برداشت کرنا، تعویذ کا زمین  
استاد کے محنت اور شقت  
کرانے کو لانا جتنی ہی آید۔  
چونکہ قدرتی طور پر بسیار  
خوبی ہوتا ہے اور کتب میں  
برابر حاضر ہوتا ہے لہذا ہمیں  
کوئی فرض کا سدھال کرنا چاہیے  
برقرار رہیں استاد کی طرح  
کتب میں جما ہوا ہے۔  
اللہ آن کے، جسے نہیں بچے  
لے یہ تدبیر سچی کہ وہ استاد  
سے تاکہ کہے گا کہ آپ کا رنگ  
بہتر ہو گیا ہے، اسی یاد پکڑ  
تاکہ وہ دہم پیدا ہوگا اور سدا  
بچہ ہمیں بھی کہے تو اشد کار کا  
سہاواں اور بڑے کامیاب  
شلسلہ دوسرے بچے نہیں گئے  
اور اشد کار کو اپنی باری کا یقین  
ہو جائیگا۔ اوستا اشد کار  
ہے۔  
اللہ آج بھی ہمیں بچے شلسلہ  
استاد کے رنگ کے زور ہو جائے  
کہ کہیں گے تو یہ بات استاد  
کے دل میں جم جائے گی، ہر یکے  
اس تدبیر پر ہر بچے نے یقین  
زہین بچے کو شاہش کہا اور  
دمازی، عہد شوق مضبوط  
کہ نگر و اند میں سب بات  
کہیں کوئی بچہ اس بات میں  
تبدیلی نہ کرے۔



اے تمام چنغیز و جبرائیل  
یعنی یہ کہ ہم نے فرض طور پر  
یہ سازش کی ہے۔ اور یسوی  
بچوں کی جماعت میں تفاوت  
جس طرح اس بچے اور دوسرے  
بچوں کی عقل میں فرق تھا اسی  
طرح انسانوں کی عقل میں فرق  
ہے جیسا کہ سب انسانوں کا  
ظاہر کیا نہیں ہے باطنی  
حاصل بھی یکساں نہیں ہیں۔  
نیز مختصر اور مفصل تمام انسانوں  
کی عقل کو اصل فطرت میں کیا  
ملنے میں اور فرق محض تجربہ  
اور تعلیم کی بنیاد پر ملنے ہیں۔  
اے در زبان حدیث میں جو  
آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ انسان کا حسن اس کی زبان کی فصاحت ہے  
یعنی انسان کی خوبی اس کی  
زبان میں بھیجی ہوئی ہے۔  
اعتدال یکسانیت۔ اعظم  
زیادہ جاننے والا۔  
اے باطل ست مولانا روم  
میں معتزلہ کا یہ قول باطل ہے۔  
بگذر وہ شخص کو نہ کوئی  
تجربہ ہے و تعلیم اس کی راسخ  
اور نہ ہر تجربہ کار لوگوں سے  
بڑھ جاتی ہے۔ تو معلوم ہوا  
کہ عقلوں کا تفاوت فطرتی  
عقل خرد۔ وہی مکتبہ ذہین  
بہت۔

بعد ازاں سو گند دادا و جملہ را  
اس کے بعد اس نے سب کو قسم دی  
راے آں کو دکن بھر بید از ہمہ  
اس بچہ کی رائے سب سے بڑھ گئی  
آں تفاوت ہست در عقل بشر  
انسانوں کی عقل میں ایسا ہی فرق ہے  
تا کہ غنائے نگوید با جہرا  
تاکہ کوئی چنغیز (مسیح) بات نہ بتائے  
عقل او در پیش می فت از مر  
اس کی عقل گدے آگے چلتی تھی  
کہ میان شاہداں اندر صورت  
جیسا کہ مشقوں کی صورتوں میں

در بیان آنکہ عقل خلق متفاوت است در اصل فطرت و نزد معتزلہ  
اس کا بیان کہ اصل فطرت میں لوگوں کی عقلوں میں نہ فرق ہے اور معتزلہ کے نزدیک  
تساویست تفاوت عقلوں بسبب تجربہ و تحصیل علم است  
سب برابر ہیں اور عقلوں کا فرق تجربہ اور علم حاصل کرنے کی وجہ سے ہے  
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَالُ الرَّجُلِ جَيِّظُهُ  
آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ انسان کا حسن اس کی زبان کی فصاحت ہے

زیر قبل فرمود احمد در مقال  
اسی سلسلہ میں آنحضرت نے گفتگو میں فرمایا  
اختلاف عقلماء در اصل بود  
عقلوں کا فرق اصل سے تھا  
بر خلاف قول اہل اعتزال  
معتزلہ کے اس قول کے خلاف  
تجربہ و تعلیم ہمیشہ و کم کند  
تجربہ اور تعلیم گھٹاتے اور بڑھاتے ہیں  
باطل است اس زانکہ رای کو دے  
یہ غلط ہے، کیونکہ بچے کی رائے  
بگذر زانندیشہ مردان کار  
تجربہ کار لوگوں کی رائے سے بڑھ جاتی ہے  
بر و میداندیشہ زان طفل خرد  
اس بچہ کی رائے سے وہ غیبی ظاہر ہوا

در زبان نہاں بود حسن جمال  
انسانوں کا حسن زبان میں پوشیدہ ہوتا ہے  
بر و فاق سنیان پایہ شنود  
سنیوں (کے قول) کے مطابق سننا چاہیے  
کہ عقلوں از اصل دارند اعتدال  
کہ عقلیں اصل میں یکسانیت رکھتی ہیں  
تا کیے را از کیے اعظم کند  
یہاں تک کہ ایک کو ایک سے زیادہ عالم بنادیتے ہیں  
کہ نذر و تجربہ بہ در مسئلہ  
جس کو کسی مسئلہ کا کوئی تجربہ نہیں ہے  
عاجز آمد کار نشان در اضطرار  
ان لوگوں کا کام پریشانی میں عاجز آنا ہے  
پیر با صد تجربہ بہ بوئے نبرد  
جس کی ستر تجربہ والے بڑھے کو خوشبو بھی نہ آتی



خود فزون آں بہ کہ آں از فطرت

عقل کی وہ زیادتی جو فطرت کی طرف سے بہتر ہے

تو بگودادہ خدا بہتر بود

ترجاء اللہ کا دیا ہوا بہتر ہوتا ہے

باز افزوں کو زہد و فکر است

بہتر وہ زیادتی ہے جو کوشش اور فکر کی وجہ سے ہے

یا کہ لنگے را ہوارانہ رود

یا وہ لنگا جو تیز رفتاری کی طرح چلے

در وہم افگندن کودکان استاد را بکر

بکارتی سے بچوں کا استاد کو وہم میں ڈال دینا

روز گشت آمدن آں کودکان

دن بنگلا ، اور وہ بچے آئے

جملہ استادند بیرون منتظر

سب باہر منتظر کھڑے ہو گئے

زانکہ منبع او بدست ایں را

اس لئے کہ اس تدبیر کا وہی سرچشمہ تھا

اے مقلد تو مجو بیشی براں

اے بچے چلنے والے! قاف سے آگے نہ بڑھو

اودر آمد گفت استاد اسلام

وہ آیا، بولا استاد کو سلام ہے

گفت استانیست رنجی مرا

استاد نے کہا مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے

نفی کرد اما غبار وہم بد

انکار کر دیا لیکن مجھے خیال کا وہم

اندر آمد دیگرے گفت اینچنین

دوسرا اندر آیا، اس نے بھی ایسا ہی کہا

ہم چنین تا وہم اوقوت گرفت

اس طریقہ پر یہاں تک کہ وہم نے وقت پکڑ لیا

برہمیش فکرست مثنوی نکتہ رواں

اسی تدبیر کے مطابق کتب کو باریک دیکھو

تا در آید اول آں یار مکر

تا کہ وہ مکار دوست پہلے اندر جائے

سر امام آمد ہمیشہ پائے را

سر، ہمیشہ پاؤں کا پیشوا ہوتا ہے

کو بود منبع ز نور آسمان

جو آسمانی نور کا سرچشمہ ہے

خیر باشد رنگ و بوست ز دھام

خدا خیر کرے سچے چہرے کی رنگت دلی ہے

تو برویشیں ملو یا وہ کلا

تو بیا، بیٹھ جا، خبردار! بک بک نہ کر

اندکے اندر دیکھیں ناگاہ زد

تھوڑا سا اچانک اس کے دل میں رونا ہوا

اندکے آں وہم افزوں شد بریں

اس پر تھوڑا سا وہ وہم بڑھتا

ماند اندر حال خودش در گشت

وہ (استاد) اپنے مسائل میں خیرانی میں پڑ گیا

رنجور شدن فرعون بوہم از تعظیم خلقاں

فرعون کا لوگوں کی تعظیم کے وہم سے بیمار ہونا

۱۔ خود فزون عقل کی وہ

زیادتی جو فطرتی ہے وہ اس کے

بہتر ہے جو کوشش اور تعلیم

سے حاصل ہو۔ تو بگو۔ ظاہر ہو

کہ اللہ کا عطیہ بہتر ہے۔ یا کہ

عقل کی فوقیت اگر فطرتی نہ ہو

بلکہ کسی ہو قفس کی مثال ہے

ہے کو سنگ اور گھوڑا تیز رفتاری

انتخاب کر لے۔

۲۔ ہمیشہ فکر۔ استاد کو

فریب دینے کی تدبیر بریں

کتب سے باہر یا اگر وہی

ذہن لڑکا۔ آئے مقلد۔ یہ

مولانا کی مرید کو نصیحت ہے۔

تو یہ میں شیخ

۳۔ یا وہ۔ بکواس۔ بے خوف

تنبیہ ہے۔ نفی کر۔ یعنی لڑکا

کے برابر ہونے کا انکار کر دیا۔



سجدہ خلق از زن از طفل مرد

عورتوں کا و بچوں اور مردوں کے سجدہ کرنے

گفتن ہر یک خداوند و ملک

ہر ایک کے مالک اور شاہ کہنے نے

کہ بدعوای الہی شد دلیر

کہ خدائی کے دعوے پر دلیری ہو گیا

عقل جزوی آفتش و ہم زمین

دہم اور مکان، باتھ عقل کیلئے وسیعیت ہے

بر زمین گرنیم گزرا ہے بود

زمین پر گر آئے مگر کا راستہ ہو

بر سر دیوار عالی گز روی

اگر تو ادنی دیوار پر چلے

بلکہ می آفتی ز لرزد دل بوم

بلکہ دہم کیوں سے دل کے لرزنے سے تو گر لڑے

ز دل فرعون رار بخور کرد

اثر کیا، فرعون کے دل کو بیمار کر دیا

آنچناں کردش ز بیم منہلک

بہا کر دینے ملا دہم کی جسے مہکوا ایسا بنادیا

از دہا گشت و نمی شد بیج میر

از دہا بنا، اور کہیں اس کا پیٹ نہ بھرا

زانکہ در ظلمات شد اور وطن

کیونکہ اس کا ٹھکانا تاریکیوں میں ہے

آدمی بے دہم ایمن می رود

آدمی بغیر دہم کے مطمئن ہو کر چلتا ہے

گر دگر عرضش بود کز مثنوی

اگر دگر کی کہناتی ہو تو اوندھا ہو جاتا ہے

ترس و دہمے رانکو بس گزیم

عقل کے ڈر پر خوف اور دہم کو خوب سمجھ لے

رنجور شدن استاد معلّم بوم و خیال

دہم اور خیال کی دہم سے پر جانے والے استاد کا ہمارا ہونا

بر چہیدوی کشانید او گیم

اٹھا اور اس نے کسل کھینچنی

من بدیں عالم نہر سید اوخت

میں اس حالت میں ہوں اور اس نے پہلے نہ بچا

قصہ دار دنار بہا از رنگ من

اس کا قرار وہ ہے کہ میری رنگت سے نہات پا

بیخبر کز بام من افتاد طشت

اس سے بے خبر کہ طشت میرے بالا نادر سے گر آیا

کو دکان اندر بے آل استاد

بچے اس استاد کے بچے تھے

گشت استاخت دست بوم و دہم

دہم اور دہم سے استاخت بہت سخت ہونا

خشمگیں باز کہ مہر اوخت

بیوی پر لعنت تھا کہ اس کو نہت کم ہے

خود مرا آگہ نہ کرد از رنگ من

اس نے مجھے میری رنگت سے آگاہ نہ کیا

او بخشن و جلوہ خود دست گشت

وہ اپنے حسن اور جلوے میں دست ہو گئی ہے

آمد و در را بہ تشدی واکشاد

اگر آیا اور سختی سے دروازہ کھولا

لے ز دہم یعنی لڑکھڑکھ کر دیکھ کر  
یعنی فرعون کو خدائی کے دہم  
کی بیماری میں مبتلا کر دیا اور دہم  
یعنی فرعون اتنا زلزلے میں  
اڑوا بنا پھر بھی اس کا پیٹ  
بھرا عقل جزوی عقل ناقص  
عقل ناقص اس کے بالقابل  
مصر کی ہے سہ سے جبریت  
یا حقیقت محمدیچہ مراد لیتے ہیں  
لے بر زمین دہم کو خستگاری  
مانا تھا ہے انسان زمین  
پر بیوی سے بہا کھلا تھا ہے  
اور کہیں کہیں گناہ زمین پر  
بھاگے ہیں جس قدر زمین ان  
کے متعلق میں آتی ہے اگر  
اس سے دگنا راستہ کس ہند  
دیوار پر ہو تو اس پر کبھی نہیں  
بھاگ سکتا کیونکہ اس کو دہم  
ہوتا ہے کہ وہ گر جائیگا اور  
اس قوت و اہم کی بنا پر  
وہ گر پڑتا ہے۔ خطمگیں استا  
گھر جلتے دقت یہ ابھی سمجھ  
رہا تھا۔  
لے رنگت من یعنی وہ  
سوچتی ہے کہ میرا رنگ تو انکو  
مجھے نہات لے جائے من -  
طشت ارباب افتاد و نادر  
ہے جس کے من میں بات کا  
مشہور ہو جاتا۔



گفت بن خیرست چون دود آمدی  
بیوی نے کہا خیر ہے آپ بلد کیوں آ گئے؟  
گفت لوری رنگ حال من ہیں  
اُس نے کہا تو اندھی ہے پھر پوری رنگ اور حالت کچھ  
تو درون خانہ از بغض و لفاق  
تو گھر کے اندر بغض اور لفاق کی وجہ سے  
گفت بن اے خواجہ رنجے نیستت  
بیوی نے کہا اے جناب آپ کو کوئی بیماری نہیں ہے  
گفت اے غر تو منوزی در حاج  
اُس (خوہر) نے کہا اے بیوقوف تو ابھی جھگڑے  
گرتو گور و کرشدی ماراچہ جرم  
اگر تو اندھی اور بہری ہو گئی ہے تو ہمارا کیا قصہ ہے  
گفت اے خواجہ بیارم آئینہ  
اُس نے کہا اے جناب! میں آئینہ لاتی ہوں  
گفت رور وچہ توچہ آئینہ ات  
اُس نے کہا جا، جاتو کیا، تیرا آئینہ کیا  
جامہ خواب مرا زو گستران  
جسٹ میرا بستر بچھا دے  
زن توقف کرد و مردش با ننگ  
بیوی نے دیر کی، اور مرد اُس پر چھا

کہ مبادا ذات نیکت را بدی  
خدا نہ کرے آپ کی نیک ذات کو کوئی صلیف پہنچے  
از غم بیگانگان اندر خستیں  
میرے غم میں دوسرے رو رہے ہیں  
می نہ بینی حال من در احراق  
جلتے ہیں میری حالت نہیں دیکھتی ہے  
وہم وطن و فکر بے معیستت  
آپ کا وہم اور گمان اور فکر بنا دجو ہے  
می نہ بینی اس تغیر و ارتجلاج  
اس تغیر اور کپکپی کو نہیں دیکھ رہی ہے  
مادریں ز بیم و در اندوہ و کرم  
ہم تو اس رنج اور غم اور ضیق میں ہیں  
تا بدانی کہ ندارم من گتہ  
تاکہ آپ سمجھ لیں کہ میری کوئی خطا نہیں ہے  
داماد و بغض و کینہ و عنّت  
تو ہمیشہ بغض اور کینہ اور سرکشی میں مبتلا ہے  
تا بخسیم کہ سر من شد گراں  
تاکہ میں سو جاؤں، مجھے سر گراں ہے  
کلے عدوز و ترتر اس می سنو  
کہ اسے دشمن جلدی کرتے ہیں۔ مناسب ہے؟

در جامہ خواب قتاد و نالیدن اولو ہم رنجوری

استاد کا بستر میں لیٹ جانا اور بیماری کے وہم سے افسوس کا رونا

گفت امکاں و باطن پر ز سوز  
(بڑھی کے لئے) رونا ممکن نہیں اور دل میں ہیں  
وزنگویم جد شود ایں ماجرا  
اگر کچھ نہیں بولتی ہوں تو یہ قصہ حقیقی بن جائیگا

جامہ خواب آرد و گسترش غموز  
بڑھی بستر لائی، اور اس کے لئے بھمار دیا  
گر بگویم متہم داردمرا  
اگر میں کچھ کہتی ہوں وہ مجھ پر تہمت دھرے گا

لے بیگناہوں یعنی بچے جو  
غیر میں وہ دور ہے ہیں۔  
احتراق جلتا، بھار۔ غر۔  
غین کے کسو کے ساتھ،  
ناخبرہ کار، غین کے نفع کے  
ساتھ زن فاحشہ۔ ارتجلاج۔  
لرزہ، کپکپی۔  
گتہ کو کرم کاٹ کے ضربے کے  
ساتھ، اندوہ، غم، تامل۔  
آئینہ دیکھ کر نہیں معلوم ہو  
جائیگا کہ تم بیمار نہیں ہو جاؤ  
میرا کتنا درست ہے وقت  
فساد، ہلاکت۔  
گتہ جامہ خواب سونے کا  
بستر۔ می سنو۔ یہ تاخیر تیرے  
لئے مناسب ہے۔ جرز۔  
بڑھی یعنی استاد کی بیوی  
گفت امکاں نے یعنی بیوی  
کا رونا ممکن نہ تھا اور نہ اور  
بڑھے جیسے سنتی لیکن غلط بات  
پر افسوس کا دل جل رہا تھا۔  
جد شود۔ یعنی یہ وہی بیماری  
حقیقی بیماری بن جائیگی۔



فال بدر بخور گرداند ہے

بُری فال، بھسار بنادیتی ہے

قول پیغمبر قبولہ یفرض

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننا فرض کو کہتی ہے

گر بگویم او خیال بد زند

اگر میں بگو کہ میں ہوں وہ بُرا خیال کرے گا

مر مرا از خانہ بیرون می کند

مجھے گھر سے بھاگنا چاہی ہے

جامہ خواب افکند و استاد و قتاد

اُس نے بستر بچھایا اور استاد و لیٹ گیا

کو دکاں آنجا نشستند و نہاں

بچے وہاں بیٹھ گئے، اور آہستہ سے

کاش ہمہ کردیم و ہم زندانیم

کہ ہم نے سب کچھ کیا اور پھر بھی ہم قیدی ہیں

ہیں و گر اندیشہ باید نمود

غیر وار! دوسری تدبیر کرنی چاہئے

لے کر گویم۔ اگر میں کہتی ہوں کہ تم بیمار نہیں ہو تو دل میں یہ سوچے گا کہ مجھے کوئی بُرا کام کرنا ہے جس کی وجہ سے میں اس کو گھر سے نکالنا چاہتی ہوں۔

باعتدال نہ ہوں۔ چونکہ اس تدبیر سے بھی انھیں بچتی نہ ملتی تھی۔

لے گا میں ہر مینی استاد کو بیمار بنانے کی بنیاد بھی الی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ دگر اندیشہ۔ کوئی دوسری تدبیر فرجِ خوشی، راحت، شکر۔ در دوسر۔

لے گفت یعنی اسی پہلے ذہن بچنے نے یہ تدبیر سوچی کہ بچے زور زور سے سبق پڑھیں۔ آقا۔ آواز نہاں۔ نقصان۔ استاد۔ استاد ہوگا۔ درہم کا چٹا حصہ، ہر چہ تہ استاد کو ہر مہینہ ایک رنگ دیتا ہوگا۔

آدمی را کہ نبود تش غم

اُس آدمی کو بھی، جس کو کوئی غم نہ ہو

ان تمارضکم لدینا مريضو

اگر ہمارے سامنے شکاف مریض بنو گے مریض بن جاؤ گے

فعل دار وزن کہ خلوت می کند

کہ بیوی کو کوئی کام ہے تنہائی چاہتی ہے

بہر فستے فعل و افسوں میکند

بدی کے لئے کوشش اور تہیر کرتی ہے

آہ آہ و ناله ازوے می براد

آہ آہ اور رونا شروع کر دیا

درس میخوانند با صد نذران

سینکڑوں غنوں کے ساتھ سبق پڑھنے لگے

بد بنائے بود و ما بد با شیم

بُری عادت تھی اور ہم بُرے بنائے ہوئے ہیں

تا ازین محنت فرح یابیم و د

تا کہ ہم اس محنت کے بعد راحت پائیں

دوم بار درو ہم افکندن کو دکاں استاد را کہ اور از قرآن

بچوں کا استاد کو دوبارہ درہم میں بستہ کر دینا کہ قرآن پڑھنے سے اُس کے

خواندن صداع آید و در دسرا فراید

سر میں درد پیدا ہو جائیگا اور سر کا درد بڑھ جائیگا

درس خوانید و کنید آوا بلند

سبق پڑھو، اور آواز بلند کرو

بانگ ما استاد را در زیاں

ہماری آواز سے استاد کو تکلیف پہنچے

از زبانیں کو در دیا بد بہر انگ

کیا یہ مناسب ہے کہ دُشمنی کیلئے اُسکے سر میں درد

گفت آں زیر کہ اے قوم پسند

اُس نے فرمایا کہ اے دوستو!

چوں ہی خواندند گفت کو دکاں

جب انھوں نے اس طرح پڑھا تو بولا اے بچو!

در دسرا فراید استار ازبانگ

آواز سے استاد کے سر میں درد بڑھتا ہے



## خلاصی یافتن کو دکان مکتب بدیس مکر و سوال دارا زایشاں

اس مکاری کی وجہ سے بچوں کا چٹکارا حاصل کرنا اور ماٹوں کا اُن سے پوچھنا

گفت استار است می گوید وید

استاد نے کہا وہ ٹھیک کہتا ہے جاؤ

سجدہ کردند و گفتند اے کریم

سجے سجدہ کیا اور کہا، اے جناب!

پس بڑوں جستند سوئے خانہا

پھر وہ گھروں کی جہان باہر کو بھاگے

مادران شاں حشمتیں گشتند و

اُن کی مائیں خفا ہوئیں اور کہا

وقت بھیل ست اکنون و شما

یہ حاصل کرنے کا وقت ہے، اور تم

غذراؤر زندگے مادر تو ایست

انہوں نے مذکر کیا کہ اے آماں ہر شہر

غذراؤر دندایشاں در زمان

انہوں نے غزا سرد کیا

از قضائے آسماں استاد

آسمانی قضا سے ہمارا استاد

مادران گفتند مکرست و دروغ

ماٹوں نے کہا مکاری اور جھوٹ ہے

ما صاحب آئیم پیش افتا

ہم صبر کو استاد کے پاس جائیں گے

کو دکان گفتند بسم اللہ روید

بچوں نے کہا، بسم اللہ جاؤ

در دسرافزوں شدیم بڑیں شوید

میرے سر میں درد بڑھ گیا، باہر چلے جاؤ

دور باد از تور بجوری و نیم

خدا کرے ہماری اور دور آپ سے دور ہو جائے

ہمچو مرغیاں در ہوائے دانہا

جیسا کہ دانہ کی خواہش میں پرندے

روز کتابت و شما بالہو خفت

مکتب کا دن ہے اور تم کھیل کے ساتھی ہو

می گریزید از کتاب اوستا

کتاب اور استاد سے بھاگے ہو

ایں گناہ از ماوار تقصیر نیست

یہ ہماری غلطی اور کوتاہی کی وجہ سے نہیں ہے

کیس گناہ از ما نبود اے مادران

اے ماٹوں! یہ ہمارا قصور نہ تھا

گشت رنجور و بیم و مبتلا

رنجور اور بیمار اور مبتلا ہو گیا

صد دروغ آرید بہر طمع و دروغ

بھانجہ کے لالچ میں تم تو جھوٹ بول رہے ہو

تا بہ بنیم اصل ایں مکر شما

تاکہ ہمیں تمہارے اس مکر کی اصل معلوم ہو جائے

بر دروغ و صدق ما واقف شوید

ہمارے جھوٹ اور حق سے واقف ہو جاؤ

رفتن دران کو دکان بامداد و عیادت استاد

صبح کو بچوں کی ماٹوں کا استاد کی عیادت کرنے کے لئے جانا

۱۔ گفت۔ زمین بچے کے  
کچھ پر استاد نے کہا، ایں میرے  
سر میں تمہاری آوازوں  
سے درد بڑھ گیا، باہر  
چلے جاؤ۔ دور باد یعنی  
بچے یہ دعا دیتے ہوئے گھر  
کو بل دیے، ہچو مرغیاں۔

یعنی جس طرح چڑیاں دانہ  
کی طرف اڑ کر جاتی ہیں۔

۲۔ کتابت۔ مکتب۔

کھیل کو و خفت۔ سستی

جڑا۔ تحصیل۔ حاصل کرنا

یعنی علم حاصل کرنا۔ ایست۔

شہر۔ تقصیر۔ کوتاہی گناہ۔

۳۔ بنیم۔ بننا۔ مبتلا۔

آزائش میں پڑا ہوا بیمار۔

دروغ۔ ذبی، چھانچہ، جھجک۔

صبح عیادت۔ مزاج پرستی۔



باید اداں آمدند آں مادر اداں  
نہیں کر مائیں پہنچ گئیں

خفتہ استا چو بیمار گراں  
استاد سخت بیمار کی طرح سویا ہوا تھا

ہم عرق کردہ زبیری لٹا  
لٹاؤں کی کثرت کی وجہ سے پیدہ پیدہ ہو رہا تھا

آہ آہ می کند آہستہ او  
چپکے چپکے آہ آہ کرتا تھا

خیر باش را و استادیں در دوسر  
اے استاد! خدا خیر کرے، یہ دوسر

گفت من ہم بخبر بودم ازیں  
میں نے کہا میں بھی آپس سے بے خبر تھا

من بدم غافل شغل قال قلیل  
میں بڑھنے پڑھانے میں مشغول تھا

چوں بجد مشغول باش بادی  
جب انسان پورا مشغول ہوتا ہے

از زمان مصر و یوسف شد عمر  
مصر کی عورتوں اور یوسف کا قعتہ ہے

بارہ پارہ کرد و ساعد ہائے خوش  
انہوں نے اپنے گئے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے

اے بسام و شجاع اندر صرا  
شائی میں بہت سے بہادر رہتے ہیں

اوتھاں دست آورد گیر و دار  
وہ پکڑ و ملک میں اسی ہاتھ کو استعمال کرتے ہیں

خود نہ بیند دست رفتہ در ضرر  
وہ غرابی میں مبتلا ہاتھ کو نہیں دیکھتا ہے

۱۹ بیمار گراں سخت بیمار  
عرق پسینہ جھاق پرہ  
جاتی تو تیری جہان کی  
نظم

۲۰ گفت استاد نے کہا  
اپنے بیمار ہونے کا مجھے بھی  
چہ نہ تھا بچوں نے بتایا ہے  
قال قبل سوال و جواب  
نفیق بیماری بچوں کی جگہ  
استاد نے کہا زیادہ مصروفیت  
میں بیماری کا پتہ نہیں چلتا  
ہے غی۔ اندھا جگر تھک  
یعنی مشہور قعدہ ہے کہ زمان  
مصر حضرت یوسف کے حسن  
میں ایسی محو ہو گئی تھیں کہ  
انہوں نے طرح کی بھلے اپنے  
ہاتھ تراش لئے تھے۔ قال مافق  
حیران

۲۱ اے بسا بہادر شائی میں  
ایسا مصروف ہونے لگے کہ اس  
کو ہاتھ پاؤں لٹے کی حسب ہی  
نہیں ہوتی اور غم بہہ جاتا  
ہے وہ سمجھتا ہے کہ ہاتھ سالم  
ہے اور اس سے وہ کام کرتا  
ہے۔

پیش استاز ہر گوشہ رواں  
ہر جانب سے روانہ ہو کر استاد کی ذراں مری کیلئے

در دسرا ستر بہ بستہ چوں نال  
عورتوں کی طرح درد ستر کی وجہ سے ستر کو باندھے ہوئے

ستر بہ بستہ رو کشیدہ در نجاف  
ستر کو ہاتھ سے پکڑے ہیں ہاتھ چھائے ہوئے

جملگان گشتند ہم لاجول کو  
سب لاجول پڑھنے لگے

جان تو مارا نبودہ زیر خبر  
خبر کی جان کی قسم ہیں اس کی خبر نہ تھی

آگہم ایں کو دکاں کر دند ہیں  
ہاں، ان بچوں نے سچ بتایا

بودہ در باطن چیں رنجہ ثقیل  
اندرا میں صدر بیماری مرض تھا

اوزدید رنج خود باش دغی  
تو وہ اپنی تکلیف کو دیکھنے سے اندھا ہوتا ہے

کز مشغولی بشد زیشاں خبر  
کہ مشغولیت کی وجہ سے ان کو پتہ نہ چلا

روح والہ کہ نہ پس بیند نہ پیش  
کیونکہ عاشق کی روح آگاہ دیکھتی ہے نہ پیچھا

کہ بر دست و پایش را ضرر  
کہ تلوار کی مار ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیتی ہے

برگمان آنکہ ہست او بر قرار  
اس خیال سے کہ وہ ٹھیک ہے

خوں از و بسیار رفتہ بے خبر  
بے خبری میں اس سے بہت خون بہہ جاتا ہے



در بیان آنکہ تن روح را چوں لباس سے است  
و این دست است

ہیں کایان کہ جسم روح کے لئے بمنزل لباس کے ہے، اور یہ ہاتھ روح کے ہاتھ کی ستین

دست روح سے است و اس پائے موزہ پائے روح

ہے، اور یہ پاؤں روح کے پاؤں کا موزہ ہے

تا بدانی کہ تن آمد چوں لباس

خبردار! تو سمجھ لے کہ جسم لباس کی مانند ہے

روح را توحید اللہ خوشتر است

روح کے لئے اللہ کی توحید بہت بہتر ہے

دست پیادہ خواب بینی آیتلاف

تو خواب میں ہاتھ اور پاؤں اور انکا جوڑ دیکھتا ہے

آں توئی کہ بے بدن داری بد

تو وہ ہے کہ (اُس) بدن کے علاوہ بدن رکھتا ہے

روح دارد بے بدن بس کار بار

روح کے بدن کے بغیر بہت سے شغل ہیں

باش تا مرغ از نفس آید برف

نظر ماک پرند، پھر سے باہر آئے

یک حکایت گویمت گر بشنوی

اگر نہ سنے تو میں تجھ سے ایک قصہ بیان کر

رو بخوایس لباس سے را مکیس

جا پہننے والے کو تلاش کرو لباس کو نہ چاک

غیر ظاہر دست و پائے دیگر است

ظاہر کے علاوہ (اُنکے) دوسرے ہاتھ پاؤں ہیں

آں حقیقت اں اش از کرب

اُس کو حقیقت سمجھو اُس کو لغو نہ سمجھو

پس مترس از جسم جاں پیو شد

تو مان کے جسم سے بچ جانے سے ڈر

مرغ باشد در نفس بس بقرار

پرند پھر سے میں بہت بقرار رہتا ہے

تا بینی ہفت چرخ اور از بول

تا کہ تو ساتوں آسمان کو اُس کا فربہ وار بچے

در حقیقت بر حقیقت بکروی

حقیقتاً تو اصلیت پر گردیدہ ہو جائے گا

حکایت آں درویشی کہ در کوہ خلوت کردہ بود و سیان حلاؤ

اُس درویش کا قصہ جو بہت اڑ میں خلوت نشین ہو گیا تھا، اور (لوگوں سے) ہوائی

انقطاع و خلوت داخل شدن دریں منقبت کہ آنا

اور خلوت کی شیرینی کایان اور اس فضیلت میں داخل ہو جانا کہ میں اُس کا

جلیس من ذکر نی و انیس من استانش بی

ہمنشین ہوں جو مجھے یاد کرے اور میں اُس کا دوست ہوں جو مجھے اُنیت کرے۔

گر با ہمہ چوبے منی بے ہمہ

و رہے ہمہ چو با منی با ہمہ

اگر تو سب کے ساتھ ہے جیکہ میرے بغیر ہے تو

اگر تو سب کے بغیر ہے جیکہ میرے ساتھ ہے تو

لے لیتیں۔ لباس۔ لباس

لباس پہننے والا یعنی روح۔

عینیت ہاتھ۔ لیسیدنی

معدہ کا صند امر ہے۔

دیگر است یعنی روح کے ہاتھ

پاؤں و نظر نہیں آتے ہیں۔

دست و پانچاب میں انسان

جن ہاتھ پاؤں کو دیکھتا ہے

وہ اس مادی جسم کے نہیں

ہیں کیونکہ تو انکھ سے نظر

آتے ہیں وہ جسم خالی کے

ہاتھ پاؤں ہوتے ہیں مادی

بدن میں جسم خالی۔

کلمہ روح دارد۔ روح تو جسم

عنصری سے نکلنے کے بعد بہت

معلومات پیش آتے ہیں۔

مرغ۔ اس مصرعی جسم میں

روح ایک پرند کی طرح ہے

جو پھر سے میں بند ہو جائے۔

عنصری جسم سے نکلنے پر روح

بلند پرواز میں جاتی ہے۔

کلمہ حکایت۔ چونکہ مولانا یہ

سمجھا رہے تھے کہ جسم عنصری

کے نقصان سے روح میں

نقصان نہیں آتا ہے۔ اب

اس حکایت سے یہ بتاتے ہیں

کہ اُن جگہ کا ہاتھ کو جانے

کے باوجود بطور کرامت کام

کرنے لگا تھا۔



ملہ غلوت یعنی گزشتہ دن  
اُن کا اور حنا بھوننا تھا۔  
تقریباً ہم مجلس شمول شین  
کے زیر کے ساتھ شالی ہوا۔  
انفاس نفس کی جیس ہے  
سانس جعفر اقامت  
سردی سردی ہوا گری۔

لوہا رہا۔  
ملہ جگر کے۔ حدیث شریف  
میں ہے کل مینشور لہما  
تخلی لک۔ ہر شخص کے لئے  
وہ کام سہل ہے جس کیلئے  
وہ پیدا کیا گیا ہے۔ دست  
وہا۔ انسان کے احوالوں  
کسی کام میں تب ہی حرکت  
میں آتے ہیں جبکہ اس کام  
کی دنی خواہش ہوتی ہے۔  
گر جینی عالم بالاک طرف  
سیلان مساوت کی علامت  
ہے اور نیک کاموں کے  
صدور کا سبب ہے۔ دنیاوی  
کاموں کی طرف سیلان تباہی  
کا سبب ہے۔

ملہ عاقلان عقلندہ ہے  
جو تباہی سے قبل تباہی کے  
اسباب کی اصلاح کرے۔  
جاہل تباہی کے بعد رقاہ  
جو بے سود ہوتا ہے۔ ناہندان  
دنیاوی زندگی میں اگر آخرت  
کی رسواہوں سے نجات حاصل  
کر دیکھ تو خیر میں نادم نہ ہوگا۔  
وہ دن گذر سنا رہے انجام  
پر نظر کر لی تویر شانی سے نکلی  
نیا غراں چھپتی، اُس نے سنا  
تولے کا کاشا اٹھا سنا  
نے چھپتی سے نکال کر یاہر لیا۔  
اُسے دوبارہ کاشا اٹھا تو سنا

نہ لیا نہ لیا نہ لیا نہ لیا

بود درویشے بکھسارے مقیم  
ایک درویش ایک بہاد میں مقیم تھا  
چوں زخا لقی می رسید اور اشمو  
چونکہ اُس تک اللہ تعالیٰ کی ہولہ پہنچتی تھی  
پہنچناں کہ سہل شد مارا حضر  
جیسا کہ ہمارے لئے اقامت آسان ہے  
انجمنانکہ عاشقی بر سر سری  
جیسا کہ تو سرداری پر عاشق ہے

ہر کسے را بہر کارے ساختند  
ہر ایک کو ایک کام کے لئے سنبھایا ہے  
دست و پا بے میل جنبان شود  
بغیر رحمان کے ہاتھ اور پاؤں کب ملتے ہیں؟  
گر بینی میل خود سوائے سما  
اگر تو اپنا رحمان آسمان کی طرف دیکھے  
وہ بینی میل خود سوائے زمین  
اگر تو اپنا رحمان زمین کی طرف دیکھے  
عاقلاں خود نوحہا پیشیں کنند  
عقلندہ پہلے سے روہیتے ہیں  
زابتدایہ کارا خسر را بسیں  
کام کے شروع میں انجام کو دیکھ لے

خلوت اور ابودن خواب ندیم  
خلوت، اُس کی دن رات کی ساتھی تھی  
بود از انفاس مردوزن ملو  
وہ مرد و عورت کے سالوں سے تنگ تھا  
سہل شد ہم قوم دیگر اسفر  
دوسروں کے لئے سفر بھی آسان ہے  
عاشق ستاں خواجہ بر انگری  
وہ خواجہ (مردان) لوہا اپنے پر عاشق ہے  
میل آنرا در دشاں انداختند  
اُس کا رحمان اُس کے دل میں ڈال دیا ہے  
خار و خس بے آب باد کے رود  
کوڑا کرکٹ ہوا و بدبانی کے بغیر کب روانہ ہوتا ہے؟  
پر دولت برکشایمچوں صہا  
تمہاری طرح خوش نصیبی کے پر کھول دے  
نوحہ می کن ہیچ منشیں از جنیں  
رو، رونے سے (تھک کر) کہیں نہ بیٹھ  
جاہلاں آخر بسر برمی زنند  
جاہل آخر میں سر پٹتے ہیں  
تا نہ باشی تو پشیمان یوم دیں  
تاکہ تو قیامت کے دن پشیمان نہ ہو

دیدن زگر عاقبت کار او سخن بر وفق عاقبت گفتن بامتیعہ تر از و  
سنار کا انجام کار کو دیکھنا، اور ترانہ مانعہ دلنے سے انجام کے مطابق بات کہنا

آں یکے آمد بہ پیش زگرے  
ایک صاحب ایک سنار کے پاس آئے  
گفت روخواجہ مرا غبال نیست  
اُسے کہا جناب! جانیے میرے پاس جھلی نہیں ہے  
کہ تر از و وہ کہ بر سجم زگرے  
کہ تر از و وہے میں سنا توڑوں گا  
گفت میزاں وہ بریں سخاوت  
اُسے کہا تر از و وہے! اس سحرے پر میں بڑ



گفت جابلے ندرام در دکان  
اُس نے کہا میری دکان میں جھاڑو نہیں ہے  
مَن ترا زوئے کہ میخوایم بدہ  
میں جو ترا زدنا گستاخوں وہ دیدے  
گفت بشنودم سخن کریت تم  
اُس نے کہا میں نے بات سن لی ہے میں بہر نہیں  
ایں شنیدم یک پیری ترش  
پیش نے سن لیا، لیکن تو دشت والا بڑھلے  
فہم کردم یک پیری ناتواں  
میں سمجھا گیا، لیکن تو سیکور بڑھلے  
وال زرتو ہم قراضہ خرد و مرد  
تیرا سونا میں ذرہ آذرہ گستر ہے  
پس بلوئی خواجہ جاربلے بیار  
پھر تو کہے گا بنابا جھاڑو لا دیجئے  
چوں بردی خاک لے جمع آوری  
جب تو جھاڑو لگا کر بیٹی کو اکھا کرے گا  
تا بہیزم خاک و زرجیم ازال  
تا کہ میں بیٹی کو چاڑوں اور میں سونا تلاش کرے گا  
مَن زاول دیدہ ام آخر تمام  
میں نے شروع میں انجام دیکھ لیا ہے  
ہر کہ اول میں بود اعمی بود  
جو شروع پر نظر کرے نہ الٹا ہوتا ہے اندھا ہوتا ہے  
ہر کہ اول بنکر دپایان کار  
جو شروع میں انجام کو دیکھ لیتا ہے  
حکم چوں بر عاقبت اندیشی ست  
حکم چو شک انجام یعنی پر ہے

گفت پس بسا میں مضاجک را باں  
اُس نے کہا بسا میں یہ مٹھلیں رہنے دے  
خوشتن را اگر ممکن ہر سو مجھ  
اپنے آپ کو بہراہ بنا ہر طرف گزر کر  
تا نہ پنداری کہے مغیثتم  
تو ہرگز یہ دیکھ کر میں ہنس ہوں  
دست لڑاں جسم تو نا منتعش  
تیرا ہاتھ لڑتا ہے تیرا جسم اڑاٹھنے والا ہے  
دست از ضعف لڑاں ہزنا  
ہر وقت کمزوری سے تیرا ہاتھ کانپتا ہے  
دست لڑاں پس بریزد ز زخرد  
ہاتھ کانپے گا، سونے کے ریزے گر جائیگے  
تا بجویم ز زخود را در غبار  
تا کہ میں جی میں اپنا سونا تلاش کروں  
گویم غبار خواہم اے خری  
مجھے بچے کو ملے بھلے میں چلتی پاتا ہوں  
کے بود غبار مارا در دکان  
ہماری دکان میں چلتی کہاں ہوگی؟  
جائے دیگر روزی نجا والسلام  
یہاں سے دوسری جگہ چلا جا، والسلام  
ہر کہ آخر میں چہ بامعنی بود  
جو انجام کو دیکھنے والا ہوتا ہے کس قدر معقول ہوتا ہے  
اندر آخر او نکرد دشر مسار  
آخر میں وہ شرمندہ نہیں ہوتا ہے  
بادشاہی بندہ درویشی ست  
شاہی، درویشی کی غلام ہے

لے کر بہراہ ہر شہر یعنی میں  
کاٹا لٹکا ہوں تو چلتی اور  
جھاڑو کی بات کرتا ہے۔  
بے معنی، لایس، بیوقوف  
بہل مٹھلی، دشت کا بیار  
جس کی وجہ سے ہاتھ سیر  
رہتے ہیں منتعش، بکر  
اٹھ جانے والا۔

لے فہم کردم یعنی میں سمجھ  
گیا ہوں کہ تو سونا تلاش کرنے  
لے کاٹا لٹکا رہا ہے۔  
قراضہ یعنی کی کرے خود  
بڑھ بڑھ جیتی یعنی جب  
وہ سونے کے ریزے گر  
جائیں گے تو ان کو سونے  
کے لئے جھاڑو لگے گا اور  
بیٹی اور ریت جمع کر کے ٹکڑے  
پھانے کیلے چلتی آئے گا۔  
خری، لائق۔

لے حق زاول میں پہلے ہی  
یہ ساری باتیں سمجھ گیا ہوں  
اور خری سارا کام انجام دے  
نظر آگیا ہے لہذا میں نے انجام  
پر نظر کر کے تجھے جوابات دینے  
تھے، ہر کہ جو ابتدا کار کرے  
اور انجام پر نظر کرے وہ اندھا  
ہے عقل مند وہی ہے جو آغاز  
میں انتہا پر نظر کرے ٹکڑوں  
جیکہ مارا آخر میں ہے اسباب شاہی  
کا انجام میں دیکھے تہیدت  
جانتا ہے اور درویش پہلے ہی  
سے دیکھے دشر وار ہوتا ہے  
لہذا درویشی بادشاہی سے  
افضل ہے



عاقبت بنیاں بوند اہل رشاد

ہدایت یافتہ انجام کو دیکھنے والے ہوتے ہیں

ایں سخن پایاں ندارد راز کو

اس بات کا اخیر نہیں ہے اور نہ ہوتا

مکن تمام کنوں حدیث شیخ خود

اب یکتا شیخ کی بات پوری کر

درنگر واللہ اعلم بالسداد

خوب سمجھو، خدا راستی کو خوب جانتا ہے

قصہ آں مرد زاہد باز کو

اُس زاہد مرد کا قصہ یہ ہے کہ

کاندراں کہسار بودش خواجہ خود

جس کا رہی ہیں اور کھانا پینا بہار میں تھا

بقیہ قصہ آں اہد کو ہی کہ نذر کردہ بود کہ میوہ کو ہی از درخت

بہار میں رہنے والے اُس عباد نگذار کا بقیہ قصہ جس نے وقت ان کی ختمی کر میں

باز نکیرم و درخت را نقشام و کسے را نکویم بصریح و کنایت

درخت سے بہار میوہ نہ توڑوں گا اور درخت کہ نہ جھاڑوں گا اور کسی سے صاف اور

کہ بنفشہاں و آں را بخورم کہ با د از درخت افگندہ باشد

اشارہ میں نہ کہوں گا کہ جھاڑوں اور انکو کھاؤں گا جس کو ہوا درخت سے گرا دے گی

سیب و امرود و انابے شمار

بے شمار سیب، اور امرود، اور انابہ (انگور)

غیر آں چیکے ز نخوردے انا

انکے علاوہ وہ بھی کوئی چیز نہ کھاتا

عہد کردم کہ چچنیم در زمین

عہد کیا ہے کہ میں کسی وقت بھی اپیل نہ توڑوں گا

نیز غیرے را نکویم کہ بچیں

دوسرے سے بھی نہ کہوں گا کہ تو توڑ دے

من چچنیم از درخت منتعش

میں کھڑے درخت سے نہ توڑوں گا

تا درآمد متحانات قضا

یہاں تک کہ قضا خداوندی سے آرائشیں آجئیں

گر خدا خواہد یہ پیمیاں بزریند

"اگر خدا نے چاہا" عہد میں لگا کر

اندراں کہ بود اشجار و شمار

میں بہار میں درخت اور پھل تھے

قوت آں درویش بود آں میوہ

اُس درویش کی غمراہ وہ پھل تھے

گفت آں درویش یارب تو من

اُس درویش نے کہا، اے اللہ! میں نے تجھ سے

خود چچنیم میوہ را در کل جیں

میں کسی وقت ابھی خود پھل نہ توڑوں گا

جز ازاں میوہ کہ با د اندازش

اُس پھل کے علاوہ جس کو ہوا گرا دے

مدتے بزرند خود بودش وفا

ایک زمانہ تک وہ اپنے عہد کا پابند تھا

ز بس سبب فرمود اشتنا کنید

اسی وجہ سے فرمایا ہے کہ اشتنا کر لو

لے اشتجار شجر کی جگہ ہے

درخت یا شجر۔ ثمرہ کی جگہ

پھل۔ تو انما۔ ہمیشہ

نچینم یعنی میں درخت سے

پھل نہ توڑوں گا۔ کل میں

کسی وقت منتعش۔ قائم

کھڑا۔

اے اشتنا۔ دعوہ اور عہد

میں لفظ ان اشارہ کھنا

گر خدا خواہد یہ انشا را کھ

ترجہ ہے۔



زانکہ حکم کار در دست من است  
 کیونکہ مسائل کا فیصلہ میرے ہاتھ میں ہے  
 ہر زماں دل را در گریبے دہم  
 میں ہر وقت دل میں ایک سری خواہش پیدا کرتا ہوں  
 کل اصباح لکنا نشان جدید  
 ہر صبح کو ہماری نئی نشان ہے  
 در حدیث آمد کہ دل ہمچو پست  
 حدیث (شریف) میں آیا ہے کہ دل بزرگی طرح  
 بادیر را ہر طرف راند کزاف  
 ہوا پر کو خواہ مخواہ ہر طرف لے جاتی ہے  
 در حدیث دیگر ای دل داں خیاں  
 دوسری حدیث میں بھی اس دل کو ایسا سمجھ  
 ہر زماں دل را در گریبے بود  
 ہر لمحہ دل کی ایک دوسری رائے ہوتی ہے  
 پس چرا ایمن شوی بر رائے دل  
 تو، تو دل کی رائے پر کیوں مطمئن ہوتا ہے؟  
 اینہم از تاثیر حکمست و قدر  
 یہ ہیں (اللہ کے) حکم اور تقدیر کی تاثیر کیونکہ یہ ہے  
 نیست جو از مرغ پیراں یں جب  
 کیا اڑنے والے پرند سے یہ تعجب کی بات نہیں ہے؟  
 ایں عجب کہ دام بیند ہم و تد  
 یہ تعجب ہے کہ وہ جال اور گھڑی دیکھتا ہے  
 چشم باز و گوش باز و دام پیش  
 آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور کان کھلے ہیں اور سننے

اختیار چمکناں پست من است  
 سب کا اختیار میرے ہاتھ میں ہے  
 ہر نفس بردل در داغے ہم  
 ہر سانس میں دل پر ایک دوسرا داغ لگا دیتا ہوں  
 کل شیئی عن ہمدادی کا یحید  
 کوئی چیز میرے ارادہ سے انحراف نہیں کرتی جو  
 در بیابانے اسیر صریت  
 (جو) میدان میں آدمی کا پابند ہے  
 گریبے کہ راست با صد اختلا  
 سینکڑوں مختلف طریقوں سے مجھ سے نہیں باہمی کبھی نہیں  
 کات جوشاں زالش اندر قاغان  
 جیسا کہ دیگ میں جوش مارتا ہوا پانی  
 آن از فے لبک از جائے بود  
 وہ اس کی جانب سے نہیں بلکہ دوسری جگہ سے ہوتا ہے  
 عہد بندی تا شوی آخر چل  
 تو عہد کر لیتا ہے تاکہ اخیر میں شرمندہ ہو  
 چاہ می بینی و نتوانی حذر  
 تو کتنا دیکھتا ہے اور کی نہیں سکتا ہے  
 کونہ بیند دام و اقتدر عطب  
 کہ وہ جال نہیں دیکھ پاتا اور ہلاکت میں گرتا ہے  
 گز نخواہد و رخواہ می فتد  
 خواہ چاہے یا نہ چاہے، پھنس جاتا ہے  
 سوئے دام می یرد با پر خویش  
 اپنے ہی بازوؤں سے جال کی جانب پر ہوا کرتا ہے

لے پست۔ اہمیت ہر زماں  
 حدیث میں ہے۔ اِنَّ قُلُوْبَ  
 نَبِیِّ اَدَمَ کَمَا یَمِیْنُ فِیْ سَیْنِی  
 مِنْ اَصْبَاحِ الرَّحْمٰنِ لِقَلْبِ  
 وَ لِحِدِّیْ نَصْرَہٗ فَمَا کَیْفَ یَشَاءُ  
 یعنی انسانوں کے سب قلب  
 اللہ تعالیٰ کی دوا انگلیوں کے  
 درمیان اس طرح سے ہیں جیسا  
 کہ ایک قلب انگوٹھ کی طرح  
 چاہتا ہے اُنٹا پٹتا ہے۔  
 کل اصباح از آن پاک میں  
 ہے کل یوم ہر وقت شام  
 یعنی ہر دن اللہ کی ایک نئی  
 شان ہے در حدیث آمد۔  
 حدیث شریف ہے۔ مَثَلُ  
 الْقَلْبِ کَرِیْشَۃٍ فِیْ قُلُوْبِ  
 تَغْلِبُهَا الرِّیَاحُ کَیْفَ تَشَاءُ  
 یعنی دل کی مثال میدان میں  
 پڑے ہوئے بزرگی سے ہے جو  
 ہوا میں جس طرف کھاتے ہیں  
 پلٹ دیتی ہیں۔  
 در حدیث دیگر حدیث  
 شریف ہے۔ تَخَلُّفُ الْمَلٰٓئِکَۃِ  
 اَشَدُّ مِنْ اَمْرِ الْقَدَرِ  
 مومن کا دل ہانڈی سے بھی  
 زیادہ جوش کھاتا ہے یعنی ایک  
 حال پر نہیں رہتا کبھی اس میں  
 ابال آتا ہے کبھی بجا آتا ہے  
 قازقان۔ اور کزگان ترکی  
 لفظ ہے کھانی اور دیگ کو  
 کہتے ہیں جاتے ہوئے یعنی قلب  
 میں یہ کیفیات اللہ تعالیٰ پیدا  
 فرماتا ہے حضرت علی رضی اللہ  
 وجہہ عنہ یاکسی دیگر بزرگ کا قول  
 ہے غُرُوْثُ رَیْقِیْ بِخُشْنِیْ  
 الغُرُوْثُ یعنی میں نے اپنے خدا کو  
 ارادوں کی تبدیلی سے پہچانا۔



## تشبیبِ بندِ دامِ قضا بصورتِ بہاں و اثر پیدا

قضا (کے خداوندی) کے حال کی تشبیہ جزا نہیں پوشیدہ ہے اور اثر ظاہر ہے

بنگر اندر دلِ مہتر زادہ

ایک امیر زادہ کو گذری کے اندر دیکھو

در ہوائے یک لنگارے سوختہ

وہ ایک معشوق تھے عشق میں تباہ ہے

خوار گشتہ در میان قوم خویش

اپنی قوم میں ذلیل ہو گیا ہے

خان مالِ فتنہ شدہ بدنامِ خوار

گمراہ جا چکا ہے، وہ بدنام اور ذلیل ہو گیا ہے

زاہدے بند گویا کے کیا

کسی بزرگ کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے اے بزرگ!

کاندیریں ادا بر زشت افتادہ ام

کرمیں اس بڑی سختی میں پھنسا ہوں

ہمتے تابو کہ من زیں وارحم

توجہ دیجئے، شاید میں اس سے نجات پا جاؤ

ایں عامی خواہد از عام خلاص

وہ ہر خاص و عام سے یہ دھسا چاہتا ہے

دست بازو بایں بازو بندے

اتھ کھلے ہوئے اور بالوں پٹھلے ہوئے اور کوئی قید نہیں ہے

از گدائیں بندی جونی خلاص

تو کس بڑی سے خلاصی کا جریاں ہے؟

بند تقدیر و قضائے محتفی

تقدیر کی بڑی اور پوشیدہ تقدیر

گرچہ پیدا نیست آن در کمن است

اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے

اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے

اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے

اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے

اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے

اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے

اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے

اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے

لے تشبیہ قضا خداوندی

پوشیدہ ہے اور اس کا اثر

ظاہر رہتا ہے اس طرح

عشق کا معاملہ ہے۔ دکن۔

گذری بجا یعنی عشق بھگوار

معشوق نقش آفرینہ۔

قماش بضر تھان کی جمع ہے

گھر کا سامان، ریشمین قیمتی

کڑا۔

لے شورش۔ یہ لفظ شورش

سے جو کہ بہتر زادہ کی طرف

لڑتی ہے اور رہے جو کہ مرا

کا مال ہے اور جھگڑے کے

معنی میں آتا ہے سے مرکب

یعنی اس بہتر زادہ سے ہر شخص

بغلاف اور نزاع کرنا تھا

اس وجہ سے اس کا دل اور

زخمی تھا کام بردار و مقصد

اور ہمار۔ بد بختاؤں کیا بزرگ

منظم۔ چہت۔ بزرگوں کی

رعایا تو ہے۔

لے دست باز یعنی اس بہتر

زادے کے نہ ہاتھیں بڑی

تھی نہ پاؤں میں زنجیر عشق

کی تاپ نہ پڑیاں تھیں ہو گئیں

مقرر کردہ غنیمتیں سپاہی غناں۔

بھاؤ کی جگہ منتفی۔ پوشیدہ۔

منفی۔ بر گزیدہ۔ بھگتی۔ چھپنے

کی جگہ جز عشق کی زنجیریں

لوہے کی زنجیروں سے ہی بنیاد

سخت ہوئی ہیں اور عشق کا

قید خانہ عام قید خانوں سے

زیادہ سخت ہے لوہے کی زنجیر

کو لوہا کاٹ سکتا ہے اور عام

قید خانوں میں کوئل لگا یا

ہاٹتا ہے لیکن عشق کے معاملہ

میں نہ ممکن نہیں ہے۔

سر بر بہتہ در بلا افتادہ

نیچے سر پہ، مصیبت میں پڑا ہے

آتش و املاک خود بفرختہ

ایسا سامان اور جائداد بیچ چکا ہے

مزمزش نایاب دلش از مریش

اور دل انکے (خاک سے زخمی اور اس کا مریم نایاب)

کام دشمن می رود ادا بار وار

خوس دھن کے نقصان کے مطابق جلیں اختیار کئے ہوئے

ہمتے می دار از بہر خدا

خدا کے لئے توجہ دیجئے

مال و زر و نعمت کف ادہ ام

مال و زر اور نعمت ہاتھ سے چکا ہوں

زیں گل تیرہ بود کہ بر حرم

ہو سکتا ہے کہ میں اس کالی کچھڑے گل پاؤں

تا کہ یا بدیک دے از غم خلاص

تا کہ تھوڑی دیر کے لئے غم سے نجات مل سکے

لے موکل بر سرش نے آئے

نام کے سر پہ کوئی پہاڑی ہے نہ بڑی

وز کہ امیں جس منخواہی مناس

اور تو کو کسی تہید سے چھٹکارا چاہتا ہے؟

کہ نہ بیند آن بجز جان صفی

جس کو برگزیدہ تھی کے علاوہ کوئی نہیں کو سکتا

برتر از زندان و بندان من است

(لیکن) قید خانہ اور بڑی سے بڑھ کر ہے

اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے

اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے

اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے

اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے

اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے

اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے

اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے



زانکہ آہنگِ مرآں را بشکند  
 کیونکہ دوبار اُس کو توڑ دیتا ہے  
 اے عجب ایں بندِ نہاں گراں  
 تعجب ہے، یہ پوشیدہ بھاری بٹری  
 دیدنِ آں بندِ احمد رارسد  
 ایں پندے کو دیکھنے کا اہم کو حق ہے  
 دیدِ بر پشتِ عیاںِ بولہب  
 انھوں نے ابولہب کی بیوی کی کمر دیکھا  
 جل و ہیزم راجز آں چشمے ندید  
 رسی اور گھر کو اُس آنکھ کے سوا کس نے دیکھا  
 باقیانش جملہ تاویلے کنند  
 اُن کے سوا سب تاویل کرتے ہیں  
 لیک اے تاثیر آں پشتِ دو تو  
 لیکن اُس کی تاثیر سے اُس کی کردہری  
 کہ دُعائے ہمتے تاوار تم  
 کہ دعا، توجہ تاکہ میں چھوٹ جاؤں  
 آنکہ بیند ایں علامتہا پدید  
 جو ان علامتوں کو گھٹلا دیکھتا ہے  
 داند و پوشد بامزد و الجلال  
 وہ جانتا ہے اوساطہ (تعالیٰ) کے مگر ہے عجیب  
 ایں سخن پایاں ندارد اں فقیر  
 ایں بات کا فائدہ نہیں ہے، وہ دلہن

خفہ گر ہم خشتِ نذاں بر کند  
 کہ میں لگانے والا تہ خانہ کی اینٹا کھڑ دیتا  
 عاجز از تکسیر آں آہنگراں  
 اس کے کانٹے سے دوبار عاجز ہیں  
 برگلوئے بستہ بختِ من ہمسد  
 جو سوخ کی رسی لگے میں بندھی ہوئی ہے  
 تنگ ہیزم گفت خمالِ حطب  
 ایند من کا گھر فرمایا ایند من اٹھائیواں ہے  
 کہ پدید آید برو ہر نا پدید  
 جس کے لئے ہر پوشیدہ چیز ظاہر ہوجاتی ہے  
 کاین یہوشیتِ ایشاں ہوشمند  
 کیونکہ یہ (دید) بیہوشی میں ہوتی ہے اور وہ ہوش میں  
 گشتہ و نالاں شدہ درپیش او  
 جو رہی ہے اور وہ اُس کے سامنے در راہ ہے  
 تا از ایں بندِ نہاں بیروں جہم  
 تاکہ میں پوشیدہ بیڑی سے میں باہر نکل آؤں  
 چون نداند اوستقی را از سعید  
 وہ بد بخت اور نیک بخت کو کیوں نہ دیکھ لگے؟  
 کہ نباشد کشفِ رازِ حق حلال  
 کیونکہ اللہ (تعالیٰ) کے راز کو تا جائز نہیں ہے  
 از مجاعتِ شد ز لون تن اسیر  
 بھوک سے کمزور ہو گیا اور جیم قیدی (تھا)

مضطر شدن آن فقیر نذر کنندہ بکندن امر و داز درخت  
 اس پر مجبور کرنے والے کو درخت سے امر و دھونے پر مجبور ہونا  
 و گوشمالِ حق تعالیٰ رسیدن بے مہلت برو  
 اور بغیر تاخیر کے اُس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے گوشمال کا پہنچنا

لے تکسیر توڑنا۔ دیدن آں  
 بند یعنی غنی بند کو آنکھ سے  
 علیہ السلام اور ابولہب کو دیکھ سکتے  
 ہیں، آنکھ سے اُس کی رسی کو جو  
 اُن میں ابولہب کی بیوی کی  
 گردن میں تھی اور اُس گھر کو جو  
 اُن کی کمر تھا دیکھ سکتے تھے  
 عائدہ اعلیٰ سورہ بخت  
 میں ابولہب کی بیوی اُمّ کلثوم  
 بنت حرب کے بایں میں  
 خَمَالَةُ الْمُحَطَّبِ بْنِ جَدِيعَا  
 خَبْلٌ مِّنْ مَّسْنَدِ آتَاہُ  
 یعنی وہ کلثوم کا گھر اٹھانے  
 والی ہے اُنکے لگے میں سوخ کی  
 رسی ہے، مفسرین نے اسکی  
 متغاف تاویل کی ہے ہونا  
 فرماتے ہیں تاویل کی ضرورت  
 نہیں آنکھ کو یہ چیز میں نظر  
 آتی تھیں۔

لے تاویل مفسرین نے گھر  
 سے بارگاہ یا چٹھوری اور  
 رسی سے جہم کا طوق مراد لیا  
 ہے۔ کاین۔ ایں چیزوں کا بولہ  
 اُس وقت ہوتا ہے جب انسان  
 دنیوی خواہش ختم کر کے خود  
 فراشی اختیار کر لے۔ و ایشاں  
 اُن تاویل کے نواں کے ظاہری  
 ہوش و حواس ہیں۔

لے ایک یہاں سے پھر امیر  
 زادہ کا حال شروع کیا ہے۔  
 پیش او۔ زاہد کے سامنے آنکا۔  
 جکوا اللہ تعالیٰ نے نور بصیرت  
 عطا فرمایا ہے وہ سب علامتیں  
 دیکھ لیتے ہیں اور عشق و سعید  
 میں فرق کر لیتے ہیں۔ و آخر  
 لیکن اصحاب بصیرت اللہ کے  
 راز ظہر نہیں کرتے ہیں حجتاً۔

محرک: مولانا سرافند خان بنگالہ لکھنؤ کی یہ سنائی کہ یہی کے اوسم میں لکھا تھا



پنج روز آں باد امرودے نرخت

ہوانے پانچ دن تک کوئی امرود نہ گرا

بر سر شاخ مروے چند دید

اس نے ایک شاخ پر کئی امرود دیکھے

باد آمد شاخ را سر زیر کرد

ہوا بلی، شاخ کو نیچے جھکا دیا

جوع وضعف قوت جذب فضا

بھوک اور کمزوری اور قضا کی کشش کی طاقت نے

چونکہ از امرود بن میوه شکست

جب امرود کے درخت سے پھل توڑا

ہم درال دم گوشال حق رسید

فرما اللہ (حقانی) کی جانب سے گوشالی ہوئی

مخلصاں باشند دایم در خطر

مخلصین، ہمیشہ خطرے میں ہوتے ہیں

عہد را باید وفا اے جان من

اے جان من! عہد کو پورا کرنا چاہیے

یا مکن نذرے کہ نتوانی وفا

یا وہ عہد ہی نہ کر جس کو تو پورا نہ کر سکے

نذر را باید وفادار راہ حق

اللہ (حقانی) کی راہ میں عہد پورا کرنا چاہیے

عہد باستیم بس در کار ہا

ہم نے بہت سے کاموں کے عہد کئے

قوت آں کو کہ پایاں اویم

وہ طاقت کہاں ہے، کہ ہم پورا کریں

گر نہ فضلت دستگیر ما شود

(اے اللہ) اگر تیری مہربانی ہماری دستگیر نہ کرے

ز آتش جوش صبوری می گریخت

اس کی بھوک کی آگ سے صبر بجاتا تھا

باز صبرے کرد و خود را در کشید

پھر صبر کیا، اور اپنے آپ کو روکا

طبع را بر خوردن آں چیر کرد

طبیعت کو اس کے کمانے پر غالب کر دیا

کرد ز اہد را ز نذرش بی وفا

زاہد کو عہد سے بے وفا بنا دیا

گشت اندر نذر و عہد خویش

اپنی نکت اور عہد میں گزرتا گیا

چشم او بکشد و گوش او کشید

جس نے اس کی آنکھیں کھول دیں اور کان کھینچے

امتحان ہاست در راہ لے

اے صاحبزادے! راہ میں آنکے ہر امتحان ہیں

تا نمانی شرمسار و ممتحن

تا کہ تو شرمندہ اور مصیبت میں مبتلا نہ ہو

بر خطر منشین و پیروں جہلا

خبردار! خطرے میں نہ پڑ اور باہر نکل

لیکے حق تا خود کرا بدہ سبق

لیکن دیکھ اللہ (حقانی) کس کو سبق (دکھائی) دیتی ہے

نذر ہا کر دیم در سر بار ہا

بار بار پوشیدہ طور پر نکتیں مانیں

عاجزیم و ناتوان و مضطربیم

ہم تو عاجز اور ناتوان اور مضطرب ہیں

ولے بر ما زانکہ رسوائی بود

ہم پر افسوس ہے، کیونکہ رسوائی ہوگی

لے پنج روز۔ پانچ دن بھوکا رہنے سے اس میں صبر کی طاقت نہ رہی۔ در کشید یعنی امرود توڑنے سے اپنے آپ کو باز رکھا۔ طبع یعنی طبیعت غالب آگئی اور صبر مغلوب ہو گیا۔ جرفا۔ اس بزرگ نے مہربانی تھا کہ کوئی پھل خود توڑ کر نہ کھائیں گے۔

لے امرود بنی۔ امرود کا درخت۔ بکشد و کشید یعنی غلطی نظر آگئی۔ مخلصاں۔ مشہور مقولہ ہے نزدیکیاں را ہمیشہ خود جیرانی، جو بارگاہ کے مقرب ہوتے ہیں اس کی بڑی ناگہانی ہوتی ہیں۔ ممتحن۔ مبتلا

لے ایک عہد کی وفاداری ہے لیکن یہ بھی خداوندی توفیق ہی سے ہو سکتا ہے۔ عہد۔ یہاں سے مراد ان کے اپنے عہدوں کی وفا کی رفا ضرور کر دی ہے یا ان یعنی عہدوں کو انجام تک پہنچاتا۔ مضطرب۔ مجبور۔ مکرر غفلت اگر عہد کو پورا کرنے کے لئے اللہ کا فضل شامل حال نہ ہوگا تو احوال رسوائی ہوگی۔



نذر مارا با وفا پیوستہ دار  
ہمارے ہمد کو دلف سے جوڑ دے  
باز گشتہ سوئے قصہ کاں فقیر  
قصہ کی طرف ہی بھر پڑا، کہ اس درویش نے  
غیرت حق گوشمالش داد زود  
اٹھ اٹھائے، کی غیرت نے فرما اس کو سزا دی  
جمعے از دزدواں بندہ انجا ملے  
وہاں چھوٹ کا ایک گروہ تھا، شاید  
اتفاقاً دزد چندے تاختند  
اتفاقاً چند چور بھاگے

عہد مارا از کرم دار استوار  
کرم کر کے ہمارے عہد کو مضبوط کر دے  
عہد چوں شکست درم شد اسیر  
ہیے ہی عہد توڑا فوراً قیدی بن گیا  
زانکہ فرمودست او فو اباً الحق  
کیونکہ اس نے فرمایا ہے عہدوں کو پورا کرو  
درمیاں آوردہ بے مریم زر  
وہ لاتعداد چاندی اور سونا لائے تھے  
واندر اں کہسار مسکن ساختند  
اور اس پہاڑ میں انہوں نے ٹھکانا بنا لیا

منتہم کردن آں شیخ را با دزدواں بریدن دستش را  
اس درویش کو چھوٹ کے ساتھ منتہم کرنا اور اس کا ہاتھ کاٹنا

بیت از دزدواں بندہ انجا ویش  
وہاں بیت اور کچھ زیادہ چور تھے  
شیخ را غماز آگہ کردہ بود  
کو توال کو تحسب نے خبر دیدی تھی  
شیخہ حالی عزم آں کہسار کرد  
کو توال نے فوراً اس پہاڑ کا قصد کیا  
پس بفرمود از غضب جلا دورا  
پھر غصے سے جلاؤ کو شکم دیا  
ہم بد انجا پائے چپ دست را  
اسی جگہ بااں پاؤں اور داہنا ہاتھ  
دست زاہد ہم بریدہ شد غلط  
غلط سے شیخ کا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا  
دزدواں آمد سوائے بس گزین  
فوراً ایک معزز سوار آیا

بخش می کردند مسرقات خویش  
اپنی چوری اکال، بانٹ رہے تھے  
مردم شخہ دریافت اندود  
کو توال کے آدمی جیلہ آ پہنچے  
جملہ را گرفت بست آں شیر مرد  
اس شیر مرد نے سب کو گرفتار کر لیا اور ہاتھ دیا  
دست پای ہر یک از تن کن جدا  
ہر ایک کے ہاتھ اور پاؤں بدن سے ہٹا کر لیے  
جملہ را برید و غوغائے نجاست  
سب کا کاٹ دیا اور شور برپا ہو گیا  
پاش را می خواست ہم کردن  
پاؤں کو بھی اس نے بیکار کرنا چاہا  
بانگ ز دبر عواں کاے سکت ہیں  
سپاہی پر چیخا اسے کتے! دیکھ ناخبر دواں

ملہ احتجاج یعنی اس علاقہ  
میں بے مہربانے حدیث کا  
چرائی ہوئی چیزیں شخہ  
کو توال، جلاؤ چنانچہ و غیر  
ملہ شخہ کو توال نے  
سب ٹوکوں کو کرکڑی لاندہ  
دیا۔ جلاؤ سزاؤں کو جاری  
کر دیا۔ ہم یعنی جلاؤ نے  
فوراً ہر ایک کا داہنا ہاتھ اور  
بایاں پاؤں کاٹ دیا۔ غوغا  
شور و غل۔

ملہ غلط یعنی اس شبہ میں  
کہ وہ بھی چور ہے۔ غلط۔ بیکار  
چیز۔ دزدواں کوئی مرغوب  
جلاؤ سپاہی پر چیخا۔



ایں فلاں شیخ ست ابدال خدا

یہ فلاں بزرگ، اور خدا کے ابدال میں سے ہے

اَلْغَوَالِ بدرید جامہ تیر زلفت

اس پیاری نے کپڑے پہائے اور اتنی سے بگا

شحنہ آمد یا برہنہ عذر خواہ

کرتواں مجھے پہوں مسافان مانجھے آیا

ہیں محل کن مر مر ازیں کار زشت

اس بُرے کام کی مجھے ضرور مسافان دیکھئے

گفت می دامن سبب این کش را

انہوں نے کہا میں اس دامن کا سبب بتاتا ہوں

من شکستم حرمت ایمان او

میں نے اس کی اکتوں کی حرمت کرتواں

من شکستم عہد و دانستم بدت

میں نے اس کا عہد توڑا اور میں جانتا تھا بُرا ہے

دست ماویا ی ما و مغر و لوست

ہماری ہاتھ اور ہمارے پاؤں اور مغر و لوست

تقسیم من بود ایں تر اکرم حلال

یہ میرا انصیب تھا میں نے تجھے معاف کیا

وانکہ اودانست او فرمان رواست

وہ جو جانتا تھا، کردہ مالک ہے

اے بسا مرغ پرندہ دانہ جو

بسا اوقات دانہ تلاش کرنے والے پرند کے

اے بسا مرغ ز معدہ ز غص

بسا اوقات پرندہ معدے اور آنتوں کی آغوش ہے

اے بسا ماہی در آب دور دست

بسا اوقات پھسل گہرے پانی میں

لے ابدال۔ اویار کی ایک

خاص جماعت ہے۔ جدا۔

یعنی کاٹ کر عنوان پہاوی۔

تفت گرم بھل کئی صاف

کر دے۔

لے گفت شیخ نے کہا ہاتھ

کھینے کا اصل سبب میں

جانتا ہوں۔ ایمان نہیں

کی جمع ہے قسم عہد یکتی۔

واہنا ہاتھ بدست پہلے

مصرع کے آخر میں بھی بُرا

ہے اور دوسرے کے آخر میں

بدست بمعنی ہاتھ۔

لے جستم جستم فرمان روا۔

یعنی خدا قائل کر پرندہ یعنی

خلق کی خواہش، لگا تلخے کا

سبب میں ہے شفق پریش

کا درو، انھیں شفق صاف

اور سین دونوں سے صبح ہے۔

دور دست۔ دور دراز گہرا۔

سکت۔ پھسل پھسل کا لٹا۔

دست اور اتو چرا کر دی جدا

تو نے اس کا ہاتھ کیوں جدا کیا!

پیش شکنہ دادا کا ہمیش تفت

کرتواں کہے ہیں، اس کو فدا کیجئے کیا

کہ نہ انستم خدا بر من گواہ

کہ مجھے علم نہ تھا، خدا میرا گواہ ہے

اے کریم و سرور اہل بہشت

اے بزرگ اللہ جنتوں کے سرور اہل

می شناسم من گناہ خویش را

میں اپنے گناہ کو جانتا ہوں

پس تم منم بردار داستان او

بلئے اس کے عکرا انصاف نے میرا ہاتھ کاٹا

تا رسید آن شومی جرات بدت

اس جرات کی خواہش ہاتھ کو پہنچی

باداے والی فدا کے دم دست

اے مالک! رخصت کے حکم پر ترس رہا ہوں

تو نہ انستی ترا نبود وبال

تو نہ بھما، تجھ پر وبال نہ ہوگا

با خدا سامان پیچیدن کر است

خدا سے آگے کا کس کو موصلہ ہے؟

کہ بریدہ خلق او ہم خلق او

خلق ہی نے اس کا لگا کاٹا ہے

برکت اربابم محبوبس قفص

بالانے کے کٹا ہے پر بنجرے کا قیدی ہے

گشتہ از حرص گلو ما خود شست

خلق کی حرص کی وجہ سے کانٹے میں پھنسا ہے



اے بسا مستور در پردہ بده  
بسا اوقات (عورت) پردے میں چھپی ہوئی  
اے بسا قاضی جبر نیک خو  
بسا اوقات نیک عادت، ملایہ، قاضی  
اے بسا حاجی کج رفتہ بعشق  
بسا اوقات عشق کی وجہ سے ج میں گیا ہما بھی  
بلکہ در ہاروت و ماروت آں سراپ  
بلکہ ہاروت و ماروت کے لئے وہ نشہ  
بایزید از بہر ایں کرد خراز  
بایزید نے ہی لئے بہر بہنیک  
از سبب اندیشہ کرداں کو باب  
اُن عقل مند نے سبب سوچا تو  
گفت تا سائے خواہم خورد آب  
کہا میں ایک سال تک پانی نہ پیوں گا  
ایں کیمنہ جہد او بد بہر دین  
دین کے لئے یہ آگے معمول کو کشش تھی  
چوٹ بڑیدہ شد برای خلق دست  
جب خلق کی وجہ سے اتھو کا آگ  
بچینین باشد چوک دلبستہ شد  
ایسا ہی ہوتا ہے چوتھ ایک نماز و نہ ہوتا

شومی فرج و گلو رسوا شدہ  
شرنگہ اور ملن کی بد بختی سے رسوا ہوئی ہے  
از گلو ی رشوتے او زرد رو  
رشوت عرو ملن کی وجہ سے وہ شرمندہ ہوا ہے  
وقت باز آمد شدہ او یارِ مستق  
واپسی کے وقت ہنس دو بخور کا ساتھی بنا ہے  
از عروج چرخ شاں شد ستر بآ  
آسمان پر چڑھنے سے اُنکے لئے اُنکے بنا  
دید در خود کاہلی اندر نماز  
کانھوں نے اپنے اند نماز میں سستی دیکھی  
دید علت خوردن از بسیار آب  
زیادہ پانی پینے کو سبب سمجھا  
اپنجاں کرد و خدیش داد تاب  
ایسا ہی کیا اور خدائے اکر طاقات ملازمانی  
گشت او سلطان قطب العار فین  
وہ شاہ اور قطب العار فین بنے  
مرد ز اہد را در شکوی بہست  
بزرگ انسان کے لئے شکوے کا دروازہ بند ہو گیا  
صد در دیکر براؤ شکستہ شد  
اُس پر دوسرے سینکڑوں دروازے کھل جاتے ہیں

کرامت شیخ قطع و زبیل بافتن او بد و دست در خلوت  
یعنی شیخ کی کرامت اور تنہائی میں اُن کا دونوں ہاتھوں سے جمولی بننا

کرد معروض بدیں فات خلق  
اُن کو خلق کے معائب نے اس نام سے شہور  
ہیں بروا اخیر تینا تیش خواں  
جا ، ابوالخیر تیناتی کہہ دے

شیخ قطع گشت نامش بش خلق  
لوگوں میں اُن کا نام گشت قطع ہو گیا  
گر تو نام او شس خواہی روا  
اگر تو اُن کا پہلا نام لیتا چاہے

اے مستور پرستیدہ و مخبر  
بہرودی عالم، بڑا عالم، ستر  
باب۔ دروازے کی روک  
مانے۔

اے باخبر بد بساطی کو کیا  
نماز میں سستی کا احساس ہوا  
اُنکے سبب پر غور کیا تو پانی  
پینے کی کثرت کو سمجھا چنانچہ عہد  
کر لیا کہ ایک سال پانی نہ پیوں گا  
اُو باب عقل مند کتاب طاقات  
ایں کیلئے دین کی خاطر انھوں  
نے یہ ادنیٰ ہی بات کی تھی جس  
کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُن پر  
ایسا فضل کیا کہ اُو کو قطب العار فین  
کا درجہ دے دیا۔

اے چوٹ بڑیدہ پیر ان ہی  
بزرگ کا ذکر شروع کیا ہے  
کوچہ زکودہ جانتے تھے کہ اُن کی  
عہد شکنی کی پینا ہے لہذا  
انھیں کوئی شکوہ نہ ہوا جس  
چینس قدرت ایک دیدہ بند  
کر لے ہے تو تیرہ تیرہ دفع پیدا  
فرمادی ہے قطع یعنی کٹ  
بڑیدہ، منشا، گر تو۔ بزرگ  
شیخ قطع کہلانے لکھے تھے اُن  
کا اصل نام ابوالخیر تھا اور تینا  
گھاؤں کے رہنے والے تھے۔



لے کر کش۔ جھونپڑی نہ پڑی۔  
تھیلا جس میں فقر سا بنا کھا  
دیر رکھتے ہیں مرکز پیش  
نہ اٹھائے ثبات۔ جلد  
سباق۔ جڑنا۔ افراط۔ نیادلی۔  
لے آں۔ یعنی یہ کرامت کہ  
تنہائی میں دونوں ہاتھ ملاتے  
ہیں۔ باقی کش یعنی تنہائی  
میں وہ دونوں ہاتھوں سے  
بٹتے ہیں۔ بک چند کچھ لوگ  
غم۔ یعنی پتھر کٹے نہ ہونے کا  
یعنی بزرگی کے ٹکڑے سا کس  
مکمل طریقہ طریقت۔ فرقہ۔  
جماعت۔

لے من خواہم یعنی اللہ  
تعالیٰ نے ایہام میں فرمایا کہ  
ہم نے یہ پسند کیا کہ ہمیں  
بندے تم سے بدگمان نہیں  
ہندہ کر امت ظاہر کر دی  
فرقہ جماعت۔ وقت یعنی  
کلیا ہوا ہوا۔ تو یعنی یہ لوگ  
اگر بدگمان کی حالت میں ہو  
تو ہماری بارگاہ سے مردود ہو  
جائیں گے۔ من ترا تنہائی کو  
مردود کے وقت کلی ہوا  
ہاتھ بیدار رہا تنہائی تسلی کے  
لئے نہیں ہے نہیں تو ہماری  
ذات سے پہلے ہی تسلی میں  
ہے۔

دعوت کش اور ایکے زائر سیاحت  
جھونپڑی میں ایک ملاقاتی نے ان کو پایا  
گفت اورا کالے غدو جان کش  
انہوں نے اس سے کہا اے اپنی جان کے دشمن  
اِس چراگردی شتاب اندر سباق  
آگے بڑھنے میں تو نے جلدی کیوں کی؟  
پس تبسم کرو گفت اکنوں بیا  
تو رہنے، اور فرمایا اب آج  
تا میرم من لگو اِس با کسے  
جب تک میں نہ مردوں یہ کسی سے نہ کہنا  
بعد ازاں قوم دگر از روز کش  
ایکے بعد دوسرے لوگ ان کے گھر کے دروازے کے ذریعہ  
گفت حکمت را تو دانی کردگار  
انہوں نے فرمایا اے خدا! تو حکمت کو جانتا ہے  
آمد الہامش کہ یک چندے بند  
ان کو الہام ہوا۔ کچھ توگت تھے  
کہ مگر سالوس بود او در طریق  
کرتا یہ وہ طریقت میں مستار تھا  
من خواہم کاں رزم کافر شوند  
میں نے نہ چاہا کہ وہ جماعت منکر ہو  
اِس کرامت را بکر دیم آشکار  
ہم نے یہ کرامت ظاہر کر دی  
تا کہ اِس بیچارگان بدگمان  
تا کہ یہ بدگمان، بیچارے  
من ترا بے اِس کرامتہا پیش  
میں نے تمہیں پہلے ہی سے ان کرامتوں کے بغیر

کو بہر دو دست خود زنبیل یافت  
کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے جھولی میں رہے ہیں  
دعوت کشم آمدی سر کردہ پیش  
تو نہ اٹھائے میری جھونپڑی میں چلا آیا  
گفت از افراط مہر و اشتیاق  
آئے کہا کہ اشتیاق اور محبت کی نیادلی کی وجہ سے  
لیک مخفی دار اِس را بے کیا  
لیکن اسے بزرگ! اِس کو پوشیدہ رکھ  
نے قرینے نے حبیب نے خستے  
نہ ساقی سے نہ دوست سے نہ کسی کینے سے  
مطلع گشتند بر بافیدش  
ان کے بٹنے سے باخبر ہو گئے  
من گنم نہ ہاں تو کردی آشکار  
میں نے چھپایا تو نے ظاہر کر دیا  
کاندیرس غم بر تو منکر می شدند  
جو میں غم میں تھا بے منکر ہو گئے ہیں  
کہ خدا رسوا کش کرد اندر فرق  
کہ خدا نے لوگوں میں اِس کو رسوا کیا ہے  
وز ضلالت در گمان بد روند  
گمراہی کی وجہ سے بدگمان میں مبتلا ہوں  
کہ نہ سمیت دست اندر رفت کار  
کہ ہم کام کے وقت تجھے ہاتھ دیتے ہیں  
رد نہ کردند از جنت آپ سماں  
آسمانی درگاہ سے مردود نہ بنیں  
خود تسلی دادہ ام از ذات خویش  
اپنی ذات کے بارے میں تسلی دیدی ہے



۱۰ چرخ یعنی کرامت۔

قزاقان جسم اس مقام سے  
آگے بڑھ گئے ہو کر ان جہانی  
اتھ پاؤں کو اصل بھلاؤدان  
کے خدائے سے ڈر رہے ہیں۔

بہتر ڈھال نیک نیت۔  
خوب موٹی ساحراں فرعون  
نے جادو گروں کی جان لینے  
کی دھمکی دی تھی جبکہ حضرت  
موسیٰ پر ایمان لے آئے تھے  
زینت یعنی میدان جہاں  
وہ حضرت موسیٰ کا مقابلہ  
کرنے آئے تھے۔

۱۱ ادنیٰ دانست۔ جادو  
گروں کا دل تو ایمان سے  
منور ہو چکا تھا اللہ اس جسم  
اور زندگی کو ماضی سمجھ چکے  
تھے۔ ماضی دنیاوی جسم اور  
آخری جسم کی مثال جسم اور  
سایہ کی سی ہے۔ ادنیٰ بول  
گھڑا۔ اگر گراف کے زیر سے

ہے تو خاکدان کے معنی ہیں۔  
اور اگر گراف کے پیش سے تھیں  
کے معنی ہیں ہے۔ اس چکر  
وہ سمجھ چکے ہیں کہ اس جسم عنقریب  
کی اصل حقیقت روح ہو  
لہذا وہ اس ماضی وجود کے  
خاتمہ ہو چکے ہیں۔

۱۲ اسی جہاں جسم عنقریب  
کو اس جسم سے تفسیر دے کر  
جوانان عالم خواب میں بکتا  
ہے پھر یہ سمجھا لے کہ اگر عالم  
خواب میں نظر آئے تو جسم کے  
ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھ لیں  
تو اس سے اس جسم پر کوئی غرور  
نہیں رہتا ہے اسی طرح جسم  
عنقریب کے ختم ہونے سے  
اس جسم کو کوئی نقصان نہیں

وایں چرخ از بہر آں بہادت

اور یہ چرخ میں نے اُن کے لئے رکھا ہے  
ترسی از تفریق اجزائے بدن  
بدن کے اجزاء کے ٹکڑے ہو جانے سے ڈرو  
دفع وہم اسپر رسیدت نیک نیت  
وہم کے دفعیت کی اپنی موتی پھر نہیں لی گئی ہے

سبب جرات ساحراں فرعون بر قطع دست و پا  
فرعون کے جادو گروں کے کاٹھ پاؤں کاٹ جانے پر جرات کا سبب

کرد تہدید و سیاست بر زمین  
میدان میں دھمکی اور تنبیہ کی  
پس در اویم ندامت ماں معا  
پھر نہیں ہلکا دوں گا، تمہیں سزا دے گا  
وہم و تخویف اند و وسوسہ لگا  
وہم اور ڈر اور وسوسوں اور گمان میں ہیں

از توہمتہا و تہدیدات نفس  
جان کی دھمکیوں اور توہمات سے

بر در یک نور دل بنشستہ اند  
دل کے نور کی کمپنی پر جا بیٹھے ہیں

چاہک چست و کش و برجستہ اند  
تیز اور چست اور خوش اور ہوشیار ہو گئے ہیں

خرد کو بداندیریں گلزار شاں  
اُن کو اس غلخان میں ریزہ ریزہ کر دے

از فروغ و ہم کم تر سیدہ اند  
وہم کی زیادتی سے وہ کم تر ڈرتے ہیں

گر رود در خواب کے باک نیست  
اگر خواب میں اندک ٹٹ جائے تو کوئی پروا نہیں

ایں کرامت بہر ایشاں وادت

میں نے تمہیں یہ کرامت اُن کے لئے دی ہے  
تو ازاں بگذشتہ کز مرگ تن  
تم تو اس سے ترقی کر چکے ہو کہ بدن کے ٹکڑے  
وہم تفریق سے روپائے از نورفت  
سزا پاؤں گئے بڑا ہونے سے تمہارا وہم ختم ہو گیا

ساحراں رائے کہ فرعون لعین

کیا ایسا نہیں ہے کہ فرعون ملعون نے جادو گروں کو

کہ بترم دست و پائاں از خلافت  
کہیں تمہارا وہ ایمان بااں اتھ پاؤں کاٹ دوں گا

اُدنیٰ پنداشت کایشاں رہاں  
وہ سوچتا تھا، کہ وہ اُدنیٰ

کہ بود شاں لرزہ و تخویف ترس  
کہ اُن پر لرزہ، اور خوف اور ڈر ہو گا

ادنیٰ دانست کایشاں رستہ اند  
وہ نہ جانتا تھا کہ وہ آزاد ہو چکے ہیں

سایہ خود را ز خود دانستہ اند  
اپنے آپ سے، اپنے سایہ کو متاثر کر چکے ہیں

باون گردوں اگر صد بار شاں  
اگر توبار دہی، آسمان کی اونگھ

اصل ایں ترکیبے اچوں دیدہ اند  
چونکہ انہوں نے اس بناء کی اصل کو دیکھ لیا ہے

ایں جہاں خوابت اندر ظن نیست  
یہ دنیا خواب ہے، شک میں نہ پڑ



لے گا ز قبضی عترت دواز  
عام میں مشہور ہے کہ اگر  
انسان خواب میں اپنے آپ  
کو مردہ دیکھے تو اس کی تعمیر  
عمر کی دوازی ہے گفت پیغمبر  
حدیث شریف میں ہے کہ ایک  
فحش نے حضور سے روایت  
کیا کہ دنیا کیا ہے تو آپ نے  
فرمایا سونے والے کا خواب  
ہے پھر اس نے دریافت  
کیا کہ دنیا اور آخرت میں کتنا  
ی صلبہ ہے فرمایا ایک چھپکنے  
کی بقدر ناصب ہے۔

لے از دہ تقلید کا انسان  
تقلیدی طور پر دنیا کی پانچ بکری  
تسلیم کرتا ہے اور اور اس کے  
سے دیکھتے ہیں۔ روز و رازی۔

نیند کی حالت صرف شب ہی  
میں نہیں بلکہ دن کی بیداری  
میں بھی خواب ہی ہے حضور  
نے فرمایا ہے لوگ نیند میں  
ہیں جب مریگے بیدار ہو  
جائیں گے۔ ساریہ عالم دنیا اور  
ان کے موجودات سب درجہ  
باری کی فرع اور سایہ ہیں۔

نواب بیداری مولانا نے دنیا  
کی بیداری کو خواب بتایا تو  
شبہ ہوتا ہے کہ جب بیداری  
خواب سے توڑنے کے بعد حالت  
خواب کو کیا کہا جائیگا۔ اس کا  
جواب دیتے ہیں کہ انسان سنا  
خواب میں یہ دیکھتا ہے کہ وہ  
بیدار تھا اور اب سویا ہے تو  
جو طرح خواب میں خواب کر  
دیکھتا ہے اسی طرح اس عالم  
کی بیداری اور خواب کو سمجھو  
سے کہ وہ گمراہی کا نشانہ

گر خواب اندر سرت بریدگار

اگر خواب میں قبضی تیسرا سر کاٹ دے

گر بپنی خواب در خود را دو نیم

اگر تو خواب میں اپنے دو ٹکڑے دیکھے

حاصل اندر خواب نقصان یمن

علامہ یہ ہے کہ خواب میں بدن کار نقصان

اس جہاں را کہ بصوت قائم

اس دنیا کو جو بلب ہر تائم ہے

از رہ تقلید تو کردی قبول

تو نے تقلید کے راستے سے تسلیم کیا ہے

روز در خوانی ملوکا میں خواہست

تو دن میں بھی خواب میں ہے نہ کہ یہ خواب ہی ہے

خواب بیداریت آن الی عصف

اے عصف! تو اپنے سونے اور جاگنے کو یہ سمجھ

اوگماں بڑہ کہ اس دم خفتہ ام

وہ سمجھا کر میں سویا ہوا ہوں

کوزہ گر کوزہ را بشکند

کہہ رہا اگر کسی پیار کو توڑتا ہے

گور را ہر گام باشد ترس چا

اندھے کو ہر قدم پر کانوں کا ڈر ہوتا ہے

مرد بیت دید غرض را

بنا انسان نے راستہ کی جزائی دیکھ لی ہے

یا دز انوش ز لہر ز دہر دے

تس کا پانی اور دن کسی وقت نہیں لپکتا ہے

ہم سرت بر جاست ہم عمر دیا

تیرا سر بھی اپنی جگہ ہے تیرا عمر دیا

تندرستی چونکہ خیزی بے سقیم

جب تو آئے تھا بغیر کسی بیماری کے تندرست

نیست باکے از دو صد پارہ شدن

دو ٹکڑے ہو جانے سے کوئی بڑا نہیں ہے

گفت پیغمبر کہ علم نام مست

پیغمبر نے فرمایا ہے کہ سوزنا علم کا خواب ہے

ساکاں میں دیدہ پیدا رسول

ساکنوں نے بغیر کسی پیام نبی سے دیکھ کر پوچھا

سایہ فرغ ست اصل جز متناہ

سایہ فرغ ہے چاند کے علاوہ کوئی اصل نہیں ہے

کہ بہینہ خفتہ کو در خواب شد

کہ کوئی سویا ہوا بجھے کہ وہ سو گیا ہے

بینخیزاں کوست در خواب دوم

اس سے بے خبر ہے کہ وہ دوسری نیند میں ہے

چون نخواہد باز خود قائم کند

جب چاہے گا اس کو بنائے گا

باہنراں ترس می آید براہ

وہ ہزاروں ڈر کے ساتھ راستہ طے کرتا ہے

پس بداند او مغاک و چاہ را

تو نہ گویے اور کنویں کو جب ستا ہے

زوتش کے دارد آواز ہر غے

وہ کسی غم سے رنجیدہ کب ہوتا ہے



خیز فرعوناً کہ ما آن نیستیم  
اے فرعون! کھڑا ہو جائے کہ ہم وہ نہیں ہیں  
خرقہ مارا بدر و زیندہ هست  
ہماری گندڑی بھاڑے اپنے دلا موجود ہے  
بے لباس اس خواب اندر کنا  
بغیر لباس کے، اس نیند کو بطل میں  
خوشتر از تجرید از تن و زعفرنج  
بدن اور مزاج سے جدا ہو جانا خوشگوار

کہ بہر بانگے ز غولے بستیم  
کہ چلا دے کی ہر آواز پر ہم شہر میں  
ورنہ مارا خود برہنہ تن بہرست  
درد، ہمارے لئے ننگا بدن بہتر ہے  
خوش بکیریم اے عدو نابکار  
خوشی سے لیں گے اے نالائق دشمن  
نیست اے فرعون بجاہام کج  
نہیں ہے بغیر اہام کے اے احمق دشمن

شکایت کردن استریش شتر کہ من بسیار دروئے می فتم  
اونٹ سے غمخوار شکایت کرنا کہ میں منہ سے کھل بہت کرتا ہوں  
و تو نمی آفتی الا بنادر و جواب گفتن آن  
اور تو نہیں آگیا محضاً گھر بہت کم اور اس کا جواب دینا

گفت استر با شتر کہ خوش فیتق  
خچر نے اونٹ سے کہا، اے اچھے ساتھی!  
تو نیائی در سر و خوش می وی  
تو منہ کے بن نہیں کرتا ہے اپنی طرح چلتا ہو  
ایں سبب باز گویا من چیست  
جسے اس کا سبب بتا کر کس وجہ سے ہے؟  
گفت از چشم تو چشم من یقین  
اُس نے کہا میری آنکھ تیری آنکھ سے یقیناً  
بعد از اں ہم از بلندی ناظر  
اُس کے علاوہ میں اونچائی سے دیکھ لینے والا ہوں  
گفت چشم من ز تو روشن تر  
اُس نے کہا میری آنکھیں تیری آنکھوں کی زیادہ  
چوں براکیم بر سر کوہ بلند  
میں جب بلند پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتا ہوں

در فراز شب و در راہ دقیق  
اونچے، اور نیچے، اور رنگ راستہ میں  
من ہی اکیم بسر در چوں غوی  
میں گمراہ کی طرح سر کے بن کرتا ہوں  
تا بدنام من کی چوں باید بزیست  
تاکہ میں جان لوں، کہ کس طرح مینا چاہیے؟  
بیگماں روشن تر ست تیز بن  
بلاشبہ زیادہ روشن اور تیز دیکھنے والی ہے  
زیں سبب درو یقیم حاضر  
اس سبب میں منہ کے بن نہیں کرتا ہوں میں موجود ہوں  
بعد از اں ہم از بلندی ناظر  
اُس کے علاوہ اونچائی سے دیکھنے والی ہیں  
آخر عقبہ بہ بنیم ہوشمند  
عقلندی سے گھائی کے آخر کو دیکھ لیتا ہوں

اے خیز فرعوناً پھر مولانا نے  
جادو گروں کی بات شروع کی  
ہے۔ غول، چلا دے کی آواز  
بے حقیقت ہوتی ہے۔ خچر۔  
یعنی یہ جسم مصری جودع کا  
لباس ہے۔ قدر۔ اگر ارض کما  
جسم مصری و ضایع ہو چکا  
تو رومانی وجود ہند بہتر ہے  
جسے لباس پہلے شکر کے ثانی  
مصری کی ملت ہے یعنی ہم  
بغیر جسم کے دور سے دیکھ کر  
ہونے کو خوشتر یعنی رومانی  
زندگی ہمارے لئے بہتر ہے  
خداوندی کی وجہ سے خوشتر ہو گئی  
ہے۔

اے شکایت، مولا نے فرمایا  
تھا کہ جگر چشم بصیرت حاصل  
ہو جاتی ہے وہ دنیاوی غلوں  
میں جکڑا نہیں ہوتے ہیں۔ اب  
اس فقرہ سے اگلی وضاحت  
فرماتے ہیں۔ آخر خچر، غوی۔  
گمراہ۔

اے گفت۔ اونٹ نے جواب دیا  
کہ میں پیش بینی سے کام لیتا ہوں  
اور اہتمام پر نظر رکھتا ہوں اس  
لئے شکر کریں نہیں کھاتا ہوں  
یہی صورت ان لوگوں کی جو  
جنگو چشم بصیرت حاصل ہوتی  
ہے وہ آخرت پر نظر رکھتے ہیں۔  
ماتمرم یعنی میں موجود ہوں،  
دیکھنے میری حالت سے میری  
بات کی تصدیق ہو جائے گی۔  
از بلندی اونٹ گردن اٹھا  
کر دیکھ رہا ہے عقبہ پہاڑوں  
گھائی۔



لے عتار ٹھوکر کھا۔  
وآذ یعنی تیری نظر انجام  
پر نہیں ہے بیکوی تیرے  
لے اچھا بڑا سب یکساں  
ہے میں ہر چیز میں اقبال  
کر لیتا ہوں، غریبک اہل طہ  
اور عوام کی مثال پتھر اور  
اونٹ کی سی ہے۔

لے چوں جنیں مولانا نے  
پھر پہلے معنوں کی طرف  
رجوع کیا ہے جادو گروں  
کو جسوں کے دوبارہ حشر  
کا یقین ہو گیا تھا تو اب  
مولانا حشر میں جسم کے دوبارہ  
موجود ہونے کو ثابت کرتے  
ہیں، اللہ تعالیٰ شکم اور  
میں پتھر میں یہ کیفیت پیدا  
کر رہا ہے کہ وہ غذا کے  
اجزاء کو جذب کرنے لگتا ہے  
جس سے اس کا نشوونما

ہوتا ہے۔ تاچہل سال۔  
چالیس سال کی عمر تک انسان  
کے جسم میں نشوونما ہوتا  
رہتا ہے۔ روح۔ جس طرح  
اس جسم میں اللہ تعالیٰ جذب  
کرنے کی قوت عطا دیتا ہے  
روح میں بھی اجزاء کو جذب  
کرنے کی قوت فرما دیگا۔  
سہ جامع۔ ان اجزاء پر  
کو غذا کے ذریعہ جمع کرنے  
کی طاقت جس طرح اللہ  
تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے  
اسی طرح وہ غذا کے واسطے  
کے بغیر بھی اجزاء بدن کو  
جمع فرما سکتا ہے۔ ان ذرات

پس ہمہستی و بالائی راہ

پھر راستہ کی سب نیچائی اور اونچائی

ہر قدم من از سر بنیش بہم

میں ہر قدم، دیکھ بھال کر رکمت اہوں

تو بہ بینی پیش خود یک دوسہ گام

تو اپنے آگے ایک دو تین قدم دیکھتا ہے

یستوی لا غمی لکدکم والبصیر

تمہارے نزدیک اندھا اور دیرین برابر ہے

چوں جنیں اور کم حق جاں ہد

جب اللہ تعالیٰ ایٹم کے بچہ میں جان ڈالتا ہو

از خورش او جذب اجزای کند

وہ خوراک سے اجزاء جذب کرتا ہے

تاچہل ساشن جذب جزو ہا

چالیس سال تک اجزاء کے جذب کرنے کا

جذب اجزاء روح را تعلیم کرد

اس نے روح کو اجزاء جذب کرنے کی تعلیم دی

جامع ایں ذرہا خورشید لبود

ان ذرات کو جمع کرنے والا سورج تھا

آں زمانے کا نذر آئی تو ز خواب

جس وقت تو خواب سے (کل کر اپنے) اندر آگیا

تا بدانی کاں از وغائب نشد

حتیٰ کہ تو جان لے گا کہ وہ اس سے غائب نہیں ہے

دیدہ ام را و انما یدہم اکر

اللہ تعالیٰ، میری آنکھ کو دکھا دیتا ہے

از عتار و اوقات دن و ارم

ٹھوکر کھانے اور گھسنے سے نجات پاتا ہوں

وانہ بینی و نہ بینی رنج دام

داند کو دیکھ لیتا ہے حال کی تکلیف کو نہیں لیتا

فی المقام والذلول والمسیرو

ٹھہرنے، اور اترنے، اور پہننے میں

جذب اجزاء و مزاج او کند

انہی طبیعت میں اجزاء کو جذب کر لیتی طاقت پیدا

تار و بود جسم خود را می تند

اپنے جسم کا پالنا، پانا، تانت ہے

حقی حریصش کردہ باشد در نما

(نشد) طامیں، اللہ تعالیٰ، اس کو دیکھ چکا ہو

چوں نداند جذب اجزاء شاہ فرد

یکشاہ اجزاء کو جذب کرنا کیوں نہ جانے گا؟

لے غذا اجزات را و اندر بود

وہ بغیر غذا کے تیرے اجزاء کو کھن لیتا جاتا ہے

ہوش و حس رفتہ را خواند شباب

وہ گئے ہوئے ہوش و حواس کو فوراً بلایگا

باز آید چوں بفسر باید کہ غد

وہ واپس آجایگا جب وہ اللہ تعالیٰ فرمایگا

انسان جب نیند سے بیدار ہوتا ہے تو ناک مشدہ حواس نور اوث آتے ہیں اسی طرح حشر

میں اجزائے بدن نور اوث آئیں گے۔ مد۔ امر کا صیغہ ہے، اوث آ۔



اجتماع اجزاء خیر عزیر علیہ السلام بعد بوسیدش بذن اللہ تعالیٰ  
 اللہ تعالیٰ کے حکم سے بوسیدہ ہو جانے کے بعد خیر علیہ السلام کے گدھے کے کوزہ  
 و درہماں دم مرکب شدن پیش چشم عزیر علیہ السلام  
 کا جمع ہو جانا اور فرشتہ خیر علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے مجھڑ جانا

ہیں غزیرا در نگر اندر خربت  
 ہاں اسے غزیرا اپنے گدھے کو دیکھ  
 پیش تو گرد آورم اجزائش را  
 میں تیرے سامنے اس کے اجزاء کو جمع کروں گا  
 دست نے و جزو بر ہم می نہد  
 ہاتھ نہیں ہے اور اجزاء کو جمع کر دیتا ہے  
 در نگر در صنعت پارہ زنی  
 یہ ہوند لگانے والے کی کاغذی کو دیکھ  
 ریمان و سونے نے وقت خرز  
 پیسے وقت، نہ دھا کا ہے نہ سونے  
 چشم بکشا حشر را پیدا بہیں  
 آنکھ کھول حشر کو کھلے طور پر دیکھ لے  
 تابہ بنی جامعہ راتم ام  
 تاکہ تو میرے جمع کرنے کو یاد دیکھ لے  
 ہچمناں کہ وقت خشن امینی  
 جس طرح تو سونے کے وقت بے ملن ہے  
 بر خواس خود نہ لزی و خواب  
 سونے وقت تو اس کے غم پہنے نہیں کرتا

جوع ناگردن شیخ بزرگوار بر مرگ فرزندان خویش  
 ایک شیخ بزرگوار کا اپنی اولاد کے مرنے پر گھبراہٹ کا انکسار نہ کرنا

بود شیخ رہنمائے پیش ازیں  
 اب سے پہلے ایک راہنما، شیخ تھے  
 آسمانی شمع بر روضے زیں  
 جو روضے زمین پر آسمانی شمع تھے

اس اجتماع قیامت میں  
 انسان کے جسم کے ہر اعضاء  
 اس طرح جمع ہو جائیں گے جیسے کہ  
 حضرت عزیر کے گدھے کے کوزہ  
 جمع ہو گئے تھے عزیر ایک  
 پیغمبر تھے جن کا ذکر سورہ بقرہ  
 کی آیتوں اور کمال اللہ علی محمد علی  
 قرینہ انہیں ہے یہ ایک  
 ویران جہتی ہے گدھے تو  
 انھوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض  
 کیا تو انکو کیسے آباد کرے گا تو  
 اللہ تعالیٰ نے ان پر اور ان  
 کے گدھے پر نعمت موت ملانی  
 کر دی تو برس تک وہ مردہ  
 حالت میں رہے اور پھر انکو زندہ  
 کر دیا اس عرصہ میں گدھا ہل  
 سڑا ہوا تھا حضرت حق نے  
 اس کے اجزاء کو جمع کر دیا اور وہ  
 پھر زندہ ہو گیا تو فرمایا اس طرح  
 میں اس جہتی کو آباد کروں گا  
 اس وقت یعنی تو اپنے گدھے  
 کو دیکھو کل شرجہ کا پھر میں وہ  
 زندہ کر دیا۔ دست نے۔  
 حضرت حق کا انسان کا سرا  
 ہوا نہیں ہے بلکہ ان پر وہ  
 لگا ہوا الہی خدا تعالیٰ کے فضل  
 سینا قدر بچوں بخش قیامت  
 کے میدان میں جمع ہونا تو ہم  
 دین قیامت کا دن۔  
 اس جامعہ میں قیامت  
 میں اجزاء کو اس طرح جمع کروں گا۔  
 اس تمام نگر میں پڑنا۔ ہچمناں کہ  
 انسان جب موتا ہے تو اس کے  
 ہوش و حواس جاتے رہتے ہیں  
 لیکن انسان سونے سے نہیں  
 ڈرتا ہے کیونکہ اسکو یقین ہے  
 کہ بیدار ہوئے ہی وہ واپس  
 آجائیں گے اس طرح اگر قیامت کی

نہاں ایک حکایت نقل کی ہے کہ



چوں پیسہ در میان آمتاں  
آمتوں میں پیسہ کی طرح  
گفت پیغمبر کہ شیخ رفت پیش  
آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ پیش رو شیخ  
یک صبح گفتش اہل بیت او  
آن سے اُن کی گھر والی نے ایک صبح کو کہا  
ما زہر و مرگ نہ سر زندان تو  
آپ کی اولاد کی موت اور جہان کی وجہ سے تم  
تو نمی گرنی نمی زاری چرا  
آپ کیوں گریہ و زاری نہیں کرتے؟  
چوں ترا رنجہ نہ باشد در درو  
جب آپ کے اندر رنجہ نہیں  
ما با امید تو ایم اے پیشوا  
اے پیشوا! ہمیں آپ سے آس ہے  
چوں یار ایند روز حشر تخت  
جب حشر کے دن تخت آراستہ کرینگے  
در چناں روز و شب بے زینہا  
ایسے بے پناہ، روز و شب میں  
دست ما و دامن نست آں زما  
اُس وقت ہمارا ہاتھ اور آپ کا دامن ہوگا  
گفت پیغمبر کہ روز رستخیز  
پیسہ پیسہ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن  
من شفیع عاصیاں باشم بجاں  
میں (دل و جان سے) گنہگاروں کی سفارش ہوگا  
عاصیاں و اہل کبار را بچہد  
گنہگاروں اور کبار (دگاہ) والوں کو بخشے

در کشائے روضہ دار الجنان  
جنت کے باغ کا در کھولنے والے  
چوں نبی باشد میان قوم خوش  
اپنی قوم میں نبی کی طرح ہوتا ہے  
سخت دل چونی بکوائے نیک  
اے نیک عادت! بتائیے آپ سخت دل کیوں ہیں؟  
نوحہ می آریم بالشت دو تو  
باوجود دھری نگر ہوجانے کے روتی ہیں  
یا کہ رحمت نیست دل آگیا  
لے نہ گدگد کیلچکے، دل میں شفقت (کاماتہ) نہیں ہے  
پسچ امید ستاں از تو کنوں  
تو اب ہمیں آپ سے کیا امید ہے؟  
کہ نہ بگزاری تو مارا در فنا  
کہ آپ ہمیں ہلاکت میں نہ چھڑیں گے  
خود شفیع مالتونی آں در سخت  
تو اسی سخت دن آپ ہمارے سفارش کرنا ہے  
ما با کرام تو ایم امید دار  
ہم آپ کے کرم کے امیدوار ہیں  
کہ نہ اندیشہ مجرم را اماں  
جبکہ کسی مجرم کے لئے امان نہ رہے گی  
کے گزارم مجرمان اشک بزر  
میں مجرموں کو روتا کب چھوڑوں گا؟  
تا رہا ہم شاں ز اشک بخرام  
تا کہ اُن کو بجاری شکر سے چھڑا دوں  
وار ہا ہم از عتاب نقض عہد  
عہد کے توڑنے کے غصہ سے نجات دلاؤں گا

۱۔ چوں پیسہ۔ ادب و ارادہ  
بھی نبوت کے کمال و اتباع  
کی وجہ سے اہل بیت میں  
نبیوں کی طرح ہوتے ہیں  
جو لوگوں کی سفارش کا سبب  
ہوتے ہیں۔ دار الجنان -  
جنت و صبح۔ صبح۔ اہل  
بیت۔ گھر والے، بیوی۔  
۲۔ چوں ترا رنجہ نہ ہو  
رحم کا مادہ ہی نہیں ہے تو  
اب ہم آپ سے کیا توقع  
رکھیں۔ یار ایند۔ فرشتے  
حشر میں عرش آراستہ کرینگے  
۳۔ در چناں۔ بے زینہا۔ بے امان۔  
رستخیز۔ قیامت۔ نقض عہد  
ازل میں عہدیت کا عہد کیا  
نفاک جانوں کا ارتکاب اس  
عہد کو توڑنا ہے۔



صالحان اتم خود فارغ اند  
میری امت کے نیک خود فارغ ہیں  
بلکہ ایشاں را شفاعتھا بود  
بلکہ (خود) اُن کی سفارشیں ہو گئی  
ہیچ وزیر وزیر غیرے بر نہشت  
کسی بوجہ اٹھانے والے نے غیر کا بوجہ نہیں اٹھایا  
آنکہ بے وزیر است شیخ ستیچوں  
ایسے جہاں بوجہ بوجہ کے ہے وہ شیخ ہے  
شیخ کہ بود پیر یعنی موسید  
شیخ کون ہوتا ہے بڑھاپہ یعنی سفید بالوں والا  
ہست آں موعے سیدستی او  
وہ کالا بال جس کی ہستی ہے  
چونکہ پیش نماں پیر اوست  
جب اُس کی ہستی نہ رہی وہ بڑھاپہ  
ہست آں موعے سید و صفیر  
کالا بال، بشری صفات میں  
علیٰ اندر مہد بردار دلفیر  
حضرت امینی گہوارے میں طمان کرتے ہیں  
چوں یکے موی سیکان و صفیر  
جبکہ ایک کالا بال جو ہماری صفت ہے  
چوں بود مویں سپید اربا خود  
جب اُس کے سفید بال ہوں اگر اُمیں خودی ہے

از شفاعتھائے من روز گزند  
مصیبت کے دن سپیری سفارشوں سے  
گفت شاں چوں حکم نافذ میر  
اُن کی بات چار محکمہ کی طرح چلے گی  
من نیم و از زخدا یم بر فراشت  
میں بوجہ اٹھانے والا نہیں ہوں، پہلے مجھے بلند  
در قبول حق چواند کف کماں  
(وہ) اللہ کا مقبول ہونے میں ایسا ہے جیسا کہ ہاتھ  
معنی ایں موبدال آنا امید  
میں کمان  
لے نا امید! اس بال کے معنی سمجھ لے  
تازہ پیش نماں تار مویں  
تاکہ اُس کی ہستی کا ایک بال کا تار نہ رہے  
گریہ موباشد و یا خود دہوت  
خواہ وہ سیاہ بالوں والا ہو یا کھنڈی بالوں والا  
نیست آں موی ریش موی سر  
وہ وارسی کا بال اور ریش کا بال نہیں ہے  
کہ جواں ناکش تہ ماخیم و پیر  
کہ ہم جہاں ہوتے بغیر شیخ اور پیر ہیں  
نیست برو شیخ و مقبول خدا  
اُمیں نہیں ہے (وہ) شیخ اور خدا کا مقبول ہے  
اونہ پیرست نہ خاص ایند  
وہ نہ پیر ہے اور نہ اللہ اٹھانے کا مقبول ہے

لے فارغ اند یعنی نیک  
لوگوں کو جس کی ضرورت نہ  
ہوگی کہ انھیں غریب پہنچانے  
کیلئے شفاعت کی جائے۔  
ان شفاعت سے اُن کے  
مراتب بڑھیں گے۔ گفت  
شاں یعنی جناب باری ہیں  
اُن کی عرض ضرور مقبول ہو  
گی۔ و از زخدا یم۔ و از زخدا  
بوجہ گناہ میں مجسم و از زخدا  
جو زخدا میں انبیاء کو  
رحمۃ اللطیف کا تھا اور اُن  
کی شفاعت کا ذکر تھا، ایں  
پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ شفاعت  
میں تو دوسرے کی ضروری  
اپنے اوپر ایسا ہے اور یہ کہ  
و از زخدا یم و از زخدا یم  
کے معنی ہے کہ کون میں نہ کہ  
ہے کہ کوئی بوجہ اٹھانے والا ہے  
کا بوجہ نہیں اٹھانے والا ہے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہانی  
اس شبہ کا جواب دیتے ہیں کہ  
آیت کا مفہوم تو یہ ہے کہ کوئی  
بوجہ دوسرے کا بوجہ نہیں  
اٹھاتا میں تو بوجہ نہیں  
ہوں خود ہی میرا بوجہ اٹھاتا ہوں  
لہذا میں دوسروں کا بوجہ اٹھا  
لوں گا، وہ اصل آیت کا یہ  
مفہوم نہیں ہے جو لٹاٹانے  
بیان کیا یہ محض ایک ممکنہ جو  
ورد آیت کا مفہوم یہ ہے کہ  
شق زید کے گناہ کا ہوا نہ مرد  
کو اسکی سزا ملے یہ نہیں ہوگا۔  
لے اندکست جس طرح کمان  
ہاتھ کے تابع ہوتی ہے اسی طرح  
شیخ اللہ کی مرضی کے تابع ہے۔  
ہستی او یعنی شیخ اللہ کہتے ہیں

جو بڑھا ہو یعنی اُس کے بال سفید ہو گئے ہوں کالے نہ ہوں مولانا فرماتے ہیں کہ کالے بال سے  
سے مراد اُس کا وجود اور ہستی ہے یعنی وہ اپنی ہستی کو فنا کر چکا ہو۔ دو مویں جس کے بال کالے اور سفید  
ہو گئے ہوں۔ صفیر بشریت کے اوصاف یعنی حضرت مومن مجسم میں شیخ و پیر تھے چوں کہ  
اگر انسان میں خودی ہے تو خواہ بال سفید ہوں دو شیخ اور پیر نہیں ہوتے بزرگی بہ عقلیت نہ سال نہ



گر رہید از بعض اوصاف بشر

اگر وہ بعض بشری اوصاف سے بچا ہے  
وَرَسْمِ موی ز وصفش باقیست

اگر اسکا بال برابر وصف بقدر ہے

ماہمہ امیداران تویم

ہم سب آپ کے امیدوار ہیں

لیک یا اس جملہ حوالے شفقتی

تین میں سب کے بار جو آپ شفقت کیوں ہیں

یا مگر خود دل نمی سوزد ترا

یا شاید آپ کا دل ہمیں جلتا ہے

شیخ بنود کھل باشد اے سپر

اے صاحبزادے وہ شیخ نہ ہوگا اوپر ہوگا  
نیست از عرش و سما آفاقیست

وہ آسانی اور غمی نہیں ہے دنیا اور تو ہے

ریزہ چین رحم و احسان تویم

آپ کے رحم اور احسان کے ریزہ چین ہیں

بہر فرزند اں چرا ہے رفتی

اولاد کے واسطے یہاں بے رقت کیوں ہیں

باز گواے شیخ باما جارا

اے شیخ! ہمیں نقشہ بتائیے

عذر گفتن شیخ بہر ناگریستن بر مرگ و نذرندان

اولاد کی موت پر نہ دے گئے شیخ سے عذر نہ بیان کرنا

کندارم رحم و مہر دل شفیق

کہ مجھ میں رحم اور محبت اور شفقت کی نوا اولاد کی ہے

گرچہ جان جملہ کافر نعمت

اگرچہ سب کی جان (اللہ کی) نعمت کی کانچ ہے

کہ چرا از سنگہا شاں مالش

کہ چھروں سے کیوں اٹھا کی پٹائی ہوتی ہے؟

کہ ازیں خود اربالش اے خدا

کہ اے خدا اس مادت سے اُسے نہ تھا

کہ نہا شد از خلاق سنگا

کہ لوگوں سے سنگار نہ بنیں

تا کند شاں رحمتہ للعالمین

تاکر اُن کو جہان والوں کے لئے رحمت بنائے

حق را خواند کہ وافر کن خلاص

اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ نجات کو دے

شیخ گفت اور امیدار اے رفیق

شیخ نے اُس سے کہا اے ساتھی! یہ نہ سمجھ

برہم کفار ما را رحمت مست

تمام کافروں پر ہمیں رحم آتا ہے

برہم گناہم رحمت بخشایش مست

سیرا کتوں پر ابھی رحم اور بخشش ہے

آں سکے کہ می گزد گویم دعا

وہ کتاب جو لکھا ہے اُس کے لئے دعا کرتا ہوں

ایں سگال اہم در اں نذرند

اِن کتوں کو بھی ایسا خیال عطا فرما

ز ان فرستاد انبیار بر زمین

اسی لئے (اللہ تعالیٰ نے) زمین پر انبیاء بھیجے

خلق را خواند سوی در کاہ خدا

وہ لوگوں کو خاص دربار کی طرف بلاتے ہیں

لے رقت یعنی دل کی نرمی۔

رفیق یعنی گرواں جس نے

سوال کیا تھا۔ برہم یعنی نہیں

تو کافروں پر بھی رحم آتا ہے۔

اگرچہ وہ اللہ کی نعمتوں کے

سائل ہیں۔ برہم گناہ۔ لوگ

کتوں کو کہتے ہیں تو ہمیں

کتوں پر بھی رحم آتا ہے۔

اللہ آں سکے۔ چونکہ کتا کا

ہے اس لئے وہ ڈھیلا کھاتا

ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ دعا

اُس کی یہ بر عادت پھر اُس کے

اور اُس میں ایسا خیال پیدا

کرے جس کے نتیجہ میں وہ

سنگار نہ ہو۔

سے زان۔ انبیاء سب کے

لئے رحمت ہوتے ہیں مخلوق

کو اللہ کی طرف اُن کے نامہ

کے لئے جلاتے ہیں دوسری

طرف اللہ سے اُن کے لئے

توفیق کی دعا کرتے ہیں۔



جہد نہاید از بس سوہر سپند  
اس جانب قیمت کئے کوشش کرتا ہے  
رحمت جزوی بود مر عام را  
عام (انسانوں) میں جزوی رحمت ہوتی ہے  
رحمت جزو ش قریں کشتہ کل  
اس کی جزوی رحمت کل سے وابستہ ہوگئی ہو  
رحمت جزوی بکل پیوستہ شو  
تو جزوی رحمت ہے کل کے ساتھ جڑا جا  
تا کہ جزو دست او نہ اند راہ بحر

جب تک جزوی (رحمت) ہے وہ سمندر کا راستہ نہیں  
چوں نہ اند راہ یکم کے رہ برد  
جب وہ سمندر کا راستہ نہیں باقی رہے راستہ کیلئے  
متصل گردد بہ بحر انگاہ او  
وہ سمندر سے اس وقت وابستہ ہوگا  
وہ کند دعوت بتقلیدے بود  
اگر وہ دعویٰ کرے تو بعض تقلیدی ہوگا  
گفت پس چوں رحم داری برکوبہ  
اُس نے کہا، جبکہ تمہیں بہت رحم آتا ہے  
چوں نداری لوحہ بر فرزند خویش  
آپ اپنی اولاد پر کیوں نہیں روتے ہیں؟

چوں گوآہ رحم اشک دیدہ است  
جبکہ رحم کے عواہہ آنکھوں کے آنسو ہیں  
شیخ وانا ز بس عتابش گرم شد  
مفتقد شیخ آخر کے اس غصہ سے گرم ہو گئے  
روزن کرد و بگفتش اے غفور  
بڑھیا کی طرف رخ کیا اور اس سے کہا ہے بڑھیا

چوں نشد گوید خدا یا در مبتد  
جب (شیخ) نہیں ہوتی تو کہتا ہے اے خدا اور وہ  
رحمت کلی بود ہمت نام را  
غمواریں کلی رحمت ہوتی ہے  
رحمت دریاست ہادی بکل  
دریا کی رحمت راستوں کی ہدایت کرنیوالی ہے  
رحمت کل را تو ہادی بین رو  
کلی رحمت کو تو ہادی سمجھو اور جہل بڑ  
ہر غدیرے را کند اشتباہ بحر  
ہر تالاب کو سمندر کے مشابہ بنادیتی ہو

سوی دریا خلق را چوں آورد  
دریا کی جانب لوگوں کو کیسے لائے؟  
رہ برد تا بحر پیموں سیل و جو  
(جبکہ) بہاؤ اور نہری طرح سمندر کے تلے کے  
نزعیان و وحی و تائیدی بود  
مشاہدہ اور وحی اور تائید خداوندی ہے جو  
پیمو چو یانی بگرد ایں رمہ  
تمہیں گرد کے چاروں طرف گرد کی طرح ہو  
چونکہ فضا داخل شاں و دبیش  
جبکہ موت کے نقاد نے اُن کے نشتر ارا ہے

دیدہ تو بے رحم و کر یہ حراست  
آپ کی آنکھیں بغیر اسرار کریمہ کے کیوں ہیں  
در سخن یک بار رہے آذر م شد  
بات کرنے میں یک بار رہے آذر ہو گئے  
خود نباشد فصل دے پیموں موز  
موسم خزاں موسم بہار کی طرح نہیں ہوتا ہے

اے درمید یعنی اے خدا  
توفیق کا دروازہ بند نہ کر  
رحمت جزوی۔ ہر انسان کے  
دل میں تجویزی رحمت  
مردود ہوتی ہے تمام فکر مند  
یعنی کسب جوأت کا دوسرے  
ہوتا ہے اس میں کلی رحمت  
ہوتی ہے۔ قرآن کفرہ وقت  
کلی دراصل اللہ تعالیٰ کی ہے  
لیکن شیخ نے چونکہ اپنے آپ  
کو باطلہ اللہ تعالیٰ سے وابستہ  
کر دیا ہے لہذا اس کی رحمت  
بھی رحمت کلی ہے۔ بلکہ  
پیوستہ شریعت کی شریعت سے  
اپنے آپ کو وابستہ کر لے۔

اے باور رحمت۔ جب  
انسان میں جزوی رحمت ہے  
وہ رحمت کلی کو نہیں پہچانتا  
ہر کس دانکس کو رحمت کلی سمجھ  
بیٹھتا ہے۔ فقیر تالاب۔  
سوئے دیا یعنی رحمت کلی  
وہ کہ اگر ناقص شیخ کو کریم  
بھی تو وہ بعض تقلید ہوگئی ہیں  
کا مشاہدہ نہ ہوگا۔ وحی مولا تا  
وحی و لکھ ایام مراد لیتے ہیں۔  
گفت شیخ کی بیوی نے کہا  
نقدان رنگ کھونے والا جہل۔

موت نہیں نشو۔  
اے گو گو رحم آنکھ کے غمروں  
سے دل کی رحمت کا پتہ چلتا  
ہے۔ قتابش۔ بیوی کے  
اعتزازات۔ جیسے آندم بے  
حق خود باخدا یعنی سب  
انسان یکساں نہیں ہیں۔



لے جملہ دل کی آنکھیں

مردوں اور زندوں سب کو  
دیکھتی ہیں۔ مٹی جیہ میں  
مردوں کو بھی مجسمہ اپنی نگاہوں  
سے دیکھتا ہوں تو پھر نوم  
کیسے کروں۔ گرتیہ۔ رونے  
کی وجہ ہر ذوق ہے جبکہ  
سیری اولاد میرے گرد گھمیں  
کو درہی ہے تو پھر رونے  
کی کیا وجہ ہے۔

لے خلقی مام لوگوں کو مرد  
خواب میں نظر آتے ہیں بے  
بیداری میں ہی نظر آتے ہیں۔  
زین جہاں بینند کی حالت  
میں ظاہری حواس بیکار ہوجاتے  
ہیں تو مزے نظر آنے لگتے  
ہیں میں بیداری میں اپنے  
ظاہری حواس کو مستقل کرتا  
ہوں تو وہ نظر آجاتے ہیں۔

جس جس حواس عقل کے پابند  
ہیں اور عقل روح کے تابع  
ہے عقل مقید ہوتی ہے،  
جب روح انکے مولع نکلی  
کرتی ہے تو پھر اس میں بلا  
پیدا ہوجاتی ہے و روح پر  
جب تک ذہنی خیالات کا  
غلبہ رہتا ہے وہ اور اکات سے  
محروم رہتی ہے جب ذہنی  
خیالات کے جس زخاشاک  
سے صاف ہوجاتی ہے تو اس  
کو باطنی اور اکات حاصل ہوجے  
گتے ہیں۔

لے آتہ یعنی روحانی اور آقا  
جانب بے ملکہ چکر اگر زندہ کی  
توفیق شامل حال نہ ہو تو نفسانی  
خواہشات اور اکات سے ملنے  
رہتی ہیں۔ آن ہوا انسان تبا  
ہوتا ہے خواہشات شکرانی ہیں

مجلہ گرم و ندرت ایشاں و ریحہ اند

و سب (اولاد) خواہ مرده، ہوں یا زندہ  
من چو نیم شاں معین پیش خویش  
میں جب ان کو اپنے سامنے مجسم دیکھتا ہوں  
گرچہ سیر دل انداز دوریاں  
اگرچہ وہ زمانے کے چکر سے باہر نکل گئے ہیں

گریہ از ہجر ال بودیا از فراق  
روانا تو چھوٹ جانے اور جدائی کی وجہ سے ہوتا  
خلق اندر خواب می بیند شاں  
لوگ ان کو خواب میں دیکھتے رہیں

زس جہاں خود را می نہاں  
میں تبسم اپنے آپ کو اس دنیا سے فانی کرتا ہوں  
جس اسیر عقل باشد اے فلاں  
اے فلاں! حواس عقل کے پابند ہیں

دست بستہ عقل اچان باز کرد  
روح نے جکڑی ہوئی عقل کو آزاد کر دیا  
جستہا و اندیشہ بر آب صفا  
حواس اور افکار نے صاف پانی پر

دست عقل آں حس بیکس می زد  
عقل کا ہاتھ اس کوڑے کو ایک طرف ہٹا دیا  
خس بس انبہ لود بر جوچوں خبا  
نہر پر مہلبوں کی طرح کوڑا بہت سا تھا  
چونکہ دست عقل نکشاید خدا  
جب تک اشد (تعالیٰ) عقل کے ہاتھ نہ کھولے  
آب را ہر دم کند پوشیدہ او  
وہ ہر وقت پانی کو چھپائے رکھتا ہے

غائب پنہاں ز چشم دل کے اند

دل کی آنکھ سے وہ غائب اور پوشیدہ کب ہیں؟  
از چہ رو رو را کنم ہموں ریش  
تو کس وجہ سے تجری طرح چہرے کو زخمی کروں؟

با من اند و کرد من بازی کن  
وہ کھیلنے ہوئے میرے پاس اور کیک مارو نظر کیا  
با عزیزانم وصال مست عنان  
میرا تو عزیزوں سے وصال اور سناقت ہے

من بہ بیداری ہی بنم غیاں  
میں ان کو بیداری میں ہی غیبی طرح دیکھتا ہوں  
برگ حس را از دخت شاں کنم  
حواس کے پتوں کو دخت سے جدا کرتا ہوں

عقل اسیر روح باشد ہم بدن  
سمجھ لے! عقل روح کی پابند ہے  
کار ہائے لبہ را ہم ساز کرد  
اچھے ہوئے کاموں کو سمجھا دیا

ہم جو حس بگرفتہ وی آب  
تیکوں کی طرح پانی کی سلج کو گھیر لیا ہے  
آب پیدا می شود پیش خرد  
عقل کے سامنے پانی کھل جاتا ہے  
خس چچیک سورت پیدا کشت  
کوڑا جب ہٹا پانی سے متصل میا  
خس فزاید از ہوا براب ما  
ہمارے پانی بڑھوا (دہوں) کی وجہ سے کوڑا بڑھ گیا  
آں ہوا خندان گریاں عقل نو  
وہ ہوا (دہوں) مسکراتی ہے اور تیری عقل



چونکہ تقویٰ بست دوست ہوا

جب ہمیر نگاری نے ہوا (دہریس) کے گروں ہاتھ باندھ

پس حواس چیرہ محکوم تو شد

غالب حواس تیرے محکوم بن جاتے ہیں

حسن را بے خواب خواب کند

وہ (مقل) حواس کو بغیر نیند کے سلا دیتی ہے

ہم بہ بیداری بہ بند خوابہا

وہ بیدار ہی میں بھی خواب دیکھ لیتا ہے

حق کشاید ہر دو دست عقل را

اللہ اقلانے عقل کے دو ہاتھ کھول دیتا ہے

چوں خرد سالار و مخدوم تو شد

جب عقل تیری سردار اور مخدوم بن جاتی ہے

تا کہ غیبتہا ز جاں سر برزند

یہاں تک کہ ان کی آہیں بلج میں گھر جھاکتی ہیں

ہم ز گروں بر کشاید بابہا

آسمان کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں

مصحف در خانہ پیرے ضریر

ایک نابینا پیر کے گھر میں قرآن دیکھا

ہر روز از جمع با ہم چند روز

دونوں بزرگ چند روز کے لئے اکٹھے ہو گئے

چونکہ نابینا ست اس نے رویش را

نہو کہ یہ درویش تو بالکل نابینا ہے

کہ خیر اور انیت اینجا باش بود

کہ اس جگہ تو اور کسی کار میں آہن نہیں ہے

من نیم گستاخ یا امیختہ

میں شوق یا گستاخ یا آمیختہ نہیں ہوں

تا بصبرے بر مرادے برزم

تا کہ صبر کے ذریعہ مقصد حاصل کر لوں

کشف شد کا الصدا مفتاح الفرج

(معاملہ) کھل گیا کیونکہ صبر کا کشادگی کی بجائی

دید در بغداد یک شیخ فقیر

ایک فقیر شیخ نے بغداد میں

گشت ضیفش در تموز پر ز سوز

جھلسی گرمی کے زمانے میں اس کا مہمان بن گیا

گفت اینجا ہے عجب مصحف حرا

اس نے (دل میں) کہا تعجب یہاں قرآن کیوں ہے

اندریں اندیشہ تشویش فرود

اس خیال سے اس کی تشویش بڑھ گئی

اوست تنہا مصحفے اوختہ

وہ تنہا ہے قرآن آویزاں ہے

تا پیرسم نے خمش صبرے خم

کہ دریافت کر لیا خاموشی وہ گروں پر

صبر کرو و بود چندے در حرج

اس نے صبر کر لیا اور کچھ دن پریشان رہا

لے پس جب انسان عقل

کے تابع ہوتا ہے تو حواس

ظاہری اس کے محکوم بن جاتے ہیں۔

حق انسان کو نیند کی حالت

میں خواب ہی لئے نظر آتے

ہیں حواس ظاہری عقل

پر جلتے ہیں اور انسان ثابت

از نظر چیزوں کو دیکھنے لگتا

ہے پھر جب عقل کا غلبہ ہو

جاتا ہے تو وہ بیداری میں

بھی حواس کو عقل کر دیتی ہے

اور وہ چیزیں جس میں بیداری

میں نظر آتے تھے اب بھی ہو کر

خواب میں دیکھ سکتا تھا۔

لے فقیر اس فقیر کا غلام

یہ ہے کہ حواس ظاہری کے د

ہوتے ہوئے بھی حواس ظاہری

کے کمزوریت حاصل ہو جاتے

ہیں پھر تیر نابینا محض گوی

کا کہین ہے مصحف قرآن

پاک راست صبر یا کھل نہ

نابینا کی تاکید ہے۔

لے اندیشہ یعنی یہ خیال کہ

نابینا کے گھر میں قرآن کیوں ہے

آہستہ یعنی میں مقصد حاصل

نہیں ہوں کہ بے حوصلی سے

سوال کر سکوں۔ حرج یعنی

فرج کشادگی۔



صبر گنج ست اے برادر صبر کن

اے بھائی! صبر خیزاد ہے، صبر کر

صبر تلخ ست ویراوشکر ست

صبر کڑوا ہے، اس کا پھل شکر ہے

تاشفایابی تو زیں رنج کہن

تاکہ تو اس پھولے غم سے شفا حاصل کرے

صبر سونے کشف ہر راز صبر ست

صبر ہر راز کے کھلنے کا راہ صبر ہے

صبر کردن لقمان علیہ السلام چون دید کہ داود علیہ السلام حلقہا از

لقمان علیہ السلام کا سوال سے صبر کرنا جبکہ انھوں نے دیکھا کہ حضرت داؤد لوہے کے

اہن سے تاشفایابی نہایت کہ صبر از سوال جب فرج راحت

حلقے بنا رہے ہیں، اس نہایت سے کہ سوال کرنے سے صبر کرنا خوشی اور راحت کا سہل

رفت لقمان سوی داود نبی

(حضرت لقمان) داؤد نبی کے یہاں گئے

جملہ را بایک دگر در می فلند

سب (حلقوں) کو ایک دوسرے میں الٹے تھے

صنعت زرا د او کم ویدہ بود

اُن (لقمان) نے زرہ بننے والے کی کاریگری دیکھی تھی

کاس چہ شاید بود واپر سم زد

کہ یہ کیا بنے گا، اُن سے پوچھوں

باز با خود گفت صبر اولی تر ست

پھر اپنے آپ سے کہا کہ صبر زیادہ مناسب

چوں نہ پرسی زود تر کشف شود

اگر تو نہ پوچھے گا جلد کشف ظاہر ہو جائیگا

و ز بہر پرسی دیر تر حاصل شود

اگر تو پوچھے گا، دیر میں حاصل ہوگا

چونکہ لقمان تن بزدیم رزاں

چونکہ لقمان اس وقت خاموش ہو گئے

پس زرہ سازید در پوشید او

تب انھوں نے زرہ بنائی اور اسکو پہنا

حلقہ می کرد او ز پولاد ابی

وہ سخت فولاد کے حلقے بنا رہے تھے

ز آہن و پولاد اک شاہ بلند

لوہے اور فولاد سے، وہ شاہِ عالم

در تحیر ماند و سواکش فزود

وہ حیران رہ گئے اور دوسرے بڑھ گئے

کہ چہ می سازد ز حلقہ تو بتو

کہ وہ تسلسل حلقوں سے کیا بنا رہے ہیں؟

صبر با مقصود زود تر صبر ست

صبر، مقصد کا تیز را حلقہ ہے

مرغ صبر از جملہ ترزاں تر رود

صبر کا پرند، تمام پرندوں سے تیز تر ہے

سہل از بے صبریت مشکل شود

تیری بے صبری سے آسان بھی مشکل ہو جائیگا

شد تمام از صنعت داوداں

وہ (تمام حضرت) داؤد کی کاریگری سے کٹ ہو گیا

پیش لقمان حکیم صبر خو

صبر و دانای لقمان کے سامنے

اے صبر تلخ ست صبر تلخ

ست لیکن بر خیریں دارد

صبر کردن اس وقت کا فائدہ

یہ ہے کہ حضرت لقمان نے

صبر کیا تو جو دل میں سوال

پیدا ہوا تھا وہ خود بخود حل

ہو گیا۔

لقمان نے اسکا کرنے والا نبی

وہ سخت فولاد تھا۔ آدمی

نگینہ یعنی حضرت داؤد اُن

حلقوں کو ایک دوسرے

میں ڈال رہے تھے۔ زرہ۔

زرہ بنانے والا تیس چہ۔

یعنی یہ کیا بنا یا جا رہا ہے۔

زود تر۔ زود تر۔

سے زود تر۔ پرسی بے صبری

سے کام بگڑ جاتا ہے۔ تن

بزد۔ خاموش رہا۔ صنعت

کاریگری۔



گفت ایس نیکو لباس سے فتنی  
فرایا اے جہان! یہ اچھا لباس ہے  
گفت لنگھان صبر نیکو ہمہ دیت  
لنگھان نے فرایا کہ صبر اچھا ساتھی ہے  
صبر را با حق قریں کرد آفتاب  
لے فلان! صبر کو حق کا ساتھی بنایا ہے  
صد ہزاراں کیمیا حق آفرید  
اللہ (تعالیٰ) نے لاکھوں کیمیا میں پیدا کی ہیں

در مصافحہ خصم دفع زخم را  
لڑائی کے میدان میں زخم کی بودک کیلئے  
کو پہناہ و دافع ہر جا عیست  
کیونکہ وہ ہر مقام پر غم کی بناء اور دافع ہے  
آخر و العطر را اگر مخواں  
ہو بخش سے زعفران کا آئینہ ٹھہرے  
کیمیا کے ہمو صبر آدم نزدیک  
صبر جیسی کیمیا آدم نے نہیں دیکھی ہے

### بقیہ قصہ نابینا و مصحف خواندن آن بنظر

نابینا اور اس کے دیکھ کر قرآن پڑھنے کے قصہ کا بقیہ

مرد وہاں صبر کر دو ناگہاں  
مہمان شخص نے صبر کیا اور اچانک  
نیم شب آواز قرآن راشنید  
آدمی رات کو ترکان کی آواز سنی  
کر مصحف کو رمی خواند دست  
کہ نابینا قرآن کو دیکھ کر مسیح پڑھ رہے ہیں  
گفت چوں کوری عجب حسیتم نو  
کہا جبکہ آپ نابینا ہیں، البتہ اگر گوارا ہو تو  
انچہ می خوانی براں افتادہ  
جو کچھ آپ پڑھتے ہیں، اسی پر ہوتے ہیں  
اصبعت در سیر بیداری کند  
رفتار میں آپ کی انگلی تھکا ہر کرتی ہے  
گفت اے گشتہ ز جہل تن جدا  
انھوں نے کہا اے وہ کہ جو جسمانی جہالت سے جدا ہو گیا ہو  
من ز حق درخواست کئے مستعا  
میں نے اللہ (تعالیٰ) سے درخواست کی کہ اے

کشف گشتش حال شکل در ماں  
اس پر شکل کا حال، کھولا کھل گیا  
جست از خواب آں عجائب بد  
یہ نیند سے اٹھا اور عجائب دیکھے  
گشت کے صبر از و آں حال جست  
بے صبر ہو گیا اور ان سے اس حال کی خبر کی  
چوں ہی خوانی وی بینی سطور  
آپ کیسے پڑھتے ہیں اور سطوریں دیکھتے ہیں؟  
دست را بر حرف آں بنہادہ  
ہاتھ کو اس کے حروف پر رکھتے ہیں  
کہ نظر بر حرف داری مستند  
کہ آپ مسیح طور پر حرف پر نظر رکھتے ہیں  
ایں عجب داری تواز صنع خدا  
تو اللہ (تعالیٰ) کی کارگری پر تعجب کرتا ہے  
بر قرات من حریصم ہمو جہاں  
مجھے قرآن پڑھنے سے جان کی برابر محبت ہے

لے زعفران اس سورہ کے  
آخر میں ذکر اوصاف بالحق  
و ذکر اوصاف الصبر آیا ہے  
انھوں نے اپنی حق کی صبر  
کی اور صبر کی وصیت کی کہ  
اس سے معلوم ہوا کہ صبر کی  
نگہداشت ایسی ہی ضروری  
ہے جیسی کہ حق کی نگہداشت  
ضروری ہے کیمیا کیا جانے  
کی حقیقت کو بدل دیتی ہے  
اسی طرح صبر مصائب کو  
راحتوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔  
۱۵۰ کہ مصحف نابینا  
دیکھ کر قرآن پڑھ رہے تھے  
اور حمایت پڑھتے تھے غور  
میں آگے رکھتے ہوئے پڑھتے  
تھے۔ بہت دیر نظر  
خواں غور پڑھنے میں ایتر ہو  
آگے رکھتے چلے جاتے ہیں۔  
۱۵۱ ز جہل تن جدا یعنی مادی  
جسم کی جہالتیں جمع سے دور  
ہو چکی ہیں پھر خدا کی اس اللہ  
سے تجھے کیا پریشانی ہے۔  
مستعان۔ وہ جس سے مدد  
چاہی جائے۔



لے مردگار باطن انسان۔  
حسن کلن۔ حدیث قدسی ہے  
اَنَّا عِندَ حَلِيقِ عَزِيزِیْ  
یعنی میں وہی کرتا ہوں جو  
میرا بندہ میرے پاس میں چاہتا  
ہے اگر اللہ کے ساتھ اچھا لگاؤ  
ہوگا تو خیر حاصل ہوگی ہر لگاؤ  
ہوگا تو شر حاصل ہوگا۔

لے منظم جو ہر۔ اس سے  
بعض صاحبان نے اُن نامینا  
کی ذات مرادی ہے بعض نے  
اس کو خزانہ کا مفعول سمجھ کر  
قرآن کریم مراد لیا ہے کہ لوگ  
اللہ تعالیٰ سے بعض لوگ کہتے ہیں  
کہ اس میں کوئی معنی نکل اور  
کار معنی صاحب ہے اچھا۔

عوض لینا، اللہ تعالیٰ عوض  
ضرورت نہایت فرما رہا ہے،  
خواہ وہ تمہاری لاش کے مطابق  
مذہب کے سوز۔ مولانا نے اس  
شعر میں ایسی امر کی طرف اشارہ  
کیا ہے کہ اس عوض کا اس  
کی جنس سے ہونا ضروری نہیں  
جو تم نے لی ہے۔ اہم مجلس  
فرستادہ بھل شادی۔ دل  
مستے۔ دل کی سستی میں انسان  
غم کو قبول جاتا ہے۔

لے لاشم۔ یہ جملہ مراد اس  
میں فریق ثانی کی بات کے  
انکار کے وقت بولا جاتا ہے۔  
مفقود گم شدہ۔ رفت۔ بڑا  
بھاری۔

نہیں تم حافظ مراد کے بدہ  
میں حافظ نہیں ہوں، مجھے روشنی عطا کرنے

باز وہ دو دیدہ ام را اک زماں  
اُس وقت میری دونوں آنکھیں مجھے نواہے

آمد از حضرت ندا کا لے مردگار  
بارگاہِ خداوندی سے آواز آئی، اے باطن!

محسن ظن ست امید خوش ترا  
یہ تیرا حسن ظن ہے، اور اچھی امید

ہر زماں کہ قصد خواندن باشد  
جس وقت تیرا پڑھنے کا ارادہ ہوگا

من در اں دم واد ہم چشت ترا  
میں اُس وقت تیری آنکھیں کو نواہوں گا

ہمچنان کرد و ہر آنگاہے کن  
اُس (اللہ تعالیٰ نے) ایسا ہی کیا اور جبکہ میں

آں خمیرے کو نشہ غافل کار  
تو وہ خمیر جو کام سے غافل نہیں ہے

باز بخشد بنیشم آں شاہ فرد  
وہ بکشا شاہ میری بینائی دوبارہ عنایت کرتا ہے

زیں بسبب نبود ولی را اعتراض  
اسی لئے ولی کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا ہے

گر بسوزد باغنت اُلوے دہد  
اگر وہ تیرا باغ جلاتا ہے، انکو دے دیتا ہے

آں شل لے دست راستے دہد  
وہ ہاتھ کئے ٹٹنے کو، ہاتھ دے دیتا ہے

لَا تُسَلِّمُوا اَعْرَاضَ زَاہِرَتِہِ  
ہم نہیں مانتے ہیں (گناہ) اور اعراض ہم سے

ہم نہیں مانتے ہیں (گناہ) اور اعراض ہم سے  
ذمت ہوتا ہے

دو دیدہ وقت خواندن لے کر  
دونوں آنکھوں میں بغیر رکاوٹ کے پڑھتے وقت

کہ بگیم مصحف و خوانم عیاں  
جبکہ میں قرآن اٹھاؤں اور دیکھ کر انہوں

لے بہر رنجے بھا امیدوار  
لے ہر تکلیف میں ہم سے امیدوار ہے

کہ ترا کوید بہر دم برتر آ  
جو تم سے کہتی ہے، ہر سانس میں ترقی کر

یا ز مصحفہا قرأت بایت  
یا قرآن سے (دیکھ کر) تو پڑھنا چاہیگا

تا فروخوانی مغفط جہرا  
تاکہ تو خوب پڑھے، اے بڑے جوہر!

واکشا یم مصحف اندر خواندن  
پڑھنے میں کتاب کو دستا ہوں

آں گرامی بادشاہ کردگار  
وہ عزیز، کردگار، بادشاہ

در زماں بچوں چراغ شب نور  
نور، تاریکی کو لپیٹ دینے والے چراغ شب

ہر چہ بستاند فرستد را غنیاض  
(کیونکہ) جو کچھ وہ لیتا ہے، بدل بھیجتا ہے

در میان ماتمے سولے دہد  
رنج کے دوران خوشی دے دیتا ہے

کان غمہارا دل متے دہد  
غموں کی کان کو سست دل دے دیتا ہے

چوں عوض می آید از مفقود ز  
جبکہ گم شدہ کا بجاری بدل آجاتا ہے

جبکہ گم شدہ کا بجاری بدل آجاتا ہے



چونکہ رے آتش مرا گرمی رسد

جبکہ بغیر آگ کے ہیں گرمی ملتی ہے

چونکہ بے حشمتے بہ بخشد دینے

جبکہ وہ بغیر آنکھ کے دیکھ لینا عطا فرماتا ہے

بے چراغے چوں دہر اور روشنی

جبکہ وہ بغیر چراغ کے روشنی عطا فرماتا ہے

راضیم گر آتش مارا کشد

میں راضی ہوں، مگر وہ ہماری آگ بھجائے

لہجہ میں کوریت حشمت روشن

ایسا اندھا میں روشن آنکھ ہے

گر چراغت شہر افغان مکنی

اگر تیرا چراغ بکھ جائے تو کیوں شکایت کرے گا

صفت بعض اولیاء کا یہاں جو فرائض احکام پر راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اصرار

بخدائے تعالیٰ کہ خدایا میں حکم را بگرداں

نہیں کرتے ہیں کہ اسے مستطیع یا حکم تو مٹائے

بشنو انوں قصہ آں ہر وں

اب ان را ہنسند کاتقدیر

زاوایا اہل دُعا خود دیکر زند

دعا کرنے والے اولیاء میں سے دوسرے ہیں

قوم دیکر می شناسم زاویا

میں اولیاء میں سے دوسری قوم کو بھی جانتا ہوں

از رضا کہ بہت رام آں کرام

چونکہ رضا ان بھلوں کا معمول ہے

در قضا ذوقے ہی بیند خاص

وہ قضا میں خاص مزہ محسوس کرتے ہیں

حسن ظنے بردل ایشان کشد

ان کے دل پر حسن ظن عطا ہی ہو گیا ہے

ہر چہ آید پیش ایشان خوش بود

جو ان کو پیش آتا ہے اچھا لگتا ہے

ز ہر در حلقوم شاں شکر بود

ان کے گلے میں زہر فکر ہو جاتا ہے

کہ نذر اندا اعتراضے در جہاں

جہاں میں کوئی اعتراض نہیں کرتے ہیں

کہ ہی دوزند و گاہے می زند

جو کبھی سیتے ہیں، اور کبھی بھاڑتے ہیں

کہ وہاں شاں بستہ باشد از دعا

جن کا منہ دعا سے بند ہو جاتا ہے

جستن دفع قضا شاں شکر ام

قضا کے دفع کو روکنے کی بجائے ان پر حرام ہے

کفر شاں آید طلب کردن خلاص

خلاصی چاہنا ان کو کفر و محسوس ہو جاتا ہے

کہ نہ یوشند از عزاجامہ بود

کہ وہ تم میں کالا کپڑا نہیں پہنتے ہیں

آب حیواں گرد دار آتش بود

اگر آگ ہو تو آب حیات بن جاتا ہے

سنگ اندر راہ شاں گوہر بود

ان کے راستے کا پتھر جوہر ہو جاتا ہے

۱۔ چونکہ ہمیں مقصد کی طلب ہے خواہ اہل کلب کچھ بھی ہو چشم روشن آنکھ سے مقصد دیکھنا ہے جب وہ بغیر آنکھ کے حاصل ہو تو آنکھ نہ ہونے سے یہی کیا شکر ہو سکتا ہے۔

۲۔ بعض اولیاء کا یہاں جو فرائض احکام پر راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اصرار بخدائے تعالیٰ کہ خدایا میں حکم را بگرداں نہیں کرتے ہیں کہ اسے مستطیع یا حکم تو مٹائے۔  
۳۔ بشنو انوں قصہ آں ہر وں۔ اب ان را ہنسند کاتقدیر۔ زاوایا اہل دُعا خود دیکر زند۔ دعا کرنے والے اولیاء میں سے دوسرے ہیں۔ قوم دیکر می شناسم زاویا۔ میں اولیاء میں سے دوسری قوم کو بھی جانتا ہوں۔ از رضا کہ بہت رام آں کرام۔ چونکہ رضا ان بھلوں کا معمول ہے۔ در قضا ذوقے ہی بیند خاص۔ وہ قضا میں خاص مزہ محسوس کرتے ہیں۔ حسن ظنے بردل ایشان کشد۔ ان کے دل پر حسن ظن عطا ہی ہو گیا ہے۔ ہر چہ آید پیش ایشان خوش بود۔ جو ان کو پیش آتا ہے اچھا لگتا ہے۔ ز ہر در حلقوم شاں شکر بود۔ ان کے گلے میں زہر فکر ہو جاتا ہے۔  
۴۔ کہ نذر اندا اعتراضے در جہاں۔ جہاں میں کوئی اعتراض نہیں کرتے ہیں۔ کہ ہی دوزند و گاہے می زند۔ جو کبھی سیتے ہیں، اور کبھی بھاڑتے ہیں۔ کہ وہاں شاں بستہ باشد از دعا۔ جن کا منہ دعا سے بند ہو جاتا ہے۔ جستن دفع قضا شاں شکر ام۔ قضا کے دفع کو روکنے کی بجائے ان پر حرام ہے۔ کفر شاں آید طلب کردن خلاص۔ خلاصی چاہنا ان کو کفر و محسوس ہو جاتا ہے۔ کہ نہ یوشند از عزاجامہ بود۔ کہ وہ تم میں کالا کپڑا نہیں پہنتے ہیں۔ آب حیواں گرد دار آتش بود۔ اگر آگ ہو تو آب حیات بن جاتا ہے۔ سنگ اندر راہ شاں گوہر بود۔ ان کے راستے کا پتھر جوہر ہو جاتا ہے۔

۵۔ در قضا معائب کو مری خدا کچھ کہ اس میں لذت حاصل کرتے ہیں ضرورت الحجاب و پینٹ، معشوق کی مارت کشش ہے ان کا مقولہ ہوتا ہے خواہ نامی لباس کالا ہوتا ہے آپ حیاں یعنی ہر عیاف ان کے لئے باعث راحت بن جاتی ہے۔



جملگی یکساں بودشان نیکو

ان کے لئے جہاں سب یکساں ہوتا ہے

کفر باشد نزدشان کردن دعا

دعا کرنا ان کے نزدیک کفر ہوتا ہے

از چہ باشد اس زحسن خلق خود

یہ کیوں ہوتا ہے؟ اپنے حسن خلق سے (ہوتا ہے)

کلے الا زما بگرداں اس قضا

کرائے خدا! اس قضا کو ہم سے کوتاہ دے

سوال کردن بہلول آں درویش ولی را

(حضرت) بہلولؑ کا اس درویش سے دریافت کرنا

چونی لے درویش واقف کن مرا

اے درویش! تو کیسا ہے مجھے بتا دے

بر مراد او رود کار چہاں

جس کے ارادے کے مطابق دنیا کے کام چلے ہوں

اختراں زانں کہ او خواهد شنود

ستارے جس طرح وہ چاہے ہو جائیں

بر مراد او روانہ کو بہ کو

جہاں کے ارادے کے مطابق کو بہ کوچہ روانہ ہوں

ہر کجا خواهد بہ بخش تہنیت

وہ جہاں چاہے ہر کجا دی بخش دے

ماندگان از راہ ہم در دام او

راہ سے عاجز بھی اس کے جال میں ہوں

لے رضا و امر آں فرماں دل

اس فرمان روا کی رضا اور حکم کے بغیر

لے قضاے او نیاید ہیج مرگ

ان کے حکم کے بغیر کوئی موت نہ آئے

در جہاں زاوچ تریا تا سہک

دنیا میں تریا تا بستی سے بھل تک

در قرو سہائے تو سید است اس

آپ کے چہرے اور شان سے یہ ظاہر ہے

گفت بہلول آں یکے درویش را

(حضرت) بہلولؑ نے اس ایک درویش سے کہا

گفت چوں باشد کسیکہ جاودا

میں نے کہا تو وہ شخص کیسا ہوگا، کہ ہمیشہ

سیل جو یا بر مراد او روند

سیلاب اور نہریں اس کے ارادے کے مطابق جاویں

زندگی و مرگ سرہنگان او

زندگی اور موت اس کے سپاہی ہوں

ہر کجا خواهد فرستد تعزیت

وہ جہاں چاہے تعزیت کو روانہ کرے

ساکان راہ ہم برگام او

راہ کے سالک بھی اس کے نقش قدم پر ہوں

ہیج دندانے نہ خندد در جہاں

دنیا میں کوئی دانت نہ مسکرائے

لے ضائے او نیفتد ہیج برگ

میں کی غشائے کے بغیر کوئی پتہ نہ چھڑے

لے مراد او نجند ہیج رگ

میں کے ارادے کے بغیر کوئی رگ نہ پھڑکے

گفت یہ شہ راست گفتی ہمچنین

(حضرت) بہلولؑ نے کہا اے شاہ! تم نے سچ کہا،

ایسا ہی

لے نیک و بد۔ وہ سمجھتے

میں کہ ہرچہ از دوست می

رسد نیکو است، دوست

کی جانب سے جوائے وہ

اچھا ہی ہے سوال کردن

حضرت بہلولؑ نے ایسے ہی

بزرگ کے مزاج پوچھے جو

راضی بقضا پر خداوندی تھے

اور کوئی دعا کرنا پسند نہ کرتے

تھے چوئی۔ آپ کے کیسے

مزاج ہیں؟

اے گفت۔ میں دلی نے

حضرت بہلولؑ کو جواب دیا

کہ جس شخص کی غشائے کے

مطابق ساری دنیا کا رونا

چل رہا ہو اور کوئی چیز میں

کی غشائے غفلت نہ ہو تو

ایسے شخص سے مزاج دریافت

کرنے کا کیا مطلب ہے۔

زندگی یعنی لوگوں کی موت

و حیات اس کی مراد کے

مطابق ہو۔ تعزیت۔ میت

کا پرانا تہنیت۔ ہلاکار کی

اے ساکان۔ راست چلنے

والے مسافروں کے نقش قدم

پر چلیں، منزل تک نہ پہنچنے

والے اُن کے ارادے سے

منزل سے محروم ہوں۔ ہیج

ہر شخص کی خوشی اس کے حکم

سے ہے۔ جے مراد او۔ دنیا

کی ہر حرکت اور سکون اس کے

ارادے سے ہے۔ گفت حضرت

بہلولؑ نے کہا جو آپ کہتے

ہیں وہ ضرور درست ہے

لیکن مجھے ذرا تفصیل سے

سمجھائیے تاکہ میں پورا مطلب

سمجھ جاؤں۔



این صد چند بینی اے صادق میک  
 لے جے آپکے ہی اور اچھے سے سیکل و گاہر لک  
 اپنجانکہ فاضل و مرفضول  
 ایسے ملے پر کرب فصل اور جاہل  
 اپنجانش شرح کن اندر کلام  
 گفتگو میں اس کی اس طرح کر دیجے  
 ناطق کامل چو خواں لاشے بود  
 کامل مقرر جب خوان والا ہوتا ہے  
 تانماند ہیچ مہساں بینوا  
 تاکر کرنی مہان بے سہارا نہ رہے  
 ہیچو قرآن کو بمعنی ہفت مست  
 جیسا کہ قرآن پاک جو معانی کے اعتبار سے سات تہوں  
 گفت ایں بارے یقین پیش عام  
 انھوں نے کہا یہ قراب سب کو یقین ہے  
 ہیچ بر گے در نیفتد از درخت  
 درخت سے کوئی پتہ نہیں جھڑتا  
 از دہاں لقمہ نشد سوئے گلو  
 لقمہ منہ سے گئے میں نہیں جاتا  
 میل و رغبت کاں امام آدمی  
 میلان اور رغبت جو آدمی کی باگ ہے  
 در زمینہا و آسمانہا ذرہ  
 کوئی ذرہ، زمینوں اور آسمانوں میں  
 جز بفرمان تدیکم نافذ  
 بغیر اس کے جاری ہونے والے اولیٰ حکم کے  
 کہ اشم و برگ درختاں اتمام  
 درختوں کے سب پتوں کو کون گن سکتا ہے؟

شرح گواں ابیاں کن نیک  
 اس کی تشریح کر دیجے اور صاف صاف بیان کر دیجے  
 از دل و از جاں گند اور قبول  
 اس کو دل و جان سے قبول کر لے  
 کہ از اں ہم بہر یا بد عقل عام  
 کہ اس سے عوام کی عقل بھی حق حاصل کر لے  
 بر سر خواش زہر آشے بود  
 اس کے خواں پر ہر قسم کا کھانا ہوتا ہے  
 ہر کسے یا بد غذائے خود جدا  
 ہر شخص اپنی عینہ غذا حاصل کر لے  
 خاص را و عام را طعام درو  
 اس میں خاص اور عام کی غذا ہے  
 کہ جہاں در امر نیردان مست  
 کہ دنیا خدا کے حکم کی فرماں بردار ہے  
 بے قضا و حکم آں سلطان تخت  
 بنحو عرش کے اس شاہ کے نیلے اور حکم کے  
 تا نگوید لقمہ راحق کا دخلو  
 جب تک اللہ (قلائے) ذرا لے داخل ہو جا  
 جنبش آں ام امر آں غمی مست  
 اگل حرکت اس ہے نیان کے حکم کی نوا بردار  
 پیر جنبیانہ نگر دو پیرہ  
 پیر نہیں اڑتا، کوئی تیکہ گردش نہیں کرتا  
 شرح نتواں کرو جلدی نیست  
 (جسکی) شرح نہیں کی جاسکتی اور بہت کرنا چاہی  
 لے نہایت کے شود در نطق رام  
 لامحدود گفتگو کے تابع کب ہو سکتا ہے؟

لے مرفضول: ناطق کا یہ  
 ناطق کامل: اچھے مقرر کا یہ  
 کمال ہوتا ہے کہ اس کی تقریر  
 سے عوام و خواص دونوں  
 نطف اٹھاتے ہیں۔ پھر قرآن  
 قرآن کے معانی اور مطالب  
 ہر شخص اپنی فہم کے مطابق  
 پورا فائدہ اٹھاتا ہے۔ ہفت  
 مست: سہ مولانا نے قرآن  
 القرآن علی سبقتہ کجرف  
 کے یہ معنی لئے ہوں کہ اس  
 میں تہ ہفت سات معنی ہیں  
 لے گفت: ابی ولی نے  
 حضرت پہلول کو جواب دیا  
 کہ یہ ماننے میں کہ دنیا  
 کے ذرے ذرے پر اللہ کی  
 نگرانی ہے اور کائنات کی ہر  
 حرکت و سکون اس کے حکم  
 سے ہے تو جب بندہ بالکل  
 راضی بقضائے الہی ہو جائے  
 تو اللہ تعالیٰ کا ہر حکم اور فعل  
 اس کی مدد میں جائیگا اور یہ  
 سمجھا جائیگا کہ عالم میں جو کچھ  
 ہوتا ہے گویا وہ اس بندے  
 کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے۔  
 لے رام: غرا بنو دار سلطان  
 تحت: یعنی اللہ تعالیٰ میل  
 و رغبت: انسان کی خواہش  
 اور رغبت انسان سے اپنے  
 مطابق کام کراتی ہے جلدی:  
 بہادری بہمت، کلمہ شہرہ۔  
 درختوں کے پتے جو تنہا ہی  
 ہیں ان کی شمار نا ممکن ہے  
 تو پھر تنہا ہی کی تفصیل کیسے  
 ممکن ہو سکتی ہے۔



ایں قدر بشنو کہ چوں کلی کار

اتنا سن لے کہ جب تمام کام

چوں قضا حق رضا بندہ شد

جب اللہ تعالیٰ کا حکم بندہ کی رضا مندی بن گیا

۲۔ تکلف نے بے مزد و ثواب

بغیر کسی تکلف کے ہر کردار اور ثواب کیلئے

زندگی خود خواہد بہر خود

وہ اپنی زندگی اپنی خاطر نہیں چاہتا

ہر گناہ امر قدم را مسلکے ست

جہاں ہمیں تدبیر امر کا مسلک ہے

بہر نیرواں می زینے بہر گنج

وہ خدا کے لئے جیتا ہے نہ کوئی غنا کیلئے

ہست ایرالش برائے خواہ او

اُس کا ایمان اُس (اللہ) کی رضا مندی کیلئے ہے

ترک کفرش ہم برائے حق بود

اُس کا کفر کہ چھوڑنا بھی اللہ کے لئے ہے

انچینیں آمد ز صلاں خوی او

یہ اُس کی عادت اس سے ایسی ہی آئی ہے

آنکھاں خند کہ او بیند رضا

وہ اُس وقت ہنستا ہے جبکہ رضا حق (اللہ) کو دیکھتا ہے

بندہ کش خوی و خلقت این بود

وہ بندہ جس کی عادت اور خلقت یہ ہو

پس چرا لایہ کند او یادعا

تو وہ کیوں خوشنماں اور دعا کرے؟

مرگ او مرگ فرزندان او

اُس کی موت اور اُس کی اولاد کی موت

می نگر د جب زبام کر دگار

بغیر خدا کے حکم کے نہیں ہوتے

حکم او را بندہ خواہ بندہ شد

بنا اس کے حکم کا چاہئے والا ہی گیا

بلکہ طبع او براں شد مستطاب

بلکہ اُس کی طبیعت اس پر خوش ہو گئی

بلکہ خواہد از بے حکم احد

بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے چاہتا ہے

زندگی و مرگ کی پیشکش کیے

اُس کے سامنے زندگی اور موت ایک ہے

بہر نیرواں می مرز خوف و رنج

وہ خدا کے لئے مرے نہ ڈر اور تکلیف سے

لے برائے جنت و اشجار و جو

نہ جنت اور عقیقت کے (پتھروں اور نہر کے)

نے زبیم آنکہ در آتش رود

نہ کہ اس نذر سے کہ جہنم میں جسنے گا

لے ریاضت بے محبت و خوی او

بغیر کسی تپا ہرے کے نہ کہ اُس کی کرشم سے

ہمچو حلوا و شکر او را قضا

اللہ کا حکم اُس کے لئے حلے اور شکر کی طرح ہے

نے جہاں بر امر و فرماںش رود

کیا جہاں اس کے حکم اور فرمان کے مطابق نہیں چلے گا

کہ بگرداں اے خداوند اس قضا

کہ اے اللہ! اس حکم کو واپس لے لے

بہر حق پیش چو حلوا در گلو

اللہ کیلئے اُنکے نزدیک ایسی ہے جیسا کہ تندیں حلوا

لے چوں۔ جب اللہ کے تمام

فیصلوں اور احکام پر بندہ

راضی ہو گیا ہے تو اللہ کے

تمام احکام اُس کا مطلب

بن گئے ہیں جیسے تکلف۔

یعنی یہ رضا اُس کی طبیعت بات

بن گئی ہے اُس میں کوئی آہ

و ثواب بھی اُس کے منتظر

نہیں ہے۔ زندگی۔ اپنی

زندگی بھی اپنی خاطر نہیں

چاہتا بلکہ اُس لئے چاہتا ہے

کہ اللہ کا حکم یہی ہے۔

۳۔ ہر گناہ یعنی جو جس خدا کا

انہی حکم سے وہی راستہ اُس

کو پسند ہے خواہ وہ زندگی

ہو یا موت۔ ہست ایرالش

اُس کا ایمان بھی محض مولیٰ کی

رضا مندی کے لئے ہے نہ کہ

جنت کے لالچ کی وجہ سے

اور کفر سے نفرت بھی رضا

مولیٰ کی وجہ سے ہے نہ کہ

دوزخ کے ڈر سے بچو گھبرا۔

اللہ کا ہر حکم اُس کو ایسا مرغوب

ہے جیسا کہ حلوا مرغوب ہوتا

ہے۔

۴۔ بندہ کش۔ جب احکام

خداوند کی پر رضا کی کیفیت

ہو تو یقیناً یہ کہا جائیگا کہ دنیا

کے سب کام اُس بندہ کے

حکم سے چل رہے ہیں۔







لے چشم۔ آن کے ترنظر  
فات باری رہتی تھی اور وہ  
باز کی طرح معارف و اسرار  
الہی کا شکار کرتے تھے۔ عقل  
وہ صرف اللہ کے لئے خلوت  
کو پند کرتے تھے ورنہ وہ  
ذہن مزلتے تھے نہ انہیں لوگوں  
سے منازت تھی۔  
تمام انسانوں سے ان کا  
محبت اور شفقت کا سلسلہ  
تھا۔ مستجاب قبول شدہ۔  
مستقر تھا۔ انہیں مغرب  
کا گفت چو کہ وہ پیغمبر  
کے پیرو تھے اور پیغمبر نے  
امت کو مخاطب کرتے کیا  
تھا کہ میں تم پر آپ کی طرح  
مہربان ہوں۔ مجھ کو اجساد  
چو کہ امت کی حیات اور  
بقا پر ہی سے وابستہ ہوتی  
ہے۔ جزو مجزئہ کل سے  
کٹ کر بیکار ہو جاتا ہے،  
عضو بدن سے کٹ کر مردہ  
ہو جاتا ہے۔ تو مجتنب اگر  
نہی سے کٹ کر کھانا یا دھوا  
بھی نہیں لگاؤ۔ میں قرآن کو  
حیات نہ سمجھوں اس کی روح متا  
ذروی میں جانور کا عضو مگر  
بھی کہہ دینا کہ حشر ہوتا  
ہے۔  
کے جزو ہیں کل۔ نبی سے جو  
کے کا وہ خدا بنا نقصان  
کے کا ہی میں اس کے جدا  
ہونے سے کوئی نقص پیدا  
ہوگا۔ قطع و وصل نبی سے  
جڑنے اور کٹنے کی یہ ایک  
ناقص مثال ہم نے دی ہے  
وہ اس حقیقت کو بیان  
کرنا ممکن نہیں ہے۔ مگر

روز اندر سیر بدشب در نماز  
دن کو سفر میں، رات کو نماز میں  
مستقطع از خلق نے از بد خوئی  
خلق سے جدا تھے، بد مزاجی کی وجہ سے نہیں  
مشفق بر خلق و نافع بحوائج  
خلق پر مہربان اور اپنی کی طرح نفع دیتے،  
نیک و بد را مہربان و مستقر  
بھلے اور بھلے کے لئے مہربان اور ٹھکانہ تھے،  
گفت پیغمبر شمارا لے مہاں  
پیغمبر نے قسم کیا اے سرورِ ابرا  
زاں سب کے مجملہ اجزائے منید  
کیونکہ تم سب میرے اجزاء ہو  
جزو از کل قطع شد بیکار شد  
جزو کل سے کٹ، تو بیکار ہو گیا  
تا نہ پیوند و بہ کل بار و گر  
جب تک وہ عضو وہاں کل سے نہ جڑے  
وہ مجتنب نیست آں را خود سند  
اگر وہ حرکت کرتا ہے تو وہ زندگی کی دلیل نہیں ہے  
جزو ایں کل گر بر ویکسور و و  
اس کل کا جزو اگر کٹے، ایک طرف چلا جائے  
قطع و وصل اونیاید در مثال  
اس سے جدا ہونا اور جڑنا بیان نہیں کیا جاتا  
مر علی را بر مثال شیر خواند  
حضرت، علیؑ کو شیر کی مانند کہا

چشم اندر شاہ باز او، بھو باز  
آنکھ شاہ (کے دیدار) میں کل ہوئی وہ باز کی طرح تھی  
منفر و از مردوزن نے از دوی  
مردوزن سے اکیلے تھے، منازت کی وجہ سے نہیں  
خود شفیعی بد و عایش مستجاب  
وہ خود سفارشی اور ان کی دعا مقبول تھی،  
بہتر از مادر شہی تر از پدر  
اس سے زیادہ بہتر اور باپ سے زیادہ مرغوب تھے،  
چوں پدر، شتم شفیق و مہربان  
میں (تھا) باپ کی طرح شفیق اور مہربان  
جزو را از کل جرابری کنید  
جزو کل سے کیوں جدا کرتے ہو  
عضو از تن قطع شد مردار شد  
عضو بدن سے کٹ، تو مردہ ہو گیا  
مردہ باشد نبودش از جاں خبر  
مردہ رہا ہے، اس کو جان کا پتہ نہیں رہتا  
عضو نو بریدہ ہم جنبش کند  
نیا کٹ ہوا عضو بھی حرکت کرنا ہوگا  
ایش آں کل ست کو ناقص شود  
یہ وہ کل نہیں ہے جو ناقص ہو جائے  
چیز ناقص گفت شد بہ مثال  
مثال کے لئے ایک ناقص بات کہی گئی ہے  
شیر مثل اونیاید گر چہ راند  
شیر ان میں نہیں ہوتا ہے اگرچہ (یہ مثال) ہمارے  
حضرت علیؑ کو شیر کی مانند کہا جاتا ہے یعنی ان کو شیر کی مثل قرار دیا گیا ہے لیکن ان میں  
اور شیر میں بہت فرق ہے۔ مثال اور مثل لایں بالکلیہ مشابہت نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح ناقص  
کے کل اور انہیوں کے اجزاء ہونے کی یہ مثال بھی ایسی ہی ہے۔



## بازگشتن بقصہ دقوی علیہ الرحمۃ

دقوی رحمۃ اللہ علیہ کے قصہ کی طرف رجوع

از مثال و مثل و فرق آں بران  
مثال اور مثل اور ام کے فرق سے آگے بڑھو  
آنکہ در فتویٰ امام خلق بود  
وہ (دقوی) جو فتویٰ میں مخلوق کے امام تھے  
آنکہ اندر سیر مہ رات کرد  
وہ جنھوں نے چلنے میں چاند کو ہرا دیا  
باچنین تقویٰ و اوراد و قیام  
بادرد لے تقویٰ اور وظائف اور نماز کے  
در سفر معظم مرادش آں بد  
سفر میں ان کی آجڑی مراد یہ ہوتی  
ایں ہی گفتے چومی رفتے براہ  
جب سفر میں جاتے تو یہ کہتے  
یارب آنہارا کہ بشناسدلم  
اے خدا! جن کو میرا دل پہچان لیتا ہے  
وانکہ نشناسم تو لے یزدان جان  
اور مجھ کو میں نہیں پہچانتا ہوں تو لے جان کے  
خضرش گفتے کہ اے صدیق  
وہ (خضر) خداوندی! اُن نے کہا اے صدیق معظم!  
مہرمن داری چہ می جونی دگر  
تم میری محبت رکھتے ہو دوسرے کی محبت کیوں؟  
او بگفتے یارب آداناے راز  
وہ جواب دیتے لے خدا! اے راز کو جاننے والے!  
در میان بحر اگر بنشستہ ام  
اگر چہ میں سمندر میں بیٹھ ہوں

جانب قصہ دقوی لے جواں  
اے جوان! دقوی کے قصہ کی جانب  
گوئے تقویٰ از فرشتہ می ربود  
تقویٰ میں فرشتے سے بازی لے جاتے تھے  
ہم ز دینداری او دیں شک خورد  
جن کی دینداری پر خدا دین نے شک کیا  
طالب خاصان حق بودے مدام  
وہ ہمیشہ خاصانِ خدا کے طالب رہتے تھے  
کہ دے بر بندہ خاصی زنی  
کہ تھوڑی دیر کسی خاص بندہ سے ملیں  
کن قرین خاصگانم لے ال  
اے خدا! مجھے مخصوص (بندوں) کا ساتھی بنا دو  
بندہ و بستہ میاں چوں محکم  
(اُن کیلئے) میں غلام کر لیتا اور بکادہ کی طرح ہوں  
برمن محبوب شاں کن مہربان  
اُن کو مجھ ناراضف پر مہربان کر دے  
ایں چہ عشق ست چہ اشتیاق  
یہ کیا عشق اور یہ کیسی پیاس ہے؟  
چوں خدا باتست چوں جونی بشر  
جبکہ خدا ہمہ گیر ہے انسان کی قیوں تلاش کرتے ہوئے  
تو کشودی دردلم راہ نیاز  
تو نے میرے دل میں نیاز مندی کا راستہ کھول دیا ہے  
طمع در آب سو ہم بستہ ام  
گھریا کے پانی سے بھی میں نے لالچ دلا دیا ہے

لے آنکہ یمنی وہ علوم ظاہری  
میں بھی امامِ وقت تھے اور  
نگی میں فرشتوں سے بڑے  
ہوئے تھے بجز یمنی سیرانی  
اگرچہ ہم ز دینداری یمنی  
انتہائی دیندار تھے اور اوراد  
یمنی وظائف قیام یمنی  
نوافل نماز عظام ہمیشہ  
لے در سفر باوجود تمام  
بزرگوں کے دقوی ہمیشہ  
بزرگوں کی جستجو اور ملاقات کے  
مستحق رہتے تھے یہی گفتے  
یمنی یہ دعا کرتے تھے۔ یا رب  
یمنی جن بزرگوں کو میں جان  
لوں گا ان کا ترغاب ہوں  
جو بزرگ ایسے ہیں کہ میری اور  
ان کی جان پہچان نہیں ہے  
ملاقات کے وقت ان کو بھی  
مجھ پر مہربان کر دینا مستحق  
پیاس، پانی کی طلب  
لے خرمین راہ تھانی نے  
ارشاد فرمایا میری محبت کے  
ہوتے چمکے اور کیا پہچانتا  
ہے جبکہ تجھے حق کی محبت بستر  
ہے دوسرے کی محبت کی کیا  
ضرورت ہے۔ تو نیاز یمنی  
جو بزرگوں سے ملنے کی بے  
تنا ہے اُن بزرگوں کیلئے  
نیاز مندی۔ تجر یعنی ذات  
باری تجھ یمنی وہ بزرگ  
جن سے ملنے کی تنہا ہے



۱۔ داؤد غلط طریق پر یہ روایت مشہور ہو گئی ہے کہ حضرت داؤد کی کوششیں برباد نہیں ہوئیں ان کو پہاڑ کی پوری سے محبت ہو گئی تھی جس کو انھوں نے مختلف طریقوں سے اپنی زوجیت میں لے لیا ملائے اس مخبر غلط فہم کی بنیاد پر یہ شعر فرمایا ہے غرض۔ یعنی تیرے مقبول بندوں سے عشق تیرے ہی عشق کی حرص کا اثر ہے پیشانی میں جو راہ سلوک کے مرد ہیں ناگی حرص مقامات میں ترقی کے لئے ہوتی ہے نامردوں کی حرص بڑے افعال کی طرف ہوتی ہے مراد۔ راہ سلوک کے مرد مختلف یعنی زیادہ اختصار۔ سوالی

۲۔ آ حضرت رقیہ کی دوسرے اولیاء سے ملاقات کی تمنا کی ہی ہے جس کی حضرت موسیٰ نے حضرت عیسیٰ سے ملاقات کی تمنا کی اور ان کی ملاقات کیلئے سرگرداں بنے۔ مستحق۔ استعنا کی باری کا رخص جس کو باری سے بھی سیرا نہیں ہوتی ہے۔ بہت۔ سیرا الہی کی کمال انتہا نہیں ہے انہیں جو مقام میں مائل ہوں سادہ نظام کی طلب جاری رہتی ہے۔ ۳۔ صدر غلط نہیں ہے اگر کسی مقام کو صدر سمجھا جائے تو وہ صدر مقام نہیں ہے وہ فوراً کی ایک منزل ہے۔ کسیم بات کرنا جو کہ حضرت موسیٰ

ہمچو داؤد موم نو دنعجہ مراست

حضرت داؤد کی طرح میرے پاس نئے پیر ہیں

حرص اندر عشق تو فخرست جا

تیرے عشق میں لالچ فخر اور مرتبہ ہے

شہوت حرص نراں پیشی بود

مردوں کی شہوت اور لالچ بڑھاپہ ہوتا ہے

حرص مرداں از رہ پیشی بود

مردوں کی حرص آگے کے راستے ہوتی ہے

آں کے حرص از کمال مردی

وہ ایک حرص مردی کے کمال کی وجہ سے ہے

آہ تیرے ہست اینجا بس نہاں

آہ یہاں ایک راز پوشیدہ ہے

ہمچو مستقی کز ابلش سیر نیست

استقامت کے چار طریق جسکو باری سے سیرا نہیں ہوتی

چوں گذشتی زان دگر نو ترسد

جب تو اس سے آگے بڑھتا دوسری نئی چیز آگے

بے نہایت حضرت است اس بارگاہ

یہ بارگاہ لامحدود و دراز ہے

طبع در نعجہ حریفم ہم بجاست

ساحس کی بیوہ کا لالچ بھی مستحب ہے

حرص اندر غیر تو ننگ و تباہ

تیرے غیر میں لالچ نذرت اور تباہی ہے

وآن حیزاں ننگ بدکشی بود

ہمچو مرد کی خواہش ذلت اور بدگلی ہوتی ہے

در محنت حرص سوئے پس بود

ہمچو حرص کی حرص بھلی جانب ہوتی ہے

وآن دگر حرص افتضاح و سرکشی

دوسری حرص ارمغانِ اہل شہی ہے

کہ سوئے خضرے شو دموئی دواں

کہ حضرت موسیٰ حضرت خضر کی طرف لڑکھائے

بر سر آنچہ یافتی باللہ مالیت

خدا کی قسم جو تو نے حاصل کر لیا ہے سپردِ شہر

آں کے بالاتراز دے در رسد

اس سے اونچی اور چمکندے گی

صدر را بگذار صدر رست آہ

صدر کو چھوڑ، تیرا صدر رست ہے

بستر طلب کردن موسیٰ خضر علیہما السلام بالکمال نبوت قربت

قرب اور نبوت کے باوجود حضرت موسیٰ کا حضرت خضرؑ کو شکستہ کرنے کا دوا

ہیں چہ میگوید ز مشتاقی کلیم

آگاہ! کلیم شوق میں کیا کہہ رہے ہیں!

طالب خضرم ز خود بینی بری

میں خضر کا طالب ہوں خود بینی کی بری

درپے نیکوئے سرکشہ

ایک نیک نعلت کے پیچھے حیران ہو

از کلیم حق بیاموز اے کریم

اے بھلا! کلیم اللہ سے سیکھ لے

باچنیں جاہ و چینیں پیغمبری

ایسے کہتے اور ایسی پیغمبری کے ہوتے ہوتے

موسیٰ تو قوم خود را ہشتہ

اے موسیٰ! تم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہے



کیقبادی رستہ از خوف ورجا  
تم شاہ ہو، امیر ویم سے آزاد ہو  
آن تو باشت تو واقف ہیں  
تہا را مطلب تہا ہے پاس ہو تم اس سے واقف ہو  
گفت موسیٰ این ملامت کم لنید  
حضرت موسیٰ نے فرمایا یہ ملامت نہ کرو  
میر و م تا جمع البحرین من  
میں بحر البحرین تک جاؤں گا  
اجعل الخضر لا مری سببا  
میں حضرت خضر کو اپنے معاملہ کا درلود بناؤ گا  
سالہا یرم بہ تر و بالہا  
میں پندرہ سال کے ساتھ سالوں کو آتا رہوں گا  
میر و م یعنی نمی آرزو بدان  
میں چلتا ہوں گا یعنی پہنچتا، اس محبوب کی بار  
اس سخن بایاں نداردے عمو  
اسے بچا! اس بات کا فائدہ نہیں ہے

چندر گردی چند جوئی تا کجا  
کب تک گم ہو گے کب تک جستجو کر گے کہا تک  
آسمان چند بیامانی زمین  
اے آسمان! کب تک زمین کی پناش کر دے  
آفتاب و ماہ را رہ تم زنید  
سورج، اور چاند کا راستہ نہ روکو  
تا شوم مصحوب سلطان زمین  
تا کہ شادمانہ کا ساتھ بنوں  
ذالک اوا مضی و اسری حقیبا  
یہ ہو یا ایک عرصہ دراز تک چلتا اور پھر تادم  
سالہا چہ بود ہزاراں سالہا  
(چند) سال گیا ہوئے ہیں، ہزاروں سال  
عشق جاناں تم مدال ز عشق نا  
محبوب کے عشق کو روٹی کے عشق سے کم نہ سمجھو  
داستان آن دقوی باز کو  
ان دقوی کی بات پھر بہت

### باز گشتن بقصہ دقوی علیہ الرحمۃ

دقوی رحمۃ اللہ علیہ کے قصہ کی طرف رجوع

آں دقوی رحمۃ اللہ علیہ  
دقوی رحمۃ اللہ علیہ نے  
سال و مہ رتم سفر از عشق ما  
چاند کے عشق میں سالوں اور مہینوں میں سفر کیا  
یا برہنہ رفتہ ام در خاک و سنگ  
پستی اور چٹھروں میں بنگے پاؤں چلا ہوں  
تو بیش ایں پایہاں ابر میں  
قرآن پاؤں کو زمین پر نہ سمجھ

گفت سیافرت مدی فی حقیقہ  
فرمایا میں نے ایک وقت تک مشرق و مغرب کا  
بیخبر از راہ و حیراں درالہ  
راستہ سے بیخبر تھا اور اللہ تعالیٰ میں محو تھا  
زانکہ من حیراںم و بیخوش و دنگ  
کیونکہ میں محو اور بے خود اور حیران تھا  
زانکہ بردل میر و دعا شقیقین  
کیونکہ عاشق وائقہ دل اکبر کی پر چلتا ہے

لے خوف ورجا حضرت  
موسیٰ کو قریب الہی کا درجہ  
ماصل تھا جس میں امید و  
ہیم کا درجہ ختم ہو جاتا ہے۔  
آفتاب و قمرین کہیں اللہ تعالیٰ  
کا تقرب حاصل ہے آسمان  
یعنی اے موسیٰ تم مرتبہ کے لشکر  
سے آسمان ہو زمین کی پیروی نہ  
پریشان ہونا۔ آفتاب و ماہ  
یعنی میری اور حضرت کی ملاقات  
قرآن السعید ہے بحر بحرین  
قرآن کریم میں ہے ذالک اوا مضی  
من ماضی لفتا لا ابرم حقیقی  
اے اللہ تجھ کو جو حق آتی  
انقضی حقیقا جب کہاں گئی  
نے اپنے جہان کو میں پہنچا  
جب تک نہ پہنچ جائے جہاں  
میتے ہیں دور یا چلا ہوا  
قرن حقیقا۔ نماز روزہ۔  
لے ہی رزم یعنی شہر کی یہ  
مشقت اس مطلب کے  
بالقابل ہی ہے عشق ناں۔  
روٹی کمانے کے لئے آدمی مارا  
لا پھر تہا ہے قاتلین مغرب  
و مشرق آہ یعنی نابالغ ہوئی۔  
حیراں یعنی مقام حیرت  
لے تو حیرت۔ عاشق کی سیر  
ایک درجہ میں جہانی نہیں  
ہوتی ہے بلکہ وہ روحانی  
ہوتی ہے۔



از رہ و منزل ز کوتاہ و دراز

راست و ادرسزل اور نزدیک اور دُکدک

ایں دراز و کوتاہ اوصافِ تن

لبا اور مختصر جسم کے اوصاف ہیں

تو سفر کردی ز لطفہ تا بعقل

تو نے لطف سے عقل تک سفر کیا

سیر جاں پیچوں بُود در دور و دیر

روح کی سیر مسافت اور زمانہ میں بے کیف ہوئی

سیر جاں ہر کس ز بندہ جانِ من

میرے جان میں اور کس کی سیر شخص نہیں دیکھتا ہو

سیر جسمانہ رہا کرد او گنوں

(جسم کے) جسمانی سیر چھوڑ دی، وہ اب

گفت روزہ می شمع مشتاق

(ذوقی ہے) فرمایا ایک مذہب میں مشتاقانہ روزنامہ

تا بہ بنیم و تلرمے در قطرہ

تا کہ میں ایک قطرے میں سمندر کو دیکھوں

دل چہ داند گوست مست و نواز

دل کیا جانے، کیونکہ وہ نواز کا مست ہے

رفتن ارواح دیگر رفتنِ مست

روحوں کا چلنا، دوسرا چلنا ہے

نے بگامے بُود منزل نے بنقل

یہ منزل نہ قدم سے ملے، ہوئی نہ منتقل ہوئی

جسم ما ز جاں بساموید سیر

ہمارے جسم نے نفع سے سیر بھی ہے

لیک سیر جسم باشد بر علن

اں جسم کی سیر علانیہ ہوئی ہے

میر و پیچوں نہاں در شکل جو

پوشیدہ طور پر کیف کی شکل میں بے کیف چلتا ہے

تا بہ بنیم در بشر النوار یار

تا کہ کسی انسان میں پیار کے آنوار دیکھوں

آفتابے درج اندر ذرہ

سورج کو ذرے میں داخل (دیکھوں)

نمودن مثال ہفت شمع سوئے ساحل

ساحل کی جانب سات شمع جیسی نظر آتا

بُود بے گشتہ روز و وقتِ شام

دن بے وقت ہو گیا تھا اور شام کا وقت تھا

تا بدانی ستر آں افزو میت

تا کہ تو اس کا راز جان لے، میں بڑھ کر بیان کرتا ہوں

اندر اں ساحل شتا یم بد اں

اُن کی وجہ سے میں اُس ساحل کی طرف پکا

بر شدہ خوش تا عنانِ آسمان

آسمان کی فضا تک، بہت اونچا تھا

چوں یم سوئے یک ساحل بگام

جب میں پیدل ایک ساحل کی جانب پہنچا

بعد ازاں ناگہ چہ دیدم گو میت

اِکے بعد اچانک میں نے کیا دیکھا میں نے مجھے بتا دیا

ہفت شمع از دور دیدم ناگہا

میں نے دور سے اچانک سات شمعیں دیکھیں

نور و شعلہ ہر یکے شمعے ازاں

اُن میں سے ہر ایک شمع کا نور اور شعلہ

۱۔ دل چہ داند دل کبیر

میں قریب رسید کوئی چیز

خبر نہیں ہوتی ہے تو کو جس

طرح انسان کی سیر لکھتے

ہے مگر عقل آنے کے زمانے

تک کی ہے یہی طرح روح

کی سیر ہے کہ اُن میں نہیں

ہوتی ہے نہ دوری منزل کا

تصور تھا کہ ہے۔

۲۔ جسم۔ ماضیوں کی

سیر واصلِ روحانی ہے،

جسمانی سیر محض اُس کے

تابع ہے لہذا جسمانی سیر

کے محاذ اُسی پر طاری

نہیں ہوتے ہیں سیر جاں۔

روحانی سیر کو ہر شخص محسوس

نہیں کر سکتا جسمانی رفتار

اور سیر کو سب دیکھ لیتے ہیں۔

۳۔ حیرت جہان ماضی کی

سیر اگرچہ بے شکل جسمانی ہوئی

ہے لیکن در حقیقت روحانی

سیر کر رہے ہو کہ بے کیف ہوئی

ہے۔ تا بہ بنیم۔ اگر دریا نے

ودعت کو جسمِ انسانی میں

مشاہدہ کروں اور آفتاب کو

ذوق میں دیکھوں مجھ کو دم۔

فنانِ فضا۔



خیرہ گشتم خیرگی ہم خیرہ گشت

میں حیران نہ کیا، حیرانی بھی حیران ہو گئی

کایں چکونہ شمعہا افروخت است

کہ یہ شمعیں کس طرح سے روشن ہیں؟

خلق جو یان چراغے گشتہ بود

مخلوق جیسے آگ کی جُستہ میں تھی

چشم بندی بدعجب بر دیدہا

آنکھوں پر عجیب چشم بند تھی

موج حیرت عقل را از سر گذشت

حیرت کی موج عقل کے اوپر سے گزر گئی

کہ دودیدہ خلق زینہا دوزخ است

کہ مخلوق کی دونوں آنکھیں ان سے بند ہیں

پیش آں شمع کہ برہ می فروزد

ان شمعوں کے جوتے ہوئے جہان سے بڑھی ہوئی ہیں

بندشان میگردیدند من تیشا

ان کی بندش وہ کر رہا تھا جو جس کو پہلے ہدایت دے

### شدن اک ہفت شمع بر مثال یک شمع

اُن سات شمعوں کا ایک شمع جیسا ہو جیسا

باز میدیم کہ شد آں ہفت یک

پھر ہم نے دیکھا کہ وہ سات شمعیں ایک ہو گئیں

باز آں یک بار دیگر ہفت شد

پھر وہ ایک دوبارہ سات ہو گئی

اتصال تے میان شمعہا

شمعوں میں وہ جوڑ تھا

آنکہ یک دیدن گندار اک اک

ایک نظر سے جو کہ محسوس کر لیتی ہے

آنکہ یکدم بیندش ادراک ہوش

جس کو علم و ہوش ایک دم دیکھ لیتا ہے

چونکہ پایا نے ندارد درو ایک

جو کہ نہ بات کا مورد ہے، جا پرے ہٹ

پیشتر رتم دواں کاں شمعہا

میں دُڑتا ہوا آگے بڑھا کہ وہ شمعیں

می شدیم بیہوش و بیخوش و خرا

میں بے ہوش اور بے خود اور مست ہو گیا

می شکاف نور او جیب فلک

اُس کا نور آسمان کا گہرے بے ان پھاڑا ہوا تھا

مستی و حیرانی من زفت شد

میری مستی اور حیرانی سخت ہو گئی

کہ نیاید بر زبان و گفت ما

جو کہ زبان اور گفتگو میں نہیں آسکتا

سالاہتاواں نمودن از زبان

زبان سے اُس کو سالوں میں بیان نہیں کیا جاتا

سالاہتاواں شنیدن آں بکوش

اُس کو کانوں کے ذریعہ سالوں میں نہیں سنا جاتا

زانکہ لا اخصنی ثناء ما علیک

اس لئے کہ میں تمہاری ہی تعریف کا بھی ترے لئے ادا نہیں کر سکتا

تاچ چیز ست از نشان کبریا

اللہ تعالیٰ کی نشان دہیوں میں سے کیا چیز ہیں؟

تا بقیقتادم ز تعجیل و شتاب

یہاں تک کہ میں عجلت اور جلدی میں گر پڑا

اے کایں چکونہ۔ دراصل وہ

سات شمعیں ان سات اولیاء

کا نور تھا جس کو صاحبِ باطن

ہی دیکھ سکتا تھا عوام کو وہ

نظر نہ آتا تھا۔ پھر دینی معنی

یشتا و یسینی ذاتِ خداوندی

اے جیب گریبان۔ آسمان کا

اُن شمعوں کے باہمی اتصال

کی کیفیت ناقابلِ بیان ہے

آنکہ۔ یہاں کا باہمی اتصال

محض دیدنی ہے بیان نہیں

کیا جاسکتا۔

اے کیت دمِ علم و ہوش جس

چیز کو تھوڑی دیر میں سمجھ جاتا

ہے اُس کو سالوں میں بھی سننا

مکن نہیں ہے۔ لا اخصنی

اُن بزرگوں کا یہ نورِ کلیات

رب تعالیٰ اُن کی تعریف

مکن نہیں ہے۔ تعجیل و عجلت



ساتھ بہوش و بے عقل اندریں

تھوڑی دیر بہوش اور بے عقل اس حالت میں

باز باہوش آدم برخاتم

پھر میں ہوش میں آیا اہم

ادفت آدم بر سر خاک زیں

میں زمین کی خاک پر پڑا

در روش گونی نہ سرفیستم

رفتار میں گویا نہ میرے سر تھا نہ چہن

نمودن آل شمعہا در نظر آل شیخ ہفت مرد

ان شیخ کی نظر میں ان شمعوں کا سات مرد ظاہر ہونا

ہفت شمع اندر نظر شد ہفت مرد

دیکھنے میں سات شمعیں سات مرد بن گئے

پیش آل انوار نور روز درد

ان نوروں کے سامنے دن کا نور بھی اندھا

باز حیراں گشتم اندر ضلع رب

میں پھر خدا کی کارگیری میں حیراں ہو گیا

پیشتر فتم کہ نیکو بن کر

میں آگے گیا تاکہ اچھی طرح دیکھوں

نور شاں می شد بسقف لاجورد

ان کا نور نیلگوں چھت آسمان بگم بھی تھا

از صلابت نور ہارامی سترد

ثبوت کی وجہ سے (اور) نوروں کا منہا کرنا تھا

کامچیں چوں چکوند ست عجب

تعب ہے کہ یہ کیسے ہوا کیسے ہے؟

تا چہ حال ستا نیکو میکرو دوسر

کہ یہ کیا حال ہے کہ میرا سر چکر رہا ہے؟

باز شدن آل شمعہا ہفت درخت

ان شمعوں کا پھر سات درخت بن جانا

باز ہر یک مرد شد شکل درخت

پھر ہر مرد ایک درخت کی شکل ہو گیا

زائہی برگ پیدائست شاخ

پتوں کی کثرت سے، شاخ نظر نہیں آتی

ہر درختے شلخ برسد زوہ

ہر درخت نے شاخ سدرہ تک پہنچانی ہے

بیخ ہر یک رفتہ در قعر زمین

ہر ایک کی جڑ زمین کی گہرائی میں تھی

بیخ شاں از شاخ خداں کھر

ان کی جڑ شاخ سے بھی زیادہ پُر رونق اور

خردان تھی

چشم از سبزی ایشاں نیکیخت

ان کی سبزی سے آنکھ بہرہ مند تھی

برگ ہم گم گشتہ از میوہ فراخ

میوے کی کثرت سے پتے ہم گم ہو گئے تھے

سدرہ چہ بود از خلا بیرون شد

سدرہ کیا ہوتا ہے خلا سے بھی باہر نکلی گئی ہے

زیر تر از گاودا ہی بدقیس

جو یقیناً پھل ادا گائے چم بھی پیے تھی

عقل از ان اشکال یروز بر

ان کی شکلوں سے عقل مہم مہم تھی

۱۵ باز بینی ہوش میں کر

میں ان شمعوں کی طرف

بے تماشا بھاگا لاجوردیلا

یعنی آسمان دزد گدلا۔ آرز

صلابت۔ وہ نور اس قدر تیز

تھا کہ دوسرے نور اس کے

بالمقابل بھی تھے۔

۱۶ باز حیراں میں حیراں تھا

کہ باطل قاتی کی کیا کارگیری

ہے کہ وہ شمعیں سانی صورت

اختیار کر رہی ہیں چشم یعنی

ان درختوں کی سبزی اس

قدر دیدہ زیب تھی جاکھوں

کے لئے ایک نعمت تھی راز بھی

پتے اس قدر گھنے تھے کہ شاخ

نظر نہ آتی تھی پہل میں قدر

زیادہ تھے کہ انہیں پتے چھپ

گئے تھے۔

۱۷ سدرہ سدرہ المثنوی

ساتویں آسمان پر ایک ہری

کے درخت جیسا درخت ہے

جو حضرت جبریل کی پرواز

اور مخلوق کے ملہ کی انتہا ہے

خاکہ یعنی سدرہ المثنوی سے

بالائی حصہ۔ گاودا ہی مولانا

نے عوام کے عقیدہ کے مطابق

یہ شعر فرمایا ہے عوام میں یہ

ایک غلط عقیدہ قائم ہو گیا ہے

کہ زمین ایک گائے کے سینگ

پر قائم ہے اور وہ لگے پھل

کی پشت پر کھڑی ہے۔ یہ خیال

جڑ میں تری و تازگی نہیں ہوتی

لیکن ان درختوں کی جڑ بھی

بزدل و ناتواں تھی۔



میوہ کر برشگافیدے ز زور  
زور میں آکر جو پھل پھٹتا تھا

پہچو آب از میوہ جتے برق نور  
پانی کی طرح نور کے گوندے پھل سے پھٹتے تھے

منحی بودن آں درختاں از بیم خلق  
ان درختوں کی لگاؤں کی ننگاہوں سے روشتہ ہونا

ایں عجب تہ کہ برائیاں می گذشت  
یہ ایسے ہی زیادہ تعجب خیز تھا کہ نہ گزرتے

ز آرزوئے سایہ جاں می باختند  
سایہ کی تمنا میں جان کی بازی لگاتے تھے

سایہ آں را نمی دیدند هیچ  
وہ ان درختوں کا سایہ بالکل نہ دیکھتے تھے

ختم کردہ ہتھرتی برید ہا  
اللہ تعالیٰ کے قہر نے انھوں پر غم گاہی بھی

زورہ را بید و خورشید نے  
زورہ کو دیکھ لیں، اور سورج کو نہ دیکھیں

کاروانہا بے نوا ویں میوہا  
فائلے ٹھلس، اور یہ پھل

سبب بوسیدہ می چید خلق  
لوگ سڑے ہوئے سبب میں تھے

گفت ہر برگ و شکوفاں غصوں  
ان شاخوں کا ہر پتہ اور گلی کہہ رہی تھی

بانگ می آمد ز سوتے ہر درخت  
ہر درخت کی جانب سے آواز آرہی تھی

بانگ می آمد ز غیرت بر شجر  
درخت کو غیرت، غداؤں کی بجائے آواز دانی

گر کے می گفت شاخاں میں سوز و  
اگر ان سے کوئی کہتا تھا کہ میں جانب جاؤ

صدہراں خلق از صحر و دشت  
جنگل اور میدان سے لاکھوں اکاں

از گلیمے سائبان می ساختند  
کسیوں کے سائبان بناتے تھے

صد تفوہر دید ہائے بیچ بیچ  
ایسی کج آنکھوں پر توبہ بار ٹپ ہے

کہ نہ بیند ماہ را بید سہا  
کہ چاند کو نہ دیکھیں، سہب کو دیکھ لیں

لیک از لطف و کرم نویسنے  
لیکن لطف اور کرم سے ناآئید بھی نہیں

پختہ می ریزد چہ سحر ستارے خدا  
پختے گر رہے ہیں اے اللہ! یہ کیا بادلوں؟

در ہم افتادہ بہ لغوا خشک خلق  
لوٹ مار میں، پیاسے باہم لڑ رہے تھے

دبدم یا نیت قومی یعلومون  
ہر وقت، کاشش میری قوم جان لیتی

سوئے ما آید خلق شور و بخت  
بدبخت لوگو! ہماری طرف آؤ

چشم شاں بستیم کلا لا و ز  
ہم نے ان کی آنکھیں بند کر دی ہیں ہر گونہ کا ہر گونہ

تا از این اشجار مستعید شوید  
تا کہ تم ان درختوں سے نشتی ہو

لہ حیوہ پھل خوب پیکر  
پھٹنے لگتا ہے۔ اس عجیب  
و گھوں انسان دہاں سے  
گذر رہے تھے لیکن وہ ان  
درختوں کو نہیں دیکھ پاتے  
تھے ز آرزو۔ یہ بھی نہیں تھا  
کہ ان لوگوں کو سایہ کی ضرورت  
نہ ہو۔

لہ ختم کردہ۔ ان لوگوں کے  
ان درختوں کو نہ دیکھ سکنے کی  
وجہ یہ تھی کہ انہوں نے

ان لوگوں کی نگاہوں پر  
غیریں لگا دی تھیں۔ سہا  
بنات افشش کا ایک چھوٹا

ستارہ ہے یعنی وہ معمولی چیز  
کو دیکھ لیتے تھے لیکن اس قدر  
مستور چیز کو نہیں دیکھ سکتے

تھے ایک یعنی یہ لوگ ادباً  
سے لٹنے کی جڑ جھڑ بھی نہیں

کہتے ہیں اور اپنی آنکھوں کے  
غیریں زائل کرنے کی تدبیر بھی  
نہیں کرتے ہیں اور خواہ

خواہ اسیدوار بھی ہیں سہب  
بوسیدہ یعنی طوم و اسرار  
تعدادندی کی طرف توجہ نہیں

کرتے اور دنیاوی طوم کے  
حصول میں دست و گریبان  
ہیں۔

لہ گفت۔ اس نور کا چہرہ  
اس کی تھاکر تھاکر کاشش  
قوم اس کو پہچان لے اور اس

کے نور پر روئے خجالت پر حیل  
پڑے۔ بانگ۔ اس نور کی  
بجائے غیرت خداوندی کی کٹر

سے آواز دانی کو گھرومت نہ  
دے انکی آنکھوں پر غم لگا دی  
گئی ہے ان کیلئے اب کوئی جاؤ



لے جملہ دعوت الی اللہ  
کے جانب میں ٹھکر بنی کجیاب  
سے داعی کو بھی جواب ملتا  
ہے۔ ریاضت چکر اس  
داعی نے تشقیق برہمت  
کی ہیں اور مجاہد ہے کئے  
ہیں لہذا داغ میں خشکی  
آگئی ہے۔ او عجب۔ داعی  
کو تعجب ہوتا ہے کہ باوجود  
استغفار و مانع ملاحتوں کے  
یہ لوگ دعوت کو کیوں نہیں  
قبول کرتے ہیں۔ مانتکوں۔  
دینکے معاملات میں سب  
عقل مند ہیں لیکن اس جوانی  
جہنستان کے بے عقلی سے  
ٹھکر بن رہے ہیں۔  
لے چشم ٹھکر بن کے ہلکے  
سے داعی میں خود اپنے ماننے  
میں دوسو سے بیدار ہونے لگتے  
ہیں۔

لے خواب چو۔ وہ داعی پھر  
سوچتا ہے کہ خواب تو بالکل  
نہیں ہے کیونکہ میں نفس لار  
میں ان چیزوں کو دیکھ رہا  
ہوں اور ان سے لطف اندوز  
ہو رہا ہوں۔ باز غرضیکہ  
داعی کے سامنے ایک طرف  
حقیقتیں ہوتی ہیں اور  
دوسری طرف ٹھکر بن کا  
بالافتاق انکار تو اس کو  
شکوہ و شبہات پیدا  
ہوئے لگتے ہیں۔ ناشتیاق۔  
یعنی یہ بھی نہیں کو ان چیزوں  
کی ان کو طلب و احتیاج  
نہ ہو۔

جملہ میگفتند کایں مسکین مست  
سب کہتے تھے، کہ یہ بیچارہ مدہوش  
منہز این مسکین ز سودائے دراز  
اس بیچارے کا داغ طویل وہم سے  
او عجب می ماند یارب حال حسیّت  
وہ تعجب میں رہ جاتا ہے خدا! یہ کیا حال ہے؟  
خلق گوناگوں باصد رائے عقل  
مختلف قسم کے لوگ سینکڑوں رائے اور عقل کے ہوتے  
عاقلان زیر کاں شان اتفاق  
ان میں سے سمجھدار اور ذہین بالاتفاق  
یا منعم دیوانہ و حیراں شدہ  
یا میں ہی دیوانہ اور پاگل ہو گیا ہوں  
چشم می مالم بہر لحظ کہ من  
میں ہر اکم آنکھیں ملتا ہوں کہ میں  
خواب چو بود بر درختاں میروم  
خواب کیا ہوتا ہے میں درختوں پر گھوم رہا ہوں  
باز چوں من بنگرم در منکراں  
بہر جب میں منکروں کو دیکھتا ہوں  
باکمال احتیاج و افتقار  
پوری احتیاج، اور ضرورت کے باوجود  
زاشتیاق و حرص یک گدشت  
دشمت کے ایک پتے کے شوق اور حرص میں  
در ہر کمیت زین سخت زین شما  
ان درختوں اور پہلوں سے پیچھے ہٹتے ہوئے  
باز می گویم عجب من بیخودم  
پھر میں کہتا ہوں کہ میں عجیب بیہوش ہوں

از قضا را اللہ دیوانہ شدست  
اللہ کے حکم سے، دیوانہ ہو گیا ہے۔  
وزریاضت گشتہ فاسد چوں پایا  
اور مجاہدے سے پیاز کی طرح سستہ گیا ہے  
خلق را ایں پردہ و ضلال حسیّت  
لوگوں کی عقل پر یہ پردہ اور گمراہی کیسی ہے؟  
یک قدم آں سونمی آرند قفل  
اس جانب ایک قدم نہیں بٹھاتے ہیں  
گشتہ منکر ز اینچنین باغ و عاق  
ایسے باغ کے منکر اور نافرمان بن گئے  
دیو چیزے مر مرا بر سر زوہ  
شیطان نے مجھ پر مستط کر دیا ہے  
خواب بنیم یا خیال اندر من  
دنیا میں خواب دیکھ رہا ہوں یا خیال محض  
میسو ہاں می خورم چون نگریم  
میں انکے چل کھا رہا ہوں گریہ کیسے نہ ہوں؟  
کہ ہی گیرند زین بتاں کراں  
کہ وہ اس باغ سے کتنا نہ کر رہے ہیں  
زار زوئے نیم غورہ جاں پیار  
اور کچھ پھلوں کی آرزو میں جان کو کھینچتے ہوئے  
میزند ایں لے نوا یا لہ سخت  
یہ بے سہارا سخت آویں بھس رہے ہیں  
ایں خلایق صد ہزار اندر ہزار  
یہ لوگ لکھ لکھ  
دست در شاخ خیالی در زوم  
ایک خیالی شاخ کو پکڑ رہا ہوں







در تعجب نیست ز ماندہ بولہب  
ابولہب بھی تعجب میں پڑا ہوا تھا  
تا چہ خواہد کرد سلطان شگرف  
دیکھو عظیم شہنشاہ کیپ کرے گا  
چند گونی چند حول فحط گشتش  
جبکہ اسبغے دانے کان کا قوط ہے کتنا ہے گا

زین تناز عہا محمد در عجب  
ابھی (قسم کے) اختلافات سے محمد تعجب میں تھے  
زین عجب آں عجب فرقت  
اس تعجب اور اس تعجب میں گہرا فرق ہے  
اے دقوتی تیز تر راں ہیں جموش  
اسے دقوتی تیز چلا خبردار! چپ ہو جا

یک درخت شدن آں ہفت درخت در نظر او

اُن کی نگاہ میں اُن شاخ درختوں کا ایک درخت بن جانا

باز شد آں ہفت جملہ یک درخت  
پھر وہ سب ساخ (درخت) ایک ہو گئے  
من چساں می شتم از حیرت  
میرا بھی حیرت سے، عجب حال تھا  
صف کشیدہ جوں عجا کردہ سا  
صف بنائے ہوئے جماعت کی طرح ساز (وساں) کے  
دیگر اں اندر پس او در قیام  
دوسرے میں کہیں قیام میں  
از درختاں پس شگفتہ می نمود  
درختوں سے مجھے بہت عجیب معلوم ہوا  
گفت العجم و شجر راہ سجداں  
فرمایا ہے بیلین اور درخت سجدہ کرتے ہیں  
اِس چہ ترتیب نماز ست پنچاں  
اِس طرح نماز کی یہ کیا ترتیب ہے؟  
اِس عجب داری زکار ماہنوز  
مجھے اب تک پہلے کام پر تعجب ہے

گفت اندم پیشتر من میکوت  
(دقوتی نے) فرمایا میں سداوند کے بڑے  
ہفت می شد فردمی شد ہر دو  
دو کہیں ساخ ہو جاتے، کہیں ایک  
بعد ازاں دیدم درختاں در نماز  
اُنکے بعد میں نے درختوں کو نماز کی حالت میں دیکھا  
یک درخت از پیش ماںندام  
امام کی طرح ایک درخت آگے  
اں قیام واں رکوع واں سجود  
وہ قیام، وہ رکوع، وہ سجدہ  
یا دردم قول حق را اں نمان  
اُس وقت مجھے اللہ تعالیٰ کا قول یاد آیا  
اِس درختاں را نہ زانوئے میاں  
ان درختوں کے زانو ہے نہ کر  
آمد الہام خدا کاے بافروز  
خدا کا الہام آیا کہ اسے برفروز

ہفت مرد شدن آں ہفت درخت

اُن ساخ درختوں کا ساخ مرد بن جانا

اے زین تناز عہا ابھی تم کے  
جملہ کے انحصار کے ساتھ  
قرش نے کئے اس طرف اُن  
کے انکار پر انحصار کو تعجب  
ہوتا تھا دوسری طرف انحصار  
کی دعوت پر ابولہب کے تعجب  
ہوتا تھا۔ اِس عجب۔ یعنی  
دامی کا قوم کے انکار پر تعجب  
اور ملکرین کا دامی کی دعوت  
پر تعجب ان دونوں میں  
انجام کے اعتبار سے بہت  
بڑا فرق ہے  
اے ہفت۔ ان ساخ  
درختوں کا کہیں ایک جتنا  
کہیں ساخ بن جانا میرے  
نے انتہائی حیرت کا سبب  
تھا۔ بعد ازاں اِس کیفیت  
کے بعد اُن ساخ درختوں  
نے نماز کی صف بندی کی اور  
اُن میں سے ایک امام بن  
گیا۔

اے آں قیام۔ درختوں کی  
نماز پر مجھے بڑا تعجب ہوا اور  
مجھے قرآن کی یہ آیت یاد آئی  
وَالْبُحْرُومُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدُونَ  
یعنی زمین وغیرہ پر پھیلنے  
والی بیلین اور درخت اللہ  
کو سجدہ کرتے ہیں۔ درختوں کو  
نماز میں کھڑا ہونا ہے اور  
احتیاط میں زانو کے بل بیٹھا  
جاتا ہے، ان درختوں کے  
نکر ہے کہ یہ کھڑے ہو سکیں  
زانو سے کہیں کے بل بیٹھ  
سکیں تو یہ کیسی نماز ہے۔



بعد دیرے گشتہ آنہا ہفت د  
تھوڑی دیر کے بعد وہ (دوست) ہاٹ کر دنگے  
چشم می مالہم کہ آں ہفت سال  
میں انہیں کتنا خاک و لہو ساٹ شیر (مرد)  
چوں بہ نزدیکی رسیدم من ز راہ  
جب میں راستے سے (اُن کے) قریب پہنچا  
قوم گفتندم جواب آں سلام  
قوم نے مجھ سے اُس سلام کے جواب میں کہا  
گفتم آخر چوں مرالشاختند  
میں نے (اُن میں) کہا کہ مجھے کیسے پہچان گئے؟  
از ضمیر من بدالتند زود  
وہ میرے دل کی بات فوراً سمجھ گئے  
یا نغم داند کلے جان عزیز  
آنہوں نے مجھے جواب دیا کہ اے پیدے!  
برو لے کورا شحیر با خداست  
اُس دل پر جس کو خدا کے ساتھ حقیر ہے  
گفتم اسوئے حقائق بشکفید  
میں نے کہا حقائق کی جانب اگر تیرا شکفت ہو  
ایں سخن چوں ملازمن خطا  
جب گفتگو میں میری جانب سے یہ بات آئی  
گفت اگر اسے شود غیب از ولی  
کہا اگر وہ ہے، کوئی نام مناسب ہو  
بعد ازاں گفتند ما را آرزو  
انہں کے بعد انہوں نے کہا، ہماری تمنا  
گفتم آئے یک یک ستار من  
میں نے کہا ان لیکن تھوڑی دیر بعد کیونکہ میں

جملہ در قعدہ پے یزدان فرد  
انڈا اُٹھ کے لئے سب قعدہ میں تھے  
تا کیا نند و چہ دارند از جہاں  
کون ہیں اور دنیا سے کیا (مرتبہ) رکھتے ہیں؟  
کردم ایشان را سلام از انتبا  
ہر شخص سے میں نے اُن کو سلام کیا  
اے دقوتی، مفخر و تاج کرام  
اے دقوتی، بزرگوں کے لئے بافت کمر اور تاج  
پیش از میں بر من نظر نیند اختند  
میں سے پہلے انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہے  
یک دگر را بنگریدند از فرد  
تجلی نظروں سے ایک نے دوسرے کو دیکھا  
چوں پوشیدست اینہا بر تو نیز  
یہ تم پر بھی کیوں پوشیدہ ہے؟  
کے شود پوشیدہ راز چپ و را  
دائیں اور بائیں کا راز کب پوشیدہ ہوتا ہے؟  
چوں ز حرف و اسم رسمی آفید  
رسمی نام اور حرف سے کیسے واقف ہو؟  
آں شہاں حال گفتندم خوا  
اُن شاہوں نے فوراً مجھے جواب دیا  
آں ز استغراق دان نز جاہلی  
تو وہ استغراق کی وجہ سے سمجھ نہ کر لاء علی سے  
ہست بر تو افتد اے خو برو  
تیری اِقتدار کرنے کی ہے اے حسین!  
مشکلاتے دارم از دور ز من  
زمانہ کے انقلاب کی وجہ سے مجھ کو مشکلات دیکھتا  
ہوں

اے بعد دیرے تھوڑی دیر  
کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ سا  
دوست پیراں انسان بن  
گئے اور قعدہ میں ہیں مینی  
احیاء شمع کر چڑھ رہے  
ہیں۔ اوصلاں، بغیر چہ دارند  
یعنی اُن کا دنیا میں کس قدر  
اور بجا مرتبہ ہے۔ آفتابہ آفتاب  
مفخر جانے لگے۔

اے بشتا خند، چونکہ انہوں  
نے نام لیا تھا، تو دینی بھی  
لگا ہوں سے ایک نے دھڑک  
کو دیکھا، بروئے جس قلب  
کو اٹھ کے ساتھ مقام حیرت  
کا قریب حاصل ہو گیا ہے اُس  
پر سب غمی بائیں مشکف  
ہو جاتی ہیں۔

اے گفتم، میں نے اُن جملہ  
سے کہا کہ اویار کی حقیقتوں  
کی طرف توجہ ہوتی ہے اور  
وہ صرف اُن کا ادراک کرتے  
ہیں رسمی نام کی طرف متوجہ  
نہیں ہوتے نہ اُن کو اس کا  
ادراک ہوتا ہے تو آپ نے  
نام دقوتی کیسے جان لیا۔ آں  
ز استغراق، چونکہ وہ استغراق  
حق میں مستغرق رہتا ہے اُس  
نے رسمی ناموں کا ذہول ہو  
جا رہا ہے یہ نہیں ہے کہ اُن  
کو باطنی توجہ کے ذریعہ اُس  
معلوم کرنے کی قدرت نہیں  
ہے۔ اِقتدار، نماز میں مستغرق  
ہونا۔



لے آخود صحبت میں بڑی  
تاثیر ہے بیج یعنی اور پالی کی  
صحبت اختیار کرتا ہے تو  
انگور بن کر پھر لہے۔ دھرم  
افسردہ اندو گئیں خوشی  
داند با کلیہ یعنی میں گیا اجنا  
رنگ و بسبب ختم کر دیا پھل  
سودا و بسط۔ پھیلانے۔

لے پیش آمل یعنی دانے  
اپنے آپ کو مٹی میں ملا دیا تو  
اس کا ظاہر ختم ہو گیا اور  
اس کے باطن نے جلوہ گری  
شروع کر دی۔ سرچشم یعنی  
انھوں نے سر سے ایسا اشارہ  
کیا جس کا مطلب تھا کہ ہم  
تیار اکہا نامیں گے۔ صحبت  
مختص بہم دیاں یعنی  
مراقبہ کرتے ہی میں دور  
زمانہ سے باہر نکل گیا۔

لے جھلکے یعنی مالک کے سارے  
تغیرات دور زمانہ کی وجہ سے  
میں جو شخص دور زمانہ سے  
بالا تر ہو جائے اس میں کوئی  
تغیر نہیں آتا۔ تاز چونی۔

انسان اگر دور زمانہ سے  
بالا تر ہو جائے تو کم اور کیف  
سے بالاتر ہو جاتا ہے چوں  
نماند جب انسان چوں و  
چرا سے آزاد ہو جائے تو وہ  
خدا کے بیچوں کامراں بن جاتا  
ہے۔ ساعت۔ جو لوگ زمانہ

میں مقید ہیں وہ لازماً فنا  
باری کی طرف راہ یاب نہیں ہو  
سکتے۔ تیر تفر طلب جستجو  
میں ہر سالک اور غیر سالک  
کی ایک حد مقرر ہے مگر کوئی  
غیب مقرر نہیں کر اس کو یہی  
مقام پر گئیں جلوت۔ مطلب

یہاں تا زمانہ ختم ہو گیا

تا شود آں حل بہ صحبت ہائے پاک

تا کہ پاک صحبتوں سے وہ حل ہو جائیں  
داند پیر مغز با خاک و ذرم  
پیر مغز دانے، افسردہ یعنی کو

خوشتن در خاک کئی محو کرد

(دانے) اپنے آپ کو بالکلیہ مٹی میں ملا دیا  
انہیں آں محو قبض او نماند

اس کے بعد اس کا سمٹ ڈال دیا  
پیش اصل خویش چون بیخوش شد

جب وہ اپنی اصل کے سامنے بیخود ہو گیا  
سرچشمیں کر دندہیں فرماں ترست

انھوں نے سر اس طرح کیا، ہاں جو تیر انکم ہو  
ساعتے با آں کر وہ محبتے

تھوڑی دیر کے لئے اس پر گزیدہ کر وہ کے ساتھ  
ہمدال ساعت ساعت مست جا

اسی وقت روح زمانہ سے آزاد ہو گئی  
جملہ تلونہا ز ساعت جا ستست

سارے تغیرات زمانہ سے پیدا ہوئے ہیں  
ساعتے بیرون شوا ز ساعت دلا

اے دل تھوڑی دیر کیلئے زمانہ سے باہر ہو جا  
چوں ز ساعت سا بیل شوی

جب تو تھوڑی دیر کے لئے زمانہ سے باہر ہو جائیگا  
ساعت از بے ساعتی آگاہیت

زمانہ بے زمانہ بن سے واقف نہیں ہے  
ہر نفر را ہر طویلہ خاص او

ہر شخص کو اس کے خاص اصطبل پر

کہ بہ صحبت وید انگورے ز خاک

کیونکہ صحبت سے مٹی سے انگور اگتا ہے  
خلوتی و صحبتی کرد از کرم

کرم سے خلوتی اور سامنی بنالیا ہے  
تا نماندش رنگ بو و سرخ و زرد

حتی کہ اس کا رنگ بو اور سرخ و زرد باقی نہ رہا  
بر کشاد و بسط شد مرکب بر بند

نکل گیا اور پھیل گیا، سواری بڑھا دی  
رفت صورت جلوہ معنیش شد

صورت ختم ہو گئی اسکے باطن کا جلوہ نمودار ہو گیا  
تف دل از سرچشمیں کر دن سخت

اس طرح سرچشم سے دل سے ایک شعلہ نکلا  
چوں مراقب شتم و از خود جدا

جب میں مراقب اور اپنے لئے جدا ہوا  
زانکہ ساعت پیر گرداند چوں

کیونکہ زمانہ جو ان کو بڑھا بنا رہا ہے  
رست از تلون کہ از ساعت بر

جسکو زمانہ سے نجات مل گئی وہ تغیر سے نجات پا گیا  
تاز چونی واری و از چرا

تا کہ تو چون و چرا سے نجات پالے  
چوں نماند محرم بیچوں شوی

چوں ختم ہو جائیگا تو بے چوں کا محرم مراد بن جائیگا  
زانکہ آں سو جز تحیر راہ نیست

کیونکہ اس جانب تحیر کے علاوہ کسی کا راستہ نہیں ہے  
بست اند اندر جهان جستجو

تنگ و دو کی دنیا میں اندھ رہا ہے



منتصب بر ہر طویلہ راضی  
ہر مطلب پر ایک چابک سوار مقرر ہے  
از ہوس گراز طویلہ بکسلد  
اگر ہوس کی وجہ سے مطلب سے بچے  
وزماں آخر حیاں چست خوش  
فروز چست اور ہوشیار سائیس  
حافظاں اگر نہ بینی اے عیار  
لے کرے! اگر تو نگہبانوں کو نہیں دیکھتا ہے  
اختیارے می گنی و دست و پا  
تو ایک چیز اختیار کرتا ہے اور میرے اختیار میں  
روئے در انکار حافظ بردہ  
تو نے منافق کے انکار کا رخ کر لیا ہے

جز بدستوری نیاید راضی  
اجازت کے بغیر کوئی نافران باہر نہیں آ سکتا  
در طویلہ دیگران سر بر کند  
(اور) دوسروں کے اسطبل میں گئے  
گوشتہ انصار او گیرندوش  
انہی بھاری کاسرا پڑتے ہیں اور بچے لیتے ہیں  
اختیارات را بہیں بے اختیار  
اپنے اختیار کو بے اختیار دیکھ لے  
بر کشادستت چرا جسی چو  
کھلے ہوئے ہیں توڑ کا ہوا کیوں ہے!  
نام تہدیدات نفسش کردہ  
اس کا نام تو مٹنے لکھش کی تہدیدات رکھ لیا جو

### پیش رفتن دقوتی بامامت آں قوم

دقوتی رفتن دقوتی کا اس قوم کی امامت کے لئے کئے بڑھنا

ایں سخن پایاں نہ دار تیز دو  
ان باتوں کا فائدہ نہیں ہے تیسرے دوڑ  
اے یگانہ ہیں دو گانہ برگزار  
لے بکتا! دو رکعتیں ادا کر  
اے امام چشم روشن در صلوٰۃ  
اے نمازیں روشن چشم والے، امام  
در شریعت ہست کروہ آگیا  
لے بزرگ! مشریت میں کروہ ہے  
گرچہ حافظ باشد و حیت فقیہ  
(وہ اندھا) اگرچہ حافظ اور ہوشیار اور فقیہ ہو  
کور را پر سیز نبود از قدر  
اندھے کا گندگ سے بچاؤ نہیں ہوتا ہے

ہیں نماز آمد دقوتی پیش شو  
خبردار! نماز کا وقت آگیا، آگے بوجا  
تا مژتین گرد و از تور و زگار  
تا کہ زمانہ پیری وجہ سے بارون بن جائے  
چشم روشن می بیاید پیشوات  
تیرا امام روشن چشم ہونا چاہیے  
در امامت پیش کردن کورا  
اندھے کو امامت میں آگے بڑھانا  
چشم روشن بہ و گر باشد سفید  
روشن چشم والا بہتر ہے خواہ آن پر ہو  
چشم باشد اصل پر سیز و خذر  
بچاؤ اور پر سیز کی بنیاد آنکھ ہوتی ہے

لے راضی گھڑے کو  
سدھلے والا۔ راضی نہایت  
نکش۔ آخر حیاں آخری  
گھڑے کا سائیس۔ آگیا  
بچھاڑی۔ حافظاں۔ اگر  
السان اپنے اس نگہبان  
نبی کو نہیں دیکھ سکتا تو اس  
کے وجود کو اس سے سمجھ لے  
کہ انسان ہر چند کوشش کرتا  
ہے اور ہر طرح سے کوشش  
کے لئے آزاد ہوتا ہے لیکن  
مقصود تک نہیں پہنچتا  
اس سے معلوم ہوا کہ کوئی نہ  
کوئی فیض بندش ہوتی ہے۔  
اس نام تہدیدات یعنی تم  
اس سے انکار کرتے ہو کہ یہ  
رکاوٹ محافظ نبی کی وجہ  
سے ہے اور یہ کہنے لگتے ہو  
کہ انسان کو رکاوٹ لکھش کے  
ارادہ کی وجہ سے پیش آجاتی

ہے  
اے امام میں تم ایسے  
امام ہو جس کی باطنی چشم مکمل  
ہوتی ہے اور امامت کیلئے  
ایسا ہی شخص مناسب ہے  
جو روشن ضمیر ہو۔ در شریعت  
فقد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ  
اندھے کے بچے ناز کر رہے ہیں۔  
چشم روشن۔ روشن ضمیر نام  
بہتر ہے خواہ اس کی ظاہری  
تعلیم نہ ہو۔ قدر بخت۔



لے مجھ کو گدرا چلا پھرنا۔  
کوری باطن۔ اگر انسان دل  
کا اندھا ہے تو وہ چشم خرم ہے۔  
کوری ظاہر۔ ظاہری اندھے پر تو  
ظاہری نجاست ہوتی ہے  
جس کا ازالہ آسان ہے لیکن  
باطن کے اندھے میں باطنی  
نجاست ہے جس کا ازالہ  
بڑا دشوار ہے۔

۱۵۵۔ جز باب چشم۔ ظاہری  
نجاست بانی سے دھو دی  
جاتی ہے لیکن باطنی نجاست  
صرف آئینوں سے دھلتی  
ہے۔ لاجرم خدا نے کافر کو کفر  
باطنی نجاست کی وجہ سے  
قرار دیا ہے۔ اس نجاست  
ظاہری نجاست کی بدولت تو  
دور تک پہنچتی ہے لیکن باطنی  
نجاست کی بدولت بہت قند  
نکھیلیتی ہے۔ بلکہ باطنی  
نجاست کی بدولت دنیا ہی  
نک نہیں آسکتی بلکہ پہنچتی  
ہے۔ وضو آن۔ اور وضو  
۱۵۶۔ اچھی گرمی میں نے جو  
نکھتے تھے وہ تیری عقل کی  
بقدر تھے اس کوئی پورا  
سمجھدار دیکھ تو تفصیل بیان  
کر دیکھا مجھے اسکی تپا ہے فہم  
انسان کے بدن اور فہم کی  
مثال گوڑے اور اٹھ کے پانی  
کی سمجھو اس سو بدن کے  
ٹھیلیاں جو اس غصہ بزر  
پانی سوزنوں کے ہیں اگر  
ٹھیلیاں کے سوراخ نہ بند کئے  
جائیں تو ٹھیلیاں میں نہ برف  
رہے گا جس سے پانی تپا ہے نہ  
پانی بیس طرح اگر اس غصہ  
کی حفاظت نہ کیا جائے تو فہم

نہاں ہوا کی آہیں صوفیوں کے لئے ہیں کہ انہیں گدرا چلا پھرنا

اوپلیدی رازہ بیند در عبور  
وہ گزرتے ہیں گنگ کو نہیں دیکھ سکتا ہے  
کوری باطن کو دکان مشرور  
باطن کا اندھا ہیں بُرائیوں کی کان ہے  
کوری ظاہر در نجاست ظاہر  
ظاہری اندھا، ظاہر نجاست میں ہے  
اس نجاست ظاہر ازلے رود  
یہ ظاہری نجاست بانی سے دور ہوتی ہے  
جز باب چشم نتوان شستن آن  
بلکہ آنکہ کے پانی کے سوا نہیں دھو یا جاسکتا  
چوں نجس خواندہ است کافر اخدا  
جبکہ خدا نے کافر کو نجس کہا ہے

ظاہر کافر لوث نیست زیں  
کافر کا ظاہر اس سے لوث نہیں ہے  
اس نجاست پوشیدہ گام  
اس نجاست کی بدولت بین قدم سے آتی ہے  
بلکہ پوشش آسمانہا بر رود  
بلکہ آسمان کی بدولت آسمانوں تک جاتی ہے  
اچھ میگویم بقدر فہم دست  
میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تیری سمجھ کی بقدر ہے  
فہم آب است وجود تو سبکو  
تیری سمجھ پانی ہے اور تیرا وجود ٹھیلیاں ہے  
اس سبورا ہیج سوراخست زریف  
اس ٹھیلیاں پانی گہرے سوراخ ہیں  
امر غصوا غصۃ ابصار کم  
ترنے۔ اپنی نگاہوں کو بہت رکھو۔ کام کم

ہیچ مومن را مباد چشم کور  
خدا کرے کبھی مومن کی آنکھ اندھی نہ ہو  
زانکہ اندر فعل و قولش نیست نور  
کیونکہ اس کے فعل اور قول میں نور نہیں ہوتا ہے  
کوری باطن در نجاست ہست  
باطن کا اندھا، باطنی نجاستوں میں ہے  
واں نجاست باطن افزوں میو  
باطن کی نجاست بڑھتی رہتی ہے  
چوں نجاست باطن شرعیہا  
جبکہ باطن کی نجاستیں واضح ہو جائیں  
اس نجاست نیست بر ظاہر دورا  
یہ نجاست اس کے ظاہر پر نہیں ہے  
آں نجاست ہست اخلاق و دل  
وہ نجاست اخلاق اور دل میں ہے  
واں نخلت پوش از رے تابشام  
اس نجاست کی بدولت رے سے تابشام  
بر دماغ خور و رضواں بر شود  
حرار اور رضوان کے دماغ پر چھا جاتی ہے  
مردم اندر حسرت فہم دست  
پوری سمجھ کی حسرت میں ہیں مبرا  
چوں سبکو شکست یزد آب رود  
جبکہ ٹھیلیاں ٹوٹ جاتی ہے پانی اس سے بہہ جاتا ہے  
اندر رنے آب ماند خود نہ برف  
اس میں نہ پانی ٹھہرے، نہ برف  
ہم شنیدی راست نہادی تو کم  
بھی سننا، تو نے مسیح کان نہ دھرا



از دہانت نطق فہمت را برد  
تیرے منہ کی گفتگو تیری سمجھ کو برباد کر دیتی ہے  
پہنچیں سوراخ جائے دیگر ت  
اسی طرح تیرے دوسرے سوراخ  
گزر دیا آب را پیروں گنی  
اگر تو دریا سے پانی باغ و بستان نکالے  
بیگہ استارنے بلویم حال را  
بے موقع ہے، درخت میں بجے مال بتاتا  
کال عوضہا و ان بدلہا بحر را  
وہ عوض، اور وہ بدلے، دریا میں  
صد ہزاراں جانور زومی خورد  
اُس میں سے کھوں جانور چتے ہیں  
باز دریا اک عوضہا می کشد  
پھر دریا ان بدلہ کو حاصل کر لیتا ہے  
قصہا آغاز کردیم از شباب  
جلدی میں ہم نے بہت سے قصے شروع کر دیے  
اے فیض الرحمن حُسام الدین را  
اے عقل مند، فیض الرحمن، حُسام الدین !  
تو بنا در آمدی در جان دل  
تم دل و جان میں ندرت سے آئے  
چند کردم مَدح قوم ماضی  
میں نے گذشتہ قوم کی بہت تعریفیں کیں  
خانہ خود را شناسد خود دعا  
خود اپنے مقام کو خود پہچان لیتی ہے  
بہر کتمان مدح از نا محس  
تعریف کرنا اہل سے چھپانے کے لئے

گوش چوں یک آب فہمت خود  
کان ریت کی طرح تیری سمجھ کے پانی کو بلی جاتا ہے  
می کشاند آب فہم مضمت  
تیری پیچھے ہٹنے سمجھ کے پانی کو گمراہ کر رہی ہیں  
بے عوض آن کھرا حامل گنی  
بغیر بدلے کے اہل دریا کو جنگل بنادے  
مدخل اعوض را و ابدال را  
موضوں اور بدلوں کے داخل ہونے کا  
از کجا آید ز بعد خربہا  
خروج کے بعد کہاں سے آتے ہیں ؟  
ابراہیم از بر و ش می برند  
اُتر بھی (پانی)، اُس میں سے باہر لے جاتے ہیں  
از کجا دانند اصحاب رشد  
کہاں سے ؟ ہدایت یافتہ جانتے ہیں  
ماند بے مخلص درون اس کتاب  
اس کتاب (مثنوی) کا باطن بے مقصد رہ گیا  
کہ فلک و ارکان چو توشاے نژاد  
کہ آسمان اور عناصر نے جو جیسا شاہنشاہ پر جانا  
اے دل و جان از قدم تو محفل  
تمہاری تعریف آوری سے دل میں ہوا شرمندہ  
قصہ من زانہا تو بودی انتقہا  
تقاضائے طبع سے تم ہی اُنے پر مقصود تھے  
تو بنام ہر کہ خواہی کن ثنا  
تو چاہے جس کا نام لے کر تعریف کر  
حق نہاد دست اس حکایا و مثل  
اشارہ اٹھانے والے یہ حکایتیں اور مثالیں بنادی ہیں

۱۵ از دہانت نطق فہمت را برد  
گوشگوشے بھی فہم برباد کر دیتی  
پہنچیں سوراخ جائے دیگر ت  
سینکھا تو فہم برباد ہو گیا۔  
گر لکھنا ادا ہونے کو اس قدر  
کے ذریعے بھی فہم حق کا گناہ  
ہوتا ہے لیکن حاصل کاوش  
اور بدل حاصل کر لیتے ہیں۔  
بیگہ وقت نہیں ہے حد  
میں سمجھنا تاکہ اختیار کرے عوض  
اور بدل کہاں سے حاصل ہوتا  
ہوتا ہے۔  
۱۶ کان عوضہا و ان بدلہا بحر را  
کا پانی خراج ہوتا تھا ہے بڑا  
بادل دیاؤں سے پانی حاصل  
کرتے ہیں سمندر کا پانی بھارت  
میں تبدیل ہو کر اُتر رہا ہے  
قصہا میں نے اس کتاب میں  
تقریباً ان کا شروع کرتے  
۱۷ اے فیض الرحمن حُسام الدین را  
کا تعلق باہر سے شرمندہ گزری  
مصرعہ بر تو میں سے ہے کریا  
میں فیض الرحمن کی تعریف ہے  
راور عقل مند، بزرگ، ناقد۔  
۱۸ فیض الرحمن کی شخصیت شاید  
زمانہ ہے عقل چو کبریا  
تیرے شایان شان نہیں جو  
انتقار یعنی میری طبیعت  
کا تقاضہ ہی ہے کہ تیرا ذکر  
در حدیث و کتب کرا دیا۔  
۱۹ بہر کتمان مدح از نا محس  
رکھنے کیلئے اس کی کسی مثال  
ذریعہ ذکر کیا جاتا ہے۔



لے اگرچہ میری تیر نہیں  
تیرے مرتبے کم ہیں مکتوب  
روئی کا کھڑا ایک گنا ہے  
اٹھ تھلے روئی کا ایک گلو  
بھی قبول فرمائی ہے اور  
زیادہ مقدار کے مدد کا  
سے مطالب نہیں ہوتا ہے۔  
کڑو دیدہ یا شکر کے یہاں  
آنکھوں کے ڈھانسوں کی  
وہ قدیمے جوڑے سے  
ڈھے ال کی قدر نہیں ہے۔  
اہام۔ یعنی میں نے جو تیر نہیں  
کی ہیں ان سے مقصود...  
ضیاء الحق ہیں۔ تیر و ضیاء الحق  
کا نام مزاح سے لے نہیں  
یا تاکہ حاسدوں پر حسد  
کریں۔

لے خود خیال میں ضیاء الحق  
کا تصور حاسدوں کے دماغ  
میں نہیں آسکتا۔ ان کے تصور  
اور حاسدوں کے دماغوں  
کی مثال طوطی اور چرچے کے  
ہل کی ہے۔ آخیاں۔ ان  
حاسدوں کے ذہن میں۔  
منہاجی کا حقیقی تصور نہیں  
ہے بلکہ بناوٹی ہے جیسا کہ  
بعض چاندیچے والوں کو  
اپنی ابرو کا بال چاندیچے  
میں نظر آتا ہے۔ یعنی  
پانچوں حواس ہفت یعنی  
ساتوں آسمان۔

لے درختیات۔ اشیائیں  
جب کوئی السلام علیہا وعلیٰ  
عبداللہ الصّٰلِحِیْنَ کہتا  
ہے تو اس میں مملو ہے  
اور نیک بندوں پر سلامتی  
کی دعا ہو جاتی ہے۔ ممدوح۔  
حقیقی تعریف صرف خدا کی ہو

گرچہ آں مدح از تو ہم آمد مجمل

اگرچہ وہ تعریف بھی تم سے شرمندہ ہے

حق پذیر دوسرے دار و معاف

اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے زیادہ سے زیادہ

مُرخ و ماہی دانداں ایہام را

اس اجمال کو پرند اور مچھلی سمجھتے ہیں

تا برو آہ حسوداں کم و زو

تاکہ حاسدوں کی آہ امن پر نہ بھٹے

خود خیال را کجا یا بد خسود

ان کے خیال کو حاسد کب پائے گا؟

آں خیال او بود از احتیال

وہ اس کا بناوٹی خیال ہے

مدح تو گویم بروں از تیج و ہفت

میں تمہاری تعریف پانچ اور سات زیادہ کرتا

لیک پذیر و خدا جہد المثل

لیکن اللہ تعالیٰ، نادار کی کوشش قبول فرماتا ہے

کزد و دیدہ کور و قطرہ کفاف

روانگی آنکھوں سے دو قطرے کافی ہیں

کستودم مجمل اس خوش نام را

کہیں نے مجھ کو اس پیارے نام کی تعریف کی ہے

تا خیال را بدنداں کم کزد

تاکہ ان کے خیال کو دانتوں سے نہ کاٹیں

در وثاق موش طوطی کے غنود

چبے کے ہل میں طوطی کب سوئی ہے؟

موئے ابروے و دست آں کمال

وہ اس کی ابرو کا بال ہے، نہ کہ چہاں

برنوس انوں دقوتی پیش رفت

اب تصور کر، دقوتی آگے آگے

پیش رفتن دقوتی مامات آں قوم غیبی

اس غیبی قوم کی امامت کے لئے دقوتی آگے بڑھنا

مدح جملہ انبیا آمد عجین

سب نبیوں کی تعریف تقدس ہوئی ہے

کوز ہا در یک لکن در ریختہ

پالوں کو ایک ملشت میں ڈال دیا

کیستہ ازین روئے جز یک کشیت

اس اعتبار سے مناسب بھی ایک کے علاوہ نہیں

برصو و اشخاص عاریت بود

صور توں اور شخصوں کے لئے عارضی ہوئی ہو

درختیات و سلام صاحبین

النبیات اور نبیوں پر سلام میں

مدح ہا شد جملگی ایختہ

سب کی مدح یک ہی تعریف ہو گئی

زانکہ خود مدح جز یک پیشیت

اس لئے کہ خود مدح ایک کے علاوہ نہیں ہے

وانکہ ہر مدح بنوہ حق رود

سمجھ لے کہ ہر تعریف اللہ تعالیٰ کے نور کی طرف ہوتی ہے

صور اشخاص اور صورتیں جو کچھ کسی نوعیت سے کس فیض کی لیتی ہیں لہذا وہ قابل مدح ہوجاتی ہیں۔



ندھا جز مستحق را کے کنند  
 دوگ آستین کے علاوہ کسی کی کب تعریف کرتے؟  
 ہیمو نور تافتہ بر حائلے  
 جس طرح کہ نور دیوار پر پڑتا ہے

لاجرم چوں نور سونے اہل رند  
 لا بھار جب نور اہل کی طرف بٹھ جائے  
 یاز چاہے عکس ماہی وانمود  
 یا کسی کنویں میں چاند کا عکس نمودار ہوا

در حقیقت مادیح ماہست او  
 حقیقتاً وہ چاند کی تعریف کرے والا ہے  
 مدح او مہ راستے آں عکس  
 اہل تعریف چاند کیلئے ہے مگر عکس کے لئے

کز شقاوت گشت گمراہ آں دلیر  
 کیونکہ وہ جری بدبختی سے گمراہ ہو گیا ہے  
 زین بتاں علقان کیشاں میثوند  
 ان بتوں کی وجہ سے لوگ پریشان ہوتے ہیں

زانکہ شہوت باخیالے راندہ  
 کیونکہ شہوت رانی ایک خیال سے کی ہے  
 باخیالے میل تو چوں پر بود  
 خیال کی جانب حیرت کا بد کی طرح ہوتا ہے

چوں براندی شہوتے تیرت بر  
 جب تو نے شہوت رانی کی تو تیرا بڑ بھڑکیا  
 پز گہدار چنین شہوت مراں  
 بڑ کی خفاکت کرا اور اسی شہوت رانی ذکر

خلق پندارند عشرت می کنند  
 لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ میسر کر رہے ہیں

لیک بر سیداشت گمراہ می شوند  
 لیکن نامہ گمان کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں  
 حائلے آن انوار را چوں رابطے  
 (اور) دیوار اُن نوروں کے لئے واسطہ ہے

فضال مہکم کرد و زبانش بر ماند  
 گمراہ نے چاند کو مہکم کر دیا اور تعریف سے رک گیا  
 سر بہ چیم می کرد و آں را می ستود  
 کنویں میں سر جھکا یا اور اُس کی تعریف کر رہا ہے

گرچہ چہل اوبعکسش کرد و رو  
 اگرچہ آئینے نادانی سے عکس کی طرف منہ کر رہا ہو  
 کفر شد آں چوں غلط شد ماجرا  
 جب مساک غلط ہو گیا کفر ہو گیا

مہربالا بود او پنداشت زیر  
 چاند اور تھا وہ نیچے سمجھا  
 شہوتے راندہ پشیمان می شوند  
 شہوت پوری کر کے شرمند ہوتے ہیں

در حقیقت دور تر و ماندہ  
 (حقیقت) (اصل سے) بہت دور باقی ہے  
 تابداں پر بر حقیقت بر شود  
 تاکہ تو اُس پر گمراہی حقیقت تک پہنچے

لنگشتی وال خیال ز تو گرخت  
 تو لنگڑا ہو گیا اور وہ خیال تجھ سے بھاگ گیا  
 تا پر میلست بر دسویے جناں  
 تاکہ میلان کا پڑتے بتوں کی طرف بھاگے

بر خیالے پر خود بر می کنند  
 ایک خیال پر اپنے پر اکھڑ رہے ہیں

لے گمراہ اگر کوئی اُن سوز  
 اور اشخاص کو اہل سمجھ  
 عینے تو گمراہ ہے، بجز نور  
 دیوار پر جو چاند ہے وہ اہل  
 انجی نہیں ہے بلکہ وہ چاند کی  
 ہے۔ اب اگر کوئی دیوار پر  
 چاند کی نہ ہونے سے چاند کی  
 تعریف چھوڑے تو اُس کی  
 گمراہی ہے۔ یاز چاہے پانی  
 میں جو عکس ہے اہل تعریف  
 چاند کی تعریف ہے مگر چہ  
 اگر کوئی بالکل اہل تعریف  
 اُس کی کسی کرے تو اُس کی  
 گمراہی ہے۔

لے کز شقاوت تمام  
 خوبیوں کا ضیاع تو زات  
 خداوندی ہے اگر کوئی مخلوق  
 کو اصل سمجھ لے تو اس کی  
 بدبختی ہے۔ زین بتاں یعنی  
 مجاہزی مشقوں کے عشق  
 کا نتیجہ محض شہوت پرستی ہو  
 خیالے یعنی ماریش سن  
 دیوار کی چاندی جیسا ہے۔

لے باخیالے خیال عشق  
 سے اگر عشق ہی ہو تو حقیقت  
 تک پہنچنے کیلئے ہو جیسا کہ  
 گیا ہے آنجا ز غنطہ...  
 الحقیقت عشق مجاہزی حقیقت  
 عشق کا ہی ہے۔ پز گہدار  
 عشق ایک پر ہے اُس کو  
 حقیقت تک پہنچا دے گا وہ  
 بنا نا چاہئے تعلق۔ لوگ عشق  
 مجاہزی میں شہوت لے کر  
 اپنے اس بڑ کو حقیقت  
 تک پہنچا دے گا وہ سب ہی  
 تھابراہ کر دیتے ہیں۔



وام دار شرح این نکته مشدم

میں اس نکتہ کی تشریح کا فرض دار ہو گیا ہوں  
باز گشتم زانکہ مشد قصہ دراز  
میں دوتا ہوں کیونکہ قصہ دراز ہو گیا

مہلتم دہ معسر م زان تن زدم

بر نفس میں مجھے مہلت کا اسی نے مٹا دیا ہو گیا ہوں  
وقت تنگ و قوم موقوف نما  
وقت تنگ ہے اور لوگ نمازیں مکڑے ہیں

اقتدا کردن آں قوم از پس دقوتی

اُس قوم کا دقوتی کے پیچھے اقتدا کرنا

قوم بچوں طلس آدا و طراز

قوم طلس کی طرح تھی وہ نقش و نگار بیسے

در پے آں مقتداے نامدار

اُس نامدار مقتدا کے پیچھے

بچو قرباں از جہاں بیرون مشد

قربانی کی طرح دنیا سے باہر نکلتے

کائے خدا پیش تو ما قرباں شدیم

کائے خدا ہم تیرے سامنے قرباں ہو گئے

بچین در ذبح نفس کشتنی

اسی طرح گردن زدن نفس کے ذبح میں

سمر بمرتدا وار ہد جاں از فنا

سڑکاٹ دینے کا کہ روح پاکت سے نجات پاتا

کرد جاں تکبیر بر جسم تبیل

روح نے شاندار جسم پر تکبیر پڑھ دی

شد بسم اللہ بسم در نماز

بسم اللہ کے ذریعہ نماز میں بسم ہو گیا

در حساب و در مناجات آمدہ

حساب اور سوال و جواب میں لگے ہیں

بر مثال راست خیز رشتیخیز

قیامت میں سیدھے کھڑے ہونے والوں کی طرح

پیش در شد آں دقوتی در نماز

نماز میں دقوتی آگے ہو گئے

اقتدا کردن آں شاہاں قطار

اُن شاہوں نے قطار بنا کر اقتدا کی

چونکہ بالکیر یا مقروں شدند

بیسے ہی وہ تکبیروں سے وابستہ ہوئے

معنی تکبیر اینست اے ایہم

اے امام! تکبیر کے معنی یہ ہیں

وقت ذبح اللہ اکبر میکنی

ذبح کے وقت، تو اللہ اکبر پڑھتا ہے

گوئی اللہ اکبر و آں شوم را

تو اللہ اکبر پڑھو اور اُس بد بخت کا

تن چوں عمیل و جان بچوں طیل

جسم اقیل کی طرح اور روح طیل تھا کی طرح ہو

گشت گشتہ تن ز شہوتہا واز

جسم شہوتوں اور حرص سے مڑھ ہو گیا

چوں قیامت پیش حق صفہ از

قیامت کے دن کی طرح اللہ (حق) کے سامنے صفہ

ایتادہ پیش ز داں آشکیز

اللہ (حق) کے سامنے کھڑے ہوئے آنسو گر

لہ وام۔ اس نکتہ کی تفصیل

پھر کسی وقت بتا دی جائیگی۔

معسر۔ تنگ و دست مضروب

کو مہلت دی جاتی ہے۔

قوم۔ یعنی وہ جنہیں قوم بہتر

رشتہ میں کہلے کے قبی اور

دقوتی اُس کے نقش و نگار

کی طرح تھے چونکہ بیسے ہی

اُن بزرگوں نے تکبیر تحریر

پڑھی دیا وافیہا سے نقل

ہو گئے۔

لہ ہجو قرباں۔ قربانی کے

جانور پر جب تکبیر کہہ پڑی

چلا دی جاتی ہے تو وہ اس

دنیا سے قطع ہو جاتا ہے۔

مشتق تکبیر۔ تکبیر تحریر کا مطلب

یہی ہے کہ نمازیں دبا کر

خداوند ہی میں اپنے نفس کی

قربانی پیش کرتا ہے۔ جوتی۔

یہ واجب ہم تکبیر کو تو فوراً

نفس آنا کو ذبح کر ڈالو۔

لہ قن جماسا۔ تکبیر

تحریر کے وقت روح کو بزرگ

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے

بناؤ اور جسم کو کھنڈ حضرت

اسحاق ذبح اللہ کے ناز

گشت گشتہ۔ اللہ اکبر کے

ذریعہ جسم شہوت اور حرص

کے اعتبار سے مڑھ ہو جانا

چاہئے اور بسم اللہ کے ذریعہ

جسم تبیل سرگرم ہو جانا

چاہئے۔ چوں قیامت۔ نماز

کی جماعت اور حالت کو

ایسا سمجھو جیسا کہ قیامت

میں حضرت حق کے دربار میں

صفیں بانڈھ کر کھڑے ہونے

اور حساب کتاب اور سوال



حق ہمیں گویا چہ آوردی مرا  
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو میرے لئے کیا لایا ہے؟  
 عمر خود را در چہ پایاں بردہ  
 اپنی عمر کس چیز میں ختم کی ہے؟  
 گوہر دیدہ کجا فرسودہ  
 آنکھ کے گوہر کو کہاں گھسا ہے؟  
 چشم و گوش و ہوش گوہر گارش  
 آنکھیں اور کان اور حواس و ہوش کے گوہر گارش  
 دست و پا و امت چون یل کند  
 میں نے تجھے ہاتھ پاؤں بھانڈے اور رکھا بیٹھے  
 ہچمنیں پیغام ہائے درویش  
 اسی طرح کے دردناک پیغام  
 در قیام این گفتہ دار در جوع  
 قیام (کی حالت) میں یہ باتیں آتی ہیں  
 استاد را نمائندہ قوتے  
 کھڑے رہنے کی قوت نہیں رہتی  
 قوت استاد از خجلت کاند  
 شرمندگی کی وجہ سے کھڑے رہنے کی طاقت ہی  
 باز فرماں در رسد بردار سر  
 پھر حکم ہوتا ہے، سر اٹھا  
 سر بردار از رکوع او شرمسار  
 وہ شرمندگی کی حالت میں رکوع سے سر اٹھاتا ہے  
 باز فرماں آید شش بردار سر  
 پھر اس کو حکم ہوتا ہے، سر اٹھا  
 سر بردار او دگر زہ شرمسار  
 وہ شرمندہ دوبارہ سر اٹھاتا ہے

اندریں مہلت کہ دادم مر ترا  
 اس وقف میں جو میں نے تجھے دیا  
 قوت و قوت در چہ فانی کردہ  
 روزی اور طاقت کس چیز میں ختم کی ہے؟  
 پنج حس را در کجا یا لودہ  
 پانچ حواس کا کس جگہ منفا کیا ہے؟  
 خرچ کردی چہ خریدی تو ز فرش  
 تو نے (انکو) خرچ کیا، زمین سے کیا خریدا؟  
 من بخشد من ز خوداں کے شدند  
 وہ میں نے دیئے خود بخود کہاں ہوئے؟  
 صد ہزاراں آید از حضرت مخپیں  
 دربار سے لاکھوں آتے ہیں  
 وز خجالت شد دو تا اندر رکوع  
 شرمندگی سے رکوع میں دو ہر دو جاتا ہے  
 در رکوع آمد ز شرم او ساعے  
 وہ تھوڑی دیر کے رکوع میں ہوجاتا ہے  
 در رکوع از شرم تسبیح بخواند  
 شرم سے رکوع میں تسبیح پڑھنے لگا  
 از رکوع و پاسخ حق بر شمر  
 رکوع سے اور اللہ تعالیٰ کا جواب شمار کر  
 باز اندر روفتد آں خامکار  
 پھر وہ ناقص العمل تھک کے بل گر پڑتا ہے  
 از سجود و واوہ از کردہ خبر  
 سجدے سے اور (اپنے) عمل کی بات بتا  
 اندر افتد باز در روفتد جوار  
 پھر ساق کی طرح تھک کے بل گر پڑتا ہے

حق ہمیں گویا چہ آوردی مرا  
 جب تم قیام میں ہونو گویا  
 اللہ تعالیٰ تم سے سوال کرتا  
 ہے کہ تم کو جزئی کی مہلت  
 دی ہے اس میں تم نے میرا  
 کیا کام کیا ہے۔ قوت و قوت  
 میں نے تجھے روزی اور طاقت  
 دی وہ کس کام میں صرف  
 ہوئی ہے بچہ و گوش  
 حواس خمسہ دیئے ہاتھ پاؤں  
 میں نے ہی دیئے ان کو کس  
 کام میں لایا ہے۔  
 دست و پا و امت۔ نماز میں قیام  
 کی حالت میں جب یہ سارا  
 سنا ہے تو رکوع میں جانا  
 گویا شرمندگی سے مجھ کو ملنا  
 ہے۔ استاد را۔ اب اس  
 میں اتنی سکت نہیں رہتی  
 کہ کھڑا رہ سکے تو فرشتہ جو کہ  
 مجھ کو تسبیح پڑھنے لگتا ہے  
 اللہ باز فرماں پھر گویا اس  
 کو اللہ کا حکم ہوتا ہے کہ سر اٹھا  
 اور جواب دے تو وہ شرمندگی  
 کھڑا ہوجاتا ہے اور پھر  
 شرمندگی سے سجدہ میں گر  
 پڑتا ہے۔ باز فرماں پھر  
 سجدہ کی حالت میں اس کو سر  
 اٹھانے کا حکم ہوتا ہے وہ سجدہ  
 سے سر اٹھاتا ہے لیکن  
 شرمندگی سے پھر دوسرے  
 سجدہ میں گر پڑتا ہے۔



لے باز گوید دوسرے سجدے  
میں پھر اس کو حکم ملے کہ  
سر اٹھا اور جواب دے تو  
اُس میں اتنی طاقت نہیں  
رہی کہ وہ کھڑا ہو سکے لہذا  
قعدہ میں بیٹھ جاتا ہے۔  
نعمت۔ قعدہ کی حالت میں  
گویا اللہ قائلے اُس سے فرما  
ہے کہ ہم نے تجھے نعمتوں کا  
سرایہ دیا تھا اُس سرایہ کا  
نفع دکھا کہاں ہے۔ چون  
کہ سرایہ اب وہ دیکھتا جو  
کہ نہ اُس کے پاس سرایہ  
ہی ہے نہ نفع تو گھر کر نکال  
کرنے والے کی تلاش شروع  
کر دیتا ہے  
۱۷۔ بیان یعنی اب وہ دہنی  
جانب سلام کرتا ہے تو گویا  
انبیاء اور کرام کا تینوں سے  
اپنی سفارش کی استدعا کرتا ہے  
یعنی۔ دائیں جانب  
سلام کرنے سے گویا اُس کا  
مدعا انبیاء سے سفارش جاپنا  
ہے۔ انبیاء۔ انبیاء اُمس کو  
جواب دینگے وقت محل گیا  
اب کوئی تدبیر نہیں ہے اس  
وقت بے موقع جمع اور کچھ  
ہے جو دیگر داند۔ اب دیکھو  
مابوس ہو کر بائیں جانب  
سلام کر کے اپنے رشتہ داروں  
سے مدعا خواہاں ہوتا ہے۔

کہ خواہم جست از تو مومو  
میں تجھ سے ذرہ ذرہ کی جستجو کروں گا  
کہ خطاب بیتے برجاں زرش  
کیونکہ بیتناک خطاب ہے اُس کی جاں پر مدد کیج  
حضرت گوید سخن گویا بیباں  
اللہ (قائلے) اُس سے فرماتا ہے مفصل بات کہہ  
دادمت سرمایہ ہیں بنمائے سود  
میں نے تجھے سرمایہ دیا اُس کا نفع دیکھا؟  
شافعی خواہد کہ گوید عذر زود  
(اسنے) وہ سفارشی چاہتا ہو تاکہ جلدی مقرر ہو جائے

باز گوید سر برآر و باز گو  
پھر اللہ (قائلے) فرماتا ہے سر اٹھا اور بتا  
قوت یا ایتاد نہ پوش  
اُس میں کمرے رہنے کی طاقت نہیں ہوتی جو  
پس نشیند قعدہ زان بار کران  
اُس بھاری برہم کیونکہ قعدہ میں بیٹھ جاتا ہے  
نعمت و ادم بگو شکرت چہ بود  
میں نے تجھے نعمتیں دیں بتا تیرا شکریہ کیا تھا؟  
چوں نہ سرمایہ بود اور نہ سود  
چونکہ اُس کے پاس نہ سرمایہ ہوتا ہے نہ نفع

بیان اشارت سلام سوئے دست راست در قیامت  
اللہ قائلے کے مبارک بیت کی وجہ سے دائیں جانب سلام کا اظہار اور  
بیت محاسبہ حق تعالیٰ و از انبیاء استعانت و شفاعت جو استن  
انبیاء سے۔ مدعا اور شفاعت چاہنے کا بیان

سوئے جان انبیاء و اکرام  
انبیاء اور بزرگوں کی روح کی جانب  
استعانت و اطلب کردن مدد  
استعانت اور مدد طلب کرنے کے لئے  
سخن گل ماندہ اش پائے و کلیم  
اُس کا پاؤں اور گل دل میں پھنسی ہے  
چارہ آنجا بود دست افرا ز رفت  
تدبیر اور کافی سامان وہاں (میں تھا)  
ترک ماگو خون ما اندر مشو  
ہمیں صاف کر ہمارے جان کچھ دے پہ نہو  
در تبار و خویش گویند شکر خب  
خاندان اور اپنوں میں سے اُس سے کہتے ہیں کہ

رو بدست راست آرد در سلام  
سلام میں دائیں جانب کو رُخ کرتا ہے  
انبیاء را و سلامی می کند  
وہ انبیاء کو سلام کرتا ہے  
یعنی اے شاہاں شفا کا پس کشم  
یعنی اے شاہو! شفاعت کرو کیونکہ یہ کہیند  
انبیاء گویند روز چارہ رفت  
انبیاء کہیں گے تدبیر کا وقت جاتا رہا  
مُرخ بیوقتی تو اے بد بخت رو  
تو مرگے بے ہنگام ہے اے بد بخت! چلا جا  
رو بگرداند بسوئے دست چپ  
وہ بائیں جانب رُخ کرتا ہے



ہیں جواب خویش گو با کردگار

خبردار! اپنا جواب اللہ تعالیٰ کو دے  
نے ازیں سونے ازاں سوچارہ شد

(جب) نہ ابر سے نہ ابر سے کوئی تدبیر رہی

از ہمہ نو مید شد مسکین کیا

وہ بھلا مسکین ہر طرف سے یاوس ہو گیا

کز ہمہ نو مید گشتم اے خدا

کر لے خدا! میں سب سے یاوس ہو گیا ہوں

ہست امیدے کہ عنایت دے

(اب) امید ہے کہ مہربانی ہو جائے

در نماز ایں خوش شاترہا ہیں

نماز میں ان اپنے اشاروں کو سمجھ لے

معنی تسلیم ایں اے مقتدی

اے مقتدی! اطاعت کے بھی معنی ہیں

ہر چہ فرمائی تو منفادیم ما

تو جو شک دے ہم تابعدار ہیں

بچہ بیرون آراز بیضہ نماز

نماز کے اندر سے بچہ باہر نکال

آں دقوتی درامامت کردار

دقوتی نے امامت بشروع کر دی

واں جماعت دریے اودرقام

وہ جماعت ان کے پیچھے تیسام میں اتھی

ناگہاں چشمش سوئے دریا قتاد

اچانک ان کی نگاہ دریا کی جانب پڑی

ما کہ ایم اے خواجہ دست از ما بدار

ہم کون ہوتے ہیں اسے جناب ہیں ماف کچھ

جان اں بیچارہ دل صد پارہ شد

اُس بے چارے کی جان تو ٹکڑوں والا دل بنی

پس برآر دہر و دست اندر دعا

تو دعا میں دونوں ہاتھ اکٹھا کرنا ہے

اول و آخر توئی و منتہا

اول اور آخر تو ہی ہے اور (تو ہی) انتہا ہے

گرد و او اکین ز جہل من مسد

وہ سونچے کی رستی سے محفوظ ہو جائے

تا بدانی کایں نخواہد شد یقین

تا کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ یہ یقین ہو گا

کہ توئی حق بادی و ما فہدی

کہ لے! اللہ تو ہی ہدایت دینے والا اور ہم ہدایت

باقضائے جرم گو شادیم ما

کہہ دے، جرم کی سزا پر ہم راضی ہیں

سرمزن چوں مرغ بے غنیم سا

بغیر تعظیم اور ادب کے مرغ کی طرح غنیمتیں نہ دار

چوں شنید از سوئے دریا داد داد

جب دریا کی جانب سے انھوں نے فریاد فریاد

سننا

لے ہیں۔ رشتہ دار بھی اُس کو

یا اوس کر دیتے ہیں لے اوس

عفو۔ جب وہ دونوں جانوں

سے یاوس ہو جاتا ہے تو اب

دل شکستہ ہو کر دربار خدا کی

میں دست و دعا دو کر تا ہے

اور عرض کرتا ہے کہ سب جگہ

سے یاوس ہو کر تیری طرف

رجوع کر رہا ہوں۔ ہست۔

جب وہ اللہ سے دعا کرتا

ہے تو امید کرتی ہے کہ خدا

اُس پر رحم کرے اور اُس کی

گھوٹا بھی ہو جائے۔

معنی تسلیم۔ اوپر کے

اشعار میں نماز کے حوالے سے

اُس وہ تو ہر نمازی کیلئے ہیں

اب جماعت میں مقتدی بنے

کا اشارہ یہ سمجھو کہ وہ امام کے

حرکات اور سکناات پر تسلیم

نہم کر رہے تو گویا وہ اذیت

کی ہر ہدایت پر عمل پیرا ہونے

کا اشارہ ہے۔

معنی باقتضائے جرم یہاں

تک کہ وہ اپنی غلطیوں کی سزا

پر اظہارِ رضا کرتا ہے۔ بچہ۔

ہم نے نماز کے ارکان کے جو

اشارے سمجھائے ان سے

نیچو نکال لے اور نماز میں

مض ٹھہرنے کے بارے میں

سمندر کا کنارہ۔ ایست۔ رہے

یعنی مقتدی بھی بہترین تھے

اور امام بھی۔ واداد۔ یعنی کشتی

والوں کی فریاد۔



لہذا کہتے ہیں ذبے بچے ہوئے  
کاؤر و کھوڑ مشہور ہے۔  
جسے یارِ نبیوں نے تو خدا یاد کیا  
قرآن نے بھی کہا ہے کہ ایسی  
حالت میں سب شخص بناتے  
ہیں۔

لے باقدا گراہیں ہنس کر  
سب کشتی سوار شخص بناتے  
ہیں اور خدا سے دعا مانگتے گتے  
ہیں۔ قبلہ دیدہ جن لوگوں نے  
تمام عمر میں سجدہ نہ کیا ہو وہ  
سجدے کرنے لگتے ہیں گتے۔  
تمام عمر عبادت کو بیکار بناتے  
رہے تھے۔ دوستاں۔ دنیا  
کے تمام وسیلے ختم ہو جاتے  
ہیں تو خدا کی طرف رجوع کرتے  
ہیں۔

لے زائد نزع کے وقت فریاد  
بھی ایمان لانے لگا تھا جیہا۔  
انسان کی فطرت ہے کہ سب  
تدبیریں ختم ہو جانے کے بعد  
خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔  
دودیاہ۔ انکی آہوں کا کالا  
دھواں۔ دیکو۔ بیکاروں کو  
شیطان کے پرستار ہیں جب  
وہ پریشانی کے وقت اللہ  
کو یاد کرتے ہیں تو شیطان  
گھبراہٹ میں اور ان کو بیکار کر  
کہتا ہے اللہ کی طرف رجوع  
نہ کرو ورنہ خود خواہیوں میں  
بھٹکا ہو جاؤ گے تو بے بہرہ  
بد عہدی اور گناہ۔ میں بھی۔  
یعنی توبہ بعض سوز میں  
تیز ہیں یعنی شیطان ان کو  
گھور رہا تھا۔

در میان موج دید او کشتی  
انہوں نے موجوں میں ایک کشتی دیکھی  
ہم شب ہم ابرو ہم موج عظیم  
رات بھی اور ابر بھی، اور بڑی موج بھی  
شد بادلے ہمچو عزرائیل خاست  
ملک الموت کی طرح تیسرے ہوا آٹھی  
اہل کشتی از مہابت کاشت  
کشتی والے خوف سے سسکے ہوئے  
دستہار در نوحہ بر سر میزدند  
رونے میں ہاتھ سسہ بر مار رہے تھے

با خدا با صد تضرع آں زماں  
اُس وقت سینکڑوں عاجزوں سے خدا سے  
سرسر بر مہنہ در سجود آہنہا کہ ہیج  
نیکی سدا سجدہ میں وہ لوگ بھی، اگر کسی  
گفتہ کہ بیفائدست ایس بندگی  
(پہلے) وہ کہتے تھے، یہ عبادت بیکار ہے

از ہما امید بریدہ تمام  
سب سے امید منقطع کر کے تھے  
زائد وفا سق شد آں دم متقی  
زائد اور بیکار اُس وقت متقی ہو گئے تھے  
نے زحمتاں چارہ بودنے زرت  
انکے لئے نہ دوائیں سے کوئی تدبیر تھی نہ دوائیں  
دردعا ایشان و در زاری واہ  
وہ عاجزی اور آہ اور دعا میں مصروف تھے  
دیو آں دم از عداوت بین بین  
شیطان اُس وقت عداوت کی وجہ سے پریشان تھا

در قضا و در بلا و زشتی  
قصا میں، اور بلا میں، اور تباہی میں  
آن سہ تاریکی و از غرقاب بیم  
تین اندھیراں اور ڈوبنے کا ڈر  
موجہا اشوفت اندر چپ و راست  
(جس نے) دائیں اور بائیں موج میں بھٹا دیں  
نعرہ و واویلہا بر خاست  
نعرے اور واویلہا بلند کیے ہوئے  
کافر و ملحد ہمہ مخلص شدند  
کافر اور بد دین سب مخلص ہو گئے تھے

عہد ہا و نذر ہا کردہ بحاں  
دل و جان سے عہد اور نکتیں مانتے تھے  
روئے شاں قبلہ ندید از پیچ پیچ  
انکے منہ نے قبلہ نہ دیکھا تھا پیچ پیچ کی وجہ سے  
آں زماں دیدہ در اں صد ندگی  
اُس وقت اس میں سینکڑوں زندگیاں دیکھتے تھے

دوستان خال و عثم و باب مام  
دوستوں اور ماموں اور چچا اہل باب اور باب سے  
ہمچو در مہنگام جاں کنڈن شقی  
جیسا کہ بد بخت، نزع کی حالت میں  
جیلہا چوں مرد مہنگام دعاست  
تدبیریں جب فنا ہوں دعا کا وقت ہے  
بر فلک ایشاں شدہ دودیاہ  
انکی آہوں کا، کالا دھواں آسمان پہنچ گیا تھا  
بانگ ز کائے سنگ ستاں علنیتن  
پکارا کہے گتے کے پرستار، توہر نقصان ہے



مَرگِ جِسک لے اہلِ نکارِ نفاق

لے انکار اور نفاق والو! موت، اور درد

چشمِ تہاں تر باشد از بعدِ خلاص

خلاص کے بعد کیا تمہاری آنکھ نم ہوگی؟

یا دتاں ناید کہ روزے در خطر

تھیں یاد بھی، نہ آنے کا خطرے کے دن

ایں ہی آمدِ نازِ دیوِ لیک

شیطان کی یہ آواز آرہی تھی، لیکن

راستِ فرمودِ دستِ بامِ مصطفیٰ

ہم سے مصطفیٰ نے سب فسر مایا ہے

کانچہ جاہل دیدِ خواہدِ عاقبت

کناوان جو کچھ انجسام پر دیکھے گا

کارِ بازِ آغازِ کرغیبِ ستِ سر

لام (کمالِ انجام) اگرچہ شروع میں پوشیدہ اور رکاوٹ

اولش پوشیدہ باشد و آخران

ہمکے شروع میں انجام پوشیدہ ہوتا ہے، اُسکو کوئی

گر نہ بینی واقعہ غیبِ لے عنود

اے سرکش! اگر تو غیب کے واقعات نہیں دیکھتا

عاقبتِ خواہدِ بدنِ ایں اتفاق

انجسام کا اس کا اتفاق ضرور ہوگا

کہ شود از بہرِ شہوتِ دیوِ خاص

کیونکہ شہوت پرستی کی وجہ سے تمہارا شیطان بھانگا

دستِ تہاں بکرفتِ یزدانِ تقدیر

قدرت سے خدا نے تمہاری دستگیری کی ہے

ایں سخن را نشنود جز گوشِ نیک

اس کو نیک کان کے علاوہ کوئی نہیں سن رہا تھا

قطبِ شاہنشاہِ دُرِ بلے صفا

جو قطب اور شاہنشاہ اور صفا کے دریا ہیں

عاقِل آں بیند ز اولِ مرتبت

عقل مند اس کو پہلے مرتبہ میں دیکھ لیتا ہے

عاقِل اولِ دید و آخرانِ مصر

عقل مند نے شروع میں دیکھ لیا اور اوجہاں پر مصر

عاقِل و جاہل بریند در عیال

عقل مند اور نادان آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے

حُرمِ راسِ سیلاب کے اندر کُبود

اتو، احتیاط کو سیلاب کے بہانے کیا ہے؟

### تصویراتِ مردِ حارم

محسوساتِ انسان کے خیالات

و مبدم دیدنِ بلائے ناگہاں

لمحہ بہ لمحہ ناگہانی بلا دیکھنا

مردِ رابر کُبود و دریشہ کشید

اُسے ایک شخص کو کچلا اور کچھاریں کھینچ لے گیا

تو ہماں ندیش لے استادیں

اے دین کے استاد، تو بھی وہی سوچ

حُرمِ چو کُبود بدگمانی درجہاں

احتیاط کیا ہوتی ہے، دنیا میں بدگمانی

اچھناکد ناگہاں شیرے رید

اس طرح کا چانک ایک شیر آیا

اوجہ اندیشہ درانِ دنِ بدیں

اُس نے جانے میں وہ کیا سوچتا ہے غور کر

لے جسکِ جم کے نوکے

ساتھ، درد، رنج، چہر تہاں۔

یعنی نجات پانے کے بعد تم

کس روئے گئے اور نہ یاد کرو

گئے خدا نے تمہاری دستگیری

کی تھی نقصانِ یمنِ صرت

نیک لوگ یہ سمجھ رہے تھے

کہ شیطانی آواز محض بھی

سے نہ لے کیے تھے۔

لے رات۔ اس واقعہ سے

آپ حضرت کے قول کی تصدیق

ہو جاتی ہے کہ جاہل کو جو کچھ

انجام کار میں کرنا پڑتا ہے وہ

عقل مند ابتداء کار میں کر کرتا

ہے کشتی نشینِ شقاق نے

بالآخر ہی گردِ وزلی کی جو

اویلا اللہ ابتداء میں کر لیتے

ہیں۔ کچھ مشہور ہے۔

اچھ و اناک و گند ناواں

ایک بعد از خرابی بسید

مقرر تھی جہاں پر مقرر کر

تہ تہی، اگر ایک مہم آدمی بھی

پیش آنے والی بات کو نہیں

دیکھتا تو حرم اور احتیاط کا

تقاضا بھی ہے کہ معاصرین

پھنسنے سے دور رہے اور غور

و احتیاط کرتا رہے۔

لے حرم۔ احتیاط کا تقاضا

یہ ہے کہ انسان کو ممکن نہ ہو

اور ہر وقت بلائے ناگہانی سے

بچنے کی تدبیر کرنا ہے۔ چھانک

حرم کے معنی اس مثال سے

سمجھ لو کہ مثلاً ایک آدمی جس

کو شیر چپ گیا ہے جو بولنے

بھاؤ کی تدبیریں سوچتا ہے تم

شیر کے حمل سے پہلے ہی وہ بچ کر



لے ہی کشد لیکن ہم غفلت  
برتتے ہیں اور فیہ قضا سے  
نجات کی تدبیر نہیں کرتے  
اپنی جان۔ لوگ فقر سے ڈرتے  
ہیں اور تقدیر کے خوف  
میں جھلا ہیں جیسا کہ مسند  
میں دو جہاں خوف میں مبتلا  
ہوتا ہے اگر فقر پیدا کر لے  
خدا سے اس طرح ڈرس تو  
آخر زمین کے خزانے مختلف  
ہو جائیں اور فقر کا کوئی قتال  
بھی باقی نہ رہے جملہ کائنات  
انسانوں کی یہ بے عقلی ہے  
کہ مومن غم کی بنا پر غم  
میں مبتلا ہو جاتے ہیں انھیں  
فقر کے غم کی وجہ سے اپنے  
ادب پر غم طاری کر لیتے ہیں یہ  
تو ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص  
زندگی کی تلاش میں اپنے ادب  
موت طاری کرے۔  
لے آں قیامت میں کشتی  
کے ڈوبنے کے احوال قضا  
یعنی کشتی میں سوار گنہگار  
ساتل سمندر کا کتاہہ بخیر و بر  
خشکی اور غری سڑکی۔ ایک  
بزرگال۔ بد عقیدہ۔  
۱۵۱۵ جے بدادہ۔ اخذ حال  
نے ظاہری اور باطنی حواس  
مست فہایت فرمائی تھے۔  
جریم جرم و خطا۔ وہی دعا۔  
اپنی خطاوں پر پہلا دعا مانگنا  
بھی قیری تسلیم و مطاع ہے۔

میں کشد شیر قضا در بیشہا  
قضا کا شیر و کھار دل میں گھسٹ کر بجا رہا  
انچنان کہ فقر می ترسند خلق  
جس طرح لوگ فقر سے ڈرتے ہیں  
گر بترسندے از اں فقر آفریں  
اگر وہ فقر کے پیدا کرنے والے سے ڈرتے  
جملہ شاں از خوف غم و عین غم  
وہ سب غم کے ڈر سے بیدہ غم میں (مبتلا) ہیں

جان ما مشغول کار و پیشہا  
ہماری جان، کام اور پیشوں میں لگی ہے  
زیر آب شور رفت تا بہ خلق  
اگر ایک کھائے پانی میں گلے نہ لے پے پے سے  
گنجاشاں کشف گشتے دریں  
(تو زمین میں) (اگرے) (میں) (خود) (نہ) (مکلف) (تو) (ہے)  
درے ہستی قتادہ و دعوم  
ہستی کی تلاش میں مدام میں پھنسے ہیں

### دعا و شفاعت دقوتی در خلاص آں کشتی

اس کشتی کی نجات کیلئے دقوتی دہی دعا اور سفارش

چوں دقوتی آں قیامت یاد  
دقوتی دہنے جب اس قیامت کو دیکھا  
گفت یارب منکر اند فعل شاں  
فرمایا اے خدا ان کے اعمال کو نہ دیکھ  
خوش سلامت شاں بساط بائبر  
انہیں بہترین سلامتی کے ساتھ ساحل پر لانا  
اے کریم و اے رحیم سمدی  
اے کریم اور اے ابدی رحم کرنے والے  
اے بدادہ راہیگاں صدیم و گوش  
اے وہ جس نے یہ سیکڑوں لکھیں اور کائنات  
پیش ز استحقاق بخشیدہ عطا  
مستحق ہونے سے پہلے ہی بخشش کی  
اے عظیم از ماگت اہان عظیم  
اے بزرگ! ہمارے بڑے گناہوں کو  
ماز از و حرص خود را سو ختمیم  
ہم نے حرص و ہوس میں اپنے آپ کو جلا ڈالا جو

رحم او جوشید و اشک او دود  
ان کا رحم جوش میں آیا اور ان کے آنسو بہنے  
دست شاں گیر اے شہ نیکو نشان  
اے شاہ نیک نشان ان کی دست گیری فرما  
اے رسیدہ دست تو در بحر و بر  
اے (وہ ذات) (کر تیرا) (دست) (تو) (بحر و بر) (چک)  
در گذار از بد سگالاں ایں بدی  
بد عقیدہ لوگوں کی اس بدی سے درگزر کر  
نے ز رشوت بخش کردہ عقل و ہوش  
عقل و ہوش بھی رشوت سے نہیں بچتے ہیں  
دیدہ از ما جملہ کفران و خطا  
ہم سب کی نا فرمانی اور خطا کو دیکھتے ہوئے  
تو توانی عفو کردن در جریم  
جرم میں تو ہی معاف کر سکتا ہے  
وین دعا را ہم ز تو آموختیم  
یہ دعا بھی ہم نے تجھ (ہی) سے سیکھی ہے



حرمت آں کہ دُعا آمختی  
 اِس کے طفیل کرتے دُعا سب کمانی ہے  
 دستگیر درہنہ اتوفیق دہ  
 دستگیری فرما اور رہنمائی طلبا فرما  
 پچھنیں می رفت بر لفظش دُعا  
 دُعا اُن کے الفاظ میں اِس طرح جاری تھی  
 اشک میرفت از دو چشم آں دُعا  
 اُن کی دونوں آنکھوں آنسو جاری تھے اور وہ دُعا  
 آں دُعا نے بخوداں خود دیکرست  
 بخودوں کی دُعا دوسری (بھی چیز) ہے  
 آں دُعا حق می کند حول اوفت  
 جبکہ وہ (بخود مقام) فنا میں ہے وہ دُعا اُفوت  
 واسطہ مخلوق نے اندر میان  
 در میان میں مخلوق کا واسطہ نہیں ہے  
 بندگان حق رحیم و بر دبار  
 اللہ (تعالیٰ) کے رحیم اور بر دبار بندے  
 مہربان بے رشتو تاں یار یاراں  
 مہربان، بغیر رشتہ کے مددگار (ہوتے ہیں)  
 از ترحم دستگیراں شافعال  
 رحم کمانے کی وجہ سے دستگیر اور شفا بخش (ہوتے ہیں)  
 ہیں بجو ایں قوم راے مبتلا  
 اسے مصیبت زدہ! اِس قوم کو تلاش کرنے  
 رست کشتی از دم آں پہلوان  
 اِس پہلوان کی دُعا سے کشتی نجات پاگئی  
 کہ مگر بازوئے ایشاں در خذر  
 کشاید بہاؤ میں انہی کی بازو نے

در چنیں ظلمت چراغ افروختی  
 اِس تاریکی میں چراغ روشن کر دیا ہے  
 جرم بخش و عفو کن بکشاگرہ  
 خطا بخش دے اور عفو کرے اور گڑھ کو لکھ  
 آں زماں چوں مادران با وفا  
 اُس وقت جیسا کہ با وفا مانوں (کے الفاظ میں)  
 بیخود ازوے می برآمد بر سما  
 بے خودی میں اُن سے آسمان پہنچ رہی تھی  
 آں دُعا زونیت گفت واور  
 وہ دُعا اُن کی نہیں ہے خدا کی بات ہے  
 آں دُعا و آں اجابت از خداست  
 وہ دُعا اور وہ قبولیت خدا کی جانب سے ہے  
 بیخیزان لایہ گردن جسم جان  
 اُس خرقہ سے جسم و جان بے خبر ہوتے ہیں  
 خوئے حق دارند در اصلاح کا  
 معاملہ کی اصلاح میں اللہ تعالیٰ کی مقرر کیا چیزیں  
 مشتققان و مستعان غوارگاں  
 مشتقی اور غمزدوں کے مددگار (ہوتے ہیں)  
 در مقام سخت و در رفیر گراں  
 سخت جگہ اور بھاری دن میں  
 ہیں غنیمت ارشاں پیش از بلا  
 خبردار! ابتلا ہونے سے پہلے ہی ان کو نصیب ہو  
 و اہل کشتی را بجہد خود گماں  
 کشتی والوں کو اپنی کوشش کا گمان تھا  
 برہدف انداخت تیرے زقند  
 مچھ اندازے سے نشانہ پر تیر چلایا ہے

لے غلٹ یعنی خطا کاری  
 چراغ یعنی دُعا کی تقسیم پچھنیں  
 جس طرح اس بے چین ہو کر  
 بچہ کے لئے دُعا کرتے تھے تو  
 کی بھی حالت تھی۔ بے خود  
 یعنی دُعا میں ایسے معروضے  
 کُن کہ اپنا ہوش نہ تھا۔ آں  
 دُعا انسان بخود جو کر دُعا کرتا  
 ہے تو خود کو خود فنا کی حالت  
 آئے وہ دُعا اُس کی طرف سے  
 نہ ہوگی بلکہ خدا کی جانب سے  
 ہوگی۔ اجابت۔ غائی کی دُعا  
 بھی اللہ کی جانب سے ہے  
 اور اُسکی قبولیت بھی اللہ کی  
 جانب سے ہے۔  
 لے واسطہ جبکہ دُعا کے لئے  
 غائی ہے تو در میان میں کوئی  
 واسطہ نہیں ہے غائی کے جسم  
 و جان کو دُعا کا احساس بھی  
 نہیں ہوتا ہے۔ بندگان حق  
 خاصانِ خدا جو کہ خدا کی مخلوق  
 سے متصف ہوتے ہیں اور  
 اُنکی حالت بھی یہی ہوتی ہے  
 کہ رحمت حق پہانہ می جوید۔  
 لے از ترحم۔ وہ محض اپنی  
 مصفت رحم کی وجہ سے شفا  
 اور دستگیری پا جاتے ہیں۔  
 ادیار اللہ سے دُعا کا تعلق  
 مصیبت میں مبتلا ہونے پر  
 بھی اور مصیبت میں مبتلا ہونے  
 پہلے ہی رکنا چاہیے۔ رست  
 کشتی کشتی و قرقہ کی دُعا  
 سے بھی کشتی والے سمجھ کر  
 اُن کی قوتِ بازو سے بھرنے  
 سے نکل۔



اے پارہ اندر وہاں کی مثال یہ ہے کہ لومڑی شکاری کی گرفت سے اپنے پاؤں کے ذریعہ بچ لیکن وہ اپنی شکاری سے سمجھتی ہے کہ تم کی وجہ سے بھی ہے غارتہ دھوکے میں پڑا۔ لکھتی شکاری کی گھاٹ دھوکہ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جو نجات کا اصل ذریعہ ہے اس کی حفاظت کرنا خیر و شر۔ بدعا و بکرام یعنی ہماری نجات کا ذریعہ بزرگانِ دین ہیں جیلدار۔ یعنی ہم خود جو اپنی نجات کی تدبیریں کرتے ہیں اسی مثال لومڑی کی دم کی کسی ہے جس کو اس نے باعثِ نجات سمجھا تھا استدلال و فکر۔ یعنی ہم اپنے استدلال و تدبیر کو ذریعہ نجات بتاتے ہیں۔ اسی لومڑی کرتے ہیں جس سے لوگ حیران و حیرت میں پڑتے ہیں۔ یعنی انسان اپنی تدبیر اور شکاری کا بیان کر کے لوگوں کو مدعو کرنا چاہتا ہے اور گو یا کہ ان کو مدعو کر کے اپنی غول جانا چاہتا ہے۔ اے تائبانوں! ان کا کاروبار کے ذریعہ لوگوں کے دلوں پر حکومت کرنا چاہتا ہے یہ نہیں دیکھتا کہ خود مجھ کے گڑھے میں گر رہا ہے۔ درگزر جبکہ خود گڑھے میں ہے تو دوسروں کو مستعد بنا کر گڑھے میں گرتا ہے۔ چوں ہاں اگر تجھے خود کوئی اہل مقام حاصل ہے تو بیشک دوسروں کو مستعد بنا کر اس مقام پر پہنچا۔

پارہ اندر وہاں رادر شکار شکاری میں لومڑیوں کو پاؤں بچاتے ہیں عشق تھا با دم خود باز ندکیں وہ دم سے نجات کرتی ہیں مگر اس نے از ضلالت بوسہا بر دم دہند نادانی سے دم کو چومتی ہیں رومہا یا رانگہ دار از حجر اے لومڑی! پتھر سے پاؤں کا بچاؤ کر مچو رو با ہم پائے مار کرام ہم لومڑی کی طرح ہیں ہمارے پاؤں بزرگیں جیلہ باریک مچوں دم مات ہماری نازک تدبیر ہماری دم کی طرح ہے دم بچنا یہ ہذا استدلال و فکر ہم جنت بازی اور کر کے دم ہلاتے ہیں طالب حیرانی خلاق شہدیم ہم لوگوں کی حیرانی کے طلبگار بن گئے ہیں تا با فسون مالک و لہا شویم تاکہ فریب کے ذریعہ ہم دلوں کے مالک بنائیں درگزی و دروغی اے قلبتیاں اے بے غیرت! تو گڑھے اور کنوئیں میں ہے چوں رہتے نے سی زیا و خوش جب تو کسی اچھے اور خوش بنا باغ میں پہنچے اے مقیم جس چار و پنج و شش اے چار اور پانچ اور چھ کے قید خانے میں مقیم

واں روم دانند وہاں رغار وہ دھوکے میں جتا لومڑیاں دم کی وجہ سے سمجھتی ہیں میرا ندر جان مارا از کمیں ہماری جان کو ہلاکت سے بچتا یا رقص گیرند و ز شادی برجہند ناچتی ہیں اور خوشی سے کودتی ہیں پاچو نبود دم چہ سودا خیر سر اگر پاؤں نہ ہو تو لے بہر وقت دم سے کیا نفع ہے می رہا ندماں ز صد گولہ تنہا ہمیں سینکڑوں دم کی سنسو سے نجات دیتے ہیں عشق تھا با دم خود چپے رات ہم دائیں بائیں سے دم کے عشق بازی کرتے تاکہ حیراں ماند از ما زید و بکر تاکہ ہم سے زید اور بکر حیراں ہو جائیں دست طمع اندر الوہیت زیم ہم نے خدائی میں لالچ کا ہاتھ ڈالا ہے ایں کمی بینیم ما کا ندر کو نیم ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ہم گڑھے میں ہیں دست و ادار از ببال و یگراں دوسروں کی منہجوں سے ہاتھ سر ہٹا بعد ازاں دامان خلاق گیر و کش اسکے بعد لوگوں کا دامن پکڑ کر دھکیلیں نغز جائے دیگران را ہم بکش کیا ابھی بگڑے دوسروں کو بھی اکھینچے

اے اسکے مقیم جبکہ خود انسان چار عناصر اور پانچ حواس اور چھ جہتوں میں چسپا ہوا ہے مگر اسی پنج مرن تعلقات تک ہے اور طریقات سے اس کا کوئی علاوہ نہیں ہے تو دوسروں کو اس مقام کی دعوت دینا کوئی انسانیت ہے۔ نغز جائے۔ یہ بطور طنز کے فرمایا ہے۔



اے جو خربندہ حریف کون خر  
اے وہ اگر گدھے دالے کا طرح گدھے کی نقد کا یا  
چوں ندادت بندگی دوست  
جبکہ دوست کی غلامی تیرے آئے نہیں آئی ہے  
درہولے آنکہ گو بندت نہ ہے  
اس خواہش میں کہ لوگ تجھے واہ واہ کہیں  
رُو بہا ایں دم حیلست راہل  
اے لوٹری! تو اس تدبیر کی دم کو چھوڑ دے  
دریناہ شیر کم ناید کباب  
شیر کی بناء میں کبابوں کی کمی نہیں ہوتی جو  
تو دلا منظور حق آنکہ شوی  
اے پیارے! تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا منظور نظر  
حق ہی کو دید نظر ماں بر دل ست  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہماری نظر دل پر ہے  
تو بھی کوئی مراد دل نیز ہست  
تو کہتا ہے، میرے بھی دل ہے  
در گل تیرہ نقیس ہم آب ہست  
کالی کچھڑ میں بھی یقیناً پانی ہے  
زانکہ اگر آب ست مغلوب گل ست  
کیونکہ اگر چہ پانی ہے لیکن پتوں سے منور ہے  
آں دے لے کز آسمانہا بر ترست  
وہ دل جو آسمانوں سے بھی بلند ہے  
پاک گشتہ آں زر گل صافی شدہ  
وہ پاک ہو گیا ہے پتوں سے صاف ہو گیا ہے

بوسہ گاہے یافتی مارا ببر  
تو نے اپنی بوسہ گاہ پائی ہے، ہمیں بھی بوسے چل  
میل شاہی از کجایت ستست  
تو تجھ میں شاہی کی تنہا کہاں سے آئی ہے؟  
لہستہ در گردن جانت نہ ہے  
تو نے اپنی گردن میں پھندا ڈالا ہے  
وقف کن دل بر خداوندان دل  
دل والوں پر دل کو وقف کر دے  
رُو بہا تو سوئے جیفہ کم شتاب  
اے لوٹری! تو رومار کی طرف نہ دوڑ  
کہ جو جزوے سوئے کل خود روی  
جبکہ تو خود کی طرح اپنے گل کی طرف چلا جا  
نیست بر صورت کہ آں آب و گل ست  
صورت پر نہیں ہے کیونکہ وہ تو پانی اور پتوں کی  
دل فراز عرش باشندے بہت  
دل عرش کی بلندی پر مڑنا ہو نہ کہ پستی میں  
لیک ازاں آب نشاید دست  
لیکن اس پانی سے وضو یا استغاثہ نہ ہو سکتا  
پس دل خود را ملو کایں ہم دل ست  
تو اپنے دل کو یہ نہ کہہ کہ وہ بھی دل ہے  
آں دل ابدال یا پیغمبر ست  
وہ ابدال کا دل، یا پیغمبر کا دل ہے  
در فرونی آمدہ وانی شدہ  
ترقی میں آکر جو بسر پر ہو گیا ہے

زانکہ کچھڑ میں کا پانی حقیقی پانی نہیں ہے اسی طرح اکوہ دل، دل نہیں ہے۔ آں دے جس  
دل کے بارے میں یہ ہے کہ وہ آسمانوں سے بلاتر ہے تو وہ اولیاء اور پیغمبروں کا دل ہے لہذا اپنے  
دل کو منظور خدا نہ سمجھ اور اولیاء سے بڑھا۔

اے تجھ جو جب تک انسان  
عالم فنی میں پھنسا ہے تو اسکی  
مثال اس گدھے دالے کی ہے جو  
جو گدھے کے پیچھے پیچھے چلتا ہے  
اور اسکو گدھے کی نقد سے خواہ  
رہتا ہے گدھے والا دوسروں کو  
گدھے کی نقد کو برسر دینے کی  
دعوت دے تو کوئی ایسی بات  
ہے۔ بوسہ گاہے۔ یہی بطور  
طنز کے کہا گیا ہے۔ نہ بے پہلے  
مصرع میں یعنی جعب ہے،  
دوسرے مصرع میں نہ ہستی  
کمان کا پتہ ہے جس کا ترجمہ  
ہم نے پچھلے سے کیا ہے  
یعنی نانت کا پھندا۔

اے دریناہ۔ جو کچھ تو اپنی  
خبروں سے حاصل کرنا چاہتا  
ہے وہ اولیاء کی دعاؤں سے  
بدست اولیاء حاصل ہو جائیگا۔  
خجندی یعنی تیرا دل ناقص ہے  
گل یعنی اولیاء کا دل مملو ہے  
گوید بیشک خدا تعالیٰ فرماتا  
ہے کہ ہم دل پر نظر رکھتے ہیں،  
لیکن وہ حاصل تیرا دل ہی وہ  
نہیں ہے جو منظور نظر ہے۔  
اے دل۔ بیشک دل میں  
بھی صفت ہے لیکن جبکہ  
حقیقتاً وہ دل جو عالم بھیرا  
کی چیز ہے اگر وہ آب و گل میں  
نہ ہوتا تو پھر اس میں وہ صفت  
میں کوئی فرق نہیں ہے اور  
صورت منظور خدا نہیں ہے۔  
در گل۔ جو دل آب و گل سے  
آلودہ ہے اسکی مثال اس پانی  
کی ہے جو کالی کچھڑ میں ہے  
تو یہ اگرچہ پانی ہے لیکن وہ  
پانی کی جگہ کام نہیں آسکتا  
اسی طرح اکوہ دل، دل نہیں ہے۔



۱۔ ترک گل۔ اوپر مارا نہیاد  
کے دل عالم ناستوت کی کلو دی  
سے پاک ہیں سوسہ بحر بیسی  
بحر وحدت۔ آپ۔ ایسا ہوا  
لے نجات شروع کر دی ہو  
رہیں یعنی مالہ ناستوت۔ بحر  
گود۔ اولاد عوام کے دل کو اپنی  
طرف کھینچتے ہیں لیکن عوام  
کی ناستوت مانع بنتی ہے۔ آن  
پندار یعنی اپنے دل کی مصفا  
آپ جس میں عوام کا دل اطمینان  
کے دل سے وابستگی کا خواہاں  
ہے لیکن عالم ناستوت کی تقریر  
مانع بنتی ہیں مگر تازہ۔ دل کو  
مستحق بنانے کا یہی طریقہ ہے  
کہ لٹا کر دھری سے چھیند کر  
انتہا کر کرنی جائے۔

۲۔ آں کشیدن مثنوی جو پانی کر  
اپنی طرف کھینچتی ہے اسکی  
وجہ عالم ناستوت کی تقریر میں  
ہم چھینیں صرف شراب کباب  
ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر چیز  
کے مصفی ہونے کے لئے مانع ہو۔  
ہر یکے۔ دنیا کی ہر چیز انسان  
کو دھوئی بناتی ہے اور خوب  
کام کرتی ہے پھر دنیا کی محبوب  
چیز مائل دھوئی ہے آئینہ  
پیدا ہوتی ہے جو شرابی کو شراب  
نظر سے ہوا کرتی ہے۔

۳۔ آج غار لاد و ضوی نہ  
مائل ہونے سے برہن میں آئینہ  
پیدا ہوتا اس بات کی دلیل ہے  
کہ اس لذت میں شراب کا سائبر  
خارج باندازہ مناسب ہے کر دنیا  
کی چیزوں کا بقدر ضرورت استعمال  
کیا جائے انکی کثرت نہ کی جائے  
سرکشیدی۔ اولیاء سے وابستگی سے  
سرکشی مصلحت پیدا ہے کہ تو

ترک گل کردہ شور بحر آمدہ  
ریشی کو چھوڑ کر سمندر کی طرف آگیا ہے  
آب ماجوس گل ماند سٹین  
خبردار ہمارا پانی یعنی میں بھینسا ہوا ہے  
بحر گوید من ترا در خود شتم  
سمندر کہتا ہے میں تجھے کھینچ توں  
لاف تو محروم مباد ترا  
تیری شہینہ تجھے محروم رکھتی ہے  
آب گل خواہد کہ در دیار رود  
مثنوی میں کا پانی چاہتا ہے کہ سمندر میں چلا جائے  
گر ہاند یلے خود از دست گل  
اگر وہ اپنے پاتوں مثنوی سے بچ جائے  
آں کشیدن چیست از گل بیا  
ریشی کا پانی کو کھینچنا کیا ہے؟  
ہمچنین ہر شہوتے اندر جہاں  
اسی طرح رشک کی ہر شہوت  
خواہ باغ و مرکب تیغ و مجن  
خواہ باغ اور سواری اور تلوار اور اشغال  
ہر یکے زینہا شراستی گند  
ان میں سے ہر ایک چیز تجھے مہوش کر دیتی ہو  
آں خمار غم دلیل آں شدت  
یہ غم کی آئینہ اس کی دلیل ہے  
جز باندازہ ضرورت زو مگیر  
قدر ضرورت کے سوا اس کو نہ لے  
سرکشیدی تو کہ من صا جلد  
قرنے اسکی سرکشی کی کہ میں خود صاحب دل  
ہوں

رستہ از زندان گل بھرے شدہ  
دو مثنوی کی قید سے آزاد ہو کر سمندر میں گیا  
بحر رحمت جذب کن را بطین  
لے رحمت کے سمندر راہیں مثنوی سے جس لے  
لیک می لانی کہ من آنجے شتم  
لیکن تیری بھارتا ہے کہ میں صاف پانی ہوں  
ترک آں پندار کن درین درآ  
اُس غور کو چھوڑ دے میرے اندر آجا  
گل گرفتہ یلے آب و می کشد  
مثنوی پانی کا پاتوں بکرتی ہے اور اسکو کھینچتی ہو  
گل بماند خشک و او شد مستقل  
مثنوی خشک رہ جائے وہ مستقل بن جائے  
جذب تو نقل و شراب ناب  
تیرا چھیننا اور خالص شراب کو جذب کرنا  
خواہ مال و خواہ جاہ و خانماں  
خواہ مال اور خواہ مرتبہ اور خواہ گھر اور مال  
خواہ ملک و خانہ و فرزند زن  
خواہ سلطنت اور گھر اور اولاد اور بیوی  
چوں نیابی آں خمارت میزند  
جب تجھے وہ نہیں ملتی ہے تو تجھ میں نہیں پیدا کر سکتی  
کہ بدایاں مفقود مستی ات مدست  
کہ اس گم شدہ سے تجھ میں مہوشی مثنوی  
تاناہ گرد و غالب و بر تو امیر  
تاکر وہ تجھ پر غالب اور حاکم نہ بنے  
حاجت غیرے ندارم و ا صلح  
مجھے دوسرے کی ضرورت نہیں ہے میں خود  
اصل یعنی اپنی



آنچنان کہ آب در گل سر کشد  
 (یہ ایسا ہی ہے کہ پانی ہنسی میں سرکشی کرے)  
 دل تو ایسے آلودہ را پنداشتی  
 تو نے اس گندے دل کو دل سمجھ لیا ہے  
 خود رواداری کہ آن دل باشد  
 (کیا، تو خود مناسب سمجھتا ہے کہ یہ دل وہ دل ہو)  
 لطف شیر و انجبین عکس دل ست  
 دودھ اور شہد کا لطف دل (کے لطف) کا عکس  
 پیش بود دل جو ہر دو عالم غرض  
 تو دل جو ہر ہوتا ہے، اور عالم عکس  
 آن دے کو عاشق مال ریت جاہ  
 وہ دل جو مال اور رتبہ کا عاشق ہے  
 یا خیال آتے کہ در ظلمات او  
 یا آن خیالات سے (منطوق) اندھیرے میں  
 دل نباشد غیر آن در بانی نور  
 دل کو دیکھنے پر کاغذ نہیں ہوتا ہے  
 نے دل اندر صد نہر ارا خاص عام  
 لاکھوں خاص اور عام انسانوں میں دل نہیں بچتا  
 ریزہ دل را بہل دل را بجو  
 دل کے ریزے کو چھوڑ، دل کو تلاش کر  
 دل محیط است اندر میں خط وجود  
 اس عالم وجود میں دل ایک سمندر ہے  
 از سلام حق سلا متہا انتشار  
 اشد آواز، کی سلامتی سے سلامتیاں پھار

کہ منم آب و چہ را جویم مدد  
 کہ میں تو پانی ہوں، میں کیوں مدد پا ہوں؟  
 لاجرم دل ز اہل دل برداشتی  
 اسی لئے تو اہل دل صاحب دل سے دل برداشتہ ہو  
 کہ بود در عشق شیر و انجبین  
 جو کہ دودھ اور شہد کے عشق میں مبتلا ہے  
 ہر خوشے را آن خوش از دل حاصل  
 ہر مزید چیز کی مزیداری دل سے حاصل ہوئی ہے  
 سایہ دل چوں بود دل اغرض  
 دل کا سایہ دل کا مقصد کیسے ہو سکتا ہے؟  
 یا زبون این گل و آب سیاہ  
 یا اس بے لہجی اور سیاہ پانی سے منسوب ہے  
 می پرستد شاں برائے گفتگو  
 جھکو وہ بوجہ ہے (ایسا دل) محض کہنے کو دل ہو  
 دل نظر گاہ خدا و انگاہ کور  
 دل خدا کا مطلع نظر ہو اور پھر اندھا ہو  
 در کیے باشد کد امستان کد ام  
 کسی ایک میں ہوتا ہے، وہ کون ہے کون؟  
 تا شود آں ریزہ چوں کو ہے ازو  
 تاکہ ریزہ اس کی وجہ سے بہاڑ بن جائے  
 ز رہی افشانہ از احسان وجود  
 احسان اور سخاوت سے چاندی بکھیرتا ہے  
 می کند بر اہل عالم زاختیا  
 کرتا چتا ہے دنیا والوں پر اپنے اختیار سے

۱۔ آنچنان۔ عالم نامت  
 میں پہننے کے باوجود اصل  
 ہونے کا دعویٰ تو ایسا ہی ہو  
 جیسا کہ کچھ بکا پانی اپنے آپ کو  
 خالص پانی سمجھے خود رواداری  
 تو خود انصاف کر یہ تیرا دل،  
 دل کہلانے کے قابل ہے تیرا  
 دل تو دنیاوی لذتوں کا عاشق  
 ہے اور اس کو دودھ اور شہد  
 سے لذت حاصل ہوتی ہے۔  
 لطف۔ ملائکہ ناک ہر لذت  
 چیز کی لذت دل کے تابع ہو  
 اگر دل میں لذت ہے تو اس  
 چیز میں لذت ہے دہ نہیں  
 تو جو دل کسی چیز کی لذت سے  
 لذت حاصل کرے وہ دل حاصل  
 نہیں ہے۔

۲۔ چہ۔ جبکہ اصل دل  
 کی لذت ہے اور دوسری  
 چیزوں میں اس سے لذت  
 پیدا ہوتی ہے تو دل جو ہر ہے  
 اور دنیا کی لذتیں ذاتی نہیں  
 ہیں تو دل کا مقصد خود اس  
 کی عطا کردہ چیز کے ہے جو  
 سکتی ہے۔ آن دے جو دل  
 دنیا کی چیزوں کا عاشق ہو  
 اور دنیا کی لذتوں اور اپنی  
 غلط تمناؤں سے منسوب ہو  
 وہ برائے گفتگو دل ہے۔  
 حقیقتاً دل نہیں ہے کد ام۔  
 حقیقی دل اولیاء کا دل ہو۔  
 ریزہ۔ تیرا دل، دل نہیں ہو  
 دل کا ریزہ ہے اولیاء کا دل  
 کمال میں ہے اسے فانی  
 کر کے تیرا ریزہ پہاڑ بن  
 بن جائے گا۔

۳۔ دل یعنی اولیاء کا دل

دنیا میں ایک سمندر ہوتا ہے جو لوگوں پر زرافشاری کرتا ہے۔ از سلام۔ اشد کی جانب سے  
 سلامتیاں اس کو عطا کر دی جاتی ہیں اور وہ اپنے اختیار سے دنیا والوں کو سلامتی تقسیم کرتا ہے۔



لے ہر کرا دامن درست ست مُعد

دامن پہیلانے کا افس کے

دامن میں وہ سونا آجائے گا

دامن یہاں دامن سے

کڑے کا دامن مرا نہیں ہو

بلکہ دیار کی جناب میں نیاز

مندی اور عاضی مزار ہے۔

میں کتب پہلے شعر میں دست

دامن کہا تھا درنگ کا مطلب

یہ ہے کہ نسق و نمود نہ کرے

تا بدانی لیکن عقیدت کا تعلق

سمجھ کر کرنا چاہیے۔

لے سنگت دینا دار پہنے دامن

میں سونا چاندی بھڑا ہے یہ

سونا اور چاندی بھی پتھر ہیں

اور اُس دینا دار کا کام طفلانہ

ہے۔ زرد نمود۔ اس سونے

چاندی سے دامن چمک ہوتا

ہے اور غم میں اضافہ ہوتا ہے۔

تسے نہایت دینا دار بھی پڑا باغ

ہے جسکو عقل نہیں ہے جس

طرح بچے حقیقی پتھر دامن میں

بھر کر دامن کو بھائی لیتے ہیں

اور پتھر کو پتھر نہیں سمجھتے اس

طرح دینا دار دنیا کی دولت

سمجھتا ہے جو کہ بے حقیقت

پتھر کی طرح ہے۔

لے چیر بینی پر یعنی عقند

تو رہے جس میں عقل ہوا اگر

محض بال سفید ہیں تو اسکو

پر نہیں کہا جاسکتا ہو یعنی

بزرگی اور بیری میں بالوں

کا کوئی دخل نہیں ہے۔ کلام۔

یہ کشتی ساحل بزرگی کو بچ

کس پش فصولی ایسا کام

کرنا جس کا افس کو اختیار تھا

وہ شخص جو ایسا کام کرے یعنی

دامن کی وجہ سے کشتی بھی ہر گز

لے ہر کرا دامن درست ست مُعد

جس کا دامن درست اور تیار ہے

دامن تو اں نیاز ست و حضور

تیرا دامن نصیب از مندی اور عاضی ہے

تا نہ در دامنست ز اں سنگہا

تا کہ اُن پتھروں سے تیرا دامن بچے

سنگت پر کردی تو دامن از جہاں

تو نے دنیا میں دامن پتھروں سے بھریا

اں خیال سیم وز رچوں ز رنود

یہ خیالی چاندی اور سونا چاندی سونا نہ تھا

کے نہایت گود کاں رائسنگ سنگ

پتھروں کو پتھر پتھر کب نظر آتا ہے؟

لے عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

پیر عقل آمد نہ اں موئے سفید

اں شمار دل بر آنکس میرسد

دل کا وہ پنجاہ اور افس کو پہنچتا ہے

ہیں مہنہ در دامن اں سنگت

خبردار! دامن میں بدکاری کا پتھر نہ کر

تا بدانی نقد را از زنگہا

خبردار! کمرے اور کھوٹوں کو سمجھ لیں

ہم ز سنگت سیم وز رچوں کو دکا

پتھروں کی طرح چاندی اور سونے کے پتھروں

دامن صدقت درید و غم فرود

اُس نے تیرا سچائی کا دامن بھلا دیا اور غم اٹھایا

تا نکیر عقل دامن شان کجنگ

جنگ عقل کجنگ سے اُن کا دامن نہ تھا

مونی گنج در رس بحث و امید

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے

اس بحث اور امید میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہے



گفت ہر یک من مکر و تم کتوں  
ہر ایک نے کہا میں نے نہیں کی ہے، اب  
گفت مانا کایں امام مازدرد  
کہا یقیناً ہمارے اس امام نے دیکھو جو ہے  
گفت آں دیکر کہ آبا را نقیص  
دوسرے نے کہا اے دوستو! یقیناً  
او فضولی بودہ است انقباض  
انقباض کی وجہ سے وہ فضول بنا ہے  
چوٹ نکد کرم پس تا بنگرم  
اس کے بعد جب میں نے نگاہ ڈالی کہ دیکھو  
یکے ایشاں را ندیدم در مقام  
متوقع پر میں نے انہیں سے ایک کو بھی نہ دیکھا  
نے چپ نے راستے بالانہ زیر  
نہا میں، تو دانیس، نہ ابرہہ نہ نیچے  
درا بودند کوئی آب گشت  
گو یا موتی تھے، پانی میں گئے  
در قباب حق شدند آں دم ہم  
وہ سب اس وقت اللہ کے ثبوت میں چلے گئے  
در خیر ماندم کایں قوم را  
میں حیرانی میں پڑ گیا کہ اس قوم کو  
آپنجناں نہاں شدند از چشم او  
وہ ان کی آنکھوں سے اس طرح چپ گئے  
ساہا در حسرت ایشاں بہاند  
وہ ساتویں ان کی حسرت میں رہے  
تو بگوئی مرد حق اندر نظر  
تو کہے گا، مرد خدا، نگاہ میں

ایں دُعا نے از بڑوں نے از دروں  
یہ دعا نہ بظاہر نہ بساط میں  
بوا الفضولانہ مناجاتے بکرو  
فضولیوں کی طبع دعا کی ہے  
مر مرا ہم مینمائید اینچنین  
مجھے بھی ایسا ہی نظر آتا ہے  
کرد بر مختار مطلق اعتراض  
میں نے مختار مطلق پر اعتراض کیا ہے  
کہ چو میگویند ایں اہل کرم  
یہ اہل کرم کیا کہہ رہے ہیں؟  
رفتہ بودند از مقام خود تمام  
اپنی جگہ سے سب جا چکے تھے  
چشم تیز من نشد بر قوم حیر  
(میں) قوم پر تیز من نہ ہوا تو نے قابو نہ پایا  
نے نشان پائے تو نے کرے بد  
نہاؤں کے نشان تھے دجل میں گرد خن  
در گد امیں روضہ فتند آں دم  
وہ جہالت کوئی سے باغ میں چل گئی!  
چوں پوشانید حق بر چشم ما  
اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھوں کیسے چھپا لیا؟  
مثل غوطہ ماہیاں در آبجو  
جیسے کہ بھلیوں کا نہر کے پانی میں غوطہ  
عمر ہا در شوق ایشاں شک را ند  
ایک عرصہ تک ان کے شوق میں رہتے رہے  
کہ در آرد با خدا ذکر بشر  
خدا کے ساتھ انسان کی یاد کو کب لاتا ہے؟

۱۵۰ آیت تحقیقاً بالفضل  
وہ شخص جو غیر امتیازی کام  
کے مناجات دعا انقباض  
یعنی کشمکش کے ڈوبنے سے  
انکسودل گرفتار پیدا ہوئی  
اقرار مر شد کے فضل کے  
خلع و عاکر نامور بشیر  
اقرار کرنا ہے۔  
۱۵۱ چوں نگر میں و توفیق  
نے کہا، اہل کرم، میں ہی  
اعتراضی نے چپ میں  
میں نے چاروں طرف دیکھا،  
انکسوں میں نہ پایا آب گشت  
یعنی موتی تھے جو دریا میں جا کر  
گم ہو گئے، گردے چلنے سے  
مردا ہوا ہے۔  
۱۵۲ در قباب میں اختراع  
کے قریب خیروں میں چلے گئے  
آپنجناں، یہ وہاں کا مقرر ہے  
میں وہ بزرگ و توفیق کی  
آنکھوں سے اس طرح چپ  
گئے جیسا کہ بھلیاں غوطہ  
مار کر دیا میں چپ جاتی ہیں۔  
ساتھا، دقت وہ ان کے دیدار  
کی حسرت میں ساتوں روتے  
رہے۔ تو بخون و توفیق کے  
ان بزرگوں کے فرق میں  
روتے پر توفیق اعراض کر گیا  
کہ دقت وہ جبکہ درگ تھے  
تو ان ساتوں کی یادیں کل  
روتے تھے۔



لے حق پرستین یعنی تو کی  
غفلت اور غلطی ہونا کبھی  
یعنی میری غلطی کی غلطی  
یہ ہے کہ ان کو صرف بشر  
سمجھا حالانکہ جب وہ غافل  
فی اللہ تھے تو وہ خواص بشری  
سے مستثنیٰ اور روح محض  
تھے۔

لے تو ہمارے ہر انسان کو  
محض بشر سمجھنا اور اس کے  
باطنی فضا کی طرف نظر نہ  
کرنا یہ شیطان کی نظر ہے شیطان  
نے آدم کی صورت ظاہری  
کو دیکھا ان کے باطنی اور  
پر نظر نہ کی چند یعنی ظاہر  
یعنی کو چھوڑ کر انسان کے  
باطن کو دیکھا کہ وہ حق  
مولانا فرماتے ہیں مقرر من کا  
اقرار باکل غلط ہے۔  
اے دوقی تم اس کی برطانیہ  
کرد اور ان بزرگوں کے  
فراق میں خوب آنسو بہاؤ۔  
اپنی بڑی تلاش اور محنت  
کفایت کا سبب ہے کہ وہ  
فاختہ ہو جائے اپنے محبوب کے  
بارے میں کہتی ہے کہاں ہے

تلف کہ دعا۔ اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا ہے اذ غفرت لکم  
مجھ سے مانگو میں قبول کروں گا  
ہر گناہ جو ان نفسانی بیماریوں  
سے خالی ہوتا ہے تو اس کی  
دعا ضرور مانگا جائے لیکن سب سے  
ہے۔ اللہ تعالیٰ یعنی ایک جگہ  
سے دوسری جگہ جانا چاہتا  
پھر نا۔

خرازیں می خسید اینجا آغلاں

لے غلاں اس مقام پر گدھا اس لئے سوجا نا ہے

کارا زیں ویراں شد رست مردخاں

اے ناقص انسان کام اسی وجہ سے تباہ ہوا

تو ہمارا دیدی کہ ابلیس لعین

قرنے وہی دیکھا جو ملعون شیطان نے

چشم ابلیس نہ را یک دم بہ بند

شیطان کی آنکھ کو فوراً بند کرنے

لے دوقی بادو چشم ہمچو جو

اے دوقی! نہر جیسی دو آنکھوں سے

ہیں بچو کہ رکن دولت خستین

خبردار! تلاش کر کیونکہ دولت کی اصل تلاش کرتا ہے

از ہمہ کار جہاں پر داخت

دنیا کے ہر کام سے فاسخ ہو کر

نیک بنکر اندریں لے محتجب

اے محبوب! اس میں اتنی طرح غور کر

ہر کردل پاک باشد ز اغلال

ہماری سے جس کا دل پاک ہو گیا

کہ بشر دیدی تو ایشان را نہ جاں

کہ تو نے ان کو بشر سمجھا، نہ کہ جان

کہ بشر دیدی مرا ایشان را چو عام

کہ تو نے ان کو عام (انسانوں) جیسا بشر سمجھا

گفت من انا شتم آدم ز طین

کہا کہ میں آگ کا ہوں، آدم اپنی کا ہے

چند بنی صورت آخر چند

صورت کو کتنا دیکھو، آخر کتنی شکست؟

ہیں مبر امید ایشان را بچو

خبردار! یوں نہ ہو، اور ان کو تلاش کر

ہر گشادے در دل اندر بستین

ہر گشادگی، دل بستگی کی وجہ سے ہے

کو و کو می کو بجاں چو فاختہ

فاختہ کی طرح (دل و جان سے کو اور کو کہتا ہے)

کہ دعا را بست حق بر استجب

کہ اللہ نے استجب کو دعا سے وابستہ کیا ہے

آں عایش می روز دنا و الجلال

اس کی دعا اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہے

باز شرح کردن حکایت آن طالب روزی حلال بے کسب

حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں بغیر مشقت حلال روزی طلب کرنے والے کی

رنج در عہد داؤد علیہ السلام و استجاب شدن دعائے او

حکایت کی دوبارہ تشریح اور اس کی دعا کا قبول ہونا

روز و شب میگردان افغان نصیر

دن رات فریاد اور زاری کرتا تھا

لے شکار و کسب و رنج و انتقال

بغیر شکار اور کمائی اور تکلیف اور پلے پونے کے

یاد آمد آن حکایت کاں فقیر

مجھے وہ قصہ یاد آیا، کہ وہ فقیر

وز خدای خواست روزی حلال

اور خدا سے حلال روزی مانگتا تھا



پیش ازین گفتیم بعض احوال او  
 اس کے کچھ احوال میں نے پہلے بتادیئے ہیں  
 ہم بگویش کجا خواہد گر نخت  
 میں تجھے وہ وقت کہوں گا وہ کہاں بچے گا  
 صاحب گداز بدید و گفتین  
 گلے دے لئے اسے کو رکھا اور کہا خبردار  
 ہیں چراگشتی بگو گا و مرا  
 خبردار آتا تھے میری گلے کیوں ماری  
 گفت من روزی حق میخواستم  
 اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے روزی لگاتا تھا  
 سالہا بود دست کار من دعا  
 میرا کام سالوں دعا کرنا رہا ہے  
 چوں بدیدم گا و را بر خاستم  
 جب میں نے گلے دیکھے میں اٹھا  
 آل دعا کے کہنا ام شد مستجاب  
 وہ میری بڑائی دعا قبول ہو گئی

لیک تعویق آمد و شد پنج تو  
 لیکن رکاوٹ آگئی اور پنج گونی ہو گئی  
 چوں زار بفضل حق حکمت نخت  
 جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بارے میں دانائی ہو گئی ہے  
 اے بظلمت گا و من کشتہ را  
 اے وہ کثیرے ظلم میں میری گلے پھنس گئی  
 ابلہ طرار انصاف اندر آ  
 (اے) بیوقوف گنہ گار انصاف میں آ  
 قبلہ را از لایہ می آراستم  
 قبلہ کو آہ وزاری سے بہتاتا تھا  
 تا کہ بفرستاد گا وے را خدا  
 یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ایک گلے بھیج دی  
 روزی من بود کش می خواستم  
 میری روزی تھی جو میں مانگتا تھا  
 روزی من بود شتم نک جواب  
 وہ میری روزی تھی میں نے اسکو نہ مانگا تھا

رفتن ہر دو خصم پیش داود علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام  
 دونوں طرح کا حضرت داؤد (جہاں سے نبی اور ان پر صلوٰۃ و سلام ہو) کے سامنے جانا

اور ختم آمد گریش گرفت  
 وہ غصہ میں آیا اس کا گریبان پکڑا  
 می کشیدش تا بداد و نبی  
 اس کو داؤد نبی کے پاس بھیج کر لے گیا  
 محبت بار و رہا کن اے دعا  
 اے دعا بانی! کج بختی یہ محو  
 ایں چہ میگوئی دعا چہ بود مخند  
 یہ کیا کہتا ہے دعا کیا ہوتی ہے؟ مذاق نہ اڑا

چند مشتے زد بر ویش ناشگفت  
 بے تحاشا اس کے منہ پر چند مشتے مارے  
 کہ بیا اے ظالم کیج عی  
 کہ آ، اے احمق بیوقوف! ایک لم! اے  
 عقل در تن او رو با خویش آ  
 اپنے جسم میں عقل پیدا کر اور ہوش میں آ  
 بر سر ویش من و خویش آ لوند  
 اے مہیاگ! میرے اور اپنے سر اور وارڈی کا

لے تعویق رکاوٹ - جہ  
 یعنی میں وہ تعویق و رکاوٹ  
 اس میں بہت سی حکمت کی  
 باتیں ہیں۔ اسے بظلمت یعنی  
 جب گلے اس دعا کرنے والے  
 کے گھر میں گھس آئی اور اس  
 نے اس کو پکڑ کر زور سے کڑا  
 تو مالک نے آکر کہا۔ قرار  
 جیب تراش۔

قبلہ را یعنی قبلہ کو  
 میں بہت رویا ہوں کر کش  
 کراش - مستجاب مقبول  
 چہ دو خصم یعنی دو اکر نے دلا  
 اور گلے کا مالک۔

اور ختم آمد گلے کا لک  
 کو قہقہے بیان پر غصہ آ یا اس  
 نے اس کا گریبان پکڑا اور غصہ  
 پر چند دھانچے مارے بھیجے تھے  
 دعا۔ دعا باز۔ محبت بار و رہا کن  
 دلیل یعنی ایسی دلیل جو دوسرے  
 کو ثابت نہ کر سکے اس جہ  
 کیا دعا کرنے سے کسی دوسرے  
 کا مال حلال ہو جاتا ہے کہ  
 ہم کے زراہ داد کے زیر کے  
 ساتھ، مہیاگ، وہ جو خدا  
 سے شریعت نہ مخلوق سے۔



گفت من با حق دُعا ہا کردہ ام

میں نے کہا میں نے اللہ سے بہت مانگی ہیں

من یقین دانم دُعا شد مستجاب

میں یقین (مطمئن) جانتا ہوں دعا قبول ہوئی ہے

گفت مگر دُعا یدال اے مسلمان

میں نے کہا اے مسلمانو! جمع ہو جاؤ

لے دُعا تا چند خانی ژاژ را

اے دعا باز! کتنی بکواس کرے گا!

اے مسلمان دعا مال مرا

اے مسلمانو! دعا میرے مال کو

گر چنین بودے ہمہ عالم بدیں

اگر ایسا ہوتا (تو) تمام لوگ رست

گر چنین بودے گدایان ضریہ

اگر ایسا ہو سکتا تو اندھے بھکاری

روز و شب نذر دُعا اندوشتا

(روز، دن، رات، دُعا اور تعریف میں

تیا تو نہ ہی پہنچیں نہ یقین

جب تک تو نہ دے گا یقیناً کوئی نہ دیکھا

مکسب کوراں بود لایہ دُعا

انصاف کی کمانی کا ذریعہ خوشامد اور دعا ہے

خلق گفتند ایں مسلمان است

مسلمانوں نے کہا، یہ مسلمان ہے کہتا ہے

ایں دعا کے باشد از ابراہیم

یہ دعا ملکیت کے آباب میں سے کب ہوتی ہے؟

بیع و بخشش یا وصیت یا عطا

فروخت، اور بخشش یا وصیت، یا عطا

اندریں لایہ بسے خول خورہ ام

اس خوشامد میں ایسا بہت خول بیابے

سمر بزن بر سنگ اے منکر خطا

اے بدگو! پتھر پر سرسار

ژاژ بینید و فشار ایں نہیں

اس ذیل کی بکواس اور پٹ دھری دیکھو

حجت قاطع بگوچہ بود دُعا

فیصلہ کن دلیل لا، دعا کیا ہوتی ہے؟

چوں از آن اوکت بہر خدا

کیسے اس کی ملکیت بناو گی؟ خدا کے لئے

یک دُعا ملاک بُرودے ملکیں

و ایک دُعا سے جبہ اجاندہیں مار لیتے

مختتم گشتہ بُدندے امیر

باعثت اور امیر ہو جاتے

لایہ گویاں کہ تو ماں دہ اے خدا

خوشامد کہتے ہیں کہ لے خدا! توہیں نے

اے کشاندہ تو بکشایندیں

اے کھولنے والے! اس بند کو کھول دے

جرمک نانے نہا بند از عطا

دہ کوئی عطا دے گا کہ لے عطا نہیں ہوتی ہیں

وین فروشنده دُعا ہا ظلم جو

اور یہ دُعا فروش ظالم ہے

کے کشد ایں را شریعت بسلیک

انکر شریعت تو ہی میں کب پر دتی ہے؟

یا ز جنس ایں شود ملکہ ترا

یا اس میں (چیز) سے تیری ملکیت (کاسب)

ہو سکتی ہے

لے مشتاق۔ مقبول منظور  
کمانی، سپہرہ بات شاز و ملک  
کانٹے دار گھاس ہے۔ خواؤ  
غائبہ۔ بکواس کرنا۔ آتے  
مسلمان جوئے مانے نے  
مسلمانوں کے جمع سے کہاں  
کی دُعا سے یہ مال اس کا  
کیسے ہو گیا اگرچہ اس کا دُعا  
سے کوئی دوسروں کے مال  
کا مالک بنا کر تو دنیا دار کا کر کے  
دوسروں کے مال کی مالک  
بن جا یا کرتی مقرر یا مذمہ  
فقیر و مار کے حساب سے  
دولت میں جایا کرتے۔

لے تاکہ اپنی فقر و دُعا میں  
ہیں کہتے ہیں کہ لے خدا جگ  
تو نہ دیکھائی کچھ دُعا تو ہی  
انصاف کے اس بند کو کھول دے  
مکسب۔ انصاف فقروں کی  
کمانی کا ذریعہ دُعا ہے جب  
انھیں کوئی روٹی کا ٹکڑا دیتا  
ہے مطلق۔ تمام لوگوں نے سنا  
تقریباً کہ کہا گئے والا سچ  
کہتا ہے اور یہ فقر ظالم ہے۔  
لے ایں دُعا۔ ایک انسان  
دوسرے انسان کی چیز کا  
مالک محض اللہ سے دُعا کرنے  
سے نہیں ہو سکتا ہے۔ جمع  
انسان مالک جب بنتا ہے،  
جب کوئی دوسرا اس کے ہاتھ  
اپنی چیز فروخت کر دے یا  
مفت دیے یا وصیت کرے یا  
کہ میرے مرنے کے بعد وہ مال  
ہوگا یا زجنس میں منظور فرما۔



در کلامین دفتہ است این شرح تو  
تیری پر شریعت کس کتاب میں آتی ہے؟  
اندر آ در حبس و در زندان او  
قید اور اس کے جیل خانہ میں آجا  
اوبسوتے آسماں میلر و رو  
وہ آسمان کی طرف منسوب اٹھاتا  
من دعا ہا کردہ ام زیر آرزو  
میں نے اس تمنا سے دعا نہیں کی  
در دل من تو دعا انداختی  
تو نے میرے دل میں دعا ڈالی  
من نمیکردم گزافہ آں دعا  
میں وہ دعا نہیں خواہ مخواہ نہیں کرتا تھا  
دید یوسف آفتاب اختر آں  
حضرت یوسف نے سورج اور ستاروں کو دیکھا  
اعتمادش بود بر خواب رست  
اُن کو سچے خواب پر بھروسہ تھا  
از اعتماداں نبودش هیچ غم  
اُس کے بھروسے اُن کو کوئی غم نہ تھا  
اعتمادے داشت او بر خوابش  
وہ اپنے خواب پر بھروسہ کرتے تھے  
چوں در افکندند یوسف را بجاہ  
جب انھوں نے یوسف کو کنوئیں میں گر دیا  
کہ تو رونے شر شوی لے پہلوان  
اے جوانمرد! تو ایک دن بادشاہ کا وزیر بنے گا  
قائل ایں بانگ نامد در نظر  
یہ آواز دینے والا غلط نہ آیا

گاؤراتو بازوہ یا جس رو  
تو گائے واپس کر یا قید میں جا  
ورنہ گاوش را بدہ تحت لگو  
ورنہ اس کی گائے دے مجھے تحت (ہازی) بکر  
کاسے خداوند کریم لطف تو  
کرایے کریم خدا، رحیم مزاج!  
واقعہ مارا نداند غیر تو  
ہمارے معاملہ کو تیرے سوا کوئی نہیں جانتا جو  
صد امید اندر دم افراحتی  
تو نے میرے دل میں سینکڑوں امیدیں بھاریں  
ہمچو یوسف دیدہ بودم خوابها  
میں نے حضرت یوسف کی طرح بہت خواب دیکھے  
بیش او سجدہ کنان چہاں  
اپنے سامنے تو کیوں کی طرح سجدہ کرتے ہوئے  
درجہ زنداں خزاں رامی بخت  
کنوئیں اور قید خانہ میں اُمس خواب کی تیسری علامت کو  
از غلامی و زلماں بیش و کم  
غلامی اور لوگوں کی اکم و بیش ملامت سے  
کہ جو جمع می فروزیدش زیش  
جو اُن کے سامنے جمع کی طرح روشن تھا  
بانگ آمد سمنع اورا از الہ  
اُنکے کان میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آواز آئی  
تا بامالی این جفا بر روی شاں  
یہاں تک کہ اس ظلم کو اُن کے تصور پر بارگاہ  
یک دل بشناخت قائل را ز اثر  
لیکن دل نے ملامت کے ذریعہ کہنے والے کو پہچان لیا

۱۱۱۱ در کلامین دفتہ است  
کتاب میں لکھا ہے کہ قرآن  
سے دعا کرے اور دوسرے  
کے مال کا مالک بن جائے۔  
عین۔ یہ غصب ہے جس  
کی سزا جیل خانہ ہے تو اس  
فقیر نے لوگوں کی باتوں سے  
ماجو اگر آسمان کی طرف اٹھ  
اٹھا کہ اللہ تعالیٰ سے مناجات  
شروع کر دی۔

۱۱۱۱ من نمیکردم  
دعا کا یہ آخر ہوا کہ میں نے خواب  
دیکھا کہ وہ حاضر و قبول ہوگی۔  
اور مجھے خواب پر ایسا ہی ہو  
ہوا جیسا کہ حضرت یوسف کو  
اپنے خواب پر ہوا تھا۔ قید۔  
حضرت یوسف نے خواب  
میں دیکھا تھا کہ انکو سورج اور

ستارے سجدہ کر رہے ہیں تو  
انکو جس کی تیسری علامت ہو  
گیا تھا کہ وہ لاچار بادشاہ یا  
وزیر بن گئے۔ درجہ۔ جہانگیر  
کے کنوئیں میں ڈالا گیا تھا جو  
سے قید خانہ جھنگا لیکن اُن کو  
اپنے خواب پر اعتماد تھا کہ  
دن یقیناً ثنائی حاصل ہوگی  
لہذا یہ ساری تکالیف اُن کی  
نچوہ میں آج تھیں

۱۱۱۱ بانگ۔ قرآن میں ہے  
وَاذْكُرْ اِلٰهًا اَلَيْهِ تَرْجِعُ  
بِاَمْرِ جَدِّكَ اَدَّاهُ لَا  
يَشْرُونَ اِنَّمَا يَشْرُونَ  
كَوْنِي سَبِيحًا كَتَوْنِي سَبِيحًا  
کے کہ تو توں سے آواز دار کرے گا  
وہ سمجھ نہیں ہے اس قائل۔  
یعنی یہ دیکھ کر براہ راست آئی تھی  
اُنکے آواز سے یوسف سمجھ گئے

۱۱۱۱ کہ یہی علامت ہے



لے ہوتے۔ پیرا کا مار ہے  
یعنی اس آواز سے آئیں طاقت  
اور سہارا حاصل ہو گیا جانتے ہو  
پرست کے لئے قید خانہ ایسا  
ہی خوشگوار ہو گیا تھا جیسا کہ  
حضرت ابراہیمؑ کے لئے غمرود  
کی آگ۔

۵۲۔ پہنچا کر حضرت یونسؑ  
کے لئے وہ وحی خداوندی  
ایسی ہی ثابت ہوئی جس طرح  
ہر مومن کے دل میں ہدایت  
کی آواز گونجتی ہے جس کی وجہ  
سے اٹھنے کے تمام دنیاوی  
مصائب آسمان پر چلتے ہیں  
اور احکام خداوندی پہنچانے  
میں اسکو انقباض طاری نہیں  
ہوتا ہے۔ لکن اللہ تعالیٰ کا  
سخت سے سخت نوان خوشگوار  
ہی جاتا ہے۔ رحمان ہر فرشتہ  
دار گماں بھی شکر یستی  
عبداللہ کا ذوق۔

۵۳۔ گل شکر جس میں عہد  
آلست کا وہ ذوق نہ ہوگا  
وہ احکام خداوندی کی پابندی  
نہ کر سکے گا۔ جی شکر وہ عہد  
آلست کے فراق کی سستی  
میں محکم ہی طرح برداشت  
کرے گا جیسا کہ مست اونٹ  
بے تکان بڑے بوجھ کو اٹھا  
بیٹھا ہے۔ کفالت مست اونٹ  
کے نشہ میں جھاگ آتے رہتے ہیں  
اسی طرح عہد آلست کے مست  
کے نشہ میں اس کے تصدیقی کلمات  
مست کے جھاگ ہیں۔ نرا آواز  
سستی کی حالت میں نرا اونٹ  
اونٹنی کی تنہا میں کما نا بھی کم کر  
دیتا ہے اور اس پرست نیا وہ

قوت آواز

قوتے وراحتے وسندے

قوتے وراحتے وسندے  
چاہ شد برے بدن بانگ جلیل

اس عظیم آواز سے ان پر کنواں سن گیا  
ہر جفا کہ بعد از انش می رسید

اس کے بعد جو ظلم ہوا  
ہمچنانکہ ذوق آں بانگ آلت

جیسے کہ آلت کی آواز کا ذوق  
تاناہا شد در بلاشاں اعتراض

تا کہ آواز میں انھیں کوئی اعتراض نہ ہو  
لقمہ تلخے خوشکرمی شود

کڑا لقمہ شکر جیسا ہو جاتا ہے  
لقمہ حلیمے کہ تلخی می نہسد

جس شکر کا لقمہ تلخی پس پا کر جاتا ہے  
گلشکراں را کہ نبود مستند

حس کے لئے گلشن کا سہارا نہ ہو  
ہر خوابے دید از روز آلست

جس نے آلست کے دن کا خواب دیکھ لیا ہے  
میکشد حوال شرمست از جمال

وہ مست اونٹ کی طرح اس کوئے کو اٹھا کر  
کفل تصدقش بگرد و دیوار

اس کے نشہ کے گرد اس کی تصدیق کے جھاگ  
آتش از قوت چو شیر نر شد

طاقت کی وجہ سے اونٹ نر سکیر بن گیا  
زار زوئے ناقہ صد فاقہ پرو

اونٹنی کی تنہا میں اس پر سینکڑوں فاقے ہیں

در میان جان فداوش ز آلست

اس آواز سے ان کی جان میں پیدا ہو گیا  
گلشن و بزمے چو آتش بر خلیل

گلشن اور محفل جیسا کہ خلیل اللہؑ ہر آگ  
اوبدل قوت بشادی می کشید

انھوں نے اس قوت کی وجہ سے خوشی سے برکت  
در دل ہر مومنے تا حشر مست

ہر مومن کے دل میں حشر تک کیلئے ہے حق  
نے ز امر وہی حق شان اقصا

بلاشبہ (قضاے) کے امر اور نہی میں اقصیاں انھوں ہو  
خار رجاں سنگ گوہری شود

کا شاد ریحان، پختہ ہو کر ہر بن جاتا ہے  
گلشکراں را گوارش می دہد

(ذوق کا) گلشن اس خوشگوار پیرا کو دیتا ہے  
لقمہ را ز انکار اوتے میکند

انکے ناگوار ہونے کی وجہ سے وہ لقمہ کو اگل دیتا ہے  
مست باشد در رہ طاعت

وہ عبادت کی راہ میں پورا مست ہوتا ہے  
بے فتور و بے گمان بے ملال

بے سستی اور بغیر گمان اور بغیر تکلیف کے  
شد گواہ مستی دلسوز او

اس کی دل سوز سستی کے گواہ ہیں  
نہر ثقل بار اندک خورشید

بوجھ کے بھاری بن کے نیچے کم خوراک ہو گیا  
می نماید کوہ پیشش تار مو

پہاڑ اس کو بال نظر آتا ہے



دَر اَسْت آنکو چنیں خواہے نہ  
جس نے اُسْت میں ایسا خواب نہیں بچھا ہے  
وَرِشْد اندر تَرَدُّد و صدل  
اگر تیرا بنا بھی تو تہذیب میں سودا ہے  
پائے پیش و پائے پس راہ دیں  
چننے کے راستہ میں ایک پاؤں آگے اور ایک پیچھے  
وام دارِ شرح ایم نک کہو  
میں اسکی شرح کا سفر میں ہوں یہ گروہ ہے  
چوں نذر دشرح این معنی کر ل  
چراغِ کمان سنی کی سشرح کا کپڑا نہیں ہے  
گفت کورم خواند زین م آں دغا  
اُس نے کہا، اس دعا پڑھ لے مجھے اس جزم میں اندھا  
مَنْ دُعا کورانہ کے می کردہ ام  
میں نے اندھا دھند دعا ک کی ہے؟  
کورازِ خُلقاں طمع دار دزدِ جہل  
اندھا نادانی کی وجہ سے مخلوق سے طمع کر لے  
آں یکے کورم ز کوراں بشمیرید  
اُس نے مجھے اندھوں میں سے ایک اندھا نکلیں  
کورم عشق ست ایں کورم تین  
میرا اندھا بن عشق کا اندھا بن ہے  
کورم از غیر حُمدِ بیدار  
میں خدا کے غیر سے ناپیدا اور خدا کا مینا ہوں

اندریں دنیا نشد بندہ و مرید  
وہ اُس دنیا میں بندہ اور مرید نہ بنا  
یکے ماں شکر سنش و سارے گل  
ایک وقت اُس کے لئے شکر ہے اور ایک مال ٹکڑا  
می نہد با صد تَرَدُّد بے یقین  
غیر یقین کے تَرَدُّد کی حالت میں رکھتا ہے  
وَرِشْت است از اَلَمْ تشریح شنو  
اگر ملدی ہے اَلَمْ تشریح سن لے  
خربسوی مدعی گاؤ راں  
گائے کے مدعی کی جانب گدھا بانک ہے  
بس بلیسانہ قیاس ست خدا  
اے اللہ! یہ قیاس طانی قیاس ہے  
جُز بخالق گدیرہ کے آورده ام  
اللہ کے سوا میں نے کب بھیک مانگی ہے؟  
مَنْ ز تو کو ز تست ہر دشوار سہل  
میں تجھ سے اگر تجھ سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے  
اُونیا ز جان و اخلاصم ندید  
اُس نے میری جان کی یا زندی اور اخلاص دیکھا  
حُب تعبی ویرم ست اے حسن  
اے مجھے ایہ نہایت اندھا اگر میرا نادانی ہے (کلمہ)  
مقتضای عشق ایں باشد بلو  
بنام عشق کا یہی مقتض ہے

ملے تیرے جس شخص نے عہد  
اُسْت کے معاملہ میں کوئی  
خواب نہ دیکھا ہو اُس میں  
بندگی اور ارادہ مندی کا مادہ  
نہیں ہوتا ہے۔ ورنہ ایسے  
شخص میں کچھ ارادت مندی  
بھی اگر ہوتی ہے تو وہ بھی  
تہذیب کے ساتھ ہوتی ہے  
اُس کی زبان پر کبھی شکر خدا  
آتا ہے تو اُس سے زیادہ وہ  
شکریہ کرتا رہتا ہے  
ملے قاسم دارِ مولا، فرماتے  
ہیں کہ عہد اُسْت کے ذوق  
کی مزید تشریح میرے ذمے  
قرض ہے وہ ادا کروں گا۔۔۔  
نی اعمال مجھ سے کوئی چیز  
لے کر گروہی رکھ لے گا تو میں  
کی اُن کی کا اطمینان ہو جائے  
در حجاب اگر زیادہ جلدی  
ہے تو اَلَمْ تشریح پڑھ لے  
یعنی اَلَمْ تشریح سورہ میں  
آنفسور کے شرح صدر ہو  
جانے کا بیان ہے شرح مد  
کے بعد ہر از خود مل ہو جانا  
ہے اللہ تیرا بھی شرح صدر  
کر دے گا اور یہ مضمون تیری  
سمجھ میں خود آ جائیگا یا یہ  
مطلب ہے کہ مفسر کی شہرت  
صدر کا یہی مطلب تھا کہ آپ  
میں عہد اُسْت کا پورا ذوق  
نفا اسی کے ذریعہ اللہ نے  
آپ کا رعبہ کم کر دیا تھا اور  
تمام احکام شرعی آپ پر آسان  
ہو گئے تھے۔ گفت: میں فقیر نے  
کہا۔ آں دغا یعنی گائے کا لالہ  
بس بلیسانہ شیطان نے حضرت  
آدم کے ظاہر کو دیکھا اور اُسی نیند

برائی انصافیت کما حضرت آدم کے باطنی اوصاف کو اُس نے نہ دیکھا اسی طرح اُس شخص نے میرے ظاہر اور فقر  
کو دیکھ کر مجھے اندھے فقیروں میں سے کما مالا کم میرا نقرال اللہ تھا۔

ملے من دغا سادہ فقیر نور انسان سے بھیک مانگتے ہیں میں نے تو اللہ سے بھیک مانگی۔ اُونیا ز یعنی اُس  
ظالم نے میرے اوصاف کو نہ دیکھا۔ کورم یعنی جو کس عشق اپنی میں مصروف ہوں اور مجھے اللہ کے عشق نے  
اندھا اور بہر انا رکھا ہے لہذا میرا دنیا پرانا دنیا کے اعتبار سے ہے۔ ذکر خدا کے معاد میں۔



اے آنجناب جس طرح حضرت  
یوسفؑ کو خواب پر مہر دستھا  
اور وہ اُن کا سہارا بن گیا اسی  
طرح مجھے بھی خواب کی بنیاد  
پر اعتماد تھا کہ ضرور دعا قبول  
ہوگی۔ ایں دعا میری گزشتہ  
وزاری کیل کو درختی بقیہ تھا  
اُس کو مقبول ہونا تھا ہی نہ تھا۔  
لوگ ایں راز سے واقف نہیں  
ہیں اور میری باتوں کو کہیں  
سمجھتے ہیں جن جگہاں۔  
جبکہ لوگوں کو حقیقت حال  
معلوم نہیں تو ان کا کہنا برحق

اے غصہ نہیں گائے کے  
الک نے کہا جی بات کر آسمان  
کی طرف سنا تھا کہ مکاری  
کیوں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ  
سے عشق و قرب کی دیکھیں  
کیوں از تہ ہے۔ اگر آئیں۔  
تیرا منہ اس تہل نہیں کاٹھ  
کے سامنے کرے کل سنگاں۔  
یعنی گائے کو بچ کر لے آنا فقیر  
سجدہ میں گر جا تھا۔ کہاتے  
خدا اللہ سے سجدہ کی سات  
ہیں بدعا میں کر داتا۔

اے عزیزم۔ اگر میں برا بھی  
ہوں تو اس وقت تو مجھے سوا  
نہ کر۔ قدریت میری طاقتوں  
کی اگر لوگوں کو قدر نہیں ہے  
تیرے سامنے قربات واضح  
ہے چون فرستادی جب آ  
اللہ تو نے خود اس گائے کو  
میرے گھر میں بھیجا تو میرا  
نوح کرنا غلطی نہ تھی۔

تو کہ بیتائی ز کور اہم مدار

(اے خدا! تو کہہ دینا ہے مجھے نابیناؤں میں از رکہ

آنجناب! کہ یوسفؑ صدیق را  
جس طرح کہ یوسفؑ صدیق کو

مر مرا ہم لطف تو خوابے نمود

مجھے بھی تیری مہربانی نے ایک خواب دکھایا

می نداند خلق اسرار مرا

لوگ میرے راز نہیں جانتے ہیں

حق شان ست کہ داند را مرغیب

(اے! آنجناب! کہ اور غیب کا راز کون جانتا ہے؟

ختم گفتش حق بگوئے زند خو

(اسکے الفاظ نے اُس سے کہا کہ بربادت ہی بتا

شیدوی آری غلطی افکنی

تو کہ کرتا ہے غلطی میں بہتلا کرتا ہے

بالد میں روئے چوں دل مرؤ

جب کہ تو وہ دل ہے جس سے منہ سے

غلغلے در شہر اقادہ آریں

اس سے شہر میں بڑا شور مچا رہا

کائے خدا ایں بند را سوا ملکن

کہ اسے خدا اس غلام کو سوا نہ سرا

تو بھی دانی کہ شبہائے دراز

تو جانتا ہے کہ میں راتوں میں نیست

پیش خلق ایں را اگر خود قدر

اگر مخلوق کے نزدیک ایں کی قدر نہیں ہے

گاؤمی خواہند از من اے خدا

اے اللہ! وہ مجھ سے گائے مانگتے ہیں

دارم برگرد لطف اے مدار

اے مدار! میں تیری مہربانی کے گرد گھومتا ہوں

خواب نمودی و تش متکا

تو نے خواب دکھایا اور وہ اُن کا سہارا بنا

ایں دعائے بیدم بازی نمود

میری یہ لاعسد و دعا کبیل نہ تھی

ناراض داند گفتار مرا

میری گفتگو کو بکواس سمجھتے ہیں

غیر علام سر و شمار عیب

سائے راز کے جاننے والے اور مجھے پہچاننے والے

از جہ سوئے آسمان کردی تو

تو نے آسمان کی طرف منہ کیوں کر لیا؟

لاف عشق و لاف قربت مینری

عشق اور قرب (اللہ کی بکواس کرتا ہے

روئے سوئے آسمانہا کردہ

آسمانوں کی جانب منہ کیا ہے؟

آن سماں می نہد روبرو

وہ مسلمان زمین پر منہ نہ رکھتا تھا

گر بندہ ہم ستر من پیدا ملکن

اگر میں برا بھی ہوں، میرا راز فاش نہ کر

کہ ہمی خواندم ترا با صد نیاز

میں تجھے سینکڑوں نیاز مند ہوں کیسا تھو بکارتا تھا

پیش تو ہچوں چرخ روشنیست

تیرے نزدیک تو روشن چراغ کی طرح ہے

چوں فرستادی نکر دم من خطا

جبکہ تو نے بھی، تو میں نے غلطی نہیں کی



بیرون شدن داؤد نبی علیہ السلام و شنیدن از ہر دو خیم

حضرت داؤد نبی علیہ السلام کا باہر نکل کر آنا اور دونوں فریق کی بات سننا اور

وسوال کردن از مدعی علیہ وجواب او

مدعی علیہ سے سوال کرنا اور اس کا جواب

چونکہ داؤد نبی آمد بیرون

جب داؤد نبی، باہر آئے

مدعی گفت اے نبی اللہ داد

مدعی نے کہا، اے اللہ کے نبی! فریاد ہے

کشت گاو را پیر کشش که چرا

میں نے میری گائے کو قتل کر دیا ہے پر تم کو کیا؟

گفت داؤدش بگو اے نوالکرم

میں سے داؤد نے فرمایا اے بھلے مانس!

ہیں پر آئندہ ملو حجت بیار

خبردار! یہ سب بات ذکر دلیل بیان کرو

گفت اے داؤد بودم ہفت سال

میں نے کہا اے داؤد! میں سات سال تک تھا

ایں ہمی بستم زیر داں کائے خدا

میں اللہ (تعالیٰ) کے چاہتا تھا کہ اے خدا!

مردوزن بر نال من اقف اند

مرد و عورت، میری فریاد سے واقف ہیں

تو پیرس از ہر کہ خواہی این خبر

آپ جس سے چاہیں یہ بات دریافت کریں

ہم ہویدا پرس ہم نہاں خلق

لوگوں سے علی الاطلاق اور بغیر پردہ پڑاؤت کی بجائے

بعد ازین جملہ دعا و این فغاں

اس تمام دعا اور فریاد کے بعد

گفت میں چو نت ایں احوال چو

فرمایا ان، یہ کیا احوال ہیں؟

گاؤ من در خانہ او در رفتاد

میری گائے اسکے گھر میں گھس گئی

گاؤ من کشت او بیاں کن چرا

میری گائے قتل کی، وہ واقعہ بتائے

چوں تلف کردی تو ملک محترم

تو نے محترم ملکیت کو کیوں برباد کیا؟

تا یک سو گرداں عوی کار

تاکہ یہ دعویٰ اور معاملہ ایک سو جو جائے

روز و شب اندر دعا و در سوال

دن، رات دعا اور سوال میں

روزی خواہم حلال و بے عنا

میں حلال روزی بے شقت چاہتا ہوں

کو دکان این ماجرا و اصف اند

پچھتے ہیں تقدیر کو سب ان کرتے ہیں

تا بلوید بے شکو و بے ضرر

تاکہ وہ بغیر داؤد اور بغیر تکلیف کے تباہ

کہ چہ میگفت ایں گدا آئندہ دل

کہ یہ چہی گدیزی والا فقیر کیا کہہ کر تا تھا؟

گاؤ اندر خانہ دیدم ناگہاں

اچانک میں نے اپنے گھر میں گائے دیکھی

۱۰۰ گفت حضرت داؤد

نے فرمایا سب احوال بتاؤ

او بیان کن یعنی مانس کو

فرمائیے کہ وہ بیان کرے۔

۱۰۱ تا یک سو گرداں عوی

معاملہ کو سو گرداں کر سکوں

غنا، شقت، غرو، یعنی یہ سب

تقدیر عورت مروا، بچے بڑھے

سب ہی کو معلوم ہے۔

۱۰۲ بے شکو و بے ضرر

کسی دباؤ کے، ہم جو بڑا۔

یعنی اس معاملہ کی نقل اور

چھپی تحقیقات کر لیجئے۔



چشم من تاریک شد لے بہر لوت  
سیری آنکھوں میں اندیر اچھا گیا نہ کمانے کے  
گشتم اس را تا دم در شکر آن  
میں نے لکھا آئینہ گردیا تاکہ میں شکر میں بہن لے

شادی آں کہ قبول آمد قنوت  
اس خوشی میں کہ دعا قبول ہو گئی  
کہ دعائے من شد آں غیب داں  
کاش غیب کے جاننے والے نے میری دعا میں ل

حکم کردن داود علیہ السلام بر گشندہ گاؤ

گائے آواز کرنے والے کے غلات، حضرت داؤد کا فیصلہ

گفت داود ایں سخنہا را بشنو

حضرت داؤد نے فرمایا ان باتوں کو دل سے دیکھو

تور واداری کہ من بے تجھے

تو اس کو مناسب سمجھتا ہے کہ بغیر میں کے

اینکہ بخشیدت خریدی واری

یہ گائے تجھے کس نے بخشی تو نے خریدی تو وارے؟

کسب را ہچوں زراعت اں عمو

اے چچا! کمانی کو کھیتی کی طرح سمجھو

اچہ کاری بدروی آں ان تست

جو تو بوسے، گائے وہ تیری ملکیت ہے

ز بدہ مال مسلمان کہ شملو

جا مسلمان کا مال دے، غیر میں بات نہ کر

گفت اے شہ تو ہم ایں میگویم

اے کہا لے شاہ! آپ میں بھی یہی کہہ رہے ہیں

تضرع کردن آں شخص از داوری داود علیہ السلام نزد خدا

اُس شخص کا داؤد کے فیصلہ پر خدا کے سامنے تضرع کرنا

پس ز دل آہ برآورد و بگفت

تو اس نے دل سے آہ نکالی اور کہا

سجدہ کرد و گفت ادا نا سوز

میں نے سجدہ کیا اور کہا اے سوزش کے جاننے

واے

واے

بخت شرعی دیریں دعائے بگو

اس دعائے پر کوئی شرعی دلیل بیان کر

بنہم اندر شرع باطل سنتے

میں شرع میں ایک غلط رسم جاری کر دوں

ریح را چوں می ستانی حارثی

پیداوار تو کیوں لیتا ہے، تو کاشتکار ہے؟

تا نہ کاری دخل نبود آن تو

جب تک تو کھیتی نہ کرے پیداوار تیری ملکیت ہے

ورنہ ایں بیدار تو شد در دست

ورنہ یہ ظلم تیرے ذمے لگ گیا ہے

ز بگو و ام و بدہ باطل محو

جا، قرعہ لے، اور دیدے، غلط نہ چاہ

کہ ہمیلو بند اصحاب ستم

جو ظالم وقت کہہ رہے ہیں

تضرع کردن آں شخص از داوری داود علیہ السلام نزد خدا

اُس شخص کا داؤد کے فیصلہ پر خدا کے سامنے تضرع کرنا

کے خدائے ہر کجا طاق و بخت

اے ہر اُس جگہ کہ خدا جہاں کوئی طاق اور بخت

در دل داؤد انداز آن فروز

وہ روشنی داؤد کے دل میں ڈال دے

واے

واے

لے قوت بر من نذا گشتم

میں نے گائے اس نے قوت

کی کہ دعا کی قبولیت کے

مشکلانے میں آنکھوں میں

میں ہاٹ دوں۔ تو رولای۔

کیا تو اس کو مناسب سمجھتا

ہے کہ بغیر کسی شرعی دلیل کے

تیرے حق پر فیصلہ کر کے

ایک غلط طریقہ رائج کر دوں۔

اے۔ یہ گائے تجھے کس نے

بخش نہیں تو نے خریدی تھی

کیا تو نے کاشت کی تھی جو

پیداوار کا مالک بنا۔

اے کسب کمانی اور کھیتی

ایک چیز ہے جو پوتا ہے کھیتی

اُس کی ملکیت ہوتی ہے۔

قرعہ۔ دوسرے کی ملکیت

میں تصرف کرنا ظلم ہے۔

تو غلط باتیں نہ کر اگر تیرے

پاس ہے قواش گائے کی

قیمت ادا کر دے ورنہ حق

لے کر اُس کو دے۔

اے گفت تجھے نے ذبح کرنے

والے نے کہا کہ آپ بھی یہی

باتیں کرنے لگے جو سب کر

رہے تھے اور پھر اللہ کے سامنے

اُس نے گریہ و زاری شروع

کر دی۔



دلہ دانش نہ انچ تو اندر دلم  
 اس کے دل میں ڈال دے جو کہ تو نے میرے دل  
 ایں بگفت گریہ در شدہا کے  
 یہ کہا اور ہائے ہائے کر کے رونا شروع کرنا  
 گفت میں امروز آخواہان گاؤ  
 فرایا خبردار! اے گائے کے ترمی باج  
 تاروم من سوئے خلوت سنماز  
 تاکہ میں نماز میں تنہائی میں چلا جاؤں  
 خوئے دارم در نماز آل لتفات  
 میں نماز میں اس توجہ کی عادت رکھتا ہوں  
 روزن جانم کشادست از صفا  
 صفائی کی وجہ سے میری زبان کا سوراخ نکلا ہوا  
 نامہ داران و نور از روزنم  
 پیغام اور بادش اور نور میرے سوراخ سے  
 دوزخ ست آں خانہ کان روزن  
 دھگر دوزخ ہے جو بچہ سوراخ ہے  
 تیشہ در ہریشہ کم زن بیا  
 ہر چھڑی پر کھساری زار  
 یانمی دانی کہ نور آفتاب  
 یا تو نہیں جانتا کہ سورج کا نور  
 نور ایں دانی کہ حیواں دیدم  
 تو اسکو نور سمجھتا ہے جس کو حیوان بھی دیکھتا ہے

اندر آفگندی بزاز اے مفضل  
 میں راز ڈالا ہے اے میرے حسن!  
 تادل داؤد بیرون شذر جائے  
 یہاں تک کہ حضرت داؤد کا دل دھڑکنے لگا  
 پہلتم وہ ویں دعاوی رامکاؤ  
 مجھے پہلک دے ان دعویوں کو نہ کرید  
 پرستم ایں احوال از دانائے از  
 رازوں کے جاننے والے سے یہ سوال دیتا کروں  
 معنی قرۃ عینی فی الصلوۃ  
 جو معنی ہیں قرۃ عینی فی الصلوۃ کے  
 میر سربے واسطہ نامہ خدا  
 بغیر واسطے کے خدا کا پیغام پہنچتا ہے  
 می قدر در خانام از معدنم  
 میری معدن سے میرے گھر میں نکلتا ہے  
 اصل میں اے بند روزن کروں  
 اے بندے! وہی کی اصل سوراخ کر لیا ہے  
 تیشہ زن در کندن روزن ہلا  
 ہاں سوراخ کرنے کے لئے گدال ماہ  
 عکس خورشید بر و ست از حجاب  
 اس سورج کا عکس ہے جو پردے سے باہر ہے  
 پس چہ گزشتا بود بر آدم  
 تو میرے آدمی ہونے پر کرتا کیسے (صادق) ہوگا؟

عبادات کے تیشہ سے روح میں درد کھڑا ہے۔ اپنی دانی۔ تو جو روح کا درجہ کم کرنے کیلئے جا رہا  
 نہیں کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تو نہیں سمجھتا کہ اصل نور ذات باری کا نور ہے سورج کا نور تو اس کا  
 ایک عکس ہے۔ نور نہیں۔ اگر تیری نگاہ میں صرف یہ ظاہری نور ہے تو تجھ میں اور حیوانات میں کیا فرق  
 ہے اس ظاہری نور کو تو ہر حیوان دیکھ لیتا ہے تیری کیا خصوصیت ہے۔ گوشت کا قرآن پاک میں ہے  
 وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ هَمَّ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا تَكْفُرُونَ تو اگر انسان میں اور جانوروں کوئی فرق نہیں  
 ہے تو یہ آیت اس پر کیسے صادق آسکتی ہے۔

دلہ دانش۔ اے خدا سحر  
 داؤد کے دل میں وہی بات  
 پیدا کر دے جو تو نے میرے  
 دل میں پیدا کی تھی جس سے  
 میں ہائے گائے کو دنگ کرنے  
 پر آمادہ ہو گیا تھا مفضل جس  
 ایں بگفت۔ گائے دنگ کرنے  
 والے نے اس گفتگو کے بعد  
 آؤ دلاڑی شروع کر دی اور  
 ایسا رویا کہ حضرت داؤد کا  
 دل بے چین ہو گیا۔ گفت  
 حضرت داؤد نے مجھ سے  
 کہا کچھ جاؤ محل فیصلہ ہوگا۔  
 تاروم میں تنہائی میں نماز  
 پر توجہ کرو اور اللہ سے دعا  
 کروں گا کہ راز کھل جائے  
 اے غریب دارم مجھے نماز  
 میں اللہ تعالیٰ کی طرف وہی  
 توجہ ہوتی ہے جس کے بارے  
 میں انھوں نے فرمایا ہے کہ  
 میری آنکھ کی شعلہ ناز میں  
 ہے۔ قرۃ عینی فی الصلوۃ  
 حدیث شریف میں ہے تیشہ  
 قرۃ عینی فی الصلوۃ دہری  
 آنکھ کی شعلہ ناز میں رکھو  
 گئی ہے۔ روزن۔ روح کا  
 درجہ کم ہوا ہے جس کے  
 ذریعہ بغیر واسطے کے میرے  
 پاس خدائی احکام آتے ہیں۔  
 باران یعنی باران رحمت۔  
 معذرت یعنی نجات باری تعالیٰ۔  
 اے دوزخ جس روح کا  
 درجہ اللہ تعالیٰ کی جانب کم  
 ہوا نہیں ہے وہ روح دوزخ  
 ہے۔ اصل دین کی منیا د  
 تعلق مع اللہ پر ہے۔ تیشہ۔  
 کھڑیاں کاٹنے کیلئے تیشہ چلاتا  
 کوئی معنی نہیں رکھتا اصل کما



واب باری ہیں فنا ہوں اب  
میں اپنے میں اور ذات باری  
میں کوئی اختیار اور وہی نہیں  
پاتا ہوں۔ رفتہ۔ باوجود میں  
اتحاد کے بھر فاعل اور خلوت  
جاہد سرون کو تعلیم دینے کے  
لئے ہے۔ کونہ۔ ماہ و گون  
کی دولت کیلئے میں کسی غیر  
مزدوری بات کرنے لگا ہوں  
اور ایسی ہی بات ہے جس  
کو جنگ کے موقع پر غرضاتی  
بات ظاہر کی جاتی ہے۔  
خرب محمد جنگ میں ایک  
طیر و افسی حال سے کامیابی  
ہو جاتی ہے۔

لے نیست۔ وحدت کا راز  
فاخر کرنے کی اجازت نہیں  
ورنہ حضرت داؤد سارے  
رازدان کر دیتے اور اپنے  
اسرار بیان کر دیتے کہ دریائے  
اسرار خشک ہو جاتا ہے۔  
فوز غیب نے حضرت داؤد  
کا گریبان کھینچ کر ان کو اسرار  
بیان کرنے سے روکا۔  
یعنی حضرت داؤد کی مستی  
زائق ہوئی مجرب یعنی مصلی  
سے حق نمودار۔ اللہ تعالیٰ  
نے ان پر بات واضح کر دی  
اور گائے نوح کرنے کی سزا  
سے واقف کر دیا۔ نوحہ۔  
یعنی گائے والے نے فوز  
اُس تغیر پر جس وطن شروع  
کر دی۔

من چو خورشیدم درین لغز غرق

میں سورج جیسا ہوں نور میں ڈوبا ہوا ہوں  
رفتہ سوئے نماز و آن خلا  
میرا اس خلوت اور نماز کی جانب جاؤں  
کثر ہم تار است گرد و ایں جہاں  
میں بڑھاد قدم رکھتا ہوں تاکہ مخلوق بھی ہو جائے  
نیست دستوے و گرنہ ریختے  
اجازت نہیں ہے ورنہ وہ بہا دیتے  
ہمچنین میلفت او و ایں نسق  
اس طور پر حضرت داؤد الیاسی کہتے رہے  
پس گریانش کشدار پس کیے  
تو ایک نے پیچھے سے ان کا گریبان کھینچا

من ندانم کرد خویش از نور فرق

میں اپنے آپ میں اور نور میں فرق کرنا نہیں جانتا ہوں  
بہر تعلیم ست رہ مر خلق را  
مخلوق کو راستہ کی تعلیم دینے کے لئے ہے  
خرب غلہ ایں بودے پہلوں  
اسے بہادر! جنگ دھوکہ ہے۔ یہی ہے  
گرداز دریائے راز ایں گختے  
راز کمر دریا سے گرد آزا ہوتے  
خواست گشتن عقل خلاق محرق  
مخلوق کی عقل نے جل جانا جالا  
کہ ندانم در کی اش من شکے  
کیں انکی وحدانیت میں کوئی شک نہیں رکھتا ہوں

رفتن داؤد علیہ السلام در خلوت تا آنچہ حق ست پیدا شود

(حضرت داؤد کا تنہائی میں چلا جانا تاکہ جو صیغہ بات ہے واضح ہو جائے)

لے بست و عزم خلوت گاہ کرد

غاموش ہو گئے اور خلوت خانہ کا قصد کیا  
سوئے محراب و دعائے مستجاب  
محراب اور مقبول دعا کی جانب  
گشت واقف بر سرائے ہنگام  
وہ بدلے کی سزا سے واقف ہو گئے  
راز پنہانے کہ حیرانی فرود  
وہ چپے ہوئے راز جنہوں نے حیرانی برپا دی  
پیش داؤد پیمبر صرف زند  
حضرت داؤد پیمبر کے یہ دو وصف بت ہو گئے  
زود و آل مدعی تشیع رفت  
اس مدعی نے جلد سخت بڑا بھلا کتنا شروع کر دیا

با خود آمد گفت را کوتاہ کرد

(حضرت سنبلی، بات کو مختصر کیا  
دور و بست برفت نگہ شباب  
دروازہ بند کیا اور فوراً روضہ ہوئے  
حق نمودار اپنے ہمروش تمام  
حق نے ان کو جو کچھ دکھایا (امیں) سب دکھادیا  
دید احوالے کہ کس واقف نبود  
انہوں نے وہ احوال دیکھے جن سے کوئی واقف تھا  
روز دیگر جملہ خصمان آمدند  
دوسرے دن سب سرین آئے  
ہمچنان آں با جراہ باز رفت  
اسی طرح وہ تقصیر پھر چلا



زود کا دم را بدہ اے نابکار

اے نابکار! میری گائے جلد سے

کا بچیں ظلم صبر رخ نامزا

کر ایسا نامترب، مسافت ظلم

کا دکشتہ خوردہ لے تر سے ویم

جگائے فوج کر کے ڈر اور خوف کے بغیر کھا کر

کہ بچیں سال بودم دردعا

کریں گئے سال سے دعا میں لگا رہا ہوں

اے رسول حق چیں باشد روا

اے اللہ کے رسول! کیا یہ جائز ہو سکتا ہے؟

از خدائے خوشیتن شرے بدار

اپنے خدا سے کچھ شر ما

می رود در عہد پیغمبر ملا

خبردار! پیغمبر کے دور میں ہوا ہے

در جواب افزودہ تنویر اللمیم

اُس نالائق نے جواب میں تنویر زیادہ پیش کر دیا

من طلب کردم ز حق داد او مرا

میں نے اللہ (حق) سے انکا اُس نے مجھے دیا

ملک من بد گا و چون اوش خدا

گائے میری ملکیت تھی، تمہارے اُسکو کیسے دیدی؟

حکم کردن داود علیہ السلام بر صاحب گاؤں

داؤد علیہ السلام کا حکم کے خلاف فیصلہ کرنا، گائے کے خیال

و تشیع صاحب گاؤں برداؤد علیہ السلام

سے روکنے کرے، اور گائے والے کا داؤد علیہ السلام کو مات کرنا

گفت اودش خمش کن رو بہل

(حضرت داؤد نے اُس سے فرمایا چپ جا، چھوڑ

چوٹ خدا پوشیدہ بر تو لے چوٹ

اے جان! جب اللہ تعالیٰ نے تیری پردہ پوشی کی؟

گفت اولیٰ اچہ کم ست نیچہ داد

اُس نے کہا ہائے! میرے گریبا فیصلہ ہے، کیا انصاف ہے؟

رفته است آوازہ عدلت چنان

آپ کے انصاف کا تو ایسا شہسور ہے

برسگان کو راس اتم نرفت

انہ سے کتوں پر بھی، یہ ظلم نہیں ہوا ہے

بچنیں تشیع می زود بر ملا

و اس طرح علی الاعلان ملامت کرتا رہا

این مسلمان را ز گاوت کن محل

اس مسلمان کو اپنی گائے معاف کر دے

رو خمش کن حق ستاری بدار

جا، چپ ہو جا، پردہ پوشی کے حق کو بسم

از لے من شرع نو خواہی نہا

میرے لئے آپ نئی شریعت بنائیں گے

کہ معطر شد زمین و آسمان

کہ اُس سے، کریں اور آسمان معطر ہو گیا

زین تعدی سنگ دکہ بشکاوت

اس ظلم سے پتھر اور پہاڑ جلد پھٹ گئے

کا الصلا ہنگام ظلم ست الصلا

آؤ، آؤ، ظلم کا وقت ہے

لہ زود کہنے لگا کہ نور  
میری گائے دے اور خدا  
سے شرم کر۔ جی زود حضرت  
داؤد علیہ السلام کے دور میں ایسا  
ظلم ہوا ہے۔ زود بر یعنی  
خدا رسیدہ ہونے کی باتیں۔  
لہ کہ بچنیں یعنی تو یہ کہتا ہے  
کریں نے دعا کی اور اللہ نے  
مجھے حکمت عطا کر دی۔  
تشیع۔ ملامت۔ کن محل۔  
معاف کر دے۔

ملکہ چوں۔ جب اللہ تعالیٰ  
نے تیری پردہ پوشی کی ہے  
تو اب معاملہ کو زود بردار  
رسولانی ہوگی۔ از لے من۔  
یعنی میرے شرعیات میں آپ  
نئی شریعت نہ بنائیں۔  
برسگان۔ بچے کتوں پر پتھر  
مارتے ہیں۔ زود بر ملا۔  
الصلوات۔ لوگوں کو ظلم دکھانے  
کی دعوت دینے لگا۔



اینچین ظلم و ستم برمن ملکن  
یا نبی اللہ مگوزیناں سخن

ایسا ظلم و ستم ابھہ ہر آنہ بیچے  
اسے اللہ کے نبی ! ایس باتیں نہ کیجئے

محکم کردن داؤد برصاحب گاؤ کہ حملہ مال خود لوے بخش

حضرت داؤد کا گئے والے کو حکم دینا کہ اپنا سارا مال اس کو بخش دے

بعد ازاں داؤد گفتش کاے عنود

اسکے بعد حضرت داؤد نے اس سے کہا ہے کشت

ورنہ کارت سخت گردد کفمت

ورنہ تیرا معاملہ مشکل ہو جائیگا میں نے تجھ سے کہنا

خاک بر سر کرد و جامہ بردرید

اس نے سر پر خاک ڈالی اور کپڑے پر ڈالے

یک دمے دیگر بدیں تشنوع راند

اس نے پھر یہ ملامت شروع کر دی

گفت چون نخت نبود آنا صبور

فرمایا اے بے قہرے چونکہ پر وہ پوشی تیرا نصیبی

دیدہ انگاہ صدر و پیشگاه

تو نے اس وقت صدر اور پیشگاہ کو

زین سخن داؤد زو شد خشنماک

ان باتوں سے حضرت داؤد اچھڑ گیا کہ

رو کہ فرزندان تو با جھت تو

جا کہ تیری اولاد مع تیری بیوی کے

سنگ بر سینہ ہی زرباؤ دست

وہ دونوں ہاتھوں سے سینہ پر پتھر مارتا تھا

خلق ہم اندر ملامت آمدند

لوگوں نے بھی ملامت شروع کر دی

ظالم از مظلوم کے داند کے

وہ شخص ظالم اور مظلوم میں کب امتیاز کرے گا

لے ہست جتو تو سخت

یہی اللہ تعالیٰ نے تو پر وہ

پوشی کی لیکن تیرے نصیب میں

نہی اب تو رفتہ رفتہ خود اپنا

ظلم ظاہر کرنے پر تیار ہوا ہے

اگر وہ حضرت داؤد کے ابتدائی

فیصلے مان لیتا تو ہر معاملہ

مکمل ہر فیصلے کے انکسار

سے معاملہ مکمل چلا گیا ہوتا

یہی تو آرام سے تھا اولاد

و دولت سے مزے آلا ہوا

تھا لیکن تو نے اس کی قدر

نہ کی اور محکو گرد راہ بھا

لے آئیں سخن جب وہ

حضرت داؤد کے فیصلے پر

راضی نہ ہوا اور داؤد کا کہنے

کا تو حضرت داؤد کو ناگوار

گزارا تو اب فیصلہ یہ ہے

کہ صرف گائے کی صفائی اور

مال بکھٹنا کافی نہیں ہے

بلکہ تیری اولاد اور بیوی بچے

اسکے غلام ہیں

لے غلٹی جو لوگ جمع ہو

گئے تھے وہ بھی حضرت داؤد

کے ان فیصلوں کو ظلم سمجھتے

ہوئے حضرت داؤد کو

لامت کرنے لگے۔ نتیجہ

پر مشیدہ منجورہ تابعدار



ظالم از مظلوم آنکس پے برد  
ظالم اور مظلوم کا وہ شخص پت لگاتا ہے  
ورنہ آن ظالم کہ نفس سستل  
ورنہ وہ ظالم کہ جس کے اندر نفس ہے  
سگ ہمارہ حملہ بر مسکین کند  
کتا ہمیشہ غریب پر حملہ کرتا ہے  
شرم شیراں است بے سگ را بد  
سجود شرم خجروں میں ہوتی ہے سگ کے کتے میں  
عامہ مظلوم کش ظالم پرست  
مظلوم کو مارنے والے ظالم پرست و عوام  
روئے در داؤد کردنداں فریق  
ان لوگوں نے (حضرت) داؤد کی طرف رخ کیا  
اس نشاید از تو کس ظلم سب فاش  
آپ کیلئے یہ مناسب ہے کہ تو ان ظالموں سے

کو سر نفس ظلم خود برد  
جو اپنے ظالم نفس کا سہہ منہ کر دے  
خصم ہر مظلوم باشت از جنوں  
جنوں کی وجہ سے ہر مظلوم کا مخالف ہوتا ہے  
تا تواند زخم بر مسکین زند  
جب تک بھی ہو سکے غریب کو کاٹنا ہے  
کو گیر و صید از ہمسایگان  
وہ بڑوسیوں سے شکار نہیں چھینتا ہے  
از کین سگ ساں سوئے داؤد  
کین گاہ سے کتے کی طرح (حضرت) داؤد پر دوڑے  
کاے نبی مجتبیٰ برماستفیع  
کہ اسے مستغیر نبی: ہم پر ہمسایان  
تہر کردی بیگناہے را عیاش  
آپ نے بے وجہ ایک بے گنہور پر غلہ کیا ہے

عزم کردن داؤد علی السلام بخواندن خلق براں صحرا کہ راز را آشکارا کند  
(حضرت) داؤد علیہ السلام کا لوگوں کو اس جنگل کی طرف بلانے کا ارادہ کرنا جہاں راز ظاہر کریں

گفت اے یاراں ماں آں رسید  
فرمایا اے دوستو! اس کا وقت آگیا ہے  
جملہ بر خیزید تا بیرون رویم  
سب اٹھو: تاکہ ہم باہر چلیں  
مرد وزن از خانہا بیرون روید  
مرد اور عورت گھروں سے باہر چلو  
در قلاں صحرا درختے ہست رفت  
قلاں جنگل میں، ایک موٹا درخت ہے  
سخت را سخ خیمہ گاہ و میخ او  
خیمہ گاہ اور اس کا کھڑکا بہت مضبوط ہے

کاں سر مکتوم او گرد و پدید  
کہ اس کا پوشیدہ راز ظاہر ہو جائے  
سوئے صحرا و دلاں ہاموں شویم  
جنگل کی طرف اور اس جنگل میں پہنچیں  
تا براں بستر نہاں واقف شوید  
تاکہ اس پوشیدہ راز سے واقف ہو جاؤ  
شاخہایش آنہ و بسیار چخت  
اسکی شاخیں بہت گھنی اور بہت تھری ہوتی ہیں  
بوئے خوں می آیدم از تیغ او  
اس کی جڑ سے بے خون کی بو آرہی ہے

یہ ظالم چونکہ انسان کا  
نفس خود ظالم ہے لہذا وہ  
فطری طور پر ظالم کی حمایت  
کرتا ہے۔ ہاں اگر انسان  
اپنے نفس کا سر قلم کر دے  
تو وہ ظالم اور مظلوم میں قیام  
کر سکتا ہے۔ سگات: نفس  
ایک گتا ہے اور کتے کی  
عادت ہے کہ غریب اور  
کمزور پر حملہ کرتا ہے۔

سگ شرم: حیا اور شرم  
خجروں میں ہوتی ہے جو کبھی  
اپنے ہمسایہ کا شکار چھین کر  
نہیں کھاتے ہیں۔ مات:  
عوام جو ظالم کی حمایت کے  
مادی ہوتے ہیں انکوئی کی  
طرح ان کے فیصلہ کے خلاف  
ہو کر ان کی طرف دوڑ پڑے۔

بجاش: بجائے یعنی بلاوجہ۔  
سگ شرم مکتوم: چھپا ہوا راز  
ہاموں: جنگل، بوقت موٹا۔  
چخت: یعنی شاخیں پس  
میں گھبی ہوتی ہیں۔ سخت:  
یعنی اس درخت کی پھتری  
جو خیمہ کی طرح ہے اور جڑ  
جو خیمہ کی میخ کی طرح ہے  
بہت مضبوط ہے۔



خون شدت اندر بن آن خوش نخت

اس آجے درخت کی جڑیں خون ہوا ہے

مال را برداشت ست این قلتبا

اس دیرت نے مال اڑا لیا ہے

این جوان مرخواجہ را با شہسپر

یہ جوان آفت کا پوتا ہے

تا کنوں علم خدا پوشیدہ اس

اب تک اللہ کے علم نے اس کو چھپایا

کہ عیال خواجہ را رونے ندید

کہ اس نے ایک دن بھی آقا کے بچوں کی دیکھ لیا

بے نوا یاں را بیک لقمہ نخت

نخت جڑوں کی ایک لقمہ سے دلہاری کی

تا کنوں از بہر یک گاہ این لعین

یہاں تک یہ مردود ایک گاہ نے کی وجہ سے

اوجہ برداشت پر وہ از گناہ

اس نے خود گناہ سے پردہ مٹھایا

کافر و فاسق دریں دور گزند

اس لعنہ کے زمانے میں کافر اور فاسق

ظلم مستور ست در اسرار جاں

روح کے رازوں میں ظلم چھپا ہوا ہے

کہ بہ بیندش کشیدہ شاخا

کہ اس ظلم پر کسب تک بھاتے ہوئے دیکھو

خواجہ اکشیت این منحوس نخت

اس بد بخت نے آفت کو قتل کیا ہے

وین غلام اوست لے ازادگان

اے آزاد لوگو! یہ اس کا غلام ہے

طفل بود و اوندازد زین خبر

بچہ تھا اس کو اس کا پتہ نہیں

آخر ازنا شکری این قلتبا

بالآخر اس دیرت کی ناشکری سے

نے بہ نوروز ورمو سمہائے عید

نہ نوروز پر اور نہ عید کے موسموں میں

یادنا درد اوز حقہائے نخت

اس نے پہلے حقوق کو یاد نہ کیا

می زند فرزند اورا بر زمین

اس کے پوتے کو زمین پر بیچ رہا ہے

ورنہ می پوشیدہ خرمش را الہ

ورنہ خدا اس کے خرم کو چھپا رہا تھا

پردہ خود را بخود برمی دزند

اپنے پردے کو خود چاک کر رہے ہیں

می نہد ظالم بہ پیش مرزاں

ظالم (انگو) لوگوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے

گاودوزخ را بر بیند از ملا

بڑا دوزخ کی گائے کو دیکھو

گواہی دادن دست پا و زبان بر سر ظالم ہم در دنیا

ظالم پر دنیا میں بھی ہاتھ پاؤں اور زبان کا گواہی دینا

بر ضمیر تو گواہی میدہند

تیرے باطن پر گواہی دیتے ہیں

پس ہمیں جا دست پایے گزند

تو اسی جگہ تیرے ہاتھ پاؤں بغیر نقصان کے

لے قلتبا۔ دیرت۔ بچہ

مولانا نے آئندہ اشعار میں

مقتول کو جوان کا دوا بتایا

ہے پہلے ہم نے پسر اور فرزند

کا ترجمہ کیا ہے۔ ظلم۔

بڑا باری عیال۔ مال بچت

لوندہ۔ ایرانیوں کی میسر ہے

حقہائے یعنی اس پر جو

اس کے آقا کے پہلے حقوق

تھے۔

لے کا۔ مولانا فرماتے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ قریب وادی فرماتا

ہے لیکن کافر اور فاسق خود

اپنی پردہ زوری کرتے ہیں۔

لے مستور پوشیدہ شاخ۔

یعنی بینک۔ آؤ گا۔ یعنی برآ

عل الاطلاق۔ گواہی یعنی ظلم

کے ہاتھ پاؤں آخرت میں

انکے خلاف گواہی دیں گے

اور دنیا میں بھی گواہی دیتے

ہیں۔ ضمیر پر کشیدہ وارز



چوں مٹوکل می شود بر تو ضمیر  
باطن تیرے اور مٹوکل کی طرح ہوتا ہے  
خاصہ در ہنگام خشم و گفتگو  
خصوصاً غصہ اور گفتگو کے وقت  
چوں مٹوکل می شود ظلم و جفا  
ظلم اور زیادتی مٹوکل کی طرح ہوجاتی ہے  
چوں ہی کیرد گواہ سرگام  
سنہ کا گواہ کس طرح کام پکڑ دیتا ہے  
پس ہماں کس میں مٹوکل میکند  
تو وہی ذات، جبریں سیکھا کرتی ہے  
پس مٹوکلہائے دیگر روز حشر  
تو حشر کے دن دوسرے مٹوکل  
اے بدہ دست آمدہ در ظلم کس  
اے وہ کہ جوش ہاتھوں سے ظلم اور کینہیں کاٹو  
نیت حاجت شہرہ گشتن درگزند  
نقصان رسانی میں مشہور ہوئی ضرورت نہیں ہے  
نفس تو ہر دم بر آرد صد شرار  
تیرا نفس ہر وقت سیکھوں چنگاریاں لگ رہا ہے  
جز و نام سوائے کل خود روم  
میں آگ کا بخرد ہوں اپنے گل کی جانب بٹا ہوں  
ہیچناں کا میں ظالم حق ناشاں  
جیسا کہ حق نہ پہچانتے والے اس ظالم نے  
اوازیں صد کاو برد و صد شتر  
وہ اس کی سرگامیں اور خواہش لے بھاگا  
نیز رونے باخدا زاری نکرد  
اُس نے خدا سے ایک دن بھی ماجرہ نہ کی

کہ بگو تو اعتقادت و ایگر  
کہ تو کہہ دے، اپنے اعتقاد کو نہ چھپا  
میکند ظاہر سیرت را مٹوکل  
تیرے راز کو دزدہ ذرہ ظاہر کر دیتا ہے  
کہ ہوید ان مرا اے دست و پا  
کہ اے ہاتھ پاؤں! مجھے ظاہر کر دے  
خاصہ وقت جوش خشم و انتقام  
خصوصاً غصہ کے جوش اور بدلہ لینے کے وقت  
تا لوائے راز بر صحر ازند  
تا کہ راز کا جھنڈا جنگل میں چلا دے  
ہم تو اند آفرید از بہر نشر  
بھی (راز) کھولنے کے لئے پیدا کر سکتی ہے  
گو بہر ت پیدا است حاجت نیت  
تیرا جو ہر کھلا ہوا ہے اس کی ضرورت نہیں ہے  
بر ضمیر آتش نیت واقف اند  
تیرے آتش باطن سے سب باخبر ہیں  
کہ بہ بینید منم ز اصحاب نار  
کہ مجھے دیکھو میں دوزخیوں میں سے ہوں  
من نہ نورم کہ سوئے حضرت عجم  
میں نور نہیں ہوں کہ (اللہ کے) دہار کی طرح ہوں  
بہر گاہے کرد چندیں التباں  
ایک لمحے کے لئے اس قدر کمر کئے  
نفس نیست اے پدر از و بر  
اے باوا! نفس ہی ہے اُس سے قطع تعلق کر  
یا بے نام از و یک دم بدر  
کسی وقت بھی وہ کے ساتھ میں سے یا رہ نہ جا

لے مٹوکل۔ وہ شخص جس کے  
کام سپرد کر دیا گیا ہو ظلم و جفا  
مشہور ہے کہ خون سر پہ چڑھ  
کر دیتا ہے۔ غارتہ، انتقام  
کے جوش میں قاتل خود اقرار  
کر لیتا ہے۔ پس جو ذات خود  
خفا میں تمہارے اعضاء پر  
تم پر مسلط کر کے اقرار کرتی  
ہے وہ حشر میں دوسرے مٹوکل  
پیدا فرمائی جو تم سے خود شکایت  
جبروں کا اقرار کرائیں گے۔  
وہ دست یعنی بہت سے  
ہاتھ، بعض نگوں میں ضرورت  
ہے۔  
گلہ نیت۔ اس کی کوئی  
خاص ضرورت نہیں ہے کہ  
تیرا ظلم مشہور ہو جب ہی  
جانا یا جس کے تیری آقا و طبع  
سے تیرا ظلم واضح ہو جاتا  
ہے۔ نفس تو تیرا نفس خود  
اپنی ظالمانہ طبیعت اور فرمای  
کو ظاہر کر رہا ہے۔ خود نام  
آتشیں درجہ منم کا بخرد ہے  
جو جہنم کی طرف جاتا ہے۔  
گلہ ہیچناں۔ اس گائے  
والے نے آگ گائے کا بدلہ  
لینے کے لئے جسے کھائے اور  
ملاؤ گا اس نے اس کا گندہ  
کونے والے کا وہب ال مارا  
تھا جو اس کو درشن میں ملا۔ پھر  
اُس نے جو ظلم کئے تھے اگر وہ  
ناری کرتا تو اللہ تعالیٰ اُس کے  
آقا سے صاف کر دیتا۔



اے خوشنود کن! اللہ تعالیٰ صاحب حق کو راضی کر کے حقوق العباد صاف کر دے گا ہے یہ حکایت تم! اگر قتل خطا ہوتا ہے تو اس کا بدلہ اور جہاد عاقل ہی رشتہ داروں سے دلا جائے گا ہے۔ اُنّت۔ عذر اُنّت میں ادا کرانے نے دیا تھا کہ اُنّت۔ یہ تیکڑے کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں بندہ نے کہا تھا بتی یعنی کیوں نہیں آپ ہمارے رب ہیں۔ شکست۔ استغفار ایست۔ تبدیل کر دیتی ہے اور یہ بتاؤ خُشای میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

تھے گفت حضرت را کہ نے فرمایا اُنکی شکلیں کس نے تو! جھنڈا۔ جو تیس بیسی گائے ذبح کرنے والے کا دادا۔ تو غلامی تو اس قتل کا غلام تھا۔ اُن زنت تیری بیوی دراصل اس قتل کی لونڈی تھی۔

تھے چرچ۔ لونڈی کی اولاد اس شخص کی ملکیت ہوتی ہے جس کی وہ لونڈی ملوک ہے وراثت یعنی گائے ذبح کرنے والا۔ تو غلامی جبکہ تو خود اس گائے ذبح کرنے والا غلام ہے تو تیری ساری کمائی میں اُس کی ملکیت ہے چہرہ لہذا یعنی تیرا آقا تجھے پناہ دیا رہا تھا تاکہ تو اس کو قتل نہ کرے۔ اشتاب۔ مشتاب۔ جلدی۔

کالے خدا خضم مر خوشنود کن  
کراے خدا! میرے گناہ کو بخش کر دے  
گر خطا کُشتم دیت بر عاقل است  
اگر میں نے غلطی کی ہے تو دیت عاقل ہے  
سنگ میگرد و با ستغفار دُر  
تو بہ کرنے سے پتھر موتی بن جاتا ہے

گر منش کردم زیاں تو سود کن  
اگر میں نے افسانہ کیا ہے تو فائدہ کر دے  
عاقل جانم تو بودی ازاں است  
اُنّت سے تو میری جان کا مال ہے  
ایں بود انصاف نفس لے جان  
اے آزاد جان! نفس کا انصاف یہ ہوتا ہے

### بیروں رفتن خلایق بسوئے اُن زحت

لوگوں کا اُس درخت کی طرف باہر جانا

چوں بروں رفتن سوئے اُن زحت  
جب لوگ اس درخت کی جانب باہر نکل گئے  
تا گناہ و جرم او پیدائیم  
تاکہ میں اس کا گناہ اور جرم ظاہر نہ کر دوں  
گفت اے سنگ جد ایں لاشہ  
فرمایا اسے کہنے! اُنکے دادا کو قتل کیا  
خواجہ راکشتی و بُردی مال او  
تو نے آقا کو قتل کیا اور اُس کا مال اُٹا لیا  
اُن زنت او را کنیزک بودہ است  
وہ تیری بیوی اُنکس کی لونڈی تھی  
ہرچہ روز زانید مادہ یا کہ تر  
جو اس سے پیدا ہوا مادہ ہو یا تر  
تو غلامی کس و کسارت ملک او  
تو غلام ہے تیری کمائی اور کار اور اُنکی ملکیت  
خواجہ راکشتی با ستم زار زار  
تو نے بڑے بڑے ظلم سے آقا کو قتل کیا  
کار داز اشتاب کردی بیخاک  
تو نے جلدی سے پتھری زمین میں گاڑ دی

گفت دستش را پس بندیت  
فرمایا اُس کے ہاتھ پیچ کر مضبوط باندھ دو  
تا لوئے عدل بر صحر ازیم  
تاکہ انصاف کا جھنڈا جنگل میں گاڑ دوں  
تو غلامی خواجہ زیں رود گشتہ  
تو غلام ہے اس طور پر تو آقا بن (بیٹھا) ہے  
کر دیز داں آشکارا حال او  
خدا نے اُس کا حال ظاہر نہرا دیا  
با ایں خواجہ جفا بنمودہ است  
اس آقا پر اس نے جہاں، ظلم کیا ہے  
بلک وارث باشند اُن کل سلبہ  
وہ سب کا سب وارث کی ملک ہو گا  
شرع جستی شرع بتان و نکو  
تو نے شرعی فیصلہ یا شرعی فیصلہ کیا بہت اچھا  
ہم براہینجا خواجہ گویان زینہا  
ہم جگہ آقا۔ اَللّٰہُ اَکبَر کہت تھا  
از خیالے کہ بدیدی سہناک  
اُس تصور کی وجہ سے جو تجھے خون کا نظر آیا



نیک سرش با کار در زیر زمین  
یہ اس کا سر پہ پھری کے زمین میں ہے  
نام اس سگ ہم نوشتہ کار در  
پھری پر اس کے کا نام بھی لکھا ہوا ہے  
ہیچناں کر دند و چون بشکافتند  
انہوں نے ایسا ہی کیا اور جب انہوں نے کھودا  
دولہ افتاد در خلق آن زماں  
اس وقت لوگوں میں شور مچ گیا  
جملہ از داؤد گشتہ عنذر خواہ  
سب حضرت داؤد سے مسندت پائے ملے جئے

باز کاوید این زمین را ہیچین  
پھر اسی طرح اس زمین کو کھودو  
کرد با خواجہ حسین مکر و ضرر  
اس نے آٹا کیسا تھامی مکاری اور ضرر سانی کی  
در زمین آں کار و با سر یافتند  
زمین میں پھری مع سر کے پانی  
ہر یکے ز تار بہرید از میاں  
ہر ایک نے کر سے جینو کاٹ لیا  
زانکہ بد ظن گشتہ بودند و تباہ  
اس نے کوہ بد گمان اور تباہ ہو گئے تھے

قصاص فرمودن داؤد علیہ السلام خونی را بعد از الزام حجت  
دلیل قائم کرنے کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کا قاتل پر قصاص کا حکم فرمایا

بعد از ان گفتش بیاے داؤد  
انکے بعد انہوں نے اس کو بلانے کے لئے کہا ہے  
ہم بدان تنفیش بفرمود او قصاص  
اس کی اسی تلوار سے انہوں نے قصاص لینے کا  
حکم حق گرجہ مواسا پاکند  
اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی اگرچہ بہت تمنا کرتی ہو  
خون نخسید در فتد در ہر دلے  
خون نہیں سوتا ہر دل میں پیدا ہوتی ہو  
اقتضائے داوری رت دیں  
ہلے کے رب کے انصاف کا اقتضا  
کاں فلاں جوں چہ شد حال گشت  
کہ فلاں کا کیا ہوا کیسے ہوا انکی کیا حالت ہو؟  
جوشش خون باشند آن جستہا  
خون کا جوش ہوتی ہیں وہ جستہیں

داؤد بستاں تو از این دویاہ  
اس دویاہ سے اپنا بدلہ لے  
کے کند مکش ز حکم حق خلاص  
اس کا مکروہ اٹھائے، کے طے ہے کب بچا کتا ہے؟  
چونکہ از حد بگذر دوسوا کند  
جب مصلحت سے گذر جائے تو وہ دوسوا کر دیتی  
میل جست جوئے و کشف مشکے  
جستجو کی خواہش اور لاش کے کشف  
سر بر آرد از ضمیر آن وایں  
اس ابد اس کے دل میں سر اٹھاتا ہے  
ہیچناں کہ جوش از کلزار گشت  
اس طرح جیسے کوہزار سے بڑا ہوا جوش اٹھاتا  
خارش دلہا و بحث ماجرا  
دلوں کی خارش اور بحث ماجرا

۱۔ نیک سرش۔ اس مقبول  
کا سر اور پھری اس زمین  
میں دفن ہے۔ نام اس  
قاتل کا نام پھری پر کند  
ہے بتکار یعنی کافر مومن  
ہیں کیا۔  
۲۔ جملہ حضرت داؤد کے  
جس قدر زمین تھے جو کہ  
وہ دفن کر کے تباہ ہوئے تھے  
سب نے غصہ خواہی شروع  
کر دی قصاص یعنی قاتل  
کو مقول کے عوض قتل کرنا۔  
داؤد خواہ جس پر لگے والے  
نے دعویٰ کیا تھا بدان تنفیش  
دہی پھری جس سے اس نے  
اس کے دار کو قتل کیا تھا۔  
مکروہ۔ اس قاتل کا مکروہ  
قتل کے حکم سے پریشانی  
رہتا۔  
۳۔ خون نخسید۔ شہر ہے  
کہ خون نہیں چھتا قاتل کے  
سر پر چڑھ کر رہتا ہے۔ مقتضائے  
اللہ تعالیٰ کے انصاف کا  
اقتضا ہر انسان کے دل میں  
مقتول کے بارے میں جستجو  
پیدا کر دیتا ہے۔ ضمیر دل  
باطن جو جوشش خون۔ وہی  
مقتول کا خون لوگوں کے  
دل میں جوش مارتا ہے اور  
دل میں جستجو کا اقتضا پیدا  
کر دیتا ہے۔



له دوتو ژمنه انصوبه.

خلق حضرت دائود کے  
پس سحر نے کو دیکھ کر ب  
لوگ نکلے سر دوڑ کر ان کے  
سامنے سجدہ ہو گئے۔ جاہر  
چرا کہ تم کو راہن تھے اسلئے  
ہم ابتدا آپ کے فرمان  
کو نہ سمجھ سکے۔ آؤ۔ ہم نے  
پہلے آپ کے بہت سے  
نقصوں کو دیکھے ہیں۔

۱۷ سنگات جب طاووت  
جاووت کے مقابلے کے لئے  
نکلے تھے تو حضرت داؤد کو  
ساتھ لیکر گئے تھے، راستہ میں  
چیتروں نے حضرت داؤد  
سے کہا تھا کہ ہمیں لیکر چلنے  
طاووت کی موت کا سبب  
نہیں ہے۔ فلاں گرجو جس  
کے ذریعہ میں پرستگار ہی  
کی جاتی ہے۔ سنگات یہ  
تین پتھر تھے لیکن پہیلے پر  
اُن کے ہزاروں گولے بکھر  
جاووت کی فوج پر گئے آہن۔  
حضرت داؤد زہر میں بنا تے  
تھے اور وہ اُن کے ہاتھ  
میں اگر موم میں ماما تھا۔

ﷺ کہ تمہا جب حضرت  
داؤد زبور پر تھے تو پہاڑ  
ان کے سر آواز ہو کر زبور  
کی عادت کرنے لگے تھے۔  
عبدالہزراں حضرت داؤد  
کے ہاتھ پر لاکھوں کاروباری  
بنے۔ طیب یمن ماہر غیب  
وہاں آپ کا رب زیادہ  
قری مجرب ہے کہ آپ  
الہانوں کو امدی حیات  
منجھتے ہیں کہ تفسیر قرآن  
نے فرمایا تھی کہ کوئل کرنے میں

چونکہ یہ اگشتِ سیرِ کارِ او

جب میں نے کارنامہ کار از ظاہر ہو گیا  
خلق مجملہ سر پر مہنہ آمدند  
تمام لوگ ننگے سر آئے  
ماہرہ کو رانِ اصلی بودہ ایکم  
ہم سب اصل اندے تھے

لیک معذور کم جوں لے دیدہ ایم  
لیکن ہم معذور ہیں چونکہ بنیہ شکوں کہیں  
سنگ با تو در سخن آمد ہیر  
پتھر لے آپ سے بات کی (یہ) مشہور ہے  
تو لے سنگ و فلاخن ابدی

آپ بنی خیر اور محمد بن کر آئے  
 سنگھایت صد ہزاراں بارہ  
 آپ کے (بنی) خیر اکھنڈ بن گئے  
 آہن اندر دست تو چوں ممشد  
 آپ کے ہاتھ میں براہم جیسا ہو گیا

کو پہاڑ با تو رسائل شد شکور  
پہاؤ شد گزری بہ آب کے ہم آواز ہو گئے  
صد ہزاراں چشم دل کشادہ  
دلوں کی لاکھوں آنکھیں کھل گئیں  
وال قوی تر از ہمد کہ دم است

اور صوب سے زیادہ قوی ہو رہا ہے  
جانِ مجملہ معجزاتِ اینست خود  
یہ خود تمام معجزوں کی جان ہے  
کشتہ شد ظالم جہانے زندہ شد  
ظالم قتل کیا گیا، ایک عالم زندہ ہو گیا

معجزه داود شفاش و دلو

حضرت (ادود) کا مجروح مشہور اور مضبوط ہونا  
سبز بچہ بر زمینہامی زوند  
سبز کو سبز میں زمینوں پر رکھتے تھے  
وانچہ می فرمودہ لشنودہ ایم  
ادود جو کچھ آپ نے فرمایا ہم نے نہ سنا

از تو ماصد کوں عجائب دیدہ ایم  
ہم نے آپ سے سینکڑوں خیر کے عجائب دیکھے ہیں  
کز برائے غرور طالعوم بگیر  
کہ مجھے حالات سے جہاد کرنے کے لئے  
صد ہزاراں مرد راہرم دی

لاکھوں اک نون کہ جہاں گردیا  
ہر یکے مہرِ خصم را خو بخوارہ شد  
ہر ایک دشمن کے لئے خو بخوار ہو گیا  
چوں زرہ سازی تر را معلوم شد  
جب آپ زرہ بننا نا جان گئے

باتو میخوآنند چوں مقفّری زبور  
آپ کے ساتھ (مگر) قاری کی طرح زبور پڑھتے  
از دم تو غیب را آمادہ شد  
آپ کے ارشاد سے غیب پر آمادہ ہو گئیں  
زندگی بخشی کہ سرمد قائم ست

آپ وہ زندگی بخشے ہیں کہ جا بدست نام ہے  
گو بہ بخشد مرده را جانِ ابد  
مرده مرده کو ابدی جان بخشا ہے  
ہر یکے از نو خدا را بندہ شد  
ہر یک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا



در بیان آنکہ نفس آدمی بجائے آں خونیت کہ مدعی گاہ  
 اس کے بیان میں کہ آدمی کا نفس آں قاتل کی جگہ پر ہے، جو ذبح شدہ گائے  
 کشتہ بود و آن کشتہ گاو عقل ست و داود حق ست یا شیخ  
 کا مدعی بناتا اور وہ گائے ذبح کرنے والا عقل کی جگہ پر ہے، اور حضرت داود و حضرت  
 کہ نائب حق ست کہ بقوت یاری او تواند ظلم را کشتن  
 حق (قتالے) یا شیخ کی (جگہ پر ہیں) جو حق کا نائب ہوتا ہے جس کی قوت اور مدد سے ظلم  
 و لو نگر شدن بروئے لے کس بے حیا  
 کو قتل کیا جاسکتا ہے، اور ایک دن میں بغیر کمانی اور نیز خیمے والا مرد مارا جاسکتا ہے

نفس خود را کش جہان را زند کن  
 اپنے نفس کو مار، جہان کو زندہ کر  
 مدعی گاو نفس تست ہیں  
 مدعی گائے کا مدعی تیرا نفس ہے  
 آں کشتہ گاو عقل تست و  
 وہ گائے ذبح کرنے والا تیری عقل ہے، جا  
 عقل سیر ست ہی خواہد ز حق  
 عقل (نفس کی) قیدی ہے اور اشد (قتالی) سے  
 روزی بے رنج او موقوف است  
 اس کی کہ مشقت روزی کسی چیز پر موقوف ہے؟  
 نفس گوید چوں کشی تو گاو من  
 نفس کہتا ہے تو میری گائے کو کیوں ذبح کرے؟  
 خواجہ زادہ عقل ماند بے نوا  
 عقل جو آقا سے پیدا ہوئی بے سرو سامان ہوئی  
 روزی بے رنج میدانی کہیت  
 تو جانتا ہے بلا مشقت روزی کیا ہے؟  
 لیک موقوف ست بر قربان و  
 لیکن وہ گائے کی قربانی پر موقوف ہے

خواجہ را کشت او را بندہ کن  
 اس لے آقا کو قتل کیا ہے اس کو غلام بنا  
 خوشتن را خواجہ کر دست مہین  
 اس نے اپنے آپ کو آقا اور مددگار بنا یا ہے  
 بر کشتہ گاو تن من کمر مشو  
 جسم کی گائے کو ذبح کرنے والے کا منکر نہ بن  
 روزی بے رنج و نعمت پر موقوف  
 بغیر مشقت روزی اور طباق بھری نعمت  
 آنکہ بکشد گاو را کاہل بہت  
 یہ کہ وہ گائے کو ذبح کرے کیونکہ وہ بڑائی کی چراگا  
 زانکہ گاو نفس باشد نقش تن  
 کیونکہ جسم کی صورت نفس کی گائے ہے  
 نفس خونی خواجہ گشت پیشوا  
 قاتل نفس آقا اور پیشوا بن گب  
 قوت ارواح سے اوراق نبی  
 روحوں کی روزی ہے اور نبی کے اسرار (روح)  
 گنج قتل گاو داں اے گنج کاو  
 گائے کے ذبح کرنے کو خزانہ سمجھ لے خواجہ کو ذبح  
 کرنے والے

۱۔ در بیان پہلے فقرے  
 مولانا نصیحت کیلئے کچھ بھیجے  
 اندک کے بیان فرماتے ہیں  
 اور کہتے ہیں کہ گائے ذبح کرنے  
 والے کی مثال عقل ہے اور  
 گائے کا بدلہ لینے والے کی مثال  
 نفس ہے حضرت داود کی  
 مثال اشد قتال ہے یا شیخ  
 کوں حوائش قتالی کا خلیفہ ہوتا  
 ہے نفس خود جس طرح گائے  
 کے قتل کے قتل سے عالم زندہ  
 ہوا، تو اپنے نفس کو قتل کر عالم  
 زندہ ہو جائے گا اس نفس نے  
 تیری عقل کو فنا کر رکھا ہے  
 اور خود آقا بن بیٹھا ہے اس  
 کو قتل کا غلام بنا۔  
 ۲۔ مدعی نفس نے عقل کو  
 فنا کیا اور خود آقا بن بیٹھا،  
 حالانکہ عقل کا غلام تھا۔  
 ۳۔ تمام لوگ ابتداء گائے ذبح  
 کرنے والے کے مخالف ہو گئے  
 تھے عقل وہ نوجوان ہے جس  
 نے گائے ذبح کی تھی اور اشد  
 قتالی سے بغیر نعمت روزی  
 کا طالب بناتا۔ روزی جو  
 روح اس وقت حاصل ہوگی  
 جب تن کشی کرو گے جو کہ  
 بمنز لگائے کے ہے۔  
 ۴۔ نفس۔ بدن نفس کیلئے  
 ایسا ہی ہے جیسا کہ گائے کے  
 بدن کیلئے گائے تھی خواجہ زادہ۔  
 جس طرح وہ نوجوان گائے کے  
 مدعی کے آقا کہتا تھا اسی طرح  
 نفس کے اعتبار سے عقل کو  
 سمجھو نفس۔ نفس عقل کا قاتل  
 ہے۔ اوراق نبی یعنی نبی کی  
 شریعت اور احکام قربانی کا ذبح  
 یعنی بدن کو عبادات کے ذریعہ



لہ دوش۔ نئے مشق سے

دوش طاری ہونے لگی ہے

ورنہ میں غذائے رنہ حاصل

کرلے کی پوری بات بتاتا۔

افسانہ است یعنی سرور کا

سبب میں نے اپنا فعل بتایا

یہ محض کہنے کی بات ہے ورنہ

ہر چیز خواہ غیب سے آتی

ہے اور اعلیٰ کا سبب ذات

عزادہندی ہے چشم برآسیاب۔

اگرچہ ہر چیز کا حقیقی سبب

ذات خداوندی ہے لیکن

اسباب ظاہری اختیار کرنا میں

نے انبیاء سے سیکھا ہے لہذا

میں نے بھی ظاہری سبب کی

طرف دھیان کر دیا تھا جو

چٹان یعنی انبیاء کرام بہت

اسباب کے علاوہ ایک ذات

شعب الاسباب ہے الجبار۔

انبیاء نے معجزات دکھا کر ثابت

کر دیا ہے کہ اسباب ظاہری

کے علاوہ بھی اور اسباب ہیں۔

کیوں ان زمیں جس کی ہندی

مشتور ہے۔

لے جب بے سبب ہو کسی ظاہری

سبب کے حضرت موسیٰ کے

نے درجائے نمل پھٹ گیا۔

یاش۔ نوا کا وغیرہ حضرت

موسیٰ کیلئے من و سلویٰ آفرتا

تھا۔ رنگہا۔ حضرت ابراہیم کے

لے ریت آٹا بن گیا تھا۔ چشم

حضرت موسیٰ کی والدہ کیلئے

اُن رنہ دیکھا تھا۔ جلد قرآن

قرآن بتاتا ہے کہ بہت سی

ہتیس یعنی ظاہری اسباب کے

سر جوئی ہیں۔ ورنہ دوش انصاف

صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر ظاہری

اسباب کے عزت حاصل ہوئی

دوش چیزے خوردہ ام ورنہ تمام

میں نے کچھ ہی دیا ہے، ورنہ پوری

دوش چیزے خوردہ ام افسانہ است

کل میں نے کوئی چیز پی ٹی ہے (یہ کہنے کی بات)

چشم برآسیاب از چہ دو ختم

میں نے اسباب پر نظر کیوں جمائی؟

ہست برآسیاب اسباب دگر

اسباب (دنیوی) سے اوپر دوسرے اسباب ہیں

انبیاء در قطع اسباب آمدند

انبیاء قطع اسباب میں ہیں

لے سبب مریح را بشکافتند

انہوں نے (اسباب ظاہری) کے دریا کو پھاڑ کر

ریگہا ہم آرد شد از سعی شان

ان کی کوشش سے ریت آٹا بنے ہیں

جملہ قرآن ہست در قطع سبب

پورا قرآن (قطع اسباب) پر ماقطع ہے

مرغ با سبیلے دوسرے سنگ افکند

پرند، ہاتھی پر دو تین کتکریاں گرا رہے

پیل را سوراخ سوراخ افکند

اٹھی کے سوراخ سوراخ کر ڈالتی ہے

دم گا و کشتہ بر مقتول زن

ذبح شدہ گائے کی دم مقتول پر مار

خلق بریدہ جہد از جائے خویش

گھلا کٹا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ پڑے گا

ادرا باب با وجود مقتول کے تباہ ہوا۔

سگ مرغ۔ ابراہیم علیہ السلام کی کتکریوں کے

تباہ ہوا پیل۔ اٹھی پر کتکری لگتی تھی اور اس کے بدن کو چھلنی کر دیتی تھی۔ دم گا۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو

سورہ بقرہ میں مذکور ہے حضرت موسیٰ نے ایک گائے ذبح کی کہ اس کا گوشت یاد م مقتول پر داری تو اسے زندہ

پڑے خون بہا کر لے لے اپنے خون کا مطالبہ کر لیا

ادرا باب با وجود مقتول کے تباہ ہوا۔

سگ مرغ۔ ابراہیم علیہ السلام کی کتکریوں کے

تباہ ہوا پیل۔ اٹھی پر کتکری لگتی تھی اور اس کے بدن کو چھلنی کر دیتی تھی۔ دم گا۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو

سورہ بقرہ میں مذکور ہے حضرت موسیٰ نے ایک گائے ذبح کی کہ اس کا گوشت یاد م مقتول پر داری تو اسے زندہ

پڑے خون بہا کر لے لے اپنے خون کا مطالبہ کر لیا

دادے در دست فہم تو ز نام

باگ تیری سمجھ کے ہاتھ میں دے دیتا

ہر چہ می آید ز پہناں خانہ است

(ورنہ) جو چیز آتی ہے وہ مال غیب سے ہے

کہ ز خوش چشماں کرشمہ آمو ختم

اسلئے بھی آنکھوں والوں سے میں نے ادائیگی کی

در سبب منکر در اں افکن نظر

(دنیوی) اسباب کو دیکھ، اُن پر نظر ڈال

معجزات خویش بر کیواں زوند

انہوں نے اپنے معجزے زمیں پر قائم کئے ہیں

لے زراعت چاش گندم یافتند

انہوں نے بغیر کھیتی کے گہوں کا دھیر پایا ہے

چشم برآبریشم آمد کشکشاں

بھیر کی اُونچے دار ریشم بنی ہے

عز در ویش و ہلاک بولہب

در ویش کی عزت اور ابراہیم کی ہلاکت

شکر زفت حبش را بشکند

حبش کے بھاری لشکر کو شکست دیتا جو

سنگ مرغے کو بہالا پر زند

پرند کی کتکری جو اوپر کو اڑتا ہے

تا شود زندہ ہماں دم درغن

تاکہ وہ اُسی وقت کفن میں زندہ ہو جائے

خون خود جوید ز خوں پالا خویش

اپنے خون بہا کر لے لے اپنے خون کا مطالبہ کر لیا

ادرا باب با وجود مقتول کے تباہ ہوا۔

سگ مرغ۔ ابراہیم علیہ السلام کی کتکریوں کے

تباہ ہوا پیل۔ اٹھی پر کتکری لگتی تھی اور اس کے بدن کو چھلنی کر دیتی تھی۔ دم گا۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو

سورہ بقرہ میں مذکور ہے حضرت موسیٰ نے ایک گائے ذبح کی کہ اس کا گوشت یاد م مقتول پر داری تو اسے زندہ

پڑے خون بہا کر لے لے اپنے خون کا مطالبہ کر لیا

ادرا باب با وجود مقتول کے تباہ ہوا۔

سگ مرغ۔ ابراہیم علیہ السلام کی کتکریوں کے

تباہ ہوا پیل۔ اٹھی پر کتکری لگتی تھی اور اس کے بدن کو چھلنی کر دیتی تھی۔ دم گا۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو

سورہ بقرہ میں مذکور ہے حضرت موسیٰ نے ایک گائے ذبح کی کہ اس کا گوشت یاد م مقتول پر داری تو اسے زندہ

پڑے خون بہا کر لے لے اپنے خون کا مطالبہ کر لیا

ادرا باب با وجود مقتول کے تباہ ہوا۔

سگ مرغ۔ ابراہیم علیہ السلام کی کتکریوں کے



ہمچنین ز آغاز قرآن تا تمام  
 اسی طرح قرآن کے شروع سے آخر تک  
 کشف اس نور عقل کا رافز اشود  
 اس کا کشف کا رافز عقل سے نہیں ہوتا ہے  
 بسند معقولات آمد فلسفی  
 فلسفی معقولات کا پاسند ہے  
 عقل عقلت مغز و عقل لغت  
 تیری عقل کی عقل مغز ہے اور تیری عقل لغت  
 مغز جو از یوست دارد دلال  
 مغز کا تلاش کرنے والا جھلکے سے نفرت کرنا ہے  
 چونکہ قشر عقل صد بریاں دہد  
 عقل کا جھلکا جھلکا جھلکا دلاں پیدا کر دیتا ہے  
 عقل دفتر ہا کند یکسر سیاہ  
 عقل دفتروں کو بالکل سیاہ کر دیتی ہے  
 از سیاہی و سفیدی فارغست  
 (اگر عقل) سیاہی اور سفیدی سے بے بنیاد ہے  
 ایں سیاہ و ایں سفید ارقد ریا  
 اس کا لے اور اس سفید نے اگر کوئی مرتبہ پایا ہے  
 قیمت ہیمان و کیس از زرت  
 ہیمانی اور فیصل کی قدر سونے کی وجہ سے ہے  
 ہچناں کہ قدر تن از جاں بود  
 جس طرح کہ جسم کی قدر جان کی وجہ سے ہے  
 گر بے جاں زندہ بے بر تو کنو  
 اگر بے بر تو کی جان زندہ ہوتی  
 ہیں بلو کہ ناطق جو می کشد  
 ان کہدے کہ (تو) گویا ہر کھردہ ہی ہے

رفض اسباب است علت اسلام  
 اسباب و علت کا ترک (مذکور ہے) اسلام  
 بندگی کن تا ترا پیدا شود  
 بندگی کرنا کہ تجھ پر ظاہر ہو جائے  
 شہسوار عقل عقل آمد صفی  
 منتجب (انسان) عقل کن کا شہسوار ہے  
 معدہ حیوان ہمیشہ یوست جو  
 حیوان کا معدہ ہمیشہ چمکے کھانے کو کرنا ہے  
 مغز لغز آل را حلال آمد حلال  
 اچھا مغز اس کے لئے حلال ہی حلال ہے  
 عقل کل کے کام لے اقبال ہند  
 (تو) کل عقل بغیر یقین کے کب قدم اٹھائے گی؟  
 عقل عقل آفاق دارد یرزماہ  
 کل عقل دنیا کے اطراف کو جاننے سے پروردگار ہی ہے  
 نور ماہش بر دل و جاں بازع  
 اس کے چاند کی چاندنی دل اور جان پر طلوع کرتی ہے  
 زان شب قدرست کا خروار تیا  
 تو اس شب قدر سے (دیا) جو در تائے کیلچ چلتا ہے  
 بے زراں ہیمان و کیس از زرت  
 وہ ہیمانی اور فیصل بغیر سونے کے ناقص ہے  
 قدر جاں از پر تو جانان بود  
 جان کی قدر جانان کے پر تو کی وجہ سے ہے  
 ہیچ گفتے کا فراں را میتوں  
 (تو) کہیں وہ خدا کا فرد کو کہتا کہہ رہے ہیں؟  
 تا بقرنے بعد ما آ بے رسد  
 تاکہ ہمارے ایک قرن بعد اس میں پانی آئے

لے ہمچنین قرآن میں  
 تعلیم دیتا ہے کہ اسباب میں  
 تا اثر کسب الاسباب کی وجہ  
 سے ہے کشف فیضان الاسباب  
 کا مرکز تہو ناویادی عقل سے  
 سمجھ میں نہ آئیگا اس کیلئے  
 مجاہدوں کی ضرورت ہے  
 لے بند یعنی فلسفی بعض  
 ریاضی عقل میں مقید ہے۔  
 عقلی برکات یعنی عقلی (مذکور)  
 عقل عقل جنسی وہ نور جن جو  
 عقل کو نور بخشتا ہے۔ بقدر  
 حیوان حیوانات عمرنا چمکے  
 کھانے میں لہذا جن حیوانیت  
 کا فلیہ ہے وہ ریاضی عقل  
 کی طرف مائل ہوتا ہے جو کہ  
 بمنزل چمکے کے ہے جو کہ  
 ریاضی عقل سینکڑوں لوگوں  
 پیش کر دیتی ہے جس سے یقین  
 کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے تو  
 عقل کل بدرجہ اولیٰ یقینی  
 دلائل پر عمل کرتی ہے۔  
 لے عقل یعنی عقل دنیوی  
 عقل عقل یعنی نور جن سیاہی  
 یعنی روشنائی سفیدی یعنی  
 کاغذ نور ماہش نور جن ان کو  
 کے دلوں پر طلوع کرتا ہے۔  
 باقرہ چمکے والہ شب قدر  
 یعنی نور جن قیمت عقل کی  
 مثال ہیمانی کی سی ہے اور  
 نور جن کی مثال سونے کی سی  
 ہے۔ فقہ جاں۔ اگر روح پر  
 پر تو خداوندی نہیں ہے تو  
 وہ روح مردہ ہے اسی لئے  
 قرآن نے کافروں کو مردہ قرار  
 دیا ہے۔ ہیں مولانا فرماتے  
 ہیں کہ فی الحال اگر میری بھی  
 سمجھنے والے نہیں ہیں تو سمجھ



ملہ عرچہ۔ وہ آئیوالے بھمار

خود بھی یہ اسرار بیان کر سکتے

لیکن مشنوی کی باتوں سے اکثر

تعمیرت حاصل ہوگی۔ جسے کہ

پہلی کتابوں نے قرآن کی

تصدیق کی، اسی طرح بعد

میں آئیوالوں کے اقوال کی

میری مشنوی تصدیق کر دیگی۔

روزی۔ اب پھر مولانا پہلے

مضمون کی طرف رجوع کرتے

ہیں کہ جس طرح اس لوحِ حق

خود سے بغیر محنت کی روزی

طلب کی تھی تم بھی طلب کرو۔

بلکہ ایک وقت ایسا آئیگا

کہ تمہیں بغیر واسطہ بغیر غلطی

مائل ہونے لگے گا۔ رآنکہ۔

روٹی میں جو مضمون لٹے ہے وہ

مضامین اللہ کی عطا ہے وہ نفع

اللہ تعالیٰ روٹی کے واسطہ

کے بغیر بھی عطا فرماتا ہے۔

ذوق۔ لذت اور نفع روٹی میں

مضامین چیز ہے اور روٹی کی شکل

اگے لئے ایسی ہی ہے جیسا کہ

روٹی کیلئے دسترخوان توہ کا

اللہ تعالیٰ بغیر روٹی کی ظاہری

شکل کے اپنے ادبیا کرمیات

فرماتا ہے۔

ملہ رزق جانی یعنی روحانی

رزق فیض کے ذریعہ حاصل ہوگا

جیسا کہ اس نوجوان کو حضرت

داؤدؑ کے انصاف سے رزق

مائل ہوا۔ نفس۔ شیخ کی

صفت نفس کہ نام کر دیتی

ہے۔ اور چونکہ وہاں یہ سننے چیز

وتغیرا۔

ملہ صاحب اس گاؤں گئے

کے عہد کی مثال نفس کی سی

ہے وہ تب ہی طبعِ نابجب

گرچہ ہر قرآنے سخن آئے بُود

اگرچہ ہر دور میں بات کہنے والا ہوگا

نے کہ ہم توریت و انجیل زبور

کیا ایسا نہیں ہے کہ قدرت اور انجیل اور زبور

روزی بے رنج جوئی و حبیب

بے مشقت اور ان گنت روزی طلب کر

بلکہ رزقے از خداوند بہشت

علیک بہشت کے مالک کی جانب رزق (ملیگا)

زانکہ نفعِ ناں راں داؤد او

کیونکہ اس روٹی میں روٹی کا نفع خدا کی دیں ہے

ذوق نہیاں نقشِ ناچِ سفرہ است

نفع پر مشیدہ ہے روٹی کی صورتِ سفرہ است

رزق لے جانی کے بری باسعی نو

تو روحانی رزق (یعنی) پرکشش تو جوئے کا اصل

نفس چوں باشیخ بیند گام تو

نفس جب تیرا قدم شیخ کے ساتھ دیکھے ہوگا

صاحب اس گاؤں رام آنگاہ شد

گائے کا گھری۔ اس وقت فرما ہوا رہا

عقل گا ہے غالب آید در شکا

خفا میں عقل اس وقت غالب آئے گی فن

نفس اثر در ہاست با صد زور و

نفس سینکڑوں کراہوں والا اثر دل پر ہے

گر تو صاحب کا در خواہی یوں

اگر تو گائے کے تڑپی کو مغلوب کرنا چاہتا ہے

لیک گفت ساقاں یار بُود

لیکن پہلے لوگوں کا کہہ ہوا سہارا ہوگا

شد گواہ صدقِ قرآن شکوہ

اے شکر گزار! قرآن کی صداقت کے گواہ بنے

کن بہشت اور دجبر علی سب

تاکہ جبریل تیرے لئے بہشت سے سبب لائیں

بے صداع باغبان کے رنج کشت

باغبان کی درد سہی اور کشتی کی مشقت کے بغیر

بد بدت اس نفع بے توسیط کو

تجھے وہ نفع بغیر جھکے (روٹی) کی صلاحت کے دیکھا

نان بے سفرہ ولی را بہر ایت

بغیر دسترخوان کی روٹی، ولی کا معتد ہے

جن لعل شیخ کو داؤد دست

شیخ کے انصاف کے بغیر جو تیرے لئے (بغیر لعل) داؤد

از بن دندان شود او رام تو

تو جوہر آتیسرا فرما ہوا رہا ہو جائے گا

کز دم داؤد او آگاہ شد

جب وہ (حضرت) داؤد کے حکم سے ہاتھ ہرگا

برسنگ نفت کہ باشد شیخ یا

تیرے نفس کے کتے پر جبکہ شیخ ساتھی ہوگا

روئے شیخ اور از مر و دیدہ کن

شیخ کا چہرہ اسکے لئے آنکھیں کھالڈنے والا نظر ہے

چوں خراں سخیش کن انسوا حرو

اے سرکش! اسکو گھول کی طرح کھینچ کر اسطرح لجا



گر تو خواہی ایمنی از اثر دیا

اگر تو اژدھے سے مطمئن ہونا چاہتا ہے

خاک شود پیش شیخ با صفا

صاحب باطن شیخ کے سامنے خاک بن جا

صد زبان در ہر زبانش صد لغت

(نفس کے) تو زبانیں ہیں اور لگی ہر زبان میں

چوں نزدیک ولی اللہ شود

جب وہ اللہ کے ولی کے نزدیک ہوتا ہے

مدعی کاو نفس آمد فصیح

کہنے کا مدعی نفس زبان دراز ہے

شہر البفر سید الاشاہ را

شاہ کے علاوہ شہر کو فریے تا ہے

نفس را تبیع و مصحف در کیں

نفس کے داہنے ہاتھ میں تبیع اور قرآن ہے

مصحف سائوس اوبادور مکن

اس کے مکر کے قرآن پر اعتماد نہ کر

سوئے حوصت آورد بہر وضو

وہ وضو کرنے کے لئے تجھے حوصت کی جانب لانا

عقل نورانی و نیلکوطا لبست

عقل نورانی اور بہترین طلبکار ہے

زانکہ اودر خانہ عقل تو بروں

کیونکہ وہ گھر میں ہے، تیری عقل باہر ہے

زانکہ اودر خانہ عقل تو غریب

کیونکہ وہ گھر میں ہے اور تیری عقل مسافر

باش تاثیراں سوئے بیشہ روند

نہیز کر شیر گمار میں پہنچیں

دش از داماں مکن یکدم را

کسی وقت بھی ہاتھ کو اس کے دامن سے جدا کر

تا ز خاک تو بروید کیمیا

تا کہ تیرے خاک سے کیمیا پیدا ہو

زرق و دتانش نیاید در صفت

اس کا کردار حیل بازی بیان نہیں ہو سکتی ہے

آں زبان صد گزش کوتہ شود

اس کی سوز گزشتہ زبان جھوٹی ہو جاتی ہے

صد ہزاراں حجت اردنا صمیم

غلط قسم کی لاکھوں دلیلین بیان کرتا ہے

رہ نتاند ز دشاہ آگاہ را

باخبر خواہی راہ زنی نہیں کر سکتا

خنجر و شمشیر اندر آستین

آستین کے اعمد خنجر اور تلوار ہے

خویش با او ہمسر و ہمسر مکن

اپنے آپ کو اس کا ہمزاد اور ہمت نہ بنا

واندر انداز دترادر قعر او

اور تجھے اس کے اندر اس کی گہائی میں پہنچنا

نفس ظلمانی برو چو غلا بست

ایک نفس اس پر کیوں غالب ہے

گر حیرت ملک اوست لیکن شد زو

(گھر) اگرچہ اس کی ملک ہے لیکن وہ منقلب ہے

بر در خود سنگ بود شیر مہیب

اپنے دروازے پر گستاخوں کا شیر ہوتا ہے

وین سگان کور آنجا بکروند

یہ اندھے گتے وہاں شطیع ہو جائیں گے

لہ صد زبان نفس بہت

ہی بہت بنا اور تمنا ہے کہ

کے کروں کی تفصیل مکن نہیں

ہے کہ وہ نفس کی زبان شیخ

کی صحبت میں کوتاہ ہو جاتی

ہے یہ دھڑلہ کاری کی باتیں

نہیں کر سکتا ہندی نفس

کاٹنے کے تہی کی طرح ہے

اس تہی نے بہت سی غلط

دلیلین پیش کر دیں شہر کا

کے تہی کی تعریروں سے

تمام لوگ دھوکے میں آ گئے

تھے حضرت داؤد و فریب میں

ناتھے تھے

نفس نفس بجا ملک

ہے بظاہر ایک معلوم ہوتا ہے

لیکن باطن بہت خفیہ ہے

مستحق اس کی ظاہری

مال و کھڑک اس کا ہمزاد

ہم نہ بن سوتے حوصت کی

کی دعوت دیتا ہے لیکن اس

میں ہی فریب ہوتا ہے عقل

نورانی عقل میں خریف چیز

پر کہیں نفس کا غلبہ اس وجہ

سے ہو جاتا ہے کہ عقل سے

بگاڑ ہو گیا ہے اور اس کو

تو نے اپنے سے دور کر دیا اور

اپنے اندر نفس کو رہا دیا ہے

اب وہ نفس کا گنا اپنے گھر

پر رہ کر شیر ہو گیا ہے اور

عقل ماری ماری بھرتی ہے

نفس باش عقلیں جب اپنے

اصل مقام پر نہیں ہوتی تب

ان کتوں پر اس کی حقیقت

واضح ہو جائے گی۔



لے اور نفس بھی دل کی دلی سے مطلوب ہوتا ہے جیسا کہ مذہبی کاؤ حضرت داؤدؑ کی بھی دلی سے مطلوب ہوا اور نہ شہر والے اس کو سمجھا سکتے تھے۔ ہرگز جو نفس کام میں ہوتا ہے وہ اس کی بات کو سمجھا سکتا ہے، شیخ جو کہ داؤدؑ کی طرح ہے وہ اس کے قریب میں نہیں آتا ہے۔ کو قہر دل شیخ کامل رہے جو حسرت کو ختم کر کے محترم روح بن جائے اور اسطرح سے نظر خدا میں جائے جس طرح دل نظر خدا ہے ملے خلق عوام باطنی میں ہیں اور بیاری بیماری کی مددگار ہوتی ہے لہذا عوام ظالم کی حمایت کیا کرتے ہیں۔ ہر شے دنیا میں بہت سے منگوا اور فریبی میں جو شیخ ہونے کے مذہبی بن جاتے ہیں اگر انسان میں پہچاننے کی قوت نہیں ہوتی ہے تو وہ ان کے کرم میں پھنس جاتا ہے۔ چونکہ یہ حق جنہیں سچے اور جھوٹے پیر کی پہچان نہیں ہے اس بیوقوف پرند کی طرح ہیں جو شکاری کی پٹھن کو اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ لیتا ہے اور پھنستا ہے۔ نقد ان احمقوں میں کھرے کھوٹے کی تمیز نہیں ہے ایسے احمقوں سے گریز چاہئے خواہ وہ کتنا ہی نیک رہے اور ذہین ہو۔

۱۵ رستہ ایسے احمقوں کو تیز نہیں ہوتی کہ کون

مکر نفس و تن نداندر عام شہر نفس اور جسم کے مکر کو شہر کے عوام نہیں مانتے ہرگز جنس اوست یار اوشد جو اس کا ہم جنس ہے اس کا دوست بننا ہی کو مبتدل گشت و جنس تن نہا جو بدل گیا ہے اور جسم کام میں نہیں رہا ہے خلق جسد علیتی انداز میں تمام لوگ اندر سے بیسار ہیں ہر شے دعویٰ داؤدی کند ہر کینہ داؤدؑ ہونے کا دعویٰ کر دیتا ہے چوں ز صیادے شنید آواز طیر جب شکاری سے پرند کی بولی سنتا ہے نقدر از قلب نشناسد غولیت جو کھرے کو کھوٹے سے نہ پہچانے گراہے رستہ و برستہ پیش او کے ست آزاد اور گرفتار اس کے نزدیک یکساں ہے اینچنین کس گز و کی مطلق ست ایسا شخص خواہ پورا ذہین ہے ہیں از و بگریز چوں آہوز شیر خبردار! اس سے ایسا بھاگ جیسے شیر سے ہرن

او نگرود جز بوحی القلب قہر وہ دل کی دلی کے بغیر مطلوب نہیں ہوتا ہرگز مگر داؤدؑ کو شیخت بود مگر سوائے داؤدؑ کے جو تیسرا شیخ ہے ہرگز احق در مقام دل نشاند جس کو اللہ تعالیٰ نے دل کی جگہ ٹھایا ہے یار علت می شود علت تقیٰ یقیناً مریض مرض کا مددگار ہوتا ہے ہر کب لے تمیز کف درے زند جو لے تیز ہے اس سے وابستہ ہو جاتا ہے مرغ ابلہ مبکند آں سوائے سیر بیوقوف ہر اندامی جانب اذان ہوتا ہے ہیں از و بگریز اگرچہ معنویت خبردار! اس سے گریز کر خواہ وہ نیکو تر ہو گریقتیں عوے کند اور شکست اگرچہ یقین کا دعویٰ کرے وہ شک میں آجائے چوںش اس تمیز نبود حق ست جب اس کو یہ تمیز نہ ہو وہ احمق ہے سوائے او مشاب اے دانا دلیر لے مقلند بہادر! اس کی جانب نہ جا

گر نختن عیسیٰ علیہ السلام بر فراز کوہ از احمقان و

بیوقوفوں کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہاڑی کی بلندی پر بھاگ کر

شخصے در لے اور فتن و سول کردن

جانا اور ایک شخص کا ان کے پیچھے جانا اور سول کرنا

جنتی ہے اور کون جنتی، اگر ایسے احمق یقین کا دعویٰ کریں تو وہ یقیناً مشکوک ہے۔ اینچنین ایسا احمق خواہ کتنا ہی ذہین ہو اس کو احمق سمجھو اور اس سے اس طرح بھاگو جس طرح ہرن شیر سے بھاگتا ہے۔ مگر نختن اس فقرے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ طاقت کا مرض عذاب الہی اور لاعلاج ہے۔



عیسیٰ مریمؑ بکو ہے می گریخت  
حضرت عیسیٰ جن مریمؑ ایک بہادر کھیل بھاگ  
آں کے درے دیوید و گفت خیر  
ایک شخص مجھے روڈا اور بولاجیہ سے  
بانتاب او اپنخاں میتا خت  
جلدی میں وہ اس طرح چٹ بھاگ رہے تھے  
یک دو میدان درے عیسے براند  
وہ ایک دو میدان حضرت عیسیٰ کے مجھے بھاگ  
کزیئے مرضات حق یک خط است  
کہ خدا کی خوشنودی کے لئے تھوڑی دیر بھرے  
از کر ایں شومی گریزی اے کریم  
اے صاحب کرم! اور کہ آپ کس سے بھاگ رہے ہیں؟  
گفت از اہمق گریزا ہم پرو  
فرمایا ہاں میں بیوقوف سے بھاگ رہا ہوں  
گفت آخر اں میجانہ توئی  
میں نے کہا آخر آپ وہی سمجھا نہیں ہیں  
گفت آئے گفت اں شہیستی  
انہوں نے فرمایا ہاں اُسے کہا آپ وضاہ نہیں ہیں؟  
چون بخوانی اں فسون بر مردہ  
آپ جب وہ منتر کسی مردے پر پڑھتے ہیں  
گفت آئے اں منم گفتا کہ تو  
انہوں نے فرمایا ہاں میں وہی ہوں میں نے کہا کہ  
برد می دروے سکتا جاں شود  
آپ میرا ہوتے ہو تک آتے ہیں تو کہ زندہ ہو جاؤ  
گفت آئے گفت پس اروح یا  
انہوں نے فرمایا ہاں اُسے کہا، تو لے، یکن  
روح!

شیر گوی خون او میں خواست رخت  
گویا شیر ان کا خون بہانا چاہتا ہے  
دریت کس نیست چہ گریزی جوہر  
آپ کے مجھے کوئی نہیں ہے نہ کھیر آپ کیوت؟  
کز تاب خود جواب او گفت  
کہ اپنی جلدی میں اُس کو جواب نہ دیا  
پس بجد جہد عیسے را بخواند  
پھر کہشش سے حضرت عیسیٰ کو پکارا  
کہ مرا اندر گریزیت مشکلی ست  
کیونکہ آپ کے بھاگنے میں میرے مجھے مشکل اور دشمن ہے  
لے نیت شیرو نہ خوف حصم ویم  
آپ کے مجھے دشمن ہے نہ دشمن کا ڈر اور خوف  
می رہا ہم خویش را بندم مشو  
میں اپنے آپ کو چھڑا رہا ہوں مجھے نہ روک  
کہ شود کورو کراز تو مستوی  
کہ آپ کے ذریعہ اندھا اور بہر اندر دست ہو جاتا  
کہ فسون غیب را ما ویتی  
کہ آپ نہیں منتر کے ماوی (دولہا) ہیں  
بر جہد جوں شیر صید آورده  
وہ (دولہ) شکاری فخر کی طرح کو بڑتا ہے  
نے ز گل مرغیاں گئی اے خبرو  
اے خین کیا بھیجی سے بوندے نہیں بناتے  
در ہوا اندر زماں تراں شود  
اور توڑا ہی ہوا میں آڑنے لگا ہے  
ہر چہ خواہی میکنی از کیست با  
آپ جو ہاتھ ہیں کریتے ہیں پھر کس کا ہڈا  
ہے

اے عیسیٰ عیسیٰ ابن مریم  
اس طرح بہاؤ کی جان بھاگے  
جائے تھے میرے گویا کرنی  
شیر ان کے خون کے وہ بے پنے  
ایک شخص ان کے مجھے روڈا  
اور بھاگنے کا سبب پوچھنے لگا  
لیکن وہ اس قدر تیز بھاگ  
رہے تھے کہ اس کو جواب نہ دے  
سکے

لے کر کچے مرضات اہمق  
شخص نے بھاگ کر اور ان کے  
تزیب ہو کر کہا خدا کے لئے  
روک جائے اور میرا جواب  
دید مجھے۔ گفت حضرت  
عیسیٰ نے فرمایا میں ایک  
اہمق سے بھاگ رہا ہوں تو  
مجھے نہ روک۔ گفت اہمق  
شخص نے کہا آپ کے روک کر لے  
سے تو اندھے ہرے اپنے  
ہو جاتے ہیں آپ اہمق کی  
حالت سے اس قدر خوفزدہ  
کیوں ہیں؟

لے گفت کہے حضرت  
عیسیٰ نے فرمایا کہ اگر کیا نیت  
ہے۔ گفت آں شہیستی  
بھاگنے والے نے کہا آپ تر  
وہی شاہ ہیں جگر ہم ملتا  
ہے جب وہ آپ تر سے پر  
پڑھتے ہیں تو وہ شکاری شیر  
کی طرح زندہ ہو جاتا ہے۔  
گفت اہمقوں نے فرمایا  
ہاں میں وہی ہوں جو کہتا  
ہے اہمق نے کہا آپ تو  
دشمن سے بوند بنا کر آؤ دیتے  
ہیں اہمق جو تک ساریتے ہیں  
توڑنے لگتا ہے۔ گفت آئے  
انہوں نے توڑ کر اُسے بھرا  
جب آپ کے پاس آئے مجھ سے ہیں



سُئِلَ گفتم۔ اُس سوال  
کرنے والے کے جواب میں فرمایا۔  
مُتَبَدِّل۔ ایجاد کرنا الایسوق۔  
ازل مگر زبان چاک۔ یعنی  
عاشق کائنات۔ بیشک اُس  
اہم غلط کام ہی اثر ہے کہ  
اُس سے اندھے بہرے لپکتے  
ہو جاتے ہیں۔ ہرگز پہاڑ  
اُس کی عظمت و ہیبت سے  
بھٹ جاتے ہیں۔

سُئِلَ برتن۔ اہم غلط مردے  
پر پڑھا جائے تو وہ زندہ  
ہو جاتا ہے۔ لاش۔ یعنی  
اہم غلط شخص سے معدوم  
سوجھ ہو جاتا ہے۔ خود۔  
محبت۔ سنگ خارا۔ یعنی  
احق پر اہم غلط شخص سے  
کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ گستا  
خوار ہوا کہ وہ اور سخت ہو گیا۔  
تو یہی حقیقت کی عادت۔  
سُئِلَ گفتم۔ اُس سوال کو  
والے نے کہا اس میں کیا  
راز اور حکمت ہے کہ احمق  
پر اہم غلط ہی اثر نہیں کرتا  
گفتم حضرت مثنویؒ نے  
فرمایا کہ حکمت مذاب الہی  
ہے اور اندھا بین ایک لاش  
ہے مگر ایش میں جو مبتلا  
ہوتا ہے اُس پر رحم کیا  
جاتا ہے اور احمق پر جہنم  
برسائے جاتے ہیں۔ احمق  
حکمت پر ہر شخص کو مفت  
آتا ہے۔

باچنیں بُرہاں کہ باشد در جہاں  
ایسی دلیلوں کے ہوتے ہوئے دنیا میں کون بچا؟  
گفت عیسیٰ کہ بذات پاک حق  
(حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ اللہ کی پاک ذات کی قسم  
حُرمت ذات و صفات پاک اور  
اُس کی پاک ذات اور صفات کی قسم  
کاں فسون واسمِ عظمِ را کہ من  
کہ وہ منہ اور اہم غلط جو میں نے  
برکہ سنگین خواندم شد شگاف  
بتھوئے پہاڑ پر میں نے پڑھا وہ شق ہو گیا  
برتنِ مُردہ بخواندم گشت حئی  
میں نے مُردہ جسم پر پڑھا وہ زندہ ہو گیا  
خواندم آل را بردلِ حق بود  
میں نے محبت سے اُس کو بیوقوفی کے دل  
سنگ خارا گشت و زانِ خورن گشت  
سنگ خارا بن گیا اور اُس عادت کے دہنا  
گفت حکمت چیست کایا اہم حق  
اُس نے کہا کیا راز ہے کہ وہ اہم غلط  
آں ہماں رنجست ایں رنجے چرا  
وہ بھی بیماری ہے اور یہ بھی بیماری کیوں  
گفت رنج احمقی قہر خداست  
فرمایا بیوقوفی کی بیماری خدا کا عذاب ہے  
ابتلا رنجیت کاں رحم آورد  
آزادش وہ بیماری ہے جو رحم لاتی ہے  
بر سر آرد زخم رنج احمقی  
بیوقوفی کا مرض سسر کو زخمی کرتا ہے

کہ نباشد مَر ترا از بندگان  
جو آپ کے غلاموں میں سے نہ ہو  
مُبدِع تن خالق جاں در سبق  
جو کہ جسم کا پیدا کرنا والا ازل میں روح کا مانتا ہے  
کہ کوہ گردوں گریباں چاک او  
جس کے لئے آسمان گریبان بھائے تھے ہے  
بر گرد و بر کور خواندم شد حسن  
بہرے اور اندھے پر پڑھا وہ اچھا ہو گیا  
خرقہ را بدرید بر خود تا بناف  
اُس نے ناف تک پیسہ میں بھار ڈالا  
بر سر لاشی بخواندم گشت حئی  
میں نے ناچیز پر پڑھا وہ چیز ہو گیا  
صد ہزاراں بار و در مانے نشد  
لاکھوں بار، اور کوئی علاج نہ ہوا  
ریگ شد کز زوے نر و بدیچ گشت  
ریت بن گیا جس سے کوئی قیمتی نہ آگے  
سود کرد اینجا نبود آنرا سبق  
فائدہ کیا، اس جگہ وہ نہ چلا  
اؤ نشد ایں را و اں را شد دوا  
وہ اس کے لئے (دوا) نہ ہوا اور اسکے لئے دوا نکلیا؟  
رنج کوری نیست قہر اں ابتلا  
اندھے پن کی بیماری عذاب نہیں ہے وہ آزمائش ہے  
احمقی رنجیت کاں رحم آورد  
بیوقوفی وہ بیماری ہے جو رحم پیدا کرتی ہے  
رحم نبود چارہ جونی آل شقی  
اُس بد محبت کی چارہ جونی رحم سے نہیں ہوتی



ایچہ داغ اوست مہر او کردہ است  
جوش کا داغ ہے، گو ادا تھائی نے مہر کا دھن  
زاحمقاں بلکہ زجول عینی گریخت  
یہ تو فوں سے اس طرح بھاگ بیٹھے حضرت عینی کا  
اندک اندک آب را دزد و دہوا  
ہوا پانی کو تھوڑا تھوڑا چراتی ہے  
گر میت را دزد و دزدی دہد  
وہ تیری گرمی کو خراتا ہے اور سردی پیدا کرتا ہے  
آں گریز عیسوی نریم بود  
(حضرت) یعنی کا بھاگنا خوف سے زحما  
ز مہر یار رکن دافاق را  
اگر سردی تمام دنیا کو بھردے  
ہر کر گرمی بود از نور حق  
جس کو ادا تھائی کے لہ کی گرمی میں ہر

چارہ بروے نیار دبرد دست  
کوئی تدبیر اس پر قابو نہیں پاسکتی  
صحبت احمق بے خونہا گریخت  
اجن کی صحبت نے بہت خون بہائے ہیں  
وہ چینیں دزد و دہم احمق از شما  
اسی طرح یہ خوف تم میں سے چراتا ہے  
ہمچناں کو زیر خود سنگے نہد  
جس طرح کہ وہ اپنے نیچے پتھر رکھتا ہے  
ایمن ست اوازے تعلیم بود  
وہ محفوظ تھے، تسلیم دینے کے لئے تھکا  
چہ غم آں خورشید را اشراق را  
زوشن سورج کو کیا غم ہے!  
اوجہ غم دار دزد سر دہائے بق  
اُس کو نہ ملے بارش کی سردی کو کیا غم ہے!

قصہ اہل بباد حماقت ایشاں و اثرنا کردن پندرو

اہل سببا اور ان کی بے وقوفی اور انہیاری کی نصیحت کا اہل

نصیحت انبیاء در ایشاں

پراثر نہ کرنے کا نقشہ

یاد آمد قصہ اہل سببا  
مجھے اہل سببا کا قصہ یاد آگیا  
آں سببا ماند بشہرے بس کلا  
وہ سببا بہت بڑے شہر میں کلا  
کو دوکان افسانہ نامی آوزند  
بچے تھے بیان کرتے ہیں  
ہنر لہا گویند در افسانہا  
افسانوں میں غماق کی باتیں کہتے ہیں

کز دم احمق صبا شاں شد دبا  
احمقانہ باتوں سے سببا ہوا اُن کیلئے دبا بگنی  
درفسانہ بشنوی از کو دوکان  
تو نے بچوں سے قصہ میں سنا ہوگا  
درج در افسانہ شاں صد گو نہ پند  
ان کے افسانوں میں تو ہم کی نصیحت درج ہوتی ہو  
گنج می جو در ہمہ ویرانہا  
تو ہر دیر لانے میں خزانہ تلاش کر

لے آچہ حماقت کا اثر  
ادا تھائی کی ایک ٹہر ہے  
جس پر کوئی تدبیر مؤثر نہیں  
ہوتی ہے۔ زاحمقاں —  
یہ تو فوں سے اس طرح بھاگ  
جس طرح حضرت عینی بھاگے  
تھے۔ اندک جس طرح ہوا  
تھوڑا تھوڑا پانی چراتی رہتی  
ہے اور حوض خشک ہو جاتی  
ہے اسی طرح یہ خوف کی  
صیبت تیرے اچھے اوست  
چراتی رہتی ہے۔ گریخت۔  
بھاگیوں کے لئے گرم جوش  
کو جس کی صحبت سردی اور  
کالی سے تبدیل کر دیتی ہے۔  
سنگے چہ تعلیم حضرت عینی  
کا احمق سے بھاگنا دوسروں  
کی تسلیم کرنے کا بہرہ  
اگر تمام دنیا میں سردی پھیلی  
ہوتی ہو تب بھی سورج کو  
کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا  
ہر کر ا۔ حضرت عینی کو درجی  
کی گرمی حاصل تھی کسی احمق  
کی حماقتوں سے وہ مستافر  
نہیں ہو سکتے تھے  
سنگے سببا ایک شہر کا  
نام ہے۔ قبا پر دا ہوا قبا  
بیاری۔ کو دوکان بچوں کی  
کہانیوں اور افسانوں میں  
بھی ایک نصیحت کا پہلو ہوتا  
ہے۔ ہنر لہا۔ افسانوں میں غماق  
غماق کی باتیں ہوتی ہیں لیکن  
حکمت کے خزانے کے تلاش  
کرنے والے کے لئے مفردی ہے  
کہ ہر ویرانہ میں خزانہ تلاش  
کرے۔



لے بود شہرے بس عظیم و مروے  
بڑا شہر تھا لیکن اشد کے نزدیک  
اس کا رہنے کے لیے سے  
زیادہ نہ تھا۔ سخت زلفت۔  
اور نیچے بازار کے چھلکوں کی طرح  
تھا اور انہیں آبادی بھی مردم۔  
آبادی کی تعداد تو اس شہر میں  
کی آبادی کی تعداد کے برابر  
تھی لیکن سب لوگ اس میں  
گندے قسم تھے۔  
وہ تینوں بھی خصل کے کچے  
اور کھالے کے پتے تھے۔  
لے جانے لگے۔ ایسے لوگ  
جن کی روح جو بچتی تھی  
والت نہ ہوا لاکھوں میں ہیں  
تو آدھا شخص ہیں۔ آن کے۔  
ایک قسم تو یہ تھے کہ آخرت کے  
مسائل میں اندے اور دنیا داری  
میں بڑے دور میں۔ سلیمان۔  
یعنی اشد کے مسائل میں بڑے  
پائے ہوئے۔ دنیا کی معمولی سے  
معمولی بات کے بڑے مینا۔  
والت دیگر دوسری قسم وہ تھی  
جو نیک بات سننے میں بہری  
اور تیری بات سن لینے میں کافی  
کی بہت تیز تھی۔ گنج۔ وہ شہر  
سب انہی مال و دولت کے  
اقتدار سے خزانہ تھا لیکن یہی  
اور بھلائی انہیں ذوق برابر نہ  
تھی۔ وائے دیگر تیسری قسم ایسے  
لوگوں کی تھی جن کا عاہری  
باس لہا جو ایک تھوڑے کے  
باس سے نکلے تھے۔  
لے گفت کر۔ بہرا لہا جو  
کچھ باتیں کر رہے ہیں میں سب  
سن رہا ہوں۔ آن بزمہ نکلے  
نے کہا ہے ڈر ہے کہ میرے  
دراز دامن نہ کاٹ لیں۔ کوہ زلفت

بود شہرے بس عظیم و مروے  
وہ دس با بہت بڑا اور عظیم شہر تھا لیکن  
بس عظیم و بس فراخ و بس راز  
بہت بڑا، بہت وسیع، اور بہت لہا  
مردم وہ شہر مجموعہ اندرو  
اس میں دس شہروں کے انسانوں کا مجموعہ تھا  
اندرو نوع خلایق بے شمار  
اس میں بے شمار مخلوق کی قسمیں تھیں،  
جان ناکرہ۔ بجا ناں تاختن  
جان کو جاناں کی طرف نہ کر کے روڑنا  
آن کے بس دورین دیدہ کو  
انہیں سے ایک اندھی ناگھول والا دور تک نہ لے  
واں دگر بس تیز گوش سخت کر  
دوسرا بہت تیز کان والا، اور سخت بہرا  
واں دگر غور و برہنہ لاشتاز  
دوسرا نگاہ اور برہنہ، مرنے کو روڑنے والا  
گفت کو راہنک سپاہے میرسند  
اندھے نے کہا، یہ سپاہی، گنج ہے میں  
گفت کر کے شنیدم بانگ  
بہرے نے کہا ہاں میں نے انکی آواز سنی  
اں برہنہ گفت سناں میں منعم  
نگاہ بولا، میں اس سے خوف زدہ ہوں  
کوہ گفت اینک نزدیک آمدند  
اندھے نے کہا اب وہ قریب آگئے ہیں  
کہ بھی کوید کہ آرے مشغلہ  
بہرا کہہ رہا تھا، کہ ہاں شروع غل

قدرا وچوں قدر سکرہ بیش نے  
اُس کا رہنا سکرہ کے رتبے سے زیادہ تھا  
سخت زلفت و زلفت اندازہ بہا  
پساز کی طرح بہت تیز بہت  
لیک جملہ سہ تن ناشتہ رو  
لیکن سب مل کر تین گندے شخص تھے  
لیک اں جملہ سہ خام پختہ خوا  
لیکن وہ سب تین شخص، ناقص ہی کی ناقص تھے  
گر ہزاران ست باشندیم تن  
اگرچہ وہ ہزاروں ہوں آدمی شخص ہو گئے  
از سلیمان کو رو دیدہ پائے مور  
سلیمان کے پاس میں اندھا اور خیر تھی کا بون بکھے  
گنج و دروے نیست یک حق ننگ  
خزانہ اور اس میں ایک جو کہ دل کا مونا نہیں  
لیک دامنہائے جامہ او دراز  
لیکن اس کے کپڑوں کے دامن بہت بے  
من ہی یتیم کہ چہ قوم اندوچند  
میں دیکھ رہا ہوں، کہ وہ کونسی قوم اور کتنے  
کہ چہ میگوبند سپاہ و نہاں  
کہ وہ آہستہ اور زور سے کیا کہہ رہے ہیں  
کہ بزمند از درازی دامنم  
کہ لہائی کی وجہ سے میرا دامن نہ کاٹ لیں  
خیز بگر نیم پیش از زخم و بند  
انہم بگر نہ جانے اور پٹنے سے پہلے بگاڑ جائیں  
می شود نزدیک تریاراں ہل  
خبردار اسے دوستو بہت نزدیک ہے



اَل بَرہنہ گفت آوہ دامت  
 نیکے نے کہا، اے مسیرا دامن!  
 شہر راہ مستند و بیرون آمدند  
 انھوں نے شہر چھوڑ دیا اور باہر نکل آئے  
 اندراں وہ مرغِ فریبہ یافتند  
 انھوں نے اس گاؤں میں ایک بڑا مرغ پایا  
 کور وید و اَل کرا دازش شنید  
 اندھے نے اُٹھو دیکھا اور بہرے نے نکل آؤں  
 مرغِ مردہ خشک از زخمِ کلاغ  
 مرغِ مردہ کوڑے کی ٹونگوں سے خشک (تھا)  
 پس طلب کروند ویکے یافتند  
 انھوں نے تلاش کیا، اور ایک بچھی پالی  
 بر سر آتش نہادند اَل سہ تن  
 آہ تینوں نے آگ پر رکھا  
 آتشش کروند چندان آپس  
 اسے بیٹا! انھوں نے اس قدر کیا  
 زان ہی خوردند چو ز صید شیر  
 انھوں نے اس کو طرح کیا ج طرحِ شیر  
 ہر سہ زان خوردند بس فریبہ شدند  
 تینوں نے اس میں سے کھایا، بہت موندے ہو گئے  
 آنچناں کز فریبہ ہی ہر یک چاں  
 ایسے کہ ہر ایک جوان مڑا پے کی جھوپٹ  
 باچیں گیزی و ہفت اندام ز  
 لیے مڑا پے، اور ساتوں موندے اعضا کے باج  
 راہِ مرگ خلق ناپیداری ست  
 مخلوق کی موت کا راستہ پوشیدہ راستہ ہے

از طبع بُرند و من نا اکنم  
 لالچ میں کاٹ لیں گے، اور میں محفوظ نہیں رہوں  
 وز ہریمیت در دے اندر شد  
 اور پساہانی سے وہ ایک ٹہن میں گھس گئے  
 لیک ذرہ گوشت بے تر شد  
 لیکن اس بڑے ذرہ گوشت نے تمام الاغر تھا  
 عور بکرفت بدایاں در کشید  
 نیکے نے اُس کو پکڑ دیا اور دامن میں چھپا لیا  
 استخوانہا زار گشتہ چو پیناغ  
 ہڈیاں دعا گے کی طرح لاغسہ تھیں  
 بے سرو بے بن، بیک بستاندند  
 جس کے نہ سر تھا نہ تنی، جلدی دوڑے  
 مرغِ فریبہ را بدیگ اندر زفن  
 موندے مرغ کو بچھی میں رہنے دندی سے  
 کا استخوان شد بختہ بمشِ سیخبر  
 کہ ہڈیاں بیک بچیں، اگلے گوشت کو بچہ نہوا  
 ہر یک از خوردش چو سل سیر  
 اگلے کا پیسے ہر ایک باقی کی طرح سیر  
 چو سہ پیلے بس بن رک و شدند  
 تینوں سولے، اور بڑے باقیوں کی طرح ہو گئے  
 در بختیدے ز زرقی در جہاں  
 بھاری پن سے موندیاں نہ سہا تھیں  
 از شکافِ درہوں جستاند  
 تیزی سے دروازے کی درز سے باہر نکل گئے  
 در نظر ناید کہ اَل بیجا رہی ست  
 وہ دکھائی نہیں دیتا ہے کہ کوئی لامکانی راستہ

لے آوہ۔ اندوس۔ آہین۔  
 مطلق۔ شہر را تینوں شہر  
 چھوڑ کر بھاگے اور ایک گاؤں  
 میں پہنچے۔ ہریمیت۔ پساہانی۔  
 ترند۔ لاغر۔ ترند۔ زخمِ کلاغ  
 کوڑے کا ٹھونچے مارنا۔ چنگ  
 کچھا دھاکا، مکڑی کا جالا۔  
 بے سرو یعنی اکی کو ایسی  
 ہڈی جس کا نہ ٹھکانہ  
 تھا۔  
 لے۔ بر سر آتش یعنی آگ  
 مردہ مرغ کو ہڈی میں ڈالکر  
 پکا بنا شروع کیا۔ آتشش۔  
 یعنی آگ کو اس طرح پکایا  
 کہ ہڈی نکل گئی اور گوشت  
 کچا ہی رہا۔ اَل۔ اس مردہ  
 مرغ کو انھوں نے اس طرح  
 کھا یا جس طرح شیر پاشناکار  
 کھاتا ہے اور اس طرح  
 پیٹ بھر دیا۔ بیک۔ باقی  
 بچ رہا ہے۔  
 سہ۔ تینوں اس مردہ  
 مرغ کو کھا کر باقیوں کی طرح  
 بن گئے۔ آنچناں۔ ان میں  
 سے ہر ایک ایسا پھولا کہ  
 دنیا میں نہیں سہارا تھا۔ با۔  
 چیں۔ لیکن اس مڑا پے کے  
 باوجود وہ گواہوں کی درز  
 سے نکل بھاگے۔ جھوپٹ۔  
 ہفت اندام۔ سر، سینہ،  
 پشت، دونوں ہاتھ، دونوں  
 پاؤں، نگوٹ۔ ذرہ۔ ذرہ  
 مرگ۔ کواڑ کی درز سے موت  
 کا راستہ مراد ہے جو کسی کو نظر  
 نہیں آتا ہے۔ بیجا۔ لامکانی۔



لے تختی چھ مثنوی پرشیدہ  
برادر کو اڑوں کا وہ شکست  
نظر نہیں آتا ہے۔ زفاف۔  
دلہن کو دلہا کے پاس بھیجا  
یعنی انسانوں کی دُور آخرت  
کی طرف روانگی۔ اسے پس  
ہر قسم محض افسانہ نہیں ہوتا  
جو معارف کو جانتے ہیں اس  
سے اچھے نتائج حاصل لیتے  
ہیں بیگانہ یعنی اہل دل  
کے لئے وہ قصہ بیکار نہیں  
ہوتا ہے

لے کر۔ اس تقدس بہرے  
سے انسان کی تائیں مراد  
ہیں، تمنا اور امید و دشمن  
کی موت کی خوشنودی ہے یہی  
موت کی خبر سے بہرہ گیری  
ہے اور دنیا سے اپنے منتقل  
ہونے کو نہیں دیکھتی جس  
اس تقدس میں اندھے سے مراد  
انسان کی حرص ہے جو اپنے  
محبوب سے اندھی ہے اور  
دوسروں کا عیب خوب دیکھتی  
ہے۔ تجرہ ننگے سے مراد وہ  
شخص ہے جو نیک اعمال  
سے غافل اور آخرت کی فکر  
سے غافل ہے۔

لے مرد دنیا۔ دنیا دار مفلس  
ہے اسلئے کہ دنیوی دولت  
آخرت میں کوئی فائدہ نہ  
پہنچائے گی۔ اور بہرہ دنیا  
دار شک پیدا ہوا اور تقویٰ  
کے لباس سے قنگ مرے گا۔  
وقت مرگ جب اس دنیا  
کی دولت کی حقیقت کھل  
جائے جس پر جردن کا خوف  
کھا کا تھا تو اپنے اوپر غصے گا۔  
ان زمانہ جنت دنیاوی دولت

لے کر دنیا دار مفلس اور بہرہ

نیک پیایے کاروانہ مستحق  
قافلے پے در پے آگے بھیجے جا رہے ہیں  
برادر ارجونی نیابی اس شکست  
اگر تو دروازے میں تلاش کر گیا وہ دروازہ نیکی  
اے ضیاء الحق حُسام الدین عیا  
اے ضیاء الحق حُسام الدین، واضح اظہار  
اے پس مختصر افسانہ نیست  
اے بیٹا! ہر قصہ افسانہ نہیں ہے

زین شکاف در کہ ہست آن مختفی  
دروازے کی اس دُور سے جو پوشیدہ ہے  
سخت ناپیدا و زو چندیں زفا  
بالکل پوشیدہ ہے اور اس میں سے مستور و آگے  
باز باید کرد شرح این ہیاں  
اس بیان کی پھر شرح کرنی چاہیے  
آشنایا رُوئے در بیکانہ نیست  
جاننے والے کا رخ، بیگانہ کی طرف نہیں

شرح آں کور دورین و آں کرتیز شنو آں برہنہ دراز دامن  
اس کلمہ تک دیکھنے والے میں اندھے اور اس میں غور کرنے والے بہرے اور اس میں اپنے غور کرنے والے

مرگ خود شنید و نقل خود ندید  
اپنی موت کو نہیں سنا اور اپنے منتقل ہونے کو نہ دیکھا  
عیب خفاں او بگوید کو بگو  
لوگوں کا عیب کو جو بگو بیان کرتا ہے  
می نہ بیند گرچہ ہست او عیب خو  
نہیں دیکھتی، اگرچہ وہ عیب جو ہے  
دامن مرد برہنہ کے درند  
(حاکم) ننگے انسان کا دامن کب بھالتے ہیں؟  
بہج اور نیست از دزدان شبان  
اس کے پاس کچھ بھی نہیں جو اس کے جردن کی کیا کرے؟  
وز غم دزدش جگر خوں میشود  
اور جو رگے غم سے اس کا جگر خوں ہوتا ہے  
خند آید جالش رازیں خوشیش  
اس کی جان کو اپنے اس خوف سے شہی آتی ہے  
ہم زکی داند کہ او بد بے ہنر  
اور اذہن میں بھی جان لیتا ہے کہ وہ بے ہنر تھا

گرا مل را داں کہ مرگ ما شنید  
بہرہ امید کو سمجھ کہ اسے ہماری موت کی خبر آگئی  
حرص نابیناست بیند موبو  
لاکھ اندھا ہے، بال بال دیکھتا ہے  
عیب خود یک ذرہ چشم کور او  
اس کی اندھی آنکھ اپنا عیب نہ برابر آتی  
عور می ترسد کہ دامنش برند  
خفا، ڈرتا ہے کہ اس کا دامن کب لٹ پڑے  
مرد دنیا مفلس ست ترسناک  
دنیا دار انسان مفلس ہے اور خوفزدہ ہے  
او برہنہ آمد و غرباں رود  
وہ ننگا آیا، اور ننگا جائے گا  
وقت مرگش کہ بود صد لوحش  
اسکے ہونے کی وقت جبکہ ستروں سے پوشی ہوتی ہے  
آن نماں داند غنی کش نیست  
اس وقت مالدار جان جاتا ہے کہ اس کے پاس مال نہیں







لے نامہ دنیا کی چیزوں کی  
اصلیت کو سمجھتا ہے اپنے  
جوہر (روح) کے بارے میں  
گدھے ہیں کا ثبوت دیتا جو  
کہ تہی دنیا دار عالم اس کا  
دعویٰ کرتا ہے کہ میں انسانی ہوں  
اور میں جاندار نا جانو کو جانتا  
ہوں خود ندانی میں اُمّی ہوں  
کو خود یہ علم نہیں کہ وہ حق ہے  
یا نادانی پر عیاں بجوزی یعنی  
جانور نا جانو کا فتویٰ دینے  
کے قابل۔ مجوزہ بڑی ہی عورت  
جو عمرنا وائل سے نارواقت  
ہوتی ہے۔ اچھ یعنی نقیبہ  
اُتار تو جانتا ہے کہ یہ بات  
جانور ہے اور یہ بات نا جانور  
ہے لیکن اُس کو اپنا کچھ پتہ  
نہیں ہوتا کہ وہ کس حالت  
میں ہے قیمت۔ دوشمن  
کے احوال سے واقف ہونا  
اور اپنے احوال سے غافل  
ہونا حماقت ہے۔

لے سعدیہ دنیا دار عالم بخیر  
تاروں اور چیزوں کی نخوت  
اور سعادت سے واقفیت کتنا  
ہے لیکن اپنے بارے میں وہ  
کچھ نہیں سمجھتا کہ خود نیک  
بخت ہے یا بدبخت ہے۔  
جان جملہ تمام علوم کی اہل  
تو یہ ہے کہ انسان اپنے بارے  
میں یہ علم حاصل کرے کہ قیامت  
کے دن اُس کا کیا حال ہونا  
ہے۔

لے اصول دین۔ دین کے  
اصول تو جاننا ضروری ہیں لیکن  
اس سے زیادہ یہ ضروری ہے  
کہ اپنی روح کے بارے میں  
خود کرے کہ وہ نیک ہے یا

واند او خاصیت ہر جوہرے

وہ ہر جوہر کی خاصیت جانتا ہے

کہ اُمّی دانم بجوز و لایکجوز

کہ میں بجوز، اور لایکجوز کو جانتا ہوں

اِس رواں ناروادانی ولیک

تو یہ جانتا ہے، یہ جائز ہے نہ ناجائز ہے لیکن

قیمت ہر کالہ میدانی کہ حیت

تو ہر سودے کی قیمت جانتا ہے کہ کیلہ

سعدیہ و نحسہا و انسہ

تو مساداتوں، اور نحوستوں کو جانتا ہے

جان جملہ علمہا اینست اِس

تمام علوم کی جان دراصل یہی ہے

جان جملہ علمہا اینست خود

خود تمام علوم کی جان یہ ہے

اِس اصول دین بدلتی تو لیک

تو نے دین کے اصول جان لئے لیکن

از اصولیت اصول خویش بہ

تیرے اصولی ہونے سے اپنے اصول بہتر ہیں

در بیان جوہر خود چوں خرے

اپنے جوہر کے معاملے میں گدھے کی طرح ہے

خود ندانی تو بجوزی یا بجوز

تو خود نہیں جانتا کہ تو بجوزی ہے یا بجوزیا

تو روا یا ناروانی میں تونیک

تو غور کر، تو خود جائز ہے، یا ناجائز

قیمت خود را ندانی احمقیست

تو اپنی قیمت نہیں جانتا، یہ حماقت ہے

ننگری سعدی تو با نا شستہ

تو یہ غور نہیں کرتا کہ تو سعدی ہے یا میلا

کہ بدانی من کیم در یوم دین

کہ تو جان لے کہ قیامت کے دن میں کون

کہ بہ بخشہ جملہ را جان ابد

کہ وہ سب کو ابدی جان عطا کرے

بنگرا اندر اصل خود کو ہست

اپنی اصل پر غور کر کہ وہ اچھی ہے

کہ بدانی اصل خود لے مرید

لے بڑے شخص! کہ تو اپنی اصل کو جان لے

### صفت حرمی شہر سبا و ناشکری ایشان

سہا شہر کی خوشحالی اور ان کی ناشکری کا بیان

می رسیدے ز اسباب بقا

وہ بقا کے اسباب سے بھانجے تھے

از چہ از راست از بہر فراغ

دائیں اور بائیں سے فراغت کے لئے

اصل شاں بد بود آل اہل سبا

ان اہل سبا کی اصل، بُری تھی

و ادشاں چنداں ضیاع و باغ فراغ

انکو (اللہ نے) اسقدر جائداد و باغ اور چراگاہی

نہیں۔ از اصلیت۔ اصول فقہ کے جاننے سے یہ بہتر ہے کہ ان اپنی اصل یعنی روح کو پہچانے۔

مثنوی خوشحالی۔ بقا یعنی ابدی زندگی۔ جملہ۔ باغ۔ چراگاہ۔ فراغ یعنی فارغ کلبانی۔



بسکہ می افتاد از پُری شمار

کثرت کی وجہ سے بہل بہت کھینچے تھے

آں نشانِ میوہ رہ رومی گرفت

پھلوں کی بکیر راستہ ردک دیتی تھی

سَلہ بر سر در درختانِ شاں

اُن کے باغوں میں سرسبز کی نوکری

باواں میوہ نشانِ بے کسے

بغیر کسی شخص کے، ہوا پھسل جھاڑی

خوشہ ہلے زفت تازیر آمدہ

سوتے خوشے نیچے کھٹکے ہوئے

مردِ گلخن تاب از پُری زر

بہت جلائے والا سونے کی کثرت سے

سنگِ کلیچہ کو فتنے در زیر پا

کچے پاؤں کے نیچے تلے روندے ہوئے

گشتہ ایمین شہرودہ از دزد و گرگ

شہر اور گاؤں چور اور بھڑکے سے محفوظ نہ تھے

جامہ ایشاں اگر چہ گیس شکنے

اگر اُن کے کپڑے مہلے ہو جاتے

در تنور انداختندے جامہ را

وہ کپڑوں کو تنور میں ڈال دیتے

گر بگویم شرحِ نعمتِ ہائے قوم

اگر میں قوم کی نعمتوں کی شرح کروں

مائع آید از سخنِ ہائے مہم

تو وہ ضروری باتوں سے مائع بنے گی

چوں ز حد بردند ناشکری چنا

جب انہوں نے اس طرح کی ناشکری حد سے

زیادہ کی

تنگ می شد معبرہ بر رہگذار

چلنے والوں پر راستہ تنگ ہو جاتا تھا

از پُری میوہ رہر و در شکفت

پھلوں کی کثرت سے مسافر تعجب کرتے تھے

پُر شدے ناخواست میوہ نشان

بغیر خواہش کے پھلوں کے بھڑکنے سے بھر جاتی

پُر شدے زال میوہ دامِ نہا

اُن پھلوں سے بہت سے دامن بھر جاتے

بر سر دروئے روندہ می زدہ

چلنے والے کے سر اور منہ کو گتے

بستہ بودے بر میاں زریں کمر

کمر پر زریں چوٹی باندھے رہتا ہے

تخمہ بودے گرگ صحرا از نو

غذا کی کثرت سے جنگل کے بھینڈوں کو بھی بھاتی

بُرز تر سیدے ہم از گرگ تر گ

موتے بھڑکے بکری بھی نہ ڈرتی تھی

آتش سوزندہ شاں بون بے

جلائے والی آگ اُن کا صابون ہوتا

بعد یک ساعت شدے خوش صفا

نیم گھنٹہ کے بعد وہ اچھا صاف ہو جاتا

کہ زیادت می شد اں بو یا قوم

جو روز بروز بڑھ رہی تھیں

انبیاء بردند امرِ فاسد

انبیاء فاسد شتم کا حکم لے کر گئے

غیرت حق کار گر شد در نماں

اُس وقت اللہ تعالیٰ کی غیرت کا سامنے

لفظِ پُری۔ کثرت۔ شمار  
کی وجہ سے بہل بہت کھینچے تھے  
راستہ۔ رہگذار مسافر نشان  
بکیر شکفت۔ تعجب۔ بھلا  
نوکر۔ ناخواست۔ بغیر چاہے  
بیکٹے یعنی بغیر جھاڑے  
دالے کے بھٹکنے کا بھائی

کمر۔ چوٹی  
تخمہ۔ بونڈ  
گشتہ۔ سال و عمارت کی کثرت  
کی وجہ سے نہ چور کو چوری کی  
ضرورت رہی تھی نہ بھڑکے  
کو کسی کے بھڑکنے کی  
سے تر گ۔ بھڑکا۔ چڑکھنا  
بُرز۔ آتش۔ آگ کے ذریعہ  
کپڑے دھونے کی کوئی خاص  
ترکیب ہوگی۔ انبیاء یعنی  
انبیاء کو حکم ہوا کہ وہ اُن کو  
راستہ روٹی کا حکم دیں۔



## آمدن پیغمبر اہل نصیحت اہل سبا

اہل سبا کی نصیحت کے لئے پیغمبروں کا آنا

گر ہاں را جملہ رہبری شدند  
گر اجوں کے سب رہبر بنے  
مگر شکر را بخشد خیر کو  
اگر شکر کی سواری سو گئی ہے (اٹکو) چلاؤ  
ورنہ بکشاید در چشم ابد  
ورنہ ابھی ناراضی کا دوا زہ مکمل جاملے گا  
کن چنین نعمت بشکرے سر کند  
کہ اس قدر نعمتوں پر ایک شکر پر اکتفا کرے  
پا بخشد شکر خواہد قعدہ  
پاؤں بختا ہے، بیٹھے کا شکر چاہتا ہے  
صد ہزاراں گل زخاے سر کند  
لاکھوں پھول کاٹنے سے سر بھارتے ہیں  
ما شکریم از شکر و از نعمت مل  
ہم تو شکر اور نعمت سے عاجز ہیں  
کہ نہ طاعت ماں خوشایید نے  
کہ نہ ہمیں عبادت اچھی لگتی ہے، نہ گناہ  
مانمی خواہیم اسباب فراغ  
ہمیں ذرا تلخ اور فراق کی خواہش نہیں ہے  
شکر چہ گویم بر گوید ہاں  
کلبے کا شکر کریں، ہاں بہت ادا؟  
کہ ازاں در حق شناسی آفتے  
کہ اٹھ کی وجہ سے حق کے پہچانے میں نقصان  
طعمہ در بیمار کے قوت شود  
کھانا بیمار میں قوت کب پسند کرتا ہے؟

سینہ پیغمبر آغا آمدند  
حسیلہ پہلیسبر وہاں آئے  
کہ ہلا نعمت فزوں شد شکر گو  
کہ خبر دای! نعمت بہت ہو گئی بٹ شکر کر  
شکر نعمم واجب آمد در خرد  
مقل اقتباسے (اٹام) نے ملے کا شکر ضروری ہے  
ہیں کرم بینید و ایں خود کس کند  
ہاں کرم دیکھو، اور یہ خود کون کرتا ہے؟  
سر بہ بخشد شکر خواہد سجدہ  
وہ سر عنایت کرتا ہے سجدہ کا شکر چاہتا ہے  
شکر نعمت نعمت افزوں کند  
نعمت کا شکر نعمت کو زیادہ بڑھا تا ہے  
قوم گفتہ شکر مارا برد غول  
قوم نے کہا، ہمارا شکر بھوت لے گیا  
ما چناں پر مردہ شتیم از عطا  
ہم بخشش سے کلبے پر مردہ ہو گئے ہیں  
مانمی خواہیم نعمت ہا و باغ  
ہم نعمتیں اور باغ نہیں چاہتے  
نعمتے چہ سیر شد جاں ازیں  
نعمت کیا چیز ہے اس سے بیماری طبیعت بخری  
انبیاء گفتند در دل علتیست  
انبیاء نے فرمایا، دل میں بیماری ہے  
نعمت از دے جملگی علت شود  
نعمت اس کی وجہ سے سب نعمتیں بیماری بن جاتی ہیں

لے جو کزین حق شکر کے  
گھوڑے کو سیدار کر کے چلاؤ۔  
در خرد عقلاً بھی اٹام دینے  
والے کا شکر یہ ضروری ہے  
ہیں۔ اللہ کا یہ بھی کرم ہے  
کہ اس قدر نعمتوں پر بعض  
ایک شکر کا مطالبہ ہے۔  
لے حق۔ اللہ نے شرط فرمایا  
ہے کہ تو اس کا شکر یہ ہے  
کہ اس سرے اس کو سمجھا  
کیا جائے۔ پکارا اللہ نے پاؤں  
بیٹھے ہیں تو ان کا شکر یہ ہے  
ہے کہ اس کے لئے عبادت  
میں قیام و قعود کیا جائے۔  
مذہب لڑاں مصائب نعمتوں  
سے بدل جائیگے۔ قول بجز  
شیطان۔ اللہ کرم اہل سبا  
نے کہا ہم تو ان نعمتوں سے  
تنگدل ہیں اور ہمارے لئے  
اب رطافت میں لگتے ہی  
دگناہ میں۔  
لے نکتے یعنی جب نعمت  
ہمارے لئے باعث رحمت  
ہے تو ہم شکر کس چیز کا ادا  
کریں۔ انبیاء انبیاء نے دل میں  
سبا سے کہا تمہارے دل میں  
مرض پیدا ہو گیا ہے جس نے  
حق شناسی کو تباہ کر دیا ہے  
اور تم نعمتوں کو رمت سمجھنے  
لگے ہو۔ یاد رکھا اگر صبح غذا بھی  
دجائی ہے تو وہ بیماری میں  
اشافہ کر دیتی ہے۔



چند خوش پیش تو آمدے مُصر

لے قندی تیرے سلسلے بہت سی اچھی چیز تھیں

تو غلہ و این خوش بہ آمدی

تو ان خوشیوں کا دشمن بن گیا

ہر کہ او شد آشنایار تو

جو تیرا واقف اور یار بنا

ہر کہ او بیگانہ باشد بانویم

وہ جو تجھ سے بیگانہ بھی ہو

اینہم از تاثیراں بیماری ست

یہ بھی اسی بیماری کی تاثیر ہے

دفع آں علت بایک درو

اس بیماری کو فوراً دفع کرنا چاہیے

ہر خوشی کا یدہ تو ناخوش شود

جو اچھی چیز تیرے پاس آتی ہے بُری ہو جاتی ہے

کیما کہ جو جسکست آن صفت

یہ صفت موت اور بے مینی کی کیا ہے

بس غداے کہ ز فیل زندہ شد

بہت سی غذا میں ہیں جن سے دل زندہ ہوتا ہے

بس عزیزے کہ بنا ز اشکار شد

بہت سے پیارے ہیں جو لاٹھیا میں آشکار ہو گئے

آشنائی عقل با عقل از صفا

عقل کی عقل سے شناسائی خلوص سے

آشنائی نفس با نفس است

نفس کی ذلیل نفس سے شناسائی

زانکہ نفسش گرد علت می تند

کیونکہ اس کا نفس کسی غرض کا چکر کھاتا ہے

جملہ ناخوش گشت و صفا او کدر

سب ناقص اور ان میں سے صاف کدڑ ہو گئیں

گشت ناخوش ہر چہ بر کف زدی

جس چیز پر تونے ہاتھ دھرا وہ ناگوار ہو گئی

شد حقیر و خوار در دیدار تو

نیری نظریں وہ حقیر اور ذلیل ہو گیا

پیش تو او بس مر است محترم

وہ تیرے لئے بہت بڑا عار و باعزت ہے

زہر او در جملہ خفاں ساری ست

اس کا زہر تمام لوگوں میں پھیلا ہوا ہے

شکر با آن ہم حدیث خواہ نمود

کہ اس کے ہوتے ہوئے شکر بھی گندی نظر آتی ہے

آب حیواں گر رسد آتش شود

اگر آب حیات آتا ہے آگ بجھ جاتا ہے

مرگ گرد زان حیانت غایت

بالآخر اچکی وجہ سے تیری زندگی موت بن جاتی ہے

چوں بیامد در تن تو گندہ شد

وہ جب تیرے جسم میں آئی ہیں گندی ہو جاتی ہیں

چوں شکر است شد بر تو خوار شد

جب تیرا شکر بٹگے تیرے نزدیک نہ مل ہو گئے

چوں شود ہر دم فروں شد ولا

جب ہو جاتی ہے ہر لمحہ دوستی بڑھتی ہے

تو یقین می واں کہ ہر دم کم است

تو یقین کر ہر دم گنتی ہے

معرفت را زود فاسد میکند

جان پہچان کو بہت جلد خراب کر دیتا ہے

لے تو مٹو۔ اسی لئے تم  
نعمتوں کے دشمن بن گئے ہو  
ہر کہ اسی بیماری کا یہ اثر ہے  
کہ جو تمہارے بغیر خواہ میں نہ  
تمہارے نزدیک حقیر اور  
ذلیل ہیں اور جو مل گئے ہیں  
وہ تمہارے پیارے ہیں۔ تم  
اور۔ اس بیماری میں بوری تم  
بجٹا ہے۔ ٹھکراتا۔ اسی  
بیماری کا اثر ہے کہ تم شکر کو  
گندی چیز سمجھتے ہو۔

لے تم غرضی اس بیماری  
سے ہر اچھی چیز بڑی بجاتی  
ہے۔ آپ حیات زہر کا کام  
کرتا ہے۔ یہ مرض موت  
اور درد کا سبب ہے اور اس  
سے آخرت کی زندگی موت  
میں تبدیل ہو جاتی ہے جس  
اس بیماری کی وجہ سے تمہاری  
یہ حالت ہے کہ جو شخص تمہاری  
محبت اور پیار کی وجہ سے  
تمہارا شکار اور گرویدہ ہے تم  
اسکو ذلیل سمجھتے ہو۔

لے آشنائی جو دوستی  
کی بنیاد پر مبنی ہے اس میں  
اضافہ ہوتا رہتا ہے اور جو  
دوستی لٹائی غرض پر مبنی  
ہوتی ہے وہ بڑی گشتی رہتی  
ہے۔ زانکہ لٹائی دوستی  
غرض کی وجہ سے ہوتی ہے۔



لہ کر غمخیزی۔ اگر اس وقت  
بنا ناچاہتے ہو جس سے کل  
کو نفرت نہ ہو تو عقل کی بنیاد  
پر عقل مند سے دوستی کرو۔  
از محرم انسان جب نشانی  
انکس کی بیماری میں جھکا ہے  
تو اس کا ہر کام اسکی بیماری  
میں اضافہ کر دیا۔ اور اگر  
نفسانی مریض کا عقلی ذوق  
خفا ہو جائے تو ہر قسم کے  
عمل دیکھتے ہیں اس کو برے  
گتے میں چھڑو دیکھو۔ اگر اور  
کرتی گتے میں بیان کیا جائیگا  
تو کل کس سے بھی نفرت  
ہو جائے گی۔

لہ دفع۔ اگر قس بیماری کا  
علاج ہو جائے تو برائی باقی  
میں سے نکلے نظر آئیں گے۔  
بجز قلم حضرت صفی کے  
واقف طرف اشارہ ہے۔  
طیبیان طبیعت یعنی انسانی  
مزاج کے طیب۔ بچتے۔  
جسمانی طیب بغض دیکھ  
کر مرض کی تفتوں کرتا ہے۔  
لہ مابدل۔ انبیاء اور اولیاء  
بواسطہ دل کو دیکھ لیتے ہیں۔  
فراست یعنی ملائمتوں سے  
کسی چیز کی پہچان لینا جانا  
حیوانی جسمانی املا کا نام  
روح حیوانی کو خشک کرنا  
ہے۔ طیبیان۔ یہ انبیاء کا  
مقول ہے یعنی ہم انسان کو  
یہ بتاتے ہیں کہ تیرا کون سا  
فصل اور قول تم تک ہے  
اور کون سا نفع ہے جسم  
دل میں بات ڈالنے والا۔

گر نحو ای دوست را فردا نفیر  
اگر تو کل اقیامت ہو کسی دوست کو قابل نفرت نہیں

از سموم نفس چوں باعلتی

چونکہ تو نفس کی زہریلی ہوا سے بیمار ہے

گر بگیری گوہرے سنگے شود

اگر تو موتی لے گا، وہ پتھر ہو جائیگا

ور بگیری نکلتے بکر لطیف

اگر تو نیا پاک نکلتے ماسل کر دیا

کہ من اس ابس شنیدم کہنہ شد

کہ میں نے اس کو بہت سنا ہے پڑانا ہو گیا ہے

چیز دیگر تازہ ولو گفتہ گیر

فرض کرو کہ دوسری کوئی مانہ اور نئی بات کہی ہوگی

دفع علت کن چو علت خوشود

کیونکہ بیماری عادت ہی جاتی ہی بیماری کو دفع کر

تا کہ از کہنہ بر آرد برگ نو

حتیٰ کہ پہلائی بات نئے پتے نکالے گی

ما طیبیا یم و ش اگر دان حق

ہم اللہ (تعالیٰ) کے شاگرد ہیں اور طیب ہیں

آں طیبیان طبیعت دیکرند

جسمانی طیب دوسرے ہیں

ما بیدل بے واسطہ خوش بنکریم

ہم بغیر واسطے کے دل کو خوب دیکھتے ہیں

آں طیبیان غذایند و شمار

وہ خاؤں اور پھلوں کے طیب ہیں

ما طیبیان فعالیم و مقال

ہم قولوں اور فعلوں کے طیب ہیں

دوستی با عاقل و با عقل گیر

عقل مند اور عقل سے دوستی کر

ہر چہ گیری تو مرض آلتی

تو جو بھی لے گا، مرض کا آلدہاں ہے

ور بگیری مہر دل جنسے شود

اگر تو دل کی محبت اختیار کر دیا، وہ دشمن ہو کر

بعد درکت گشت ذوق و کیف

تیرے لینے کے بعد وہ بے ذوق اور گنہ ہوا

چیز دیگر گو بجز اس اے غصہ

اے یار! اس کے علاوہ کچھ کہہ

باز فردا زان شوی سیر و نفیر

پھر تو کل کو اس سے بھی دل بھرا اور تغیر ہوگا

ہر حدیث کہنہ پیشیت نوشود

ہر برائی بات پیرے لے نہی ہو جائے گی

بشکفاند کہنہ صد خوشہ ز گو

برائی بات، گردے میں سے سبکدوش نہی ہوگی

بحر قلم دید ما را فافلق

ہمیں بحر قلم نے دیکھا تو وہ پھٹ گیا

کہ بدل از راہ نمضے بنکرند

جو دل کو بغض کے راستے سے دیکھتے ہیں

کز فراست بالعیالی منظم

کیونکہ فراست کی وجہ سے ہم بلند مقام پر ہیں

جان حیوانی بدیشاں استوار

حیوانی روح ان سے خشک ہوتی ہے

ملہم ما پر تو نور جلال

اللہ تعالیٰ کا نور ہم پر ابھام کر رہا ہے



کامنجیں فعلے ترانافع بود

کیا نفع تیرے لئے نافع ہوگا

انجیں قوئے ترا پیش آورد

ایسی بات تجھے آگے بڑھائے گی

انجنان وانجیں از نیک بد

ایسا اور ویسا اچھا اور بُرا

گر تو خواہی ایس گزین خواہی کل

اگر تو چاہے اسکو اختیار کر تو چاہے اسکو

وال طیبیاں را بود لئے دلیل

اے طیبیوں کو دلیل سے سراغ ملتا ہے

دست مزے می خواہیم از کے

ہم کسی سے مزدوری نہیں چاہتے ہیں

ہیں صلا بیماری ناسور را

آقاؤ! ناسور کی بیماری کے لئے پکا ہے

وانجنان فعلے زرہ قاطع شود

اور ایسا فعل راہ حق سے جدا کر دے گا

وانجنان قوئے ترا پیش آورد

اور ایسی بات تیرے ذہن پر آئے گی

پیش تو بہیم و نہایم حد

ہم تیرے سامنے رکھتے ہیں اور اچھی طرح دیکھا

زہر و شکر سنگ کو ہر شد عیاں

زہر اور شکر کی ہر قسم اور جو ہر صاف ہو گیا

وین دلیل ما بود و جی جلیل

اور ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کی وہی جلیل

دست مزد ما رسد از حق بے

ہمیں اللہ تعالیٰ سے بہت مزدوری ملتی ہے

دارے مایک بیک بخور را

ہماری دوا ہر ہر بیمار کے لئے ہے

معجزہ خواستین قوم از پیغمبران علیہم السلام

قوم کا پیغمبروں سے (اُن پر سلام ہو) نبوت آگاہنا

قوم گفتند اے گروہ مدعی

قوم نے کہا، اے دعوے دارو!

چوں شبابت ہمیں خواب خورد

جیکہ تم بھی اسی سونے اور کھانے کو پسند

چوں شاد و رام ایس آب و گلید

جیکہ تم اسی پانی اور مٹی کے جاں میں

حُب جاہ و سروری دارد بر

رتبہ اور سرور کی محبت اس پیمانہ کرتی ہو

ماں خواہیم ایس چنیں لاف دروغ

ہم اس طرح کی شیخی اور جھوٹ نہیں چاہتے

کو گواہ علم و طہ نافی

نفع رساں طب اور علم کا کون گواہ ہے؟

ہمچو ما با شید در وہ می خرید

ہماری طرح بنو اور گاہوں میں کھاؤ پو

کے شما صیتا دیم رغ ولید

تو تم دل کے سیرغ کے شکاری کہاں ہو!

کہ شمار و خویش از پیغمبران

کہ اپنے آپ کو پیغمبروں میں شمار کرے

کردن اندر گوش و افتادن بدوغ

سننا اور چھان میں گرنا

لے انجیں یعنی انسان

کو کہنے انسان و اقوال اظہ

سے تہرب کرتے ہیں اور

کہنے راستہ روکتے ہیں۔

انجنان۔ انسان کے لئے

نیک اور بدی کو خوب واضح

ہم کر کے بیان کرتے ہیں گز

خواہی۔ اس کے بعد پھر

انسان کو اختیار ہے کہ

بدی کا راستہ اختیار کرے یا

بھلائی کا حق طیبیاں۔

جسٹ طیب عقل و ط

سے کام لیتے ہیں ہم دہی

انہی سے رہبری حاصل کرتے

ہیں۔

لے دست مزد۔ تمام

انہی سے کہتے ہیں لاف و

غلیبہ انجنان انجری (ا)

علی اللہ یعنی ہم تم سے

اس کام کی مزدوری نہیں

مانگتے ہیں ہماری مزدوری

اللہ کے ذمہ ہے۔ ناسور۔

یعنی دشوار گزار مرض۔ کو گواہ

ان لوگوں نے انہی سے کہا

اپنے دعوے پر گواہ لاؤ چوں

شمار کفار نے انہی پر ہمیشہ

اسی قسم کا اعتراض کیا ہے۔

مناظرۃ الرسول یا کل

الطعام و شربتی جے

الاشواق یعنی یہ کیسے انہی

ہیں کہ اناروں میں چلے پھرتے

ہیں اور کھانا کھاتے ہیں۔

لے چوں شاد یعنی کفار نے

انہی سے کہا کہ تم خود جب کاب

وجہ سے بنے ہوئے ہو تو تم

دوسروں کی کیا اصلاح کر سکتے

ہو محبت جاہ۔ کفار نے یہ

بھی کہا کہ بڑا بننے کا شوق ہے

لہذا انہی کو اس پر ملامت ہے۔ انہی کا یہ جھوٹا دعویٰ ہے۔



لے انبیاء انبیاء نے کافر کو  
سے کہا کہ تم ہماری نبوت کو  
نہیں دیکھتے ہو یہ تمہارا  
اندھا پن ہے۔ دعویٰ یعنی  
نبوت کا دعویٰ اس گمراہی  
نبوت و رسالت آتش گروہم  
یعنی اپنی نبوت سب کو دکھا  
ہے ہیں۔ ہرگز گروہ جو شخص  
ہماری رسالت کو نہیں دیکھتا  
ہے اور گواہ طلب کرتا ہے  
یہ بات خود اس کی گواہ ہے  
کہ وہ اندھا ہے۔ آفتابے۔  
اگر آفتاب کسی سے کہے کہ  
میں موجود ہوں اور دوسرا  
کہے کہ اپنے وجود پر گواہ لاؤ  
یہ اس کہنے والے کے اندھے  
ہونے کی دلیل ہے آفتاب  
خود اپنے وجود کی دلیل ہوتا  
ہے۔

لے روز۔ جو شخص دن میں  
چراغ کا شکر سے۔ تھوڑی سی  
یعنی اگر کسی کو آفتاب رسالت  
نظر بھی نہ آئے وہ کم از کم اس  
قدر کرے کہ یہ گمان کرے کہ  
شاید وہ مٹا ہو اور میں خود  
برہمے میں ہوں اس لئے  
مجھے نظر نہیں آتا ہے فضل  
نے علت یعنی فضل خداوندی  
زیں شقاوت یعنی آفتاب  
رسالت کا نظر نہ آنا  
لے روز۔ اگر علی الاعلان  
مخالفت کرنا تو ہمیشہ کے  
لئے بدبختی میں مبتلا ہو جائیگا  
اور اسکا آئینہ رسالت میں اپنا  
چہرہ نظر نہ آئے گا۔ درساں۔  
اگر کوئی شخص دن میں یہ کہے  
کہ دن کہاں ہے تو وہ خود اپنے  
اندھے پن کو ظاہر کر کے رسولؐ

آئینہ گفتند کایں اس علت  
آئینہ نے کہا یہ باتیں، اسی ہماری کج رہی میں  
دعویٰ مارا شنیدید و شما  
تمہارے ہمارا دعویٰ سن لیا اور تم  
امتحان ستایں کہ ہر خلق را  
یہ جو ہر لوگوں کی آزمائش ہے  
ہر کہ گوید کو گوا گفتش گواست  
جو یہ کہے کہ گوا کہاں ہے اگلی بات خود گواہ  
آفتابے در سخن آید کہ خیز  
سوزج کہے کہ آفتاب  
تو بگوئی آفتابا کو گواہ  
تو کہے، اے آفتاب! گوا کہاں ہے؟  
روز روشن ہر کہ او جوید چراغ  
جو شخص روشن دی میں چراغ ڈھونڈے  
ورنہ بینی گمانے برودہ  
اگر تو نہیں دیکھتا ہے تو نے افسوس، ایک گمان کیا  
کوری خود را ممکن یں گفتن  
اس گفتار سے اپنے اندھے پن کو ظاہر نہ کر  
فضل بے علت مکر در یابد  
شاید بے غرض فضل تجھے مامول ہو جائے  
ورنہ ماندی در حین کوری بد  
ورنہ تو ہمیشہ ایسے ہی اندھے بن رہیگا  
در میان روز گفتن روز کو  
دن میں کہنا کہ دن کہاں ہے؟  
صبر و خاموشی جذوب حمتست  
صبر اور خاموشی رحمت کو کھینچنے والی ہے

مایہ کوری حجاب رؤیت ست  
اندھے پن کا سترائے دیدار کا پردہ ہے  
می نہ بیند ایں کہہ در دست ما  
ہمارے ہاتھ میں اس جہر کو نہیں دیکھتے ہو؟  
ماش گردانیم گرد چشمہا  
ہم اس کا گھومیں گے گرد گمراہی میں  
کو نمی بیند کہہ جس عمامت  
کہ جو ہر کو نہیں دیکھ رہا ہے اندھے پن قیدی  
کہ برآمد روز و برجہ کم ستیز  
دن نکل آیا، اٹھ جا مخالفت نہ کر  
گویت لے کور از حق دیدخوا  
تجھے وہ کہہ گا لے اندھے! اللہ تعالیٰ سے  
علین محبتن کوریش باشد بلاغ  
یہ ڈھونڈنا ہی اس کے اندھے پن کا اعلان ہے  
کہ صباح ست و تو اندر پردہ  
کہ صبح ہو چکی ہے اور تو پردے میں ہے  
خامش و در انتظار فضل باش  
چپ رہ اور (اٹھ کے) فضل کا انتظار کر  
زیں شقاوت رئے دل بر تابد  
اس بدبختی سے تیرے دل کا رخ موڑ دے  
آئینہ نہماں شد از تو درند  
آئینہ تجھ سے منہ دے میں چمب گیا ہے  
خوش رسوا گردن ست تند خو  
اے بد مزاج! اپنے آپ کو رسوا کرنا ہے  
ویں نشان حبتن نشان علت  
اور یہ دلیل طلب کرنا بیماری کی علامت ہے



اَلصِّتُو اِبنِ زتا بر جانِ تو  
اَلصِّتُو اِکُو نول کرے۔ اگر تیری جان پر  
گر خواہی کس بیشِ اِس طیب  
اگر تو بھری کہ، پلٹ نہیں جاتا جس طیب کے لئے  
گفت افروز را تو فروتنِ بحر  
زیادہ گفتگو کو متغ ڈال، اور خریدے  
تا شنائے تو بگوید فضلِ صو  
تا کہ اڑ (تلائے) کا فضل تیری ایسی تو رفیع ہے  
چوں طیبیاں را نگہدارِ یدِ دل  
جب ہم طیبیوں کے دل کی نگہداشت کر رہے  
دفعِ اِس کوری بہت خلقِ نیست  
اِس اندھے پن کو دفع کرنا مخلوق کے ہاتھ میں نہیں ہے  
اِس طیبیاں را بجاں بند شو  
ان طیبیوں کے دل سے غلام بنو

آید از جاناں جزئے اَفْصَتْوْا  
محبوب کی طرف سے اَفْصَتْوْا کا بدلہ آئے۔  
بَرَزْ میں زنِ زودِ سُرِّ اکِیْبُ  
اے زمین! ہر کھلد زمین پر رکھ دے  
بِذِلْ جان و بذِلْ جاہ و بذِلْ  
جان کی قربانی اور تہ کی قربانی اور مال کی قربانی  
کہ حَسَدِ آرد فلکِ بَرِ جاہِ تو  
کہ تیرے رُتے پر آسمان حَسَد کر رہے  
خود بِسینید و شوید از خودِ جَلْ  
خود دیکھ لو گئے اور خود سُرِ منہ ہو گئے  
لیک اکرامِ طیبیاں زِ بِلِیت  
لیکن طیبیوں کی عزت کرنا اسبابِ ہدایت میری ہے  
تا بِمُشک و عِبرِ اَکْثَرِ شوید  
تاکہ مُشک اور عِبر سے بہتر ہو جاؤ۔

مؤمنان داشتن قوم انبیاء را علیهم السلام  
 قوم ۷ انبیاء علیهم السلام بر تهنیت آگاهان

قوم گفتند اینہمہ ررق ست مکر  
 قوم نے کہا یہ سب فریب اور مکر ہے  
 ہر رسول شاہ باید جنس او  
 بادشاہ کا تمام ملک کا ہم جنس ہونا چاہیے  
 مغز خر خور و کم تا مایوں شما  
 ہم نے گدے کا بھیجا تھا یا ہے کہ ہم تم سے  
 کو ہما کو پشہ کو گل کو خدا  
 کہاں خدا کہاں پتھر کہاں پٹی کہاں اللہ  
 ایں چہ نسبت ایں چہ بیوندی  
 یہ کیا نسبت ہے یہ کیا تعلق ہے ؟

کے خدا نانت کندانزید و بکر  
خدا نید اور بکر کو مکہ قائم مقام بنانا ہے؟  
آب و گل کو خالق افلاک کو  
پانی اور مٹی کہاں اور آسمانوں کا پیداکرنی والا کہاں؟  
پشہ را داریم ہمارا  
پتھروں کو صفا کا ہمارا جسمیں  
زافتاب چرخ چہ بود ذرہ را  
ذرہ کو آسمان کے سورج سے کیا واسطہ  
تا کہ در عقل و دماغ در رود  
جو عقل اور دماغ میں آسکے

لَا تَعْبُدُوا الْمَلَائِكَةَ وَالْإِنْسَانَ  
میں ہے (۱) اَذْ قُرْجِ الْعَرَاءِ  
فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا  
عَلَّكُمْ تَرْحَمُونَ یعنی جب  
قرآن پڑھا جائے تو تم اس  
لگاؤ اور خاموشی سے سنتا کہ  
تم پر رحم کر دیا جائے۔ اگر  
غوازی نکس یعنی اگر قمرض  
کے پٹے کا خراہندہ نہیں  
ہے بطیب یعنی رسول  
گفت۔ انبیاء اور رسولوں  
کے سامنے زیادہ گفتگو نہ  
نہیں ہے اُن کیلئے طریق  
کی قربانی کرنی چاہیے تاکہ  
السان کی قراہوں پر اللہ  
تعالیٰ ایسی تعریف فرمائیگا  
کہ آسمان کو اس پر حمد نہ لگے۔  
پھر جب ان اہلہ کی  
دلاری کی جائیگی تو انسان  
بدخود اپنی حقیقت کھل  
جائے گی۔

[illegible]



لے تاکجا ایں بندے انبیا

سے یہ کہا۔ رجاں پندیا کا

کہا دھاگا۔ تاکجا ہم میں تہی

مقل تو ہے کہ گونے اور گھر

میں فرق کر لیں۔ گندنا علی

میں اس کو کڑاٹ کہتے ہیں

ایک بد روزار پہل ہے جو

کھائی جاتی ہے حکایت۔

اہل سبائے یہ قلعہ نقل کیا کہ

تمہاری تروی مشال ہے سیا

کہ خرگوش چاند کا رسول بنا

تھا میں رسول خرگوش نے

کہا میں چاند کا قاصد اور

پیامبر ہوں اور چاند کا ہر

ساتھی ہوں۔

لے کڑ۔ یہ خرگوش فرضی طور

پر چاند کا رسول اسے بنا تھا

کو نام جانوڑے پر ہاتھوں

کے آنے سے تنگ تھے اور

سب نے ملکر ایک سازش

کی تھی کہ اتھی اس جتنے پر

آنا چھوڑ دیں۔ جھگڑ جھگڑ

کے سب جانور ہاتھوں کے

ڈرے اس چشمہ کے پانی

سے محروم ہو گئے تھے جو

رٹنے میں تو کڑور تھے اس

لئے انھوں نے یہ تہہ سوجی

تھی۔ زلال۔ جیسا عترہ پہلی

رات کا چاند۔

لے شاہ۔ ہاتھوں کے پوشا

کو خرگوش لے حکم دیا کہ وہ چھرے

اور پھر کہا کہ میں چاند کا قاصد

ہوں۔ ماہ میگوید میں چاند

کی طرف سے پیغام لایا ہوں چاند

نے کہا ہے کہ یہ پانی کا چشمہ

میری ملکیت ہے تم اس

پر نہ آیا کرو۔ ورنہ۔ اگر گنہگار

مانو گے تو اندھا بنا دوں گا۔

تاکجا ایں گفت یہودہ کجا

یہ یہودہ گفت کہ کب تک؟

خود کجا کو آسماں کو رسیاں

یہ خود کہاں ہے، کہاں آسمان کہاں چاندھاگا!

غالباً ما عقل داریم ایں قدر

غالباً ہم اتنی تو عقل رکھتے ہیں

ایں جہ رُق سٹ چہ شید و دغا

یہ کیا منکر ہے، یہ کیا فریب اور دغا ہے؟

می نگیر دمنغز ما ایں داستاں

اس افسانے کو ہماری عقل قبول نہیں کرتی

گندنا رامی شناسیم از گزر

کہ گندنے کو مگر جسے پہچان لیں

حکایت خرگوشاں کہ خرگوشے را بر سالت پیش فیل

ان خرگوشوں کا گفتہ کہ ایک خرگوش کہ ہاتھ کے پاس قاصدینا کر بیٹھا

فرستادند کہ بگو کہ من رسول ماہ آسمانم در پیش تو کلازیں

کہ تو جا کر کہہ، کہ میں آسمان کے چاند کا پیغامبر ہوں، کہ تو پانی کے

چشمہ آب حذر کن چنانچہ در کتاب کلیلہ و دمنہ آمدہ

اس جتنے سے بدتر کر، جیسا کہ کلیلہ اور دمنہ کتاب میں مذکور ہے

من رسول ماہم و با ماہ بخت

میں چاند کا قاصد ہوں اور چاند کا ساتھی

جملہ تحیراں بدند اندر و بال

تمام جھگڑ جانور مصیبت میں تھے

جیلہ کردند جوں کم بود زور

جو نہ طاقت کم تھی انھوں نے اندر ہر کال

سوئے پیلاں در شب غمر ہلا

ہاتھوں کو چاند راست میں

بر رسولان بند و زجر و شتم نیست

قاصدین پر پابندی اور دھکی اور قلعہ دہا سب آپس

چشمہ آن ماست زیں یکسو شود

چشمہ ہماری ملکیت ہے اس سے ہٹ جاؤ

گفتہ از گردن بزور و اندام

میں نے ابتادیا، اپنا فرض ادا کر دیا

ایں بدلاں ماند کہ خرگوشے بگفت

یہ تو ایسا ہی ہے کہ ایک خرگوش نے کہا

کز مہ سیلاں ازاں چشمہ زلال

کیونکہ ہاتھوں کے جھنڈے سے اس ساہنچہ پر

جملہ محروم و زخوف از چشمہ دور

سب محروم تھے اور ڈر کہ جو ہے چشمے سے دور

از سر کہ مانگ نہ خرگوش زال

ایک بوڑھے خرگوش نے بہادر پر سے آواز دی

شاہ پیلاں من رسول پیش با

لے ہاتھوں کے بادشاہ، سامنے کھڑا جو ماہیں

ماہ میگوید کہ اے سیلاں روید

چاند کہہ رہا ہے کہ لے ہاتھیں بھاگ جاؤ

ورنہ من تاں کور کرداںم شتم

ورنہ میں نہیں اندھا کر دوں گا، غلام

درد میں نہیں اندھا کر دوں گا، غلام

درد میں نہیں اندھا کر دوں گا، غلام

درد میں نہیں اندھا کر دوں گا، غلام

درد میں نہیں اندھا کر دوں گا، غلام

درد میں نہیں اندھا کر دوں گا، غلام

درد میں نہیں اندھا کر دوں گا، غلام

درد میں نہیں اندھا کر دوں گا، غلام



ترکِ ایں چشمہ بگوئید دروید  
چشمہ چھوڑ دو، اور چلے جاؤ  
نکِ نشانِ آنست کا ندِ چشمہ ماہ  
دیکھو ملاحت یہ ہے، کہ چاند پانی میں  
کہ بیارِ الب عشرے شاہِ پیل  
لے ہاتھیوں کے بادشاہ! چودھویں کو آ  
آں فلاں شہِ خضر آئے شاہِ پیل  
لے ہاتھیوں کے شاہ! فلاں رستہ کو آجا  
چوں دو ہفت از مہ نو بگذرید  
جب نئے چاند پر دُوبختے گزر گئے  
چونکہ ز درِ طوم پیل آں شہِ آب  
اُس رات کو جب اچھی تھی پانی میں موند ڈالی  
پیل بادِ گردِ رازِ دے اں خطاب  
اچھلے اُس کی بات کا یقین کر لیا  
ترس ترسان ز کشتند آں رزمہ  
وہ مجھ سے خوف کھا کر واپس ہو گیا  
مانہ ز اں پیلانِ گویم اے گرو  
لے گرو! ہم ان بیوقوف ہاتھیوں میں نہیں ہیں

تاز ز خم تیغ من ایمن شوید  
تا کہ میری تلوار کے زخم سے محفوظ ہو جاؤ  
مضطرب گرد و نوبل آبِ خواہ  
پانی پینے والے ہاتھی سے پریشانی ہوتا ہے  
تا درونِ چشمہ یابی زیں دلیل  
تا کہ چشمے میں تو اس کی دلیل حاصل کر لے  
تا درونِ چشمہ یابی آں دلیل  
تا کہ چشمے میں تو وہ دلیل پالے  
شاہِ پیل آمدِ چشمہ می حریف  
ہاتھیوں کا بادشاہ آیا چشمے سے (پانی) پینے کا  
مضطرب آبِ مہ گردِ اضطراب  
پانی ہلا، اور چاند ہلنے لگا  
چوں درونِ چشمہ مہ گردِ اضطراب  
جب پانی میں چاند ہلا  
بعد از اں نامدیکے ز رشاں ہمہ  
اس کے بعد ان میں سے کوئی نہ آیا  
کا اضطراب ماہِ آرد ماں شکوہ  
کہ چاند کا پہلٹا ہم پر دبدبہ قائم کرے

جواب گفتنِ انبیاء طعنِ ایشان را و مثل آوردن ایشان را  
انبیاء کو ان کے اعتراض کا جواب دینا اور ان کی ایک مثال بیان کرنا

انبیاء گفتند آوہ پیت دریاں  
انبیاء نے فرمایا افسوس ہماری نصیحت نے  
اے دریغاکہ دوا از رنجِ تاں  
ہائے افسوس! تمہارے مرض کی وجہ سے دوا  
ظلمتِ افروزِ دایچِ اغِ اں ہم را  
یہ چراغِ آنکھ کے اندھیرے کو اور بڑھا دیتا ہے

سخت تر کردے سفیہاں بندیاں  
اے بیوقوفو! تمہاری بھڑکی کو اور سخت کر دیا  
گشت ہر جاں تہا رنجِ تاں  
جان کا زہر، تمہارا قاتل تمہیں ہی بنا گیا  
چوں خدا بکماشت بدردہ چشم را  
جبکہ اللہ تعالیٰ نے غضب کا پردہ ڈال دیا ہے

لہ بکت نشانِ نگرِ گوشے  
کہا میرے سچا ہونے کی علامت  
ہے کہ جب کوئی ہاتھی پانی  
پیتا ہے تو وہ ہانڈ پریشانی  
میں ہلنے لگتا ہے۔ کرنا یہ  
اگر یقین نہیں ہے تو دھوکے  
شب گناہ اور میرے اس  
دعویٰ کی دلیل اٹھوں سے  
دیکھ لینا چوں دو ہفتہ جب  
چاند کے نکلنے پر دُوبختے گزر گئے  
کہہ رہے تو ہاتھیوں کا بادشاہ  
چشمہ پر پانی پینے آیا نہ کر کم  
ہاتھی کی سوزندہ  
لہ بکت۔ جب پانی میں چاند  
کا عکس ہوتا تو ہاتھی کو خوش  
کی بات کا یقین آ گیا۔ ترس  
ترساں۔ ڈر کر جب ہاتھیوں  
کا بادشاہ ہوا تو رستے سے ہاتھی  
بھاگ پڑے اور پھر کوئی ہاتھی  
چشمہ پر نہ آیا۔ مانہ ز اں۔ یہ  
قدر سنا کہ میں سب نے کہا  
ہم ایسے بیوقوف نہیں ہیں  
کہ ہاتھیوں کی طرح تمہاری  
باتوں میں آجائیں۔  
لہ انبیاء ان کی اس  
تقریر پر برا بیارنے ان سے  
کہا کہ ہماری نصیحت سے  
تمہارے انکھ کی بیڑوں اور  
سخت ہو گئیں اور دوائے  
زہر کا کام کیا۔ ظلمت۔ جب  
کسی پر غضب خداوندی  
ہوتا ہے تو نورِ ہدایت اُس  
کے لئے مزمدا اندھیرے کا  
سبب بنتا ہے۔



اے چہ جس کو اشد کے فقر  
سے وہ مرتبہ حاصل ہو جو  
آسمان سے بھی بلند ہے وہ  
تمہاری سرمدی کا کیا غواہ بنے  
ہو سکتا ہے۔ چہ شرف جس  
سمندر میں موتی بھرے ہوں  
اُس کو گوہر پوری کشتی سے کیا  
شرف حاصل ہو سکتی ہے۔  
لے دینے۔ وہ آنکھ تباہ  
انفوس ہے جس کو آفتاب  
ذوق نظر آئے۔ کا دے۔ یہ  
شیطان آنکھ سے کہ اُس نے  
حضرت آدمؑ کے ہنسنے کی جتنی  
کو دیکھا اور اُن کے باطنی  
اوصاف کو نہ دیکھا۔  
اے چشم دیوانہ شیطان کو  
شیطان آنکھ نے حقیقت  
کے خلاف دکھایا حضرت آدمؑ  
جو منزل بہار تھے وہ اُس کو  
خوان نظر آئے خود ذلیل تھا  
اُس کی نگاہ ذلیل چہ زہری  
لے بسا۔ بد بختوں کو قیمتی دولت  
موصول نہیں ہوتی۔ ناشناخت  
ناقدروں کو دولت ملتی ہے  
لیکن وہ اُس کی قدر نہیں کرتے  
حقان۔ یعنی حقوں کی محرومی  
کا سبب اُن کی حسرتان  
نقصی ہے جو اللہ تعالیٰ کے  
عزم سے اُن پر مسلط ہے۔  
اے جوں۔ انبیاء نے اہل  
سب سے کہا چونکہ تم بہت  
پرستی میں مبتلا ہو گئے ہو اِس  
لئے لعنت اور اندھا پن تم  
پر مسلط ہو گیا ہے۔ جوں  
بشاید تمہارے اندھے بن  
کی یہ علامت ہے کہ چشم کے

چہ زہری جست خواہیم از شما  
ہم، ہم سے کیسا سرداری چاہیں گے  
چہ شرف یابد ز کشتی بھر در  
موتیوں کا سمندر کشتی سے کیا شرف حاصل کرے گا؟  
اے دلخ آں دیدہ کو رو و کبود  
اُس اندھی اند تاریک آنکھ پر انفوس ہے  
کا دمے کو بود ہمیشہ و فرید  
جیسا کہ آدمؑ، جو کہ ہمیشہ اور یکساں تھے  
چشم دیوانہ بہار شمس کے نمود  
شیطان آنکھ نے آدمؑ کو بہار کو خواں دکھایا  
اے بسا دولت کہ آید گاہ گاہ  
بہت سی دولتیں ہیں جو کبھی کسی میں ملتی ہیں  
اے بسا معشوق کا بدناشناخت  
بہت سے معشوق ہیں جو نیز جان پہچان آہا نہیں  
احتمال اِس چنیں حرام چرا  
بیوقوفوں کی ایسی محسوس کیوں ہے؟  
اِس غلط وہ دیدہ را حرامان ما  
آنکھ کو غلط دکھانے والی ہماری محرومی ہے  
چون بت سنگس شمار قبلہ شد  
جب پتھر کا بت تمہارا قبلہ بن گیا  
چون بشاید سنگتاں اہل حق  
تمہارے پتھر کا اللہ تعالیٰ کا شریک ہونا کیسے سنا؟  
پشہ مژدہ ہما را شد شریک  
مزا ہوا پتھر ہما کا شریک بن گیا

کہ ریاست ماں فزون ست از سما  
ہماری سرداری تو آسمان سے بڑی ہوئی جو  
خاصہ کشتی زہر گیس گشتہ پر  
خصوصاً اُس کشتی سے جو گوہر پوری ہوئی  
کافتا بے اندر و ذرہ نمود  
جس میں سورج ایک ذرہ نظر آئے  
دیدہ ابلیس جز طینے ندید  
شیطان کی آنکھ نے مٹی کے ملاہ کچھ نہ دیکھا  
زال طرف جنبید کو راخانہ بود  
اُسی طرف گئی جو اُس کا مقام تھا  
پیش بے دولت بگر دو اوز راہ  
بد بخت کے لئے وہ راستہ سے ٹوٹ جاتی ہیں  
پیش بد بختے نداند عشق باخت  
ایک بد بخت کے سامنے جو عشق باری نہیں جانتا؟  
می سازد مہاں را راہ راست  
گمراہوں کو سیدھا راستہ موافق نہیں آتا ہے  
وین مقلب قلب اسوۃ القضا  
اور یہ ہمارے مول کو پھرنے والی بُری تقدیر جو  
لعنت و کوری شمار اظلمہ شد  
لعنت اور اندھا پن تمہارا سائبان گیا  
چون نشاید عقل و جان ہما ز حق  
عقل اور روح کا اللہ تعالیٰ کا ہما زنا کیوں؟  
چون نشاید زندہ ہما ز یلیک  
زندہ کا اللہ تعالیٰ کا ہما ز ہذا کیوں مناسب؟  
نہوا

بت کو تو اللہ کا شریک سمجھ رہے ہو لیکن عقل اور جان کو اللہ کا ہما ز سمجھنے میں تمہیں اذکار  
پیش آ رہا ہے۔ پشہ مژدہ۔ یعنی پتھر کا بت۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ایک۔ اللہ تعالیٰ۔



اَلْبِتُّ مُرْدَہ تَرَا شِدَہ شِمَات

وہ مرده بت چہاں اگلا رہا ہے

عاشقِ خویشند و صنعتِ خویش

وہ اپنے اور اپنی دستکاری کے عاشق ہیں

لے در اں دُم دوتے و نعتے

نہ اُس دُم میں کوئی دولت اور نعمت ہے

گِر دَسر گِر دَاں بُو دَاں دُم مار

وہ سانپ کی دُم سر کے چاروں طرف گھومتی رہتی ہو

اچنچٹاں گوید حکیم غزنوی

غزنوی دانہ ایسا ہی نہر لاتے ہیں

کم فضولی کن تو در حکمِ قنار

تقدیر کے فیصلے میں تو بکواسل نہ کر

شد مناسب عضو با وابدانہا

اعضا، اور بدنِ مناسب سے بنے ہیں

وصف ہر جانے مناسب باشدش

ہر روح کی صفت اُس کے مناسب ہوتی ہے

چوں صفت با جاں قرین دست او

جبکہ اُس نے صفت کر روح کا ساتھی بنایا ہے

شد مناسب و صفہا در خوب رشت

اجائی اور بُرائی میں مناسب صفتیں پیدا ہوتی ہیں

دیو و دل ہست بِنِ الاصبغین

آنکہ اور دل دو انگلیوں کے درمیان ہیں

اصبع لطف است قہرے در میان

ہر اہل قہر کی انگلی ہے، درمیان میں

پشہ زندہ ترا شیدہ خداست

زندہ پشہ، خدا کا بنایا ہوا ہے

دُم ماراں را سیر مارست کیش

سانپوں کی دُم کا ذہب سانپ کا سر ہے

لے در اں سر راختے و لذتے

نہ اُس سر میں کوئی راحت اور لذت ہے

لا لُق اند و در خورد اں ہر دویا

وہ دونوں دوست لائق اور مناسب ہیں

در الہی نامہ گر خوش بشنوی

الہی نامہ میں اگر تو ابھی طرح سنے

در خور آمد شخصِ خرابا گوشِ خر

گدھے کا جسم گدھے کے کان کے لائق ہے

شد مناسب و صفہا با جانہا

اوصاف، جانوں کے مناسب ہیں

بیگماں با جاں کہ حق بترا شدش

یقیناً اللہ تعالیٰ اُس کو روح کے مناسب پیدا

پیشاں دانش ہچوں چشم و رو

تو اُس کو چہرے اور آنکھ کی طرح مناسب سمجھ

شد مناسب فہا کہ حق نوشت

جو حرف اللہ تعالیٰ نے کہے وہ مناسب ہیں

چوں قلم در دستِ کاتبِ حسین

اے حسین! ایسا کہ کاتب کے ہاتھ میں قلم

کلک دل قبض و سطر زیں بنا

ان سرگشت سے دل کا قلم تھل اور کٹاؤں میں ہے

لے اَلْبِتُّ مُرْدَہ تَرَا شِدَہ شِمَات

نے خود اپنے ہاتھوں سے

تراشاد اللہ تعالیٰ کا شریک

ہو گیا لیکن تمہارے نزدیک

السان جانش کا بنایا ہوا ہے

وہ اللہ کا ہمارا نہیں ہو سکتا

عاشقِ تو تم دراصل اپنے

اور اپنی مصنوعات کے

عاشق ہو۔ دُم ماراں مار

کی دُم سانپ کے سر کی

اطاعت کرتا ہے، مثل

مشہور ہے جیسی روح پیچے

فرشتے، مگر دُم جس جانب

منہ جائیگا اُسی جانب اُس

کی دُم جاتیگی۔ دویا یعنی

سانپ کی دُم اور سر۔

لے اچنچٹاں گوید حکیم سنائی

غزنوی نے اپنی نام میں جو

باتیں کہائی ہیں اُن کو بیان

کر کے یہ بات بتاتے ہیں کہ

کفار کی محمودی اور اُن کی عیب

مقل پر تعجب کی ضرورت

نہیں ہے اُس میں اللہ تعالیٰ

کی حکمتیں مضمر ہیں وہی اپنی

حکمتوں کو خوب سمجھتا ہے۔

کم فضولی اللہ تعالیٰ کے

فیصلوں میں زیادہ باتیں بنا

بیکار ہیں اُس نے ہر کام

مناسبت سے کیا ہے مقصود۔

اللہ تعالیٰ نے سارے اعضاء

اور بدنوں میں خاص مناسب

رکھا ہے ہر روح میں اُسکے

مناسب اوصاف پیدا

فرمائے ہیں۔

لے وصف ہر جان کے

اوصاف اُسکے مناسب پیدا

فرمائے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے

اک روح کی صفت کفر پیدا فرمائی ہے تو وہی صفت اُسکے مناسب تھی شد مناسب قلم تقدیر نے جو

تھے وہی اُس شخص کے مناسب ہے۔ دیو و دل۔ انسان کا دل اور آنکھ قدرت کی دو انگلیوں کے قبضہ میں ہیں جن

طرف چاہتی ہو اُن کا رخ مقرر ہوتی ہو۔ جس جی دو انگلیوں کے درمیان میں قلم دیا ہو وہ ایک تہ کی انگلی جو درمی

ان سرگشت سے دل کا قلم تھل اور کٹاؤں میں ہے



لہے قلم۔ علم۔ دل کو بندہ اس  
کو نظر رکھنا چاہیے کہ وہ کس  
ذات کے بند میں ہے۔ جملہ  
انسان کے تمام حرکات و  
سکات اس انجلی کی وجہ سے  
ہیں انسان اور انسان میں  
جو فرق ہے وہ قیامت کے  
پورا ہے۔ پھر ہر مہرگا۔ اسی  
حروف۔ انسان کو حرکات  
پیش آتے ہیں وہ قلم تقدیر  
کے لکھے ہوئے ہیں۔ قلم۔  
بعض بزرگوں نے کیا ہے۔  
عزمت رقی بنیہ القرائت  
جو اپنے ہر لکھار کو اپنے  
ارادوں کے نسخہ پر یہ پہچان  
جو نیاز و جبر تقدیر کے لکھے  
ہوئے سے نجات کا راستہ  
صرف عاجزی اور گریہ ہے۔  
تقت یعنی حالت کا تیز  
لکھ قلم۔ یعنی انسان کا دل۔  
اس قلم پر کچھ لوگ اپنے دل  
کے احوال سے اپنی اچھائی  
اور برائی کا اندازہ لگاتے  
ہیں۔ انہیں اب سمجھانے پر  
اہل سبائے تقدیر کی طرف رخ  
کیا ہے اہل بنیہ نے رسولوں  
اور خدا کو کید و دمنے کے تقدر  
میں خرگوش اور ہاتھی سے تشبیہ  
دی تھی۔ آری یعنی اہل حکمت۔  
جیل یعنی دنیاوی جیل۔

لکھ کے رسد۔ اہل سبائے  
یہ حق نہ تھا کہ وہ اس طرح  
کی مثالیں جناب باری تعالیٰ  
کے لئے لکھیں۔ آں سب۔  
سب مثال دیں دے سکتا ہے  
جس کو مثال اور جس کے لئے

اے قلم بن گرا جلا لیتی  
اے قلم! اگر تو خدا کی ہے تو خیال رکھ  
جملہ قصد و جنبش تیریں صبع ست  
تیرا سب ارادہ اور حرکت اس انجلی سے ہے  
اس حروفِ عالمات از نسخِ اوست  
تیرے احوال کے حروف اس کی تحریر کے ہیں  
جز نیاز و جبر تصرع راہ نیست  
دعا اور ماجوی کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے  
اس قلم داند و لے بر قدر خود  
اس قلم جانتا ہے لیکن اپنے مرتبہ کی بقدر  
انجہ در خرگوش و سیل او بختند  
وہ جو خرگوش اور ہاتھی کے تقدر سے خلق ہوئے

کہ میان اصبغین کیستی  
کہ تو کس کی غذا اٹھوں کے درمیان میں ہے؟  
فرق تو ہر چار راہ جمع ست  
تیرا فرق جمع کے جزا ہے پر اٹھا ہر مہرگا ہے  
عزم و سخت ہم ز عزم و رخ اوست  
تیرا ارادہ اور اس کو رخ اگر ناسی کے ارادے اور  
زس ثقل پر قلم آگاہ نیست  
اس کو رخ سے ہر قلم بخبر نہیں ہے  
قدر خود پیدائند و زیک و یک  
اچھائی اور برائی میں اپنا مرتبہ سمجھ لیتا ہے  
تا نزل را با حیل آیم بختند  
حق کہ خطبہ انجلی کو دنیاوی جیلوں سے جدا دیا

بیان آنکہ ہر کس را زسد مثل آوردن خاصہ در کار الہی  
اس کا بیان کہ ہر شخص کو حق نہیں ہے کہ مثال بیان کرے خصوصاً خدا تعالیٰ کے نام کی

کے رسد تا اس میں شہساز حق  
اُن کو کہا حق تھا کہ انھوں نے یہ مثالیں لکھیں  
آن مثل آوردن آنحضرت  
مثال دینا اس (مبارک) حق ہے  
توجہ دانی ستر چیزے تا توکل  
تو کسی چیز کا راز کیا جانے جب تک تو گناہ ہے  
موسیٰ اُن را کہ عصا دید و بنود  
موسیٰ نے جس کو عصا دیکھا اور وہ عصا زتما

سوئے اُن در گاہ پاک انداختن  
اُن پاک دربار کی جانب منسوب کیں  
کہ بعلم ہر دو چہرہ او آیت ست  
کہ جس کا غیب اور خباہت کا علم واضح ہے  
تا بزل ف و یا بر رخ آری مثل  
تاکہ تو زلف یا رخسار کی مثال بیان کرے  
اژدہا بد ستر اولب می کشود  
اژدہا تھا اُس کے راز کو ہونٹ کھولتا تھا

وہ مثال ہے اُس سے اُس کو پوری واقفیت ہو۔ کل۔ گناہ اگر زلف اور ستر کی مثالیں بیان کرے  
تو لامحالہ غلط ہوں گی کیونکہ وہ خود زلف کی حقیقت سے ناواقف ہے۔ مگر حضرت موسیٰؑ نے ایسا  
نہی اپنے عصا کی حقیقت سے ناواقف تھے وہ اُس کو محض لاشی کے حالانکہ وہ اژدہا تھا اُس نے  
ہونٹ چلائے تو اُن پر راز کشیدہ ہوا تو جب حضرت موسیٰؑ کا علم ہی ناقص ہے تو تم ان نفسانی  
خواہشوں کی حقیقت جو کہ دراصل شیطان نام و دانہ ہیں کیا سمجھ سکتے ہو۔



چوں پناہاں شاہے نداند سر چو

جبکہ ایسا شاہ، لکڑی کے راز کو نہ سمجھے

چوں غلط شد چشم موسیٰ در مثل

جب مثال کے سال میں حضرت موسیٰ کی آنکھ غلط ہوئی

اک مثال را چو اژدر ہا کند

وہ تیرے مثال کو اژدر ہا جیسا بنا دیتا ہے

ایں مثال آورد ابلیس لعین

لعنوں شیطانی، یہ مثال لایا

ایں مثال آورد قارون از بجاج

قارون بھگڑے سے یہ مثال لایا

ایں مثال آورد نمرود جہول

جاہل نمرود، یہ مثال لایا

ایں مثال آورد فرعون الغلط

فرعون غلط سے یہ مثال لایا

ایں مثال اندیش گشتہ قوم کا

قوم ماد، یہ مثال سوچنے والی بنی

ایں مثال آورد ہر بد بختیوں

ہر بد بخت کیسے یہ مثال لایا

ایں مثال یازو راغ ولوم اں

قرآن میں مثال کو خوا اور آکر مہمل

تو چہ دانی ستر این دام و جزو

تو اس جال اور دانوں کے راز کو کیا سمجھے گا

چوں کند موشتے فضولی تدخل

تو فضولی چہا اس میں کیا سوراخ بنا سکتا ہے

تا بیا سخ جزو جزوت بر کند

تاکہ جواب میں تیرے جزو جزو اک اڑے

تا کہ شد ملعون حق تا یوم دیں

یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عیب جہات کی تکلیف دین

تا فرو شد در زمین با تخت قلع

یہاں تک کہ تخت تاج کے ساتھ زمین میں دفن کیا

تا کہ ریشہ مغز سر خوردش عجول

یہاں تک کہ پتھر نے جلدی سے اس کے سر کا منہ کھینچ لیا

تا کہ اندر آب دریا شد سقط

یہاں تک کہ دریا کے پانی میں بیکار بن گیا

کا سخاں شاں خرد و مرد آمد بیا

کہاں گئی بڑیاں ہوا سے ریزہ ریزہ ہو گئیں

تا کہ شد در قعر دوزخ سنکوں

یہاں تک کہ دوزخ کی گہرائی میں اونچا ہو گیا

کہ از شاں کست صد خاندان

کہاں گئی رجب سے سینکڑوں خاندان بنائے گئے ہیں

نوح اندر باد یہ کشتی بساخت

حضرت نوح نے جنگل میں کشتی بنائی

صد مثل گوازیے رنخرباغت

سینکڑوں مثال دینے والے مذاق کیلئے دوشے

نوح اندر باد یہ کشتی بساخت

حضرت نوح نے جنگل میں کشتی بنائی

صد مثل گوازیے رنخرباغت

سینکڑوں مثال دینے والے مذاق کیلئے دوشے

لے فضول، بغیر اختیار

کے کام کرنے والا جو غفل

سوراخ، گھسنے کی جگہ، آن

مثالت، غلط مثالیں دینا

خود مثال دینے والے کی تباہی

کاسبب بننا ہے، ابلیس

شیطان نے کہا، مخلقتی

میں تیار و خلقت، جوت

جلین، اے اللہ کرنے بھے

اگل سے بنایا اور اس آدم

کو بھی سے، نہذایں اس

سے غفل ہیں تو جس کو مجھ

کیوں کروں۔

گھ تارون، تاروں سے

کہاں کا کہنے کے تھے جو دوت

دی اس کے ذریعہ آخرت

کا خطاب میں تو اس نے کہا

اے آدم! اور تیرے بھائی جلدی

یعنی یہ دولت میرے علم اور

تدبیر سے بھے حاصل ہوئی

ہے اس میں کسی کا کیا دخل

ہے، تاج، جھگڑا، مزید۔

نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا

اور کہا، آنا آجی، قلمبش

یعنی لوگوں کی موت لکھنے

میرے قبضہ میں ہے، جھگڑا

جلد یا زبردستی، فرعون نے

کہا، آنا آجی، قلمبش

تہا را بڑا خدا ہوں، غلط

بیچارہ چیز۔

گھ قوم مار، حضرت ہود

کے ساتھ ان لوگوں نے غلط

باتیں کیں تو انہی سے ہول

ہو گئے، وہی مثال، یعنی

غلط مثالوں اور غلط دلائل

سے قومیں تباہ ہوئی ہیں۔

تسخر، مذاق۔



لے آیت

کشتی کی دیان ضرورت ہوتی ہے جہاں دیا ہو یہاں خشک جھل ہے اس میں نور کشتی کیوں بنا ہے۔ بناؤ یعنی یہ کشتی خشکی میں دوڑنے کی ہے لہذا اس کو جگہ میں دوڑانے کی کشتی کے لئے تاکہ اس کے پانی تر ہو وہیں کس میں چلے گا۔

لے آں کے مذاق میں کوئی حضرت نوح سے کہتا کہ اس کشتی کا بچلا حصہ بیڑا ہے کوئی کہتا کہ اس کی پشت بیڑا ہے کوئی مذاق میں کہتا کہ اس کے پالان کہاں ہے کوئی کہتا کہ اس کا پایہ بیڑا ہے۔ مذاق کوئی کشتی کو خشک بنا کر کوئی نہیں کہہ سکتا۔

لے حکایت حضرت نوحؑ نے قوم سے فرمایا تھا۔ اِن کَشْفُوْا مِمَّا فَاَنَّا لَنُخْرِجَنَّ مِنْكُمْ كَعَمَلِ الْخَشْرِوْتِ یعنی جس طرح آج تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو اُسے دیکھنا ہم تمہارا مذاق اٹائیں گے۔ اسی مذاق سے مولانا نے یہ حکایت نقل کی جو عقیدہ جھگڑا اور حقیر کو مطلقاً کٹ کٹ گت اور اس میں ہمارے گت نے جو سے کہا خیر باشد یعنی

خیریت ہے آدمی رات کو کیا کرے اگر اڑاؤں سے تنہا بزرگ

دریا بیلے کر چاہ و آب نیست

اس جنگل میں جہاں کنواں اور پانی نہیں ہے اُن کے میگفت اس کشتی بتا

ایک کہتا تھا کہ اس کشتی کو دوڑا اُن کے میگفت دُنباش کر پست

ایک کہتا تھا کہ اس کا دُنبال بیڑا ہے اُس کے میگفت پالانش کجاست

ایک کہتا تھا کہ اس کا پالان کہاں ہے؟ اُس کے میگفت کس مشک بہی

ایک کہتا تھا کہ یہ غالی مشکیزہ ہے اُس کے میگفت بیکاری ملے

ایک کہتا تھا کہ شاید تو بیکار ہے اُس ہی گفت اس بفرمان خدست

وہ کہتے تھے کہ یہ خدا کے حکم سے ہے

حکایت اُس دُزد کے پر سید ندجہ میسکی در نیم شب در زیر

اس چور کی حکایت جس سے دریافت کیا کہ تو آدمی رات میں اس دیوار کے

اس دیوار گفت دل می زخم

پس کیا کر رہا ہے؟ اُس نے کہا دُھول بھارا ہوں

اس مثل بشنو کہ شب دُزد غنید

پیشال میں کہ رات میں ایک سرکش چور نیم بیدار ہے کہ اُور بخور بُود

ایک اُدھ بکری نیند والا جو کہ بھار تھا رفت بر بام و فرو داوخت سر

وہ کوٹھے پر چڑھا اور سر کو جھکایا خیر باشد نیم شب چہ میسکی

خیر تو ہے، آدمی رات میں تو کیا کر رہا ہے؟

می گند کشتی چہ ناداں ابلہیت

وہ کشتی بنا رہا ہے، کس تدنا دان اور پتہ

واں کے میگفت پُرش ہم بسا

اور ایک کہتا تھا کہ اُس کے بیڑے بھی لگا واں کے میگفت پشتش کُتر مرست

ایک کہتا تھا کہ اُس کی پشت بیڑے میں ہے واں کے میگفت پالانش کجاست

ایک کہتا تھا کہ اس کا پایہ بیڑا کہاں ہے؟ واں کے میگفت اس خرو بہریت

ایک کہتا تھا کہ یہ گدھا کس کے لئے ہے یا شدی فروت عقلت خدست

یا تو کوٹھ ہو گیا ہے اور تیرے سر مقل بھی گئی

اس کچھ بکھا خواہد کشت کا ست

یہ عقلوں سے نہ کہنے کی

در بُن دیوار خفہ رمی بُرید

دیوار کی جڑ میں گرما کھود رہا تھا طقطق آہستہ اش رامی شنود

اُس کی آہستہ کٹ کٹ کو سن رہا تھا گفت اُورا در چہ کاری آپدر

اس سے کہلے بابا! تو کس کام میں لگا ہے؟ تو کئی گفت اُدل زن اے سنی

تو کہ ہے؟ اُس نے کہلے بزرگ دُھول

معاذ اللہ



درجہ کاری گفت می کو بزم دل  
تو کس نام میں (معلوم ہے) اُسے کہا دھول بجا رہا  
گفت فردا بشنوی اس بانگ  
اُس نے کہا تو اس آواز کو کل سننے لے گا  
من چور تم بشنوی بانگ دل  
میں جب چلا جاؤں گا تو دھول کی آواز سن بیگا  
در غلط افتادہ اے ہم خام  
اے آدم کچرے! تو غلطی میں پڑا ہوا ہے  
آن دروغ ست کثرت و بر ساختہ  
وہ (مثال) چھوٹی اور بڑی اور بناوٹی ہے

گفت کو بانگ دل اے بوش  
اُسے کہا اے مختلف طریقوں والے دھول کی آواز  
لعرۃ یا حسرتا واقیلت  
یا حسرتا واقیلت کا نسیم  
آن زمان افق شوی بر بحر دل  
اُس وقت تو جزیرہ گل سے واقف ہو جائے گا  
پنختہ شود در آتش حق و سلام  
اللہ (کے عشق) کی آگ میں پنختہ ہیں دلائل سلام  
بتر آن کثر را تو ہم نشاختہ  
اُس بزم میں کے راز کو بھی تو نہ نہیں پہچانتا ہے

جواب آن مثل کہ منکران گفتند از رسالت خرگوش  
خرگوش کے قاصد بننے کی مثال جو مشکروں نے بیان کی اُس کا جواب

بتر آن خرگوش اے دیو فضول  
اُس خرگوش کا راز سمجھ کر وہ نالائق شیطان ہے  
تا کہ نفس گول را محروم کرد  
یہاں تک کہ حق نفس کو اُس نے محروم کر دیا  
باز گو نہ کردہ مغیش را  
تو نے اُس کے معنی کو اٹھ دیا  
اضطراب ماہ گفتی در زلال  
منا بانی میں تو نے چاند کا حرکت کرنا بیان کیا  
قصہ خرگوش و پیل ری آب  
تو خرگوش اور پانی کا قصہ بیان کرتا ہے  
ایں چہ ماند آخر اے کو ران خام  
اے اندھو (فصل کے) کچرے یہ کیا مشابہت کھتا ہے؟

کہ پیش نفس تو آمد رسول  
جو کہ تیرے نفس کے سامنے قاصد بن کر آیا  
ز آب جہوانے کہ از دے خضر خورد  
اُس آب حیات سے جو عصفور نے پیا  
کفر گفتی مستعد شنیش را  
تو نے کفر کیا، سزا کے لئے تیار ہو جا  
کہ بتر سانب پیلان شغال  
جس سے گیدڑ نے اچھیروں کو ڈرایا  
خسبت پیلان زمرہ در اضطراب  
چاند کے لئے سے اچھیروں کا (دانا بیان کرتا ہے)  
با مہ کہ شد ز بوش خاص عام  
اُس چاند سے جس کے خاص و عام تابع ہیں

مقلوبات وہ خالق کے کیسے مشابہ ہو سکتی ہیں۔ تمام جہاں اُس کا محکوم ہے۔

اے بوش بوش مختلف طریقوں  
والا دھول دھول والا لعرۃ یعنی  
تیرا سب ٹٹ جائیگا اور تو  
دھول کر کے توں میرے دھول  
کی آواز ہوگی جو تو سن بیگا۔  
من یعنی جب میں چوری کرنے  
چلا جاؤں گا تب تجھے سب بند  
معلوم ہو جائیگا۔ در غلط۔ یہ  
انہیاد کا مقلوب ہے کہ تو گل  
غلط ظاہر دے ہے ہوا ایک  
غلطی تو ہے کہ وہ مثال خود  
زمن ہے پھر غلطی یہ ہے کہ  
اُس افسانے اور فرضی قصہ  
کی حقیقت نہیں ہے جواب  
اب مقلوب نامی قصہ کا قاصد  
مطلب سمجھاتے ہیں خرگوش۔  
اس سے مراد شیطان ہے۔  
لو پیش نفس۔ اچھی سے  
مراد نفس انسانی ہے۔ آج  
پانی سے مراد وہ آب حیات ہے  
جو عصفور نے حاصل کر لیا تھا یعنی  
شیطان نفس کو گمراہ کر کے  
سب حیات سے محروم کر دیتا  
ہے۔ گول۔ با حق۔ باز کر۔  
ابن سنانے اس قصہ کو  
اٹ کر خرگوش سے انہیاد  
مراد ہے۔ کفر۔ انہیاد کو دھوکہ  
باز خرگوش سے تشبیہ دینا کفر  
ہے۔ شنیش یعنی سزا۔ زلال۔  
منا بانی۔ شغال یعنی گیدڑ۔  
پیلان۔ یعنی اس قصہ میں  
نہ نے آسمان کے چاند کو  
اللہ سے تشبیہ دی یہ تشبیہ  
انتہائی غلط ہے۔ آسمان کا  
چاند اللہ تعالیٰ سے کیا مشابہ  
ہو سکتا ہے۔ جملہ مقلوبات  
خواہ چاند ہو یا سورج یا دیگر



لے چہ آفتاب یعنی چاند  
منہ خرقہ مجھ پہا نسل  
خزان آفتاب پہلا یعنی  
آفتاب حقیقت دہرا یعنی  
روشنی تیسرا یعنی نور خدا ملک  
ہستم بواب یعنی دروازے ہیں  
کو آفتاب سے تعبیر کرنا بھی  
درست نہیں ہے۔ مگر  
دوران اس مولا اہل سنا  
کی گت تخی پر انکو تہذیب کرتے  
ہیں کہ تم باری تو کیا حقیقت  
ہے انبیاء کی ناراضی ہر گز  
شہروں کی تباہی کا سبب  
جی ہے اس کی دہ سے  
پہا و شقی ہوئے ہیں سوچ  
بچھٹک کے گدھے کی طسوع  
اُن کا طوف کرتا ہے  
۱۷ مردان۔ انبیاء۔ صحابہ۔  
ابر۔ دلقا۔ یعنی انبیاء کے دل۔  
حنوط۔ ایک مرکب خوشبو  
ہے جو مردے کے بدن پر  
مل دی جاتی ہے۔ لوط۔  
حضرت لوطؑ کی ناراضی سے  
بستیاں ویران ہوئیں۔  
۱۸ پہلی خود چہ۔ باہر سے کے  
دھنوں کا لشکر ابابیلوں  
کی ٹکڑیوں سے ہلاک ہوا۔  
۱۹ ح۔ حضرت نوحؑ کی ناراضی  
سے قوم پر پانی کا طوفان آیا۔  
۲۰ لشکر فرعون حضرت موسیٰؑ  
کی ناراضی سے قوم فرعون کو  
جبریلؑ نے دریا میں گھسنی  
کر دیا۔

چہ مہ وچہ آفتاب وچہ فلک  
کیا جائز اور کیا سورج اور کیا آسمان  
چہ وحوش وچہ طیور وچہ جماد  
کیا وحشی جانور اور کیا پرندے اور کیا پتھر  
چہ بلاد وچہ جبال وچہ بحار  
کیا خیر اور کیا بہار اور کیا سمندر  
چہ تراب و آب وچہ باد وچہ بار  
کیا مٹی اور پانی اور کیا ہوا اور کیا آگ  
جملہ اندر حکم و در فرمان او  
سب اس کے حکم اور نکرمان میں ہیں  
آفتاب آفتاب آفتاب  
سورج کے سورج کا سیدرج ہے  
صد سہاراں شہر را ختم شہاں  
شاہوں کے تختہ نے لاکھوں شہر  
کوہ بخودیشکافند صد شگاف  
پہاؤ خود سینکڑوں کر دیے بن جاتا ہے  
خشم مرداں خشک گرداند سخا  
مردان (افشا) کا ختم ابر کو خشک کر دیتا ہے  
بنگریدے مردگان بے حنوط  
لے خوشبو نہ ملے ہوئے مردوں کو دیکھ لو  
پیل خود چہ بود کہ سر مرغ پراں  
ہاتھی خود کیا ہے کہین (چار) آڑیوں کے بندوں نے  
اخضع مرغیاں ابابیل ست او  
ابابیل مکڑیوں پرندے اور اس نے  
کیست کو نشید آل طغان نوح  
کون ہے جس نے طوفان نوحؑ کے بارے میں  
دستاویز کیا

چہ عقول وچہ نفوس وچہ ملک  
کیا عقلیں اور کیا جانیں اور کیا فرشتے  
چہ ملوک وچہ گدا چہ کیقباد  
کیا بادشاہ اور کیا فقیر کیا شہنشاہ  
چہ مہ وچہ سال وچہ لیل و نہا  
کیا مہینہ اور کیا سال اور کیا رات اور دن  
چہ خریف و صیف وچہ بے چہ بہا  
کیا جاڑا اور گرمی اور کیا غماں کیا بہار  
بچھو گئے درحم چوگان او  
جیسا کہ گیسو نہ ملنے کے غم میں  
ایں چہ میگویم مگر ختم بخواب  
میں کیا کہہ پاؤں؟ شاید میں غفلت میں ہوں  
سرنکوں گرد دست ابد کو ہراں  
اے بداصلو! ابد سے کر دیئے ہیں  
آفتابے چوں خراسے در طوف  
سورج بچھٹکے گدھے کی طرح پڑے ہیں  
خشم دلہا کرد عالمہا خراب  
دلوں کے تختہ نے جہازوں کو تباہ کر دیا ہے  
دریاستنگاہ شہرستان لوط  
لوط کے شہر کی عذاب نگاہ کو  
کو قند آں پیلگاں را استخوان  
اُن ہاتھیوں کی ہڈیاں توڑ دیں  
پیل را بدرید و نہ پذیرد رفو  
ہاتھی کو ایسا بھارتا جس کا رفو نہیں ہو سکتا  
یا مصاف لشکر فرعون روح  
یا فرعون اور حضرت جبریلؑ کا معرکہ



روح شاں بشکست و اینم رآب نخت

دھرت بجزین لے انگوشت ہی اور پانی میں نہ پایا  
کیست کونش نید احوال نمود

کون ہے جس نے خود کے احوال دیکھے ہوں؟  
چشم ہائے رُخیاں پیلاں کشا

اب آنکھ ایسے ہاتھیوں میں پھول  
آپنخاں پیلاں و شاہانِ ظلم

ایسے ہاتھی اور ظالم بادشاہ  
تا ابد از ظلمتے در ظلمتے

ہمیشہ کئے ظلم کی وجہ سے ابھر میں  
نام نیک بد مگر نشیدہ اید

شاید تم نے نیک اور بکا نام نہیں سنا ہو  
دیدہ رانا دیدہ می آید ولیک

دیکھ ہوئے کو ان دیکھا تصور کر رہے ہو لیکن  
گرد و عالم پر بود خورشید و نور

اگر دونوں جہاں سورج اور نور سے پر ہوں  
بے نصیب کی ازاں نور عظیم

اس عظیم نور سے تو بہرہ ور نہ ہو گا  
تو درون چاہ رفتی ز کاخ

تو محل سے گھر گھر کو بید میں جلا گیا ہے  
جاں کہ اندر وصف کی ماند او

وہ جان جو بیٹھئے ہیں میں رہی  
لحن داؤدی بسنگ کہ رسید

حضرت داؤد کا لہر بھر اور پہاڑ تک پہنچ گیا  
آفریں بر عقل و بر انصاف با

عقل اور انصاف کو شاہاں ہے

دزدہ آتشاں بر می گسخت

پانی اُن کو دزدہ دزدہ کرتا تھا

وانکہ صرصر عادیان رامی ز بود

اور یہ کہ مادہ و انوکھ آدمی ایک رہی تھی

کہ بدند سے پیل کش اندر و غا

جو ہاتھیوں کو جنگ میں مار ڈالنے والے تھے

زیر چشم دل ہمیشہ در رجوم

(صاحبِ دل کے غم کے ماتحت بیڑ سنگاری

میر و ند و نیست غوث فرحتے

جار ہے ہیں اور کوئی فریاد اور رحمت نہیں ہے

جملہ دیدند و شمانا دیدہ اید

سب نے دیکھ لیا ہے اور تم نے نہیں دیکھا ہو

چشم ماں را و اکشاید مرگ نیک

موت آتھاری آٹھ کو ابھی طرح کھلے گی

چوں روی در ظلمتے مانند کور

جیکہ تو اندھوں کی طرح اندھیرے میں چلے

بستہ روزن باشی از ماہ کریم

اس عظیم چاند کی طرف سے تیرا روشن دان بند ہو گا

چہ گنہ دار دجہانہائے فراخ

و وسیع جہازوں کی کب خط ہے

چوں بہر بند رفتے یوسف بکو

بنا، وہ یوسف کا چروٹھے دیکھے گی؟

گوشاں سنگیں دلاش کم شنید

اُن سنگدلوں کے کان نے نہ سنا

ہر زماں و اللہ اعلم بالرشاد

ہر دور میں اور خدا ہیست کو زیادہ جانتا ہے

لہ نمود۔ حضرت صاحب

کی اونٹنی کو ذبح کرنے کی وجہ

سے چم کے مذاق ہو گیا

ہوئے۔ عادیان حضرت

ہر وہ کی نافرمانی سے تباہ

ہوئے۔ پیلاں۔ وہ کفار جو

عاقبت ہاتھیوں کی طرح تھے

و غا۔ جنگ

لے رجوم۔ سنگاری بھگت

نہر بھگت۔ تاری غرق

مرد۔ دیدہ۔ یعنی تم ہی تمام

دیکھی بہاں چیزوں کو کون کون کیا

بنا ہے۔ ہو۔ کشاید نیک۔

ابھی طرح کھول دے گی۔

گرد و عالم۔ جیکہ انسان خود

اپنے آپ کو اندھا بنا لے

تو وہ نور سے محروم رہتا ہے

روزن۔ روشن دان۔

سے تو دروں۔ اگر کوئی خود

اپنے آپ کو گنہگار میں لے لے

اور دنیا کی وسعت سے

محروم ہو جائے تو اس میں

دنیا کا کب تصور ہے۔ کاخ۔

محل۔ و وصف۔ لگ۔ یعنی

نفسانی موجب حرص طمع

دیوہ۔ یوسف۔ یعنی انبیا

داوید۔ لحن۔ داؤدی۔ یعنی

انبیاء کے معجزات سے غیر

ذی روح تک متاثر ہوئے

ہیں لیکن سنگدل انسان

متاثر نہیں ہوتا۔ آفریں۔

عقل و انصاف ہو تو انسان

حقیقت کو سمجھ لیتا ہے،

اہلِ با عقل و انصاف سے

بے بہرہ ہیں۔



لہ صدقہ خواہ پسرور،  
 اول سب کو خطاب کرتے  
 ہیں کہ ان شریف رسولی  
 کا گناہان لو یہ مانتا ہے خدا  
 ہیں ان کی تصدیق کرو۔ یہ  
 جہنم لو میں ان کا اتنا  
 قیامت کی رسواؤں سے  
 بجائے گا۔ قَبْلُ اَنْ يَّوْمَ  
 قیامت کے دن ہیں ان  
 لوگوں کا سنا کر لپٹا کر  
 دنیا میں کہتا زانو کے تو  
 وہاں کام نہ چلے گا۔  
 اَلَمْ يَنْ لَيْسَ يَهْدِي  
 اس قدر خالص ہیں کہ تم سے  
 کسی دنیا کی دولت نہیں  
 مانگتے ہیں بلکہ تم خود گمراہ ہو  
 اور دوسروں کو گمراہ کر رہے  
 ہو۔ یا جسی جہنم یہ امت میں  
 کہنے کے کہ ہم نادبی رہتے  
 ملے ہیں ہم عربی زبان نہیں  
 سمجھتے تو میں عربی میں  
 نصیحت کرنا بند کرنا ہوں  
 اور فارسی ہی میں نصیحت  
 کرتا ہوں۔ ہندوی ہندو  
 یعنی غلام شریک معشوق  
 یعنی ذات حق۔ جی۔ انبیاء  
 جو کچھ خدا کے بارے میں  
 گواہی دے رہے ہیں انکو  
 سنو آسمان تک اس کے  
 تابع فرمان ہے تم بھی اس  
 کے تابع بن جاؤ۔  
 اَلَمْ يَهْدِي اَلَمْ يَهْدِي  
 کی اطاعت کی دو صورتیں  
 ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ پہلے  
 ناشہ راتوں کا انجام دیکھ  
 لو یا آخرت کے مسائل میں

صَلِّ قُوَارُسًا كَرَامًا يَا سَبَا  
 اے سب (والو) یا شریف رسولوں کی تصدیق کرو

صَدِّقُوهُمْ هُمْ شُهُوسٌ طَالِعَةٌ  
 ان کی تصدیق کرو وہ طلوع کرنے والے سورج ہیں

صَدِّقُوهُمْ هُمْ بُدُورٌ نَازِهَةٌ  
 ان کی تصدیق کرو، وہ روشن چاند ہیں

صَدِّقُوهُمْ هُمْ مَصَابِيحُ الدُّجَى  
 ان کی تصدیق کرو، وہ تاریکی کے چہرہ رخ ہیں

صَدِّقُوْا اَمِنْ لَيْسَ يَرْجُوْ خَيْرَ كُمْ  
 اس کی تصدیق کرو تو تمہارے مال کا امیدوار نہیں ہے

یا رسی گوئیم ہیں تازی پہل  
 ہم تازی بننے والے ہیں خبردار عربی کو پہنچا

ہیں گواہی ہائے شاہاں بشنوبید  
 آگاہ بادشاہوں کی شہادتیں سنو

یا بنگال اولیناں بنگرید  
 یا گورکھ لوگوں کا حال دیکھو

صَدِّقُوْا رُوحًا سَبَا هَا مِنْ سَبَا  
 اس طرح کی تصدیق کرو جس کو تیرا چہرہ بھی تیرا ہے

يُؤْمِنُكُمْ قِنْ تَخَازِي الْقَارِعَةَ  
 وہ تمہیں قیامت کی زواریوں سے امن دلائیں گے

قَبْلَ اَنْ يَّلْقُوْكُمْ بِالسَّاهِرَةِ  
 اس سے پہلے کہ تم سے میدان قیامت میں ٹکرات کریں

اَلْكَرْمُ هُمْ هُمْ مَفَاتِيْحُ الرَّجَا  
 ان کی عزت کرو وہ امید کی کنجیاں ہیں

لَا تَضِلُّوْا لَا تَضِلُّوْا غَيْرَكُمْ  
 گمراہ نہ بنو، اپنے غمہ کو نہ دو کو

ہندی آں ترکاش آں آوگل  
 اے پانی لڑائی سے بچو، اس ترکاش کا نام بجا

بگرویدند آسمانہا بگروید  
 آسمان اٹکے گروید، ہیں قہر ہی، گرویدہ بنو

یا سونے آخر بخزمے بربرید  
 یا آخرت کی طرف احتیاط سے بھاڑو کرو

### بیان معنی خزم و مثال مرد حارم

پختہ کاری کے معنی کا بیان اور پختہ کار انسان کی مثال

ازدواں گیری کہ دور از خطا  
 تو دونوں میں سے وہ اختیار کر جو لغزش سے دور ہے

نیکتاب ہست یک پاسور  
 پانی نہیں ہے اور پانیوں بھلانے والا ریت ہے

کہ بہر شب چشم بینی زواں  
 کہ تو ہر رات کو بہت جھمکے دیکھے گا

خزم چہ بود در دو تدبیر احتیاط  
 پختہ کاری کیا ہوتی ہے کہ دو چیزوں میں احتیاط کی تدبیر

آں یکے گوید دریں رہ ہفت  
 ایک کہتا ہے کہ اس راستہ میں سات روز تک

آں دگر گوید دروغ ستائیں بدا  
 دوسرا کہتا ہے جھوٹ ہے یہ سمجھ لے

پختہ کاری احتیاط اور ہوشیاری بر تو۔ خزم۔ حارم کے معنی سے پختہ کاری، ہوشیاری احتیاط۔  
 خطا۔ غلطی، غلطی، لغزش۔



حزم آں باشد کہ برگیری تو آب  
بچہ کاری یہ ہوگی کہ تو پانی لے لے  
گر بود در راہ آب ایں را بریز  
اگر راستہ میں پانی ہو اس کو بہا کر دے  
اے خلیفہ زادگاں دانے کنید  
اے خلیفہ زادو! انصاف کرو  
آں غدقے کز بدترتاں کہیں کشید  
وہ دشمن جس نے تمہارے باپ سے کینہ کشی کی  
اں شہ شطرنج دل رامت کرد  
اُس نے دل کے شاہ شطرنج کو مات دیدی  
چند جانب دشمن گرفت اندر نبرد  
معرکہ میں چند جگہ اُس پر پہنچے موالا  
ایچنیں کر دست با اں پہلواں  
اُس بہادر کے ساتھ یہ کیا  
ماور و بابائے مارا اں حسود  
اُس ماسد نے ہماری ماں اور باپ کا  
کردشاں آنجا برہنہ خواہ زار  
اُس جگہ اُن کو مٹکا ڈسلیں اور دھال کر دیا  
کہ زاشک چشم اور وید نہت  
کہ انکی آنکھوں کے آنسو سے گھاس اگ آئی  
تو قبا سے گیر طر ایش را  
تو اُس کی جالا کی کا قبا سے کرے  
اَلْخُذْرَاءُ کُلَّ پرتاں از شمش  
اے شہنشاہ کے بھاریو! اُس کے شہر سے بچو

تاری از ترس و باشی بر صواب  
تا کہ تو خوف سے نجات پا جا اور تو صبح رات پرہیز  
ور نہ باشد وائے بر مردستیز  
اگر نہ ہوا تو جھگڑا کرنے والے پرانوس ہے  
حزم بہر روز میعادے کنید  
قیامت کے دن کیلئے بچہ کاری سے کام لو  
سوئے زندانش ز علییں کشید  
علیہیں سے اُس کو قبا نہا میں بھٹک لایا  
از ہشتش سخرہ آفات کرد  
اُس کو ہشت سے ناکر مصیبتوں کا پابند کر دیا  
تا بگشتی در فلکدش روئے زرد  
بہا تک کہ رسوائی کے ساتھ اُسکو گشتی میں بچا دیا  
سستش منگرید اے دیکراں  
اے دیکراؤ! اُس کو حقیر نہ سمجھو  
تاج و پیرایہ بچ لاک ز بود  
تاج اور لباس چالاکی سے آچک لیا  
سالاہا بگرگیت آدم زار زار  
آدم سالوں زار زار روئے  
کہ چرا اندر جریدہ لامت ثبت  
کہ کیوں اعمال نامے میں (نکار کھا ہے؟)  
کہ چناں سرور کند زورش را  
کہ ایسا سرور اُس کی وجہ سے دائمی ہو جاتا ہے  
تیغ لائحولے ز نید اندر شمش  
اُس کے سر پر لائحول کی تلوار مارو

لے آؤں یعنی پانی نہ  
لے کا خوف۔ مگر بود یعنی  
اور حزم کا تقاضا یہ ہے  
کہ آخرت کے لئے اعمال صالحہ  
کا ترش لے اگر نبرد باشد  
آخرت کا معاملہ افسانہ نہیں ہو  
تو اعمال صالحہ کر لینے میں  
کوئی مسرت بہر حال نہیں  
ہے اور اگر آخرت کا معاملہ  
حقیقت ثابت ہو تو یہ  
اعمال صالحہ کام آجائیں گے  
اور اگر قیامت حقیقتاً ہوگی  
اور اعمال صالحہ نہ ہوئے تو  
لامحالہ تباہی ہے لہذا حزم  
یہی ہے کہ نیک کام کرنے  
جائیں، یہی مضمر حضرت  
علی کریم اللہ وجہہ نے ایک  
دہریہ کے مقابلہ میں پیش  
کیا تھا۔

اے خلیفہ یعنی حضرت آدم  
روزی میاں۔ روز قیامت۔  
زندان یعنی دنیا۔ علیتین۔  
جنت کے اعلیٰ طبقہ کا نام  
ہے۔ شطرنج۔ دل۔ یعنی  
حضرت آدم۔ بچہ۔ بچہ  
نبرد جنگ۔ پہلوان یعنی  
حضرت آدم۔ تارہ یعنی خواہ  
بابا۔ حضرت آدم۔ پیرایہ لباس۔  
اے کزاشک یعنی حضرت  
آدم اپنی لغزش پر اس قدر  
روئے کہ آنسو گرنے سے  
زمین پر گھاس اگ آئی۔  
جریدہ مین ثابت یعنی وہ  
وجود آدم جو قبل خلق آدم  
علم الہی میں تھا، دفتر یعنی  
سب محفوظ۔ آ۔ یعنی کہنا

انہا، لائحول کا حکم۔ طراری جب تراشیں، مکاری مترادف یعنی حضرت آدم۔ مریش۔ ریش کنڈی  
غم دغسہ کرنا۔ گل پرست۔ تن پرست۔



لے کو آہی بند چونکہ وہ  
تہیں نظر نہیں آتا لہذا  
کے اہلے کے لئے صرف  
لا حول کی تلوار کا مہیہ  
ہے۔ وائسا شیطان بھی اسی  
طرح شکار کھینٹا ہے نفسانی  
شہوات کے دانے ڈال دیتا  
ہے اور خود چھپا رہتا ہے  
پر کجا یہ نامکن ہے کہ دانہ  
چمک نو اور جال میں نہ پھنسو  
لہذا دانہ دیکھ کر ہی بھاگ  
جاؤ۔

لے زانکہ جو شیطان لڑوں  
سے بچے گا تو جنت کے  
باغوں سے نفا میں حاصل  
کرے گا۔ فشار وہ انسان  
قابل مبارکباد ہے جو شیطان  
کے دالوں سے بچ گیا۔

لے باز مرغے۔ اس فقرے میں  
دو پرندوں کی حالت بیان  
کی ہے ایک تو وہ جو حرص  
ولاچی میں قفل کو شکار اور  
دانہ کے لالچ میں جال میں  
پھنس گیا اس کا انجام تو یہ  
ہے کہ وہ شکاری کے پیٹ  
میں گیا دوسرا وہ پرندہ ہے  
جس نے دانہ کا لالچ نہ کیا  
اور جال سے نجات پا گیا لہذا  
انسان کو اس سے عبرت  
حاصل کرنی چاہیے ورنہ وہی  
حال ہوگا جو لالچی پرندہ کا ہوا۔  
چالیش۔ چالش، جنگ و  
ناز سے چلتا۔ حاکم شکاری۔

کو ہمیشہ بیند شمار از کمیں

کیونکہ وہ ہمیشہ گمات میں سے دیکھتا ہے

وائما صیت اور یزد و انہا

شکاری ہمیشہ دانہ ڈالتا ہے

ہر کج دانہ بدیدی الخذر

تو جہاں دانہ دیکھے کج

چونکہ دیدی دانہ بگریزے خام

لے کہو ترا جب تو دانہ دیکھے، بھاگ جا

زانکہ ہر مرغے کہ ترک دانہ کرد

کیونکہ جس پرندے نے دانہ چھوڑا

شاد مرغے کو ترک دانہ گفت

وہ پرندہ بھلا ہے جس نے دانہ چھوڑا

ہم بدل قانع شد و از دام جنت

اسی آواز پر کفایت کر لی اور جال سے چھوٹ گیا

کہ شما اور انمی بینید ہیں

خبردار کہ تم اسے نہیں دیکھتے ہو

دانہ پیدا باشد و پنہاں دغا

دانہ ظاہر اور کر چھپا ہوا ہوتا ہے

تا نہ بند و دام بر تو بال پیر

تا کہ جال حیرے بال و پر نہ باندھ دے

ورنہ چوں خوری در افتادی بدلا

ورنہ جیسے ہی تو نے کھا یاہ جال میں پھنسا

دانہ از صحرائے بے تزویر خورد

بے مکر جگہ سے دانہ بیکار کھیا

در ریاض قدس بہر شگل شکفت

اور قدس کے باغوں میں اس کے لئے پھول کھلے

ہیچ دلمے تر و بالش را نہ بست

کسی جال نے اس کے بال و پر نہ باندھے

و خامت حال آں مرغ کہ ترک خرم کرد از حرص ہوا

اس پرندے کے حال کی تباہی جس نے حرص اور لالچ سے پنچتہ کاری چھوڑ دی

دیدہ سوئے دانہ و دلمے بہ بست

آنکھ، دانہ اور جال پر جمادی

یک نظر حرص بدانہ می کشد

(اور ایک نظر میں ایک دلمے دانہ کی طرف کھینچتا ہے)

ناگہانی از غر و خالیش کرد

اجانک اس کو قفل سے خالی کر دیا

صائدش کشت و خور دو کام را

شکاری نے شکار و کھانا اور کھانا اور شکار کو کھانا

زاں نظر بر کند و بر صحرا کماشت

اس نے اس سے نظر ہٹائی اور جنگ پر لگا دی

باز مرغ فوق دیوار نشست

پھر وہ پرندہ، جو ایک دیوار پر بیٹھا

یک نظر او سوئے صحرا می کند

وہ جنگ کی جانب ایک بھاگ کر رہا ہے

اس نظر با آن نظر چالیش کرد

اس نے اس نظر سے مقابلہ کیا

رفت دانہ خورد و اندر دام ماند

وہ آواز دانہ کھسا یا اور جال میں پھنس گیا

باز مرغے کاں تر و در انداشت

پھر وہ پرندہ جس نے تردد کو چھوڑا



شاد پروبال اُو بختِ کالہ

اس کے بال دیر بجلے ہیں اسکے لئے خوبی ہے

ہر کہ اور مقتدا سازد برست

میر نے اس کو مقتدا بنایا، نجات پا گیا

زانکہ شاہِ حایماں آمدش

کیونکہ اس کا دل پختہ کاروں کا بادشاہ ثابت ہوا

حزمِ زوراضی و اوراضی ز حزم

پختہ کاری اس سے خوش اور وہ پختہ کاری تجھی

بار بار در دامِ حرص افتادہ

تو بار بار کھج کے چال میں پھنسا ہے

بازت آں تو اب لطفِ آزاد کرد

پھر تجھے اسی بہتیم، ہر توبہ قبول کرنے لگے آزاد

گفت ان عدت کذا عدت کذا

فرمایا اگر تم جس طرح چاہو ہم اس طرح پیش کیے

چونکہ جفتے را بر خود آورم

جبکہ ایک جڑ والے کو اپنے پاس لاتا ہوں

جفت کردیم ایں عمل را با اثر

ہم نے اس کام کا نتیجہ کے ساتھ جوئی لگا دیا جو

چوں زباید غارتے از جفتے

جیو کوئی غارتہ جڑے میں سے جو کوئی لیتا ہے

بار دیگر سوئے ایں داک آمدید

تم پھر اس جال کی طرف آئے

بازتاں تو اب بکشاواں گرہ

توبہ قبول کرنے والے نے بھروسہ گرہ کھول دی

باز چوں پروانہ نیساں رسید

پھر جب بھول کا پروانہ آیا

تا اتمامِ مجملہ آزاداں شد او

یہاں تک کہ وہ تمام آزادوں کا امام بن گیا

در مقامِ امن و آزادی نشست

امن اور آزادی کے مقام پر بیٹھ گیا

تا گلستانِ چین شد منزلش

یہاں تک کہ گلستان اور چین اسی منزل بنا

انجمنیں کن گر کنی تدبیر و عزم

اگر کرتا ہے تو ایسی تدبیر اور ارادہ کر

خلقِ خود را در بریدن دادہ

تو نے اپنا گھما کھٹنے کے لئے دے دیا ہے

توبہ پذیرفت و شمارا شاد کرد

اس نے توبہ قبول کر لی اور تمہیں خوش کر دیا

نخن زو جفا الفعال بالجذا

ہم نے کاموں کا بدلہ کے ساتھ جوڑ لگا دیا ہے

ایداں بختش دوانہ لاجرم

اس کا جوڑا لامحالہ دوڑنا ہوا آتا ہے

چوں رسد جفتے رسد جفتے دگر

جب جڑے میں کا ایک آتا ہے دوسرا آ جاتا ہے

جفت می آیدے او سے جوئے

مادہ اسکے پیچے جو کوئی تلاش کرتا ہوئی آتی ہے

خاک اندر دیدہ توبہ ز دید

تم نے توبہ کی آنکھوں میں دھول بھرتی دی

گفت ہیں بکریر زو ایں سونہ

فرمایا خبردار بھاگ ادھر کا رخ نہ کر

جان تاں را جانب کشید

اس نے تمہاری جان کو آگ کی جانب کھینچ لیا

۱۵- امام پھر نجات

پانے والا پھر دوسرے

پرندوں کا سردار بن جاتا

ہے۔ ہرگز او۔ جو پرند اس

ہوشتیاد پرند کو امام بنالگا

اس کو امن اور آزادی حاصل

ہوگی۔ تو اگر۔ اس پرند کا دل

پختہ کاروں کا بادشاہ ثابت ہوا

انجمنیں۔ انسان کو بھی اس

مقام پر تک طرح کام کرنا

چاہیے۔

۱۶- توبہ۔ توبہ قبول کرنے

والا۔ اللہ تعالیٰ۔ غفلت۔

مہربانی یہ توبہ کی صفت

ہے۔ غفلت۔ اللہ تعالیٰ کا

حکم ہے جس کا رد کیا دیا

بھرتی۔ غم۔ اللہ تعالیٰ

نے ہر کام کے ساتھ اسکے

بدلے کا جوڑ لگا دیا ہے۔

نختہ۔ زنا۔ وہ میں سے اگر

ایک کو جکڑ گئے دوسرا خود

قربان سے اس آگ لگے گا۔

۱۷- چوں۔ اگر کوئی شخص

جو کوئی تار کرے اس

کی مادہ، جو کی تلاش میں

خود پھنچ جاتی ہے۔ بارہو۔

انسان توبہ کرنے کے بعد

پھر گناہ کرتا ہے اور توبہ

کو توڑ دیتا ہے۔ باز۔ اللہ

تعالیٰ پھر توبہ قبول کر لیتا



اے پروانہ پروانہ روشنی  
کا عاشق ہوتا ہے ایسے پروانہ  
یعنی وہ شخص جو گناہوں پر  
فریفتہ ہے اس کو تباہ شدہ  
قوموں کو دیکھ لینا چاہئے۔  
چوں رہیدی تو یہ کاشف کردہ  
تو یہ ہے کہ پھر کبھی مصیبت  
کی طرف مڑ نہ کیا جائے۔  
تاآثر شکر مزید نعمت کا  
سبب ہے نعمت سزا  
سے رہائی کی نعمت کو مرثیہ  
باد رکھنا چاہئے۔

تکھ تاجیں۔ انسان جب  
توبہ کرتا ہے تو خدا کو پکارتا  
ہے وہ کہتا ہے کہ میں  
عبادت کروں گا اور اس  
میں صفت احسان پیدا  
کروں گا۔ کہ توبہ کی۔ لیکن  
جب مصیبت سے نجات  
مل جاتی ہے پھر پہلے کی  
طرح بدکار بن جاتا ہے۔  
حکایت اس حکایت کا  
منشا یہ ہے کہ بدکاری یہ  
مادت گتے کی مادت کے  
منشا ہے۔

اے سنگ کتے بازے  
میں سردی کی تکلیف سے  
وہ بے ہو جاتے ہیں۔ گوہر کا  
میں گناہ سوجھتا ہے کہ اب  
کی گرمی میں اپنے لئے پتھر کا  
گہر بناؤں گا تاکہ آئندہ  
بازے سے محفوظ رہوں۔

کھ کُن اے پروانہ نسیان شکے

اے پروانے! بھول اور شک نہ کر  
چوں رہیدی شکر آن باشد کہ تیج  
جب تو تیج گیا اس کا شکر یہ ہے کہ کبھی  
تاآثر چوں شکر گوئی بخشداو  
تاکہ جب تو شکر کرے تو وہ تجھے عطا کرے  
شکر آن نعمت کہ تال زاد کرد  
اس نعمت کے شکر یہ ہیں کہ تمہیں اسے آزاد کر دیا

چند اندر رنجہا و در بلا  
گفتن بار تکلیفوں، اور مصیبت میں  
تاچنین خدمت کتم احسان کتم  
تاکہ میں ایسی خدمت کروں، احسان کروں  
چوں خلاصی داد حق امتحان  
جب اللہ تعالیٰ نے تجھے آزمائش سے بہادری  
چوں رہا کردت فرامش کردش  
جب اسے تجھے رہائی دیدی تو نے اسکو بھلا دیا

در پر سوزیدہ بست سر کو کیے

ایک بار اپنے گلے ہوئے پر کو دیکھ لے  
سوئے آں دانہ نداری تیج تیج  
اس دانہ کی جانب موڑ توڑ نہ کرے  
روزی بے دام و بے خوف غلہ  
وہ روزی جو بغیر مال اور بغیر دشمن کے خوف گئے  
نعمت حق را بسبب اید یاد کرد  
اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرنا چاہئے

گفتی از دامنم رہا کُن اے خدا  
تو نے کہا ہے اے خدا! مجھے جال سے نکال دے  
خاک اندر دیدہ شیطاں کتم  
شیطان کی آنکھ میں دھول بھونکوں  
ہیچناستی کہ بودی ہیچناں  
تو ویسا ہی ہے، جیسا کہ تھسا  
جان خود را مست و سہوش کردش  
اپنی جان کو مست اور بے ہوش کر لیا

حکایت نذر کردن سگاں ہر زمستان کہ حوت باستان

حکایت گتوں کا ہر ماڑے میں منت ماننا کہ جب گرمی آئے گی تو ہم  
آید خانہ لبازیم از بہر زمستان  
ماڑوں کے لئے گھر بنائیں گے

زخم سر ما خرد گرد اندر چناش

جاڑے کی تکلیف میں کو ایسا پتھر چناؤ  
خانہ از سنگ باید کردیم  
پتھر کا گھر بنانا چاہئے  
بہر سر ما خانہ سازم ز سنگ  
جاڑے کے لئے پتھر کا گھر بناؤں گا

تنگ زمستان جمع گرد و اتخویش

جاڑے میں گتے کی ہڈیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں  
کو بگوید کاہن قدرتن کہ منم  
کہ وہ کہتا ہے کہ ایسے جسم کو میا کہ میں ہوں  
چونکہ تابستان بیاید من بچنگ  
جب گرمی آجائے گی میں جنگل سے



چونکہ تابستان بیاید از کُشاد

جب گرمی آجاتی ہے، خوشی سے

زفت گرد دیا کُشد در سایہ

وہ مڑتا ہوتا ہے سایہ میں پاؤں پھیلا دیتا ہے

گوید اوچوں زفت بدینہ خوش

جب اپنے آپ کو مڑا دیکھتا ہے وہ کہتا ہے

گویدش دل خانہ ساز لے عمو

اُس کا دل کہتا ہے اے بچا! گھر نالے

استخوان حرص تو در وقت درد

مصیبت کے وقت تیرے حرص کی ہڈیاں

سازم از تو بہ بگوئی خانہ

تو کہتا ہے کہ میں تو بہ کا ایک گھر بناؤں گا

چوں بشد درد و شدت آن حرص

جب مصیبت آتی رہی اور تیری وہ حرص ہوئی ہوئی

شکر نعمت خوشتر از نعمت بود

نعمت کا شکر نعمت سے زیادہ اچھا ہوتا ہے

شکر جان نعمت و نعمت چو تو

شکر، نعمت کی رود اور نعمت کھال کی طرح ہو

نعمت آرد غفلت و شکر انتباه

نعمت غفلت پیدا کرتی ہے اور شکر آگاہی

نعمت شکر کند پر چشم و میر

نعمت کا شکر تجھے بے نیاز کرے اور بڑا بنا دے گا

سیر نوشی از طعام و نقل حق

اللہ تعالیٰ کے کھانے اور نقل سے تو بہت بھر کر کھا

استخوانہا پہن گرد و پوست شاد

ہڈیاں پہن جاتی ہیں، کھال نکل جاتی ہے

کا لے سیرے غری خود رایہ

کا ہل پیٹ بھرا، غافل خود رائے ہو جاتا ہے

در کد میں خانہ گنج اے کیا

اے بزرگ! میں کس گھر میں کیا آسکا ہوں

گوید او در خانہ کے گنج بگو

وہ کہتا ہے: تائیں کسی گھر میں کب سا بیکٹا ہوا؟

در ہم آید خرد گرد و در نور

در ہم (بر ہم) ہوجاتی ہیں پٹ کچھوٹی ہوتی ہیں

در زمستان باشد دم کا شانہ

جو جاڑوں میں سید گھر ہوگا

ہمچو سنگ بود اے خانہ از تو رفت

گتے کی طرح گھر کا خیال تجھ سے جاتا رہا

شکر بارہ کے سونے نعمت بود

شکر سوار عذاب کی طرف کب جاتا ہے؟

زانکہ شکر آرد ترا تا کوئے دست

کیونکہ شکر تجھے دست کے کوچہ تک لے جاتا ہے

صید نعمت کن بدام شکر شاہ

شاہ کے شکر کے جال سے نعمت کا شکار کر

تا کنی صد نعمت ایشا فقیر

تا کہ تو سینکڑوں نعمتیں فقیر کو بخشے

تا رود از تو شکر خوری و ذق

یہاں تک کہ تجھ سے شکر پری اور سوال جاتا ہوگا

شکر کی نعمت عطا فرمادیتا ہے وہ بڑا اور بے نیاز بن جاتا ہے

اللہ کی جانب سے ایسی غنائیں حاصل کرتا ہے جن کی وجہ سے وہ جن پروری اور لوگوں کے دروازہ

کھٹکھٹانے سے بھرا ہوجاتا ہے۔ ذق یعنی ذق الباب اور دروازہ کھٹکھٹانا۔

اللہ چونکہ گرمی کے زمانہ

میں جاڑے کی تکلیف ختم

ہو جاتی ہے پھر ہڈیوں اور

کھال میں جان پیدا ہوتی

ہے۔ زفت گرمی کے زمانہ

میں کتا مڑتا ہوجاتا ہے تو

سایہ میں آرام سے مڑتا ہے۔

خود غافل گوید۔ اب اُس

گتے کے خیالات بدل جاتے

ہیں اور سوچنے لگتا ہے میں

تو ایسا مڑتا ہوں کہ کسی گھر

میں رہا سکوں گا استخوان

انسان کا مال بھی اُسی گتے

کا سا ہے۔

اللہ سازم جب انسان

مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے

تو توبہ کے ذریعہ آرامگاہ بنا

کی سوچتا ہے۔ چوں بشد

لیکن مصیبت سے نجات

پانے کے بعد پھر اپنی توبہ کو

فراموش کر دیتا ہے شکر نعمت

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اُس

کا شکر یہ ادا کرنا نعمت سے

بہی زیادہ اچھا ہے، شکر

گزار بندہ اللہ تعالیٰ کی

خوشنودی حاصل کرتا ہے۔

اللہ شکر شکر اور نعمت

میں وہی نسبت ہے جو

ہلک اور روح میں ہے۔

نعمت نعمت کا خاتمہ

غفلت ہے اور شکر کا خاتمہ

خدا آگاہی ہے۔ جہہ نعمت۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ شَكَرْنَاكَ لَوْلَا نِعْمَتُكَ

اگر تم شکر کر دے گی ہم نعمتوں

میں اعزاز کر دیتے ہوں

شکرت۔ اللہ تعالیٰ جس کو



نعمت و تباب را شکرے کنید

اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو

شکر جذب نعمت او فرزند

شکر زیادہ نعمت کو کھینچتا ہے

تا مہر منجوس خود را نشکنید

تا کہ اپنے منجوس ستر کو نہ پھوڑو

کفر نعمت شخص را کافر کند

نعمت کا کفر انسان کو کافر بنا دیتا ہے

منع کردن منکراں انبیا را علیہم السلام از نصیحت کردن

منکروں کا انبیاء علیہم السلام کو نصیحت کرنے سے روکنا اور جبروں

و محبت آوردن بطریقہ جبر یا نامعقول گفتن انبیا علیہم السلام

کی طرہٴ دلیل بیان کرنا اور انبیاء علیہم السلام کو نامناسب کہنا

ایچہ گفتید ادریں دہ کس بود

جہنم کو تم نے کہا اگر اس گاؤں میں کوئی باغیچہ

کس نداند جہنم دیر خالق سبق

اللہ تعالیٰ سے کوئی باری نہیں جانتا

این خواہد شد بگفت و گو دگر

یہ گفتگو سے نہیں بدل سکتی

کہنہ را صد بار گوئی باش نو

ہزاروں سے تو سینکڑوں بار کہے کہ تو نابجا

آب را گوئی غسل شو یا کہ شیر

تو پانی سے کہے، کہ شہد یا دودھ بن جا

یشہ را گوئی کہ سوئے بادزو

تو بھڑے کہے، کہ ہوا کی طرف چلا جا

یا کہ کسیرے شو و چالاک شو

یا یہ کہ اکسیر بن، اور تھسز ہو جا

آب کے گرد و غسل اے ارجمند

اے باغیچہ! پانی کب شہد بنے گا؟

خالق آب و تراب و خاکیاں

پانی اور مٹی اور خاک سے پیدا ہونے والوں کے پیدا

قوم گفتندے نصوحاں ہیں بود

قوم نے کہا، اے نصیحت کرنے والو! کافی ہوتا

قفل بردہائے مابنہا دحق

اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں پر لگے پھانسی

نقش ما ایں کرداں تصویر گر

تصویر ساز نے ہماری بھی تصویر بنائی ہے

سنگ اصد سال گوئی لعل شو

تو پتھر سے سینکڑوں سال کہے کہ تو لعل بن جا

خاک را گوئی صفات آبگیر

تو مٹی سے کہے، کہ پانی کی صفات اختیار کر

نار را گوئی کہ نور محض شو

تراگ سے کہے، کہ تو خالص نور بن جا

قلب را گوئی کہ عین پاک شو

تو کھوٹے سے کہے، کہ محترم صاف بن جا

یہیچ ازاں اوصاف دیگر گون

کبھی ان اوصاف سے وہ بدلیں گے!

خالق افلاک و ہم افلاکیاں

آسمانوں اور آسمان والوں کے پیدا کرنے والے

اے شکر شکر مزید

نعمتوں کا سبب ہے اللہ

تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر

انسان کو کافر بنا دیتا ہے۔

جبریان، وہ فرقہ جو انسان

کو اپنے افعال میں مجبور

مطلق قرار دیتا ہے نصیحت

بہت نصیحت کرنے والا۔

بش بود یعنی اگر ہم اپنے

اختیار میں ہوتے تو تمہاری

نصیحت بہت کافی تھی۔

قفل جب اللہ تعالیٰ نے

ہمارے دلوں پر لگ رکھی

ہے تو اللہ پر کون غالب

آ سکتا ہے۔

اللہ نقش جب خدا نے

ہمیں منکر بنا یا ہے تو اب

ہم کسی کی گھٹک سے زمین

کیسے بن سکتے ہیں سنگ۔

اگر کوئی پتھر سے لعل بنے

کو کہے پیرائے سے بنا بنے

کو کہے ریشی کو پانی ہو جانے

کا حکم دے، پانی کو شہد یا

دودھ بننے کو کہے کھوٹے کو

خالص بننے کو کہے یا اکسیر اور

قیمتی بننے کو کہے تو سب

کہنا بالکل بیکار ہے۔

اللہ یہیچ ازاں جن صفات

پر اللہ نے جن چیزوں کو پیدا

فرمایا ہے ان میں تبدیلی

ناممکن ہے خالق۔ اللہ

نے آسمان میں گھونٹے اور

صفائی کی صفت پیدا

فرمائی ہے پانی اور مٹی میں

کدورت اور نشور و نما کی

صفت پیدا فرمائی ہے۔



آسمان را داد دوران و صفا  
آسمان کو گھومنا اور صفائی عنایت کی  
کے تو اند آسمان فردی گزید  
آسمان تیسری کب اختیار کر سکتا ہے؟  
رقبتہ کر دست ہر یک را ہے  
ہر ایک کیلئے ایک راستہ تعمیر کر دیا ہے

آب در گل را تیرہ زوئی و نما  
پانی اور مٹی کو گدلا بن اور نور (معاذریا)  
کے تو اند آب و گل صفوت خرید  
پانی اور مٹی صفائی کب حاصل کر سکتے ہیں؟  
کے گئے گرد و بھدت چوں کہے  
تیری کرشمش سے بہاؤ گھاس جیسا کہ بن سکتا ہے؟

جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را  
جبریل کو انبیاء علیہم السلام کا جواب دینا

انبیاء گفتند کارے آفرید  
انبیاء نے کہا کہ ہاں اس نے پیدا فرمائے  
وافرید او وصفہائے عارضی  
انہی نے ایسے ماضی اوصاف بھی پیدا فرمائے  
سنگ را گوئی کہ زرشو بہت  
تو تھر سے کہے کہ سونا بن، بہرہ رات ہے  
ریگ را گوئی کہ گل شو عاجز  
تو رت سے کہے کہ پھول بن جاوہر، عاجز ہے  
رنجہا دامت کا نرا چارہ نیست  
اُس نے ایسے مرض پیدا کئے ہیں جیسا کہ کوئی علاج نہیں ہے  
رنجہا دامت کا نرا چارہ ہست  
دیکھو مرض دیئے ہیں، جن کا علاج ہے  
اِس دوا ہا ساخت بہر اتلاف  
یہ دوائیں مخلوق کرنے کے لئے بنائی ہیں  
بلکہ اغلب رنجہا را چارہ ہست  
بلکہ عموماً مرضوں کا علاج ہے

وصفہائے کہ نہ تان اں کرشیا  
ایسے اوصاف کہ تم اُن سے ڈر کر دانی نہیں کر سکتے  
کہے مبعوض میگرد و رضی  
کہ ناپسندیدہ، کسی پسندیدہ بن جاتا ہے  
مِس را گوئی کہ زرشو را ہست  
تو تانے سے کہے کہ سونا بن، اُس کا ارادہ ہے  
خاک را گوئی کہ گل شو عاجز  
تو مٹی سے کہے کہ پھول بن جا ممکن ہے  
آن مثل گنگی و قطس و عُمی ست  
وہ مثلاً گنگا بن، ناک کا پیشا بن اور اندھا بن  
آن مثل لقوہ و دردِ سرست  
وہ مثلاً لقوہ، اور دردِ سر ہے  
نیست اِس درد و دوا ہا از کزاف  
یہ درد اور دوائیں لقوہ نہیں ہیں  
چوں بجد جوئی بیاید اِس بدست  
جب تو کرشمش سے کاش کر گیا ہا تو آجائے گا

مکر ز کردن اَل مُنکر اِس مجتہاے جبریاں را  
مُنکروں کا جبریوں کی دیکھو کو ڈھرانے

لہ کے تواند۔ آسمان  
مکر نہیں ہو سکتا پانی اور  
مٹی نہ صفا نہیں ہو سکتے  
تھکتے۔ ہر چیز کا ایک حق  
مقرر کر دیا ہے اُس کو دی  
حاصل ہو گا تیری کرشمش  
سے بہاؤ کب بنے گا ایسا۔  
انہی نے فرمایا صفاتِ دو  
قسم کی ہیں ایک میں تبدیلی  
ناممکن ہے اور دوسری میں  
تبدیلی ممکن ہے۔ کہ ہے۔  
ایک چیز میں مبعوض ہونے  
کی صفت ہوتی ہے پھر  
وہی چیز مجبور بن جاتی ہے  
تو یہ اُسکی صفت بدل گئی۔  
لہ سنات۔ پتھر ایسا تھوڑا  
چھوڑ کر سونا بن جائے یہ ممکن  
نہیں ہے اِن تانہ سونا  
بن سکتا ہے۔ ریگ۔ رت  
میں گل و گلزار بننے کی صفت  
نہیں ہے مٹی گل و گلزار  
بن سکتی ہے۔ رنجہا۔ اسی  
طرح بعض امراض لاعلاج  
ہیں بعض امراض قابلِ علاج  
ہیں پیدا انکی گرنگی بن یا  
پیشی ناک یا پیدا انکی اندھا  
بن ناقابلِ علاج ہے چاہے  
ہست۔ لقوہ اور دردِ سر  
کا علاج ہو سکتا ہے۔

لہ اِس دوا ہا۔ یہ دوائیں  
امراض کا ازالہ کرتی ہیں اِن  
دواؤں اور مرض میں غلبت  
ہے چونکہ بجد۔ حدیث فریب  
ہے مَا أَنزَلَ اللَّهُ ذَا  
وَأَنزَلَ لَكَ ذَا مَا مَدَّ لَكَ  
کوئی بیماری ایسی نہیں بنائی  
جس کا علاج نہ ہو دکاش اور نہ جو



لے قوم گفتند اہل سبا  
نے کہا کہ اگر ہم تسلیم ہی کر لیں  
کہ بعض اوصاف میں تبدیلی  
اور بعض مرضوں کا علاج  
ممکن ہے تو ہمارا وصف  
اور مرض ناقابل علاج ہے۔  
ساتھ ہمارے مرض کے  
لا علاج ہونے کی علامت  
یہ ہے کہ سالہا سال سے  
تم لوگ نصیحتیں کر رہے ہو  
لیکن ہمارے دل تو اور  
نیا دھڑکتا ہوتا جارہا ہے  
میں اگر یہ مرض قابل علاج  
ہوتا تو کچھ فوائد نہ ہوتا۔

گفتند جب بگڑیں بند  
گج جائے تو بانی جگر  
نک نہیں پہنچ پاتا پانی پینے  
سے پانی اور طرف چلا جاتا ہو  
اور پیاس نہیں بھرتی ہاتھ  
پاؤں پر دم آجاتا ہے تو  
پانی بھانے پیاس بھانے  
گئے اور مرض میں اضافہ کرتا  
ہے۔ انہی کہ گفتند انہی لے  
اہل سبا سے کہا کہ اندھ قاتی  
کی رحمت سے ناامیدی بڑی  
چیز ہے۔ قراک وہ تھیلا  
جس میں شکار کر کے رکھا  
جاتا ہے۔

گفتند کہ سارے کسمائے  
شرع میں دھواں نظر آتے  
ہیں پھر آسمان ہو جاتے ہیں  
ناامیدی کے بعد امیدیں  
پیدا ہو جاتی ہیں تاریکیوں  
کے بعد روشنیاں نمودار  
ہو جاتی ہیں خود گرفتار  
ہیں بھی تسلیم ہے کہ حرم

قوم گفتند اے گروہ ایس رنج ما

قوم نے کہا، اے جماعت! ہمارا یہ مرض

سالہا گفتید زیں افسون و نیند

تم نے سالوں یہ نثر اور نصیحت کی

گردوارا میں مرض قابل مبدی

اگر یہ مرض دوا کو قبول کرنے والا نہ ہوتا

سندہ چوں شد آب ناید در حلقہ

جب سندہ پڑ جاتا ہے مگر میں پانی نہیں پہنچتا

لاجرم آماں گیر دوست و یا

لا محار ہاتھ پاؤں شوج جاتے ہیں

نیست زان رنجی کہ بیدرد و دوا

وہ مرض نہیں ہے جو دوا کا اثر قبول کرے

سخت ترمی گشت ان ہر لحظہ بند

اُس سے ہر دم، روک سخت پہنچ گئی

آخر ازوے ذرہ زائل شدی

بالآخر اُس سے کوئی ذرہ زائل ہوتا

گر خورد دریا رود جائے در

اگر دریا بھی ہے وہ دوسری جگہ جاتا ہے

تشنگی را نشکند آن استقا

وہ پانی پینا پیاس کو نہیں بھاتا ہے

### باز جواب انبیاء علیہم السلام خبریاں

انبیاء کا پھر جبرائیل کو جواب دینا

فضل و رحمت ہائے باری بخت

اشر و قائلے کا فضل اور رحمتیں لا انتہا ہیں

دست ز فقر اک این حمت نیند

اس رحمت کے شکار بند کو دستاویز نہ مالو

بعد از ان بکشاوہ شد سختی گذشت

اُس کے بعد کھل گئے سختی رنج ہو گئی

ازیں ظلمت بے خورشید ہا

اندھیری کے بعد بہت سے سورج ہیں

قفلہا برگوش و بر دل بر وید

تم نے کان اور دل پر قفل چڑھائے ہیں

کار ما تسلیم و فرماں برداریت

ہمارا کام ماننا اور حکم بجا لانا ہے

انبیاء گفتند نو میدی بدست

انبیاء نے کہا، ناامیدی بڑی ہے

ازینیں محسن شاید ناامید

ایسے محسن سے ناامید نہ ہونا چاہیے

اے بسا کار یکہ اول صعب گشت

بہت سے کام ہیں جو ابتدا میں سخت بنے

بعد نو میدی بے امید ہا

مابری کے بعد بہت سی امیدیں ہیں

خود گرفتار کہ شام سنگیں شدید

میں مانتا ہوں کہ تم بھر بن گئے ہو

یہج مارا باقبولی کار نیست

میں مان لینے سے اس پر کار نہیں ہے

مستعد بن گئے ہو اور تم لے دل اور کان پر قفل لگائے ہیں۔ لیکن یہ بھی سمجھ لو کہ تسلیم  
رسالت میں نہیں تمہارے قبول کر لے ادا کا سے کوئی بحث نہیں ہے ہم تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی  
تفسیل کرتے ہیں۔



اُو بفرمود دست ماں ایں نبیگی  
 ایں نے ایں اعانت کا ہیں حکم دیا ہے  
 جان برائے امر اُو دارِ کیم ما  
 ہم اُس کے حکم کے لئے جیتے ہیں  
 امر حق را ما گروہ بے ریا  
 ہم مخلص لوگ خدا کا حکم  
 غیر حق جان نبی ریا ز نیست  
 خدا کے سوا نبی کی جان کا کوئی دوست نہیں ہے  
 مُزدِ تبلیغ رسالاش از دست  
 اُسکے پیغامات کی تبلیغ کی مزدوری الٹی ہوا ہے  
 ما بریں در گرہِ ملولان یتیم  
 ہم ایں بارگاہ پر تکے ہوئے نہیں ہیں  
 دل فرو بستہ و ملول اُن کس بُد  
 دل گرفتہ اور تھکا ہوا وہ شخص ہوتا ہے  
 دلبر و مطلوب با ما حاضرست  
 ہمارا دلبر اور محبوب ہمارے ساتھ موجود ہے  
 در دل ما لالہ زار و گلشنی ست  
 ہمارے دل میں چین و اور گلشن ہے  
 و اما تزوجِ جو ایتیم و لطیف  
 ہم ہمیشہ تر و تازہ اور جوان اور پاکیزہ ہیں  
 پیش ماصال یک ستائیت  
 ہمارے لئے ایک گنڈ اور توراں یکساں ہیں  
 اَل دراز و کوتاہی در جمہاست  
 لمبائی اور چوڑائی جسموں میں ہوتی ہے  
 سہ صد و نہ سال اَل اصحاب کف  
 تین سو نو سال اصحاب کف کے

نیست ما را از خود ایں گویندگی  
 ہمارا کہنا اپنی جانب سے نہیں ہے  
 گر بریکے گوید اُو کارِ کیم ما  
 اگر وہ حکم دے ہم ریت میں کہتی ہوئیں گے  
 می رسایم ایں رسالت باشما  
 (اور) یہ پیغام تم تک پہنچا رہے ہیں  
 با قبول و ردِ خلقش کار نیست  
 اُسکو مخلوق کے ماننے نہ ماننے سے کوئی واسطہ نہیں ہے  
 زشت دشمن رُو شد کیم از بہرِ دوست  
 ہم دوست کی خاطر بُرے اور دشمن کے کچھ چہرے بدل گئے ہیں  
 تازہ بعدِ راہ ہر جا یتیم  
 کہ راست کی دوری کی وجہ سے ہر جگہ یتیم جائیں  
 کز فراق یار در محبس بُود  
 جو دوست کی جسدائی سے قید میں ہو  
 در نثارِ حمتش جاں شاکرست  
 اُسکی رحمت کی بکھیر پر جان شکر گزار ہے  
 پیری و پشیمانی را راہ نیست  
 بڑھاپے اور پشیمانی کیلئے (اندر) راست نہیں ہے  
 تازہ و شیرین و خندانِ ظریف  
 تازہ اور میٹھے اور ہنس مکھ اور خوش مزاج ہیں  
 کہ دراز و کوتاہی از ما منفکست  
 کیونکہ لمبائی اور چوڑائی ہم سے جدا ہے  
 اَل دراز و کوتاہی اندر جاں کجاست  
 درازی اور کوتاہی روح میں کہاں ہے؟  
 پیش شاں یک روز رے اندوہ و  
 اُن کے لئے بغیر رنج اور افسوس کے ایک  
 دن تھا

لے جان ما ہم تو اسی  
 لئے زندہ ہیں کہ اُس کے حکم  
 کی پابندی کریں اگر وہ ریت  
 میں بچے ہونے کو کہے گا تو  
 ریت میں بچ کر بدیں گے  
 خواہ وہ شاہ گے۔  
 لے امر حق چونکہ ادا کا ہیں  
 حکم ہے کہ نہیں ہم تبلیغ کریں  
 اس لئے بغیر ریا کے نہیں  
 احکام پہنچا رہے ہیں با قبول  
 ہمیں اس سے سروکار نہیں  
 کہ کوئی ہماری بات قبول کرے  
 یا رد کرے مگر وہ ہم ادا کیلئے  
 تبلیغ کرتے ہیں اور اُس کام  
 کی مزدوری اُس سے لیں گے  
 ہم تو اسی کی خاطر لوگوں کی دشمنی  
 سول لے رہے ہیں۔ با بریں۔  
 تبلیغ میں ناکامی ہمارے لئے  
 ستارہ نہیں ہے دل گرفتہ  
 ہوتا ہے جو دوست سے ہجر  
 ہو ہمیں ہر وقت قرب الہی  
 حاصل ہے۔  
 لے دگر ہمارا محبوب جو حضرت  
 حق ہے وہ ہمارے ساتھ ہے  
 اُس کی رحمتیں ہم پر ہر وقت  
 پہنچا رہتی ہیں۔ دستان۔  
 ہمارے دل اُس کی محبت سے  
 نگہ دار ہیں اور ہم ہر وقت تو  
 تازہ رہتے ہیں پیشِ واجب  
 روحانیت کا فلیج ہو جاتا ہے  
 تو زمان و مکان کی قید سے  
 رہائی ہوتی ہے جسم زمان  
 و مکان کا پابند ہوتا ہے جس قدر  
 اصحاب کف پر روحانیت کا  
 غلبہ تھا تو اُن کے لئے تین سو  
 نو سال ایک روز کے برابر  
 تھے۔







جان ما فارغ بُداز اندیشہا  
ہماری جان فکروں سے نالی تھی  
ذوق جمیعت کہ بود و اتفاق  
یگانگت اور اتفاق کا جو نرا عقدا  
طوطی نقل و شکر بودیم ما  
ہم نقل اور شکر کمانے والی طوطی تھے  
ہر کجا افسانہ غم گستری ست  
جہاں کہیں غم اُٹھائے کاقت ہے  
ہر کجا اندر جہاں فال بدیت  
جہاں کہیں دُشیاں بدشگون ہے  
در مثال و قصہ فال شماس  
اور تمہارا مثال اور قصہ اور شگون کی وجہ سے ہے

در غم افگت رید مارا و غنا  
تم نے ہیں غموں اور شقت میں ڈال دیا  
شد ز فال زشت تاں صد اوراق  
تمہاری بدشگونی سے سب کچھ زوں جو انیاں بگیا  
مرغ مرگ اندیش گشتیم از شما  
تمہاری وجہ سے موت کو سوچنے والا پرند بن گئے  
ہر کجا آوازہ مُستکری ست  
جہاں کہیں بُرائی کا شہسہ ہے  
ہر کجا مسخے نکالے ماخذیت  
جہاں کہیں مسخ، عذاب، جائے گرفت ہے  
در غم انگیزی شمارا اشتہاست  
غم بُڑھانے کی تمہاری خواہش ہے

باز جواب گفتن انبیا علیہم السلام ایشاں  
انبیاء کا اُن کو چہر جواب دینا

انبیا گفتند فال زشت و بد  
انبیاء نے کہا اجماع اور بُرا شگون  
گر تو جائے خفتہ باشی باخطر  
اگر تو کسی جگہ خطرے میں سوا ہوا ہو  
مہربانے مَر ترا آگاہ کرد  
کسی مہربان نے تجھے خبردار کر دیا  
تو بگوئی فال بد چوں می زنی  
تو کہتا ہے کہ کیوں بدشگونی کرتا ہے  
از میان فال بد من خود ترا  
میں تجھے بدشگونی سے  
چوں نبی اگر کنندست از نہاں  
نبی کی طرح جو ان پوشیدہ باتوں سے خبردار کرنے

از میان جان تاں دار و مدد  
تمہاری جان سے مدد حاصل کرتا ہے  
از دہا در قصد تو آید ز سر  
اڑدھا حیرے ارادے سے سر پر آبلے  
کہ بچہ زود آرنہ اژدر ہات خود  
کہ بچہ جھاگ، ورنہ تجھے اڑدھے نے کھایا  
فال چہ برجہ بسیں در روشنی  
بدشگونی کیا ہوتی ہے، اُٹھ روشنی میں جو  
میر ہانم می برم سوئے سرا  
بچھا رہا ہوں، گھر کی جانب بے جا رہا ہوں  
کو بدیدانچہ ندید اہل جہاں  
کیونکہ جو کچھ اُسے دیکھ لیا ہے دنیا داروں نے نہیں

۱۵۔ جان ما تمہاری خوشی  
یہ ہے کہ ہم فکروں سے فارغ  
تھے تم نے ہیں غموں اور شقت میں ڈال دیا  
ذوق ہم سب تحقق تھے،  
تمہارے وجود سے ہم میں  
اختلاف ہو گئے۔ طوطی طوطی  
کو شکر کھانی جاتی ہے نقل  
چینا مُستکری بُرائی مسخ۔  
صورت کا بیل جانا۔ نکال۔  
عذاب۔ ماخذ گرفت کی جگہ۔  
اشتہا۔ خواہش۔

۱۶۔ انبیا۔ انبیاء نے کہا یہ  
ساری بُرائیاں جو تم نے بیان  
کیں ان کا سبب ہم نہیں ہیں  
خود تم ہو۔ مگر تو ہم تو نہیں  
اُس عذاب سے ڈراتے ہیں جو  
واقعہ تم پر نازل ہونے والا  
ہے، ہماری مثال تو اُس  
شخص کی سی ہے جو ایسے  
شخص کو بیدار کر دے جس  
پر سناپ حملہ آور ہو رہا ہو۔  
۱۷۔ جو۔ کو تو جانا۔ تو بگوئی۔  
تمہاری مثال یہ ہے کہ وہ  
شخص جس پر سناپ حملہ آور  
ہے، بیدار کرنے والے کو بگائی  
دینے لگے۔ حیرا۔ گھبرائے ہوئی۔  
نبی آنکھوں سے اُس عذاب  
کو دیکھتا ہے جو فکروں پر  
نازل ہو نہ ہوا ہوتا ہے۔



لے گریبے تہاری مثال  
اُس مریض کی سی ہے جس کو  
طبیب شہر چہ کھانے سے  
روکے اور وہ طبیب رکھے  
الزام دھرے جو کچھ کھائے  
وہ تہارے مثال اُس  
شخص کی سی ہے جس کو بخوبی  
بُری گھڑی سے بچانا چاہیے  
اور نہ اُن بخوبی پر الزام رکھ  
پیشہ قصد ارادہ۔

لے صدقہ بخوبی کی بات  
سینکڑوں بار صوفی نکلتی ہے  
لیکن پھر بھی اس احتمال سے  
کوشاید یہ بات صحیح ہو تم  
بخوبی کا کتنا مان جاتے ہو۔  
اِس نجوم۔ لیکن ہماری پیشین  
گوئیوں بالکل صحیح ہوتی ہیں  
اُن کو تم تسلیم کرنے کو تیار  
نہیں ہو بخوبی اور طبیب  
مضی گمان سے بات کہتے  
ہیں ہم تو شاہد کر کے کہہ  
رہے ہیں۔

لے دو۔ انبیاء لے کہا ہم  
تو ظاہر کا دھواں اور اُنکے  
آنکھ سے دیکھ کر بتا رہے ہیں  
لیکن تم ہماری ان باتوں کو  
بدفالی سمجھ رہے ہو۔ اُنکے  
منکروں کا وجود خود فانی ہے  
انجیے تہارے مثال یہ ہے کہ  
غلاب کا اڑھوا تھا بے ڈپے  
ہے ایک شخص بالاخانہ سے  
اُسکو دیکھ کر کہیں آگاہ کر رہا  
لیکن تم یہ کہتے ہو کہ ہمیں سناپ  
کی بات سنا کر غفلت نہ کرو  
مجبور ہو کر وہ بتاؤ اسی کی کیا  
کرا چھا باری بات کو رفت و  
گرفت کرو اور تم غرض رہو۔

جوں نہ جب وہ اُنرا اُنرا پیکر تیری ساری تریشیاں کوئی ہریشیاں۔

گر طیبے گویدت غورہ مخور

اگر تجھے کوئی طیب کہے کچا انگوڑ کھا  
تو بگوئی فال بد چوں میزنی

تو کہے کہ بد شگونی کیوں کرتا ہے  
ورنہ مخم گویدت کامروز ہیچ

اگر کوئی انجومی تجھ سے کہے کہ آج کوئی  
تا نگر دی نادیم و خاسر از اں

تا کہ تو اُس کی وجہ سے شرمندہ اور محروم نہ بنے  
صدرہ از بینی دروغ آخری

اگرچہ تو سوا طرح سے بخوبی کا محو دیکھتا ہے  
اِس نجوم مانثہ سرگز خلاف

ہمارے ان ساروں میں کبھی غفلت نہیں ہوا  
آل طیب و آل مخم از گماں

وہ طیب اور بخوبی گمان آگے ذریعے  
دووی بینیم و آتش زکراں

ہم دیکھتے ہیں کہ دھواں اور آگ ایک کنارے  
تو ہی گوئی خمش کن زین مقال

تو یہ کہتا ہے کہ ان باتوں سے چپ رہ  
لے کہ نصیح ناصحان را نشنوی

لے وہ کہ تو ناموں کی نصیحت نہیں سنتا ہے  
افیعی برنشت تو برمی رود

ایک اڑھوا خیرے پیچھے دوڑ رہا ہے  
گویش خاموش غمگینم مکن

تو اُسکو کہتا ہے چپ رہ، مجھے غمگین نہ کر  
چون ندافعی دہاں برگزنت

جب اڑھوا تیری گردن پر منہ مارے گا  
جب اڑھوا تیری گردن پر منہ مارے گا

کہ چنیں رنجے برآر دزد و دسر

کہ فلاں مرض جلد سسر اُجھار لگا  
پس تو ناصح را مومم میبکنی

تو تو ایک ناصح کو گتہ گار تھہ سارا ہے  
اچناں کارے مکن اندر لیج

وہ کام ارادہ سے نہ کرنا  
زانکہ نیکونیت روز امر ز اں

کیونکہ آج اچھا دن نہیں ہے  
یکدوبارہ راست آیدی خری

ایک دوبارے ہو جائے تو تو مان لیتا ہے  
صحتش چوں ماند از تو در غلا

اُن کی صحت تجھ سے کیسے پوشیدہ ہے؟  
می کنند آگاہ و ما خود از عیاں

خبر دیتے ہیں اور ہم شاہدے سے  
حملہ می آرد بسوئے منکراں

منکروں پر حملہ آور ہے  
کزبان ماست قال شوم فال

کیونکہ بد شگونی کی بات میں ہمارا نقصان ہے  
فال بد یا نست ہر جامی وی

تو جہاں جائے بد شگونی تیرے ساتھ ہے  
اوز بائے بندش آگہ کند

وہ اُسکو بالاخانہ سے دیکھ رہا ہو خبردار کہتا ہے  
گوید او خوش باش خود رفت ایں

وہ کہتا ہے خوش رہ، بات ختم ہوتی  
تلخ گردد جملہ شادی گردنت

تیری سب خوشیاں سنا تا تلخ ہو جائیں گی  
تیری سب خوشیاں سنا تا تلخ ہو جائیں گی



پس بدو کوئی ہمیں بود آفلاں  
پھر تو ایں سے کہے گا اے فلاں ہٹیک تھا  
یا زبالایم تو سنگے می زدی  
یا اوپر سے زویر سے پتھر مارتا  
او بگوید زان کہ می آزدوہ  
وہ کہے گا، کیونکہ تو رنجیدہ ہوتا تھا  
گفت من کردم جو انردی پسند  
اُس نے کہا میں نے شرافت بڑی اور نصیب لگی  
از لیبی حق آن کشناختی  
تو نے کیسے ہیں سے اُس کی قدر نہ کی  
این بود خوئے لیماں دنی  
اِس بُود خوئے لیماں دنی  
کیسے لیبیوں کی۔ یہی عادت ہوتی ہے  
نفس رازیں صبری کن منجیش  
نفس کو صبر کے ذریعہ کمزور بنا  
باکے گری گری احسان سزد  
اگر تو شریف کے ساتھ احسان کرے تو نامدب  
بالیمے چوں گئی تہر و جفا  
تکینہ پر جب تو ظلم اور تہر کرے گا  
کافراں کارند در نعمت جفا  
کافرت کی حالت میں جفا کاری کرتے ہیں  
کہ لیماں در جفا صافی شوند  
کیونکہ کہنے ظلم میں مخلص بنتے ہیں

چوں نہ بدیدی گریباں رنغاں  
تو نے نالہ و فریاد سے گریباں چاک کیوں کیا تھا  
تا مرا آں جد نمودے ایں بدی  
تا کہ وہ کوشش نہ برائی مجھے دکھا دیتی  
تو بگوئی نیک شادم کردہ  
تو کہے گا، تو نے (اب کیا) مجھے خوش کر دیا ہے  
تا رہا تم مر ترا زیں خشک بند  
تا کہ میں تجھے سخت قید سے رہائی دوں  
مایہ ایذا و طغیاں ساحتی  
اُس کو ایذا اور سرکشی کا سرمایہ بنایا  
بد کنند با تو چونیک کوئی گشتی  
جب تو کسی کرتے وہ تجھ سے بدی کرتے ہیں  
کہ لیم ست و نسا ز نیکویش  
کیونکہ وہ لکھتے ہیں بھلائی اُسکے ساتھ ساز نہیں  
ہر یکے را و عوض ہفصد و ہر  
وہ ہر ایک کا سات سو گنا بدل دے گا  
بندہ کرد و ترا بس با وفا  
(وہ) تیرا با وفا غلام بن جائے گا  
باز در دوزخ ندا شاں رتبنا  
پھر دوزخ میں لے کر پکارے ہمارے رب ہوتی ہو  
چوں وفا بینند خود جانی شوند  
جب وفادار دیکھتے ہیں جفا کرتے ہیں

حکمت در آفریدن دوزخ دراں جہاں وزنداں ہیں  
دوزخ کو اُس عالم میں اور قید خانہ کو اِس عالم میں پیدا کرنے کی حکمت۔ تا کہ  
عالم تا معبد مستکراں گردد کہ انتیا طوعاً او کرہاً  
وہ کافروں کا عبادت خانہ بنے کیونکہ انتیا طوعاً او کرہاً ہے

لے پس بدو کوئی ہمیں بود آفلاں  
سے کہے گا کہ تو میرے غم میں پکڑ  
پھاڑ کر مجھے آگاہ کرتا زیربان  
لیتا یا اوپر سے میرے پتھر مارتا  
تو میں آگاہ ہو جانا جو بخوبی  
وہ جواب میں کہہ دیا کہ تو میری  
بات سے آزدوہ ہوتا تھا وہ  
کہہ دیا کہ میں اب کو نسا خوش  
ہوں۔ گفت۔ وہ آگاہی دینے  
والا کہہ دیا کہ میں نے تو شرافت  
کام لیا تھا مجھے مصیبت سے بچانے  
کیلئے نصیب کی تھی اور نصیب  
لیکن تو نے کیسے ہیں بڑا نصیب  
کی قدر نہ کی بلکہ اُس نصیب کو  
ایذا دیا اور سرکشی کا سرمایہ بنایا  
لے ایں بود کینوں کا یہی  
طریقہ ہے کہ تم اُسے بھولی کر  
تو اُسکے بدلے میں تم سرورانی  
کر کے نفس۔ انسان کا نفس  
ایسا ہی کہتے ہیں کہ اُسکے ساتھ  
بھلائی کرنا اور اُسکو مضبوط بنانا  
مناسب نہیں ہے اُسکو شوق  
اور مجاہدیت سے کمزور بنانا۔

لے باکے کسی خریف سے  
شراف بر تو ہے تو وہ سرورانی  
شراف بر تو ہے۔ ہاتھی کین  
پر جرحہ جھارو گئے تو پھر وہ اٹھا  
کر دیا کافراں کا زلیخا ہی  
کہتے ہیں کہ دنیا میں انکو اندر  
کی نعمتیں ملیں تو کفر بڑھا  
دوزخ کے طلب میں خدا کو  
انہیں گے اور پکائی گے۔

کہ لیبی۔ کہنے عالم کے ساتھ  
ٹھیک چلتے ہیں خریف پر ظلم  
کرتے ہیں۔ انتیا۔ اظہار  
نے زمین اور آسمان کو حکم دیا  
کہ تم دوزخ دوزخ خوشی سے خوا  
جہرے تو دوزخ لے کہا ہم خوشی

حکمت در آفریدن دوزخ دراں جہاں وزنداں ہیں  
دوزخ کو اُس عالم میں اور قید خانہ کو اِس عالم میں پیدا کرنے کی حکمت۔ تا کہ  
عالم تا معبد مستکراں گردد کہ انتیا طوعاً او کرہاً  
وہ کافروں کا عبادت خانہ بنے کیونکہ انتیا طوعاً او کرہاً ہے







ساخت موسیٰ قدس در باب صغیر

حضرت موسیٰ نے بیت المقدس میں چھوڑا دروازہ

زاں کہ جباراں بدند و سرفراز

کیونکہ وہ جہت راہ اور شکست کرتے

تا فرد آرند سر قوم زحیر

تا کہ سرکش قوم سر ٹھکائے

دوزخ آں باب صغیر است نیاز

دوزخ وہی چھوڑا دروازہ اور نیازاں تک کی چٹائی

بیان آنکہ حق تعالیٰ صورت ملوک را سبب مستخر کردن

اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے بادشاہوں کی صورت اُن حکمرانوں کو تابع بنانے کے

جباراں کہ مستخر حق نباشند ساختہ چنانکہ موسیٰ علیہ السلام

نے بنائی ہے جو کہ اللہ کے تابع نہیں ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

باب صغیر ساخت بر روض قدس جہت کو ع جباراں

نے بیت المقدس کے احاطے میں چھوڑا دروازہ بنایا تاکہ بنی اسرائیل کے حکمرانوں کے

بنی اسرائیل قوت را مدن کہ ادخلوا الباب سجداً وقولوا حطّہ

وقت تکلیف کیونکہ سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور حطّہ کہو (کا حکم تھا)

از شہاں باب صغیرے ساہاں

بادشاہوں کا چھوڑا دروازہ بنایا

چونکہ سجدہ کبریٰ را دشمنند

کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کے مخالف ہیں

نام آں محراب میر و پہلوں

اس محراب کا نام حاکم اور پہلوان ہے

نیشکر یا کماں شماغالی نے اید

پاک لوگ گنتا ہیں، تم کو صرف زک ہو

شیر را عارست کورا بگروند

شیروں کی توہین ہے کہ وہ اُس کے گرد بیٹھیں

موش کہ بود تاز شیراں ترسد او

چرا کہس قابل ہے کہ وہ شیروں سے ڈرے

آیناں کہ حق ز لحم و استخوان

اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے گوشت اور ہڈیوں سے

اہل دنیا سجدہ ایشاں کنند

دنیا دار اُن کو سجدہ کرتے ہیں

ساخت سرگین دہی محراباں

اُن کے لئے گور بنانے کو عسراب بنایا

لا لاق ایں حضرت پاکی نہ اید

تم پاک دربار کے لائق نہیں ہو

آں سنگاں ایں خالص شوند

یہ کہنے اُن کتوں کے تالہ دار ہوتے ہیں

گر یہ باشد شمنہ ہر موش خو

ہر موش خصلت کا کو قوال بنی ہوتی ہے

آں سنگاں یعنی دنیا دار بادشاہ۔ ایں عسراں یعنی شکرین شہیر یعنی جناب باری تعالیٰ کی گزرتی۔

چرا کہی سے ڈرتا ہے شہیر جو کہ اُس سے بدرجہا افضل ہے اُس سے نہیں ڈرتا۔

بیت المقدس میں ایک کھڑکی

بنائی تھی تاکہ حکمران اُن میں

ٹھک کر داخل ہوں اور اُن

کی سجدہ کی سی حالت میں بیٹھیں

دوزخ کو ایک چھوٹی کھڑکی

سجھ کر اُن میں داخل ہو کر یہ

ٹھک کر عمارت گزار بنائیں گے۔

۲ بیان جس طرح حضرت

موسیٰ نے کھڑکی بنائی تھی اسی

طرح اللہ تعالیٰ نے اُن حکمرانوں

کے لئے ظالم بادشاہوں کا

وجود اور دوزخ بنائی ہے۔ یہ

ظالموں کو سجدہ کرتے ہیں اور

دوزخ میں خدا کو یاد کرینگے۔

۳ بعض حکامات کا ماحول بکریوں

کا ہالہ۔ اُدخلوا الباب سجداً

میں ہے۔ اُدخلوا الباب

سجداً اُدخلوا حطّہ

یعنی بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ

اس کھڑکی میں سجدہ کی حالت

میں داخل ہو اور دعا کرو کہ

اللہ تعالیٰ تمہارا مداف کرتے۔

۴ شہاں۔ یہ حکمران بادشاہوں کو

سجدہ کرتے ہیں مساحت۔

۵ اُن کی محراب اور عسراں

گورخانہ ہے اسی کو دوسرے

فقہوں میں بادشاہ اور پہلوان

کہا جاتا ہے یہ لشکر اُن کے

سامنے بھٹکتے ہیں۔

۶ لائق۔ اُن کے سجدے

اللہ تعالیٰ کے لائق نہ تھے

کیونکہ اُن کو جناب باری سے

کوئی مناسبت نہیں یہ بعتر

انسان ہیں لیکن انسانیت

سے خالی ہیں نیکیوں کی

اور اُن کی مثال وہی جو

جھگٹے اور زکریٰ کی ہے۔



لے خوف بنگر ہی بھی اٹھ  
کے گتوں سے ڈرتے ہیں او  
انکی اطاعت کرتے ہیں بقی  
الامنی میر غلام ہے مہربا  
بالا اور برتر خدا کو ماننا ضروریوں  
کا کام ہے ان بنگرین کے  
لائی ادنی سبب ہے ہذا  
مکو ہی بوجہ ہیں رب ادنی  
مصولی درجہ کا خدا ترش خیر  
سے نہ بچے کا کام نہیں  
بلکہ سرن جیسے شریف اور  
پاکیزہ اور کام ہے بیک  
یسی جیسی درجہ دیے فرشتے  
ہند ان بنگرین کی خدا کی  
لائق ہیں ظاہر و باہر ہیں  
سے جس کو مولانا فرماتے  
ہیں کہ اب بنگرین کے مشعل  
کو زیادہ بات نہ کرو ورنہ وہ  
ناراض ہوئے اور دل میں  
سبھیں گے کہ ہم بھی بنگرین  
جیسی تو ہمارا اس قدر ذکر کیا  
جا رہا ہے لیکن نفس نہیں  
زیر سبب جو لوگ محنت  
اور مشقت کی زندگی گزارتے  
ہیں عشا شاکر ہوتے ہیں اور  
مالدار سرکش ہوتے ہیں بنگر  
بیک اور سردار  
سے شکر بنگر اور بنگر  
گناہی کا سبب ہے نقد  
مولانا نے پہلے سمجھا تھا کہ فقر  
اور بنگر سے شکر کی کیفیت  
پیدا ہوتی ہے اس کی ناید  
میں یہ نقد نقل کرتے ہیں۔  
سچ گوئی۔ سفرہ دسترخوان  
چرخ زون۔ گونا۔

خوف ایشان ز کلاب حق بود

ای کو اللہ تعالیٰ کے گتوں سے خوف ہوتا ہو

ربی الاعلیٰ ست در آں مہاں

سرداروں کا وظیفہ ربی الاعلیٰ ہے

موش کے ترس در شیران مصفا

جنگ کے خیروں سے جو اکسیر تر ہے

رؤیہ پیش کا سیر لے دیکس

لے دیک جاننے والے پیار جاننے والے کے ہاں

دیگ لسی کا سیر لیسے را بخو

تو دیک جاننے والا ہے کسی پر لپٹانے والا بیکو

بیک کن ار شمر حے بگویم دور دست

ختم کر اگر میں بھی تفصیل کروں گا

حاصل ایں آمد کہ بدکن اکرم

خلاصہ یہ نکلا کہ اسے شریف! بُرائی کر

بالیم نفس چوں احساں کند

جب تو اپنے نفس کے ساتھ احسان کریگا

زیں سبب بدکا بل محنت کرند

بھی سبب ہوا کہ محنتی شکر گزار ہیں

ہست طاعی بنگر زریں قبا

سہ سردار زریں قبا والا سرکش ہے

شکر کے روید ز املاک و نعم

نعتوں اور ملکیتوں سے شکر کہاں کی ہے

خوف شاں کے ز آفتاب حق بود

آفتاب حق سے انھیں ڈر کہاں ہوتا ہے

رب ادنی در خور ایں بلہاں

رب ادنی ان بیوقوفوں کے لائق ہے

بلکہ اں آہو لگان مشک نہا

بلکہ وہ آہو قدم مشک کی ناف پائے (ڈرتے ہیں)

نش خداوند ولی نعمت لیس

تو اس کو آقا، اور ولی نعمت بنگر

نش خداوند ولی نعمت بگو

تو اس کو آقا، اور ولی نعمت کہ

خشم گیر و میر و ہم داند کہ ہست

حاکم غصہ کرے گا اور سمجھ کر وہ کہہ کر ہے

بالیم تانہ نہ گردن لیم

کینوں کے ساتھ تانہ نہ کینہ اطاعت کرے

چوں لیماں نفس بدکھراں کند

تو وہ بد نفس کینوں کی طرح کھراں کرے گا

اہل نعمت طاعی اند و مار کند

مالدار سرکش، اور مکار ہیں

ہست شاکر خستہ و صاحب عبا

خستہ (عال) اور گدزی والا شکر گزار ہے

مشکرمی روید ز بلوا و سقم

شکر بنگر اور بیماری سے آگتا ہے

قصہ عشق صوفی بر سفرہ تہی از خورش

کہانے سے کمالی دسترخوان پر ایک صوفی کے عشق کا قصہ

چرخ می زد جاہرامی دید

دنس کرتا تھا اور کپڑے پھاڑتا تھا

صوفی بر شیخ رونے سفرہ دید

ایک صوفی نے ایک دن کوئی پر دسترخوان







لے پیش قیامی ہشید کے  
احوال ہر شخص کے احاطہ  
جہاں گاہیں جس شخص کے  
مناسب جو حال ہے وہ  
اسی کو سمجھ سکتا ہے۔ لیکن  
فرعون اس کا آدمی نہیں۔  
اسراہیل جہاں رہا  
نیل حضرت موسیٰ اور ان  
کی قوم کے لئے راستہ بنا دیا  
اور اس کا کھڑکھڑی میں  
نوب گیا۔ آدرا آدمی سے  
قوم مادر بارہوئی حضرت ہود  
اور انکی قوم کے لئے فتح کا  
سبب بنی۔

لے گلستاں آگ حضرت  
ابراہیم کے لئے چھوڑ دی۔  
نزدک کے لئے باعث بہت  
بنی۔ سمندر ایک بڑی چوڑی  
جواگ میں پرورش پاتا جو  
نقد۔ دودھ مافقہ کی  
غنا ہے کہنے ملایں اس طرح  
کھا جاتے ہیں جس سے انکو  
پیشی ہو جاتی ہے۔

لے خصوص میں حضرت یوسف  
سے یہ بتانا مقصود ہے  
کہ چیزوں کے احوال مختلف  
ہے خاص کے اعتبار سے  
تختلف ہیں حضرت یوسف  
کا جبر و حضرت یعقوب کے  
لئے کچھ تاثیر رکھتا تھا اور میں  
کے لئے انکی تاثیر دوسری تھی۔  
آج جو خبریاں حضرت یوسف  
میں تھیں وہ حضرت یعقوب  
کو نظر آئیں جانی نزدیک کے  
اس حضرت یعقوب یوسف  
کے غم میں اپنے آپ کو ملاک  
کے درجے تھے آنکھیں جانی انکو

نور میں انکو لے کر لے کر لے کر

یابد از بونے آں پری بونے کراش  
پری انکی خوشبو سے اس وقت مائل کر کے ہو گا انکو  
پیش قیامی خوں بود آں ب نیل  
قیامی کے لئے نیل کا پانی خون ہے  
جاوہ باشد بحر زاسر نیلیاں  
دریا اسرائیلیوں کے لئے راستہ ہوتا ہے  
باد بدبر عادیان گرز و تبر  
ہوا، قوم ماد پر گرز اور کھسارا تھی  
گلستاں باشد برابر اہم نل  
آگ حضرت ابراہیم پر چمن ہوتی ہے  
برسمندر باشد آتش خاندان  
سمندر پر آگ خاندان ہوتی ہے  
نزد عاشق درد و غم حلوا بود  
ماشوق کے لئے درد اور غم حلوا ہوتا ہے

تو نیابی آں صد من لوت خوش  
تو منوں اپنی خوراک سے نہیں پاسکتا ہے  
آب باشد پیش سبطی جمیل  
اچھے سبطی کے لئے پانی ہے  
غرق باشد ز فرعون عواں  
ظالم فرعون کے لئے ڈبے کی جگہ ہوتا ہے  
لیک بدبر ہود و تبر قوش ظفر  
لیکن حضرت ہود اور انکی قوم کیلئے فتح تھی  
لیک برغرد باشد ز ہر مار  
لیکن نرود پر سانپ کا زہر ہوتی ہے  
لیک باشد بردگر مرغالیاں  
لیکن دوسرے پرندوں کیلئے تباہی ہوتی ہے  
لیک حلوا بر خساں بلوا بود  
لیکن کینوں کے لئے طرا سببیت ہوتا ہے

مخصوص بود یعقوب علیہ السلام پیشین جاہ حق

حضرت یوسف کے چہرے سے سر خدا کی پیالہ چہرے اور حضرت  
تعالیٰ از روفے یوسف و کشیدن بونے حق تعالیٰ از بونے  
یوسف کی خوشبو سے اللہ تعالیٰ کی خوشبو حاصل کرنے میں حضرت یعقوب کی  
یوسف و حرمان برادران و غیر ہم از میں ہر دو صفت  
خصوصیت اور بھائیوں و رفیقوں کا ان دونوں خوبیوں سے محروم رہنا

واچہ آواز بونے اواندر کشید  
اور جو کچھ انھوں نے انکی خوشبو سے حاصل نہیں کیا  
خاص اوبد اوباخواں کے رسید  
وہ انکی خصوصیت تھی، بھائیوں کو کھیل لیا  
وان یکیں از بہر او چہ می کند  
وہ کینہ دہی سے اُنکے لئے کڑواں کھود رہے ہیں

انچہ یعقوب از رخ یوسف کشید  
حضرت یعقوب نے جو کچھ حضرت یوسف کے رخ سے چھوا  
واچہ درفے بود اندر فے بدید  
اور جو کچھ ان (یوسف) کے اندر تھا انھوں نے دیکھا  
اس ز عشقش خوش دچہ می کند  
یہ ان کے عشق سے اپنے آپکو کونیں میں گر رہے ہیں



سفرہ اویشیں ایں زناں تہی

اُن (یوسف) کا دسترخوان اُن کے لئے روٹی بن گیا ہر  
روئے ناشستہ نہ بیند ز دور

بن دلاشتہ، خور کا منہ نہیں دھکتا ہے  
عشق باشد لوت یوت جانہا  
عشق جانوں کے لئے قسم قسم کا کھانا ہے  
مجمع یوسف بود مر یعقوب را

(حضرت یعقوب کو حضرت یوسف کی ہجر کی  
آنکہ بستہ پیر بن رامی شتاف  
میں نے پیر بن رامی کی تھانہ دوڑ رہا تھا  
وانکہ صد فرنگ زان سو نو داو  
وہ جراثیم جانب سے سینکڑوں فرسنگ تھا

لے بسا عالم ز دانش بے نصیب  
بہت سے عالم ہیں جو بسو سے محروم ہیں  
مستیع از فے می یابد مشام  
مٹنے والا، اُس کی خوشبو حاصل کر لیتا ہے

زانکہ پیرا بن بدش عاری امت  
کیونکہ اُس کے پاس لباس ماضی ہے  
جاریہ پیش نخاسی سرسریست  
غلام فروش کے لئے وہ لوڈی تھوڑی پر گتے ہیں

قسمت حق ست رزی خوانے  
اگر اقبال کی تقسیم ہے نہ کر دہی چاہئے تاک  
یک خیالے نیک باغ آں شد  
ایک اچھا خیال اُس کیلئے گلزار بن گیا

پیش یعقوب پر کو شستہ است

(حضرت یعقوب کیلئے بڑا ہوا ہے کہ نہ وہ خواہند ہیں  
لاصلوہ گفت الایا حضور

آنحضرت نے فرمایا کہ ناز بفر حضور قلب، کم نہیں ہے  
جوع ازیں رویت فوت جانہا  
اسی لئے بھوک، جانوں کی غذا ہے  
بوئے ناش می رسید از دور جا

اُن کو اُن کی مدد کی خوشبو وہ سے پہنچ رہی تھی  
بوئے پیرا بن یوسف می نیت  
(حضرت یوسف کے لباس کی خوشبو میں نہیں تھا  
چونکہ بد یعقوب می بوئید بو  
چونکہ وہ حضرت یعقوب سے خوشبو نہ لے رہے تھے

حافظ علم ستاں کس نے عجیب  
وہ عالم علم کا عجیب ان ہے نہ کہ محبوب  
گرچہ باشد مشمع از جنس عام  
خواہ شمعے والا عوام میں سے ہو

چوں بدست آں نخاسی جاریا  
جیسے کہ غلام فروش کے ہاتھ میں لوڈی ہوتی ہے  
در کف آواز برائے شستہ است  
اُس کے قبضہ میں خریدار کے لئے ہے

ہر یکے را سوئے دیگر راہ نے  
کسی کے لئے دوسرے کی جانب راستہ نہیں ہے  
یک خیالے زشت راہ ایں زدہ  
ایک بُرا خیال اُس کے لئے راہزن بن گیا

ایک ماضی چیز ہے اُنکی مثال اُس غلام فروش کی جسے ایک لوڈی ہو وہ اُس سے  
بلے ہو رہتا ہے خریدار اُس سے ناکہ اٹھا کہے نکلتا ہے۔ بڑے فروش قسمت حق پر تمام تقسیم اٹھ کر جاتے  
ہے جس کا جو حق ہے وہ اُنکو ملتا ہے طالب کا اُس کوئی ذل نہیں ہے۔ ایک خیال ایک شخص کے نصیب میں

اے سفرہ او حضرت یوسفؑ  
کے چہرے کا دسترخوان حضرت  
یعقوبؑ کے لئے اُنوار رہا  
سے بڑے تجا بھائیوں کے لئے  
خالی تھا۔ جوتے نام نہشت  
جن لوگوں کے دل نہایت  
سے سر میں اُن کو اُنوار نظر  
نہیں آتے ہیں اُسی لئے  
گلکار کو خدا کا دیوار نہ ہو گا ناز  
میں کیفیت اُس شخص کو شستہ  
اُنکی گل جو قلب کو مصطفیٰ  
کو کے حضور قلب کے ساتھ  
ناز پہنچے گا جانتا ہا عشقوں  
کی جانوں کیلئے عشق نواز ہے  
مجمع و شمع ہر بقول ہے مجمع  
طحاۃ القلوب یقین ہر ک  
عند یقین کی غذا ہے۔

لے مجمع حضرت یعقوبؑ  
میں حضرت یوسفؑ کی طلب  
صادق بھی اسی لئے انہیں  
دور سے اُنکی خوشبو محسوس ہو  
گئی۔ اگر بستہ ہا شخص جو  
حضرت یوسفؑ کی قیسمت حضرت  
یعقوبؑ کے پاس لگا کر ان  
طلب صادق سے خالی تھا  
اُنکو اُس قیسمت میں کوئی خوشبو  
معلوم نہ ہوتی۔ تاکہ حضرت  
یعقوبؑ قیسمت سے سینکڑوں  
میل کے فاصلہ پر تھے اُن کو  
اُس کی خوشبو محسوس ہو گئی۔  
اُن کے بسا جو طالبِ علم ہیں  
اُنکی مثال حضرت یوسفؑ کی  
قیسمت اُن کے لئے کی گئی ہے۔  
لے مستحکم۔ طالبِ علم  
کے وعظ اور علم سے وہ پہلے  
جن میں طلب صادق ہوتی ہو  
ناقص اٹھا لیتے ہیں۔ پھر ان  
بے عمل عالم کے پاس مسلم

وہ خیالات ہوتے ہیں کہ اُن کی قیسمت راستہ ہوتی ہے اور دوسرے کے رشتہ اہل بیت ہوں گے اور اُن کی قیسمت



لہے آن خیالے نیک خیال کے  
خیر میں انسان کو راحت ہے  
آرام حاصل ہوتا ہے بخیال  
عالم کی تباہی کا جنب بخت  
آں خطائے بیخیاوت کی تقسیم  
اور عطا اللہ تعالیٰ کی جانب  
سے ہے لیکن کہ دائرہ انسان  
یہ نہیں سمجھ سکا کہ کون سے خیالات  
آرام دہ ہیں اور کون سے بخت  
تباہ کن ہیں۔ دیکھ باں انسان  
کو بہتہ نہیں چلا کہ اس کے  
دل میں خیالات کس کس راہ سے  
آتے ہیں نہ کن گردش۔

یہ خیر مگر انسان اپنے لئے  
اپنے خیر خیالات کو خیر کی  
مدد سے پہچان سکتا ہے کہ کون  
یہ خیالات اللہ تعالیٰ کے نشانے  
ہوئے ہیں انسان کے ساتھ  
غیر ہیں مطلقاً۔ یعنی  
خیالات کے آنے کی راہ۔  
کے خیر خیالات کے کہل کی  
راہ عدم میں ہے اور جاسوس  
مقتدہ بوجود ہے تو عدم تک  
انکی صفائی ناممکن ہے تو کھلا  
گھات کی جگہ راکھ ان  
غیالات کی راہ اگر معلوم  
کرنی ہے تو اللہ کے فضل  
کا دامن اللہ کے احکام ہیں  
انہی سے وابستہ ہو جا۔

اللہ آج کیجے۔ اب اللہ کی  
تفسیر کا پھر ذکر شروع کیا  
ہے نیک بخت اور بد بخت  
کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص  
تو باغ اور چڑی سے لطف  
اندوز ہے اسکے پاس ہی ایک  
شخص گرمی اور پیاس کی  
تکلیف برداشت کر رہا ہے  
اوجہ تکلیف آٹھانیوالا

اگلے خیالے از اثر باغے شدہ

وہ خیال نتجہ کے امتبار سے باغ ہو گیا  
آں خدائے کز خیالے باغ ست

وہ خدا (قائے) جس نے ایک خیال سے باغ بنایا  
پس کہ داند راہ گلشنہائے او

اُس کے باغوں کا راستہ کون جانتا ہے؟  
دیدہ بان دل نہ بیند در مجال

دل کا محافظ تک وہ میں نہیں دیکھتا ہر  
جز مگر آں دل کہ دارد عون حق

سوائے اُس دل کے جس کو اللہ (قائے) کی مدد ملے  
گر بیدیدے مطلعش راز احتیال

اگر تدبیر سے اس کے آنے کی جگہ کو دیکھ سکتا  
کے رسد جاسوس را انجا قدم

جاسوس کا وہاں قدم کب پہنچتا ہے  
دامن فضلش بلف کن کو ردار

اندروں کی طرح انکی رحمت کے دامن کو کھلے  
دامن او امر و فرمان ولست

حکم اور فرمان اس کا دامن ہے  
آں یکے در مرغزار و جواب

ایک چمنستان اور پانی کی نہر میں ہے  
اوجہ بماندہ کہ ذوق اوز حصیت

وہ تعجب میں ہے کہ اس کا لطف کس چیز پر ہے  
ہیں چراغی کہ اینجا چشم بہت

خبردار: تو کیوں خشک ہے یہاں چشمے ہیں  
راحت آٹھانے والے پر تعجب ہے اور راحت آٹھانے والا تکلیف آٹھانے والے پر۔

راحت آٹھانے والا تکلیف آٹھانے والے سے کہتا ہے کہ تو بھی ادھر آ جا کیوں تکلیف آٹھاتا ہے وہ کہتا ہے  
کہ میں ادھر نہیں آ سکتا ہوں یہی مومن اور کافر کا حال ہے۔

وہ خیالے عالمے بر ہم زوہ

اس خیال نے جہان کو دہلا کر دیا  
وہ خیالے دوزخ و جائے گدشت

اور ایک خیال سے دوزخ اور جہنم کی جگہ بنائی  
پس کہ داند جائے گلشنہائے او

اُس کی بھٹیوں کا راستہ کون جانتا ہے؟  
کز گدائیں رکن جاں دید خیال

کہ جان کے کونے گوشے سے یہ خیال آتا ہے  
کون اور انیت کردہ کون حق

اللہ (قائے) کے جوہ نے ایک جگہ کو نکر دیا  
بند کر دے راہ ہر ناخوش خیال

تو ہر بے خیال کا راستہ بند کر دیا  
کہ بود مرصاد و در بند عدم

جو عدم میں محفوظ اور گھات کی جگہ ہو  
قبض عمی ایں بودے شہر یار

اے شاہ! انہی کا پکڑنا یہ ہوتا ہے  
نیکبختی کہ تقی جان ولست

وہ نیک بخت ہے جس کی جان تقی ہے  
واں یکے پہلوئے او اندر غذا

اور ایک اُس کے پہلو میں مضرب میں ہے  
واں عجب ماندہ کہ ایں رخصتیت

اور تعجب میں ہے کہ یہ کس چنندے میں ہے  
ہیں حیراز دی کہ اینجا صمد و ست

خبردار تو کیوں پیلا ہے یہاں سینکڑوں ایں ہیں  
راحت آٹھانے والے پر تعجب ہے اور راحت آٹھانے والا تکلیف آٹھانے والے پر۔

راحت آٹھانے والا تکلیف آٹھانے والے سے کہتا ہے کہ تو بھی ادھر آ جا کیوں تکلیف آٹھاتا ہے وہ کہتا ہے  
کہ میں ادھر نہیں آ سکتا ہوں یہی مومن اور کافر کا حال ہے۔



ہمنشینا ہیں لبیب اندر چمن  
اے ساتھی! خیمہ دار چمن میں آج  
میں بیاجاناں کی پائت بستریت  
خبردار لے دوست! آج کیونکہ تیرے ہاں بندھے  
ایک مثل آمد دریں معنی بکفت  
اس مسئلہ میں ایک کہانت بھی گئی ہے  
اندر اس معنی بلویم قصہ  
اس مسئلہ میں ایک قصہ سناتا ہوں

گو میلے جاں من نیارم آمدن  
وہ کہتا اے دوست! میں نہیں آسکتا  
گویش نے نے تیناخم تو بایست  
وہ اس سے کہتا ہے نہیں نہیں بھولیں سکت نہیں تو  
بوکر یابی زیں بیاں ستر ہفت  
شاید کہ تو اس بیان سے چپے ہوئے راز کو محسوس  
گوش بکشتا تابرری زال حصہ  
کان کہوں نے تاک تو اُس میں سے حصہ پالے

حکایت غلام امیر کراٹس عظیم داشت در مناجات نماز با حق  
ایک عالم کے اُس غلام کا قصہ جو کہ اکثر قصائے

در زمانے بُود امیرے از کرام  
ایک زمانہ میں بڑے لوگوں میں سے ایک عالم تھا  
میرشد محتاج کراما بہ سحر  
میں کو عالم کو محتاج کی ضرورت ہوئی  
طاس ایزار و گل از اتوں بگیری  
گلشلا اور تہ بند اور طاس ایزار اتوں سے لے لے  
سُنقر آں دم طاس ایزار نکو  
سُنقر نے نوراً گلشلا اور اچھا تہ بند  
مسجدے بر رہ بدو بانگ صلا  
راستہ میں مسجد تھی اور بلاوے کی آواز  
بُود سُنقر سخت موع در نماز  
سُنقر نماز کا بہت فریقت تھا  
تو بریں دکاں زملے صبر کن  
آپ اس مکان پر تھوڑی دیر ٹھہریں  
رفت سُنقر میر در دکاں شست  
سُنقر چلا گیا، آتا مکان پر بیٹھ گیا

بُود سُنقر نام اور ایک غلام  
اُس کا ایک غلام سُنقر نام کا تھا  
بانگ زد سُنقر ہلا بردار سر  
اُس نے پکارا، سُنقر! جبکہ دار آٹھ جا  
تا بکرا بہ رویم از نا گنیزیر  
تاکہ ضرورت کی وجہ سے ہم مقام میں جائیں  
بر گرفت و رفت باؤ و بدو  
لے لیا، اور اُس کے ساتھ ساتھ چلا  
آمد اندر گوش سُنقر بر ملا  
صاف طور پر سُنقر کے کان میں آئی  
گفت اے میر من اے بند نواز  
بوللا اے میرے آت! اے بندہ پرور  
تا اگر ارم فرض و خواہم لم یکن  
تاکہ میں نماز ادا کروں اور لم یکن پڑھ لوں  
منتظر از بادہ پندار مست  
سُنقر ہو کر غور کی شراب سے مست

لے ہیں بیا۔ تیرے پاؤں  
میں بیڑی نہیں ہے چلا آ  
یہ اُس سے کہتا ہے کہ تو  
میں اور مرد جاٹھ مارا، تو نے  
دونوں اپنی اپنی جگہ قائم  
ہیں نہ یہ اُس کا کہنا انا جا  
نہ وہ اس کا، ہر ایک تقسیم  
خداوندی کے مطابق اپنا اپنا  
حصہ حاصل کر رہا ہے۔ قصہ  
اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ  
آقا مسجد میں نہیں پہنچے۔  
رہا تھا اور غلام باہر نہیں نکل  
..... رہا تھا ہی حال میں  
اور کا فر ہے۔

لے سُنقر۔ اُس امیر کے  
غلام کا نام سُنقر تھا۔ محتاج  
یعنی اُس کو نہانے کی حاجت  
ہو گئی۔ بردار سر یعنی بستر  
سے اُٹھ جا۔ طاس یعنی غسل  
ایزار۔ ازار، تہ بند۔ گل۔  
یعنی گشتاں یعنی جس کو ٹکڑے  
نہایا جاتا تھا۔ اتوں، زیر  
شرخ، اُس امیر کی ٹوٹری  
کا نام تھا۔

لے دقہر۔ دواں دواں۔  
بانگ ملا۔ دعوت کی آواز  
یعنی اذان، موع۔ فریقت  
لم یکن۔ یعنی سورۃ البینہ  
بادہ پندار۔ یعنی وہ اپنے  
غور میں مست تھا۔



لے زندہ جاں بری منقر  
وَرَد ہا۔ یعنی وہ اوراد و طاعت  
جو نماز کے بعد پڑھے جاتے  
ہیں چشم کاشت منظر رہا۔  
درگوشی منی یعنی میں تیری  
آواز سن رہا ہوں۔ تیتبہ  
ٹال مثل۔ انتظار۔  
لے پانچش یعنی منقر ہرگز  
حاکم سے یہ کہتا تھا کہ وہ  
مجھے نہیں چھوڑتا۔ گفت  
حاکم نے کہا مسجد میں تو  
کوئی شخص نہیں رہا اب  
باہر آگئے مجھے کون روک  
رہا ہے۔ گفت آنکہ منقر  
نے جواب دیا جو ذات تھے  
اندر آئے سے روک رہی  
ہے وہی مجھے باہر نکلنے سے  
روک رہی ہے۔ رہی غلام۔  
لے مایاں۔ ایک ہی جہت  
ہے جو پھیلیوں کو باہر نکلنے  
سے روکتا ہے اور نکلنے کے  
جانوروں کو اندر آنے سے  
روکتا ہے۔ اصل۔ ہر چیز  
اپنی جنس کو کھینچتی ہے غیر  
جنس کو دفع کرتی ہے دریا  
اور پھلی ایک جنس ہے لہذا  
دریا پھلی کو کھینچتا ہے پھلی  
کے جانوروں کی اصل مٹی  
ہے پانی مٹی کو فی جنس جھونے  
کی وجہ سے دفع کرتا ہے۔

میر از بہر دل آں زندہ جاں  
آت نے اس زندہ روح کی خاطر سے  
چوں امام و قوم بیرون آمدند  
جب امام اور لوگ باہر شہر آئے  
سُنقر آں جا ماندان نزدیک چا  
سُنقر چاشت کے وقت تک وہاں رہا  
گفت لے سُنقر حراتانی بریں  
بولو اے سُنقر! تو باہر کیوں نہیں آتا ہے؟  
صبر کن نیک آدم لے روشنی  
صبر کر اے روشنی! میں ابھی آیا  
ہفت نوبت صبر کرو و بانگ کرد  
اُس نے سات بار صبر کیا اور آواز دی  
پانچش اس بودی نگزار دم  
اُس کا یہی جواب تھا مجھے نہیں چھوڑتا ہے  
گفت آخر مسجد اندر کس نہاند  
بالآخر اُس نے کہا مسجد میں کوئی نہیں رہا  
گفت آنکہ بستہ است از بریں  
اُس نے کہا وہی جس نے مجھے باہر باندھ دیا  
آنکہ نگذار دُٹرا کائی دروں  
جو مجھے نہیں چھوڑتا ہے کہ تو اندر آئے  
آنکہ نگذار دکنیز سوپا نہی  
وہ جو مجھے ہیں چھوڑتا کہ تو اس طرف قدم نہ رکھ  
مایاں را بھر نگذار دروں  
سمندر پھلیوں کو باہر نکلنے نہیں دیتا  
اصل ماہی ز آب حیوان کل است  
پھلی کی اصل پانی سے ہے اور حیوان کی مٹی سے

کر دیک ساعت توقف بروکھاں  
تھوڑی دیر دوکان پر توقف کیا  
از نماز و وردہ فارغ شد زند  
نماز اور وظیفوں سے فارغ ہو گئے  
میر سنقر از مالے چشم داشت  
آٹھ ایک وقت تک سنقر کا منظر رہا  
گفت می نگزار دم لے زو منوں  
اُس نے کہا اے ہنرمند! وہ مجھے نہیں چھوڑتا  
نیتیم غافل کہ درگوش منی  
میں غافل نہیں ہوں تو میرے کان میں ہے  
تا کہ عاجز گشت از تیباش مرد  
حتیٰ کہ آقا اُس کی ٹال مثل سے عاجز آگیا  
تا بروں آیم ہنوز لے محترم  
اے محترم! تاکہ میں ابھی باہر نکلوں  
کیست امیدار د انجام گشت نہاند  
کون روکتا ہے وہاں مجھے کس نے ٹھکرایا ہے؟  
بستہ است او ہم مرا از اندر  
اُس نے مجھے اندر باندھ رکھا ہے  
می نہ بگذار مرا کلیم بروں  
وہ مجھے نہیں چھوڑتا ہے کہ میں باہر نکلوں  
او بدیں سوبست یا این رہی  
اُس نے اس جانب اس غلام کو پابستہ کر دیا ہے  
خاکیاں را بھر نگذار دروں  
سمندر پھلی کے جانوروں کو اندر نہیں آئے دیتا  
جیلہ و تدبیر لہنجابا بطل است  
اس جگہ کوئی جیلہ اور تدبیر بیکار ہے



تقلت ست کشاينده خدا

تقل بھاری ہے اور کھولنے والا اللہ تعالیٰ ہے

ذره ذره گر شود مفتاحا

ایک ایک ذرہ مگر کنبیاں بن جائیں

چوں فراموش شود تدبیر خویش

جبکہ تجھ سے تیری تدبیر فراموش ہو جائے

چوں فراموش خودی یادت کنند

جب تو خودی کو فراموش کر دیگا تو تجھے یاد کرے گا

گر تو خواہی تخری و دل نمکی

اگر تو آزادی اور دل کی زندگی چاہتا ہے

از خودی بگذر کہ تایابی خدا

خود ہی سے گزر جا تا کہ تو خدا کو پاے

گر ترا بید وصال راستیں

اگر تجھے بیدوں کا وصل درکار ہے

دست در تسلیم زن و اندر رضا

تسلیم اور رضا پر دست گاہ حاصل کرو

ایں کشایش نیست از جز کیہ

یہ کشادگی بجز خدا کے (ممکن) نہیں ہے

بخت یابی اے جوان پیر خویش

اے بھائی! تو اپنے پیارے نصیب حاصل کرے گا

بندہ گشتی و اندک از ادت کنند

تو غلام بن جائیگا تو وہ تجھے آزاد کرے گا

بندگی کن بندگی کن بندگی

غلامی کر، غلامی کر، غلامی

فانی حق شو کہ تایابی بقا

حق میں فنا ہو جا تا کہ تو بقا حاصل کرے

محو شو و الله اعلم بالیقین

اتراٹ جا اور اللہ تعالیٰ یقیناً زیادہ جانتا ہے

نوریدین انبیاء علیہم السلام از قبول و پذیرائی نکران تعالیٰ سختی اذا استیئس الرسول

انبیاء علیہم السلام کے قبول اور پذیرائی سے ناامید ہونا اللہ تعالیٰ کا قول ہے نہ ہانک کہ جب رسول آپ ہو گئے

انبیاء گفتند در خاطر کہ چند

انبیاء نے دل میں کہا کہ کتنا

چند کو بیم آہن سردے زخمی

گراہی سے ٹھنڈے ہوئے لوہے کو بیم کتنا کڑی؟

دم خرمی و دن آخر تا بچند

گدھے کی دم ناپنا آخر تک

جنش خلق از قضا و وعدہ ست

خلق کی حرکت قضا اور وعدہ (اللہ) سے ہے

میدیم این و آنرا وعظ و پند

ہم اس اور اُس کو وعظ اور نصیحت کریں؟

در میدان در نفس ہیں تباہی

ہاں بجز میں ہی ہونک بھرتا کب تک؟

چوں میفرایند جے جزریش خند

جبکہ سوائے مذاق کے ہمیں ایک جھوکا فائدہ نہیں

تیزی و دناں ز سوز معدہ ست

دانتوں کی تیزی معدہ کی سوزش سے ہے

کو نصیحت کرنا تو ایسا ہی بیکار ہے جیسا کہ ٹھنڈے لوہے کو کڑنا یا سوراخ دار بھیرے میں پھونک

بھولنا۔ دم۔ ان لوگوں کو نصیحت کرنا بیکار اور مذاق اڑانے کا سبب ہے جنہیں بھروسہ چاہیے

اللہ تعالیٰ کی قضا و وعدہ سے ہے جنگ اُدھر سے کشش نہرا کی ہدایت نامک ہے جو لوگ کئی جو قوائے جلتے ہیں۔

لے نقل جنس نہایت

کا نقل بہت سخت ہوتا

ہے، یہ صرف اللہ کے فضل

سے کھلتا ہے لہذا تم

راضی ہر ضابطہ خداوندی

ہو جاؤ تب یہ نقل کھلے گا

ورنہ یہ ممکن نہیں ہے کہ

ممکن کی واجب کی طرف

کشش ہو سکے۔ چوں۔

السان جب اپنی مدد پر

سے یہ نقل نہ کھل سکے

تو شیخ کی طرف رجوع

کرے فرید کہ جب خود

فراموشی حاصل ہو جاتی

ہے تب شیخ اُس کو یاد

کر تا ہے جب فرید شیخ

کا غلام بن جاتا ہے تو

شیخ اُس کو غلامی دیتی

سے آزادی عطا کر دیتا ہے

مگر تو غلطی۔ اگر تیرا غلامی

کی تمت ہے اور دل کی

زندگی چاہتے ہو تو عبادت

اور اطاعت اختیار کرو۔

اللہ از خودی۔ خودی کو

چھوڑ کر فانی اللہ حاصل

کرنے پر بقاء و دام حاصل

ہوتا ہے۔ مگر تیرا بھگتین

سے دھال اُس وقت

مائل ہو گا جب انسان اپنے

آپ کو فنا کر ڈالے گا۔ توحید

شعنی اب مولانا نے انبیاء

اور منکرین کا تذکرہ پھر شروع

کیا ہے۔ انبیاء، منکرین کے

انکار سے انبیاء انکی اصلاح

سے ابوس ہو جاتے تھے۔

اللہ چند۔ انبیاء نے ابوس

ہو کر رسوا کیا کہ ان منکرین



لے نفس اول رائد بر نفس دوم  
کی ناکت گلزار ہے جہاں ہے  
ماہم بالو کی طرف سے ہے۔  
یکت لیکن تضاد قدر کے  
پیش نظر صوفی ترک نہیں  
کیا سکتی ہے ہیں تو بیہام  
پہنچانے کا حکم ہے خواہ وہ  
منفید ہو یا نہ ہو۔ یعنی جیستی  
یعنی یہ تو مرنے کے بعد یہ  
چلیگا کہ انسان جہنم یا جہشت  
لیکن زندگی میں اس کو ص  
کرتے رہنا چاہیے۔ چوں کہ  
دنیا کے تمام کاروبار توفیق  
اور امید پر مبنی ہیں تاجر  
دریا کی سفر کرتا ہے تو توفیق  
مہربان کی امید پر کرتا ہے  
لے تو نیکوئی۔ تاجر سزا کا  
سفر کرتا تو اسکو یہ معلوم  
نہیں ہوتا کہ وہ ڈوبے گا یا  
بار ہو جائیگا۔ جن کو غلام  
اگر کوئی تاجر کے کہ جب  
ملک مجھے بچے کا یقین نہ  
ہو جائے تو میں تجارت کے  
لئے سمندری سفر نہ کروں گا۔  
امید شک یعنی مہربان  
لے ہیج۔ اس طرح کا تاجر  
کبھی تجارت نہیں کر سکتا۔  
دور دور سے ڈوبنا اور بار بار  
تاجر ترسندہ اس طرح کا ڈوبنے  
والا تاجر نہ نفع کما سکتا ہے  
نقصان۔ بل پہلے مصیبت  
میں نقصان اٹھانیکا حکار  
کیا تھا بفراتے ہیں کہ نہیں  
ایسا تاجر نقصان میں ہے  
نفع سے محروم رہنا اور زلیل  
ہونا نقصان ہے۔ چونکہ جبکہ  
دنیا کے سامنے کاروبار مہربان  
نفع کی بنیاد پر چلتے ہیں تو دین

نفس اول رائد بر نفس دوم  
پہلے نفس لے دوسرے نفس پر حکم چلایا  
لیک ہم میدان و خرمیراں تیر  
لیکن سمجھ بھی لے اور تیر کی طرح گتے کو بکلاہ  
تو نیکوئی کز بس دو کیستی  
تو نہیں جانتا کہ ان کو میں تو کون ہے؟  
چوں کہ نہی بر نشت کشتی بار را  
جب تو کشتی پر مال لا رہا ہے  
تو نیکوئی کز بس ہر دو کوئی  
تو نہیں جانتا کہ تو ان دو میں کونسا ہے  
گر بگوئی تا ندانم من کیم  
اگر تو کہے کہ جنگ میں جان لوں کریں کون ہو  
من دریں رہ نا جیم یا غرق ام  
میں اس رشتے میں بچنے والا ہوں یا ڈوبنے والا  
من خواہم رفت این رہا کہاں  
میں اس رشتہ پر گمان کے ساتھ نہ جاؤں گا  
یہیچ باز رگانیئے ناید ز تو  
تجھ سے کوئی حماقت نہ ہو سکے گی  
تاجر ترسندہ طبع شیشہ جاں  
ڈرنے والا، نازک دل، تاجر  
بل زیاں ارد کہ محروم ست خوار  
بلکہ نقصان اٹھاتا ہے کیونکہ وہ محروم اور ذلیل  
چونکہ بر کوک ست جملہ کار را  
چونکہ تمام کاروبار امید پر ہے  
نیت ستورے درین قریع باب  
اس جگہ دروازہ کش کشائی کی اجازت نہیں

ماہی از سر گندہ باشد نے زوم  
پہلے سر کی جانب سے مڑتی ہے نہ کہ سر کی جانب سے  
چونکہ بلیغ گفت حق خدا نازیر  
جو کلام اللہ تعالیٰ نے بلیغ کی فرمایا (لہذا ضروری ہے)  
جہد کن چنداں کہ بینی جیستی  
کو پیش کر رہتی کہ تو جان لے کہ تو کیا ہے  
بر تو کل می کنی آل کار را  
اس کام کو تو توکل دلی بنا، پر کرتا ہے  
غرق اندر سفر یا ناجی  
سفر میں ڈوبنے والا ہے یا بچنے والا ہو  
در خواہم تاخت بر کشتی و کیم  
میں کشتی اور سمندر پر نہ جاؤں گا  
کشف گرداں کر کذا میں فرقام  
واضح کر دے، میں کس فرقہ میں سے ہوں  
بر امید شک ہچوں ویکراں  
دوسروں کی طرح خالی امید پر  
زانکہ در غیبت ہستراں دورو  
کیونکہ ان دونوں رنحوں کا راز غیب میں ہے  
در طلب نے سود دار نے زیاں  
طلب میں نہ نفع کما تا ہے نہ نقصان  
نور او یابد کہ باشد شعلہ خوار  
نور وہ حاصل کرتا ہے جو شعلے کو گھٹنے والا ہو  
کار دین اولی کز بس یابی را  
دین کا کام زیادہ حق ہو کہ تو اس کو سکھ رہا ہو  
جز امید اللہ اعلم بالصواب  
سوائے امید کے، خدا بہتر جانتا ہے



## بیان آنکہ ایمان مقلد خوف ست ورجا

اس کا بیان کہ مقلد کا ایمان امید و بیم میں ہے

داعی ہریشہ امید ست و بوک  
ہرچے کی محوگ امید اور تشا ہے  
باید اداں چوں سونے دکان رود  
نہج کردہ جب دکان کی جانب جاتا ہے  
بوک وری بنودت چوں میری  
تجھے روزی کی امید نہ ہو تو کیوں جائے؟  
خوف حرام ازل در کسوت  
یہ روئی کمانے میں ازلی عہدی کے ڈوبنے  
گوئی آئے خوف حرام ہست پیش  
نہجتا ہے کہ ان عہدی کا ڈوبش نظر ہے  
ہست در کوشش امید پیشتر  
کوشش میں مجھے زیادہ امید ہے  
پس چرا در کار دیں آبدگماں  
اسے بدگمان! عہدین کے کام میں کیوں  
یا ندیدی کاہل ایں بازارا  
کیا کرتے نہیں دیکھا کہ ایسے بازار والے  
زین کاں فتن چاشاں رود نمود  
ایں دکان سے جلتے تھے انکو کیسے کان دکانی  
آتش آزارا چوں خلخال شد  
ان کے لئے آگ ہارنیک کی طرح زانبردار بنی  
از دم آل مردہ زندہ شدہ  
ان کے پھونک مارنے سے مردہ زندہ ہوا

گرچہ گردن نشان کوشش خودک  
اگرچہ ان کی گردن کوشش میں تھکے تھکے ہونے لگی  
بر امید و بوک روزی میرود  
کمان کی امید اور تشا پر جاتا ہے  
خوف حرام ہست چونی توکی  
عہدی کا ڈر ہے تو تو تو کیوں ہے؟  
چوں نکر دت سست اندر جستوت  
تجھے تیری جستو میں سست کیوں نہ کیا؟  
ہست اندر کاہلی ایں خوف پیش  
لیکن سستی میں یہ ڈر زیادہ ہے  
دارم اندر کاہلی افزوں خطر  
سستی میں مجھے زیادہ خطر ہے  
دامنت می گیر ایں خوف زیبا  
یہ نقصان کا خوف تیرا دامن پکڑ لیتا ہے؟  
درچہ سودند انبیا و اولیا  
انبیاء اور اولیاء کس قدر نفع میں ہیں  
اندریں بازار چوں بستند سود  
اس بازار میں انھوں نے کیسا نفع کمایا؟  
بحرایں رارام چوں خمال شد  
سمندر و برج و آٹھائیرالے کی طرح انکا دبا ہوا  
ابر آزارا سائبالے آمدہ  
آبدان کے لئے سائبان بنا

ترانکو رو بہ ہی نہیں بلکہ سونے چاندی کی کانیں ہی ہیں۔ آفتس اس دنیا کی دکان سے حضرت  
ابراہیمؑ نے وہ نفع کمایا کہ آگ غلزار اور زور برہنہ۔ پھر حضرت موسیٰؑ کی دریائے نیل نے خالی  
کی از دم حضرت میسےؑ کے پھونک مارنے سے مردہ زندہ ہوئے۔ امیر آفتس و برج و آٹھائیرالے سے کیا۔

لے داعی۔ انسان جو پیش  
کرتا ہے وہ محض امید پر کتا  
ہے اور اُمیں اتنی جھینٹیں  
جھینٹتا ہے کہ اس کی گردن  
تھکے کی طرح ہوجاتی ہے۔  
باید اداں میں سو رہے نفع  
کی امید پر مکان کھولتا ہے۔  
بوک۔ اگر نفع کی امید نہ ہو  
تو کبھی کان نہ کھولے۔  
خوف حرام۔ یہاں بھی عہدی  
اور نقصان کا لامعا دعوت  
ہے لیکن انسان کی شہدائی  
میں کوئی فرق نہیں آتا ہے  
تو دین کے معاملہ میں عہدی  
کے خوف سے سستی کیوں  
برتی جائے۔ کھانا۔  
روزی۔

لے کڑی۔ زیادہ معاملات  
میں خوف کھتا ہے کہ کام کرنے  
میں جو عہدی کا خوف ہو سستی  
برستے اور کام نہ کرنے میں  
اس سے زیادہ عہدی کا خوف  
ہے۔ بست۔ دنیاوی  
معاملات میں انسان کہتا  
ہے کہ کوشش میں بہتر  
امید ہے اور سستی میں تو  
بہت خطرات ہیں۔ بست۔  
جب دنیاوی معاملات میں  
یہ تقریر ہے تو دین کے  
معاملات میں یہ تقریر کیوں  
نہیں کیجاتی ہے یا یہ کہ  
دین کے معاملات میں کوشش  
کر کے کامیاب ہونے والوں  
کی شاہیں دنیا میں بہت ہیں۔  
لے نہج دکان۔ دنیا کی  
دکان سے انبیاء اور اولیاء  
نے وہ نفع کمایا ہے کہ جب  
وہ اس دکان سے نکلے ہیں



اے ان آزار ام ہیچوں موم شد  
لہا ان کے لئے موم کی طرح فراہم دار تھا  
شد براں در دفع دشمن جواب  
دشمن کو دفع کرنے کیلئے لکڑی ان کیلئے تیار تھی

باد آزار بستہ و محکوم شد  
ہوا ان کی غلام اور محکوم ہوئی  
عنکبوتے شد اس را پردہ دا  
لکڑی ان کے لئے پردہ مگر نیالی بنی

بیان آنکہ رسول علیہ السلام فرمودہ انّ اللہ تعالیٰ اولیاء اخفیاء  
اس کا بیان کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے کچھ پوشیدہ ولی ہیں

قوم دیگر سخت پنہاں میرند  
کچھ دوسرے لوگ ہیں جو بہت پوشیدہ ملتے ہیں

اینہم دارند چشم ہیچ کس  
یہ سب کچھ رکھتے ہیں اور کسی کی نگاہ

ہم کرامت شای ہم ایشاں حرم  
انہی کرامت بھی (اللہ) وہ خود کی حرم میں ہیں

یا نمیدانی کرہائے خدا  
کیا تو نہیں جانتا کہ خدا کے کرم ہیں

شش جہت عالم ہمہ اکرام او  
عالم کی شش جہت میں اس کے اکرام ہیں

چوں کر بے گویدت آتش در آ  
جب کریم تجھے کہے کہ آگ میں آ جا

کوز آتش ز گس و نسرس کند  
کیونکہ وہ آگ سے زگس اور نسرس بنادیتا ہے

در حقیقت آتش از سبت جوتا  
در حقیقت آگ خوف سے پانی کی طرح ہے

شہرہ خلقان ظاہر کے شہند  
(وہ) ظاہری مخلوق میں کب شہور ہو گئے ہیں

بر نیفتد بر کیا شاں یک نفس  
ان کی بزرگی پر ایک دم کے لئے نہیں ہوتی

نام شاں را نشنوند ابدال ہم  
ابدال میں ان کا نام نہیں سنتے ہیں

کو ترا میخواند ایں سو کہ بیبا  
جو تجھے پکارتے ہیں کہ اس طرف آ جا

ہر طرف کہ بنگری اعلام است  
تو جس طرف دیکھ اس کی نشانیاں ہیں

اندر آ زود و ملو سوزد مرا  
جلد اندر آ جا اور نہ کہہ کہ وہ مجھے جلا دے گی

وز میاش غنچہا سر برزند  
اُس کے اندر سے غنچے کھلتے ہیں

گافر دستار خوان انبیا  
(وہ) انبیاء کے دستار خوان کا دعویٰ ہے

حکایت منبیل ز تنور انداختن انس بن مالک و ناسخین و  
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا رومال کو تنور میں ڈالنے اور انس کے نہ جلنے کا قصہ

اے حکایت۔ اس واقعہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ انبیاء اولیاء کے حکم سے آگ اپنی کام  
کر دیتی ہے۔

لہ آہن حضرت داؤد  
کے لئے لوہا مرم بنا۔ بار۔  
نفرت سلیمان کا تخت  
بہا نندھوں پر لئے میری  
نقص۔ چوت۔ حضرت موسیٰ  
کی لکڑی اژدہا بنی عیسیٰ  
آنحضرت کیلئے غارِ ثور میں  
لکڑی نے جانا تھا جس کی  
وجہ سے آنحضرت کو دشمن  
دیکھ سکے۔ بیان۔ انبیاء  
نے جو کچھ کائے ان کو  
ذکر کرنے کے بعد اولیاء کے  
لغویں کا ذکر شروع کیا  
ہے۔ قوم دیگر۔ اولیاء کی  
ایک جماعت وہ ہے جس  
کو ابدال تک نہیں پہچان  
سکتے تو عوام ان کو کیا سمجھتے  
اینہم دارند جو انبیاء کے  
لغے ہیں وہ انکو حاصل ہیں۔  
اے وہ کرم یعنی وہ اولیاء  
اور انہی کرامتیں اللہ کے  
حرم میں پوشیدہ ہیں۔  
یا نمیدانی دین کے بارے  
میں تیری سستی اس لئے ہے  
کہ تجھے یہ خبر نہیں کہ حضرت  
حق کی رحمتیں تجھے اپنی طرف  
بلائی ہیں۔ شش جہت یعنی تیرے  
دائیں بائیں آگے پیچھے اوپر  
نیچے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہیں۔  
اعلام۔ علم کی جمع، نشان۔  
چوں کر بے۔ خضر  
نہ۔ وہ کہ آگ کو  
ظہار بنا دے گا اور  
اس میں چوں کہ  
تا۔ پانی۔ جلا دے۔  
دھلی۔



از آنش فرزند مالک آمدہ است  
 انش مالک کے بیٹے کی بات انتقال ہے  
 او حکایت کرد کہ بعد طعام  
 اس نے بیان کیا ہے کہ کھانا کھانے کے بعد  
 چرخن والودہ گفت اے خاوم  
 چرخن اور سنا ہوا، فرمایا اے لڑکی!  
 در تنور پر ز آتش در فلند  
 در تنور پر آتش در فلند  
 آگ بھڑے، تنور میں ڈال دیا  
 جملہ مہاناں دواں حیراں شد  
 سب مہان اس (معالے) میں حیراں ہو گئے  
 بعد یک ساعت بر آورد از تنور  
 بعد ایک ساعت بر آورد از تنور  
 تنوری دیر کے بعد اس نے تنور سے نکالا  
 قوم گفتند اے صحابی عین  
 لوگوں نے کہا، اے معزز مسلمان!  
 گفت زانکہ مصطفیٰ دست دہا  
 گفت زانکہ مصطفیٰ دست دہا  
 انھوں نے کہا ایسے کہ مصطفیٰ نے ہاتھ اور منہ  
 اے دل ترسندہ از نار و عذاب  
 اے آگ، اور عذاب سے ڈرنے والے دل!  
 چوں حمادے را چنین تشریف داد  
 جب بے جان کو اس نے اتنی شرافت دیدی  
 مرگلوخ کعبہ را چوں قبلہ کرد  
 کعبہ کے ڈھیلے کو جب اس نے قبلہ بنادیا  
 بعد ازاں گفتند با آں خاوم  
 اس کے بعد انھوں نے اس خاوم سے کہا  
 چوں فلندی ز دواں ز گفت  
 آن کے کہنے سے تونے جلدی سے کیوں ڈال دیا؟

کہ بہمانی او شخصہ شدہ است  
 کہ ایک شخص اُن کا مہان ہوا  
 دید آنش دستار خواں راز روم  
 (حضرت) انش نے دسترخوان کو پسند لیا  
 اندر افگن در تنورش یک دم  
 ایک دم اس کو تنور میں ڈال دے  
 آں زماں دستار خواں را ہوشمند  
 فوراً دسترخوان کو (اس) ہوشمند نے  
 انتظار دو دو گت دوری بدند  
 دسترخوان کے دھڑوں کے منتظر تھے  
 پاک و اسپید و ازاں و ساغ دو  
 پاک اور سفید اور اسی میل پھل سے دور  
 چوں نسوزید و شقی گشت نیز  
 وہ کیوں نہ جلا اور صاف ہی ہو گیا  
 بس بالمید اندریں دستار خواں  
 اس دسترخوان سے بہت پونہا ہے  
 باچناں دست لبے کن اقرب  
 ایسے ہاتھ اور ہونٹ سے نزدیک ہو جا  
 جان عاشق را چہا خواہد کشاد  
 عاشق کی جان کو جس قدر کشادگی دیگا؟  
 خاک مہواں باش اے جان نبرد  
 اے جان! اصر کر میں مردانہ حق کی خاک بن جا  
 تو نگونی حال خود بالہ نہمہ  
 یہ سب کچھ ہوتے ہوئے تو اپنا حال نہیں مانتا  
 گیرم او بر دست در آسرایے  
 میں لے آنا کہ ان کو رازوں کا پتہ لگ گیا تھا

لہ تعذباک یہ مہان کی کیا  
 دیکھو اس کی جگہ ایک  
 فوراً در تنور۔ خاوم نے  
 اس کو فوراً تنور میں ڈال  
 دیا۔ کندوری۔ رنجوری کے  
 وزن پر، دسترخوان اوتار  
 دینے کی جگہ، میل۔ جگہ  
 صاف۔ گفت۔ حضرت  
 انش نے فرمایا چونکہ اس  
 سے بہت سی دیر پہنچو  
 نے ہاتھ منہ پہنچا ہے،  
 اس لئے اس کو آگ نہیں  
 جلا سکتی ہے۔

لہ آئے۔ جواک کے علاقہ  
 سے ڈرتا ہے اسکو چاہیے  
 کہ وہ اولیاء اور طلبہ کی رت  
 بوسی کرے تاکہ آگ اس  
 کو دسائے چلے جائے۔

جب بے جان دسترخوان  
 استغنیٰ فیض حاصل کر سکتا  
 ہے تو اذعانہ لگا ذکر عاشق  
 کی جان کو کیا فیض حاصل  
 نہ ہوگا۔ مگر کھج۔ کعبہ کو  
 باوجود اینکہ چتر ہو چکے  
 اس قدر عزت عطا کی گئی  
 ہے تو انسانی کو اس سے  
 زیادہ شرافت حاصل ہو  
 سکتی ہے۔ جہاں ان۔ اب  
 پھر اصل قصہ کی طرف رجوع  
 کیا ہے۔

لہ چوں۔ یعنی حضرت انس  
 قراب رانہ سے واقف تھے  
 لیکن تو واقف نہ تھی تونے  
 آگے کہنے پر بلا تاں دسترخوان  
 کیوں آگ میں ڈال دیا۔ گفت۔  
 لڑکی نے جواب دیا کہ مجھے ہرگز  
 پھر راجعہ دے وہ کوئی غلط  
 بات نہیں کہہ سکتے۔



انچنیس دستار خوان قیمتی

ایسا قیمتی دستار خوان

گفت دارم بر کریمیاں اعمید

اُس نے کہا مجھے بزرگوں پر اعتماد ہے

میزرے چہ بود اگر او گویدم

تہ بند کیا ہوتا ہے، اگر وہ مجھے کہیں

اندر اقم از کمال اعتقید

اچھے اعتقاد کی وجہ سے اندر نفس جاؤں

سردار اندازم نہ ایں ستار خوان

میں اپنا سر کمال دون نہ صرف، یہ دستار خوان

اے برادر خود بریں اکیر زن

اے بھائی! اپنے آپ کو اس اکیر سے روک دے

آں دل مردے کہ از زن کم بود

مرد کا وہ دل جو عورت کے دل سے کم ہو

چوں فلندی اندر آتش کستی

اے بی بی! تو نے آگ میں کیسے ٹال دیا؟

از عباد اللہ دارم بس اُمید

میں اللہ کے (دیک) بندوں سے بہت امید کرتی

در زو اندر عین آتش بے ندم

بلا جھک آگ میں جہتی جا

نیستم ز اکرام ایشان نا امید

میں اُن کے کرم سے نا امید نہیں ہوں

ز اعتماد بر کریم راز داں

راز داں، کریم کے بھروسے ہو

کم نباید صدق مرد از صدق

مردا کے اعتقاد کی سچائی محبت کی سچائی سے

آن دلے باشد کہ کم از شکم بود

وہ ایسا دل ہے جو پیٹ سے کم ہے

فَضْلُ مَرِیَاں رَسُوْلِ عَلَیْہِ السَّلَامِ کَارُوَانِ عَرَبِ رَاکَزِ

مختصر مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کو عرب کے قافلہ کی فریاد پہنچنے کا قلعہ جو پیاس سے

تَشَنُّجِی وَ بے آبی در ماندہ بودند و دل بمرگ نہادہ و شترن

اور پانی نہ ہونے سے عاجز ہو گیا تھا اور مرنے کے قریب تھا اور اڑت

وخلق زبان را از تشنگی پیروں انداختہ

اور لوگ پیاس سے زبانیں باہر نکالے ہوئے تھے

خُشک شد از قحط بارانِ شالِ قَرَبِ

خشکیں بارش کے قحط کی وجہ سے خشک ہو گئی تھیں

کاروانِ مَرگِ بَرخود خواندہ

وہ قافلہ جس نے اپنی موت کو دعوت سی تھی

مُصْطَفٰی پیداشد از رَہِ بَہرِ عَونِ

مُصْطَفٰی مدد کے لئے راستہ سے تیار ہوئے

اندر آں وادی گروہ از عرب

اس وادی میں عرب کے ایک گروہ کی

و در میانِ آں بیاباں ماندہ

اُس جنگل میں رہ گیا تھا

ناگہانے آں مُغِیْثِ ہر دو کُنِ

اچانک دونوں جہان کے فریاد رس

سزور، تہند، انار۔  
بزرگوں کے بچاؤ کا  
میں آگ میں کود پڑی  
میں دستار خوان  
میں چیز ہے میں خواگ  
میں سرگشا رونجی ہے بلکہ  
مولانا نصیحت فرماتے ہیں  
کہ مردوں کا اعتقاد کس  
خاوس سے کم نہ ہونا چاہیے۔  
اکسیر یعنی انبیاء و اعدا دیہ  
ہر حکم، انسان کا پیٹ  
ذہن کا حصہ ہے۔

اگر اعتقاد ہو کہ انبیاء اور  
ادیب کی محبت کو اکسیر  
قرار دیا قاصد، ایسا قاعدہ  
بیان کرتے ہیں جس سے  
اُس کا اکسیر ہونا ثابت کریں  
مختصر مصلیٰ اللہ علیہ وسلم  
کے زمین سے اُس جہلی کا  
رنگ، روپ بدل گیا۔  
کے کارواں، قافلہ قریب۔  
قریب کی جمع ہے، مشکیزہ۔  
مرگ، یعنی انہوں نے اپنی  
موت کو دعوت دیدی تھی۔  
نصیحت فریاد رس، کھوکھ۔  
مدد۔



دید آنجا کارولنے بس بزرگ  
انہوں نے وہاں ایک بڑا فلد دیکھا  
اشتراں شاں رازباں آویختہ  
ان کے ادشوں کی زبانیں شک ہوئی  
روحش آمد گفت ہیں زو تر وید  
اُن کو رم آیا سرایا آگاہ! جلد ہوا  
کہ سیا ہے برشتہ مشک آورد  
کہ ایک مٹی اونٹ پر مشک لارہ ہے  
آں شتر بان سید را با شتر  
اُس مٹی اونٹ والے کو مع اونٹ کے  
سوئے کُتبان آمدن آں طالبان  
وہ تلاش کرنے والے ٹیلوں کی جانب پہنچے  
بندہ می شد سید با شترے  
جستی غلام مع اونٹ کے جارہ تھا  
پس بدو گفتندی خواند ترا  
انہوں نے اُس سے کہا تجھے بلاتے ہیں  
گفت من تشاسم اور اکیست  
اُسے کہا میں انکو نہیں جانتا وہ کون ہیں؟  
سید و سرور محمد نور جاں  
سید اور سرور محمد جو جان کا نور ہیں  
نوعہا تعریف کردندش بہت  
انہوں نے انکی اس طرح کی تعریف کی کہ جو  
کہ گروہے رازنوں کو داؤد بحر  
اُس نے ایک جماعت کو جادو سے منسوب کیا اور  
کشکاش اور یدند آں طرف  
وہ اُس کو کھینچ تان کر کے اُدھر لے آئے

برٹف ریگ زہ صعب شرگ  
ریت کی گرمی اور بڑے سخت راستہ پر  
خلق اندر ریگ ہر سورخت  
لوگ ریت میں ہر جانب بکھرے ہوئے  
چند بکے سوئے آں کُتبان وید  
چند بار ان ٹیلوں کی جانب دوڑو  
سوئے میر خود و زودی می برد  
اپنے آقا کی جانب تیزی سے لے جا رہا ہے  
سوئے من آرید با فرمان مر  
مخفی سے میرے پاس لے آؤ  
بعدیک ساعت بدیدند آنچنان  
تھوڑی دیر بعد انہوں نے دیکھا  
راویہ پر آب چول بدید برے  
ہدیہ لے جانے والے کی طرح مشک بکھرے  
ایں طرف فخر بالبشر خیر الوری  
انسانوں کے فخر، مخلوق کے بہترین اس جانب  
گفت اواں ماہ روئے قد خو  
انہوں نے کہا وہ ماہ جسے چکر شکر میں دانت لگے ہیں،  
چہتر و بہتر شفیع مجسماں  
سب بالا اور سب اعلیٰ گناہگاروں کے شفیع  
گفت مانا او ملر آں ساجرت  
اُس نے کہا ہاں وہ شاید وہی جادوگر ہے  
من نیامک جانب او نیم خبر  
میں اُس کی جانب آؤں یا نہت نہ لادھا  
اوقعاں برداشت در تشنغ تفت  
اُس نے ترا کھینچے اور گرم مزاجی میں شور مچا  
کہ

لہ تفت گرمی صعب  
سخت۔ کُتبان۔ کُتیب  
کی جمع ہے، ٹیلہ۔ سید۔  
مٹی۔ سیر۔ آقا۔  
لہ فرمان فخر۔ تلخ۔ شکم  
آنچنان۔ یعنی جیسا کہ غصہ  
نے فرمایا تھا۔ می۔ شد۔ می  
رفت۔ راویہ۔ پانی کی  
پکھال۔ گفت۔ یعنی فلام  
لے کہا۔ گفت۔ اور صحابہ  
لے کہا۔

لہ نو کہا۔ یعنی صحابہ نے  
وہ تعریف کی جو نفس لاری  
قص۔ گفت۔ اُس غلام نے  
کہا کہ وہ وہی شخص ہے جو  
جادوگر کہلاتا ہے۔ کہ گروہے  
اُس جادوگر نے اپنے جادو  
سے ایک جماعت کو اپنے  
تابع بنا لیا ہے۔ ساجرت  
بالشت۔ تشنغ۔ بڑا بھلا  
کہنا۔ تفت۔ گرمی۔







گویش زد و العاد و اکارتست

(اللہ تعالیٰ) اس سے فرما گیا زد و العاد و اکارتست

لیک من آن نگرم رحمت کتم

یقین میں اس کا خیال نہیں کرتا رحمت کرتا ہوں

نگرم عہد بدت بدیم عطا

میں تیرے بڑے عہد کو نہیں دیکھتا بخشش کرتا ہوں

از من آید جملہ احسان و وفا

میری طرف سے سراسر احسان اور وفا ہے

حاصل آنکہ در سبب پیچیدہ

ظاہر یہ ہے کہ تو سبب میں آجیسا ہے

قافلہ حیراں شدند از کار او

ان کے کارنامے سے قافلہ حیران ہو گیا

کردہ رو پوش مشک خرورا

آپ نے ایک چھوٹی مشک کو آڑ بٹایا

اے تو اندر توبہ و یشاق سست

اے وہاں تو توبہ اور عہد میں کمزور ہے

رحمت پرست بر رحمت کتم

میری رحمت وسیع ہے میں رحمت سے کام لیتا ہوں

از کرم ایں دم چو میخوانی مرا

کرم کی وجہ سے جب کہ تو مجھے پکارتا ہے

وز تو بد عہدی و تقصیر خطا

تیری جانب سے بد عہدی اور کوتاہی اور خطا ہے

لیک معذوری ہمیں راویدہ

لیکن تو معذور ہے، تو نے بھی دیکھا ہے

یا محمد صیتا میں اے بحر خو

اے محمد! اے دریا فصاحت! یہ کیسا ہے؟

غرق کردی ہم عرب ہم کرد را

آپ نے عربوں کو بھی اور کردوں کو بھی ڈبو دیا

مشک آں غلام پر شدن از غیب بمنجہ رسول خدا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منجھے سے اس غلام کی مشک کا ہنسا جانا

وسید شدن آں غلام سیاہ باذن اللہ تعالیٰ

اور خدا کے مشک سے اس غلام کا سفید ہو جانا

تا نگوئی در شکایت نیک و بد

تاکہ تو شکایت میں بڑا بھلا نہ کہے

می و مید از لامکلان ایمان او

غیب سے اس کا ایمان آگئے رکھ

مشک او رو پوش فیض آں شدہ

اس کی مشک اس کی آڑ بن گئی تھی

تا معین چشمہ علیی بدید

یہاں تک کہ اس نے نبی چشمہ کا جاری پانی دیکھ لیا

اے غلام! اکنون میر میں مشک خود

اے غلام! اب تو اپنی مشک کو میرا ہوا دیکھ لے

آں سیر حیراں شد از بران او

وہ جیسی ان کے منجھے سے حیران ہو گیا

چشمہ دید از ہواریزاں شدہ

اس نے ایک چشمہ دیکھا جو فضا سے بہہ رہا تھا

زاں نظر رو پوش بہا ہم بردید

اس نے اس نظر سے پردوں کو چاک کر دیا

لہ گویش۔ اس توبہ کرنے

والے سے اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے کہ ہم جانتے ہیں انسان

عہد میں بہت کمزور ہے توبہ

کر کے پھر وہی کرنے لگتا ہے

جس سے توبہ کی تھی۔ زد و اکارت

لعاذ قرآن پاک میں ہے

جہنمی ہمیں گئے کہ لے رہا

ہمیں دنیا میں لڑا دے تو ہم

نیک کام کر چکے۔ اللہ تعالیٰ

فرمایا گیا۔ اگر وہ لڑنا ہی

جائیں پھر پلٹ جائیں گے۔

از من۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ہمارا کام احسان اور وفا ہے

خواہ بندہ بد عہدی اور گناہ

کرے۔

لہ حاصل۔ بات کا خلاصہ

یہ ہے کہ انسان لے جو تک

اصل ذات کا مشاہدہ نہیں

کیا لہذا اسی سبب سے

ماہی کی تال میں مانی ہے قافلہ

مشک کے گئے پانی کی کفرت

کو دیکھ کر قافلہ حیران ہو گیا۔

غرق کردی۔ آپ نے قافلہ دالو

کو خواہ وہ عربی تھے یا کردی

سب کو سیراب کر دیا۔

لہ اے غلام۔ سب کو سیراب

کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے غلام سے کہا۔ بران۔

منجھہ۔ میری دید میں اللہ

تعالیٰ نے اُنکے دل میں

ایمانی کیفیت پیدا فرمادی۔

چشمہ۔ اب اس کی باطنی آنکھیں

روشن ہو گئی تھیں۔ ناں نظر۔

اس جیسی کی نظر کے سامنے

اسباب کی کوئی حقیقت

باقی نہ رہی تھی تھیں جاری۔



چشمہ پر آب کرداں دم غلام

اس وقت وہ غلام آنکھوں میں آنسو بہا دیا

دست پائیش ماند از رفتن براہ

اس کے ہاتھ پاؤں رات پلنے سے دراندہ ہو گئے

باز بہر مصلحت بازش کشید

(آنسو نہ دے) پھر اس کو مصلحت کی بنیاد

وقت حیرت نیست حیرتیش

(وہ حیرت کا وقت نہیں ہے حیرت میں آئی ہوئی ہے)

دستہائے مصطفیٰ بر زونہاد

اس نے مصطفیٰ کے ہاتھ اپنے چہرے پر رکھے

مصطفیٰ دست مبارک بر رخس

مصطفیٰ نے مبارک ہاتھ اس کے چہرے پر

شد سپید آن زگی و پور جیش

وہ زگی جیش کی اداد سفید ہو گیا

یوسف شد در جمال و در دلال

یوسف اور نانا نانا میں یوسف بن گیا

اور می شبے سروے پائے دست

وہ اندھا دھن اور دست دھان ہو گیا

پس بیامد با دو مشکاک رواں

وہ دو بھری مشکوں کے ساتھ دوڑتا ہوا آیا

خواجہ بر رہ منتظر بنشستہ بود

آقاہ راستے پر منتظر بیٹھا تھا

شد فراموش ز خواجہ ز مقام

اس سے شکانہ اور آقا فراموش ہو گیا

زلزل افکند در جانش الا

خدا نے اس کی حالت میں ہلچل پیدا کر دی

کہ بخشش آ باز زوئے مستفید

کے طالبین: بخشش میں آیا (اور) واپس جا

ایں نماں در رہ در آچالاک و مست

اب ہوشیاری اور بختی سے رہو (دہشت) پر آجا

بوسہائے عاشقانہ بس بداد

بہت سے عاشقانہ بوسے دیے

آں ماں مالید و کرد او فرخش

اس وقت ملے، اور اس کو بابرکت بنایا

ہمچو بند روز و روز روشن شد شبش

ہمچو صبح کے پانچ گھنٹے اور اس کی رات روشن ہو گئی

گفتش انوں بدہ و گئے حال

انہوں نے اس سے فرمایا: اگے میں طلبہ حال بیان کر

پائے می شناخت در رفتن زو

پلنے میں ہاتھ پاؤں میں اقباب زکرتا تھا

سوئے خواجہ از لواحق کارواں

قافلہ کی جانب سے آتا کی جانب

کان غلاش دیر می آمد زو

کیونکہ اس کا غلام تاخیر سے آیا تھا نہ کہ جلدی سے

دیدن خواجہ غلام خود را سفید و و نشاختن کہ او با غلام

آقا! اس غلام کو سفید چہرے ملا دیکھا اور نہ پہچان کر وہ دیکھ رہے اور غلام سے کہنا کہ تو نے میرے

گفتن کہ تو غلام مرا کشتہ و خون و ترا کرفتہ خدا ترانہ من اندا

غلام کو قتل کیا ہے اور اس کے خون نے تجھے گرفتار کیا ہے اور اللہ (قہار) نے تجھے میرے ہاتھوں میں لایا

ملہ چشمہ پر آب کرداں دم غلام

آنکھوں میں آنسو آگئے اور

اس کو آقا اور گھر فراموش

ہو گیا۔ آخر جب کہ مقام حیرت

میں پہنچ گیا تھا باز کشید

آنسو نہ دے اس کو مقام حیرت

سے مقام صحر میں لائے۔

پیش بست جبکہ اور مقام

ملے دستہائے اس نے

حضرت علیؑ علیہ السلام کا

دست مبارک پکڑ کر اپنے

چہرے پر ملا اور دست

بوس کی طرح۔ مبارک زیبا

صورت۔ چہرہ بونگ نور

پیر۔ چہرہ چرخ کا چاند

جیش۔ بین اس کا رنگ

جودات کی طرح سیاہ تھا۔

دن کی طرح ستور ہو گیا۔

ملہ آدھی شد۔ وہ خوشی

کی سی میں اس طرح رہا

ہوا کہ اس کو اپنے حق من

کی خبر نہ تھی۔ قوی۔ ناصیہ

کی جیسے طرف مٹا رہ۔

دیر آمد۔ چونکہ قافلہ میں گیا تھا

اسلئے تاخیر سے واپس آیا



خواجہ از دوش بدید خیرہ ماند  
آٹانے اس کو دور سے دیکھا اور حیران رہ گیا  
راویہ ما شتر ماہست اس  
یہ ہماری بنگال اور ہمارا ہی ادب ہے  
آں یکے بدریست می آید ز دوش  
وہ ایک چڑھوس کا پانچواں ہے جو دور سے آ رہا ہے  
کو غلام ما مگر سرگشتہ شد  
ہمارا غلام کہاں ہے شاید آگاہ ہو گیا ہو  
یا مگر اور ابکشت اس بد گھر  
یا شاید اس بذات نے اس کو قتل کیا  
چوں بیاد پیش گفتش کیستی  
جب وہ سننے آیا اس سے کہا تو کہیں ہے؟  
تو غلامم راجہ کردی راست گو  
میرے غلام کا کہنے کیا کیا؟ سچ بتا  
گفت گر گشتم بتو چوں آدم  
اُسے کہا اگر حق قتل کیا ہے تو میں تیرے پاس کوں  
گفت نے نے درگیر و بامنت  
اُسے کہا نہیں نہیں تیری بات مجھے درست نہیں لگتی  
کو غلام من بگفت اینک منم  
میرا غلام کہاں ہے اُس نے کہا میں ہوں  
ویدہ ام صدے و بدر گشتام  
میں نے صد کا دھار کیا ہے اور میں بدر گیا ہوں  
ہی چہ میگوئی غلام من کجاست  
خبردار کیا کہا ہے میرا غلام کہاں ہے؟  
گفت اسرار ترا با آں غلام  
اس نے کہا اس غلام کے ساتھ تیرے راز

از تحیر اہل آل دہ را بخواند  
حیرانی سے اُس گاہن والوں کو بلایا  
پس کجاست بندہ زنگی جیس  
تو کالے چہرے والا غلام کہاں گیا؟  
میزند بر نور روز از دوش نور  
اُس کے چہرے کا نور دن کے نور پر پڑ رہا ہے  
یا بدو گر گے رسید و گشتہ شد  
یا اُس کو بھیڑ یا ملا، اور مارا گیا  
اشترش آورد اینجہ از قدر  
اور تقدیر سے اس کو ادب یہاں لے آیا  
انہی زادی و یا اثر کیستی  
تو یہی ہے پسیدہ ہے یا ترک ہے؟  
گر بگشتی و انما حیلست جو  
اگر تو نے قتل کیا ہے صاف کہہ دے جلد نہ ڈھونڈ  
چوں بیائے خود دریں خول آمد  
اپنے پاؤں سے خود اُن میں (کے ممال) میں کیوں حاضر  
راست باید گفت سر دایست  
سچ کہنا چاہیے، تیرا مگر بیکار ہے  
کرد دست فضل بزداں روشنم  
اللہ کی مہربانی کے ہاتھ نے مجھے نمود کر دیا ہے  
صاحب فضلے و قدے گشتام  
مرتبہ دار بزرگی والا بن گیا ہوں  
ہیں خواہی رست این من جز برا  
خبردار تو سوائے سچی بات کے میرا کتہ ہے نہیں  
جملہ واگویم یکایک من تمام  
میں سب ایک ایک پوسے بیان کئے دیتا ہوں

لہ خیرہ حیران۔ راویہ۔  
منکیزہ، بنگال۔ زنگی جیس۔  
کالے رنگ والا۔ میزند۔  
اُس کے چہرے کا نور دن  
کی روشنی پر غالب آ رہا  
ہے۔ سرگشتہ۔ آوارہ۔  
کھ یا مگر۔ شاید اُس نے  
اس غلام کو مار ڈالا ہے  
اور تقدیر خداوندی سے  
اس کو ادب یہاں لے  
آ رہا ہے۔ اثر میں۔ ترک اور  
یعنی لوگ گھر سے رنگ  
کے ہوتے ہیں۔ دریں خوں۔  
قتل کر کے خود آنا تو اپنا  
خون کرانا ہے۔ سر دست۔  
یعنی مالا کی زچلیگی۔ مندم۔  
یعنی آفتزدہ و قتل شدہ علیہ وسلم۔  
سہ گفت۔ اس غلام نے  
کہا کہ اگر وہ حمام راز کی باتیں  
مجھے سنا دوں جو کہ میری خبر دینے  
کے بعد سے تیرے اور میرے  
درمیان ہوئیں تو مجھ کو یقین  
آ جائیگا کہ میں میرا وہی غلام  
ہوں۔



لے مقبذہ تارک رات  
یعنی کالانگ۔ منج یعنی ہیرا  
رنگ گھرا ہر گیا۔ رنگ رنگت  
بل جلنے سے روح اور جان  
میں کوئی تفریق نہیں ہوتا ان  
رنگ و فرسے میں ہے۔  
تن شناساں۔ اب مولانا نے  
یہ مضمون شروع فرما دیا کہ  
جس طرح اہل لام کے آقا  
کی نظر محض جسم و رنگ پر  
تھی اس لئے وہ اس کا پس  
پہچان رہا تھا اسی طرح جو  
ظاہر میں اور جسم شناس ہیں  
وہ اولیاء کو نہیں پہچانتے جس  
کو پیاس ہوتی ہے وہ شکے  
اور شک پر نظر نہیں کرتا۔  
لے جان شناساں جو جان  
کو پہچانتے ہیں نہ تعداد  
تخص سے بے نیاز ہوتے  
ہیں وہ دریائے وحدت  
میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔  
جان شو۔ روح کی پہچان۔  
روح کے ذریعہ ہوتی لہذا اپنی  
روح کے ذریعہ اولیاء کو  
شناخت کرنا گناہنا حرکت  
سمجھ اولیاء آقا کی طرح نہ  
بزم سے اپنے غلام کو گمان  
سے غیر سمجھا چکے۔ اپنی روح  
کو اولیاء کی روح کا غیر نہ سمجھو  
دونوں روحوں میں وحدت ہے  
محض ان کے قرائن کی صورت کی  
وجہ سے بظاہر اختلاف ہے  
جیسا کہ حقیقت ملکیت اور  
حقیقت عقل ایک ہے دونوں  
کو جدا کا تصور نہیں رکھنا دینے  
میں کچھ مکتب میں۔ آں ملک۔  
حقیقت ملکیت نے بال برائتاً  
کرتے لہذا اس میں برائت کی قوت

زاں زمانے کہ خریدی تو مرا  
جب سے قوت نے مجے خبر پیدا ہے  
تا بدانی کہ ہم نام در وجود  
تا کہ قوت جانی کہ میں وجود میں وہی ہوں  
رنگ دیگر شد لیکن جان پاک  
رنگت بدل گئی ہے لیکن پاک جان  
تن شناساں زود مارا کم کنند  
جسم کو پہچاننے والے جلد ہی کم کر دیتے ہیں  
جان شناساں از عذابا فرغند  
روح کو پہچاننے والے نکلتے ہیں بے نیاز ہیں  
جان شود از راہ جان تراشاں  
روح ہی جا اور روح کی راہ سے روح کی پہچان  
چوں ملک با عقل یک سر فرشتہ اند  
فرشتے اور عقل کی طرح جو ایک رشتہ میں منسلک ہیں  
اں ملک با عقل چوں یک گوہر اند  
چونکہ فرشتے اور عقل ایک اصل سے ہیں  
اں ملک چوں مرغ بال پر گزشت  
فرشتے پرند کی طرح بال اور پر اختیار کر لے  
لاجرم ہر دو مست اصر آمدند  
لا محالہ دونوں ایک دوسرے کے مددگار بنے  
ہم ملک ہم عقل حق را واجد  
فرشتے ہیں اور عقل بھی خدا کا اور اک کر نیالے ہیں

تا باکنوں باز گویم ماجرا  
اب تک کا قصہ دہرائے دیتا ہوں  
گر چہ از شب بد نیز من صبح کشود  
اگرچہ میری سیاہی سے صبح نوردار ہو گئی ہے  
فارغ از رنگت و از ارکان خاک  
غنا ہر ارباب اور رنگت سے غافل ہے  
آبے شاں ترک مشک و محم کنند  
پانی پینے والے مشک اور محم کو چھوڑ دیتے  
غرقہ سوریاے نیچونست و چند  
وہ بے مثال اور لامحدود دریا میں فرق ہیں  
یارینش شونہ فرزند قیاس  
مشابہت کا پیمانہ، گمان کا پابند نہ ہو  
بہر حکمت را دو صورت کشیدند  
حکمت کی وجہ سے دو صورتوں کے بن گئے ہیں  
دریے ہم ہیچو دُنباں و سر اند  
ہم اور سر کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے ہیں  
وہیں خرد بگذاشت بہر و گرفت  
اس عقل نے ہر دو کو چھوڑ دیا اور نشان شکست دئی  
ہر دو خوش و لشت ہمدگر شدند  
دونوں بخوبی ایک دوسرے کے روپشت بن گئے  
ہر دو آدم را مبین و ساجد  
لہذا دونوں آدم کے مددگار اور سجدہ کرنے والے ہیں

آگنی عقل نے ادراک حقائق کی شان و شوکت حاصل کر لی۔

لے لاجرم چونکہ فرشتے اور عقل میں حقیقی وحدت ہے لہذا ایک دوسرے کا مددگار ہے اور  
اُن دونوں میں اس طرح کا اتحاد ہے جیسا کہ ایک چیز کی دو اور پشت میں اتحاد ہوتا ہے ہم ملک  
اسی اتحاد کی وجہ سے دونوں اشتقاقی کو پہچانتے ہیں متحد ہیں اور دونوں آدم کے لئے مددگار  
اور سجدہ کنان بن گئے۔



نفس شیطاں بود زاول واحد

نفس اور شیطان شروع سے ایک تھے

انکہ آدم را بدن دید او رمید

جس نے آدم کو رمض جسم سمجھا وہ بدک تھا

آں دو دیدہ روشن لوحه ایں

وہ دونوں آنکھیں اس سے روشن ہو گئیں

ایں بیایا کنوں جو خر برتخ بماند

اب یہ بیان برف پر گرسے کی طرح رہ گیا

کے تو اں باشیعہ گفتن از عمره

شید سے حضرت عمرہ کی بات کہ کہی جاسکتی ہے؟

لیکے گرد درہ بگوشہ یک کست

لیکن اگر گاؤں کے گوشوں میں ایک شخص ہی ہے

مستحق شرح راسنک کلون

شرح کے لائق کئے گئے پتھر اور ذہیل

بود آدم را عید و وحاسد

آدم کے دشمن اور عاصد تھے

وانکہ نور مؤمن دید او خمید

جس نے امانت رکھا ہوا نور دیکھا وہ جھک گیا

وین دورا دیدہ ندیدہ غیریں

ان دونوں کی آنکھوں نے مٹی کے سوا کچھ نہ دیکھا

چوں نشاید بر خیمود اخیل خواند

چونکہ یہودی کو اخیل نہیں سنانا جاسکتی

کے تو اں بریطازدن در پیش کر

بہرے کے آگے سازنگی کہاں بجائی جاسکتی ہے؟

ہائے دعوئے کہ بر آدم بست

جو میں نے ہائے اور ہوئی وہ بہت ہے

ناطقے گرد و شرح باو سوح

اپنی طرح تشریح کرنے والا گویا بن مانا ہے

در بیان انکہ حق تعالیٰ بہر چہ داد و آفرید از سموات ارض اعیان

اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا ہے آسمان اور زمین اور جو ہر اور

اعراض ہمہ ابات دعا و حاجت فرید خود را محتاج چیزے دیگر باید

عرض پ درخواست اور حاجت کی بنا پر پیدا کئے ہیں اور اپنے اکبر و بڑی چیزوں کی محتاج بنانا

کردن تا بدو کہ اقم تحب المضطر اذا دعا و اضطرار گواہ استحقاق

چاہئے تاکہ مٹا کر کہ (اٹھنے پر) کہن جو ضرورت دیکھئے جبکہ ملکر چلا کر ضرورت کو اسے متوجہ ہو کر گواہ

آں نیاز موی بود دست و در

وہ حضرت مریم کی نیاز مندی اور درد تھا

جزو جزوت گفت را در نہفت

تیرا ہر جزو ہر شیعہ طور پر ہائے والا ہے

آں نیاز موی بود دست و در

وہ حضرت مریم کی نیاز مندی اور درد تھا

جزو او بے او بے او بگفت

انکے جزو نے بغیر انکے کہے، انکے نے گفتگو کی

ہے آگے مولانا نے اسی مضمون کو واضح کیا ہے — آں نیاز حضرت مریم کو حاجت اور ضرورت ہوئی

تواضع کے لئے کہہ کے لہر تشریح کرادی اور حضرت یسوعؑ کو اس کے شاہد بن گئے جزو او جس

طور یعنی مریم کے جزو بدن کو ان گواہ بنے اس طرح تھا کہ ہر جزو تھا را گواہ ہے قیامت میں تھا ہے اعضاء

لہ نفس و شیطان جس

طرح فرشتے اور عقل میں اتحاد

ہے اسی طرح نفس اور شیطان

میں اتحاد ہے اسی لئے دونوں

آدم کے دشمن اور عاصد بنے

آگے نفس اور شیطان نے

حضرت آدم کا صرف جسم

دیکھا تو مسجد سے اڑکار

کر دیا عقل اور فرشتے نے ان

کے نور باطنی کو دیکھا تو انکے

سائے جھک گئے آن درویش

عقل اور فرشتے کی آنکھیں اس

نور سے روشن ہو گئیں نفس

اور شیطان کی آنکھوں نے

صرف مٹی دیکھی اس بیان

یعنی عقل اور فرشتے کی قدرت

اور شیطان اور نفس کی قدرت

کا بیان نہیں ہو سکا چونکہ

اس کے سمجھنے کے اہل نہیں

ہو چکے نشاید تمہارے

سائے اس بیان کی تشریح

ایسی ہی ہے جیسا کہ یہودی

کے سائے اخیل کی تلاوت

یا شیعہ کے سائے حضرت عمرہ

کے نقشاں کا بیان یا بہرے

کے سائے سازنگی بجاتا۔

لہ ایک کسی میں اہمیت

تو اسی میں بیان سے شرح و

تفصیل سمجھ جائیگا جو ممکن نہیں

میں نے کہہ دی ہیں وہ انکے

لئے کافی ہیں مستحق تفصیل

اور تشریح کا مستحق اور اس پر

ہے وہ توجہ زبان چیزوں کو

دیکھ کر انے حقائق کا اور کہ

کر لیتا ہے اہل چیز استحقاق

اور طلب حاجت ہے اگر وہ

موجود ہے تو خود تفصیل بخاتی



لے درناشی۔ اگر تو تشریح  
کامتن نہیں ہے تو بڑے  
سے بڑا مقرر بھی مست بڑ  
جائیکا اور تشریح ذکر ہے گا۔  
ہرچہ ساتھ تعالیٰ نے جو کچھ  
پیدا فرمایا ہے وہ مخلوق کی  
ضرورت پوری کر کے ہے  
بنا یا ہے۔ حق تعالیٰ آسمان  
کی تخلیق ہی مخلوق کی ضرورت  
اور احتیاج کی وجہ سے ہے۔  
ہر کہ جبکہ تمام چیزوں کی تخلیق  
احتیاج کی وجہ سے ہے تو جو  
بھی محتاج ہوگا اور اس میں  
طلب ہوگی وہ ضرور مقصود  
حاصل کر لے گا۔ مایہ آتش۔  
رحمت کی اصل اور سرمایہ  
السان کا درد ہے ہر کچھ  
جہاں ضرورت ہوتی ہے  
وہاں ضرورت کی چیز پہنچ  
جاتی ہے درد ہو تو دعا حاصل  
ہو جاتی ہے فقر ہو تو سامان  
مل جاتا ہے جواب اشکال  
کے پاس پہنچ جاتا ہے اور پانی  
کھیت کے پاس پہنچتا ہے۔  
لے آب کو جب پانی کی کٹاں  
ذکر پیاس پیدا کر پانی غور  
بغور تیرے پاس پہنچ جائیگا۔  
تازہ زاید جب پہنچ پیدا ہو  
جاتا ہے اور اسکو درد کی  
ضرورت ہوتی ہے تو قدرت  
اس کی ماں کے پستان میں  
دودھ پیدا فرماتی ہے۔  
مے تیرے تو کسی بھاگ دوڑ کر  
پیاس اور غم میں گرمی  
پیدا کر لے گا۔ جب  
ضرورت پیدا کرے گا غیب  
سے پانی کی آواز آنے لگے گی

دست پاشا ہر شہوندت آری  
لے غلام! تیرے ہاتھ پاؤں گمراہ نہیں گے  
ورنہ ناشی مستحق شرح و گفت  
اگر تو تشریح اور گفت کر کا مستحق نہیں ہے  
ہرچہ روئید از پئے محتاج رت  
جو کچھ آگاہ ہے محتاج کے لئے آگاہ ہے  
حق تعالیٰ کا اس سموات کفرید  
حق تعالیٰ نے جو ان آسمانوں کو پیدا کیا  
ہر کہ جو یا شدہ بیا بد عاقبت  
جو بستہ کرنا ہے بالآخر بایلتا ہے  
ہر کچھ دردے دوا آنجا رود  
جہاں درد ہوتا ہے کروادہاں بہنہتی ہے  
ہر کچھ مشکل جواب آنجا رود  
جہاں اشکال ہوتا ہے جواب وہاں ملتا ہے  
اب کم جو رشنگی اور بدست۔  
پانی کی کٹاں ذکر پیاس پیدا کر  
تازہ زاید طفلک نازک گلو  
جب تک نرم گئے والا بچہ پیدا نہیں ہوتا  
رؤ بدیں بالا و پستی ہا بدو  
جا، اس نشیب و فراز میں درد  
بعد ازاں از بانگ زبور ہوا  
اس کے بعد ہوا کی بھڑکی آواز سے  
حاجت تو کم نباشد از حشیش  
تیری ضرورت گھاس سے کم نہ ہونی چاہیے

منکری را چند دست و پانی  
تو انکار کے کتنے ہاتھ پاؤں لگائے گا  
ناطق ناطق ترا دید و مخفت  
بولنے والے کی قوت، ناطق نے تجھے دیکھا اور وہ  
تا بیا بد طالعے چیزے کہ جست  
تاکہ طلبگار ہر وہ چیز پالے جس کو وہ ڈھونڈے  
از برائے دفع حاجات آفرید  
ماجہیں پوری کرنے کے لئے پیدا کیا  
مایہ آتش دردست اصل مرحمت  
اس کا سرمایہ اور رم کی جڑ، درد ہے  
ہر کچھ فقرے نوا آنجا رود  
جہاں فقر ہوتا ہے سامان وہاں پہنچتا ہے  
ہر کچھ کشتے ست آب آنجا رود  
جہاں کھیتی ہے پانی وہاں پہنچتا ہے  
تلم کجوشد آبت از بالا و پست  
تاکہ تیرے اوپر اور نیچے سے پانی جوش اے  
کے رواں گرد و زبستان خیر او  
اس کا درد و پستان سے کہاں جانی نہ لے؟  
تا شوی تشنہ و حرارت را کرو  
تاکہ تو پیاسا بنے، اور حرارت میں پھنسے  
بانگ آب جو نموشی لے کیا  
اے معزز! تو نہر کے پانی کی آواز سنے گا  
آب اگیری سوئے اومی کشیش  
تو پانی لیتا ہے اور اسکو اٹکی جانب بجاتا ہے

نہ نہ کہ مطلوب کی فکر میں نہ پڑو اس کی حاجت پیدا کرو مطلوب خود حاصل ہو جائے گا حاجت تو  
گھاس کو جب پانی کی ضرورت ہوتی ہے انسان خود اس تک پانی پہنچاتا ہے اسی طرح تم  
حاجت پیدا کرو خود قدرت مطلوب کو تم تک پہنچا دے گی۔



گوش گیری آب را تو می کشی

تر بائی کا مان پلا ہے (اوس اسکو تو کھینچ رہے)

زرع جاں را کش جواہر مختصرت

جان کی کھیتی کے لئے جس میں جواہر چھپے ہوئے ہیں

تاسقاہم ربہم آید خطاب

تاکہ انکو انکے رب نے سیراب کیا۔ کی بشارت آئے

سوع زرع خشک تا یا بد خوشی

خشک کھیتی کی جانب تاکہ تازگی حاصل کرے

ابر رحمت پر ز آب کو شریست

رحمت کا بادل کو شریکے بانی سے بہا ہوا ہے

تشہ باش اللہ اعلم بالصواب

پیا سامین اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

آمدن ز نے کافرہ با طفل شیر خوارہ نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

ایک کافر عورت کا دھوکہ دیتے ہوئے بچے کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا

وناطق شدن عیسیٰ وار بمعجزہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

اور اس کا (حضرت عیسیٰ) کی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے سے ہونا

ہم آزاں وہ یک ز نے از کافران

ہم کافلوں سے ایک عورت کافرہ میں سے

پیش پیغمبر در آمد باخار

اور معنی اللہ کریم پیغمبر کے سامنے آئی

گفت کوک سلم اللہ علیک

بچے نے کہا آپ پر اللہ کا سلام ہو

مادرش از چشم گفتا ہی خموش

میں کی ماں غصے سے بولی خبردار! چپ

ایں کیت آموخت طفل ضعیف

لے نئے بچے! یہ تجھے کس نے سکھایا؟

گفت حق آموخت انگ جبریل

اس نے کہا اللہ (تعالیٰ) نے سکھایا پھر جبریل نے

گفت گو گفتا کہ بالائے سرت

میں نے کہا کہ کہاں ہے کہا کہ تیرے سر پر

ایستادہ بر سر تو جب ریل

تیرے سر پر جبریل کھڑے ہیں

سوع پیغمبر دواں شد ز امتحان

امتحان کے لئے پیغمبر کی طسرت دہری

کووکے دو ماہہ زن را در کنار

دو مہینے کا بچہ عورت کی گود میں تھا

یا رسول اللہ قد جئتک النیک

اے اللہ کے رسول ہم آپ کے پاس آئے ہیں

کیت افکند ایں شہادت بلوش

یہ شہادت کس نے تیرے کان میں ڈال دی؟

کز بانٹ گشت در طفلی جریر

کہ تیری زبان بچپن میں تیسرے بن گئی

در بیاں با جبریل سلم من ریل

میں بیان کرنے میں جبریل کا ہم زبان ہوں

می نمینی کن بب الامنظرت

تو نہیں دیکھ رہی ہے اپنی نگاہ اوپر کر

مر مرا کشتہ بصد کونہ دیل

وہ میرے لئے سینکڑوں طریقے سے راہنما بن گئے ہیں

لہ زرع۔ روحوں کی کھیتی

کے لئے ابر رحمت کو شریک بانی

لے ہوئے موجود ہے قسم

ضرورت پیدا کرو تو سقاہم

ز نعمت کا پیغام تمہارے

پاس آجائے گا۔ سقاہم

قرآن پاک میں ہے سقاہم

ز نعمت مشورۃنا علیہم و انوار

پلائی ان کو ان کے خدا نے

پاک شہاب

نہ جہم الا۔ وہ ظلم میں

کا پانی آنحضرت نے دیا تھا

جب اپنے گائوں میں پہنچا

اور آنحضرت کی باتیں اڑھوئے

کا میں نے ذکر کیا تو ایک عورت

آنحضرت کے پاس آئی اب

میں کا قصہ بیان کیا جا رہا ہے۔

گفت۔ یہ بچہ آنحضرت کے

مخبر سے ہے بول پڑا اور

میں نے آنحضرت کو سلام کیا

اور آنحضرت کو اللہ کا رسول

کہہ کر نکارا۔

لہ شہادت یعنی آنحضرت

کے بارے میں اللہ کا رسول

ہونے کی گواہی۔ اللہ۔ یہ آ

تجھے کس نے سکھائی کہ تو

آنحضرت کی رسالت کی گواہی

دے رہا ہے بجز تیرے زبان

فصح عرب کے مشہور شاعر

کا نام جبریل۔ ہجران۔

دیں۔ راہنما۔



گفت می بینی تو گفت کہ بلے

اُس نے کہا تو دیکھ رہا ہے، کہس کہ ہاں

می بیاموزد مرا وصفِ رسولؐ

وہ مجھے رسولؐ کی صفات بتا رہے ہیں

پس رسولؐ گفت اے طفلِ صبیح

پھر رسولؐ نے اُس سے فرمایا اے (دو) بچے بچے!

گفت نام پیش حق عبد العزیز

اُس نے کہا اللہ کے نزدیک میرا نام عبد العزیز جو

من ز غزویؐ پاک بزار و بری

میں غزویؐ سے پاک، بزار اور بری ہوں

کو دک دو ماہہ ہچموں ماہ بد

چودھویں رات کے چاند جیسے (دو) مہینے کے بچے

پس خنوط آں دم ز جنت در سید

پھر اُسی وقت جنت سے خنوط آئی

ہر دومی گفتند کہ خوفِ سقوط

(دونوں) (خوف) کے زوال کے ڈر سے کہہ رہے تھے

آنکہ تعریفش شہنشاہ خود کند

وہ جس کی تعریف خود شہنشاہ کرے

آں کہے راکش معرف حق بود

وہ جس کی تعریف کرنے والا اللہ (قائل) ہو

آں کہے راکش خدا حافظ بود

وہ جس کا خدا نگہبان ہو

بر سر ت تاباں چو بدر کا ملے

تیرے سر پر مثل چودھویں کے چاند کی طرح چمکے

زاں مظلوم می رہا بند زینِ سقوط

اُس باندی کے ذریعہ وہ مجھے پستی سے بچا رہے ہیں

چہیت نامت باز کو و شو طمع

صاف بتا تیسرا کیا نام ہے اور زنا پر دلبری!

عبد غزویؐ پیش ایں یک مشت حیر

ان چند نالائقوں کے نزدیک عبد الغزویؐ ہے

حق آنکہ دادت ایں پیغمبری

اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو پیغمبری دی ہے

درس بالغ گفت چوں اوصاف

صدر نشینوں کی طرح پوری تعریف کی

تا دماغ طفل و مادر کو کشید

یہاں تک کہ بچہ اور ماں نے خوش ہو سنی

جاں سپردن بہ بریں کو خنوط

اِس خنوط کی خوشبو پر جان لے دینا بہتر ہے

جامد و نامیش صدر مروق زند

بے جان جامد اور نامیش سیکڑوں خادما نے بھلتے ہیں

جامد و نامیش صد صدق زند

بے جان اور جامد اسکی سینکڑوں تعریفیں کرتے ہیں

مرغ و ماہی مرور احواس شود

پرند اور مچھلی اُس کے پہرے دار ہوتے ہیں

اے مظلوم باندیِ سقوط

پستی۔ رنج۔ درد و ہتاپت۔

چیز نامزد۔ درجی بالغ یعنی

آنحضورؐ کی صفت کا مکمل

بیان۔ اصحابِ صدر یعنی

صدر نشین ہمارے۔

اے خنوط۔ ایک مرتب

خوشبو ہے۔ جاں سپردن۔

یعنی اُن کو خوشبو اِس قدر

پسند آئی کہ اُس کے ختم

ہو جانے کے ڈر سے جان

دینے پر آمادہ ہو گئے شہنشاہ

یعنی اللہ تعالیٰ۔ مروق۔

خوشی کا آواز۔

اے آن کے جس ذات

کی خدا تعریف فرمائے دنیا

کی ہر چیز اُس کی تعریف کی

تعریف کرتی ہے۔ جامد

بے جان۔ نامی۔ جامد۔

مصدق۔ اُس نے سچ بولا۔

حارس۔ محافظ۔

رہودن عقاب موزہ رسولؐ علیہ السلام را و بردن بہو او

باز کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے کو ہوا میں لے اڑنا اور

نگوں کردن و از موزہ مارے سیاہ افتادن

اونڈھا کرنا اور موزے سے سیاہ سانپ گرنا



اندریں بودند کاوا از صلا  
 وگ اسی انتظار میں تھے کہ اذان کی آواز  
 خواست آئے و وضو راتازہ کرد  
 پانی مانگا اور تازہ وضو کیا  
 ہر دو یا شست بموزہ کرد رگ  
 دونوں پاؤں دھوئے اور موزے کا امانہ کیا  
 دستک موزہ بڑاں خوش خطا  
 اس خوش خطاب نے موزے کی جانب اشارہ کیا  
 موزہ را اندر ہوا برد او چو باد  
 وہ موزے کو ہوا کی طرح فضا میں لے آوا  
 درفت ادا موزہ یک ماریاہ  
 موزے سے ایک کالا سانپ گرا  
 پس عقاب آں موزہ را آورید باز  
 پھر باز اس موزے کو واپس لایا  
 از ضرورت کردم ایں گستاخی  
 میں نے یہ گستاخی مجبوراً کی  
 ولے گو گستاخ پائے می نہد  
 اسوں میں ہر جو گستاخی سے پاؤں رکھے  
 پس بولش مشکر گفت و گفت ما  
 پھر صول نے اس کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا ہم  
 موزہ بر بودی و من در غم شدم  
 تو موزہ آپکے لے گیا، اور میں بے چارہ  
 گرچہ ہر غیبی خبرا مارا نمود  
 اگرچہ اللہ تعالیٰ نے میں پر فریب دکھایا ہے  
 گفت و راز تو کہ غفلت از تورت  
 گفت و راز تو کہ غفلت از تورت  
 اس نے کہا یہ بات آپ کے بید ہے کیونکہ غفلت  
 سے بڑا میں

مصطفیٰ البشید از راہ علا  
 اونچائی سے مصطفیٰ نے مثنوی  
 دست زوراشت اوزاں آب سے  
 اس ٹنڈے پانی سے ہاتھ اور منہ دھو یا  
 موزہ را بر بود یک موزہ بوائے  
 ایک موزہ لے آئے والا، موزہ لے آوا  
 موزہ را بر بود از دستش عقاب  
 بادشاہ کے ہاتھ سے موزہ آپکے لے گیا  
 پس نگوں کرد اوزاں مارفتاد  
 پھر اس کو اس نے اذہ حکلیا، اس میں سے سانپ گرا  
 زان عنایت شد عقابش نیکو  
 اس مہربانی کی وجہ سے باز آپ کاغیر خواہ بنا  
 گفت ہیں بتان ز روستو نماز  
 بولا ہاں لے لیجئے، اور نماز کر جائیے  
 از ادب دارم شکستہ شاخچے  
 میں ادب کی وجہ سے ٹوٹی ہوئی شاخ رکھتا ہوں  
 بے ضرورت کش ہوا فتویٰ ہد  
 بغیر ضرورت کے جبکہ اس کو خواہش نفسانی تھی وہ  
 ایں جفا دیدیم و بوداں خود وفا  
 یہ ظلم سمجھے، اور وہ وفا داری تھی  
 تو غم بردی و من در غم شدم  
 تو نے غم بٹایا، اور میں غمگین ہوا  
 دل دران لحظہ خود مشغول بود  
 (لیکن) دل اس وقت اپنے میں مشغول تھا  
 دیدیم آں غیب را ہم عکس تست  
 میرا غیب کو دیکھیں گے ابھی آپ کا پرتو ہے

لے آوا مثلاً یعنی حضور  
 کے دل میں نماز کیلئے ایسا  
 ہوا یا موزہ کی اذان مثنوی  
 راتے یعنی موزہ پہننے کا اعلان  
 کیا۔ موزہ بڑا یعنی عقاب  
 لے عنایت یعنی عقاب کا  
 موزہ آپکے لے جانا شکستہ  
 یعنی ہر گستاخی کی وجہ سے  
 شہزادہ ہو کر بھاگیا ہوں مجھے  
 کہ ٹوٹی ہوئی شاخ مر جھا  
 جاتی ہے۔ ولے۔ ضرورت  
 کے وقت گستاخی قابل گرفت  
 نہیں ہے، نفسانی خواہش  
 سے گستاخی افسوسناک ہے۔  
 لے آوا۔ یعنی موزہ لے  
 آنا۔ در غم شدم۔ میں بے چارہ۔  
 غم۔ یعنی سانپ۔ گفت۔  
 یعنی حضور کی غفلت خود  
 بینی کی وجہ سے نہیں ہو سکتی  
 بلکہ تزل اختیار کی وجہ سے  
 تھی۔ دیدیم۔ مجھ پر موزے  
 میں سانپ کے چھوئے کا  
 انکشاف آپ کے کشف کا  
 عکس اور پرتو ہے۔



لے عکس۔ اور بارانہ کی  
صفت سے کشف باطنی  
حاصل ہوتا ہے تاہیکل  
لوگوں کی صفت دل کو  
بے نور بنا دیتی ہے۔ عکس  
اللہ کے نیک بندوں کا پرتو  
نورانی ہوتا ہے اور خدا سے  
بیگانوں کا پرتو ظلمانی ہوتا  
ہے۔

۱۵۔ وجہ منہ کے داتہ  
سے یہ نصیحت حاصل کرنی  
چاہیے کہ انسان کی پریشانی  
راحت کا سبب بنتی ہے  
تاکہ اپا نیک جو مادرِ جنس  
آئے اس سے اللہ کے ساتھ  
بیگانی نہ کرنی چاہیے۔ بیگانگی  
نام لوگوں کے لئے جو دائرہ  
پریشانی کا سبب بنے عکس  
بھی تو خدا کی پریشانی سے  
قبول کرتا کہ اگر بھل کی  
چٹیاں بیحدہ بیحدہ بھی کر لیا  
جائیں تو اس کی مسکراہٹ  
ختم نہ ہوگی۔

۱۶۔ کوہ پھول ہی سمستا  
ہے کہ میری ہر چیزِ عدم سے  
جو دم میں آئی ہے لہذا کسی  
جو دم کے دم کی طرف لوٹنے  
سے ناخوشی مناسب نہی۔

۱۷۔ تبار یعنی مصیبتِ عدم  
یا قہر، ہم، یعنی کسی چیز کے  
نہت ہونے کو کسی مصیبت  
سے نہت کا سبب سمجھو۔

۱۸۔ اقصیٰ تصوف کی حقیقت  
بھی ہے کہ انسان اس بات  
کا عادی ہو جائے ہر چیز از  
دست می رسد نیکیت ہر چیز  
خوشی، شریح، ریخ۔

مار در موزہ بہ بینم در ہوا  
میں فضا سے موزے میں سانپ دیکھ لوں  
عکس نورانی ہمہ روشن ہوو  
نورانی پرتو پورا روشن ہوتا ہے  
عکس عبد اللہ ہمہ نوری ہوو  
اللہ کے نیک بندے کا پرتو بالکل نور ہوتا ہے  
عکس ہر کس را بداراں جان میں  
ہر شخص کے پرتو کو کھانے سے جان دیکھ لے

نیست از من عکس تست ای مصطفیٰ  
یہ میرا کام نہیں ہے اے مصطفیٰ! یہ آپ کا پرتو ہے  
عکس مظلمانی ہمہ گلخن ہوو  
ظلمانی پرتو بالکل بھٹی ہوتا ہے  
عکس بیگانہ ہمہ کوری ہوو  
بیگانے کا پرتو بالکل اندھا بن ہوتا ہے  
پہلوئے جنے کہ میخوای نشین  
تو جس شخص کے پہلو میں بیٹھنا چاہ رہا ہے

و جب عبرت گرفتن از اس حکایت یقین آشتن ان مع العسر یسرا  
اس حکایت سے عبرت حاصل کرنے کا پہلو اور یقین طور پر جاننا کہ سختی کے ساتھ سہولت ہے

تا شوی راضی تو در حکم خدا  
تاکہ تو اللہ کے حکم کے فیصلہ پر راضی ہو جائے  
چوں بہ بینی واقعہ بندا گہاں  
جب تو اپنا نیک کوئی پرتو واقعہ دیکھے  
تو جو گل خنداں کہ سود ویاں  
تو نفع اور نقصان کے وقت پھول کی طرح چلے  
خندہ نگار و نگر و منتشی  
وہ مسکراتا نہیں چھوڑتا ہے اور نہ مڑ جائیگا  
خندہ را من خود ز خارا و زہ ام  
میں نے اپنی مسکراہٹ کاٹنے سے نہ ہے  
تو یقین واں کہ خریدت از بلا  
تو یقین کر لے کہ اتنے جیے مصیبت سے بچاؤ  
فی الفوائد عند اقیان اللبح  
دل میں دریغ آنے کے وقت سیر  
در بوداں موزہ را زان نیک  
اُن نیک فعلت سے موزہ اڑا لے گیا

عبرت اس قصہ لے جاں مہترا  
اے جان! تیرے لئے یہ قصہ باعثِ عبرت ہے  
تاکہ زیرک باشی و نیکو گساں  
تاکہ تو ہر مشیاد اور نیک گمان بن جائے  
دیگراں گردند زرد از بیم آل  
دوسرے اس کے اندسے پہلے پڑ جائیں  
زانکہ از گل گر تو بر گش می کنی  
کیونکہ اگر تو پھول کی پتیاں کر دے  
گوید از خارے چرا افتم بغم  
وہ کہتا ہے میں کاٹے سے غم میں کیوں رہوں!  
ہر چہ از تو یا وہ گرد و از قضا  
تصانعی جو سے جو چیزِ قہر سے کم ہو جائے  
مَا النَّصُوفُ قَالَ وَجَدَانُ الْفُوح  
تصوف کیسا ہے، کہا خوشی محسوس کرنا  
آں عقابش را عقابے داں او  
اس سنا کوہ باز سمجھ لے جو



تازہ ہند پاش را از زخم مار

نماز آپ کے پاؤں کو سانپ کے زخم سے بھائے

گفت لا انا سوا علی ما فانت کما

فرمایا جو تم سے ہمارے سوا کسی پر غم نہ کرو

گفت ہر حال فوت شد مگر میں

فرمایا جو چیز فوت ہو جائے (اُس پر غم کیجیے)

گر بلا آید ترا اندہ مہر

اگر تم پر مصیبت آنے پر غم نہ کر

کاں بلا دفع بلا ہائے بزرگ

کیونکہ وہ مصیبت بڑی مصیبتوں کیلئے دفع ہے

راحت جان آدے جان مت مال

اے عزیز اہل کافوت ہر ناجان کی حفاظت کر

اے خنک عقلے کہ باشد بے غما

قابل مبارکباد ہے وہ عقل جو بے غبار ہے

ان انا الشرحان وادری شانتکم

اگر بھڑا آجائے اور تمہاری بکری ہلاک کر دے

زانکہ گرشد کہ نہ آید باز نو

کیونکہ اگر پرانی جاتی رہی ہے نئی پھر آجائے گی

ورزیاں بینی غم آں ہم مخور

اگر تو نقصان دیکھے افس کا غم نہ کھا

واں زیاں منع زیاں ہائے شرک

اور وہ نقصان بڑے نقصانوں کا مانع ہے

مال چوں جمع آمد آجاں و مال

اے عزیز! جب مال جمع ہو جائے جو مال مانع ہو جائے

استد علیٰ آں مرد از موسیٰ علیہ السلام زبان بہا کم و

(حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک شخص کا چوہاؤں اور پرندوں کی زبان کیچنے کی درخواست)

طیور و قبول کردن موسیٰ با امر حق

اور اُن کا اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اسکو قبول کر لینا

کہ یہ آموزم زبان جانوراں

کہ مجھے جانوروں کی زبان سکھا دیجئے

عبرتے حاصل کنم در دین حق

اللہ کے دین میں کوئی عبرت حاصل کروں

در پئے آبت و نان و مومدہ

روٹی، اور پانی، اور مکر کے شے ہیں

باشد از تدبیر ہنگام گذر

ہو، مرنے کے وقت کی تدبیر کا

کاین خطر وار دے پیش و پس

کیونکہ یہ آگے اور پیچھے بہت سے خطرے

گفت موسیٰ رایکے مرد چو اں

ایک نوجوان نے (حضرت موسیٰ سے عرض کیا)

تا بود کز بانگ حیوانات و دود

ہو سکتا ہے کہ حیوانات اور درندوں کی آوازیں

چوں زبان نہائے بنی آدم ہمہ

چونکہ تمام اولاد آدم کی زبانیں

بگو کہ حیوانات را و رد و دگر

ہو سکتا ہے کہ حیوانات کا کوئی دوسرا اصول

گفت موسیٰ رو گذر زینیں ہو

(حضرت موسیٰ نے فرمایا جاہل ہوس سے رو گذر کر

لہئے خنک بینی وہ عقل

قابل مبارکباد ہے جو تغافل پر

راضی ہو اور اس پر شکوک

و شبہات کا غبار بالکل نہ

ہے۔ گفت: تر آن میں فرمایا

گیلے کسی فوت شدہ چیز

پر غم نہ کرو! انا ان ہیں

کا تعلق قرآن آیت سے نہیں

ہے۔ سرخان۔ پھر فرمایا۔

اے کائنات! انسان کی

ایک مصیبت بہت سی

بڑی مصیبتوں سے نجات کا

سبب بنتی ہے۔ راحت جان

مال کی تباہی جان کی راحت

کا سبب بن جاتی ہے۔ لہذا

اس فقرے سے یہ ثابت کیا

ہے کہ مال تباہ ہونے سے

جان بھی ورز جان کی ہلکت

ہوتی۔

تاکہ تا بود۔ جانوروں کی

زبان کیچنے والے نے کہا کہ

انسانوں کی تمام باتیں تو

دنیا داری کی ہیں شاید۔۔۔

جانوروں کی باتیں آخرت

سے متعلق ہیں تو میں اُن سے

عبرت حاصل کروں گا۔ ورنہ۔

عبارت کا معمول ہنگام گذر

موت کا وقت۔



نہ از کتاب از مقالِ حرفِ لب

ذکاب اور گفتگو اور حرف اور مثنوی

گرم تر گرد و دہمی از منعِ مرد

روکنے سے انسان اور منع ہو جانا ہے

ہر چہ چیزے بود از تو چیز یافت

جو کچھ بھی تھا (اُس نے) آپ سے کچھ پایا

لا لقی لطف ت نباشدے خواہ

لے سخی! آپ کی ہر بات کے مناسب نہیں ہے

یاس باشد کہ مرا مالعِ شوی

اگر آپ مجھے منع کریں گے تو یا دوسری ہوگی

سخنہ کردش مگر دیو ز جیم

خداوند مکنون مشہدِ سلطان نے اُس کو کہا یا ہے

ورنیا موزم دُش بندمی شود

اگر نہیں سکھاتا ہوں تو اس کا دل بُرا ہوگا

رد نہ کردیم از کرم ہرگز دُعا

کرم سے ہرگز دُعا رد نہیں کی ہے

دستِ خاید جاہا را بردرد

ہاتھ چھائے گا کپڑے پہاڑے گا

عجز بہتر مایہ پر ہیزگار

ماجوسی، پرہیزگار کے لئے بہتر، اچھا سرا ہے

کہ بتقوئے ماند دستِ رساں

نازنا ہاتھ پر ہیزگاری میں رہتا ہے

کہ ز قدرتِ صیر با پد رو د شد

کہ قدرت کے وقت بہت صبر و برداشت ہوئے

از بلائے نفسِ پر حرصِ غماں

حرص اور غموں سے بھرتے نفس کی مصیبت

عبرتِ بیداری از زرداں طلب

عبرت اور آگاہی خدا سے مانگ

گرم تر شد از آن منش کہ کرد

وہ اُس روکنے سے اور زیادہ (سرا) گرم ہو گیا

گفتے موسیٰ چو نور تو بتافت

اُس نے کہا اے موسیٰ! جب سے آپ کا نور خود ہوا

مَر مرا محروم کردن زیں مُراد

اِس مقصد سے مجھے محروم کرنا

اِس زماں قائم مقامِ حقِ توئی

(اس وقت آپ اللہ اقبال) کے نائب ہیں

گفتے موسیٰ یارب اِس مَر سلیم

(حضرت) موسیٰ نے فرمایا اے خدا! اِس بھولے لالہ کو

مگر بیا موزم زیاں کارش بُود

اگر میں سکھا دوں وہ اُسکے لئے نقصان دہ ہوگا

گفتے موسیٰ بیا موزش کہ ما

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اے موسیٰ! اُسکو سکھا دیکر کرم

گفت یارب اُوپشیمانی خورد

(موسیٰ نے) فرمایا اے خدا! وہ خرمندہ ہوگا

نیست قدرت ہر کے اسازوا

قدرت ہر ایک کے لئے مناسب نہیں ہے

فقر زیں زو فخر آمد جاوداں

اِس لئے فقر ہمیشہ فخر سے

زاں بغنا و زان غنی مَر د و شد

اِس لئے مالدار اور مالدار مرید ہوا ہے

آدمی را عجز و فقر آمد آماں

آدمی کے لئے عجز اور فقر (باعض) اس سے ہے

لے عبرت کتاب اور گفتگو

سے حاصل نہیں ہوتی خدا

کا عطیہ ہے اللہ سے مانگ۔

مگر تم حضرت موسیٰ کے انکار

سے اُس کا اصرار اور زور

گیا اِس نے کہ ہیں انسانی

مزاح ہے گفت۔ وہ

حضرت موسیٰ سے اصرار

میں۔ باتیں کہنے لگا۔

تلفِ گفت۔ اُس کے اصرار

سے عاجز کر حضرت موسیٰ

اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ

ہو کر عرض کیے تھے۔ اے

موسیٰ! اللہ تعالیٰ نے

فرمایا اُس کو سکھا دو گفت

یارب حضرت موسیٰ نے

عرض کیا کہ اگر اُس کو سکھا

دوں گا تو وہ اُس کے نتائج

سے خرمندہ ہوگا اور افسوس

کرے گا۔

نیست۔ باختیارِ اللہ

با قدرت ہونا ہر شخص کے لئے

بہتر نہیں ہوتا ہے قدرت

کا نہرنا انسان کو پرہیزگار

بنانا کہ ہے فقر میں انسان

کو بہت سے گناہوں پر

قدرت نہیں ہوتی اِس لئے

وہ باعثِ فخر ہے مالدارانی

مالدار کے ذریعہ بہت سے

گناہوں میں غوث ہو جانا

ہے اِس لئے مرید ہو جانا

ہے۔



آن غم آید ز آرزو ہائے فضل  
بیکار از بیکار سے غم پیدا ہوتا ہے  
آرزوئے گل بود گل خواہ را  
یعنی کھلے والے کو مینی کی تمنا ہوتی ہے

کیدان خورده است آن صید غل  
جہی کی اس شکار کے قیدی نے عادت ڈال لی جو  
گلشکر نگوار داک بچارہ را  
اس بے چارے کو گلشکر گوارا نہیں ہوتا ہے

وحی آمدن از حق تعالی بموسی علیہ السلام کہ یا موسیٰ  
اللہ تعالیٰ کی جانب سے (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کو وحی آنا کہ اس کو بگو  
چیزے کہ استدعای گشت بعضے را ازال  
تھوڑا سا ریسکا دو جس کی وہ درخواست کرتا ہے

گفتند زواں تو بیدہ بالیت او  
اللہ (قلے) نے فرمایا تو اہل دارا ہی کہو  
اختیار آمد عبادت انک  
اختیار عبادت کا تمک ہے  
گردش او رانہ اجرو نے عتاب  
اس کی گردش کا نہ ثواب ہے نہ عتاب ہے  
جملہ عالم خود مستبح آمدند  
تمام عالم خود اسبج پڑھنے والے ہیں  
تیغ درد ستش ناز عجزش بکن  
اس کے اند میں تلوار دیر سے اسکا جھجھک کرے  
زانکہ گزشتہ آدم ز اختیار  
اختیار کی وجہ سے (یعنی) آدم کو ناکام صدق بنا  
مؤمنان کان غسل زبور ار  
مؤمن شہد کی حق کی طرح شہد کی کان میں  
زانکہ مؤمن خورد بگزیدہ نبات  
کیونکہ مؤمن نے اچھے بوٹے کھائے ہیں

برکشاد اختیاراں دست او  
اختیار میں اس کا ہاتھ کھول دے  
دردنی گرد و بنا خواہ این فلک  
درد نیز ارادہ کے یہ آسمان (ہیں) طوفان کر رہا ہے  
کا اختیار آمد ہر وقت حساب  
کیونکہ حساب کے وقت اختیار معیار ہے  
نیست آن تسبیح جبری مزدمند  
لیکن، وہ جبری تسبیح اگر کا سبب نہیں ہے  
تا کہ غازی گرد و او یار اہرن  
تا کہ وہ غازی بنے، یا خدا کو  
نیم زبور غسل ہمیش مار  
اس کا نصف شہد کی حق نصف سانپ ہے  
کافراں خود کان زہرے پھوما  
کافر زہر کی کان میں سانپ کی طرح ہیں  
تا جو کھلے گشت رلق اوجیات  
یہاں تک کہ شہد کی حق کی طرح اسکا عذاب آج پہنچا ہے

کی بھی گزشتہ۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ ہم نے نبی آدم کو حضرت بخشش مومنان نیک عمل کرنے والے  
دوسروں کے لئے بھی راحت کا سبب ہیں۔ کافران۔ کافر دوسروں کے لئے بھی مصیبت ہیں۔

لہ آن غم۔ مالدار میں غلط  
قسم کی تنائیں پیدا ہوجاتی  
ہیں جس سے وہ فکر میں مبتلا  
رہتا ہے اور اس کی عادت  
ایسی بگڑ جاتی ہے کہ صبح چیز  
اس کو موافق ہی نہیں آتی۔  
بایست خواہش۔ اختیار  
یعنی اب تو وہ جانوروں کی  
باتیں سمجھنے سے عاجز ہے لہذا  
قدرت اور اختیار کا کھل کر ہے۔  
اختیار۔ انسان کا اختیار  
اسکو جزا اور سزا کا مستحق بناتا  
ہے جس طرح فصل کا کوئی تیار  
نہیں ہے عبادات میں چونکہ  
بندہ کے اختیار کو دخل ہے اس  
لئے انہیں عوبی ہے آسمان کی  
گردش اضطراری ہے لہذا  
اُس پر ثواب کا رتبہ ہے نہ عتاب  
کا حساب۔ اللہ تعالیٰ جس  
وقت حساب کرے گا تو انسان  
کے اختیار کی اعمال کا حساب  
ہوگا۔

لہ جملہ کائنات میں سے ہر  
چیز اللہ کی تسبیح خواں ہو لیکن  
یہ انکی اضطراری تسبیح ہے لہذا  
اُس پر انکو کوئی ثواب نہ ملے گا۔  
مزدمند۔ مزدوری کے قابل  
یعنی جب تک انسان کے  
پاس تلوار نہ ہو۔۔۔۔۔۔  
۔۔۔۔۔۔ وہ نہ غازی بن  
سکا ہے نہ ڈاکو بن جائے تو  
پھر غازی ہونے کا ثواب نہ ملے گا  
ہونے کا عذاب مرتب ہوگا۔  
سلا ترانہ۔ انسان کو گزشتہ  
کی نصیحت اسی لئے مائل  
ہوتی ہے کہ اس میں بُرائی  
کی بھی قدرت ہے اور بھلائی







گفت مویٰ ہیں تو دانی زور سید

حضرت مویٰ نے فرمایا ہاں تو جان لیگا اس افسانے

بامداداں از برائے امتحان

فہم کو آزمائش کے لئے

خادمہ سفرہ بیفشاند و فتاد

خادمہ نے دسترخوان بچھا دیا اور گرا

دور بود آنرا خرو سے چوں گرو

مُرخ اس کو گرو کی چیز کی طرح آپکے گیا

داند گندم توانی خوردن

تو گیہوں کا دان کھا سکتا ہے اور میں

گندم و جو را و بانی خوب

گیہوں اور جو اور باقی دانے

ایں لب نالے کہ قسم تا آں

یہ روٹی کا ٹکڑا جو ہمارا حلقہ ہے

نطق ایں ہر دو شود بر تو دید

ان دونوں کی بولی تجھے معلوم ہو جائے گی

ایتاد او منتظر بر آستان

وہ جو کھٹ پر منتظر گھڑا ہو گیا

پارہ نان بیات آثار زاد

اسی روٹی کا ٹکڑا کھانے کا بقیہ

گفت سنگ کردی تو بر ظلم تو

ٹکٹے لے کہا جاہ تو نے ہم پر ظلم کیا

عاجز م از داند خوردن در وطن

وطن میں دان کھانے سے عاجز ہوں

می توانی خوردن لے اے طرف

لے مت! تو کھا سکتا ہے اور میں نہیں کھا سکتا

می توانی ایں قدر از سنگاں

اتنے کو بھی تو کھڑوں سے آپکے لیتا ہے

جواب مخروس سنگ را

مُرخ کا ٹکٹے کو جواب

پس مخروش گفت تن بن غم خود

پھر مُرخ نے اس سے کہا آپ ہو جا غم نہ کر

اسپاں خواجہ سقط خواہد شد

اس آقا کا گھڑا مُرخ جائے گا

مَر سگاں را عید باشد مرگ آپ

گھڑے کا مرنا کتوں کی عید ہوتی ہے

اسپ را بفروخت چوں نشید

مرد نے جب سنا گھڑا فروخت کر دیا

روز دیگر بچہ ناں را ر بُود

دوسرے دن بھی اسی طرح سے روٹی لے آئے

کہ خدا بد بد عوض زیں بہ دیگر

کیونکہ اللہ (قلیٰ) اس سے بہتر دوسرا بدلے گا

روز فردا سیر خور کم کن خزن

کل کو پیٹ بھر کر کھانا ختم نہ کر

روزی وافر بود بے جہد کسب

بغیر محنت اور کمائی کے بہت خوراک ہوتی ہے

پیش سنگ شام خرو سگے زرد

وہ بچہ مُرخ ٹکٹے کے آگے شرمندہ ہوا

آن خرویں سنگ بر دل بر کشود

وہ مُرخ، اور ٹکٹے نے اس پر بے تحاشی کی

ملہ گفت مویٰ بر حضرت  
مویٰ نے فرمایا کہ اللہ کی  
جانب سے مجھے افس کے  
ٹکٹے کی اجازت ملنی ہو  
تو اب جان مانگا۔ امتحان  
اس آزمائش کے لئے کہ روٹی  
کھانے کا ہے یا نہیں  
بیات۔ اسی روٹی چٹ کر  
یعنی جس طرح رہیں رکھیں  
رہیں کی چیز پر قبضہ کرنا ہے۔  
ملہ زاد گندم ٹکٹے لے کہا  
تو نے مجھ پر ظلم کیا۔ روٹی میرا  
حق تھی تو داد چک سکتا ہے  
میں صرف روٹی کھا سکتا ہوں۔  
دروطن جنگ میں کتا ہر چیز  
کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔  
خوب۔ دانے خوب برست۔  
لب نان۔ روٹی کا کٹاوا۔  
سقط۔ تھان کے سکون کے  
ساتھ چربی کا مرنا یعنی غم  
ملہ وافر بخور۔ تھوڑے ذرا  
چور کو مُرخ کی پیشگوئی کے معنی  
کئے کہ مردہ گھڑا کھانے کو نہ  
بلکہ مُرخ شرمندہ ہوا۔



کائے خروس عشوہ دہ چندیں دروغ

کہ اسے مرغ! متکار اس قدر جھوٹ

اس کیش گفتمی سقط گرد کجاست

وہ گھوڑا جس کے بائیں میں تڑپے کہا تھا کہ مرے گا

گفت اور آں خروس باخبر

اُس باخبر مرغ نے اُس سے کہا

اس پر بفروخت جستی از زیاں

گھوڑے کو فروخت کر دیا اور نقصان سے بچ گیا

لیک فردا اشرف گرد و سقط

لیکن کل کو اُس کا بخت مرے گا

زود استر افروشد آں خریص

اُس لالہ نے فوراً بخت سے بچ گیا

روز ثبات گفت سگ آں خرو

تیسرے دن کہنے نے اُس مرغ سے کہا

تا بکے گوئی دروغ بے فروغ

تو نہ چلنے والا جھوٹ کب تک بولے گا!

گفت اول بفروخت استر اشباب

کہا، اُس نے خیر جلدی سے نکھ دیا

چوں غلام او بمیسر نہانہا

جب اُس کا غلام مرے گا روٹیاں

ایں شنید آں غلامش را فروخت

یہ سنا اور اُس نے اُس غلام کو بیچ ڈالا

شکر ہامی کرد و شاد ہوا کہ من

شکر چنے ہوا کہ اتنا اور خوشیاں کہیں

تا زبان مرغ و سگ آموختم

جب سے میں نے مرغ اور کتے کی بولی سیکھی

بڑی قضا کی آنکھ سے دی ہے

ظالمی و کاذبی و بے فسوغ

تو ظالم ہے، اور تو جھوٹا ہے اور بے اعتبار ہے

کو را ختر گوئی محرومی ز رات

تو اندھا بنو ہے، سہا ہے محروم ہے

کہ سقط شد اسب او بجائے در

کہ اُس کا گھوڑا دوسری جگہ مر گیا ہے

آں زیاں انداخت او بر دیگران

اُس نے وہ نقصان دہ مردوں پر ڈال دیا

مر سگاں را باشد آں نعمت فقط

وہ صرف کتوں کے لئے نعمت رہوگا

یافت از غم و ز زیاں آں مخلص

اُس وقت بھی وہ رنج اور نقصان بھگت گیا

اے امیر کا زیاں باطل و کوس

اے نقابے اور گھٹنے کے ساتھ جھڑوں کے سوار

دوغی لے نا اہل دوغی مرغ و مرغ

لے نا اہل تو چھا چھا ہے تو چھا چھا ہے چھا چھا چھا

لیک فردا لش غلام آید مصاب

لیکن کل کو اُس کا غلام بیمار پڑے گا

بر سگ خواہندہ ریزند اقربا

کتوں اور لگنے والوں پر اس کے اشتہ دار بہا دیں گے

رست از خسران رخ را بر فروخت

نقصان سے بچ گیا اور چہرے کو روشن کر دیا

رستم از سہ واقعہ اندر زن

نہلے میں تین مادوں سے پیچ گیا

دیدہ سور القضا را دو ختم

بڑی قضا کی آنکھ سے دی ہے

۳۲۰

۱۔ علقہ کر و فریب آخر

گورستان کی باتیں کرنے

والا بخوبی اگر اندھا ہو تو

ستاروں کی رفتار نہیں دیکھ

سکتا اس لئے اُس کی پیش

گوریاں غلط ہوگی۔

۲۔ آخر خیر فقط چونکہ

مرغ اُس کو نہ کھا سکے گا۔

۳۔ عین چٹکارا انجاست

باقبل یعنی ڈنگے کی چوٹ

جھوٹ بولنے والا۔ دروغ۔

۴۔ جملہ جو نقصان بیاں

۵۔ دروغ یعنی نقصان سے

بچنے پر سرخرو ہو گیا۔

۶۔ گھوڑے خیر اور غلام کا

نقصان۔ دروغ یعنی اب

بڑی تقدیر میرا کچھ نہیں

بگاڑ سکتی۔



نجل شدن خروس بش سگ بسبب دروغ شدن سگ  
تین دعدوں کے ٹھوٹے ہو جتنے سے، مرغ کا ٹھوٹے کے سامنے شرمندہ ہونا

روز دیگر آں سگ محروم گفت

دوسرے دن اس محروم کتے نے کہا  
چند چند آخر دروغ و نکر تو  
تیرا مکر اور جھوٹ آخر کس قدر؟

گفت حاشا از من از جنس من

اُس نے کہا مجھ سے اور میری قوم سے بیدار

ماخروساں چوں مؤذن استی

ہم مرغ و مؤذن کی طرح سچ بولنے والے ہیں

پاسبان آفتابیم از دروں

ہم اندر سے سورج کے نگہبان ہیں

پاسبان آفتاب انداویا

ادویا سورج کی نگہداشت کرنے والے ہیں

اصل ما را حق پئے بانگ نماز

ہماری نسل اللہ تعالیٰ نے نماز کی افان کیلئے

گر بنا ہنگام سہو ماں رود

اگر بے وقت ہم سے بھول ہو جائے

گفت ناہنگام حجتی فلاح

بے وقت ہی حق کی فلاح کہتا

آنکہ معصوم آمد و پاک از غلط

وہ جو بے گناہ اور پھل سے پاک ہے

آن غلامش مرد پیش مشتری

اُس کا وہ غلام خریدار کے پاس مر گیا

اوگریزانیدر ماش را ویک

اُس نے اپنا مال پسا یا، لیکن

کلے خروس تراشا کو طاق جفت

لے کر اسی مرغ! اکہرا اور دھرا کہاں ہے؟

خود نہ بد جز دروغ از و کر تو

تیرے گھوٹلے سے سوائے جھوٹ کے کچھ نہیں پتا

کہ بگردیم از دروغی متحق

کہ ہم کسی جھوٹ میں مستلا ہوں

ہم رقیب آفتاب و وقت جو

ہم سورج پر نظر کرنے والے اور وقت کی خبر کرنے

گر گئی بالائے ماضی نکل

اگر ہم پر ماضی اندھا کر دے

در بشر واقف ز اسرار خدا

انسانوں میں خدا کے رازوں سے واقف ہیں

داد ہدیہ آدمی را در جہاز

سامان میں آدمی کو ہدیہ میں دیا ہے

در آذاں آں مقتل مامی شود

افان میں اور ہمارے قتل کا سبب بنتی ہے

خون مارا می کند خوار و شام

ہمارے خون کو زمیسل اور جائز کر دیتا ہے

آں خروس وحی جاں آمد فقط

وہ صرف روح کی وحی کا مرغ ہے

شد زیان مشتری آں کیری

وہ بالکل خریدار کا نقصان بنا

خون خود را ریختن ز ریانیک

اُس نے اپنا خون بہا یا، اسکو خوب بھلے

لے طاق و جفت۔ وہ

بہت سی پیشگوئیاں جو تو

نے کی تھیں۔ ذکر بے بد کا

گھونٹلا۔ متحق۔ آزمائش میں

پڑا ہوا۔ آخر صاف۔ مرغ

سچ صادق کے وقت ہوتا

ہے۔ پاسبان سورج اگر تانیک

کو شری میں بھی ہو تو کس کو

سچ صادق کا احساس ہو جاتا

ہے۔ ادویا جس طرح مرغ

آسمانی سورج کا پاسبان ہو

اس طرح ادویا حق تعالیٰ کے

پاسبان ہیں اور انسانوں

میں جو اسرار خدا کی ہیں

ان کی پہچان کیسے ہیں۔

لے در جہاز۔ سامان بخیر

فرغ کی کشش یعنی مرغوں کو خدا

نے جس کے نماز کے وقت کی۔

اطلاع دینے کے لئے پیدا

فرمایا ہے۔ گرتا ہنگام جو

مرغ بے وقت افان دیتا ہے

اُس کو زنج کر دیا جاتا ہے۔

اسکو معصوم مرغ سے غلطی ہو

جاتی ہے معصوم صرف انبیاء

ہیں یا جبریل جودی لاتے تھے۔

لے آن غلامش۔ مالک نے

مرغ سے غلام کے مرنے کی

پیشگوئی کی کس طرح غلام

کو جلد فروخت کر ڈالا اور وہ

خریدار کے پاس جا کر مر گیا۔

آکر۔ اُس مالک نے اپنا مال

بھاپا اور نقصانات سے بچ

گیا لیکن نتیجہ میں اُس کی بھاپا

جاگ ہوئی۔



جسم و مال ماست جانہارا کہ

ہمارا جسم اور مال جانوں کا صدیہ ہے

مید ہی تو مال و سر را می خری

تو مال بے دیتا ہے اور سر بھایا ہے

می گریزانی ز داور مال را

اے گریزانے مال کے کھچے نا ہے

آں زیانے نیست سود تو بود

وہ نقصان نہیں ہے، تیرا نفع ہوا ہے

یک نیاں دفع زیانہا می شئی

ایک نقصان بہت سے نقصانات کا دفعیہ ہوتا ہے

پیش شاہاں در سیاست گتری

بادشاہوں کے دربار، انصاف کرنے میں

اجمی چوں گشتہ اندر قضا

جو کہ قضا (عدالتی) کے معاملہ میں تو بگاڑ ہے

زانکہ مالت بر تو گر صدقہ شود

کیونکہ تیرا مال اگر سچے پرستہ بن ہو جائے

### خبر دادن خروس از مرگ آں خواجہ

مرغ کا آقا کے مرنے کی خبر دینا

گاؤ خواہد گشت وارث حنین

اُس کے، غم میں وارث گائے ذرا کرے گا

روز فردا نکے سیدت لوت رفت

کل کو تجھے ضرور چکنی فدا لے گی

در میان کوئے یابد غاص مدام

ہر غاص و مدام گلی میں پائے گا

بر سنگان و سائلان ریزد بُک

گنتوں اور بھکاریوں پر بہائے گا

بد قضا گردان ایں مغرور غلام

اِس سنگترا تا جبرے گا کہ قضا کر دینا چاہا ہے

مال افزوں کرد و خون خوشین ر

اُس نے مال بڑھایا، اور اپنا خون بہایا

کاں بلا برتن بقائے جانہا

اِس نے کہ جسم کی تکلیف جانوں کا بقا ہے

چوں کند تن را بنقیم و ہاکے

تو جسم کو بچھا اور منہ کیوں کرے؟

لیک فردا خواہد او مردن یقین

یقین وہ کل کو یقیناً مرے گا

صاحب خانہ بخا ہد مرد و رفت

گھر کا انگ مرے گا اور جائے گا

پارہائے نان و لالنگ طعام

روٹی کے ٹکڑے اور لٹکے اور کھانا

گاؤ قربانی و نانہائے شنگ

قربانی کی گائے، اور بھی چمپاتی

مرگ اسے آسترو مرگ غلام

گھوڑے اور غیر کا مرنا، اور غلام کا مرنا

از زبان مال و درواں گریخت

یہ مال کے نقصان اور اس کی تکلیف سے بھاگا

اِس ریاضتہائے درویشاں چرا

یہ درویشوں کے مجاہدے کیوں ہیں؟

تا بقائے خود نہ بیند سائلکے

جب تک سائل اپنی بقا نہ کرے

ملکہ یک نیاں - ایک نقصان

لذتہ قدر میں بہت سے

نقصانوں کا دفعیہ ہوتا ہے۔

پیش شاہاں - زیادتی و مبالغہ

میں انسان مال خرچ کر کے

جان بچا ہے۔

ملکہ اجمی - بیگناہ، اجنبی۔

حنین - روزگار و رفت۔

قیمتی فنا - تو تک - نیکو مقام۔

ناخبرہ کار۔

سے ریخت - اگر مال ضائع

ہو جائے تو جان بچ جاتی۔

ریاضتہائے - یعنی مجاہدوں

کی محنت، سائلک - سائل

معرفت کے کرنے والا جو کہ

فنا جسم میں بقیے روح

سمجھتا ہے اِس لئے ریاضتوں

میں بدھ کر گھٹا ہے۔



دست کے جنبید یا اشارہ و عمل  
اشارہ و عمل میں اتنے کب ہے  
آنکہ بدہد بے امید و سودا  
جو بغیر امید اور توقع کے دیتا ہے  
یا ولی حق کہ خود حق گرفت  
یا طہ کا دست جس نے اللہ کے اتلاق میں کرتے  
کو غنی ست و جزا و جملہ فقیر  
کیونکہ وہ بے نیاز ہے اور اس کے طہ سب محتاج ہیں  
تاناہ بیند کو دے کہ سیب بہت  
جب تک بچہ نہ دیکھ لے کہ سیب ہے  
لیہمہ بازار پر سر ایں غرض  
یہ تمام بازار والے، اسی غرض سے  
صد متاع خوب عرض می کنند  
سیکڑوں عمدہ سامان پیش کرتے ہیں  
یک سلاے نشوئی اے مردوین  
اے دیندار! تو ایک سلام ہی نہ مجھے  
بے طمع نشیندام از خاص نام  
میں نے کسی نام سے بغیر اللہ کے نہیں پڑا  
جو سلام حق تو ہیں آں را بخو  
سوائے اللہ تعالیٰ کے سلام کے تو نہ کہیں بخو  
از دہان آدمی خوش مشام  
میں اللہ تعالیٰ آدمی کے نفع سے  
وین سلام باقیان بر لئی آں  
بقیہ لوگوں کا سلام بھی اسی کی خوشبو کی وجہ سے  
زاں سلام او سلام حق شدت  
اس کا سلام تو اللہ تعالیٰ کا سلام بن گیا ہے

تاناہ بیند واوہ راجانش بدل  
جب تک کر دیتے ہوئے کا بدلہ جان کیلئے دیکھو  
آں خدایت آں خدایت آں خدا  
وہ تو خدا ہے، وہ خدا ہے، وہ خدا ہے  
نور گشت و تابش مطلق گرفت  
جو نور بن گیا ہے، اور مطلق چمک ماسن کر رہا ہے  
کے فقیر بے عوض گوید کہ گیر  
محتاج بغیر بدلے کے کب کہتا ہے کہ لے لے  
اوپیا ز گندہ راند ہر دست  
وہ بد بودار پیاز کو نہیں چھوڑتا ہے  
برو کا نہا شستہ بر لئی عوض  
بدلے کی امید برو کا نون پر بیٹھے ہوئے ہیں  
واندرون دل عوض ہامی تشند  
اور دل میں بدلوں کی فکر کرتے ہیں  
کہ نگیر و آخرت آں استیں  
جو بالآخر دتیری، آستیں نہ پڑے  
من سلامے اے برادر و اسلام  
ایک سلام بھی، اے بھائی! ذات سلام  
خانہ خانہ جا بجسا و کو بکو  
گھر گھر، جگہ جگہ اور کوچے کوچے  
ہم پیام حق شنودم ہم سلام  
میں سے سزا ہے اللہ تعالیٰ کا پیغام بھی اور سلام بھی  
من ہی نوشم بدل خوشتر ز جاں  
میں دل سے مستانوں جو جان سے زیادہ پیارا ہے  
کاتش اندر دودمان خود ز دست  
کیونکہ اس نے اپنے غلام کو آگ لگا دی ہے

لے دست انسان جو کہ  
کرتا ہے وہ غرض اور بدل  
کے لای میں کرتا ہے۔ آخر  
بے غرض کام کرنا اللہ تعالیٰ  
کی صفت ہے۔ یا ولی چو کہ  
اولیاء اللہ اخلاق خداوندی  
حاصل کرتے ہیں لہذا ان کے  
کام بھی غرض سے خالی ہوتے  
ہیں۔ کو حق۔ اللہ کے کام  
بغیر غرض کے ہوتے ہیں کہ  
وہ بے نیاز ہے اور انسان  
کے کام غرض پر ہوتے ہیں  
میں کہ وہ لغو و محتاج ہے۔  
تاناہ بیند۔ بچہ بھی جب تک  
اچھا غرض نہیں دیکھتا  
اپنی چیز نہیں دیتا ہے۔  
وینا کے سارے کاروبار  
اور غرض کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔  
سلاے سلامان آں اولی  
عمدہ کے سامان کا ایک کو  
بدلے کے لای میں لکھاتے  
ہیں۔ ایک سلاے۔ دنیا میں  
جو کسی وقت ایک سلام بھی  
کرتا ہے کسی دوسری وقت  
کا بدلہ لینے کیلئے دامن پکڑتا ہے۔  
جو۔ اللہ کی جانب سے جو سلام  
پہنچتا ہے وہ غرض سے خالی  
ہوتا ہے۔

سلاے آدمی میں نے دل سے  
کی زبان سے اللہ کو پیام سلام  
کرتا ہے میں اسی سلام کی خوشبو  
پر تمام کا سلام دل و جان سے  
قبول کرتا اور مستانوں کو کشتہ  
انہیں کوئی واسطہ نہ سلام ہو۔  
نات سلام۔ اہل اللہ کا سلام  
اللہ کا سلام اس وجہ سے ہو گیا  
ہے کہ انھوں نے اپنے آپ کو فنا  
کر دیا ہے اب وہ خالق فی اللہ

الطریق باطنی سے ان کی زبان سے اس کا سلام بھی ہوتا ہے۔



لے مُردن تن۔ ریاضتوں  
اور مجاہدوں سے جسم کو فنا  
کیا جاتا ہے تو روح زندہ  
اور قوی ہوتی ہے۔ ابراہیم  
کو یہ وجہ اسی لئے حاصل ہوا  
ہے۔ توحش جانوروں کی بلای  
سیکھنے والے نے مرغ سے  
جہاں بی موت کی خبر سنی تو  
گھبرا کر حضرت موسیٰ کے پاس  
بھاگ کر گیا۔ حکیم حضرت  
موسلی کا لقب ہے کیونکہ  
کوہ طور پر انکی اللہ تعالیٰ سے  
گفتگو ہوتی تھی۔ گفت حضرت  
موسلی نے طے فرمایا کہ دوسری  
چیزوں کو فروخت کر کے جس  
طرح تو نقصان سے بچا اسی  
طرح اپنے آپ کو بھی فروخت  
کر دے۔

لے برستماناں مرنے والی  
چیزیں مردوں کے اعضاء  
فروخت کر کے تو نے ان کو  
نفع مانا۔ پہنچا یا اور اپنی تھیں  
بھری۔ میں دروں۔ یہ باتیں  
جبکہ بالکل بڑے خفا میں تھیں  
میں اسی وقت سمجھ گیا تو اپنے  
بڑے انجام کو آپ سمجھا ہے۔  
تو تھیں۔ نادار و غفلت۔

لے نقصان فحاصل کی چیز  
ہے، عادت، ہر خرابی بھی  
اب زیادہ شرمندہ نہ کیجئے۔  
ازمن میں تو ناواقف تھا مجھ  
سے ناواقف سرزد ہوئی آپ  
مجھ ناواقف کا چھٹا بدلہ عطا  
کر دیں نیست نیست۔ یعنی  
عام طور پر نیست الہی ہے کہ  
تغنا و قدر نہیں ملتی ہے۔

مُردہ است از خود شدہ زندہ برت  
وہ فانی بالذات ہے، باقی باللہ ہے  
مُردن تن در ریاضت کی ست  
ریاضت میں جسم کا مرنے کی زندگی ہے  
گوش بنہادہ بڈاں مرو ضیث  
وہ حیث انسان کا نہ لگے ہوئے تھا

زاں بُود اُسرارِ حَقّش در دُلب  
اسی لئے اُس کے دروں ہونے میں سراپا حقیقین  
رُنج اِس تن رُوح را پائیدگی ست  
اس جسم کی تکلیف ہر روح کی استواری ہے  
می شنید او از خروش اِس حدیث  
یہ بات وہ اپنے مرغ سے سن رہا تھا

دویدن اُن شخصِ سُوئے مَوئے بز نہاں چوں خبر مرگِ خود بشنید  
اُس شخص کا حضرت موسیٰ کی طرف پناہ کیلئے دوڑا جبکہ اُنہوں نے اپنی موت کی خبر سنی

چوں شنید نہاں راں شد تیر گفت  
جب اُس نے یہ سنا تیزی اور تندہی سے دوڑا  
رُو ہی تالیبِ بر خاک اُو ز بیم  
دو خوف سے وہیں پرہیز و رُکڑا رہا تھا  
گفت رُو بفروش خود را و برہ  
فرمایا جا اپنے آپ کو بیچ ڈال اور چھٹکارا ہالے  
بِرُستماناں زیاں انداز تو  
ترستمانوں کو نقصان پہنچا رہے  
مَن درونِ خشتِ دیم اِس قضا  
میں نے اس قضا کو اینٹ میں سے دیکھ جایا  
عاقِل اول بیتِ آخر را بدل  
عقلانہ شروع میں دل سے انجام کو دیکھ لیتا  
باز زاری کرو گئے نیک و خصال  
وہ پھر رو دیا کہ اے نیک عادت!  
از من اُن آمد کہ بُود مَناسرا  
مجھ سے وہی ہوا کیونکہ میں ناواقف تھا  
گفت تیرے جنتِ شکر کے پیر  
فرمایا اے بیٹا! تیرا کمان سے نکل گیا

بَر در موسیٰ کلیم اللہ رفت  
حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے دروازے پر گیا  
کہ مرا فریاد رس زیں اے کلیم  
کہ اے کلیم! اس مسئلے میں میری مدد کیجئے  
چونکہ اُس تاگشتہ برج زچہ  
جو کہ تو ماہر بن گیا ہے، کنویں سے گڑ نکل  
کیسہ ہمایا نہاں را کن دوتو  
ہمایانوں اور تحصیل کو دو گنا کر دے  
کہ در آئینہ عیاں شد مرثرا  
جو آئینہ میں تجھ پر عیاں ہوئی ہے  
اندر آخر ہند از دانشِ نقل  
عقل کا کوتاہی اندر میں دیکھتا ہے  
مَر مرابر سر مزین بر رُو ممال  
میرے سر پر زمار ہے، شمع پر نہ بجئے  
نامنرا ایم را تو وہ حسنِ انجرا  
مجھ ناواقف کو آپ اچھا بدل دے دیجئے  
نیست نیست کا یاد آں واپس پُرس  
نسبت الہی نہیں ہے کہ وہ دہاں واپس گئے



لیک در خواہم ز نیکو داوری

ہاں بہتر ہاں صف دل سے میں درخواست کروں گا

چونکہ ایماں بردہ باشی زندہ

جب ایمان کہ ساتھ ایمان کا تو زندہ ہے

ہم در اندام حال بز خواجہ گشت

اُس وقت آقا کا حال دگرگوں ہو گیا

شورش مرگ سبک ہر بیضہ طعام

موت کی مثل ہے، نہ کہ کھانے کی بد بھنی

چار کس بردنتا سوئے وثاق

دش کو چار آدمی گھسے تک بے گئے

پند موسیٰ نشنوی شوخی کئی

تو حضرت موسیٰ کی بیعت نہیں مستجاب گئی کرتا ہے

شرم ناید تیغ راز جان تو

تیری جان اچھے سے تلوار کو شرم نہیں آتی ہے

تا کہ ایماں آں زماں با خود بکری

تا کہ تو اس وقت اپنے ساتھ ایمان لے جائے

چونکہ با ایماں روی پاستدہ

جبکہ تو ایمان کے ساتھ جائے گا، شیک رہے گا

تا دیش شورید اور دند طشت

یہاں تک کہ اس کا دل تھلا یا، لوگ طشت لئے

تے چہ سودت دارد اکید بخت خلم

اے بخت ناقص! بتے تیرے نے کیا مفید ہے

ساق می مالید اور برشت ساق

رو پستل پر پستل کی روموکتا

خوشتن بر تیغ یولادی زنی

اپنے آپ کو تولاد کی تلوار پر مارتا ہے

آن تست ایس لے برادران

اے بھائی! یہی تیرا ہمت ہے، تیرا حقد ہے

دعا کردن موسیٰ علیہ السلام جہت سلامتی ایمان آں شخص

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس شخص کے ایمان کی سلامتی کی دعا کرتا

کالے خدا ایمان از دستاں مہر

کالے خدا! اس کا ایمان دے، نہ بھین

سہو کر دخیسہ روی و علو

غلطی اور شوخی، اور زیادتی کی ہے

دفع پندار بید گفتہ را و دست

بیری بات کو اس نے مال آشول اور گزور کیا

کہ عصا را دستش اتر دہا کد

جس کا ہاتھ، لاشی کو اتر دیا بسا دے

کہ تو اندلب ز گفتن دوختن

جھوٹے سے ہونٹ سی کے

گفت موسیٰ در مناجا آں سحر

اس صبح کو حضرت موسیٰ نے دعا میں عرض کیا

بادشاہی کن برود بخشا کہ او

شاہی برت اس کو بخش دے کیونکہ اس نے

گفتش این علم نے در خورست

میر نے اس سے کہا تھا، اگر یہ علم تیرے لائق نہیں

دست را بر اژدہا آں کس زند

اژدہ سے پر وہ شخص ناقص ٹوٹے

بہر غیب آں راستہ را کوختن

غیب کا راستہ کھنا اس کے لئے مناسب ہے

لے دادی۔ انصاف۔

تا کہ یعنی تو میں سے تیرا

موسن مرزا ہی اصل زندگی

حاصل کر لے۔ ہم دونوں ہم

حضرت موسیٰ سے یہ

باتیں کر رہے تھے کہ اس کو

کسی شروع ہو گئی۔ طشت۔

تا کہ وہ طشت میں تے کرے

فرض خواب نہ ہو شور و طشت۔

موت کی تے تے آرام حاصل

نہیں ہوتا بد بھنی کی تے

باغٹ سکون ہوتی ہے۔

چا کس یعنی چاہائی برادران

چار آدمی تلوار سے ملے ملات

پڑتی سے پڑتی رنگا رنگ

کی کیفیت سے کتاب ہے۔

تے پند موسیٰ مولانا کا حکم

ہے کہ قنادر سے مل کر باقی

موت مول لینا ہے آں است

ایسے لوگوں کا بھی انجام ہوتا

ہے مناجات۔ یعنی اذ قرآن

سے دعا۔ بادشاہی یعنی اس

گنہگار کی عطا ہوئی گرفت

ذرا باقی شہنشاہی کا مظاہر

فرار اس کو صاف کرے۔

تے گفتش مناجات میں

حضرت موسیٰ نے عرض کیا۔

دفع۔ بیری بات کو اس نے

ٹالنے پر محمول کیا۔ دست یعنی

خصلت میں پڑنا ہر شخص کا

کام نہیں ہے۔ ساپ پر

حضرت موسیٰ سے عیسائے اقد

ڈال سکتا ہے خدائی دازوں

سے وہ واقفیت حاصل کرے

جس میں ضبط کی طاقت ہو

اور ہونٹ نہ پائے۔



لے درخورد پانی میں گشت

آبی جالور کا کام ہے اوپر دیا

یہ شخص اہل نہ تھا اور راز سے

واقفیت حاصل کر کے تباہ ہوا

و درود بہت جیت کرنے والا

خلاصہ نام ہے گفت حضرت

موسیٰ کی دعا قبول فرما کر اشد

تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہم نے

ہم کو ان میں خطا کیا اگر تم چاہو

تو ہم اس کو دوبارہ زندگی بخش

دیں بلکہ اور صرف اُسے ہی

نہیں ہم تمام مردوں کو تہا دی

دعا سے زندگی بخش دیں

لے گفت موسیٰ حضرت موسیٰ

نے عرض کیا یہ دنیا تو تھکی جگہ

ہے یہاں اگر آپ دوبارہ بھی

زندہ کریں تو افسوس ہے عالم

کثرت کی زندگی دائمی ہے نہ

اسکے بخش دینے اور دوسرے

مردوں پر جو ہم کے رہنے میں

ہیں آپ کے دہا میں حاضر

ہیں اُن پر ہم زیادہ بھی لگتا

قرآن پاک میں مردوں کے ہے

میں فرمایا گیا ہے فان کل لکنا

بیموت لکنا محض مروت

یعنی تمام مخلوق ہلکے مروت

حاضر شدہ ہے تالیقی مروت

و مرتبہ کے خبر میں فرماتے ہی

یہ سچو کہ جسم اور مال کا نقصان

جان کا نقص اور وبال سے آئی

کا سبب بنتا ہے جس انسان

کو فرض ہے کہ وہ مجاہد ہے کہ

جسم کو گھٹائے تاکہ روح کا

بڑھاد حاصل ہو

لے دریاقت جس طرح

مجاہد ہے کہ جسم کو گھٹانے

کا پیغام روح کی بانی کی ہے

طرح انسان کو قدرتی طور پر جو

درخورد ریانشد جز مرغ آب

دریائی پرند کے سر اور دیا کے لائق نہیں ہے

اوبد ریافت و مرغابی نبود

وہ دریائیں گس گیا اور دریائی پرند نہ تھا

فہم کن واللہ اعلم بالصواب

سمجھ جا، اور اللہ صبح بات زیادہ جانتا ہے

گشت غرق دست گیرش لے دود

ژوب گیا، اے خدا اسکی دستگیری فرما

اجابت کردن حق تعالیٰ دعائے موسیٰ علیہ السلام را

(حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو) اشد تعالیٰ کا قبول فرمایا

و تو خواہی این زمانہ ندرش کنم

اگر تو چاہے تو میں اس کو ابھی زندہ کر دوں

ایں زمانہ زندہ کنم بہر تو ما

ہم تیرے لئے ابھی زندہ کر دیں

آں جہاں انگیز کا بخار و شربت

اُس جہاں میں اٹھائے کیونکہ وہ دشمن جگہ ہے

باز گشت عاریت پس سونیت

عارضی واپس ہے تو کوئی فائدہ نہیں ہے

در نہا نخانہ لدینا محض مروت

لدینا محض مروت کے محض مقام میں

شود جان با شد رہا بند از قبائل

جان کا نقص ہے (اسکی) وبال سے رہا رہتا ہے

چوں پیر دی تن بخیر مت جانی

جب کہ جسم کو خدمت میں لگا دینا نجات پامال

سمر بنہ شکرانہ وہ لے کا میار

لے کا میاب اعطاف کر، شکر ادا کر

تو نکر دی او کشیدت ز امر کن

تو نے خود نہیں کی اسنے تجھے کن کے عمل کے ذریعہ کچھا

گفت بخشیدم بدو ایماں نعم

فرمایا میں نے اس کو ایمان بخشا

بلکہ جملہ مردگان خاک را

بلکہ زمین کے تمام مردوں کو

گفت موسیٰ ایں جہاں مروت

(حضرت موسیٰ نے عرض کیا یہ تھا کہ جہاں ہے

ایں فنا جا چوں جہاں نویت

یہ فنا کی جگہ ہمیشہ رہے گا جہاں نہیں ہے

رحمتے افشاں برایشاں ہم کون

اُن پر اب رحمت نازل فرما

تا بدانی کہ زیان جسم و مال

خبردار سمجھ جا کہ جسم اور مال کا نقصان

پس ریاضت را بجاں شوختر

پس مجاہدے کو دل و جان سے اختیار کر

و در ریاضت آیدت بے اختیار

اور اگر بلا ارادہ تجھ سے ریاضت ہو جائے

چوں حقت اداں ریاضت شکر کن

جیسا کہ تعالیٰ نے تجھے ریاضت عطا کر دی تو شکر

جس ان کا لطف پہنچے ہیں وہ بھی امتیازی مجاہدوں کا کام کرتی ہیں پھر انسان کو فکر کیا کہ چاہئے کہ اس کی جرات

مصابیح حکم خداوندی پہنچے ہیں وہ ریاضت اور مجاہدے کا کام کرتے ہیں تو گویا اشد تعالیٰ نے اپنے حکم سے

مجاہدے میں لگا دیا ہے لہذا وہ مصابیح مزید شکر کا سبب ہیں۔







لہ قعر میں عمارت مین  
الطہ تعالیٰ خدمت۔ یہ بھی  
بالغیر نہیں کامیاب ہے کہ اس  
مکان کے حاصل کرنے کے لئے  
بہت زیادہ عبادت کی ضرورت  
ہے۔ چوں کہ یہ مکان جیسے فنا  
تھا اور جو کہ قور عبادت میں ذرا  
کاہل تھی خدا نے تیرے لئے  
محبوبتیں نقد کر دی ہیں  
تا کہ وہ عبادت کے تمام  
مقام میں جائیں۔ جیسے درجہ  
یعنی جب تک اسرار فیض کی  
دیکھنے والی آنکھیں دیکھ سکیں  
آجائیں انسان انسان نہیں  
بنتا ہے۔

لہ تو خوری جس قدر عبادت  
ہو اس میں مکتبیں ہیں اور  
وہ مصائب بنا اوقات  
السان کے فائدہ کے لئے  
نازل کئے جاتے ہیں۔ اس طرح  
سمجھو کہ کسی شخص میں خون  
کی زیادتی تھی لیکن وہ فصد  
نہیں گھٹا رہا تھا قدرت نے  
اس کی تفسیر جاری کر دی جس  
سے وہ بیمار سے نکلا گیا۔

لہ مغز۔ ہر میں میں مغز  
ہوتا ہے جو چمکے سے انسان  
ہے اس طرح انسان میں ایک  
مغز ہے جو روح ہے دوسرے  
چمکا ہے جو جسم ہے۔ اگر  
السان آدم کی اولاد ہے تو  
انکھ اپنے آپ کی طرح روح  
کامیابی اور طاب بننا چاہیے۔  
درآمدن۔ اس حکایت سے  
یہ بتانا ہے کہ حفاظت کو بغیر  
روح سے جسم نہیں قائم کیا۔  
مقام۔ ہمیشہ کو ظاہر جنگ

حاصل آں را دید آں زن مست

غلام سیر اس عورت نے انکو دیکھا کہ عورت ہوگی  
دید در قصر لہ نبشتہ نام خوش  
اس نے ایک محل پر اپنا نام لکھا دیکھا  
بعد از آں گفتند کایں نعمت سورا  
انکے بعد انھوں نے (اس سے) کہا کہ یہ نعمت کی ہو  
خدمت بسیار می بالیست کرد  
بہت زیادہ عبادت کرنی چاہیے

چوں تو کابل بودی اندر التجا  
چونکہ تو دما کرنے میں سست تھی

گفت یارب تا بصد سال فرس  
اے عرض کیلئے خدا! طو سال اور زیادہ تک

اندر آں بلغ او چو آمد پیش پیش  
اس بار میں جب وہ زیادہ آگے آئی

گفت از من کم شد از تو کم نشد  
اے عرض کیا مجھ سے وہ کم ہوئے تو سے کم نہیں ہوئے

تو نکر دی فصد و از بنی دوید  
تو نے فصد نہ کرائی اور تاک سے نکلا

مغز ہر میوہ است از پوستش  
مغز ہر پھل کا مغز، اس کے چمکے سے بہتر ہے

مغز نغری دارد آخر آدمی  
آخر آدمی (یعنی) وہ مغز رکھتا ہے

زاں تجلی آں ضعیف از دست

اس تجلی سے وہ کمزور عرصہ عدم میں ہوا  
آں خود را کشتش آں محبوبش  
اس نیک اطوار نے اس کو اپنا مانا  
کو بجا بازی بجز صادق خواست  
جس نے جانا بازی سے سوائے خدا کے کچھ نہ چاہا  
مر کر آنا بر خوری زیر پست خورد  
تا کہ تو اس نامشتہ سے فائدہ حاصل کرے

آں مصیبت ہا عوض دادت خدا  
خدا نے اس کے بدلے میں جیسے وہ مصیبتیں دیدی ہیں

ایں چنینم وہ بریز از من تو غول  
جیسے اس طرح (مصیبتیں) اسے میرا خون بہاؤ

دید در می جملہ فرزندان خوش  
اس نے اس میں اپنے سب بچے دیکھے

بے دو چشم غیب کس مردم لشد  
غیب کی دونوں آنکھوں کے بغیر کوئی انسان نہ

خون افزوں تاز تپ جانیت پیدا  
جس کا ہوا خون حتماً تیری جان بھارے پختی

پوست آں تن را و مغز آں دشت  
جسم کو چمکا کچھ اور اس کے دوست کو سوز کچھ

یکدمے آں را طلب کر آں دی  
تھوڑی دیر کیلئے اس طلب کر اگر تیرے خون کا ہے

در آمدن حمزہ رضی اللہ عنہ در خرب لے زہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کاروان میں بغیر زہ لے آئے

باز رہ می شد مدام اندر وفا

ہمیشہ جنگ میں، زہ پہن کر آئے

در جوانی حمزہ عثم مصطفیٰ

مصطفیٰ علیہ السلام کے چچا حضرت عثمان غنی



اندر آفر چونکہ در غزو آمدے

آفر عمر میں جب وہ جہاد میں آئے

اندر آفر حمزہ چوں در صف شکے

آفر عمر میں جب (حضرت) حمزہ صف میں آئے

سینہ باز و تن بر ہنہ پیش پیش

سینہ کھلا ہوا، جسم بر ہنہ، آگے آگے

خلق پر سید ند کے عظم رسول

لوگوں نے دریافت کیا کہ اسے رسول کے بچا

نے تو لا تُلَقَّوْا بِاَبَائِدِیْکُمْ اِلٰی

کیا آپ نے والدین کو اپنے آپ کو

پس چرا تو خویش را در تہلکہ

پھر کیوں اپنے آپ کو ہلاکت میں

چوں چراں بودی زلفت و سختیہ

جب آپ جوانی بھاری اور سخت کیان تھے

چوں شری پیر و ضعیف و مخنی

جب آپ بوڑھے، اور کمزور اور کمرے ہو گئے

لا اُبا بلی وار با تیغ و سناں

بے پروائی کے ساتھ تلوار اور نیزے کے

تیغ حرمت می ندارد پیر را

تلوار، بوڑھے کا احترام نہیں کرتی ہے

کے روا باشد کہ شیرے بچھو تو

کب مناسب ہوگا کہ آپ جیسا شیر

زس نسق غمخوارگان بے خبر

بے تحشر، ہمدرد اس طرح کی

بے زرہ خود را بصفہا بر زنی

بے زرہ کے اپنے آپ کو صفوں سے ہٹا دیتے

بے زرہ سمرست در غزو آمدے

جہاد میں بے زرہ کے سست ہو کر آتے

در فگندے در صف شمشیر خویش

اپنے آپ کو تلواروں کی صف میں ڈال دیتے

اے ہز بر صف شکن شاہ محول

اے صفوں کو شکست دینے والے شیر بہادر و کجا

تہلکہ خواندی ز پیغام خدا

ہلاکت میں اللہ کے پیغام میں نہیں پڑھا ہے؟

می در اندازی چنیں در معرکہ

ٹالتے ہیں، اس طرح میدان جنگ میں؟

تو نمی رفتی سوئے صف بے زرہ

تو آپ صف کی جانب، بے زرہ کے نہیں جاتے تھے

پر دہائے لا اُبا بلی می زنی

دو ابا بے پروائی کا راگڑ اپنے ہیں

می نمائی دار و گیر و امتحاں

جنگ، اور زور آزمائی کرتے ہیں

کے بُود تمیز تیغ و تیر را

تلوار اور تیر کو تمیز کہاں ہے

گشتہ گرد زار بردست عذو

دشمن کے ہاتھ سے بُری طرح قتل ہو

پند میب داند اور از زعمیر

فہم توں سے اُن کو نصیحت کرتے تھے

لہ بستمہائے یعنی دشمن

کی صفیں، چتر پچھالنے

والا خیر محول، جس کی جگہ تھا

نہ آتکلف، یعنی مقررین

لے اس آیت کا مطلب یہی

بیان کیا ہے کہ جان بوجہ کر

اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

بعض مفسرین نے تہلکہ کے

معنی ترک جہاد کے لئے دیا

کہ بھاری شریف کی ایک کتاب

بتاتی ہے تو اس صورت میں

آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جہاد

بھڑکرا پئے آپ کو تباہ نہ کرو۔

لہ مستحق کنہ پشت لعل

بے پروا بہتان، بغاوت۔

یعنی تلوار کا ٹھنڈے میں بڑھے

چھوٹے میں فرق نہیں کرتی۔

لہ از عجز جبرت کی باتوں

سے نصیحت کرتے تھے۔

جواب حمزہ رضی اللہ عنہ مرآں خلق را

اُن لوگوں کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جواب



لے مرگ یعنی انصاف کے  
فیض سے قبل میں اس موت  
کو موت سمجھتا تھا اب اس  
موت کو ابدی زندگی کا سبب  
سمجھتا ہوں۔ وداع نصحت  
کرنا۔ شہرِ ثانی۔ دنیا یعنی اب  
دنیاوی زندگی آخرت کی زندگی  
کے مقابلہ میں بالکل حقیر نظر  
آتی ہے۔ از جہوں جس اب  
عالمِ غیب کا میدان دیکھتا  
ہوں جس میں خیمہ و خیمہ اسطر  
کے نور کے سیاہی پیچھے ہیں۔  
شکر۔ میں انصاف کی ذات  
کا شکر گزار ہوں جن کی وجہ سے  
مجھے یہ عالمِ غیب کے اسرار  
نظر آتے ہیں۔

لے آنکہ جو شخص شہادت اور  
موت کو پاک سمجھتا ہو اس  
کے لئے لا تَلْقُوا الا مکرم ہے  
ان کو قرن۔ جو شخص موت اور  
شہادت کو اسرار نہیں کا وہ زمانہ  
کھلتا سمجھتا ہے اس کے لئے  
سارِ عوا اکرم ہے۔ سارِ عوا  
قرآن پاک میں ہے وسارِ عوا  
الی مغفورۃ جن رَبِّکُمْ اَوَدَّ  
تم جلدی کرو اپنے رب کی  
جانب سے مغفرت کی طرف۔  
الْقَلْبِ یعنی یہ موت خواب  
نعمت کی طرف دعوت ان  
لوگوں کیلئے ہے جو اسکو اشد کی  
مہربانی سمجھتے ہیں۔ اَلْبَلَاءُ جو  
لوگ موت کو مصیبت سمجھتے  
ہیں ان کیلئے ہے۔

لے ہرگز جو موت کو روضہ  
کی طرف محبوب سمجھتا ہے وہ  
اُس جانِ قرآن کو دیتا ہے جو  
انکو پیرا بہشت ہے وہ جہانِ

گفت حمزہ چونکہ بودم من چاں

حضرت حمزہ نے فرمایا جبکہ میں جوان تھا  
سُخے مردن کس بر غبت کے لود  
موت کی طرف رغبت سے کون جاتا ہے؟

لیک از نور محمد من کنوں

لیکن اب محمد کے نور سے

از بردن جس ز لشکر گاہ شاہ

حاصل سے باقر شاہ کی لشکر گاہ کو

خیمہ و خیمہ طناب اندر طناب

نیچے ہی نیچے، طناب میں ہی طناب میں

آنکہ مردن پیش چشم تہلکہ است

جس کی نگاہ میں مرنا پاکت ہے

آنکہ مردن پیش اوشد فتحاب

جس کے لئے مرنا بابِ رحمت کا کھلتا بجلیا ہے

اَلْحَدِّ لے مرگ بنیاں بارِ عوا

نورِ دے موت سمجھنے والا، بازی لے جاؤ

اَلصَّلَا لے لطف بنیاں افرجوا

دعوت ہے لے مہربانی سمجھنے والا غرض ہو جاؤ

ہرگز یوسف دید جاں کر دشا

جس نے یوسف سمجھا اس نے جانِ قربان کی

مرگ ہر یک آپس ہر رنگ ات

لے بنیاں ہر شخص کی موت اس کے ہر رنگ ہے

پیش ترک آئینہ ران خوش رنگی است

ترک کے سامنے آئینہ خوش رنگ ہے

مرگ می دیدم وداع ایں جہاں

اس دنیا کو چھوڑنا، موت سمجھتا تھا

پیش اشرور ہا برہمنہ کے شود

اشروروں کے آگے کون نگہ ہوتا ہے؟

نیستم ایں شہر فانی راز بوں

میں اس فانی شہر کا پابند نہیں ہوں

پیر ہی بینم ز نور حق سپاہ

اللہ کے نور کے سپاہیوں سے ہوا ہوا دیکھتا ہوں

شکر آنکہ کر وید ارم ز خواب

اُس کا شکر جس نے مجھے نیند سے بیدار کر دیا

امر لا تَلْقُوا بلگیر داو بدست

وہ نہ کاوہ کا نمک ہاتھ میں تھامے

سارِ عوا آید مر اور اور خطاب

میں کیلئے خاص "جلد کرو" کا خطاب آیا ہے

اَلْحَدِّ لے حشر بنیاں سارِ عوا

جلدی کرو، لے حشر سمجھنے والا، پرتی کرو

اَلْبَلَاء لے قہر بنیاں اشرعوا

معیشت ہے، لے قہر سمجھنے والا، علم کرو

ہرگز گرش دید برگشت از نہا

جس نے اسکو پیرا سمجھا وہ ہدایت سے برگشتہ ہوا

پیش دشمن دشمن و بر دوست دو

دشمن کے سامنے دشمن دوست کیلئے دوست ہے

پیش رنگی آئینہ ہم رنگی است

مبشر کے سامنے آئینہ بھی مبشر ہے

اور گواہ ہوتا ہے۔ مرگ۔ موت ہر شخص سے رہی سالار کرتی ہے جس کی وہ مرگ کو قریب رکھتا ہے جو اسکو دوست مانتا ہے

ہے انکے ساتھ دوستوں کا سالار کرتی ہے جو اسکو دشمن سمجھتا ہے انکے ساتھ وہ دشمنوں کا سالار کرتی ہے۔ پیر ہرگز

موت کی خال آئینہ کہیں ہے انسان میں اس طرح ہے ویسا ہی انکے لئے آئینہ ہے اگر ترک اور میں ہے تو آئینہ میں انکے



اکلمی ترسی ز مرگ اندر فرار  
تو جو بھاگے میں موت سے ڈرتا ہے مگر  
زشت توئے تست نے زخاں  
تیرا چہرہ بھڑکا ہے، نہ کہ موت کا زخاں  
از تو زشت از ملکویت ارباب  
تو جھ سے اکی ہے خواہ اجھی ہے خواہ بڑی ہو  
گر بخار نے خستہ خود کشتہ  
اگر کوئی کہنے سے دھی ہوا ہے تو نے خود بریا ہے  
لیک نبوذ فعل ہم رنگ جزا  
تیسکی میں ہوا کا ہم رنگ نہیں ہوتا ہے  
مزد و مزدوراں نمی مانند بکار  
مزد و مزدور کی مزدوری کام کے مشابہ نہیں ہے  
آں ہمہ سختی و زور ست و عرق  
وہ سب سختی، اور طاقت، اور پسینہ ہے  
گر ترا آید ز جائے تہمتے  
اگر تجھ پر کسی جگہ تہمت لگے  
تو ہی کوئی کہ من آزادہ ام  
تو کہتا ہے کہ میں بے قصور ہوں  
تو گناہ ہے کردہ شکل دگر  
تو نے دوسری صورت کا گناہ کیا ہے  
اوز ناگرد و جزا صدیوب بود  
اُس نے زنا کیا، اور سزا تو ڈرتے ہوئے  
نے جزائے آں زنا بوداں بلا  
کیا اس زنا کی سزا یہ بلا نہیں ہے؟

ترست از خویش سبک جان موشدا  
لے جان بھلے تیرا اور خود اپنے آپ سے ہے  
جان تو پھول دخت مرگ  
تیری جان دخت کی مانند ہے اور موت پتا ہے  
ناخوش خوش بر ضمیرت از خود  
تیرے دل پر تیری اور اپنی تیری وجہ سے ہے  
ورخر بر و قزوری خود رشتہ  
اور اگر تو دشمن اور شینہ کے کپڑے میں ہوتے تو کاٹا  
یہی خدمت نیست ہم رنگ عطا  
کوئی خدمت گزاری، بخشش کے ہم رنگ نہیں ہے  
کاں عرض ویں جو ہرست پاندا  
کیونکہ وہ عرض ہے، اور یہ پاندا جو ہرست ہے  
ویں ہمہ سیم ست ز رست و طبق  
یہ سب چاندی ہے اور سونا ہے اور طباق ہو  
کرد و مظلومت و عادر محنتے  
مظلوم نے محبت میں تیرے لئے بددعا کی ہے  
بر کسے من تہمتے تنہادہ ام  
میں نے کسی پر تہمت نہیں رکھی ہے  
دانہ کشتی دانہ کے مانند بھر  
تو نے دانہ بھرا ہے، دانہ بھل کے مناجاب ہوتا ہو؟  
گویدا من کے زوم کس البعد  
وہ کہتا ہے کہ میں نے کسی کے دور سے کب ملے گا  
چوب کے مانند زنا را در جزا  
دور سے زنا سے سزا میں کہاں مشابہ ہیں؟

تو دانہ اور بھل میں ظاہری کوئی مشابہت نہیں ہے۔ اور زنا کرد و زنا کی سزا تو ڈرتے ہیں تو زنا  
اور سزا تو دانہ میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔

لے انگو جو موت سے ڈرتا  
ہے تو وہ دراصل اپنے آپ  
سے ہی ڈرتا ہے۔ نہشت۔  
اگر انسان خود بھیانک ہے  
تو موت بھی بھیانک نظر  
آئے گی انسان اور موت  
کی مثال دخت اور پھول  
کی سی ہے جیسا دخت ہوا  
وہی ہے پھول ہونگے۔ اگر  
موت کی اچھائی اور بڑائی  
خود انسان کی اچھائی اور  
بڑائی پر موقوف ہے مگر فنا  
موت ہی نہیں بلکہ جبرائی  
اور بھلائی انسان کو پیش  
آتی ہے وہ خود اُس کی ہمت  
اور یہ ناحق ہوتی ہے۔ بہت  
انسان کے افعال کی جراثیم  
سزا موت کے اعتبار سے  
افعال سے مشابہ نہیں ہوتی  
ہے۔

لے تورو دیا میں انسان  
کو کام کی جو اجرت ملتی ہے  
وہ بھی کام سے مشابہ نہیں  
ہوتی ہے اس کا مل عرض  
ہوتا ہے مزدوری جو ہر روز  
ہے عمل محنت اور مشقت  
ہوتا ہے مزدوری رو پر پیسہ  
ہوتی ہے۔ گرترا اگر انسان  
دیا میں کسی بڑائی سے تہمت  
ہوتا ہے تو وہ کسی ایسے مظلوم  
کی بددعا کا نتیجہ ہوتا ہے جس  
پر اُس نے ظلم کیا ہو  
مثلاً تو ہی گرتی۔ اگر تو کہے  
لگے کہ میں نے تو کسی تہمت  
نہیں دہری تھی مجھے سزا  
بصورت تہمت کیوں کی تو  
یہ تیری غلطی ہے۔ تو داتا  
ہے اور اُس کا بھل پاتا ہے



لہ آئے ماند۔ ایک چیز  
جو دوسری چیز پر مشابہت  
ہے ان میں ظاہری مشابہت  
ضروری نہیں ہے حضرت  
موتی کے فصا کا تیسرا صائب  
ہے دونوں میں کوئی مشابہت  
نہیں ہے۔ درد۔ درد و دا  
کا رقبہ ہے ان میں بھی  
کوئی مشابہت نہیں ہے  
یاد شد۔ انسان کے لطف کے  
نیچر میں جو پتہ پیدا ہوتا ہے  
وہ کبھی یاد مددگار ہوتا ہے  
کبھی صائب کی طرح سوزی،  
تو جب لطف سے صائب ہی  
سکتا ہے تو لطف سے صائب  
بننے میں کیا تعجب ہے۔  
لہ چیخ۔ لطف اور چیخ میں  
مشابہت ہے زنگے اور شکر  
میں جوں جوں ہے۔ انسان کی  
عبادت کا اثر اور نیچر بہت  
ہے جتنی حق انسان اشد کی  
جو محدود فنا کرتا ہے وہ خود  
کی شکل میں جنت میں اُس  
کے لئے ہوگی۔ تہ حوا اور شیخ  
جو جنت میں شکل پر نہ نہیں  
اگرچہ ان میں اس قدر مشابہت  
ہے کہ محدود نیچر میں ہر ایک چیز  
ہے اور بند کے لطف پر بھی باد  
اور ہوا کا علیہ ہے لیکن دونوں  
میں ضروری کوئی مشابہت  
نہیں ہے چونکہ دست و پا  
جو کچھ کر رہا ہے وہ جنت میں  
دوستوں کی صورت میں نمودار  
ہوگا۔

لہ آب۔ انسان کے صبر کا  
پانی پانی کی نہر کی صورت اور  
انسان کا جذبہ جنت و دوزخ کی

مار کے ماند عصا را اے کلیم  
اے کلیم! سانپ لاشی سے مشابہت کہاں ہے؟  
تو بجائے آں عصا آب منی  
تو نے اس عصا کی بجائے منی کا لطف  
یا رشید یا مار شد آں آب تو  
تیرا وہ لطف یا رشید یا سانپ بنا  
یہیچ ماند آب آں فرزند را  
لطف اس بیٹے سے کوئی مشابہت رکھتا ہے؟  
چوں بخودے یا زکوٰۃ عمر و کثرت  
جب کسی نے سجدہ یا زکوٰۃ بویا  
چونکہ پتہ پیدا زوہا لش حمد حق  
جب اس کے منہ سے اللہ کی تعریف نکل  
حمد و تسبیح و نماز مرغ را  
تیری حمد اور تسبیح پر بند کے مشابہت نہیں ہے  
چوں دست راست اشار و زکا  
جب اشار اور زکا تیرے ہاتھ سے آگے  
آپ صبر آب حوئے غلہ شد  
تیرے صبر کا پانی جنت کی نہر کا پانی ہے  
ذوق طاعت گشت جو آبیں  
عبادت کا ذوق، شہد کی نہر بنا  
ایں سببہا آں اثر را زانماند  
یہ اسباب ان تیوں کے مشابہت نہیں ہیں  
ایں سببہا چوں بفرمان تو بود  
یہ اسباب چونکہ تیرے حکم میں تھے

درد کے ماند دوا را اے حکیم  
اے حکیم! درد دوا کے مشابہت کہاں ہے؟  
چوں بیفکندی شد آں شخصے منی  
جب دوا تو وہ خوبصورت انسان بنا  
زاں عصا چو دست ایرا عجب  
دیکھو تیرا یہ تعجب لاشی پر کیوں ہے؟  
یہیچ ماندیش کرم قند را  
گنا، شکر سے کوئی مشابہت رکھتا ہے؟  
شد وراں عالم بخود او بہشت  
اس جہان میں اس کا سجدہ بہشت ہی گیا  
مرغ جنت ساقش زب الفلق  
زب الفلق نے اس کو جنت کا پرند بنادیا  
گرچہ لطف مرغ بادست و ہوا  
اگرچہ پرند کا لطف، باد اور ہوا ہے  
کشت ایں دستاں طرف محل بنایا  
اس ہاتھ نے اس طرف کھجور اور پلدا بویا  
جوئے شیر غلہ مہر کشت و دوز  
جنت کی دوزخ کی نہر تیری جنت اور دوزخ  
مستی و شوق تو جوئے خمر میں  
اپنی مستی اور شوق کو شراب کی نہر سمجھ  
کس نذاند چو لش جائے آں نشانہ  
کوئی نہیں باقی کہ ان کو ان کی جگہ کیوں بٹھایا؟  
چار خوشم مر ترا فرباں نمود  
چاروں نہروں نے بھی تیری تابعداری کی

نہر کی شکل اختیار کر گیا۔ ذوق۔ عبادت کا ذوق شہد کی نہر اور مثنوی انہی کی مستی اور شوق شراب کی نہر ہے۔  
ایں سببہا۔ ان نہروں کے اسباب ان نہروں کے مشابہت نہیں ہیں۔ ایں سببہا۔ ان چاروں نہروں کے اسباب  
جس طرح بعلوں کے اعتبار میں تھے یہ چاروں نہر بھی حق کے اعتبار میں ہونگی جس طرح چار بے گناہ و دریاں ہونگی



ہر طرف خواہی روشنی

جس طرف تو چاہے اُن کو جادی کرتا ہے

چوں مٹی تو کہ در فرمان تست

جسک تیری مٹی تیرے حکم میں ہے

می دود بر امر تو فسر زند تو

تیرا دود کا تیسرے حکم پر دودتا ہے

آں صفت در امر تو بوداں چہا

اِس دنیا میں یہ سب تیسرے حکم میں تھا

آں درختاں مژرا فرماں بر بند

وہ درخت تیسرا حکم بجا لائیں گے

چوں بامر تست اینجا اِس صفا

جو کہ اِس جگہ یہ مفتیں تیسرے حکم میں ہیں

چوں دست زخم بر مظلوم تست

جب تیرے ہاتھ سے مظلوم پر زخم دیا

چوں زخمش آتش تو در دہا ز کی

جو کہ تیرے دلوں میں لعل سے آگ لگاں

آتشیت اینجا چو آدم سوز بود

اِس جگہ تیری آگ جو کہ انسان کو جلائی تھی

آتش تو قصد مردم میکند

تیری آگ اُن آدمی کا قصد کرتی ہے

آں سخنہاے چو مار و کثر دست

وہ تیری باتیں، سانپ اور بچھو جیسی

اولیاء را داشتی در انتظار

تیرے دوستوں کو انتظار میں رکھا

آں صفت چوں بدخشاںش میکنی

وہ صفت جس طرح تھی دیسا ہی تو اُنے کرتا ہے

نسل آں در امر تو آیند چیست

اُس کی نسل تیرے حکم میں چیست ہے

کہ منم جزوت کہ گردش کرد

کہ میں تیرا جزو ہوں جو تیرے گردی رکھتا تھا

ہم در امر تست آں جو بارواں

وہ جادی نہیں ہیں تیسرے حکم میں ہیں

کاں درختاں از صفات با بر بند

کیونکہ وہ درخت تیری صفاتوں کی جگہ پر ہیں

پس در امر تست اینجا آں جزا

تو تیرے وہ دے اُس جگہ تیرے حکم میں ہیں

آں دستے گشت زان ز قوم تست

وہ درخت بنا اس سے لشکر آگاہ

مایہ نار جہنم آمدی

تو جہنم کی آگ کا سراپا بن

انجہ ازوے زاد مرد وافر و ز بود

جو کہ تیرے پیدا ہوا وہ انسان کو جلائی لگتا تھا

نار کزوے زاد بر مردم زند

جنگل میں سے پیدا ہونے والے انسان پر زند ہے

مار و کثر دم گشت و بسیر و دست

سانپ اور بچھو نہیں آدمی پر آدم کوٹھتی ہیں

انتظار بر ستیزت گشت بار

قیامت کا انتظار تیسرے لئے بار ہے

اِس چوں کہی انسان کرانے

نظر بر اختیار ہے اِس طرح

اِس کا تیرے اِرادے کے

تابع ہوتی ہے۔ یہی دود اور دود

باپ کے حکم کے مطابق عمل

کرتی ہے اور کھیتی ہے کو کم

باپ کے جزو سے پیدا ہونے

ہیں جو اُس نے رحم داریں

رکھ دیا تھا۔

اِس آں صفت جس صفت

سے وہ نہیں ہیں جو کہ وہ

اختیار کی تھیں لہذا انہوں

پر بھی تھیں کو اختیار حاصل

ہوگا۔ درختاں بخت کے

درخت بھی چونکہ انسان کی

اختیاری صفاتوں سے بنے

ہیں لہذا وہ بھی اختیار میں

ہوں گے چوں ز دست

جس طرح بخت کی اشیاء

انسان کی لگیوں سے تھیں

اِس اِس طرح دوزخ کے

غلاب انسان کے گناہوں

سے بنتے ہیں۔ آگ کا شعلہ

پہل جی جیوں کو کھلا

ہائے گا۔ زخمی ہفتہ جہنم

کی آگ کا سراپا بنتا ہے۔

اِس آتش۔ انسان کے

غفلت کی آگ انسان کو

جلائی ہے تو دوزخ کی آگ

بھی انسان کو جلائے گی۔

سختی ہے۔ انسان کی وہ

باتیں جو دوسروں کے

لئے سانپ اور بچھو کا کام

کرتی تھیں دوزخ کے سانپ

اور بچھو بنیں گی۔ اولیاء۔

انسان دنیا میں دوستوں

کو دھوکے دے کر خطر بناتا

تھا تو اِس انتظار سے اُن کے لئے عیش میں وہ انتظار پیدا ہو گا جو فیصلہ کی تاخیر سے اُن کے لئے انتہائی پریشانی کا سبب ہو گا۔



لے وعدہ۔ دوستوں سے  
جھوٹے وعدے کر کے ان کو  
انتظار کی تکلیف میں مبتلا  
کرنا تھا تو حساب کے انتظار  
میں خود پریشان ہو گا۔ آگے  
سورج سوایزے کی بلندی  
پرامن کے سر پر ہو گا۔ گھمبیا  
عبادت کے جھوٹے وعدے  
کر کے آسمان والوں کو منتظر  
بنا تا تھا۔ رہ روم۔ یعنی راہ  
ہدایت پر چلوں گا منتظر انسان  
کا غصہ دوزخ کا بیج ہے۔ اہل  
السان کے لئے ہلاکت کا جال  
ہے۔ حق جہاں۔

لے گفتن۔ انسان غصہ  
کی آگ کو دین کے دوز سے  
بچھا سکتا ہے۔ نور کا بیج  
شریف میں ہے کہ زمین جب  
پھر اطر سے گذرے گا  
تو جہنم کے اسی مومن تو  
جہنم گزر جائیں گے نور نے  
میری آگ بجھا دی ہے۔  
مولانا فرماتے ہیں کہ ہم فکر  
گزار ہیں کہ اسے ٹھنڈی  
نور دین نے ہمارے غصہ  
کی آگ کو بجھا دیا ہے۔ گویا  
اگر کوئی شخص اپنی طبیعت  
بڑبڑاری سے غصہ کی آگ  
کو بجھانا چاہے گا تو وہ راکھ  
میں دب جائے گی، بالکل نہ  
بچے گی۔ دوزخ فاش چونکہ وہ  
بالکل نہیں بچے کسی کی موت  
نمودار ہو جائے گی۔ نور دین  
کے نور کو جس آگ کو بجھانے  
کا پانی سمرا گرہ حاصل ہو جائے  
تو پیراگ سے خطر نہیں ہے۔  
آب آت۔ پانی آگ کو بجھاتا

وعدہ فردا و پس فردا تو

تیسرا کل، اور پرسوں کا وعدہ

منتظر مانی دران روز دراز

اس لیے دن میں تو منتظر رہے گا

کاسماں را منتظر می داشتی

اس نے ترے آسمان کو منتظر رکھا

خشم تو ختم سبیر و دوزخ است

تیرا غصہ آگ اور دوزخ کا بیج ہے

کشتن ایں نار نبود جز بنور

اس آگ کو بجھانے کے نہیں بچھا یا جاسکتا

گر تو بے نور آوری حلے بدست

اگر تو بغیر نور کے بڑبڑاری اختیار کرے گا

آں تکلف باشد در پوشش ہیں

غیر وار! وہ تکلف اور دھتکن ہو گا

تا نہ بینی نور دین ایں مباحش

جب تک تو دین کا نور نہ دیکھے مطلب نہیں

نور آبی دان ہم بر آب حفس

نور کو پانی سمرا اور پانی سے وابستہ ہو جا

آب آتش را کشد کاش بخو

پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، کیونکہ آگ عادتاً

سوئے آگ مرغابیاں روز چند

کچھ دن ان مرغابیوں کی طرف جا

مرغ خاکی مرغ آبی ہم تن اند

خاکی، اور آبی پرند یکساں جسم کے ہیں

انتظارِ حشر ت آمد و لے تو

تیرا حشر کا انتظار بنا، تجھ پر افسوس ہے

در حساب واقاب جاں کداز

حساب اور جان کو بھلانے والے سورج میں

تخم فردا رہ روم می کاشتی

تو نے آگ کو راہ رومی اختیار کر دیا۔ کاشتی بڑا

ہیں بخشش دوزخ کا بیج کشت

آگاہ! اپنی اس دوزخ کو بجھانے کیونکہ جہاں ہے

نورک اطفأ نارنا کشتن الشکور

تیرے نور نے ہماری آگ بجھا دی ہم شکر گزار ہیں

آشت نمدہ ست در خاک سرت

تیری آگ لطف ہے اور راکھ میں (دلی)، ہے

نار را نکشد بغیر نور دین

آگ کو دین کے نور کے بغیر کوئی نہیں بجھا سکتا

کالتش نہاں شود یک لطف فاش

کیونکہ دہی ہوئی آگ ایک دن کھل جائیگی

چونکہ داری آب از آتش سترس

جب تو پانی رکھتا ہے آگ سے نہ ٹھنڈ

می بسوزد نس و فرزند ان او

اجس کی نسل، اور اولاد کو جلا دیتی ہے

تاثر در آب حیوانی کشند

تاکہ وہ جسم آب حیات میں بے جا نہیں

لیک ضد اند و آب در و غن اند

لیکن ایک دوسرے کی ضد ہیں پانی اور ترابی

ہے اسی لئے آگ اہل کی پیداوار کو جلا دیتی ہے۔ فرزند ان یعنی نہات۔ قراباں یعنی وہ اہل اللہ حویلی  
کے نور میں غرق ہیں۔ مزج خاکی لیکن یہ سمجھو کہ حقیقی اہل اللہ اور بنادلی بظاہر یکساں ہیں لیکن دلی  
متضاد ہیں ایک پانی ہے تو دوسرا آتش جو آگ کو اور پھیلا دیتا ہے۔



ہر یکے بر اصل خود را بنده اند  
ہر ایک اپنی اصلیت پر چلنے والا ہے  
پہچان کر دوسرے وحی الٰہی  
جیسا کہ دوسرے اور الٰہی کا الہام  
ہر دو دلائل بازار ضمیر  
دلوں دل کے بازار کے دلائل ہیں  
گر تو صراف دلی فکر شناس  
اگر دل حلق ہے اپنے فکر کو پہچان  
ورندانی اس دو فکر کے گمان  
اگر گمان سے ان دونوں فکر کو جبر ہے  
تا نماند در تفکر جان تو  
تا کہ تیری جان فکر میں نہ پڑے

اختیار طے کن بہم مانندہ اند  
اختیار کر، دونوں باہمی مشابہ ہیں  
ہر دو مقبول اند لیکن فرق ہست  
دونوں عقل ہیں لیکن (دونوں میں) فرق ہے  
زختمہا را می ستایند امیر  
اے امیر! دونوں سامان کی تعریف کرتے ہیں  
فرق کن بر دو فکر توں اس  
بر دو فکر کی طرح اپنے دونوں فکر کے بھی  
لا خلابہ کوئی و مشتاق مران  
دھوکا دہو کہہ دے اور طبعی فکر اور لگے نہ بٹھا  
غبن ناید بر تو و بر خان تو  
تجھ پر اور تجھے کہہ دے پر تو نہ آئے

### جیلہ دفع مغبول شدن در مع و شری

فرہ و زور و کثرت میں دھوکا کھا جانے کے وقت کی تدبیر

اے ایکے یارے سمیرا بگفت  
ایک سماج نے پلیمبر سے عرض کیا  
مگر ہر کس کو فروش یا خرید  
جو شخص بیچتا ہے یا خریدتا ہے اس کی نگاہی  
گفت در سے کہ ترسی از غرار  
دسپا یا کہ جس معاملہ میں تو دھوکے سے ڈرے  
کہ تانی ہست از حزن یقین  
کیونکہ آہستہ روی بھینٹا خدا کی جانب سے ہے  
پیش سنگ چوں قدم ناں گنی  
تو جب گئے لے سانسے دلی کا کڑا اٹاتا ہے

کہ منم در بیعہا باغبان جفت  
کہ میں معاملات میں ٹوٹے سے دھوکا ہوتا ہوں  
پہچو سحرست و زراہم می برد  
جادو کی طرح ہے اور مجھے گمراہ کر دیتا ہے  
مشرط کن مہ روز خود را اختیار  
نیمہ دن کے لئے اپنے لئے عید کی خرید کر لے  
ہست بحیلت ز شیطان عین  
جیری جلد بازی ملعون شیطان کی جانی ہے  
تو کند آنکہ آخوردے مقبتی  
اے غرض میں وہ سوچتا ہے پھر کھا ہے

وہ شیطان یعنی توفیق کرنا اللہ کی جانب سے اور جلد بازی کرنا شیطان کی جانب سے ہے۔  
چیتا سنگ لگے کر لکھو اور تودہ جلدی سے نہیں کھاتا بلکہ انکو سوچتا ہے۔

لے کر کے جیتی شیخ اللہ  
مرد و شیخ اپنے اپنے راستے  
پر چلتے ہیں۔ پہچان نہ  
کی مثال دوسرا الہام ہے  
دونوں عقل اور فہم میں ہیں  
لیکن دونوں میں بہت  
بڑا فرق ہے۔ وہی یعنی الہام  
الکت یعنی عبادت کی  
قسم کا الہام تہذیب و سوسائے  
اور الہام دونوں دل کے بڑا  
میں اگر اپنے اپنے سامان کی  
تعریف کرتے ہیں تا کہ ان  
ان کی طرف راغب ہو جائے۔  
تقاضا غلامش و لا خلابہ  
دھوکا دہو کہہ دے اور طبعی  
فکر اور لگے نہ بٹھا  
اس وقت تو لگا ہے جیکہ چیز  
کی تھائی بڑا کی کاغذی فیصلہ  
ذکر کے اور اپنے لئے اختیار  
لے لے کر تین لاکھ تک بچے  
اختیار ہے کہ میں اس معاملہ  
کو ذاتی سکون یا رخ کدوں۔  
مکہ مقبیل۔ وہ شخص جو سچا  
میں انھما میں ہیں۔ یارے۔  
حدیث شریف میں ہے کہ قسم  
بن جہاں تھیں رضی اللہ عنہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے  
عرض کیا کہ میں کا لہا بکھینچوں  
اور معاملے میں دھوکا کھا جاتا  
ہوں تو آنحضرت نے فرمایا کہ تم  
معاملہ کرتے وقت یہ کہہ دیا  
کر دو لا خلابہ تو کی اختیار  
فلک کڈے آیتا چہ دھوکا دہو  
مجھے تیری دن تک کا اختیار  
ہے۔ غرار۔ دھوکا۔

مکہ تانی توفیق جلد بازی  
ذکر حدیث شریف میں ہے  
الذین من الرحمن والجنۃ



لے آ رہا جس طرح کتاب کے  
سنگھٹا ہے ہمیں عقل کے ذریعہ  
اس بات کو کہ کتنا چاہیے منتقد  
پرکھی ہوئی۔ ۱۰۱۱۔ اظہار  
نے زمین و آسمان کو جو درز  
میں آہستہ آہستہ بنایا ہے۔  
مکن یعنی امر خداوندی جس کو  
جینے والا جو میں آجاتی ہے۔  
لے آ رہی انسان کے قوی  
چالیش سال میں عقل ہوتے  
ہیں مگر جو خدا کو یہ قدرت ہے  
کہ ایک لمحہ میں سنگھٹاؤں کل  
انسان پیدا کر دے جگہ میں  
ایک چوک سے عقل انسان  
کو زندہ کر دیتے تھے۔ آتی تھی  
اٹھ کے محل میں آگے لگاؤ  
کی قسم کے تھے کہ وہ بھی  
کاموں میں ہی طریق اختیار  
کریں۔ جو خلقت مسلسل  
جو یک چھوٹی سی نہر آہستہ  
آہستہ مسلسل جاری رہتی ہے  
کبھی جس اور گندا نہیں ہوتی۔  
زیر آہستہ روی سے قبیل  
اور سرور حاصل ہوتا ہے اور  
ایک جگہ کی دولت حاصل  
ہوتی ہے۔

لے خرچ آہستہ روی سے  
ایک عقل کی دولت پیدا ہوتی  
ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ انیس  
سے پندرہ ہزار سالے مالا کہ  
دولت میں کوئی صدوی تک  
نہیں ہے بقیہ تمام جس طرح  
میں اور اس کے بغیر نہ تھا  
ضروری نہیں ہے اس طرح  
یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ بظاہر ہر  
میں صرف ہیں یکساں ہوتے  
ہیں لیکن ان کے نتائج مختلف ہوتے  
ہیں جیسا کہ سانپ اور بچہ کا اندازہ

او بہ بینی بُوکند ما با خرد  
وہ ناک سے سنگھٹا ہے ہم عقل سے  
بات آتی گشت موجود از خدا  
خدا کی جانب سے آہستگی کے ساتھ موجود ہوتے  
ور نہ قادر بود کنز کن فیکون  
ور نہ وہ قادر تھا کہ کن فیکون کے ذریعہ  
آدمی را اندک اندک آں ہمام  
وہ شہنشاہ آدمی کو رنستہ پرنستہ  
گرچہ قادر بود کاندیک نفس  
اگرچہ وہ قادر تھا کہ ایک دم میں  
بود عیسیٰ مرا دے کنزیک دھا  
(حضرت عیسیٰ کی ایسی پُرک تھی کہ ایک دھڑلے  
خالق عیسیٰ نہ بتواند کہ او  
ایک حضرت مہینے کا پیدا کرنے والا نہیں کر سکتا کہ  
اِس تائی از پے تعلیم تست  
یہ آہستہ روی، تیری تعلیم کے لئے ہے  
جو یکے کو چک کہ داکم می رود  
وہ چھوٹی سی نہر جو ہمیشہ جاری رہتی ہے  
زیر تائی زاید اقبال و سرور  
یہ آہستہ روی اقبال (مندی) اور خوشی پیدا کرتی ہے  
مرغ کے ماند بیضہ اے غنید  
لے سرکش اپر نماڑے سے کب مشابہ ہے؟  
باش تا اجزائے تو چوں بیضہا  
نمبر کہ حیر سے اجوار اشوں کی طرح  
بیضہ مارا چہ ماند در شبہ  
سانپ کا انداز اگرچہ مشابہت میں یکساں ہے

رو بہوش خوش بقبل منتقد  
جاہل کہ پرکھی ہوئی عقل سے اپنی طرح سو گولے  
تابشش روزاں زمین و چرخا  
بجھول میں زمین اور آسمان  
صد زمین و چرخ آورے بڑی  
سیکڑوں زمین اور آسمان پسیدا کرتا  
تا چہل ساش کند مرد تمام  
اس کے چالیس سال میں پورا زندگی ہے  
از عدم پراں کند چہا کس  
مردم سے پہانتی خضن روانہ کر دے  
بے توقف زندہ کر دے مردہ را  
مردے کو با توقف زندہ کر دیتے  
بے توقف مردم آرد تو بتو  
بے توقف تہ بہ تہ انسان پیدا کر دے  
کہ طلب آہستہ باید بے شکست  
اس لئے کہ طلب آہستہ اور مسلسل چاہیے  
لے جس گرد و ز گندہ می شود  
(۱۰) نہ ترنا پاک ہوتی ہے ز گندہ  
اِس تائی بیضہ دولت چوں لیلو  
یہ آہستہ روی اٹھا ہے (اور) دولت میں بکھرتا  
گرچہ از بیضہ ہی آید پدید  
اگرچہ وہ اندک سے پیدا ہوتا ہے  
مرغبا ز اینداند را انتہا  
آخر میں پزند بختیں  
بیضہ کنجشک را دورست را  
جڑیا کے انڈے سے (لیکن) دونوں میں بہت



دانی اے عاقل کہ ماند پیشین شین  
اے قلندر! تو مانند کہ سین شین کے مشابہ ہے

دانه آبی بدانہ سیب نیز  
یہی کا بیج بھی سیب کے بیج سے

برگہا ہمرنگ باشد در نظر  
پتے دیکھتے ہیں ایک رنگ کے ہوتے ہیں

برگہائے جسمہا مانند اند  
پتے (یہی) جسم (یہی) مشابہ ہیں

خلق در بازار یکساں میزند  
لوگ بازار میں یکساں مارتے ہیں

ہمچنان در مرگ یکساں میریم  
اسی طرح موت (کے بازار) میں ہم یکساں جاتے ہیں

ایں سخن بایاں ندارد بازگو  
اس بات کا پتہ نہ نہیں ہے پتہ کہ

در نوشتن یک نقطہ بین  
کھتے ہیں ، لیکن نقطہ پر غور کوئے

گرچہ ماند فرقاواں اے عزیز  
اگرچہ مشابہ ہے (لیکن) اے عزیز! بہت فرق ہے

میوہا ہر یک بود نور و گر  
ہر ایک کا پھل دوسری قسم کا ہوتا ہے

لیک ہر جانے بریے زندہ اند  
لیکن ہر جان مختلف پیداوار کے ساتھ زندہ ہے

آں یکے در ذوق و دیگر در دمنہ  
(لیکن) انہیں سے ایک شوق سے دوسرے کھینکے

نیم در خسران و نیمے خسریم  
ہم میں سے نصف ٹوٹنے میں ہیں اور نصف شاہ ہیں

از بلال و از ہلال و کار او  
(حضرت) بلال اور ہلال اور انکے کارائے گات

### وفات یافتن بلال رضی اللہ عنہ بشارت دی مطرب

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا غرض اور نعتی کی حالت میں وفات پانا

چوں بلال از ضعف شہمچوں بلال  
جب حضرت بلال کمزوری سے ہمارے کی طرح ہو گئے

جفت او دیدش بگفتا و احرب  
اُنکی پیروی نے اُن کو دیکھا کہا ہائے لٹ گئے

تا کنوں اندر حرب نے دم ز زلیست  
اب تک میں زنگی سے مصیبت میں تھا

ایں ہی گفت و خوش در عین گفت  
وہ یہ کہہ رہے تھے اور گفتگو کے درمیان آنکھ پو

تاب زو و چشم پرا نوار او  
پہرے کی رونق اور ان کی پرتور آنکھیں

رنگ مرگ اُقتا دبروئے بلال  
(حضرت) بلال کے چہرے پر موت کے آثار آ گئے

پس بلاش گفت نے نے فاطر  
تو (حضرت) بلال نے اُننے کہا نہیں نہیں خوشی ہو

توچہ دانی مرگ عیش و محبت  
ترک کیا جانے موت میں کہ قدیش پر ہو کیا چیز ہے؟

ز گرس گلبرگ دلالمی شکفت  
گر گرس اور گلبرگ کی تین اور لالہ کی طرح) کھل رہا تھا

می گواہی داد بر گفتار او  
اُن کے قول پر گواہی دے رہی تھیں

لہ سین اور سین... یہی کا بیج  
اور سیب کا بیج بظاہر یکساں ہیں  
لیکن نیچے مختلف ہیں۔ برگہا  
بظاہر درختوں کے بیج یکساں  
نظر آتے ہیں لیکن نیچے مختلف  
آتے ہیں جیسا کہ اسی طرح  
انسانوں کے جسم یکساں ہیں  
لیکن انکے نتائج روح  
پر مختلف مرتب ہوتے ہیں  
مثلاً بہتات۔ اسی طرح ایک  
اور دیگر موت یکساں نظر  
آتی ہے لیکن موت کے نتائج  
ہر شخص پر مختلف مرتب ہوتے  
ہیں، چھوٹا چال۔ یعنی پہلی  
مات کے چاند کی طرح زوروں  
کو زور ہو گئے۔ رنگ مرگ۔  
موت کے آثار۔

مثلاً جفت۔ یہی کا بیج  
یعنی میں گٹ گٹ۔ و احرب۔  
یعنی خوشی کا وقت ہے۔  
ز زلیست۔ رنگ مصائب کا  
سبب تھی موت میں دھشت  
کا سبب ہے (انہی ہی گفت۔  
یعنی حضرت) بلال کے مات  
اُن کی بات کی گواہی دے  
رہے تھے اور موت کے پہرے  
آکھان پر مرتب ہو رہے  
تھے۔



لے جن کا دل سیاہ ہے  
بول دیکھو سیاہ دیکھتے ہیں  
لیکن کسی چیز کا کالا رنگ ان  
کی حقارت کی دلیل نہیں ہو  
آنکھ کی چل سیاہ ہے لیکن  
انکی فضیلت ظاہر ہے انکا  
رو سیاہ ہے اور چل والا چاند کا  
آئینہ ہے خود کو یعنی بول  
کو آنکھ کی چل جیسا افضل  
وہی ذات گرامی جو کچھ چلی  
جس کو خود تمام انسانوں میں  
وہی مرتبہ حاصل ہے جو آنکھ کی  
چل کو تمام اعضا میں حاصل  
ہے یعنی آخرت و دل اللہ علیہ  
وسلم اور صواب کرام چلے۔  
حضرت بول کے حقیقی  
اور صاف کو اختیار اور صواب  
سمجھ سکے۔

لے ہیں۔ آخرت و دل اللہ علیہ  
وسلم اور صواب کے علاوہ  
دوسرے لوگ ان کے صبح  
مرتجہ کو حقیقی طور پر نہیں جان  
سکتے صرف تقلیدی طور پر  
ان کو جانتے ہیں بھٹال۔  
عصمت کی جمع ہے عمارت۔  
نعمتال۔ بھلائی یعنی مروت۔  
لے غریبے۔ یعنی آپ مہنا  
رخصت ہو کر مسافر بن گئے  
ہیں۔ تبارک خاندان غریب۔  
دنیا، مسافرت کی جگہ۔  
وطن۔ عالم آخرت اصل  
وطن ہے۔ حلقہ۔ سرزمین  
کے بارے میں فرمایا گیا  
ہے رفتی مقلعہ صدف  
عند میلان۔ مقتدر  
یعنی وہ مقتدر شہنشاہ کے  
پاس بھائی کی جگہ میں ہونگے۔

ہر سیہ دل خود سیہ دیکھے دُرا  
ہر سیہ دل ان کو کالا دیکھتا

مردم نادیدہ آمد رُوسیاہ  
ناہست، انسان کو سیاہ ہوئے

خود کہ بیت مردم دیدہ ترا  
آپ کو آنکھ کی چل کون سمجھ سکتا ہے

چوں بغیر مردم دیدہ اش ندید  
جبکہ ان (بلاں) کو آنکھ کی چل کے طور کو نہ سمجھ

پس جز او جملہ مقلد آمدند  
ان (آنکھ کی چل) کے علاوہ سب مقلد ہیں

گفت بخش الفراق خوش نصا  
انکی بیوی نے کہا اسے خوش نصبت اچوالی ہے

گفت جفت امشب غمے میرو  
بیوی نے کہا آج کی رات مسافر بن کر جا رہے ہو

گفتے نے بلکہ امشب جان من  
انھوں نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ آج کی رات میری جان

گفت اے جان و دلم و آخرت  
انھوں نے عرض کیا اے میری جان اور دل آخرت

گفت رویت را کجا بینیم ما  
انھوں نے عرض کیا ہم آپ کو جہو کہاں بھیں گے

حلقہ خاصش بتوسویت است  
اس کا خاص حلقہ تجھ سے جتنا ہوا ہے

اندر اں حلقہ ز رب العالمین  
اُس حلقہ میں رب العالمین کا

اُس حلقہ میں رب العالمین کا

مردم دیدہ سیہ آمد چرا  
آنکھ کی چل سیہ کیوں واقع ہوئی ہے؟

مردم دیدہ بود میرات ماہ  
آنکھوں والے چاند کا آئینہ ہوتے ہیں

در جہاں جز مردم دیدہ فرا  
دنیا میں سوائے روشن چرخ والے جگہ کے

پس بغیر او کہ در رخس رسید  
رض (آنکھ کی چل) کے ہوا کون ان بول کے رنگ کے

در صفات مردم دیدہ بگشت  
بلکہ آنکھ کی چل کے صفات کے بارے میں

گفتے نے الوصال ایں فصا  
انھوں نے فرمایا نہیں نہیں بھلائی اورصال ہے

از تبار و خویش غائب میثوی  
خاندان اور اپنوں سے غائب ہو رہے ہو

میرسد خود از غم ہی در وطن  
خود مسافرت سے وطن میں جا رہی ہے

گفتے نے جان من یاد و لٹاہ  
انھوں نے فرمایا نہیں نہیں اے میری جان یاد بڑی

گفت اندر حلقہ خاص خدا  
نہر مایا خدا کے خاص حلقہ میں

گر نظر بالا کنی نے سوئے پست  
اگر تو اوپر کو نظر رکھے نہ کہ پستی کی جانب

نوری تابد چو در حلقہ نکلیں  
نور اس طرح چمکتا ہے جیسا کہ (انگوٹھی کے حلقہ

میں چمکتا ہے)

حلقہ وہ مقام جس میں سرزمین کو جگہ ملے ہر مومن دیکھ سکتا ہے اگر وہ اپنی نظر بلند رکھے اور پستی  
کی طرف نہ دیکھے۔ اندر اں۔ اُس حلقہ میں اللہ کی خاص جگہ ہوگی۔



گفت ویران گشت این خانہ دیرین گفت اندر نہ نگرست گریمنغ  
انہوں نے عرض کیا انہوں سے یہ گھر ویران ہو گیا فرمایا چاند کو دیکھو، ابر کو نہ دیکھو

## حکمت ویران گشتن تن بمرگ

موت کی وجہ سے جسم کے برابر مرنے کی حکمت

کرد ویران تا کنت معورت

ویران کیا، تاکہ زیادہ آباد کرے

من چو آدم بودم اول حبس کرب

میں شروع میں (حضرت آدم) کی طرح بنے جہنم میں تھا

من گدا بودم دریں خانہ چو چاہ

میں اس کنویں میں بھی گھر میں نقس تھا

قصر با خود مر شہاں را مانست

قلعہ، شاہوں کے لئے مافوس ہیں

انبیاء راستگ آمد ایں جہاں

انبیاء کے لئے یہ جہان تنگ ہو گیا

مردگان را ایں جہاں بنمود فر

مردوں کو اس جہان نے شان و شوکت دکھائی

گر بنیوے تنگ ایں افغان ز

اگر وہ تنگ نہ ہوتا تو یہ صحن بکار کیوں ہے؟

در زمان خواب چوں آزاد شد

نیند کی حالت میں جب آزاد ہو جاتا ہے

ظالم از ظلم طبیعت باز رست

ظالم طبیعت کے ظلم سے چوٹ مٹا

ایں زمین و آسمان بس فراخ

یہ زمین اور آسمان جو بہت وسیع ہیں

چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ

ایہ دنیا بہت وسیع اور بہت تنگ نظر بند ہے

قوم انبہ بود و خانہ مختصر

لوگ زیادہ تھے، اور گھر مختصر تھا،

پر شد اکنوں نسل جا تم شرق و غرب

اب میری جان کی نسل سے شرق و مغرب ہو گئی

شاہ گشتم قصر باید بہر شاہ

میں شاہ ہو گیا، بادشاہ کے لئے قلعہ چاہئے

مردہ را خانہ و مکان گورے بست

مردے کیلئے ایک قبر گھر اور مکان کا ہے

چوں شہاں رفتند اندر لامکان

تو، شاہوں کی طرح لامکان میں چلے گئے

ظاہر ش زفت و بمعنی تنگ

جس کا ظاہر وسیع ہے اور حقیقتاً بہت تنگ ہے

چوں و تا شد ہر کہ در و بیش ر

جو اس میں زیادہ جھٹکا ہے وہ ہر ایکوں پر جھٹکا ہے؟

زاں مکان بنکر کہ جان چوں شاد شد

اس مکان سے، دیکھ جان کیسی خوش ہوتی ہو

مرد زندانی ز فکر حبس جست

قیدی، قید کی فکر سے بھل گیا

سخت تنگ آمد بہنگام شخ

دیر و ڈالنے کے وقت، بہت تنگ آئے

خندہ او گر یہ فخرش جملہ تنگ

اس کی ہنسی رونما ہے اس کا فخر ذات ہے

لے خانہ یعنی جسم۔

یعنی روح یعنی۔ ابر یعنی

جسم و قریب۔ ویرانی کے

بعد بھی تعمیر ہوتی ہے قوم۔

یعنی میں اب معارف اور

اسرار کا خزانہ بن گیا تھا اس

جسم میں اس کی گنجائش نہ

تھی چو آدم۔ حضرت آدم

تنبہائی سے گھر کے تہہ پر

بتا اور نسل کی یہ دانش مانی

نسل جا تم یعنی روح کے

ثمرات، خانہ چو چاہ جسم پر

کنویں کی طرح ہے۔

قلعہ قصر یا میں جب تک

گدا تھا اس قصر جسم میں میری

روح رہ سکتی تھی اب جب کہ

معارف اور اسرار کی وجہ سے

شاہ بن گیا ہوں تو قصر بند کی

ضرورت ہے ساقیاء، بنیاد

میں باسی وجہ سے دنیا کو ترک

کر کے آخرت کی طرف روانہ

ہو جاتے ہیں۔ مردگان۔ جو

مردہ دل ہیں ان کے لئے یہ

دنیا شان و شوکت والی ہے،

یہ دنیا اہل دنیا کیلئے وسیع اور

اہل باطن کے لئے بہت تنگ

ہے۔

قلعہ گھر بنوے، اگر دنیا تنگ

نہیں ہے تو میرا اس کے

باشندوں میں مشورہ مل کیوں

ہے اور یہ بڑھاپے میں کیوں

ٹھیکے جاتے ہیں جھکنا تو مکان

کی تنگی سے ہوتا ہے۔ آہیں، دنیا

کی تنگی کا احساس اس وقت ہوتا

ہے جب انسان سوتا ہے اور

اسکی روح آزاد ہو جاتی ہے۔

چشم بند، دنیا جو بہت تنگ ہے



تشبیہ دنیا کہ بظاہر فراخ است بمعنی تنگ و تشبیہ خواب کہ  
دنیا کی تشبیہ جو بظاہر وسیع، اور حقیقتاً تنگ ہے اور خواب کی تشبیہ کہ  
خلاصی است از تنگی  
وہ تنگی سے نجات ہے

اندرا کی جانت خیدہ بُود  
تواند آئے تیری جان پڑمردہ موتی ہے  
ز ان پیش تنگ آیدت جان وکیل  
اس گرمی سے تیری جان تنگ اور ہوا جاتی ہو  
پس چہ شود آمد فراخی منزلت  
قرب ملک و دست سے تجھے کیا فائدہ ہے  
در بیان فراخی می روی  
اور وسیع جگہ میں تو پہلے  
بر تو زنداں آند آں صحرا و دشت  
وہ جگہ اور میدان تیرے قید خانہ ہوا  
کو دران صحرا چو لالہ بر شگفت  
وہ اہم جگہ میں لانے کی طرح بکھا ہے  
از بروں در کشنی جان و فداں  
باہر سے بھیجا ہے، جان فریاد میں ہے  
کہ زمانے جانت از او از تن است  
کیونکہ اس وقت تیری جان جسم سے آزاد ہے  
ہچو آں اصحاب کہف رجاں  
جس طرح دنیا میں اصحاب کہف  
در عدم درمی روند و باکے  
وہ عدم میں پلے جاتے ہیں اور وہاں نہیں ہے  
کرد ویراں تا کند قصر ملوک  
اس کو ویراں کیا تاکہ شاہوں کا محل بنائے

ہچو گریا بہ کہ تفتیدہ بُود  
تمام کی غم، جو گرم ہو  
گرچہ گریا بہ عریض است طویل  
اگرچہ تمام چوڑا اور لمبا ہے  
تا بروں نانی نہ بلشاید دلالت  
جب تک تو باہر نہیں آتا ہے تیرا دل نہیں ٹھہرا  
یا کہ کفش تنگ پوشی لے غوی  
یا کہ لے کر: تو تنگ جو پہنے  
آں فراخی بیاباں تنگ گشت  
جگہ کی وہ دست تنگ ہو جائے گی  
ہر کہ دید او مرثرا از دور گفت  
جس نے تجھے دور سے دیکھا، کہا  
او نمیداند کہ تو چوں ظالماں  
وہ نہیں سمجھتا کہ تو ظالموں کی طرح  
خواب آں کفش بیروں کرد  
تیری نیند اُس جوتے جسم، کو اتار دینا ہے  
اولیاء را خواب ملک است اے فلاں  
اے فلاں! اولیاء کیلئے نیند سلطنت ہے  
خواب می بیند و انجا خوابے  
وہ خواب لے لیتے ہیں اور وہاں نیند نہیں ہے  
خانہ تنگ دروں جاں چنگلوک  
گھر تنگ ہے اور اندر جان شیریں ہے

لے چکر گریا بہ دنیا کو وسیع  
بھی اور تنگ ہی بتا یا لب  
اس کو خانوں سے سمجھاتے  
اس تمام جو گرم ہوتا ہے تو  
باہر دوست کے ہاں طبیعت  
تنگ ہوئی ہے تو وہ وسیع  
بھی ہے اور تنگ ہی لے لیتا  
تفتیدن اور تفتیدن گرم  
ہونا تشبیہ بچسپن،  
پڑمردہ ہونا۔ یا کہ وسیع جگہ  
میں اگر کوئی تنگ جوتے ہیں  
کہ پلے تو وہ جگہ وسیع ہی ہو  
اور اس کے لئے تنگ ہی ہو  
یہی حال دنیا ہے کہ دوست  
کے باہر تنگ ہے۔  
لے ہر گرم وسیع جگہ میں  
تنگ جوتے والے کو چھوٹا  
تو جیسے گا کہ بہت آرام سے  
ہے حال اگر وہ یہ نہیں جانتا  
کہ ظالموں کی طرح ہے جو  
بظاہر خوش نظر آتے ہیں مگر  
انکی دھت آہ و فغان کرتے ہیں کہ  
خواب انسان جب نیند  
میں ہوتا ہے تو گویا اس کے  
پاؤں سے تنگ جوتا اڑ جاتا  
ہے۔ اور کیا اسطرح کی روح  
حالت ویداری میں اس طرح  
آلودہ رہے جس طرح حمام  
کی روح نیند کی حالت میں،  
انکی مثال اصحاب کہف کی ہے  
ہے جو دیکھ کے لٹا کے نیند  
میں تھے اور موت کے اختیار  
سے بیدار تھے۔  
لے خواب اور حالت سوسا  
یہ خواب دیکھتے ہیں اور تنگ  
مرد کی میر کرتے رہتے ہیں جیسا  
کوئی مردانہ نہیں ہے تنگ تنگ  
حضرت جلال نے فرمایا کہ دنیا کی

حالت میں وہاں اس کی تیری ہی جیسا کہ یہ خوب۔ اس کی تیرا یہ انجانی پڑمردہ ہوں رہا



چنگلو کم چوں جنین اندر رحم

میں انہیں ہوں، جیسا کہ جسم میں بچہ

گر نباشد دروزہ بر مادرم

اگر سیریاں کو دروزہ نہ ہوتا

مادر طعم زرد و مرگ خوش

سیری اور طبیعت اپنی موت کے درد سے

تا چرداں ترہ در صحرائے سبز

بلکہ وہ بچہ کا بچہ سرسبز میدان میں بچے

دروڑہ گر رنج آبستاں بود

دروڑہ اگرچہ حاملہ کے لئے موجب تکلیف ہوگا

حاملہ گریاں ز رزہ کا تن لٹاں

حاملہ درد زہ سے روٹی ہے کہ پاؤں کی جگہ کہاں

ہر چہ زیر چرخ ہستند اقیات

جہاں آسمان کے نیچے ہیں

ہر یکے از دروغیرے غافل اند

ہر ایک دوسرے کے درد سے غافل ہے

انچہ کو سہ داند از خانہ کساں

جو بچہ دار میں والا لوگوں کے گھر کے باہر میں ملے

انچہ صاحب دل بداند حال تو

صاحب دل جو کچھ تیرے حال کے باہر میں ملے

انچہ بلند و جہینت اہل دل

صاحب دل جو کچھ تیری پیشانی میں دیکھتا ہے

ز مہ شتم شد اس نقلاں ہم

مجھے تو نہیں ہو گئے ہیں یہ انتقال ضروری ہے

من دریں زنداں میان آذر م

میں اس قید خانہ میں آگ میں ہوتا

می کند زہ تار ہد ترہ زمیش

وہ میں ہے تاکہ ہمیشہ کا بچہ بچہ سے نکل آئے

ہیں رحم بکشاں گشتاں ترہ گز

ہاں رحم کو کھول کیونکہ وہ ہمیشہ کا بچہ فریاد کر رہا ہے

بر جنین اشکستن زنداں بود

بچہ کے لئے قید خانہ کا ٹوٹنا ہوتا ہے

واں جنین خنداں کہ پیش آمد خلا

اور وہ بچہ ہنستا ہے کہ چھٹکارا در پیش ہے

از جہاد و از ہیمہ و زنبات

جہادات، اور حیوانات اور نباتات سے

جزو کسانے کہ نبیہ و عاقل اند

سوائے ان کے جو خبردار اور عقلمند ہیں

بلکہ از خانہ خودش کے دلہاں

ایسی دار میں والا اپنے گھر کے باہر میں بھی کہلائے

تو ز حال خود ندانی اے عمو

اے بچا! تو خود (دلیسا) اپنی حالت کو نہیں جانتا ہے

کے بہ بینی در خودے از خود مجل

اے اپنے آپ سے شرمندہ! تو خود اپنے بہر میں کیجیگا

بیان آنکہ ہر چہ غفلت کاہلی و تارگی ست ہمہ از

اس کا بیان کہ جو کچھ غفلت اور تارگی ہے سب جہم کی وجہ

تن ست کہ ارضی و فلی ست

سے ہے کیونکہ ارض اور فلی ہے

سے ہے کیونکہ ارض اور فلی ہے

۱۵ جنین بچہاں کوٹھ  
میں ٹیڑھا بیڑا ہوتا ہے کہ  
۱۶ قوت مل ہے مگر تار  
بدن پر موت کی تکلیف ایسی  
ہی ہے جس طرح بچہ پیدا  
جس میں ماں کو درد کی  
تکلیف ہوتی ہے اور آگ  
تجربہ بچہ کا بچہ یعنی روح  
جس بچہ یعنی جسم کن ہو  
موت کے بعد روح لاہوتی  
کی سیر کرتی ہے

۱۷ درد زہ موت کی تکلیف  
جسم کو ہوتی ہے روح میں  
کی وجہ سے قید سے آزاد ہوتی  
ہے۔ اُنکھیں بچاؤ کی جگہ  
اُتھات یعنی جہاد اور  
حیوانات اور نباتات میں  
سے چنے والی مائیں

۱۸ ہر ایک ہر انسان اپنے  
درد میں مبتلا ہے اور کسی سے  
باخبر ہے۔ جیسے باخبر کو  
مستقر دار میں والا جو مولا دینا  
ہوتا ہے یعنی دلیسا، رابطہ  
بچہ۔ ایسی دار میں والا جو مولا  
بچہ وقت ہوتا ہے بچہ  
۱۹ ایسا، اھل و سرکار کے  
احوال سے اس غفلت  
ہوتے ہیں کہ خود اسان اپنے  
احوال سے اتنا واقف نہیں  
ہوتا ہے۔ اور ایساں کے  
پیٹ کے بچہ کے احوال سے  
بھی واقف ہوتے ہیں۔



لے غفلت۔ انسان کی  
سب غفلتیں مادی بدن کی  
وجہ سے ہیں۔ چنانچہ چونکہ  
زمین فلک کے درمیان  
میں ہے لہذا اس کے میں  
حصہ پر سورج پڑتا ہے وہاں  
دن ہوتا ہے اور رات اب  
اگر زمین اس دائرے سے علیحدہ  
ہو جائے تو بھر اسکی یہ صفت  
بدل جائے اسی طرح اگر  
مجاہدات کے ذریعہ مہمانی  
حجاب رفع کر دیا جائے تو  
روح ہمیشہ بخیر رہے اور  
اسپر غفلت کے آثار طاری  
نہ ہوں۔ اولک سورج کا  
زوال ہو تو وہ دھواں کثیف  
جسم لکڑی سے پیدا ہوتا ہے  
اسی طرح کدو دات جو پھیرا  
ہوتی ہیں روح ان کا غور  
نہیں ہے۔ مستقیم روشن کرنے  
والا۔

لے جہم۔ دہم صوفی کی تہ  
ہے جو غفلت میں پڑتا ہے غفلت  
نہ محض ہے۔ زوی۔ خون  
چہرے کی سرخی کا سبب،  
صفرا زردی کا سبب بلغم  
سفیدی کا سبب سودا یا اس  
کا سبب ہے تو جس طرح  
چہرے کے یہ حالات اسباب  
کی وجہ سے ہیں اسی طرح روح  
میں کہ دینیں شہل کی وجہ سے  
پیدا ہوتی ہیں اور نہ شہر خیز  
ہے۔

لے در حقیقت۔ انسانی خلق  
بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے لیکن  
خارج نفس انکو غفلت اور  
موتیر کا جو قرار دیتا ہے مقرر  
وہ مہجرات والی ہے اس میں

غفلت از تن بود چوں تن روح شد

غفلت جسم کی وجہ سے تنی جب جسم روح بنا  
چوں زمین برخواست از جو فلک

جب زمین ماسمان کی فضا سے نکل جائے  
ہر گنا سایہ ست شب یاسا یک

جہاں کہیں سایہ اور رات یاسائے کی جگہ ہے  
دو دیو پیوستہ ہم از میزم بود

دھواں ایندھن سے وابستہ ہوتا ہے  
وہم افتد در خطا و در غلط

وہم غلط اور غلطی میں مبتلا ہوتا ہے  
ہر گرانی و کسل خود از تن ست

ہر گرانی اور سستی جسم کی وجہ سے ہے  
روئے سرخ از کثرت خونہا بود

سرخ چہرہ، خون کی کثرت سے ہوتا ہے  
رو سفید از قوت بلغم بود

سفید چہرہ، بلغم کی قوت سے ہوتا ہے  
در حقیقت خالق آثار اوست

در حقیقت آسمان پیدا کرنے والا وہ ہے  
مفر کو از پوستہا آوارہ نیست

مفر جو چمکوں سے جدا نہیں ہے  
چوں دو دم بار آدمی زادہ بزاد

جب انسان، دوبار پیدا ہوا  
علت اولی نباشد دین او

پہلی علت اس کا دین نہیں ہوتی  
غلطی واقع ہوتی ہے علم کشفی اور الہامی غلطی سے مجبور ہے۔

بند او اسرار را بے ہیج بُد

وہ یقینی طور پر اسرار کو دیکھتا ہے  
نہ شب نے سایہ باشد نہ کو

نہ رات ہوگی، اور نہ سایہ، اور نہ زوال  
از زمین باشد نہ از افلاک

وہ زمین کی وجہ سے نہ آسمانوں اور چاند سے  
نہ زلزلہ ہائے مستقیم بود

نہ روشن کرنے والے شعلوں سے  
عقل باشد در اصابہا فقط

درستی میں صرف عقل ہوتی ہے  
جاں ز خفت جملہ در یریدن

جان بکھ پڑے، پوری اظہان میں ہے  
روئے زرد از جنبش صفرا بود

زرد چہرہ صفرے کی حرکت کی وجہ سے ہوتا ہے  
باشد از سودا کہ رو ادہم بود

سودا کی وجہ ہوتی ہے کہ چہرہ کالا ہوتا ہے  
لیک جز علت نہ بیند اہل یقوت

لیکن کمال والے علت کے سوا کچھ نہیں دیکھتے ہیں  
از طبیب علت اور اچارہ نیست

طیب اور بیماری سے اس کو مفر نہیں ہے  
پائے خود بر فرق علتہا نہاد

اس نے علتوں کے سر پر اپنا پاؤں رکھ دیا ہے  
علت آخری ندارد دین او

آخری علت اس سے دینی نہیں رکھتی ہے  
غلطی واقع ہوتی ہے علم کشفی اور الہامی غلطی سے مجبور ہے۔

اس حیات کامل کرنا ہے تو اسباب برات اور سبب الاسباب ہی کو مقرر حقیقی سمجھنا ہے۔ علت اولی  
نہ اس قدر کوتاہی قرار دیتے ہیں تحقیق اور اہل مذہب کونامل مختار تھے جس علت سے معلول کا صدور ضروری ہوتا



می پر دچوں آفتاب اندر آفت

وہ آفت میں سورج کی طرح اڑتا ہے

بلکہ بیروں از آفت وز چرخہا

بلکہ وہ آفت اور آسمانوں سے باہر

پس عقول ماست سایہ آعمو

اے چھا ہماری عقلیں سایہ ہیں

باغ و بس صدق و صفوت در شوق

خلوص اور سچائی کی دلہن کیساتھ درہنہ

بے مکان باشد چوں ارواح و بی

بے مکان ہر جاتا ہے جیسا کہ رو میں اور عقلیں

می فتد چوں سایہ دریا با آو

سایہ کی طرح اس کے پاؤں پڑتی ہیں

### تشبیہ نص با قیاس

نص کی قیاس کے ساتھ تشبیہ

مجتہد ہر گز کہ باشد نص شناس

مجتہد جبکہ نص سے واقف ہوتا ہے

چوں نیابہ نص اندر صورتے

اگر کسی صورت میں اس کو نص نہیں جانتی ہو

نص و حی روح قدسی الیقین

قدسی روح کے ایہام کو تو یقین سمجھ

عقل از جاں گشت با ادراک و فر

عقل روح سے باہر و شوکت جی

لیک جاں در عقل تاثیرے کند

لیکن روح عقل میں اثر کرتی ہے

نوح وار ارصد متے زد در تورج

اگر روح نے نوح کی طرح تجمہ میں اثر کیا ہے

عقل اثر را روح پندار و لیک

عقل تاثیر کو روح سمجھ جاتی ہے لیکن

زاں بقصرے سالکے خورند شد

سالک ابن نور کی جیسے شکیہ پر خوش ہوا

اندر اں صورت بنید قیاس

وہ اس صورت میں قیاس نہیں کرتا ہے

از قیاس آنجا نماید عبرتے

قیاس سے اس مقام پر تعبیر کرتا ہے

واں قیاس عقل جزوی تحت ایں

اور ناقص عقل کا قیاس اس سے کم ہے

روح ادر کے شود زیر نظر

روح اس کے ماتحت کب ہو سکتی ہو؟

زاں اثر اں عقل تدبیرے کند

اس اثر سے وہ عقل تدبیر کرتی ہے

گویم و کو کشتی و طوفان نوح

سمندر کہاں ہے کشتی اور نوح کا طوفان کہاں؟

نور خور از قرص خور و درت نیک

سورج کا نور سورج کی ٹیک سے بہت دور ہے

تاز لورش سوئے قرص فلند شد

یہاں تک کہ اس کے نور سے ٹیک کی جانب روانہ ہوا

سمجھتی ہے یہ اس کی فطری ہے تاثیر اور روح میں وہی فرق ہے جو سورج اور اس کے نور میں ہے۔

زات جب یہ معلوم ہوگا کہ نور اور چیز ہے اور سورج دوسری چیز ہے تو سالک صرف نور پر اکتفا نہیں

کرتا ہے بلکہ سورج تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔

لہٰذا حق ہے۔ وہ لا باہر کی

سیر کرتا رہتا ہے۔ جتنی منزلت

چوں ارواح جس طرح وہیں

اور عقلیں لاکھان میں رہتی

ہیں اسی طرح یہ ہیں لاکھان

بن جاتا ہے پس عقل۔

اس کامل روح کے سامنے

ہماری عقلیں کچھ ہیں تجلیہ

اس معنوں میں یہ ثابت کہنا

ہے کہ روح کامل کا ایہام ہرگز

نص کے ہے۔

لہٰذا مجتہد وہ شخص جو حق

و حدیث میں مذکورہ احکام کو

ان چیزوں پر محکم لگتا ہے

جن کا حکم قرآن و حدیث میں

موجود نہیں ہے اس کے پاس

اگر کوئی قرآن کی آیت یا حدیث

بطور نص کے موجود ہوتی ہے

تو وہ اس کے ذریعہ حکم بیان کرتا

ہے ورنہ کسی نص پر قیاس کو

کے حکم جاری کرتا ہے ورنہ

عقلی و روح قدسی کا احساس

بہتر نص کے ہے اور ہمارا

عقل اداک بہتر قیاس کے

ہے جو نص سے کم درج کی چیز

ہے عقل عقل نے روح سے

استفادہ کیا ہے تو روح نص

سے کمتر کیسے ہو سکتی ہے جان

و عقل مدد عقل میں خود

ہے اور عقل کی تدبیر روح کی

تائید ہے۔

لہٰذا قرع دار اگر روح نے عقل

میں تاثیر بھی کر دی ہے تب

بھی عقل کو روح کی ہمسری

مناسب نہیں ہے اس میں

وہ ایجاب و اطاعت کہاں ہیں

جو روح میں ہیں عقل عقل

بسا اوقات روح کی تاثیر کو روح



لے اندر تامل دیا میں جو  
آثار قدرت ہیں وہ غالب ہیں  
تاکہ جس کا وصول ذات  
تک ہو جائیگا وہائی نور  
میں مستغرق رہے گا جسے  
سماں اب ذرا کی جہاں  
کائناتیں نور سے مانع ہو گئی  
وہ مظاہر قدرت کا فنا ہونا  
اس کے لئے فراق کی سینہ  
کوئی کا سبب بنے گا نہیں۔  
ایسا شخص دی ہو گا جو بولی  
ہو گا یا اگر وہ ناسوتی ہے تو  
اس نے جاہلوں کے نزدیک  
اپنے ناسوتی ہونے کو خیر بنا  
ہے تاکہ غالی اور ناسوتی  
خات کی شعاعوں کی تاب  
نہیں لانا اس کو اس طرح  
بسمو کا اگر سورج زمین پر  
پڑے تو وہ برداشت نہ کر سکتی  
اور زمین آگ لگنے کی طاقت  
ہی نہ رہے گی۔

لے تاہم پھل چکا الہی  
ہے وہ ماضی طور پر پانی کو  
برداشت کر سکتی ہے سانپ  
خفگی کی چیز ہے وہ جیسے سوز  
میں نہیں رہ سکتا ہے اس طرح  
لاہوتی اور ناسوتی کو سمجھو۔  
مگر کائناتیں ناسوتی لاہوتی  
جنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن  
بحر صحت ان کو رسوا کر دیتا  
ہے۔

لے تاہم فانی میں یہاں  
ایسے لاہوتی انسان ہیں جو  
جاستیوں کو لاہوتی بنا دیتے  
ہیں۔ اگر تو ناسوتی  
ہے تو لاہوتیوں کی صحبت  
استیاد کرنا تجھے دیا ہے

زانکہ اس نورے کہ اندر رسا نفلست

اس لئے کہ نور جو عالم نفس میں ہے

وانکہ اندر قرص دارد باش جا

وہ جو ایک میں قیام اور جگہ رکھتا ہے

نے سماں رہ زند نے خود غروب

یہ آبراس کے لئے مانع بنتا ہے زخموں کو دونا

انچنین کس حالش ز افلاک بود

ایسے شخص کی اصل آسمانوں سے ہوتی ہے

زانکہ خاکی را نہا شد تاب آل

کیونکہ خاک میں اس کی طاقت نہیں ہوتی جو

گر زند بر خاک دائم تاب خور

اگر زمین پر ہمیشہ سورج کی شعلہ پڑے

دائم اندر آب کار ماہی است

ہمیشہ پانی میں رہتا ہے مچھلی کا کام ہے

لیک در کہ مار ہائے پرفتن اند

لیکن پھاڑوں میں بہت سے پرفتن سانپ ہیں

مگر شاں گر خلق را شد اکند

ان کی نگاہی اگرچہ لوگوں کو فریفتہ کرتی ہے

واندریں یک ماہیان تو سن اند

اس سمند میں قوی مچھلیاں ہیں

گر تو ماری شو قمرین ماہیان

اگر تو سانپ ہے مچھلیوں کا ساتھی بن جا

ماہیان قعر دریا ئے جلال

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

نیست دائم روز و شب او نفلست

مستقل نہیں ہے روز و شب میں ۲۴ گھنٹہ کا

غرق آں نور باشد دائما

وہ ہمیشہ اس نور میں غرق رہتا ہے

وارمید او از فراق سینہ کوب

وہ سینہ پیچنے والی جہاں سے غمات پالیا

یا مبدل گشت گراز خاک بود

اگر وہ خاک سے تھا تو تبدیل ہو گیا ہے

کہ زند بر فے شعاعش جاو اں

کہ اس پر اس کی شعاع ہمیشہ پڑے

آپنناں سوزد کہ ناید زو مخر

ایسی جل جائے کہ اس سے پہل نہ پیدا ہو

مار را با او کجا ہمراہی است

سانپ کی انکے ساتھ ہمراہی کہاں ہو سکتی ہے

اندریں یک ماہیان امی کشند

جو اس سمند میں مچھلیوں کو مار رہے ہیں

ہم زود یا تا رہاں رسوا کند

(لیکن) دریا سے آگے گھبراہٹ ہو کر رسوا کرتی ہو

مار را از سحر ماہی میکشد

جو سانپ کو تدمیر سے پھل بنا دیتی ہیں

تا شوی چون ماہیان یک روز

تاکہ مچھلیوں کی طرح سمند میں چلے

بحر شاں آموختہ سحر حلال

اگر سمند نے ان کو حلال جادو سکھا دیا ہے

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں

دریا ئے جہاں کی گہرائی کی مچھلیاں



بِسْمِ مَحَالِ اَز تَابِ اَشْاَعَالِ شَد

بہت سے محال ان کی طاعت سے واقف تھے ہیں

زہر آنجاریت و شکر شد ملقین

وہاں زہر گیا ہے اور یقیناً شکر میں گیا ہے

خاک نے شد سنگ گوہر پائے سر

خاک سونا پتھر جو ہر پاؤں سر ہو گیا ہے

تاقیامت گر گویم زین کلام

اگر میں یہ بات قیامت تک بیان کروں

تَحْسُ اَنْجَارِفَتْ نِیْکُو فَا لِ شَد

منوس ہاں پہنچا ہے اور نیک بخت بن گیا ہے

سنگ آنجاریت گوہر شد ملقین

وہاں پتھر گیا ہے اور قیمتی جوہر بن گیا ہے

مِی نہ بیند مجز بشر حشمت بشر

انسان کی آنکھ انکو سوائے بشر کے کچھ نہیں سمجھتی ہے

صَد قیامت بگذر دوس ناتمام

شوق قیامتیں گزر جائیں گی اور یہ ناتمام رہے گی

آدابُ الْمُسْتَعِیْنِ الْمُرِيدِیْنَ عِنْدَ فِیضِ الْحِکْمَةِ مِنْ لِسَانِ الشَّیْخِ

شیخ کی زبان سے حکمت کے فیض کے وقت سننے والوں اور مریدوں کے آداب

بر مولاں ایں مکرر کردن ست

تسکدوں پر یہ مکرر کرنا ہے

شمع از برقِ مکرر بر شود

شمع مکرر نور سے ابھرتا ہوتا ہے

گر ہزاراں طالب اندوید کلو

اگر ہزاروں طالب ہوں اور ایک نہ خیدہ

ایں رسولانِ ضمیر و راز گو

یہ دل کے پیغام رساں، اسرار بیان کرنے والے

نخوتے دارند کبرے چوں شہلا

وہ شاہوں کی سی نخوت اور بڑائی رکھتے ہیں

تا ادبہا شان بجا گناوری

جب تک تو ان کے آداب بجا نہ لائے

کے رسانند امانت را بتو

تجھے وہ امانت کب پہنچائیں گے؟

نزد من عمرے مکرر کردن ست

میرے نزدیک و بار زندگی مائل کرنا ہے

خاک از تابِ مکرر زر شود

مٹی مکرر گرمی سے سونا بن جاتی ہے

از رسالت بازی ماند رسول

پیغام پہنچانے سے رسول بُرک جاتا ہے

مستمع خواہند اسرائیل خو

(حضرت) اسرائیل کی عادت والا سننے والا چاہتے

چاکری خواہند از اہل جہاں

دنیا دانوں سے خدمتگاری چاہتے ہیں

از رسالت شاں چلو نہ بخوری

ان کے پیغام سے تو کیسے فائدہ اٹھائے گا؟

تا نباشی پیش شاں راجع دوتو

جب تک کہ ان کے سامنے رکھ دے تو

جب تک کہ ان کے سامنے رکھ دے تو

نئے محض ذکر و فکر کافی نہیں ہے شیخ کے آداب بجا لانا بھی ضروری ہے۔ کے شیخ کی پوری اطاعت ہوتی ہے تب وہ کہیں نسبت کی امانت مرید کے سپرد کرتا ہے۔

بِسْمِ مَحَالِ اَز تَابِ اَشْاَعَالِ شَد

بہت سے محال ان کو اپنے تقاضات

سے ممکن نہایت ہیں مگر

ان کی صحبت میں جڑے

انفاق اچھے اخلاق میں تبدیل

ہو جاتے ہیں۔ مگر زمیندگی

نظر میں ان کو صرف بشر سمجھتے

ہیں۔

بِسْمِ مَحَالِ اَز تَابِ اَشْاَعَالِ شَد

ان کی صحبت کی تاثیر کا اگر میں

قیامت تک بیان کروں تو

وہ ختم نہ ہوگا۔ برکھوں جو

رنگ میری اس طرح کی باتوں

سے مل جاتے ہیں وہ یہ

سمجھتے ہیں کہ کتب کا وصف

ہے لیکن انہی مضامین کا

اعانہ مجھے نئی زندگی بخشتا

ہے شیخ روشنی کی مکرر شمع

کو نئی زندگی بخشتی ہے تنک

سورج کی شعاعوں کے مکرر

ہونے سے عزم میں سونے کی

کان پیدا ہو جاتی ہے مگر ہزاروں

بزرگوں کی مثال ایک غلطی ہے

حکمت ہوتی ہے اور مضامین

کی آمد بند ہو جاتی ہے۔ قول

یعنی مالی مضامین بیان کرنے

والا بزدل۔

بِسْمِ مَحَالِ اَز تَابِ اَشْاَعَالِ شَد

کو پیغام دیتے ہیں اور اسرار الہی

سنا تے ہیں۔ اسرائیل خود حضرت

اسرائیل ہر وقت مہر و نیکوئی

کے لئے اٹھ کھڑے کہ حکم سننے

کے لئے منتظر ہیں۔ مگر

ان اور یا کا شاہانہ مزاج ہوتا

ہے اور مریدوں کی اصلاح

کیے ان سے خدمتگاری کے

خواہاں رہتے ہیں۔ مگر



لے ہر ادب معلوم اک  
کام نہ چلے کا فتح کی شایان  
شان ادب ضروری ہے۔  
مستغیر مناسب ادب ہے  
ہم میں شکر گزار کی کیفیت  
نہ پیدا ہوگی۔ یکت۔ گذشتہ  
اختیار میں سمجھا گیا تھا کہ  
جب تک طلب صادق ہو  
اسرار کی تعلیم نہیں دی جاسکتی  
اب اپنے آپ کو مولا اس  
پر آمادہ کرتے ہیں کہ سننے  
والوں کی بے رغبتی کے  
باجود ان پر اسرار کی روش  
کی جائے۔ رسول آسمان بینی  
اسرار الہی بیان کرنے والا  
اس سے خود مولا کی اپنی  
ذات مراد ہے۔

سلف کفر۔ جو منہ سامعین  
کی بے رغبتی کے جوئے ہوئے  
اس بیان کو دروازے  
وہ قابل مبارک باد ہے۔  
چشم را۔ اختیار کے سامنے  
اسرار بیان کرنا مشکل ہوتا  
ہے نیز غیرت کا تقاضا ہے  
کو شک دل لوگوں کے سامنے  
اسرار نہ بیان کئے جائیں لیکن  
ایسا قلیل قابل مبارک باد ہے  
جوان موانع سے قطع نظر  
کرتے گزرتی ہیں۔ بے توقیر  
لوگوں کے سامنے اسرار  
بیان کرنے سے اگر شرمندگی  
خاری ہو تو اس کو بھونک  
ٹھالے۔

سلف خود پشیمانی یعنی کمال  
ترشد کو ایسے حالات میں ہیں  
پشیمانی نہیں ہوتی ہے۔  
صاحب قدم ترشد کمال۔

ہر ادب شاں کے ہی آید کند

اُن کو ہر ادب کب پسند آئے گا

نہ گدایا نہ کز ہر خدمتے

وہ متعلق نہیں ہیں کہ ہر خدمت سے

لیک بابے ز غیبت ہائے ضمیر

لیکن دل کی بے رغبتیوں کے باوجود

اس خود راں اے سول آسمان

اے آسمانی قاصد اپنا گھوڑا دوڑاؤ

فرخ آں شرکے کہ استینہ نہند

مبارک ہے وہ شہسوار جو اعتقاد کو دلائے طاق

گرم گردانہ فرس را اینچنان

وہ گھوڑے کو ایسا گرم کر دے

چشم را از غیر و غیرت دوختہ

بیگانے اور غیرت سے آنکھ بند کر لی ہو

گر پشیمانی بزدل عیبے کند

اگر پشیمانی اُس کی عیب تحریر کرے

خود پشیمانی نر وید از عدم

خود پشیمانی ہی عدم سے وجود میں نہیں آتا ہے

کا بند ایشان ز ایوان بلند

کیونکہ وہ اونچی بارگاہ سے آئے ہیں

از تو دارند اے مژور منتے

اے فریبی! وہ تیرے احسان مند ہیں

صدقہ سلطان بنفشان نکاح

شاہی خیرات بکھیر دے، پسند ذکر

در ملولان مستکرو اندر جہاں

بے رغبت لوگوں اور دنیا کو نہ دیکھ

آپش اندر خندق آتش چہند

اُن کا گھوڑا تاک کی خندق کو دو جائے

کہ کند آہنگ آوج آسمان

کہ وہ آسمان کی بلندی کا قصد کرے

پہچو آتش خشک و تر را سوختہ

خشک اور تر کو تاک کی طرح جلا دیا ہو

آتش اول در پشیمانی زند

پہلے پشیمانی ہی میں آگ نکلا دے

چوں بہ بیند گرمی صبا قدم

جبکہ وہ صاب قدم کی گرمی کو دیکھتی ہے

شناختن ہر حیوان بوائے عدوئے خویش را و حذر کرن

ہر جانور کا اپنے دشمن کی خوشبو کو پہچانتا، اور بچاؤ کرنا، اور ہمدردی،

و بطالت و خسارت اُن کسے کہ عدوئے کسے بود کہ

اور نقصان اُن شخص کا جس کا ایسے کا دشمن ہو جس سے

از و حذر ممکن نیست و فرار ممکن نے و مقابلہ ممکن نے

بھاؤ ممکن نہیں ہے، اور فرار ممکن نہیں ہے اور مقابلہ ممکن نہیں ہے

شناختن جس طرح ہر جانور اپنے دشمن کی خوشبو کو پہچانتا کہ بھاگ جاتا ہے پشیمانی ترشد کمال کی خوشبو

پاک بھاگ جاتی ہے۔ بطلان۔ وہ شخص نہایت ہی بد بخت ہے جو ایسے شخص سے دشمنی کرے جس

سے کوئی مفر نہیں ہے۔



اے اندبانگ بوئے شیر را  
گھوڑا شیر کی آواز اور بو کو جانتا ہے  
بلِ عَدُوّ خویش را ہر جانور  
بلکہ ہر جانور، اپنے دشمن کو  
روزِ خفاشک نیار دیر پید  
چمکاؤ دن میں نہیں اڑ سکتی ہے  
از ہمہ محروم تر خفاش بود  
سب سے زیادہ محروم چمکاؤ ہے  
نہ تو اندر مصافحہ زخم خورد  
نہ نہ قو میدان میں اس کا مقابلہ کر سکتی ہے  
آنکہ اک خورشید از احسان وجود  
پھر بھی وہ سورج احسان اور سخاوت کی وجہ سے  
آفتابے کے بگرداند خفاش  
سورج اپنا رخ کب موڑتا ہے؟  
غایت لطف و کمال او بود  
(۱) اس کا انتہائی کرم اور کمال ہے  
دشمن ارگیری بخشد خویش گیر  
اگر تو دشمن بنائے، تو اپنے کرب کے اعتبار سے بنا  
قطرہ با قلزم چو استیزہ کند  
قطرہ جب سمندر سے دشمنی کرے  
حیلت او از سبایش نگذرد  
اس کی تدبیر اس کی مہمندیوں سے کہ نہیں ہتی ہو  
ہا عَدُوّ آفتاب ایں بد خطاب  
یہ گفتگو تو سورج کے دشمن سے تھی  
اے عَدُوّ آفتابے کز فرش  
اے اس سورج کے دشمن جس کی شانِ حکومت

گرچہ حیوان ست الا نادرا  
اگرچہ جانور ہے، مگر بہت کم  
خود بداند از نشان و از اثر  
علامت اور نشان سے پہچان لیتا ہے  
شب بڑوں آید چو زردان جریہ  
رات کو اکیلے، چرووں کی طرح نکلتی ہے  
کہ عَدُوّ آفتاب فاش بود  
کیونکہ وہ روشن سورج کی دشمنی ہے  
نہ نفیرس تاندش مقہور کرد  
نہ نفرت کی وجہ سے اس کو مغلوب کر سکتی ہے  
بر نہ در اندر زہر شش تار و بود  
غصہ سے اس کا مانا بانا نہیں پھارتا ہے  
از برائے غصہ و قہر خفاش  
چمکاؤ کے غصہ اور غضب کی وجہ سے  
ور نہ خفاش کجا مانع شود  
ور نہ چمکاؤ کہاں اس کو روک سکتی ہے؟  
تا بود ممکن کہ گردانی اسیر  
تاکہ یہ ممکن ہو کہ تو اس کو قابو میں کرے  
اہل است او ریش خود برمی کند  
وہ بیوقوف ہے، اپنی داڑھی تو جتا ہے  
خنجر و خلق قمرچوں بر در د  
چاند کا گلا اور سینہ وہ کیسے پھاڑ سکتی ہے؟  
اے عَدُوّ آفتاب آفتاب  
اے سورج کے سورج کے دشمن!  
می بلرزد آفتاب و اخترش  
سورج اور اس کے ستارے لرزتے ہیں

۱۔ آفتاب اور بہت کم ہے  
کہ گھوڑا شیر کی بو کو پہچانے  
جس۔ ہر جانور اپنے دشمن کو  
پہچان جاتا ہے۔ تجربہ تنہا۔  
خفاش چمکاؤ کے زیادہ  
بہت ہے کہ سورج سے اس  
کی دشمنی ہے بلکہ اس سے اس  
کو کوئی منف نہیں اسی طرح  
سب سے زیادہ بہت وہ ہے  
جو خفاش آفتاب یعنی وہاں سے  
دشمنی کرتے۔ متعارف ہیں  
جنگ۔ مقہور۔ مغلوب۔  
۲۔ آنگہ۔ یہ سورج کا کرم ہے  
کہ وہ اس چمکاؤ کو شکستہ  
مہم بنا تا ہے اسی طرح  
اویا کا کرم ہے کہ وہ ٹھکریں  
کو جیاہ و بر باد نہیں کرتے ہیں۔  
خفاش یعنی غصہ۔ دشمن۔ اب  
۳۔ مولانا جملے میں کہ او را بے  
ساتھ دشمنی بڑی ہے۔ یعنی اگر  
کی بھی ہائے تو ایسے شخص سے  
کی جائے جس کو انسان مغلوب  
کر سکے۔  
۴۔ قطرہ۔ اولیاء کے ساتھ  
عام انسان کی دشمنی اس سے جو  
بیسے کہ قطرہ، سمندر سے دشمنی  
کے جو شخص اس کی حالت جو  
حیلت۔ عام کی دشمنی اولیاء  
کو جو نقصان نہیں پہنچا سکتی  
ہے۔ قطرہ یعنی دل کاں باک اور  
چمکاؤ اور جو آسانی سورج کی  
دشمن ہے اسکی بات تو سم نے  
بتا دی کہ دشمن تو آفتاب  
کے آفتاب کا دشمن ہے۔ آفتاب  
آفتاب۔ ولی آفتاب حقیقی  
یعنی اللہ تعالیٰ کا آفتاب  
ہے۔



لہ تو قدر دلی کا دشمن  
اشر کا دشمن ہے اور دشمن  
خود اس کی اپنے ساتھ دشمن  
ہے۔ اے محبت! اشر کا دشمن  
سے انسان کا دشمن اذنیں  
کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا  
رحمتش جس طرح اشر کا ہلاک  
ہے پایاں ہے اسی طرح  
اُس کی رحمت میں خاصیت  
ہے کہ کفر آج۔ انسان کا دم  
غم سے مایوس ہوتا ہے کسی  
مجبور کو دیکھ کر انسان پر  
غم طاری ہوتا ہے پھر اُس  
کی رحمت اُپھرتی ہے۔

اے رحمت مخلوق انسانوں  
کی رحمت و شفقت غفرت سے  
بلی جلی ہے اشر کا دشمن کی رحمت  
اسی تمام باتوں سے پاک ہے  
رحمت ہے جوں جس طرح  
اللہ کی ذات کی حقیقت تک  
رسانی ناممکن ہے اسی طرح  
اسکی صفات پر عقل سے باور  
ہیں صرف اُن مغفوں کو ان کے  
افراد سے سمجھا جا سکتا ہے  
اے فرق کس چیز کو شالہ دانا  
سے جانا اور بات ہے اور حقیقت  
ماہیت کو جاننا اور بات ہے  
اوصاف کمال حضرت حق تم  
کی صفات کمالیہ عقل پہنچی  
مغفوں میں ان صفات کی  
حقیقت کو سمجھنے کی صلاحیت  
ہیں ہے جس طرح پتھر جہاں  
کی حقیقت نہیں سمجھ سکتا  
ہے۔ طوطی جیسے، جملے۔  
جو کہ کوئی چکر مراء کی  
حقیقت اس طرح سمجھا

تو عدو او نہ خصم خودی  
تو اس کا دشمن نہیں ہے اپنا دشمن ہے  
اے عجب از سوزشت او کم شود  
تو بے ہے اگر تیرے بطن سے وہ کم ہو جائے  
رحمتش نے رحمت آدم بود  
اُس کی رحمت انسان کی رحمت نہیں ہے  
رحمت مخلوق باشد غصہ ناک  
مخلوق کی رحمت غصہ سے بلی ہوتی ہے  
رحمت بیچوں جنس وال ک پیر  
اے شیخ! بے مثال رحمت کریں جو

چہ غم آتش را کہ تو میزوم شدی  
اُس کو کیا فکر ہے جبکہ تو ایندھن ہو گیا ہے  
یا ز درد و غصہ ات بد غم شود  
یا تیرے درد اور غصہ سے وہ غمگین ہو  
کہ مزاج رحم آدم غم بود  
انسان کی رحمت کی بھلائی غم ہوتا ہے  
رحمت حق از غم و غصہ است پاک  
اللہ کی رحمت غم و غصہ سے پاک ہے  
ناید اندر و غم ازوے جز اثر  
کہ سوائے نشان کما وہ سمجھ نہیں آتی ہے

فرق میان بہتین چیزے بمثال تقلید میان بہتین ماہیتیں  
کسی چیز کو مثال، اور غم تقلید سے جانتے ہیں اور اسی چیز کی حقیقت کے جاننے میں فرق

لیک کہ داند جزا و ماہیتش  
لیکن اُس کی حقیقت سوائے اُسکے اور کی جانتا ہے  
کس نہ داند جزا و ماہیتش  
کوئی شخص سوائے نشانات اور مثال کے نہیں جانتا  
جو کہ کوئی بہت چوں علو اثر  
سوائے اُسکے کہ تو کہہ دے کہ تیرے لئے علو اثر ہے  
جو کہ کوئی بہت آتش چوں شکر  
سوائے اُسکے کہ تو کہہ دے وہ شکر جیسا خوش (ذوق) ہے  
مثل ماہیات حلوا لے مطاع  
اے جناب! حلوی کی ماہیتوں جیسی  
باتواں عاقل کہ تو کو دکھ دیتی  
اُس عقل مند نے تیرے لئے جو کہ تو بچا کی طرح ہے

ظاہرست آثار میوہ رحمتش  
اُس کی رحمت کے پھل کے آثار ظاہر ہیں  
بیچ ماہیات اوصاف کمال  
کمال اوصاف کی ماہیتیں  
طفل ماہیت نذاند طمٹ را  
بچہ، جماع کی حقیقت نہیں جانتا ہے  
طفل را بنود زوطی زن خبر  
بچہ کو رحمت سے جماع کرنے کی (لذت کی) خبر  
کے بود ماہیت ذوق جماع  
جماع کی لذت کی حقیقت کب ہوتی ہے؟  
لیک نسبت کرو از زوئے خوشی  
لیکن لذت کی حیثیت سے نسبت دیدنی

جا سکتی ہے کہ اُس سے کہا جائے کہ وہ ایسا میوہ ہے جیسا کہ حلوا کے کہو لیکن ظاہر ہے کہ جماع کی  
حقیقت اُسکے لئے اور حلوی کی حقیقت کچھ اور ہے۔



تا باند کدوک آں را از مثال  
تا کہ بندہ آں کو مثال سے سہلے  
پس اگر کوئی بدنام و درنیت  
پس اگر تو کہے کہ میں جان گیا تو بھی یہی نہیں ہو  
گر کے گوید کہ دانی لوح را  
اگر کوئی کہے کہ تو روح کو جانتا ہے  
گر کوئی چوں ندانم کاں مقرر  
اگر تو کہے کہ میں کیوں نہیں جانتا ہوں کیونکہ ہاتھ  
کو دکان خرد و درکتا بہا  
جموئے نچے نکتوں میں  
نام او خوانند و قرآن صریح  
اے تمام صاف طور پر قرآن میں پڑھتے ہیں  
راست کو دانش تو از رو وصف  
کہ ہے کہ تو اے کا اوصاف کے اقباسے جانتا  
ورنگوئی من چہ دانم لوح را  
اگر تو کہے میں حضرت لوح کو کیسا جانتا؟  
من کجا دانستن آواز کجا  
میں کہاں اور اُن کا جانتا کہاں  
مورنگم من چہ دانم فیل را  
میں مگڑی چوڑی ہوں میں اسی کہ کہا ہوں  
ایں سخن ہم راست از رو آں  
یہ بات بھی سہل ہے اس نے کہ  
عجز از ادراک ماہیت عمو  
اے بچا! ماہیتوں کے ادراک سے عجز  
زانکہ ماہیات و ستر ستر آں  
کیونکہ ماہیتیں اور اُن کے ماز کا راز

گر ندانم ماہیت با عین حال  
اگر اہل مافیہ حقیقت نہیں سمجھ سکتے ہیں  
ورنگوئی کہ ندانم ژور نیست  
اور اگر تو کہے کہ میں نہیں جانتا ہوں تو بھی جو ستر ستر  
واں رسول حق و نور روح را  
اے اللہ کے رسول اور روح کے نور کو  
ہست از خورشید و مہ مشہور تر  
جو سورج اور چاند سے زیادہ مشہور ہیں  
واں اماں جملہ در محرابہا  
اور تمام امام مسراہوں میں  
قصہ آتش گویند از ماضی فصیح  
اُن کا لہجہ قصہ و ماضی کا بیان کرتے ہیں  
گرچہ ماہیت نشد از لوح کشف  
اگرچہ حضرت لوح کی حقیقت واضح نہیں ہوئی جو  
آں گویدہ حق و محض روح را  
اے اللہ کے برگزیدہ اور خالص روح کو  
ہمچو اوئے داند اور اے فتی  
اے نوجوان! اُن کو اُن جیسا ہی جان سکتا ہے  
پشہ کے داند اسرافیل را  
پتھر (حضرت) اسرافیل کو کیا جانے؟  
کہ ماہیت ندانیش ک فلاں  
اے فلاں! اُن کی حقیقت کے اقباسے تو انہیں نہیں جانتا  
حالت عامہ بود و ریاب تو  
عام کی حالت ہوتی ہے، تو مائل کرے  
پیش چشم کا ملاں باشد عیاں  
کاموں کی آنکھ کے سامنے کھلا ہوا ہوتا ہے

اے آقاوند جب حقیقت  
کو سمجھا اس شکل ہوتا ہے تو  
اُس چیز کو مثال سے سمجھا  
جانا ہے جس طرح چرخ  
سے مائل ہوا ہے اُس کمان  
چیز کا علم ہی کہا جاسکتا ہے۔  
چونکہ مثال سے بہر حال کچھ  
مائل ہوا ہے اہل اُس چیز کا  
ہوں ہی کہا جاسکتا ہے کیونکہ  
حقیقت تو نامعلوم ہے۔  
اے حق کہے۔ اگر کس کو حق  
نور کا علم ہی بعض صفات  
سے حاصل ہے اور کچھ کچھ  
حقیقت معلوم نہیں ہے تو  
اُس کا یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ  
میں حضرت لوح کو جانتا ہوں  
اور یہ بھی کہنا درست ہے کہ  
میں اُسے دانت نہیں ہوں۔  
تو یہی حضرت لوح کی کتاب  
کتب، مصلحت کتب  
معلوم گزیرہ۔ برگزیدہ۔  
اے حق نگاہ بین میں ہوں  
قابل کہاں کہ اُن کی حقیقت  
واقف ہو سکوں۔ جبراب  
مرا تا نیست نہایت میں کہ  
حقیقت سے ناواقفیت خدا  
کے شایانی شای ہے انسان  
کو اپنے کا پنے اندر نہایت  
پیدا کرے جس کے اندر چوڑی  
کی حقیقت معلوم کرے۔  
زانکہ کمال لوگ بہتوں اور  
اُن کے ماز کے راز سے بھی  
واقف ہوتے ہیں ماہیات  
آہستہ آہستہ مراد ہیں اور ستر  
ماہیات سے مراد سنا ہوا ہیں  
اور ستر ماہیات کے ستر سے مراد  
حقیقت الہیہ ہے۔



لے وجود۔ اس کی ذات اور اس کی صفات محل اور جس سے دور تر ہیں پھر بھی کامل اور بارہم سے واقف ہوتے ہیں۔ ذات و صفت جبکہ اور بارہم ذات و صفات مادیت کا علم حاصل کر لیتے ہیں تو کائنات کی ذات و صفات انہیں کیسے مخفی رہ سکتی ہے۔  
 لے عقل کو بھی یعنی فلسفی کی عقل یہ کہتی ہے کہ ذات و صفات کے بارے میں جو افکار ہیں وہ حقیقی معنی پر محمول ہونا محال ہیں لہذا انہیں تاویل کی جائیگی اور ان کو تاویلی معنی میں سمجھنا ضروری ہے۔ ثقل۔ دلیہ واقعہ حال ہے وہ کہتا ہے کہ چونکہ باتیں فلسفی کی عقل سے بالاتر ہیں لہذا اس کو محال نظر آتی ہیں۔ واقعہ فلسفی کی عقل کا حال تو یہ ہے کہ جب ایک چیز وقوع میں نہ آئے اس کو محال قرار دیتا ہے جب اس کا وقوع ہو جاتا ہے تو ممکن سمجھتا ہے زمین کی حرکت کو محال سمجھا جاتا تھا اور آسمان کو متحرک مانا جاتا تھا اب یہی کو متحرک مان لیا گیا ہے۔

لے چونکہ رہانیت۔ جب انسان مجاہدے کرتا ہے تو وہ پانچوں ظاہری حواس اور پانچوں باطنی حواس کی تیسری آزاد ہو جاتا ہے اور کشف شہود کے مقام پر پہنچ جاتا ہے تیر۔ وہ میدان تعالیٰ میں ہی اسرار ایل چائیں سال تک سرگرداں ہے چونکہ

در وجود از سر حق و ذات او

اخذ اور اس کی ذات کے راز سے، وجود میں

چونکہ آں مخفی نہ انداز محرمان

جسک محرموں سے وہ پوشیدہ نہیں رہتا

عقل بخشی گوید ایں دورست کو

بحث کر تاویلی عقل کہتی ہے کہ بعید ہوا اور کہاں ہے

قطب گوید مرتراے مست حال

قطب نئے کہتا ہے کہ اسے مست حال

واقعہ تے کہ کنونت بر کشود

وہ واقعات جو تجھ پر اب ٹھکے ہیں

چونکہ رہانیت زوہ زندان کرم

جب تجھے کرم بظاہر دے تو قید خانوں کی آزاد کر دے

چون خلاصی یافتی از صد بلا

جب تو سینکڑوں مصیبتوں سے نجات پا گیا ہے

سہل گیرش تا نگر و دشکلت

اگر آسان سمجھتا کہ وہ تیرے لئے مشکل نہ بنے

سوی بحث خوش تاز آگوسن

اے ابوالحسن! اپنی بحث کی جانب آ

نسبت اثبات لفظی از سخت

اثبات اور لفظی کی نسبت کا شروع سے

دور تر از فہم و استبصار کو

فہم و بصیرت سے زیادہ دور اور کوئی چیز نہیں ہے

ذات و صفے حسیت کا اندھا

تو کسی کی ذات اور صفت ہے جو پوشیدہ رہے گی؟

بے زنا و بے محالے کم شتو

کسی ناممکن کو بغیر تاویل کے از سن

انچہ فوق حال تست آید محال

جو تیری حالت سے بالا ہے تجھے محال نظر آتا ہے

نئے کہ اول ہم محال می نمود

کیا ایسا نہیں تھا کہ وہ پہلے محال نظر آتے تھے؟

تیرہ را بر خود ممکن جس شتم

ظلم کر کے تیرے کو اپنے لئے قید خانہ بنا

فقر را بر خود ممکن رنج و عنا

فقر کو اپنے اور رنج کو مشقت نہ بنا

ورنہ شد شکر جو زہر قاتلت

ورنہ شکر تیرے لئے قاتل زہر بنے گی

کایں سخن پایاں ندارد جان من

اے جان من! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

گریانش می کنی بر کو درست

اگر تو بیان کرتا ہے تو ٹھیک بیان کر

جمع و تفریق میان نفی و اثبات یک چیز از روی نسبت و اجتماع

ایک چیز کے ہائے میں اقرار اور انکار کا جمع ہونا اور نہ ہونا جہت اور نسبت کے اختلاف کی وجہ سے

جب اللہ کے کرم نے سینکڑوں مصیبتیں ڈالیں تو انھیں اور فقر کی مصیبت کو بھی ڈال دیا جب دسوں حواسوں سے آزادی مل گئی تو کشف و شہود بھی دستر آجائے گا۔ جو بحث خوش یعنی نفی اور اثبات کی بحث۔ آں سخن۔ یعنی مہینوں کے اور اک کی بحث۔ برکھن۔ اس سے کوئی خاص شخص مراد نہیں ہے ہر مخالف مراد ہے۔ جمع و تفریق۔ نفی اور اثبات ایک جگہ جمع بھی ہو جاتے ہیں اور ان میں تفریق بھی ہے حیثیت اور جہت بدل جانے سے ممکن بدل جاتا ہے ایک ہی چیز ہے ایک حیثیت اور جہت سے وہ معلوم ہے دوسری حیثیت اور جہت سے وہ نامعلوم ہے۔



نفی آل یک چیز و اثباتش روا  
ایک ہی چیز کی نفی اور اثبات درست ہے  
مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ اِزْ نَسَبِیْتَ  
تو نے میں سے نہ پھینکا جبکہ تو نے میرا نسب نہ پھینکا  
آل تو افگندی چو بر دست بود  
تو نے پھینکا چونکہ تیرے ہاتھ سے ہوا  
زور آدم زادہ را حدے بود  
انسان کی طاقت کی ایک حد ہے  
مُشْتِی تَسْتُ افگندن ز ما  
مُشْتِی تو تیری نفسی ہے اور پھینکنا ہمارا ہے  
یَعْرِفُونَ الْاَنْبِیَاءَ اَصْدَادُهُمْ  
انبیاء کو ان کے مخالفین پہچانتے ہیں

بچوں فرزند ان خود دانند شاں  
ان کو اپنی اولاد کی طرح پہچانتے ہیں  
لیک ان رشک و حسد نہاں کنند  
لیکن رشک اور حسد سے چھپتے ہیں  
پس چو یخرف گفت چون کا دگر  
پس جبکہ وہ پہچانتا ہے فرمایا دوسری جگہ کہیں  
اِنَّهُمْ تَحْتَ مَبَکِّیْ کَا مَسْنُون  
وہ میری قبا کے نیچے چھپے ہوئے ہیں  
ہم بہ نسبت گیراں مفتوح را  
ہم کل ہوئی بات کو بھی تو نسبت کیجے سمجھ لے  
زین نمط بسیار آمد در خبر  
اس طرح کی بات حدیث میں بہت آئی ہے

چوں چہت مختلف نسبت وقتا  
جب چہت بدل گئی، نسبتیں تو ہر گز نہیں  
نفی اثبات ست ہر دو مثبت است  
نفی اور اثبات ہے اور دونوں درست ہیں  
تو نیفگندی کہ قوت حق نمود  
”تو نے نہیں پھینکا“ چونکہ طاقت اللہ نے دی تو  
مُشْتِی خال اشک شکر کے شود  
ایک نفس بھی ایک شکر کی خشک (کاسب) کیسے ہو سکتی  
زین و نسبت نفی و اثبات روا  
ان دونوں کی وجہ سے اگلی نفی اور اثبات درست ہے  
مِثْلُ مَا لَا یَسْتَبِیْہِ اَوْلَادُهُمْ  
اس طرح جی طرح کہ انکو اپنی اولاد میں نہیں پہچانتا

مُنْکِرِ اِلٰہِ بِاَصْدِیْلِ صَدِّقِ شَاہِ  
منکر کون، دیلوں اور سینکڑوں علامتوں سے  
خوشتین را بزند اُم می زشتند  
اپنے آپ کو ہم نہیں جانتے، کام صدق بناتے ہیں  
گفت لَا یَعْرِفُہُمْ غَیْرِیْ قَدَرُ  
”انکو میرے سوا کوئی نہیں جانتا پس نہ پھینکے“ فرمایا  
جُز کہ نزد ان شاں نداند از مول  
انکو خدا کے سوا آرائش سے کوئی نہیں جانتا  
کہ بدانی و ندانی نوح را  
کہ تو نوح کو جانتا بھی ہے اور نہیں جانتا ہے  
کاں نسبت باشد آجاں معتبر  
اے جان! کہوہ نسبت کیجے خبر ہوتی ہے

مسئلہ فنا و بقائے درویش کامل

کاں درویش کی فنا اور بقا کا مسئلہ

۱۔ آخرت جنگ میں  
آنحضرتؐ نے ایک نفس ہی کو  
کی طرف پھینکی جس سے وہ آج  
اور خشک یاب ہو گئے۔  
چونکہ آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے  
وہ نفس پھینکا تو پھینکنے کی نسبت  
آنحضرتؐ کی طرف کی گئی اور چونکہ  
اس پھینکنے نے وہ کام کیا جو  
آنحضرتؐ کا ذاتی تھا اس لئے  
پھینکنے کی آنحضرتؐ سے نفی کر  
دی گئی۔

۲۔ تیر فرزند۔ انبیاء کے ہاں  
میں فرمایا گیا ہے جو ادب پرستی  
صادق ہے کہ شکر بن اکی کو  
ایسا ہی جانتے ہیں جیسا کہ وہ  
انہی اولاد کو جانتے ہیں جیسے  
فرمایا گیا کہ اولاد میرے وہاں  
میں چھپے ہوئے ہیں انکو میرے  
سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔  
چونکہ جانتا اور نہ جانتا دونوں  
حیثیتوں سے ہے لہذا  
دونوں باتیں درست ہیں۔  
۳۔ ہم بہ نسبت حضرت  
نوحؑ کو جانتا اور نہ جانتا  
بھی اسی اعتبار سے سمجھ لے۔  
زین نمط حیثیت اور چہت  
بدل جانے سے دو مختلف حقائق  
بہت سی چیزوں پر لگائے  
گئے ہیں مسئلہ کسی کی فنا  
و بقا کا مسئلہ بھی اسی نوعیت  
کا ہے کہ مختلف حیثیتوں  
کے اعتبار سے اُن کو فنا  
اور باقی کہا جاتا ہے۔



گفت قائل در جہاں رویش نیست

ایک کہنے والے نے کہا دنیا میں کوئی درویش نہیں ہو  
ہست از روئے بقلائے ذات او  
اس کی ذات کی بقا کے اعتبار سے وہ ہے۔

چوں زبانہ شمع پیش آفتاب  
جیسا کہ شمع کا شعلہ سورج کے بالمقابل  
ہست باشد ذات اوتار اناگر

اس کی ذات موجود ہوتی ہے حتیٰ کہ اگر تو  
نیست باشد روشنی نہ بدترا  
معدوم ہوتا ہے، تجھے روشنی نہیں دیتا جو

در دو صد من شہد یک فقیہ قتل  
دو سو من شہید میں ایک اوقیہ سرک  
نیست باشد طعم غل چوں می خشی

جب تو بچے کا سرک آکا مزہ معدوم ہوگا  
پیش شیرے آہوئے بیہوش شد  
ایک ہری بھیر کے سامنے بے ہوش ہو گیا

ایں قیاس ناقصاں برکار رو  
اللہ (قلنے) کے معاملہ میں ناقصوں کا یہ قیاس  
نبض عاشق بے ادب کی جہد  
عاشق کی نبض بلا لحاظ ادب کرتی ہے

بے ادب تر نیست کس در جہاں  
دنیا میں اس سے زیادہ بے ادب کوئی نہیں ہے

لے اور زبرد یعنی اگر وہ موجود  
ہے تو اپنی ذات کے اعتبار  
سے نہیں ہے بلکہ اپنی ذات  
کے اعتبار سے فانی ہے اور  
اس کو فنا باللہ حاصل ہے  
چوں زبانہ شمع پیش آفتاب  
کے سامنے اگر شمع روشن کرو  
تو اسے شمع کا شعلہ کہہ سکتے  
ہیں جو کہ آفتاب کی روشنی  
کے سامنے اس کی روشنی ماند  
پڑ گئی ہے تو کہہ سکتے ہو کہ وہ  
روشن نہیں ہے اور اس  
حیثیت سے کہ اس کی تو پر  
روٹی رکھو تو وہ جل جائے گی  
تم یہ کہہ سکتے ہو کہ شمع روشن ہے  
لے در دو صد من شہد یک فقیہ قتل  
شہد میں ایک سیر سرک کا رو  
تو کہہ سکتے ہو کہ سرک معدوم  
ہے جو کہ اس کا کوئی مزہ  
بچنے میں معلوم نہیں ہوتا  
اور یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ سرک  
موجود ہے اس لئے کہ فطرت  
کروگے تو وہ دو سو من ایک  
سیر ہوگا اوقیہ چالیس درہم  
کا وزن مہر کو خف کر کے  
دفعہ بھی کہہ دیتے ہیں۔

لے پیش ہری جب خیر کے  
سامنے بیہوش ہو گیا تو وہ فانی  
ہو گیا ہے اور باقی بھی ہے تو  
قیاس ناقصاں یقیناً  
جودی گئی ہیں وہ حضرت حق  
کی شان میں نہیں جی سکتے  
ان کا باپ کو عاشق و محبت  
کے جوش میں ہوا ہے ترک  
ادب غصہ نہیں ہے نبض  
عاشق عشق الہی کا دھڑکی

و در بود درویش آں درویش نیست

اور اگر درویش ہو گا تو وہ درویش نہیں ہے  
نیست گشتہ وصف او در وصف ہو  
اس کا وصف اللہ کے وصف ہی ثابت ہو گیا ہے

نیست باشد ہست باشد در حشا  
نہیں ہے ہوتا ہے (لیکن) صاحب ہے  
برہنہی پنبہ بسوز و زان شرک

روٹی رکھ دے وہ اس خدے جل جائے گی  
کر وہ باشد آفتاب اور فنا  
سورج لے اس کو فنا کر دیا ہوتا ہے

چوں در آفگندی در گوشت حل  
جب تو لے ڈال دیا تو وہ اس میں حل ہو گیا  
ہست یک فقیہ فزون حق می کشی

جب تو وزن کرے گا ایک اوقیہ بھیر  
ہستیش در ہست او درویش شد  
اس کی ہستی اس کی ہستی میں ہٹ گئی

جوش عشق مست ترک اذ  
ادب کو ترک کرنے کی وجہ سے نہیں ہے عشق جوش  
خوش را در کفہ مشہ می نہد  
اپنے آپ کو شاہ کے پتھر میں رکھتی ہے

با ادب تر نیست ز کس در نہاں  
در پردہ اس سے زیادہ با ادب کوئی نہیں ہے

در جہاں براری کا دعویٰ ہے اس لئے کہ عاشق و مشوق میں لامحالہ کوئی نسبت ہوتی ہے اور کس  
واجب کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں رکھتا ہے۔ بے ادب۔ عاشق عشق کی مستی میں گستاخانہ  
باتیں بول جاتا ہے لیکن وہ گستاخی اس وقت گستاخی ہے جب اس کی نسبت عاشق کی طرف  
ہو لیکن جو کہ اس کو فنا کا درجہ حاصل ہے اور وہ باتیں اس کی ذات سے منسوب نہیں ہیں لہذا وہ  
گستاخی نہیں ہے۔



ہم بہ نسبت ان فاق اے منتخب  
لے کر گزیدہ! جمع ہوا بھی نسبت کی وجہ سے جو  
بے ادب باشد چو ظاہر بنگری  
جب تو دیکھے گا وہ نیک ہر بے ادب ہوگا  
چوں بہا طین بنگری دعویٰ کجاست  
جب تر حقیقت کر دیکھے گا وہ دعویٰ کہاں ہے؟  
ما ت زید زید اگر فاعل بود  
زید مر گیا، زید اگر جہہ فاعل ہے  
اُو ز رُوئے لفظ نحوی فاعل است  
وہ نحوی اصطلاح کے اعتبار سے فاعل ہے  
فاعل ہے چہ کو چنان مقہور شد  
وہ فاعل کیسا وہ ایسا مغلوب ہے

ایں دو ضد با ادب با بے ادب  
با ادب اور بے ادب ان دو ضدوں کا  
کہ بود دعویٰ عشقش ہم سہری  
کہ نہ کہ اس کا عشق کا دعویٰ، برابری ہے  
اُو د دعویٰ پیش آن سلطان فنا  
وہ اند اس کا دعویٰ شام کے سامنے مسدود ہیں  
یک فاعل نیست کو عاقل بود  
لیکن وہ کرنے والا نہیں ہے، کیونکہ وہ بیکار ہے  
ورنہ او مفعول و موش قائل است  
ورنہ وہ مفعول ہے، اور موت اس کی قائل ہے  
فاعلیہا جملہ ازوے دور شد  
تمام فاعلی اس سے دور ہو گئی ہے

قصہ وکیل صدر جہاں کہ مشہم شد و از بخارا اگر نجات از  
صدر جہاں کے وکیل کو قصہ جو مشہم ہو گیا تھا، اور اُجاں کے مدرسے ہمارے ہمارے ہمارے  
بیم جان، باز عشقش گریاں گرفت کہ کار جہاں بہر  
تھا بہر عشق نے اس کا گریہاں پکڑا کر محبوب کے لئے جان کا معاملہ  
جاناں سہل باشد عاشقان را  
ماشتقوں کے لئے آسان ہوتا ہے

دور بخارا بندہ صدر جہاں  
بخارا میں، صدر جہاں کا ایک منہم  
مدت وہ سال سرگرداں بگشت  
دش سال تک مارا مارا پھرا  
از پس وہ سال اوزا اشتیاق  
دش سال کے پس وہ عشق کی وجہ سے  
گفت تاب فرقم زیں یں نہاند  
اُس نے کہا اس کے بعد جہاں کی طاقت مجھ میں نہیں ہے

مشہم شد گشت از صدرش نہاں  
مشہم ہو گیا، اس کے دربار سے غائب ہو گیا  
گر خراساں گر کہستان گلہ دشت  
کبھی خراسان میں، کبھی کہستان میں کبھی جھل میں  
گشت بے طاقت آیام فراق  
جہاں کے زمانہ سے، بے بس ہو گیا  
صبر کے داند خلعت را نشاند  
صبر، فراق کے مذکور کہاں فرو کر سکتا ہے؟

۱۔ ہم بہ نسبت۔ اس کا  
با ادب ہونا اور بے ادب ہونا  
بہ نسبت کے اختلاف سے  
صحیح ہے اگر وہ باتیں اس  
کی فطرت کی طرف منسوب ہوں  
تو بے ادب ہے اگر ذات  
باری کی طرف ہوں تو یہ با  
ادب ہے۔ چونکہ یہاں چکر  
اس کو فانی القادس کا مرتبہ  
حاصل ہو گیا ہے لہذا اس  
کا اپنا کوئی دعویٰ ہے نہ  
کوئی ذات۔  
۲۔ ما ت زید زید نحوی ترکیب  
کے اعتبار سے ایک فعل ہے  
اور ز رُوئے کا فاعل ہے یہ  
محض نقلی بات ہے ورنہ زید  
میں موت کی حالت میں غلطیت  
اور کرنے کی صلاحیت کہاں  
ہے وہ حاصل مفعول اور  
مفعول ہے موت اس کی  
قائل ہے۔ فاعلے فنا کے  
بعد فاعل بننے کی صلاحیت  
ہی باقی نہیں ہے لہذا فعل  
کی اس کی طرف نسبت نہیں  
کی جاسکتی۔  
۳۔ بقدر اس قدر سے یہ  
بتانا مقصود ہے کہ وہ کہیں  
اپنی جان سے قطع نظر کر کے  
بادشاہ کے سامنے پیش ہوا  
اسی طرح عاشق اپنی ذات و  
صفات سے قطع نظر کر دیتا  
ہے۔ صدرش یعنی وہ مقام  
صدر جہاں کے دربار سے  
زور پوش ہو گیا کہستان ایک  
شہر کا نام ہے غلات جونی  
یا فراق سے ڈرتا۔



اے ازفراق زمین بانی کی  
جدائی سے خبریں جاتی ہے  
اور بانی روانی کی جدائی کو  
گمراہ اور گندہ بن جاتا ہے۔  
باد۔ ہوا صفائی کی جدائی  
سے ناموافق اور دبا بخانی  
ہے آتش۔ آگ ایندھن  
کی جدائی سے راکھ بن جاتی  
ہے۔ باغ۔ موسم بہار کی  
جدائی باغ کو مراض کا گھر  
بناتی ہے اور مرض کی وجہ  
سے اسکے پتے زرد ہو کر گرے  
گئے ہیں عقل۔ دوستوں کی  
جدائی عقل کو ایسا مہسوت  
کر دیتی ہے جس طرح تیر انداز  
کمان ٹوٹ جانے سے بہوت  
بن جاتا ہے۔

اے دوزخ۔ خدا کی رحمت  
کی جدائی میں جہنم پڑھ سوزی  
ہوئی ہے عید کا درخت عدا  
کے فراق سے لرزتا ہے۔  
گو گویم عراق کے اثرات کا  
بیان قیامت تک ممکن نہیں  
ہو سکتا جس فراق کے اثرات  
کی تفصیل میں پڑنے کی بجائے  
الکاح الکاح کہنا چاہیے۔  
مکے ہرج۔ دنیا کی خوشی چیز  
فراق کا داغ دینے والی ہے۔  
راخو۔ دنیا کی خوشی چیزوں نے  
بہت سوں کو فراق میں جلا لیا  
ہے بیش آٹاں آٹس چیز کے  
جدا ہونے سے پہلے ہی اگر تو  
اچانک اس سے شایگانہ فراق  
کی تکلیف نہ ہوگی۔ جو مریم۔  
جس طرح مریم نے خدا کی پناہ  
حاصل کی تھی وہی دنیا کی خوشی  
چیزوں سے خدا کی پناہ حاصل کرے  
اور نہ گنہگار ہو جسے جس کی خدا

ازفراق ایں خاکہا شورہ شود  
فراق سے یہ زمینیں شور بن جاتی ہیں  
بادِ جاں افسردہم گردد و با  
روح پرورد ہوا، ناموافق و با بن جاتی ہے  
باغ چوں جنت شود و اراض  
جنت جیسا باغ بیماری کا گھر بن جاتا ہے  
عقل دراک ازفراق دوستان  
دوستوں کی جدائی سے حساس عقل  
دوخ ازفراق چنان گراں شد  
دوخ، فراق سے اس قدر جلانی ہو گئی ہے  
گر بگویم ازفراق چوں شرار  
اگر میں جھگاریوں جیسے نسیان کے متعلق کہوں  
پس شرح سوز او کم زن نفس  
لہذا آس کی سوزش کی تشبیہ یہ ذکر  
ہرچہ از دے شاد کردی درجاں  
تو دنیا میں، جس چیز سے خوش ہو  
زانیچہ گشتی شاد پس کس شاد شد  
جس چیز سے خوش ہوا ہے بہت خوش ہو چکے ہیں  
از تو ہم بچہ دل بر دے منہ  
وہ تجھ سے ملنے بھاگے گی اس سے دل نہ لگا  
ہم جو مریم کوئی پیش از قوت ملک  
ملک کے قوت کو نہیں پہنچے ہیں (حضرت مریم کی طرح)

آب زرد و گندہ و تیرہ شود  
پانی زرد اور گندہ اور گدلا ہوتا ہے  
آتش خاک ترے گردد ہیا  
آگ، راکھ فضا کے ذرے بن جاتی ہے  
زرد ویزاں برگ او اندر حوض  
غرائی سے اس کے پتے زرد اور پتے لیلے غرائی  
ہمچو تیر انداز شکستہ کماں  
ٹوٹی ہوئی کمان والے تیر انداز کی طرح ہے  
بید از فرقت چناں گزراں شد  
بید ازفراق سے اس قدر لرزنے والی ہو گئی ہے  
تا قیامت یک بود از صد ہزار  
قیامت تک اکو میں سے ایک ہو گا  
رَبِّ سَلِّمْ رَبِّ سَلِّمْ کوئی دس  
بس خدا بچا، خدا بچا کہتا رہے  
ازفراق او بیندیش آن ماں  
اسی وقت اس کی جدائی کو سوچے  
آخر از دے جنت و محوں باد شد  
بالآخر اس سے وہ چیز ملے گی اور تمنا میں ہوگی  
پیش از اں کو بچہ دل از تو تو بچہ  
اس سے پہلے کہ وہ تجھ سے بھاگے تو اس سے بھاگنا  
نفس را کا عود بالترحمینا  
نفس سے میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں

پیداشدن روح القدس بصورت رومی بر مریم بوقت

حضرت جبریل کا آدمی کی صورت میں غسل اور برہنگی کی حالت میں حضرت

غسل و برہنگی و پناہ گرفتن او بحق تعالیٰ

مریم کے سامنے روزنا ہونا اور اُن کا اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا



دید مریم صورتے بس جانفزا  
حضرت مریم نے ایک درجہ برودورت رکھی  
پیش او بر رست از رستے میں  
ان کے سامنے زمین سے نکل آئے  
از زمیں بر رست خجلے بے نقاب  
ایک حسین بے نقاب زمین سے نمودار ہوا  
لرزہ براعضائے مریم اوققاد  
(حضرت مریم کے اعضاء پر لکھی ملائی ہوئی  
صورتے کے یوسف اریسے عیسا  
وہ ایسی صورت تھی کہ اگر حضرت یوسف شکوہ کرتے  
پہچو گل پیش بروید و زگل  
وہ زمین سے پھول کی طرح ان کے سامنے آگئے  
گشت مریم پیخود و در پیخودی  
(حضرت مریم پر اختیار ہو گئیں اور پیخودی میں  
زانکہ عادت کردہ بوداں پاکت  
کیونکہ ان پاکدامن نے عادت نکال رکھی تھی  
چوں جہاں را دید ملکہ بقرار  
چو کہ انھوں نے دنیا کو بے شک و شک سمجھ لیا تھا  
تا بگاہ مرگ حصے باشندش  
تا کہ موت کے وقت وہ ان کا قلعہ بنے  
از پناہ حق حصاے بہ ندید  
انھوں نے اللہ کی پناہ سے زیادہ بہتر کوئی قلعہ نہیں کیا  
چوں بدید آں غم ہائے عقل سوز  
جب انھوں نے وہ عقل سوز اداس دیکھیں  
شاہ و لشکر خلق در گوشش شد  
شاہ اور لشکر اس کے حلقہ گوش بن گئے تھے

جانفزائے دلربائے در خلا  
فلوت میں بحر میں روح پرورد اور دلربا تھی  
چوں مرد و خورشید آں روح الایں  
جسہ ربیل، چاند اور سورج جیسے  
آہنچناں کز شرق روید آفتاب  
جس طرح مشرق سے سورج نمودار ہوتا ہے  
کو برہنہ بود و ترسید از فساد  
کیونکہ وہ ننگ تین اور غرابی سے ڈریں  
دست از حیرت برید چوں ناں  
عدوؤں کی طرح حیرت سے ہاتھ کوٹ بیٹے  
چوں خیالے کہ بر آرد سر زل  
جس طرح خیال دل سے سر اُجارتا ہے  
گفت بچم در پناہ از روی  
فرمایا میں خدا کی پناہ میں آئی ہوں  
در نہریت زحمت کون شو غیب  
ماجوسی میں غیب کی طرف رجوع کرنے کی  
حانانہ ساخت اں حضرت حصا  
پتھر کاری سے ہاںں دربار کو قلعہ بنایا تھا  
کہ نیابد خصم راہ مقصدش  
تا کہ شیطان اپنے مقصد کا راستہ نہ پائے  
یوزگہ نزدیک آں دژ برگزید  
اس قلعہ کے نزدیک آنھوں نے قیام گاہ منتخب کی  
کہ ازومی شد جلک با تیر دوز  
جن سے جسگ زخمی ہوتے تھے  
خسروان ہوش بہوشش شد  
مقل کے شہنشاہ بہوش ہوجھتے تھے

۱۔ در خلا حضرت مریم نے  
۲۔ وگل سے گوش تنہائی  
۳۔ اختیار کر لیا تھا۔ روح الایں  
۴۔ حضرت جبریل زمین سے نمودار  
ہوئے تھے بے نقاب  
۵۔ جبریل بے حجاب اس طرح  
نمودار ہوئے جس طرح مشرق  
سے سورج نمودار کرتا ہے۔  
۶۔ لہ کرار۔ حضرت جبریل  
کے نمودار ہونے سے حیرت  
مریم گھبرا گئیں برہنہ تھیں  
۷۔ کہیں کوئی خرابی پیش نہ  
آجائے حضرت۔ حضرت  
جبریل ایسی حسین صورت  
میں نمودار ہوئے کہ اگر حضرت  
ہرست ان کو دیکھتے تو ان  
کے حشر سے بہت ہوا کہ  
اسی طرح اپنا ہاتھ کاٹ لیتے  
جس طرح ان کے من سے  
بہت ہوا کہ زبان ہر نے  
اپنے ہاتھ کاٹ لیتے تھے۔  
حضرت مریم نے گھبرا کر فرمایا  
۸۔ اے اللہ! اے اللہ! اللہ!  
میں خدا کی پناہ کرتی ہوں۔  
۹۔ لہ تاکہ حضرت مریم کی یہ  
عادت تھی کہ ہر نشانی میں  
وہ خدا کی پناہ پاتھ لیتی تھیں۔  
۱۰۔ بے قرار ہونا پیداوار۔ حانانہ  
پتھر کاری جھانکار قلعہ و دژ  
قیام کی جگہ۔ دژ قلعہ۔ دژ  
یعنی حضرت جبریل کے نازد  
اداشہ و لشکر۔ یہ آتشدار  
حضرت جبریل کی تعریف  
میں ہیں۔



لے رقی۔ غلامی۔ رقی گلاؤ،  
کزوری۔ زہرہ۔ زار کے زہر سے  
پتہ۔ زار کے پیش سے ستارے  
کا نام ہے عقلی شخص۔ عقل  
اول میں چہ گویم۔ یہاں سے  
مولانا نے مغز جہنم کے  
شمن کے ذکر سے اللہ کے حال  
کی طرف گریز کیا ہے۔ دہنگہ  
گلا، صنعت۔ جود۔ یعنی میں  
اور تمام مخلوق اس کے آثار  
ہیں اور آخر موش کے وجود کی  
دلیل ہوتا ہے لہذا میں اس  
کے وجود کی دلیل ہوں اس  
کے علاوہ ذات باری کی جو  
تعبیرات ہیں وہ صحیح تعبیریں  
نہیں ہیں۔

لے خود سورج کا وجود کسی  
دلیل کا محتاج نہیں ہے۔  
آفتاب آمد دلیل آفتاب  
ستارہ مولانا نے اپنے آپ کو  
معدن قرار دے کر خود کو دلیل  
کہا تھا اب فرماتے ہیں کہ یہ  
درست نہیں ہے سایہ کی کیا  
حقیقت ہے کہ سورج کی  
دلیل بن سکے جملہ ادراکات۔  
یعنی وہ تمام ادراکات سے  
وراثت لے رہے۔

لے جملہ ادراکات۔ ہماری  
دلیل اور ادراک کی جدو بادی  
سے ہی نسبت ہے جو خرقہ  
اور حجاب سوار کی نسبت۔  
خرقہ اس کو بھی نہیں پکڑ  
سکتا اگر گریز۔ ذات حق  
انسان سے قریب بھی ہے

اور اس کے ادراک سے علیہ  
ہیں۔ جملہ ادراکات۔ انسان  
جس قدر ادراکات ہیں وہ کوئی

صد ہزاراں شاہ مملو کشن کچ

ہا کہوں بادشاہ غلامی کی وجہ سے اُنکے ملوک ہو گئے تھے  
زہرہ نے مزہرہ راتاد م زند

زہرہ کے پتہ نہیں کر دم ما ہے  
من چہ گویم چوں مرا بزد و خست

میں کہا جتاؤں جبکہ اس نے مجھے چیلن کر دیا ہے  
دود آں نارم دلیلم من بزو

میں اس آگ کا دھواں ہوں میں اسکی آتشانی ہوں  
خود نباشد آفتابے رادیل

سورج کے لئے کوئی دلیل نہیں ہوتی  
سایہ کہ بود تا دلیل او بود

سایہ کیا ہوتا ہے جو اس کی دلیل بنے  
ایں جلالت ز دلالت صادق

یہ بڑائی (اپنی) دلالت میں سچتی ہے  
جملہ ادراکات بر خرابائے لنگ

تمام ادراکات لنگڑے گدھوں پر سوار ہیں  
گر گریز و کس نیابد گردش

اگر شاہ بھاگے کوئی اس کی گریز نہیں پاسکتا  
جملہ ادراکات را آرام نے

جملہ ادراکات کو سکون نہیں ہے  
آں یکے دہمے چو بانے می پرد

ایک خیال ہار کی غصہ آڑتا ہے  
واں دگر چوں کشتی بابادباں

اور دوسرا بادبان والی کشتی کی طرح ہے

صد ہزاراں بدر را داده بدق

لا کہوں جو وہی کے ہا خوں کوڑے گستا میں چتا  
عقل کلش چوں بر بند کم زند

جب اسکو عقل کی دیکھ لے ادا دباں چھوڑے  
دکلمہ را دکلمہ او سوخت است

اس کے اظہار نے میرا گلا بھلا دیا ہے  
دور از اں شہ باطل ماعبدالوا

اس شاہ سے دور رہنے کو اس نے جو تیر کی جہ بھلا  
جز کہ نور آفتاب مستطیل

سورج کے لیے ڈر کے سوا  
ایں بستش کہ ذیل او بود

اس کے لئے بھی کافی ہے کہ وہ اس کا تابع ہو  
جملہ ادراکات پس او ساقبت

تمام ادراکات پیچھے ہیں، وہ آگے ہے  
اوسوار بادیراں چوں خندگ

وہ تیر کی طرح آؤٹنے والی ہوا پر سوار ہے  
ور گریزند او بگریز پیش رہ

اور اگر لوگ بھاگیں تو وہ آٹاؤں آگے کا راستہ دکھائے  
وقت میدانست وقت جام نے

میدان کا وقت ہے، جام کا وقت نہیں ہے  
واں یکے چوں تیر منغمی درد

اور ایک تیر کی طرح خود کو پسارتا ہے  
واں دگر اندر ترا بج ہر زماں

اور دوسرا ہر وقت ترقد میں ہے

میں اسکی حقیقت تک پہنچا ممکن نہیں ہے پھر بھی تجربہ جاری رہتی ضروری ہے کہ آں یکے انسانوں کے ادراکات  
مختلف ہیں کسی کا ادراک تیز ہے اور کسی کا ادراک بواضع اور عجایب کو دور کرنے اور بھانے والا ہے۔ آں دگر  
ایک کے دھم دھاک کی دوا کی کیفیت کی میں ہے۔ ترا بج۔ ترقد۔



چوں ترکائے می نماید شانِ دُور

جب اُن کو کوئی شکار دُور سے نظر آتا ہے

چونکہ ناپیدا شود حیراں شوئند

جب وہ غائب ہو جاتا ہے سب حیراں ہوتے ہیں

منتظر چشمے بہم یک چشم باز

اس طور پر منتظر کہ ایک آنکھ کھل ہوئی ایک آنکھ بند

چوں بماند دیر گویند از ملال

جب وہ دیر تک (مثنیٰ) رہتا ہے تھک کر کہتے ہیں

مصالح است تیا یک ساع

مصلحت یہ ہے، کہ تھوڑی دیر

گر بنو دے شب ہمہ خلاقان از

اگر رات نہ ہوتی تمام لوگ حرص کی وجہ سے

از ہوس و ز حرص سودمند ختن

ہوس اور لہجہ کمانے کی حرص سے

شب پدید آید چونچ رختے

رخت کے خزانے کی طرح کلات ہو جاتی ہے

چونکہ قبضے آیدت اے راہرو

اے سالک! جب تجھ پر قبض طاری ہو

زانکہ در خرچی در اں بسط کشاد

کیونکہ تو اس قبض و بسط میں مرف کرنے میں ہے

گر ہمارہ فصل تابستان بکے

اگر ہمیشہ گرمی کا موسم ہوتا

منتش را سوختے از بخت و بخت

اُس کی کیاویں کو جلاور بنیاد سے ایسا بھلا دیتی

گر ز شروست آں دے شفق ست

اگر وہ خزاں شروست ہے تو مہربان (میں) ہے

جملہ حملہ می فزایند آں طیور

وہ سب پرند حملہ کرتے ہیں

ہمچو چنڈاں سوئے ہر ریاں شند

انکوں کی طسرح ہر ریلے میں پلے جاتے ہیں

تا کہ پیدا گرد آں صید نیاز

تا کہ وہ نیاز مندی کا شکار نظر آجائے

صید بو آں خود عجب یا خود خیال

عجب یہاں شکار تھا یا خود خیال (تھا)

قوتے گیرند وز راز راختے

آرام کے ذریعہ قوت کا اور طاقت پیدا کر لیں

خوشتین را سوختندے ز اہتر از

بھاک دور میں اپنے آپ کو جسلا ڈالتے

ہر کے دادے بدن را سوختن

ہر شخص جسم کو پھونک ڈالتا

تار ہند از حرص خود یک ساع

تا کہ تھوڑی دیر کیلئے حرص سے نہایت پامائیں

آں صلح گشت آں دل مشو

وہ تیری بھلائی ہے، یا اوس دل نہ بن

خرج را دخلے بیاید ز اعتداد

خرج کے لئے ذخیرے میں سے آمد چاہیے

سوزش خورشید در رستاں دے

سورج کی گرمی باغ کو پھونک دیتی

کہ در گرتازہ نگشتے آں کہن

کہ وہ پُرانا کہن (ترو) - اذہ نہ بنتا

صیف خندانست اما محرق ست

گرمی کا موسم شکرانے والا ہے لیکن جلائی والا ہے

لے شکار سے کوئی چل۔

آن طیور یعنی اوس چنڈاں

یعنی اس چنڈے کے امداد

سے محروم ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔

منتظر - انسان شکار پر تیر

وغیرہ چلانے کے وقت ایک

آنکھ بند کر لیتا ہے ایک آنکھ

سے نشانہ باندھتا ہے مکتبہ۔

یعنی تھکی چوڑ۔ یا اوس میں

سوچے لگتا ہے کہ وہ کوئی

چنڈے ہی یا مص فیہ راقی

خیال تھا۔

لے مصلحت - ان مصلحت

میں سالک اور مجاہد کے لئے

مناسب ہے کہ آرام کرے

تا کہ اُس میں طاقت پیدا ہو

جائے۔ گر گنجوے۔ اذہ چلا

نے مات کر اُس کے پیدیاں

ہے کہ انسان اُس میں آرام

کرے اور ممکن دود کرے۔

اہتر از حرکت کرنا۔ اتر چوں

اگر رات نہ ہوتی تو کمان کے

لاٹ میں ہر وقت مصروف رہا

وہ کہ بدن کو تباہ کر لیتا تھا۔

رات کا وجہ انسانوں کے لئے

اذہ کی رحمت ہے۔

لے چونکہ قبض کی حالت میں

وہ تمام توانے باطنی جمع ہو

جاتے ہیں جو بسط کی حالت

میں خرچ ہو رہے تھے اکٹھے۔

یا اوس - دخل - آمدنی - اذہ

جمع کرنا۔ گر ہمارہ موسمی تفرک

نرمخت خدادادی ہیں غنیمت۔

کسبت کماری - دے خزاں

کا موسم اگرچہ ناگوار ہے لیکن

اُس میں ہی خوبی ہے۔ صیف -

موسم گرما میں اگرچہ انسان کو

تذیف ہوتی ہے لیکن چول میں

کھلتے ہیں۔



لے چونکہ قبض آمد تو دروے بسط ہیں  
جب قبض طاری ہو تو ہمیں بسط کا مشاہدہ کر  
کو دکاں خندان و انایاں ترش  
بچے خوش ہیں اور عقلمند غلبین ہیں  
چشم کو دک میجو خرد را آخرت  
بچے کی نظر گردے کی طرح آخر پر ہے  
او در آخر حیرت می بیند علف  
وہ آخر میں لذت گھاس دیکھتا ہے  
اں علف تلخ است کیں قضا داد  
جو گھاس تصانی نے دی ہے وہ کڑوی ہے  
روز حکمت خور علف کاں را خدا  
جاہلانہ کی گھاس کھا، جو خدا نے  
فہم ناں کر دی نہ حکمت آری  
لے بندے اور وہی سمجھا نہ کہ حکمت  
رزق حکمت بہ بود در مرتبت  
رتبے میں حکمت کا رزق بہتر ہوتا ہے  
ایں دہاں بستی دہانے باز شد  
قوت پرستہ بد کی تو ایسا متھ کھا  
گر ز شیر ایں دیوتن را و ابری  
اگر تو اس جسم کے شیطان کو روکے شام  
ترک جو شے کردہ ام من نیم خام  
میں نے آدھ کھجور کو جو شیں نہیں دیا ہے  
در الہی نامہ گوید شرح ایں  
اس کی شرح الہی نامہ میں بیان کی ہے  
غم خورد و نان غم افزایاں خورد  
غم کھائے، اور غم بڑھانے والوں کی روٹی

کے جو کہ قبض۔ اگر سالک پر  
قبض کی کیفیت طاری ہو تو  
اس سے بھی غلبین نہ ہونا چاہیے  
اس کو مفید سمجھے کہ دکاں۔  
بسط کی کیفیت بھی ایک مفہوم  
حکمت ہے اس کے زیادہ  
خواہشمند نہ جو چشم کو دک  
جو عارفی خوشیوں سے خوش  
رہتا ہے۔ چشم عاقل عقلمند  
کے پیش نظر آخرت رہتی ہو  
تو وہ اس کے حساب کتاب  
سے مشغوم رہتا ہے۔

کے آں علف۔ دنیاوی  
رزق کو تصانی کی گھاس سمجھ  
اصل حکم الہی کا تحقق اور  
اہل حقین کا طریقہ ہے۔ کھانا  
میں کڑوی۔ جسم اس کا رزق  
کھاؤ اس رزق سے مراد  
حکمت ہے نہ کہ دنیاوی  
لذاتیں۔ رزق حکمت۔ یہ رزق  
ایسا ہے جس پر کوئی اخروی  
مواخذہ نہیں ہے۔  
کے ایں دہان۔ حضرت سرمد  
نے فرمایا ہے۔ خضر  
افندوں از طعام خالی دار  
۳۲ درو نو پرست یعنی  
مگر۔ دنیوی لذتیں ترک کرنے  
سے آسرا خداوندی کا رزق  
حاصل ہونے لگے گا۔  
میں نے یہ مضمون پورا نہیں  
سمجھا یا اگر پورا سمجھا ہو تو  
الہی نامہ پڑھ لو جو حکیم ستانی  
مثنوی رضوانہ علیہ کی  
تصنیف ہے ہم غور و ازان  
کو کائنات کی فکر کرنی چاہیے  
شکر کھا ۳۲ غفلت و حرکت ہو۔

تازہ باش و حسین میفکن بر جبین  
تازہ رہ، پیشانی پر شکر نہ ٹپال

غم جگر را باشد و شادی ز شش  
غم آج کے لئے ہے اور خوشی بھی پیش ہے

چشم عاقل در حساب آخرت  
عقلند کی نظر آخرت کے حساب پر ہے

وین ز قصاب آخرش بیند تلف  
اور یہ تصانی سے بالآخر اپنی ملکیت دیکھتا ہے

بہر جسم مائتاز وے نہاد  
اس نے ہمارے گوشت کے لئے ترازو تیار کر رکھی

بے عوض و ادست از محض عطا  
مفت عنایت کی ہے، اور عطا علیہ ہے

چونکہ حق گفت کلو امین رزقہ  
جبکہ اللہ نے جو سے فرمایا اس کا رزق کھاؤ

کاں گلو گیت نباشد عاقبت  
اس لئے کہ انجام میں وہ تیرا گلا پکڑنے والا نہ ہوگا

کو خوردندہ لقمہائے راز شد  
جو اس سرور کے حقے کھانے والا بننا

در فطام او بے نعمت خوری  
ہم کا درد بھرانے میں بہت سی نعمتیں کھائیگا

از حکیم غزنوی بشنو تمام  
حکیم غزنوی سے بہت سنی سن لے

اں حکیم غیب و مخبر العارفین  
اس اسرار کے دانہ اور مافوق کے نور نے

زانکہ عاقل غم خورد و کو دک شکر  
کیونکہ عقلند غم کھا کھے، پھر شکر کھا کھے



قند شادی میوہ باغِ غمِ ست

خوشی کی شکر، غم کے باغ کا میوہ ہے

غم چو بینی در کنارش کش بعشق

تو جب غم دیکھے اس کو بہت سے نسل میں ملے

عاقل از انکورے بید ہی

مقتصد انکور میں شراب دیکھتا ہے

جنگ میگردند حمتِ لااں پریر

پرسوں، بوجہ اٹھائیوں لے جھگڑ رہے تھے

زانکہ زانِ رکش ہی دیدند نمود

کیونکہ انہوں نے اس تحریف کو مفید سمجھا تھا

مزدِ حق کو مزدِ آں بے مایہ کو

کہاں اللہ (حقانی) کی مزدوری کہاں اس غلطی کی

گنجِ زرے کہ چو چسی زیرِ یک

سوئے کا ایسا خزانہ کہ جب تو مٹی کے نیچے سوئیگا

پیشِ پیشِ آں جنارتِ میرود

وہ تیرے جنانے کے آگے آگے چلے گا

بہرِ روزِ مرگِ اس دمِ مُرُباش

موت کے دن کے لئے اس وقت مُردہ بن جا

صبریٰ پیند ز پرہ اجتہاد

صبرِ سہا ہے کچھ بڑے میں سے دیکھتا ہے

غم چو آئینہ ست پیشِ مجتہد

مجاہد، مکرے والے کے لئے غم آئینہ میرا ہے

بعدِ ضدِ رنجِ آں ضدِ دگر

مقابلِ رنج کے بعد دوسرا مقابل

ایں فرجِ زخمِ ستِ آں غمِ مرہمِ ست

یہ خوشی زخم سے ہے اور غم مرہم سے

از سرِ رُبوہِ نظر کن درِ دمشق

دمشق کو نیلے پر سے دیکھ

عاشق از معدوم شئی بید ہی

عاشق معدوم میں موجود کو دیکھتا ہے

تو تمکُش تا من کشمِ حَمَلش چو خیر

تو ز آٹھا تا کہ میں شیر کی طرح اس کا جھوٹا ماراں

حملِ راہِ نیکِ زدیگر می رُبود

(اسلئے) بوجہ کو ایک دوسرے سے آپکھتا تھا

ایں دہدِ گنجیتِ مزدِ و آں تسو

یہ مجھے مزدوری میں خزانہ دے گا، وہ کوڑی

باتو باشد آں نہ باشد مرہمِ یک

وہ تیرے پاس ہوگا، وہ موروثی مال نہ ہوگا

مونسِ گورِ غسریبی می شود

مسافرت، اور قبر میں غم خواہ ہوگا

تاشوی با عشقِ سرِ خواجه تاش

تا کہ تو سرِ مری عشق کا ساتھی بنے

رُوئے چوں گلزارِ زلفینِ مراد

مقصود کا گلزار جیسا چہرہ اور دو زلفیں

کاندراں ضدِ می نواید رُوئے ضد

کاش ضد میں (اسکی) ضد کا چہرہ نظر آتا ہے

رُودِ ہدِ یعنی کشادو کر و فر

نظر آتا ہے یعنی کشادگی اور شان و شوکت

سلا قند شادی، آخرت کا

غم خوشی کی قند حیات کر گیا

دیا کی خوشی تو ز غم ہے، مطلق

ملک شام کا مشہور شہر ہے۔

زرقہ، ٹیلا، ایک خاص ٹیلا ہے

جو دشمن کے قریب ہے جو

شخص دشمن کے عین کاٹل

نہیں ہوتا تھا اس کو کہا جاتا

تھا کہ اس ٹیلے پر بڑا عکس

کا نظر دیکھ لے تو عین کاٹل

ہو جائیگا۔ ماقبل، مقلد انسان

ہر چیز کے آواز سے انجم کو

دیکھ دیتا ہے تم ہی غم اورد

سے سسرت فرما کر دیکھو۔

حقالان، مزدور جو جھکی سمجھتا

انجام یعنی مزدوری کے لالچی میں

برداشت کرتا ہے۔

سلا، غمِ زحق، جب بے ایمان

انسان سے مزدوری مانس

کرنے کے لئے مشقت اٹھاتا

جاتا ہے تو اشد کی جانب سے

جو مزدوری ملے گی اس کے لئے

کیوں مشقت برداشت کی

جائے تسو، چار بچے کے وزن

کھسکا تھا، گنج۔ وہ اس خزانہ

ہوگا جو میں کام آئیگا بڑا

روگ۔ وراثت کا مال پیش

نیکیاں مر دے سے پہلے ہی

راحت رسائی کیلئے قبر میں

بچھا ہوا ہے۔

سلا، بہرِ روزِ مرگِ ملکہ ہے۔

مُنوؤا قبلِ اُن تمناؤا میں

سوت سے قبل ہی دنیہ اور

اس کی لذتوں کو خیر باد کہو۔

خواجہ تاش۔ ایک آقا کے دو

غلاموں میں سے ہر ایک کو

کا خواجہ تاش کہلاتا ہے گلزار



۱۔ اس درد وصف پہنچنے کے بعد کشادگی آنے کے ہاتھ کی شخص سے سمجھ لو ہاتھ کی شخص بند رکھے تو فغان ہلکا اظہار کی دستہ رکھے گی پتہ کار ہاتھ کی شخص کا نہ ہمیشہ گھبراہٹنا اچھا ہے زندہ رہنا۔  
۲۔ درد وصف مثنوی کا نہ ہر وقت بند رکھنا مناسب ہے اور نہ ہر وقت کھولنا جس طرح کہ پرند کی پر وازا کسی وقت صبح جی سے جھکے بازو پر وقت کھلیں اور بر وقت بند ہوں۔

۳۔ چونکہ حضرت مریمؑ حضرت جبریلؑ کے اچانک مودنا ہو جانے سے ایسی تڑپیں جیسا کہ پھل خشک پر زلزلتی ہے اتنی حضرت جبریلؑ کو مدح الامین کہا جاتا ہے حضرت دربار خداوندی مہم بہ جاگ ستاراز بافت و بالہ چرخ کی تری سیاہ ایک ستارہ کا نام در حکم عالم آخرت۔

۴۔ بندہ و بیگمادہ بندہ مسلمان مجاہد مسلمان رکھنے کی جگہ شفیق معزز دعوت ہم عالم یعنی میرا خودی وجود ہی ہے اور مثالی وجود بھی ہے وجود خالی خالی خیال کے ہے خیال سے انسان بھاگ کر نہیں بچ سکتا۔

۱۔ اس وصف از پنجہ دوستت ہیں

ان دونوں باتوں کو اپنے ہاتھ اور پچھے سے سمجھو

پنجہ را اگر قبض باشد دامنما

اگر مٹھی ہمیشہ بند رہے

زیں و وصفش کار و مکسب منتظم

اس کے ان دونوں وصفوں سے کار و بار نامنظم

۱۔ بعد قبض مشت بسط آید نقیس

مٹھی بند کرنے سے یقیناً فراخی آتی ہے

یا ہمہ بسط او بود چوں مبتلا

یا ہمہ وقت کھل رہے وہ ہمیشہ میں رہے گا

چوں پر مرغ اس چوں اور اہم

جس طرح چتر کے بازو کیلئے یہ دونوں باتیں ہیں

گفتن روح القدس مریم را علیہا السلام کہ من سول

حضرت جبریلؑ کا حضرت مریمؑ سے کہتے ہیں ان دونوں پر سلام ہو کہ میں اللہ تعالیٰ

حقم آشفته و پنهان از من مشو

کامیاب ہوں مجھ سے پریشان نہ ہو اور نہ چھپ

۱۔ ہچنماں کہ بر زمیناں ماہیاں

جیسے کہ خشک پر ہمیلیاں

کہ امین حصہ تم از من مرم

کہ میں خدا کا امین ہوں مجھ سے نہ بھاگے

از چنیں خوش محرمائے دم و درش

اتنے بہترین زادادوں سے سراہید نہ ہو

از لبش می شد ہیا لے بر سماک

اُن کے ہونٹوں پہ وہیے سیاہ (شامہ) پھینک دو

در عدم من شاہم صاحب علم

میں آخرت کا شاہ اور علمبردار ہوں

یک سو او نقش من پیش شتی ست

تھوڑی دیر کے لئے میری صورت جنگی سامنے ہے

ہم ہلا لم ہم خبیال اندر دم

میں گمان بھی ہوں اور ہمیں دل کا غرض خالی ہی

ہر گجا کہ میگیزی با تو مت

جہاں میں باز وہ تمہارے ساتھ ہے

۲۔ چونکہ مریم مضطرب شد یک ماں

جب تھوڑی دیر کے لئے حضرت مریمؑ تڑپیں

بانگ بروے زدنودار کرم

نرم (خداوندی) کے جلوے نے انھیں پکارا

از سر آفران عت ستمش

ابراہیم (گاہ) عزت کے معززین سے سر نہ پیچھے

اس ہی گفت و ڈالہ نور پاک

وہ یہ کہہ رہے تھے اور پاک نور کی شعاع

از وجود می گزیری در عدم

آپ میرے وجود سے طبعہ کیوں بھاگتی ہیں؟

خود مینہ و ننگاہ من دیتی ست

میرا سامان اور گھر (قلب) عدم میں ہے

مریم بانگ کہ نقش مشکلم

اے مریم! دیکھو میں ایک مشکل نقش ہوں

چوں خیالے در دولت اندشت

خیال جب تمہارے دل میں آیا بیٹھ گیا



جز خبیائے عارضی باطلے  
سوائے عارضی باطل خبیال کے  
من جو صبح صادق از نور رب  
میں اٹھ اٹھائے کے دُور سے صبح صادق کی طرح ہو  
ہیں مکن لاحول عمران ارہ ام  
اے عمران کی بیٹی! مجھ پر لاحول نہ پڑھو  
مر مرا اصل وغذا لاحول بود  
سب سے اصل اور غذا لاحول ہے  
تو ہی گیری پناہ از من بحق  
آپ مجھ سے اٹھ اٹھائے کی پناہ دہی ہیں  
اں پناہ من کہ مخلصات بود  
میں دہی پناہ ہوں جو آپ کی نجات کی جگہ ہے  
آفتے بنود بتر از ناشناخت  
نہ پہچاننے سے زیادہ بڑی کوئی مصیبت نہیں ہے  
یار را اغیار پنداری ہی  
تو عشق کو غیب سمجھ رہا ہے  
ایں چنین لطفے کہ دازد یار ما  
اس مہربانی کے جوہر ہوئے ہمارے دیکھنا  
ایں چنین سخلے کہ لطف یار ما  
کھجور کا ایسا دشت جو ہمارے بارگ مہربانی ہے  
ایں چنین مشکیں کہ زلف میر ما  
ایسی خوشبودار چیزیں جو کہ ہمارے آفاق زلفیں ہیں  
ایں چنین لطفے چونیلے میرود  
ایسی مہربانی جو تیل دریا کی طرح جاری ہے  
خون ہی گوید من اکم ہیں مرین  
خون کہتا ہے مک میں بانی ہوں غمخوار مجھے نہ ہا

کو بود چوں صبح کاذب آفلے  
جو صبح کاذب کی طرح غائب ہو جانے والا ہے  
کہ نگرود گرد روزم ہیچ شب  
کہ میرے دن کے پاس کوئی رات نہیں آتی ہے  
کہ ز لاحول ایں طرف افتادہ ام  
میں لاحول سے ہی اس طرف آیا ہوں  
نور لاحولے کہ پیش از قول بود  
اُس لاحول کا وہ نور جو لفظ سے پہلے ہے  
من نگاریدہ پناہم در سبق  
میں ازل میں اسی کی پناہ کی تحسیر ہوں  
تو اغوذ آری و من خوداں اغوذ  
آپ اغوذ پڑھتی ہیں میں خود وہی اغوذ ہوں  
تو بر یاری ندانی عشق باخت  
تو عشق کے پاس ہے اور عشق باری نہیں ہا  
شادی را نام بہنہادی غمی  
تو غمی کو غمی کا نام دیتا ہے  
تو گریزانی از دوائے بیوفا  
اے بے وفا! تو ہم سے بھاگتا ہے  
چونکہ ماؤدیم خلش دارماست  
جبکہ ہم چور نہیں اُس کا کھور کا دخت ہمارے دشت  
چونکہ بے عقلم اں زنجیر ماست  
جبکہ ہم بے عقل کریں وہ ہماری جڑیاں ہیں  
چونکہ فرعونیم چوں خوں می تون  
جبکہ ہم فرعون ہیں، خون میں ہوجاتی ہے  
یوسفم از گ از تو ام لے پرستیز  
میں یوسف ہوں لے جھگڑا لے تیری وجہ سے  
بیزباہوں

لے جز خبیائے عارضی باطلے  
خیال سے مٹائی ممکن ہے صبح  
کاذب۔ یہ صبح نمودار ہو کر غائب  
ہوجاتی ہے۔ صبح صادق۔ یہ  
صبح نمودار ہو کر غائب نہیں  
ہوتی جس ممکن۔ لاحول کے  
معنی میں کہ طاقت صرف لفظ  
کی ہے تو جو چیز خود خدا کی کائنات  
سے نمودار ہوئی ہوا اُس پر  
لاحول پڑنا بیکار ہے۔  
لے لاحول میں خدائی طاقت۔  
قول یعنی لاحول پر لفظ دے  
کا ملاحظہ کیجئے۔ اللہ کی پناہ  
کی تحسیر سے پناہ پکڑنے کے  
کوئی معنی نہیں ہیں۔ اں پناہ  
جبکہ میں خود تمہاری پناہ اور  
بچاؤ کی جگہ ہوں اسی اغوذ سے  
میری چیز تم نامک رہی ہو تو  
پھر مجھ پر اغوذ پڑنا مناسب  
نہیں ہے۔ خود اں جو پڑی ہوئی  
ہم آفتے۔ مولانا مصفرت  
جبریلؑ کو نہ پہچاننے کا بیان  
کر رہے تھے اب یہاں سے  
خدا کو نہ پہچاننے کا معنی  
شروع فرما رہا ہے۔ نہاتے ہیں  
کہ نہ پہچاننا کے بڑی مصیبت  
ہے لے مطلب تیرا محبوب  
حقیقی تیرے پاس ہے اور  
تو اس کو نہیں پہچانتا ہے نہ  
اس سے محبت کرتا ہے۔ یار  
خدا کے ساتھ تیرا ملاؤ غرض  
کا معاملہ ہے۔ ایں چنین خدا  
کی اس قدر مہربانیوں کے ہوتے  
ہوئے اُس سے گریز بڑی  
بیوقوفی ہے۔ ایں چنین یعنی  
اللہ کی رحمت کے اسباب  
ہماری نافرمانی کی وجہ سے رحمت  
کے اسباب بندھے ہیں۔ مشکیں۔

نور لاحول یعنی نور اللہ کی طرف سے فائز ہونا



۱۵ تو جی دنیا کی ہستی  
ہے کہ اگر ہمت سے ہستی  
دیر تو وہ دشمنی پر کرتا ہے  
نعم یعنی اس ہمت کا ہم  
جو تہارا دشمن بن گیا ہے۔  
اسی طرح سے ہے جیسا کہ پہلے  
تھا تمہاری ناز و باحکات کی  
وہ ہے اُسے مزاح میں تیر  
آج ہے آٹا والی لہو آٹا  
سوختہ یعنی دیکھ بھلا۔  
بھلا سے بنا ہے جو بیچ موم  
کے مٹی میں ہے۔ بیچے جیشہ  
دیکھیں دھڑلے بھلا آتی۔  
لہذا بھلائی اور بھلائی وہ  
فرض ہر گاہ جس میں موم نہ  
ہوگی۔

۱۶ پیش شیخے شیخ کا دل  
بھی ابن مثنیٰ کے اہل سے  
بھلا ہے لہذا اس کی قوت  
کرد۔ جہنم بھلائی شیخ کے دل  
میں اس وقت بگڑ پادے جبکہ  
بخاری اور ذلت اختیار کرے  
وہ یعنی اس کی گستاخی  
نقد میں شہرت آگیز باتیں۔  
ان کا ان اعضاء۔

۱۷ گنت یعنی کیل نے  
کہا جہنم یعنی بھلا۔ بھلا  
انہیں معشوق جو کہ بھی  
ماحق کے بارے میں سوچے  
وہ ماحق کے نزدیک بھلا  
ہی ہے بیش بہیر۔

تو نئی بینی کہ یار بردبار

تو نہیں دیکھتا ہے مگر بردبار دوست

لحم او و شحم او دیگر نشد

اس کا گوشت اور آجری نہیں بدلی

چونکہ با او ضد شدی گرد و چو

جب اس کی ضد بادہ سانپ جیسا بھاتا ہے

برقرار اولست آساں کہ بد

پہلے ہی کی طسرت ہے جیسا کہ غف

عزم کردن آن وکیل از عشق کہ رنج و کندیہ بخارا الالبالی واک

محنت کی وجہ سے اس وکیل کا ارادہ کر لیتا، کہ پہلے ہو کر بھلا میں مایوس آجائیگا

کہ بخارا میسر و آں سوختہ

کیونکہ وہ دل جلا بھٹایا کہ جادو ہے

روئے صدر جہاں کن می گزید

کہتا تھا، صدر جہاں کا رخ کر، بھلا

پس بخارا نیست ہر کاش بود

جو اس طرح کا ہو وہ بھلا ہی ہے

تا بخواری در بخارا ننگری

بھلا کو ذلت سے ہرگز نہ دیکھتا

راہ نندہ جزرو مد مشککش

اسکی مشککات کا کہ جزو راستہ نہیں دیتا ہے

ولے آں کس را کہ یزدی دھن

اس شخص پر حسرت ہے جسکی وہ لیاں لکھ کر کہتی ہیں

پارہ پارہ کردہ بود ارکان او

اس نے اس کے اعضاء کو پارہ پارہ کر دیا تھا

کافر اگشتم و گر رہ بکروم

اگر میں کافر ہو گیا ہوں، تو وہ سری راہ اختیار کر لیا

پیش آں صدر نکواندیش او

اس (ماحق) کی بھلائی سوچنے والے متکبرانے

زندہ کن یا سر بزم را جویش

زندہ کر دے یا میر کی طرح ہمارا سر قلم کر دے

شمع مریم را بہل آفرودتہ

(حضرت) مریم کی شمع جلتی بھوڑ

سخت بے صبر در آتش دان تیز

سخت بے صبری، اور تیز آتش یعنی میں

ایں بخارا منبع دانش بود

یہ بھلا عقل کا منبع بن رہا ہے

پیش شیخے در بخارا اندری

شیخ کے سامنے تو بھلا میں ہے

جز بخواری در بخارائے دلش

اس کے دل کے بھلا میں ماجری کے سرا

اے خنک آں را کہ ذلت نفسہ

خوش نصیب ہے وہ جن کا نفس طراوت پر رہے گی

فرقت صدر جہاں در جان او

صدر جہاں کی جدائی جو اس کی جان میں تھی

گفت برخیزم ہما نجا واروم

اس نے کہا میں اٹھتا ہوں اسی جگہ اپنی ماہر

واروم آنجا بیفتم پیش او

اہی جگہ وہیں جا تا ہوں اس کے سامنے گرتا ہوں

گویم آفگندم بر پیش جان خوش

میں کہوں گا میں نے اپنی جان تیرے سامنے ڈال دی



کشتہ و مردہ بہ پیشیت اے مگر

اے جاندا! تیرے سامنے مقتول اور مردہ ہونا

آزمودم من ہزاراں بار پیش

میں نے لاکھوں بار پہلے آجایا

عَنْ لِي يَا مُنِيْبِي لَحْنُ الشُّوْر

اے میری تمنا! میرے دہلاؤ نہ ہو نہ کا کا

اَبْلَعِي يَا اَرْضُ دُمْعِي قَدْ كَفِي

اے زمین! میرے آنسو نکل جا کافی ہیں

عُدَّتْ يَا عِيْدِي الْيَنَامُ حَبَا

اے میری عید! تو ہماری طرف لوٹ آئی ہے میرا

گفت ایا راں رول گشتم ذاع

میں نے کہا اے دوستو! میں چلا آؤں ذاع

وَمَبْدَمِ دَرِ نَوَزِ بَرِیاں می شوم

میں دسبدم سوزش میں یمن رول ہوں

گر چہ دل چوں سنگ خارا میسکند

اگر وہ اپنا دل سنگ خارا کی طرح بنارہا ہے

مَسْكَنِ يَارِست و شہر شاہ من

وہ میرے یار کا وطن اور میرے شاہ کا شہر ہے

بہ کہ شاہ زندگاں جائے دگر

دوسری جگہ زندوں کا شاہ ہونے سے بہتر ہے

بے تو شیریں می نہ بنم عیش خویش

میں تیرے بغیر اپنی زندگی بیکسی نہیں سمجھاؤں

اَبْرُكِي يَا نَاقَتِي تَمَّ السُّرُور

اے میری اونٹنی! شاد ہو جا، سرور مکمل ہو گیا ہے

اِسْرَبِي يَا نَفْسُ وُدًّا قَدْ صَفَا

اے نفس! وہ دوستی بی لے جو صاف ہو گئی ہے

نَعْمَ مَا رَوَّحَتْ يَارِجُ الصَّبَا

اے باد صبا! بہت عمدہ خوشبو ہے جو تو نے مہکا کر دی

سُوئے اَسْ صَدِيكِي مِيرِست مَطْلَع

اُس صدر کی جانب جو سردار اور راجہ کا طلوع ہے

ہر چہ باوا باد آنجامی روم

جو کچھ ہونا ہے ہو میں وہاں جاتا ہوں

جَانِ مِنْ عَزَمِ نِجَارِامِي كُند

میری جان، جس را کا قصد کر رہی ہے

پیش عاشق ایں لَوْدُوحِ الوطن

عاشق کے لئے یہی وطن کی دوستی ہے

پُر سیدن معشوقے از عاشق کہ از شہر با کدام بہترست

ایک معشوق کا عاشق سے دریافت کرنا کہ کون سا شہر بہتر ہے

وَانَبُوْتُ رُوپرِ نَعْمَتٍ وُدُلکشا تر و جواب دین عاشق اورا

اور زیادہ آباد اور زیادہ نعمتوں سے بھر اور زیادہ دلکشا اور اُس کو عاشق کا جواب دینا

گفت معشوقے بعاشق کاے فتی

ایک معشوق نے عاشق سے کہا اے نوجوان!

پس کد ایں شہر زانہا خوشترست

ان میں سے کون سا شہر بہتر ہے؟

تو بغربت دیدہ بس شہر با

تو نے مسافرت میں بہت سے شہر دیکھے ہیں

گفت آں شہر ہے کہ در و دلبرست

اُس نے کہا، وہ شہر جس میں معشوق ہے

اے کشتہ معشوق کے قتل

میں میرا نا دھری جنگ کی

شہنشاہی سے بہتر ہے غم

تو کا گینچ میری تمنا۔

اے کشتہ دوبارہ زندہ ہونا۔

تم اے کشتہ سرور مکمل ہو گیا

ہے یعنی سفر کے ارادہ سے

سرور مکمل ہو گیا لہذا میرے

اوت تو بیٹھ جاتا کہ میں تیرے

اوپر بیٹھ کر معشوق کی طرف

کہہ کروں۔

اے ابھی بس اے زمین

فراق میں جو میرے آنسو بہہ

ہے ہے تو ان کو مکمل لے کر

دوستی۔ گفت۔ وکیل نے کہا۔

اخراج۔ رخصت مطلق جس

کی اطاعت کی جائے۔ آنجا۔

یعنی بھلا۔

اے میسند یعنی صبر جان

نے اگرچہ اپنا دل سنگ خارا

کی طرح بنالیا ہے عجب اظہار

عاشق کے نزدیک وطن کی

محبت کے یہ معنی ہیں کہ جہاں

میں کا محبوب ہو اُس جہاں

محبت کرے عورت مسافر



ہست صحر اگر بود ستم انجیاط

وہ جنگل ہے خواہ سوسن کا ناکر ہو

جنت آں ارجہ باشد قعر چاہ

وہ جنت ہے، خواہ کنویں کی گہرائی ہو

باتوزنداں گلشن ست آدریا

لے دریا! تیرے ساتھ قسید فنا ہیں ہے

لے تو شد ریکان گل ناخیم

تیرے بغیر ریکان آں پھول دوزخ کی آگ بن گیا

وہ بود در قعر گورے منہ سلم

خواہ میسری منزل قبر کے گڑھے میں ہو

کہ ترا با من سر و سودا بود

جہاں تھے سیرا خیال ہو

عاشق صدر جہاں شد مقرا

صدر جہاں کا عاشق بے قرار ہو گیا ہے

ہر کجا باشد شہ مارا بساط

جہاں ہمارے شاہ کا ڈیرا ہو

ہر کجا کہ یوسف باشد چوہا

جہاں چاند جیسا یوسف ہو

بالتو دوزخ جنت اے جاں فرا

اے روح پرور! تیرے ہوتے ہوئے دوزخ جنت

شد جہنم بالتو رضوان و نعیم

تیرے ساتھ! جہنم رضوان اور نعمت بن گئی

ہر کجا تو با منی من خوشدلم

جہاں تو میرے ساتھ ہے میں خوش دل ہوں

خوشتر از ہر دو جہاں آنجا بود

دو جہاں سے زیادہ اچھی وہ جگہ ہے

بس دراز ستایں سخن از انتظار

یہ بات بہت لمبی ہے انتظار کی وجہ سے

اے بساط! بستر منی محبوب  
کے چراغ کی جگہ بہت صغیر  
یعنی وہ مجھ خواہ کتنی ہی تنگ  
ہو لیکن وہ عاشق کے لئے  
دیس صغیر ہے بزم انجیاط۔  
سوئی کا شور آئے ہر کجا۔ اگر  
مستحق کنویں میں بھی ہو تو  
عاشق کے لئے وہی جنت  
ہے۔

اے باتو! محبوب کے ساتھ  
تکلیف مقام بھی راحت کا  
سبب ہے۔ جنت جہنم محبوب  
کی موجودگی میں دوزخ بھی  
جنت ہے اور محبوب کے  
فراق کی حالت میں میں بھی  
دوزخ ہے۔ کھڑا۔ یعنی محبوب  
کو عاشق سے تعلق ہو۔ اذنا۔  
یعنی دلیل کو جنت۔ زیادت۔  
دراز۔ یعنی حالات کا جائزہ  
لے۔

اے جوں بہنے جوں کو  
استغفار کا قرار دیکر زجر کیا  
ہے اگر شکوہ مانا جائے تو  
ترجیح یہ ہوگا کہ ترغار کو  
چارہ ہے کہ تو دیوانہ ہے جیتے  
چشم یعنی تیرا نگاہ یا بہت سے  
جاسوسوں کی آنکھ

منع کردن دوتاں اور از مر اجعتی را و تہذیب کردن لا ابالی

دوستوں کا آئیں کو بھٹاوا واپس ہونے سے منع کرنا اور ڈرانا اور ایش کا کہنا

گفتن او

کہ مجھے کوئی پروا نہیں ہے

عاقبت اندیش اگر داری ہنر

اگر قریاقت رکھتا ہے، انجم سوچ لے

پچو پروانہ مسوزاں خوش را

اپنے آپ کو پروانے کی طرح نہ بھلا

لالتی زنجیر و زنداں خانہ

قسید خانہ اور بیڑی کے لالتی ہے

او بھی جوید ترا با بیست چشم

وہ تجھے بیس آنکھوں سے تلاش کر رہا ہے

گفت اور انا صحیح کلمے پیغمبر

اُس سے ایک نصیحت کر نیوالے نے کہا اے بے خبر!

درنگ پس را بعقل و پیش را

عقل سے آگے پیچے دیکھ لے

چوٹ بخارامی روی دیوانہ

بھٹاوا کو کیوں جانتا ہے، تو دیوانہ ہے

اوز تو آہن ہی خایدر خشم

وہ تجھ سے غصہ میں را چب رہا ہے



میکند اوتیز از بہر تو کار دہ

وہ جس نے مجھ سے تیز کر رہا ہے

چوں رہیدی و خدایت اہ داد

جسک تو کچ گیا، اور خدا نے مجھے موقع دیا

بر تو کردہ گوں مومل آملے

اگر تیرے پاس دس قسم کے سپاہی پہنچتے

چوں مومل نیست بر تو ہیج کس

جسک جوہر کوئی شخص مقرر نہیں ہے

عشق نہاں کردہ بود اورا سیر

مغنی عشق نے اس کو قیدی بنایا تھا

ہر مومل را مومل مختفی ست

ہر سپاہی پر ایک جھبیا ہوا سپاہی ہے

خشم شاہ عشق بر جانش شست

شاہ عشق کا غصہ اس کی جان پر نازل ہوا ہے

می زند اورا کہ ہیں اورا بزن

وہ افس کو مارتا ہے، کہاں افس کو مار

ہر کہ بینی در زیا نے می رود

جس کو تو دیکھے کہ تباہی میں جا رہا ہے

گراز و واقف بملے افغان رود

اگر وہ اس سے واقف ہوتا فریاد کرتا

ریختے بر سر ہمیش شاہ خاک

شاہ کے سامنے سر پر خاک ڈالتا

میر دیدی خویش راے کم ز مور

اپنے چوہے کی کم: تو نے اپنے اکوڑ اور بھابھ

عزہ گشتی زیں دروغیں پروبال

تو مصنوعی پروبال سے مغرور بن گیا ہے

اوسک قحط ست و تو انبان آرد

وہ قحط زدہ کتا ہے اور تو اٹے کی بوری ہے

سوائے زنداں میر وی چونت قتا

تو قید خانہ کی طرف جا رہا ہے تجھے کیا بڑی ہے

عقل بایتے کز ایشاں ہم زوے

عقل کا تقاضا ہے، کہ تو ان سے نہ ملتا

از چہ بست گشت بر تویش و پس

تیرا تمنا کیا ہے کیوں ہند رہ گیا؟

آں مومل را نمی دیداں نذیر

وہ ڈرانے والا اس سپاہی کو نہیں دیکھتا تھا

ورنہ او در بند سگ طبعی نصیت

ورنہ کتے بن کا پابند کیوں ہے؟

بر عوانی و سیر رویش بست

اٹل کو سپاہ گری اور درو سیاہی سے وابستہ کر دیا

زاں عوانان نہاں فغان من

ان مغنی سپاہیوں سے میری فریاد ہے

گرچہ تنہا با عوا نے میرود

اگرچہ وہ اکیلا ہے، کسی سپاہی کیساتھ جا رہا ہے

پیش آں سلطان سلطان

شاہوں کے شاہ کے سامنے جلا ماتا

تا اماں دیدے ز دیو ہمناک

یہاں تک کہ خرفناک شیطان سے امن پا جاتا

زاں ندیدی آں مومل را کوکورد

اسی نے تجھ اندھے نے وہ سپاہی نہیں دیکھا ہے

پر و بالے گوشت سوائے وبال

وہ پروبال جو تجھے نصیحت کی طرف کھینچ رہا ہے

لہ کارہ مجھری آفتاب

تھیلا آرد: آفتاب: وہ گوں کی

طرح ہو گئی: یعنی سپاہی: کم

زوے عقل کا تقاضا تھا کہ تو

ان سپاہیوں سے گزر کر لے

چوں مومل یعنی تو نیز سپاہی

کے قیدی بن گیا ہے: عشق

مولانا فرماتے ہیں کہ اس میں

کو عشق نے قید کر رکھا تھا

جس کو دروازہ لانا نہیں دیکھ رہا

تھا: ہر مومل: مولانا فرماتے

ہیں جس طرح اس دیکھ پر

ایک جھبی مومل مشتہ تھا ہی

طرح سے سپاہی پر ایک

غیبی سپاہی مشتہ ہوتا ہے

جو اس کو کٹنے کی طرح کٹھنا

بنا دیتا ہے۔

لہ فاعش یعنی اخلاقی

عقوانی سپاہی بن کر لے

ایک غیبی سپاہیوں سے پناہ

چاہتے ہیں: ہر کہ انسان اپنی

تباہی اسی مغنی سپاہی کی وجہ

سے کرتا ہے: مگر انسان

اس برباد کرنے والے سپاہی

سے غافل ہے ورنہ وہ اللہ

سے دعا کرتا اور اپنی نجات

چاہتا۔

لہ حیر: انسان اپنے آپ

کو آلود سمجھتا ہے اسی لئے اس

غیبی سپاہی کو نہیں دیکھ پاتا

ہے: غور: انسان نواں پیر

دولت اور تجھ سے دھوکے

میں پڑتا ہے اور وہی دولت

اور تجھ اس کو تباہ کرتا ہے۔



لہ پر شک۔ مگر انسان

دولت اور غرور سے نجات  
پامائے تودہ عالم بالا کی نظر  
پر واز کر سکتا ہے۔ گوشت  
گوش تو عاذل ملامتگر  
تفتش یہ لغتوں کی تحقیر  
ہے یونانی لفظ ہے ایک  
پرنڈ کا نام ہے اسی کو فانی  
میں عاشق کہتے ہیں اس  
پرنڈ کی چمکی میں بہت سے  
سورخ ہیں جب یہ برتا  
ہے تو ہر سورخ سے ایکے کو  
پیدا ہوتا ہے حکماء نے موسیقی  
کا فنیہ ہی پند سے لیا ہے اہل  
عراق کثیر اتصال کی ہوتی ہے  
اور میں فرادہ نہیں ہوتا ہر  
جب یہ بر مانی ہو طبعی کو  
پہنچ جاتا ہو تو کھانا بھی کر کے  
اپنے ہاؤ طرف جاتا ہے اور  
دیباک راگ شروع کر دیتا ہے  
جس سے ان کھڑکیوں میں  
اگ لگ جاتی ہے اور پرنڈ  
جل کر لاکھ جھاتا ہے پھر کسی  
موسم کی بارش سے قدرتی ہوں  
ماکو سے اٹھتا رہتی ہے اور  
اُمیں سے پھر پرنڈ پیدا ہوتا ہے  
تکلیف دہندہ وہ اہم ارضیہ اور  
اہم شافی ہوں عاشق تھے اور  
دوس کے بھی اہر تھے لیکن درجہ  
عشق کا انھوں نے کبھی دیکھا نہیں  
دیا تو اس قدر ہر ایک کیفیت گفتگو نہیں  
ہے تو ممکن عاشقوں کو اور کبھی  
نہیں اور ابا مسکا وہ جو دہانی  
موت کے خواہاں ہوتے ہیں۔  
عاشقان عاشقوں کی طرف  
وہی موت نہیں کوئی زندگی قسم  
ہوتی ہے پراگتی ہے کلنگی موت کی  
بہت سی قسمیں ہیں سرخ و سبز

پیر شک دارد درہ بالا کند

لکے پر رکھتا ہے اور جاتا ہے

چند کن پر راہل آلودہ ممکن

کوشش کر یروں کو ہفتی میں نہ سان

بند داد القصہ عاشق رائے

القصہ عاشق کو بہت نصیحت تھی

چوں گل آلودش گرا نیہا کند

جب مٹی میں سن جاتے ہیں بجاری بن دکھاتے ہیں

لیک گوشت کرشد و بندم کہن

لیکن تیرکان چمکے گئے ہیں اور یہی نصیحت دہائی ہوئی

عاذل بدری مجھوں فقے

تفتش جیسے تیر در ملامت کرنے

لا انا لی گفتن عاشق ناصح و عاذل را از سر عشق

عاشق کو عاشق کی وجہ سے لاپرواہی کے ساتھ ناصح اور عاذل کو جواب دینا

بند کم دہ زانکہ بس سخت مرشد

نصیحت نہ کر کیونکہ قید بہت سخت ہے

عشق را شناخت و دشمند تو

اے دشمنہ تو عشق کو نہیں جانتا ہے

بوحیفہ و شافعی در سے نکر د

ابو حنیفہ اور شافعی نے سبق نہیں پڑھایا

تشہ زارم بخون خوشتن

اپنے خون کا بہت پس پاسبان ہوں

مردن عشاق خود یک نوعیت

عاشقوں کی موت ایک قسم کی نہیں ہے

واں دوصد رامی کند ہر دم فدا

اور ان دوشو کو ہر وقت قربان کرتا ہے

از بے برخواں تو عشر اشالہا

انہیں کے دس گناہ قرآن میں پڑھ گئے

گفت اے ناصح چمنش کن چند

اُس نے کہا اے ناصح پتہ ہو جا اس تیر

سخت تر شد بند من از پند تو

تیری نصیحت سے میری قید اور سخت ہو گئی ہو

آں طرف کہ عشق می افروزد در

جس پہلو سے عشق نے خود دہ بڑھایا ہے

تو ممکن تہدید از کشتن کہ من

تو قتل سے نہ ڈرا کیونکہ میں

عاشقان را ہر زمانے مرویت

عاشقوں کی ہر گزری ایک موت ہے

او دوصد جاں ارداز جان ہد

وہ نور ہدایت سے دوشو جانیں رکھتا ہے

ہر یکے جاں را شانہ دہ بہا

ہر ایک جان کے دس گناہ لیتا ہے

گر بریز خون من آں دوست

وہ محبوب چہرے والا اگر میرا خون بہائے



آز مودم مرگ من در زندگی است

میرنے آذایا، میری موت زندگی میں ہے

اُفْتُلُونِي اُفْتُلُونِي يَا نَفْسَات

اے مستعدو! مجھے قتل کرو، مجھے قتل کرو

يَا مُنِيرَ الْخَدِي يَا دُوحَ الْبَقَاءِ

اے روشن رخسار! اے بقا کی جان!

يَا حَبِيبُ حُبِّهِ يَشْوِي الْحَشَا

یہ ایک محبوب ہے جس کی محبت باطن کو جلانے

پاری گوگرچہ تازی خوشترست

تازی میں کہ، اگرچہ عری بہتر ہے

بوسے آں دلبر جو پراں می شود

جب اس دلبر کی خوشبو نہکتی ہے

بس کُغم دلبر در آمد در خطاب

میں مغم کرتا ہوں، دلبر نے بات شروع کر دی

چونکہ عاشق توبہ کروا کنوں بتر

چونکہ اب دوسرے عاشق نے توبہ کر لی

گرچہ ایں عاشق بخارا میرد

اگرچہ یہ عاشق بخارا کو جا رہا ہے

عاشقان لاشد مدرس حسن دست

محبوب کا حسن عاشقوں کا مدرس بن گیا ہے

خامش اند و نعرۂ تکرارِ شان

وہ چپ ہیں اور ان کی سنکار کی آواز

در شان آشوب چرخ وز لزلہ

ان کا سبق شور اور رقص اور جوش ہے

چوں ہم زس زندگی بایندگی است

جب میں اس زندگی سے نجات پاؤں گا تو زندگی ہو

اِنَّ فِي قَتْلِي حَيَاتًا فِي حَيَاتٍ

بیشک میرے قتل میں زندگی در زندگی ہے

اِحْتَذِبْ دُوحِي وَجُدْ لِي بِاللِّقَاءِ

میری دوح کو جذب کر لے اور مجھے ملاقات بخش

لَوْ كُنَّا بِمَشْنِي عَلَى عَيْنِي مَشَا

اگر وہ میری آنکھوں پر چلتا چلتا، چلے

عشق را خود صد زبان و یک سر

خود عشق کی دوسری سینکڑوں زبانیں ہیں

ایں زبانہا جملہ حیراں می شود

یہ سب زبانیں حیران ہو جاتی ہیں

گوش شود واللہ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

کان بن جا، اور اللہ درست بات زیادہ جانتا

کو جو عیاراں کند بر وار دوس

وہ نگاروں کی طرح سولی پر عشق کا ہتھیار

نہ بد رس و نہ بانشا میرد

لیکن، سبق اور دست کیلئے نہیں جا رہا ہے

دقرو درس و بنی شاں روا کو

انگی کتاب اور درس اور سبق اس کا چہرہ ہے

میر و قناعش و تخت بارِ شان

ورش اور ان کے دوست کے تخت تک جا رہا ہے

نہ زیادات ست باب سلسلہ

ذکر زیادات، اور باب، اور سلسلہ

لے آؤں گم عاشق کی زندگی

در اصل موت ہے اور موت

ہی حقیقی زندگی ہے بقا

زندگی کی جمع ہے معنی مستعدی

مستعد۔ مضارہ۔ مختار۔ باطن

پاری۔ چوکر اہل وطن فارسی

واں میں لہذا فارسی میں

انہا خیال کر اگر نصیحت

و بلافت میں عری زبان میری

ہوتی ہے عشق۔ داستان

عشق کے اظہار کے لئے

سینکڑوں زبانیں ہیں لیکن

ان کو بھنے ولے کم ہیں۔

لے جوئے عشق کی

صفات کا بیان کسی زبان

سے بھی ممکن نہیں ہو سکتا۔

بس کُغم۔ اب میں اپنی تقریر

ختم کرتا ہوں عاشق کی زبان

سے عشق کی داستان سنو۔

چوکر۔ عاشق اگر داستان

عشق بیان کرنے سے کسی

بہروری سے توبہ بھی کرے تو

اس کا اعتبار نہیں وہ پھر

اپنی توبہ سے توبہ کر لیتا ہے

اور سولی پر داستان عشق

بیان کرنی شروع کر دیتا ہے۔

عیاراق۔ دھوکے باز

لے اگرچہ اس عاشق کی

بھارا کی طرف روٹتی درس،

سبق اور استاد کے لئے نہیں

ہے یہ تو جان قربان کرنے

جا رہا ہے۔ عاشقان۔ عاشق

کا استاد تو میں دوست ہو

اور اس کی کتاب مشرق کا

چہرہ ہوتا ہے۔ تکرار سبق کا

دھوا نام آشوب شور و غوغا۔

چرخ۔ رقص۔ زیادات۔ ام

میر کی نقدی مشہور کتاب ہے۔ باب کتاب کا نام ہے، نقد کے ابواب سلسلہ کتاب کا نام ہے  
 ۱۰ انتہائی خیر کا ایک دوسرے پر موقوف ہو کر موجود ہونا، سلسلہ حدیث۔



لے جگر گنگارایے بال۔

دور کسی چیز کا اپنے آپ پر  
موقوف ہونا، ایک چیز کا  
ایسی چیز پر موقوف ہونا جو خود  
اس چیز پر موقوف ہو کہ جس  
تخلیل یعنی اگر کوئی یہ مسئلہ  
پر چمے کہ تخلیل کو امانت میں  
رکھتے وقت تخلیل کی رقم گیری کر  
نا دی تھی واپسی کے وقت کسی  
کی شکایت کر کے زیادہ رقم  
کا دعویٰ کرنے لگے تو امانت  
رکھنے والا دور دار ہو گا یا نہیں؟  
تقریباً سب اس فقید دریافت  
کرنے والے کو گول مول جواب  
دینے سے کراہنے کے خلاف یہ تخلیل  
میں نہیں سہا سکتے ہیں اور اس  
کو مال دے جمع صورت کا  
لینے شروع سے مال کے عوض  
میں جدائی کا مطالبہ کرنا۔  
تجرباً ایجابات یعنی بوری اور  
شورہ کی باہمی ناجاتی کی وجہ  
سے جدائی۔ بدترین یعنی  
اگر غصہ کے ظاہری مسائل  
پر بحث ہو رہی ہے تو جی  
اس کو روحانی احوال پر  
محول کر لے میاں بوری کی  
جدائی کے مسئلہ کو جسم اور روح  
کی جدائی کے معنی پہنائے۔

لے ذکر ہر چیز سے یعنی ہر  
چیز کا ذکر عاشق میں ایک  
خاصیت پیدا کرتا ہے اور  
اس سے عاشق بہت سے  
معنی اندر کر لیتا ہے کیونکہ ہر  
صفت ایک ماہیت رکھتی  
ہے اور اس سے عاشق اپنے  
مقصود کی طرف پہنچ جاتا ہے  
چنانچہ بہت سے اولیاء کے

سلسلہ اس قوم جعد مشکبار

اس قوم کا سلسلہ مشکبار بنائے گنگارایے بال میں

مسئلہ کیسے اس پر سدس ترا

اگر کوئی غم سے تخلیل کا مسئلہ پوچھے

گردم خلع و مبرا میر نو

اگر خلع اور مبرا کی بات چل رہی ہے

ذکر ہر چیز سے دہد خاصیت

ہر چیز کا ذکر ایک خاصیت پیدا کرتا ہے

دور بخارا در ہنر ما بالغی

تو بخارا میں بہت سے ہنروں کو پہنچنے والا ہے

آں بخاری غصہ دانش نداشت

اس بخارا کو جاننے والے کو علم کا آفتون کا متنا

ہر کہ در خلوت بدینش یافت

جس نے خلوت میں بصیرت کا راستہ پایا

باجمال جاں چو شد ہم کاسہ

جو روضہ کے حسن کا ہم پیالہ بن گیا

دید بردانش بود غالب فزا

آنکھوں سے دیکھ لیا عقل پر غالب ہوتا ہے

زانکہ دنیا را ہی بیند عین

کیونکہ وہ دنیا کو اس اور حقیقت سمجھتے ہیں

مسئلہ دورست لیکن دوریار

دور کا مسئلہ ہے، لیکن محبوب کے دور کا

گونگنج گنج حق در کیسہا

کہدے اللہ تعالیٰ کا خزانہ تخلیوں میں نہیں ملتا

بد میںیں ذکر بخارا می رود

بڑا سمجھ وہ ابھی، بخارا کی بات چل رہی ہے

زانکہ دارد ہر صفت ماہیت

کیونکہ ہر صفت ایک ماہیت رکھتی ہے

چوں بخاری رو نہی زوفارعی

جب بخاری کی بات نہی کرے گا تو بخارا کی بات نہیں

چشم بر خورشیدش می گشت

اس نے بصیرت کے سورج پر نگاہ جمائی تھی

اوز دانشہا بخوید دستگاہ

وہ علوم میں مہارت کا طلب گار نہیں ہوتا ہے

باشدش ز اخبار و دانش تارہ

اس کو خبروں اور علم سے نفرت ہوتی ہے

زال ہی دنیایا بچر بد عالم را

اسی لئے دنیا عوام پر چھا جاتی ہے

واں جہانے را ہی دانند دین

اور اس عالم کو ادھر سمجھتے ہیں

حق مشہور ہیں کہ معمولی الفاظ سے جن کے بظاہر کوئی خاص معنی نہیں ہیں ان پر وجد کی کیفیت ظاہر  
ہوتی ہے۔ مخمور ہے۔ ہا و از دو لای معنی گندہ یعنی ریش کی آواز سے وجد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ دیکھو  
بخارا میں بہت سے علوم و ہنر ہیں جو ہم سیکھ سکتے ہیں لیکن جب جن کو بخاری جو لہذا ہم عشق میں ہے ہے  
اختیار کر لو غصہ لگے گا آجہر، غم یعنی اس دلیل کو صرف علم الیقین کی فکر نہی بلکہ وہ مشاہدہ اور حسیات میں  
حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ہر کہ در خلوت جسکو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے وہ بعض ذکر و سار و صفات کا عشق نہیں ہوتا  
لے باجمال جس کو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے اس کے لئے غریب اور عقل و دانش بیکار ہو جاتے ہیں۔ دید  
عبر کی بہت مشاہدہ سے حاصل ہونے والا علم قوی ہوتا ہے اسی وجہ سے عوام پر دنیا کا غلبہ ہوتا ہے۔  
کیونکہ ان کو دنیا کا مشاہدہ حاصل ہے اور آخرت کا ہم غرض خبروں کی بنیاد پر ہے۔ واں جہانے دین  
عالم آخرت۔ دین۔ ادھر۔



مازرو سوئے حدیث آں جواں  
اُس نوجوان کے قصہ کی طرف واپس لوٹ

کز غم صدر جہاں شد ناتواں  
کیونکہ اُس صدر جہاں کے غم سے کمزور ہو گیا

رُوئے نہاد اُن عاشق بسوئے بخارا  
اُس عاشق کا ہنسا کی جانب رخ کرنا

رُو نہاد اُن عاشق خوننا بہ ریز  
اُس خون بہانے والے عاشق نے رخ کیا  
ریگ با مول پیش او چوں حریر  
جنگل کا ریت اُس کے لئے ریشم کی طرح تھا  
آں بیاباں پیش او چوں گلستا  
وہ جنگل اُس کے سامنے بہن کی طرح تھا  
در سمر قدرت قندما لبش  
قند اگرچہ سمرقند میں ہے لیکن اُسکے ہونٹوں نے  
اے بخارا عقل افزا بودہ  
اے بخارا! تو عقل بڑھانے والا تھا  
بدر می جویم از انم چوں لیل  
میں جو میں رات کا پاند کو تلاش کروں ایسے جو میں  
چوں سواد اُن بخارا را بدید  
جب اُس نے اُس بخارا کے اطراف کو دیکھا  
ساعتے افتاد بیہوش و دراز  
تھوڑی دیر وہ لب اور بے ہوش پڑا رہا  
بر سر و زویش گلابے میزدند  
لوگوں نے اُس کے منہ اور سر پر عرقی گلاب چھڑکا  
او گلستانے نہانی دیدہ بود  
اُس نے ایک مخفی باغ دیکھا تھا  
تو فشرده در خور ایندم نہ  
تو شکر ہوا اس بات کے لائق نہیں ہے

دل طیاں سوئے بخارا گرم تیز  
جلتے ہوئے دل کے ساتھ بخارا کی جانب تیز  
آب جیخوں پیش او چوں آبگیر  
جیخوں کا پانی اُسکے سامنے تالاب کی طرح تھا  
می فتاد از خندہ او چوں گلستا  
وہ مسرت سے پھول چنے والے کی طرح گرنا تھا  
از بخارا یافت واں شدند ہمیش  
بخارا سے حاصل کی، وہی اُس کا مذہب ہو گیا  
لیک از من عقل و دیں بر بودہ  
لیکن تو نے مجھ سے عقل اور دین بھین لیا  
صدر می جویم دریں صفِ نعل  
ان جوتوں کی صف میں میں صدر کو تلاش کروں  
در سواد غم بیا ضے شد بدید  
غم کی سیاہی میں سفیدی خود دار ہو گئی  
عقل او پرید در بستان راز  
اُس کی عقل اُسرا کے باغچہ میں پرواز کر گئی  
از گلاب عشق او غافل بدند  
وہ لوگ عشق کے گلاب سے بے خبر تھے  
غارت عشقش ز خود بریدہ بود  
عشق کی غارتگری نے اُسکو اپنے آپ جدا کر دیا تھا  
باشکر مقرر نہ کرچہ نی  
تو شکر سے وابستہ نہیں ہے اگرچہ تو خدا ہے

۱۔ اہل ہمتوں صحرا جنگل -  
۲۔ حریر - ریشم کی پٹا جیٹوں دیا  
۳۔ کا نام ہے آبگیر - تالاب -  
۴۔ گلستا - پھول چنے والا -  
۵۔ ریت - ریشم - یعنی اُس کو بخارا کے  
۶۔ قند کی عادت ہو گئی تھی - آئے  
۷۔ بخارا - وہ عاشق بخارا کو  
۸۔ خطاب کرتا ہے - بدر چو میں  
۹۔ کا پاند جہاں پہلی رات کا  
۱۰۔ پاند جو کمزوری میں غریب لگتا  
۱۱۔ ہے - محبتِ نعل - یعنی بری  
۱۲۔ مگر توجہ توں کی صف ہے  
۱۳۔ اور صدر جہاں کا مقام  
۱۴۔ بلند ہے تو دھما کی نیت  
۱۵۔ مشکل ہے -

۱۔ سوارِ شہر کے اطراف  
۲۔ ٹھکانے میں ہوش کو ہمیش میں  
۳۔ لانے کیلئے عرقی گلاب چھڑکا  
۴۔ جاتا ہے - غافل - لوگوں کو یہ  
۵۔ معلوم نہ تھا کہ یہ مرض کی  
۶۔ بے ہوشی نہیں ہے بلکہ عشق  
۷۔ کی بیہوشی ہے یہ بیہوشی تو  
۸۔ معشوق کی خوشی سے رفع  
۹۔ ہوتی ہے نہ عرقی گلاب سے  
۱۰۔ غارت - یعنی اُس کو عشق کے  
۱۱۔ حملے میں ہوش بنایا تھا -

۱۔ تو فشرده - مولانا غافل  
۲۔ کو خطاب کرتے ہیں کہ تجویں  
۳۔ بیہوشی کے راز سے واقفیت  
۴۔ کی قابلیت نہیں ہے تو غافل  
۵۔ انسان ہے لیکن تجویں اُس  
۶۔ کا ماورہ نہیں ہے -



زخمت عقلت با تو هست عاقلی

عقل کا سامان تیرے ساتھ ہے اور تو ماحصل ہے

اِس سخن یا یاں ندر دتیز راں

اِس بات کا غامت نہیں ہے تیزی سے چل

کز جُنودِ اَلَمْ تَرَوْهَا غافلِ

کیونکہ تو اُن لشکروں سے حکمت نہیں کیا مانگ

تا رُو دِ سُوئے بُخارا اِس جواں

تاکہ وہ جوان بخارا کی جانب روانہ ہو

وَرآمدن اِن عاشقِ لا ابا لی در بخارا و خدیر کَر دَن وِستان اِن راز سید اِن

اُس بے نیاز عاشق کا محف نامیں آتا، اور دوستوں کا اُس کو نواہر ہونے سے حورانا

شہر معشوقِ خود و دالِ اَلماں

اپنے معشوق کے شہر اور دالِ اَلماں میں

مہ کنارش گیر دو گوید کہ گیر

چاند اُس سے بنگیر ہر اور کہے کہ تو ہی بنگیر ہو

پیش از سید شدن فلشیں کر نر

ظاہر ہونے سے پہلے امت بیٹھ، بھاگ جا

تا کشد از جان تو دہ سالہ کیں

تاکہ تیری جان سے دہ سالہ انجام لے

تیکہ کم کُن بر دم و افسونِ لیش

اپنے دم کہنے اور منتر پر بھروسہ نہ کر

مُعتمد بُودی مُہندس اوتاد

تو مستند تھا، اُستاد اُبھیر میت

گشتی از بہر گناہے مشہم

ایک قصور میں تو مشہم ہو گیا

رستہ بُودی باز چو اِختی

تو نک گیا تھا، پھر کیوں آ پھنسا؟

اِبلہی آوردت اینجبا یا اِجل

تجھے یہاں بے وقوفی یا موت لائی ہے

عقل و عاقل را قضا احمق کند

عقل اور عقلند کو قضا احمق بنا دیتی ہے

اندر آمد در محرابِ ارشاد ماں

وہ خوش خوش، محراب میں آگیا

ہمچو اک مَستے کہ پَر دِ بر آشیر

اِس مست کی طرح جو آسمان پر پرواز کرے

ہر کہ ویدش در بخارا کفت خیز

جس نے بھی اُس کو بخارا میں دیکھا کیا اٹھ جا

کہ تَر اُمی جوید اِن شہ خشکیں

کیونکہ وہ مضہناک بادشاہ تجھے عاش کر رہا ہے

اَللہ اَللہ در میا در خونِ خویش

خدا کے لئے، اپنے خون کے دریچے نہ ہو

شعخہ صدرِ جہاں بُودی راد

تو صدرِ جہاں کا گہ تو اُل تھا اور عقلند تھا

ہم مشیرش بُودی دہم محترم

تو اُس کا مشیر بھی تھا اور باعزت بھی تھا

غدر کردی وز جزا بگر بختی

تو نے نقاری کی اور سزا سے بھاگ گیا

از بلا بگر بختی با صد حیل

تو ستودہ بروں سے سببست سے بھاگ نکلا تھا

اے کہ عقلت بر عطار و دق کند

اے وہ کہ تیری عقل عطار پر نکتہ پھینک دیتی ہے

اے زخمت تو اپنی عقل پر

بھروسہ کرتا ہے اور سر اُٹھ

سے غافل ہے قرآن پاک میں

ہے وَ اَنزَلْ جُنُودًا لَّکُم

شُرُوْہَا اُوْر اُس نے وہ لشکر

اُتارا جس کو تم نہیں دیکھتے تھے

یہ اگرچہ فرشتوں کی جماعت کے

ہامے میں فرمایا گیا ہے لیکن سنا

نے اِس سے لشکر معشوق مُراد

لیا ہے تجھ پر کُڑا تا۔۔۔

دالِ اَلماں۔ اِس کی جگہ اخیر

آسان گیر یعنی معشوق

سے کہے کہ بنگیر چو بیا پیدا

شدن یعنی یہ ظاہر ہونے سے

پہلے کہ تو بخارا میں آگیا ہے

دہ سالہ کیں۔ دہ سالہ دشمنی۔

اَللہ اَللہ یعنی خدا کے

لئے تیکہ یعنی یہ نہ سمجھو کہ لوگ

تجھے چاہیں گے نہ یہ سمجھو کہ خود

اپنی تدبیر سے نکالے گا۔

عقلند۔ کو تو اُل۔ مہندس اُبھیر

بگر بختی یعنی سزا سے بھاگ کر

تو بھاگ گیا۔

سے از بلا یعنی سزا سے بھاگ

کر بھاگ گیا تھا اب تجھے بڑی

یاموت کہینے لائی ہے عقلند۔



نخس خرگوشی کہ باشد شیر جو

تو وہ نخس خرگوش ہے جو شیر کی جستجو کرے

ہست چندین فسونہائے قضا

تفصا کے سینکڑوں جیسے ہیں

صدہ و مخلص بود از حب و ریا

دائیں بائیں سینکڑوں راستے اور ٹھکانے کہ گم ہوتے ہیں

زیر کی و عقل و چالاکیست گو

تیری ذہانت کا اور عقل اور چالاکی کہاں گئی؟

گفت اذ آجاء القضا ضا ق الفضا

فرمایا جب قضا آتی ہے فضا تنگ ہوتی ہے

از قضا بستہ شود گراڑ و ہست

قضا سے بندھ جاتا ہے گراڑ خواہ اڑ رہا ہو

جواب گفتن عاشق عاذلاں و تہدید کنندگان را

عاشق کا ملاست گردن اور ڈھانے والوں کو جواب دینا

گفت من مستقیم اکم کشد

اے میں کہ میں مستقیم کا تار پھیل پانی بچے

بیج مستقی نہ بگریز و زاب

کوئی مستقیم کا پیار پانی سے نہیں بھاگتا ہے

گریا ماند مرا دست و شکم

اگرچہ میرے ہاتھ اور پیٹ پھول جائیں

گویم آنکہ کہ پیرسند از بطون

جب اعدوں کے ہاتھ میں مجھ سے بچیں تو

خیل شکم گو بد از موج آب

میرچیت کی خشک کو کہند کہ پانی کی موج بہت بڑی

من بہر جائے کہ بنیم آب جو

میں جس جگہ نہر کا پانی دیکھتا ہوں

دست چوں دف و شکم پمچوں دل

ہاتھ دف کی طرح اور پیٹ دھول کی طرح ہے

گر بریزد خوم آں رخ الایں

اگر وہ دھوا آگاہیں مسما خون بہا دے

چوں زمین چوں جنس خو خوارہ ام

میں زمین اور پیٹ کے بچے کی طرح خون پیئے والا ہوں

گرچہ میدانم کہ ہم اکم کشد

اگرچہ میں جانتا ہوں کہ پانی ہی مجھے اڑا دینا

گرد و صد بارش کندات خراب

اگرچہ وہ اس کو دھوا بار بھینسل اور تباہ کرے

عشق آب از من خواہد گشت کم

پانی کا عشق مجھ میں سے کم نہ ہوگا

کاشکے بجرم رواں بود دروں

کاش میرے اندر سمندر جاری ہوتا

گر بکیرم ہست مر کم مستطاب

اگر میں مر گیا تو میری پاکیزہ موت ہوگی

ر شکم آید بودے من جائے او

مجھے رشک آتا ہے کاش میں اس کی جگہ ہوتا

طبل عشق آب می کو کم چو گل

میں پھول کی طرح پانی کے عشق کا دھول پیٹتا ہوں

جرعہ جرعہ خوں خورم پمچوں دل

میں زمیں کی طرح گھونٹ گھونٹ خون پی جاتی ہوں

تا کہ عاشق گشتہ ام این کارہ ام

جب سے میں عاشق ہوا ہوں میری یہی کام ہے

۱۰

نخس - جو خرگوش شیر کی جستجو

کرے تو وہ اپنی موت کو کاش

کرنا یاد آئے یہ حدیث نہیں ہے

کسی کا مقولہ ہے کہ جب قضا

آتی ہے تو بھاگنے کا موقع نہیں

رہتا فضا تنگ ہوتی ہے۔

..... آقضا - اڑ رہے

کی جب موت آتی ہے تو قضا

ہو جاتا ہے جیسے کسی نے اسی

کو بانہ دیا ہو۔ عاذلاں - عاذ

کی جمع ہے، ملاست گردن مستحق

استغفار کا مراد ہے جس کی بھی

پایا نہیں بخشتی۔ کشد - پانی

پینا اس کیلئے سخت مضر ہوتا

ہے۔ کندہ - یعنی وہ ہاتھ لیس

کوتاہ کرتا ہے اور مرض میں

اضافہ کرتا ہے اس کے ہاتھ

پاؤں پانی پینے سے پھول

جاتے ہیں۔

۱۱ - گم - اس مرض سے

اگر باطن کے احوال دریافت

کر تو وہ متا کرے گا کاش

پیٹ میں دریا جاری ہوتا۔

بطون - اعدوں۔ خیل - خشک

منشک - مستطاب - پاکیزہ۔

۱۲ - دست - استغفار کی

بیماری میں ہاتھ اندر پیٹ

ذخیرہ پھول جاتے ہیں بخول -

دھول - گل پھول کی ترو

تازگی پانی سے ہے تو گریاؤ

پانی کا عاشق ہے روح الایں -

اس سے مراد حضرت جبریل

ہوتے ہیں لیکن یہاں محبوب

صدر جہاں مراد ہے۔ چوں

زمین - زمیں اور پیٹ کا بچہ چوں

پینا جو عاشق بھی خون پکارتا ہے



لے من پشیمانم میں اپنے مہرب  
 صبر جہاں سے بھاگ جالے پر  
 شرمندہ ہوں گرجے کہہ دو  
 کہ میرے اوپر اپنا غصہ اتارے  
 گاؤں میں ہمیں چھوڑ گئے گا  
 خواب خوب عید قربان میں تو رہا  
 ہونے لگے ہوتا ہے گاؤں میں  
 قرآن پاک کے اس متعلک طرف  
 اٹھائے کہہ سننے نے ایک گائے  
 ذبح کر کے اسکو کھد متقل پر  
 لانا اور متقل زندہ ہو گیا تھا  
 زبانی سے مرنے کو موت نہ سمجھو  
 تو مرنے کی زندگی ہے مجھ کو  
 طرح میں متقل ہو کر ہر مہربان کی  
 حیات کا سبب ہوں گا۔ (آخر قہر)  
 قرآن میں ہو۔ نقلنا (آخر قہر) چاہئے  
 یعنی ہم نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ  
 متقل کس گائے کے بغیر سے لے  
 لے گا تو اس اب وہ مہربان  
 ہو کر ہم کو جو زندہ لگے کے ہے  
 مہربان کے اندر زندہ تو رہا رہی  
 نظری میں جو اس کے درمیان  
 محسوس ہیں نہ تو جو مانگی از مہربان  
 مہربان کے فیضات بنا کر اسکا فانی  
 ہر نجات کیا ہے اور بھلا ہے کہ  
 فانی کی فانی ہے گہرا غریب ہے  
 الہی جسم کے فیضیت یہ ہر کی  
 رمانت اس طرح ہوتی ہو کائنات  
 بنی خدا جلاوت کامل کرتی ہے  
 تو وہ اجزاء بنی جلاوت چھوڑ کر بنات  
 اختیار کرتے ہیں ہر جہاں بنی خدا  
 بنات کامل کرتا ہے تو وہ اجزاء  
 بنات اپنی ناسیت چھوڑ کر بنات  
 اختیار کرتے ہیں ہر انسان بنی خدا  
 اجزاء بنی سے مائل کرتا ہے وہ  
 اجزاء بنی بنی جلاوت چھوڑ کر  
 جلاوت بنی بنات ہیں۔  
 لے متقل کر جب انسان مہربان

شب ہی خوشم در آتش پھوڑ گئی  
 میں رات کا گائے کی طرح جوش اٹا ہوں  
 من پشیمانم کہ مکر ایچ ختم  
 میں شرمندہ ہوں کہ میں نے مکر پر کیا کیا  
 گو براں بر جانم ختم ختم خوش  
 کہہ دے، میری نیت جان پر اپنا عقد جاری کر دے  
 گاؤں خرید و گر چہ خور د  
 گائے اگر سوتی ہے اور اگر کوئی چیز کھاتی ہے  
 گاؤں موسیٰ داں مرا جان دادہ  
 مجھے (حضرت موسیٰ کی گائے) کہ جس نے جان عطا کی  
 گاؤں موسیٰ بود قربان کشتہ  
 (حضرت موسیٰ کی گائے) قربان شدہ تھی  
 بر خمید آں کشتہ زائیش زجا  
 اس کی چوٹ سے مڑو جس سے اٹھ گیا  
 یا کو آئی اذبحوا هذا البقر  
 اے میرے بزرگوار! اس گائے کو ذبح کر دو  
 از جمادی مردم و نامی شدم  
 میں جمادیت سے مرا اور آدمی بن گیا  
 مردم از حیوانی و آدم شدم  
 میں حیوانیت سے مرا اور آدمی بن گیا  
 حملہ دیگر بمیرم از بشر  
 دوسری مرتبہ میں بشریت سے بنا ہو جاؤں گا  
 وز ملک ہم بایدم جستن ز جو  
 فرشتے سے بھی مجھے نہر کہ کو دنا چاہئے  
 بار دیگر از ملک قربان شوم  
 دوسری مرتبہ ملکیت سے میں قربان ہوں گا

روز تاشب خوں خورم مانند گئی  
 دن سے رات تک ریت کی طرح خون پیتا ہوں  
 از مراد و خشم او بگریختم  
 میں نے اس کے غصہ اور مقصد سے گریز کیا  
 عید قربان اوست عاشق کا پیش  
 وہ عید قربان ہے، اور عاشق ہمیں ہے  
 بہر عید و ذبح اومی پرورد  
 عید اور ذبح کے لئے وہ پروردگار باقی ہے  
 بجز و جزوم حشر ہر آزادہ  
 میرا جزو جزو ہر آزاد کا حشر ہے  
 کمتریں جزو ش حیات کشتہ  
 اس کا معمولی جزو متقل کی زندگی تھی  
 در خطاب اضیو بوا بعضہا  
 اس کو اس کے بعض سے اور اس کے حکم کے مطابق  
 ان اردتم حشر اذاج النظر  
 اگر تم نظری دووں کی زندگی چاہتے ہو  
 وز نما مردم بجواں سرزد  
 اور نہایت سے غرا، حیوان بن گیا  
 پس چترم کے زمردن کم شدم  
 تو میں کیا ذروں میں مرنے سے کب گناہ  
 تا بر آرم از ملائک بال و پر  
 تاکہ فرشتوں میں ہو کر بال و پر نکالوں  
 کل شئیء ہالک الا وجهہ  
 (کیونکہ) ہر شئی کی ذات کے ہر چیز فنا ہو جائیگی  
 آنچه اندر دم ناید آں شوم  
 وہ جو عقل میں نہیں آسکتا وہ ہو جاؤں گا



پس عدم گرم عدم چوں ارغنون

بہر عدم ہن جاوے ، عدم ارغنون (ہائے) کی طرح

مرگ راں آں کاتفاق اُمت است

موت کو سمجھ لے مگر تمام لوگوں کا اتفاق ہے

ہیچو نیلوفر و زیں طرف جو

نیلوفر کی طرح اس نہر کے کنارے پر آگ جا

مرگ او اُبت او جوئے آب

اس کی موت پانی ہے اور بھائی کا جہاں ہے

اے فشرہ عاشق نمکیں مند

اے بیٹے ہوئے ندے ولہ شہرے چڑھائی

سوئے تنغ عشقش استگ راں

اے لڑکھائے باغِ دولت! اس کے عشق کی تھوڑی کجانی

جوئے دیدی کوزہ اندر جو ریز

ترے نہر دیکھو!، پس نہر نہیں بہا دے

آب کوزہ چوں در آب جو شود

پیلے کا پانی بب نہر کے پانی میں مل جاتا ہے

وصف او فانی شود و اُش بقا

اس کا وصف فانی اور اس کی ذات باقی بجاتی ہے

گویدم کہ انا الیہ راجعون

مجھے کہتا ہے کہ ہم سب اسی طرف لوٹنے والے ہیں

کاب حیوانی نہاں رطلست

کر آپ حیات، تاریکی میں پلٹ سیدہ ہے

ہیچو مستقی حریص آب جو

استغفار کے درمیان کی طرح پانی کا حریص کاش کزیرا

می خور و واللہ اعلم بالصواب

اس کو پیتا ہے اور اللہ زیادہ بہتر جانتے والا ہے

کو زیم جان زجاں می زد

کدوہ جان کے درد سے مجھ سے بھگتا ہے

صدہزاراں جان نگر دستک زنا

لاکھوں جانوں کو تباہ کیا، بسا تاہم دریکہ

آب را از جوئے کے باشد گزیر

پانی نہیں سے کب گزیر کرتا ہے؟

محو گرد در فے و چوں او شود

میں میں فنا ہو جا کر ہے اور اس جیسا ہوا ہے

زین پس نے کم شود نے بدلقا

اُن کے بعد نہ رہا گفتا ہے، اور بد صورت بنتا ہے

رسیدن آں عاشق بمعشوق چوں دست اِلہاں شبت

ماہق کا معشوق کے پاس پہنچنا جبکہ آں نے جاں سے اُتار دھوئے

خویش را بفرغل او آویختم

میں نے اپنے آپ کو اُس کے گھوڑے کے دھت پر لٹکا دیا

ہیچو گوئے سجدہ کن بر زئے و سر

سزاور چہرے کے بل سجدہ کرتا ہر گیند کی طرح

بر رُخ چوں عفران اشک راں

زعفرانی چہرے پر آنسو بہتا ہوا

عذر آں را کہ از و بگریختم

اس معذرت میں کہ میں اس سے بھاگا تھا

جانب آں صدر شد با چشم تر

بزرگ آنکھوں کی تھیں صدر رہا، کی طرح واہ ہوا

رفت آں بیدل سو صدر جہاں

وہ بیدل، صدر جہاں کی جانب چلا

لہ ارغنون، ایک باہر کا نام

ہے جس کا مرجع غلاطون ہے

مرگ، موت کو کہتے ہیں تارکی کے

ہے جس کو مرد کے آپ جیت

حاصل ہوتا ہے، نیلوفر کھاس

دریا کے کنارے پر پیدا ہوتی

ہے اور وہ پانی کی بہت خوش

ہوتی ہے، مرگ اور استغفار

کا مرعض پانی کا مرعض ہوتا

ہے اور وہی پانی اس کی موت

کا سبب بنتا ہے، لے خیر

اے عاشق تو عشق کا دعویٰ

کرتا ہے اور میر جان کے درد

مجبور سے بھاگتا ہے نہیں

دیکھتا کہ لاکھوں عاشقوں کی

جانیں خوشی میں اس کی تیغ

عشق کے سامنے تباہ ہوا

رہا ہیں اور نے کی خفا میں

لے جوئے، جب دریائے

اُمدیت نظر آجائے اپنے غلو

حیات کو اس میں ڈال دے تو

اس کا اپنا شخص ختم ہو جاتا

اور وہ باقی بقا حق ہو جاتا

پھر اُس میں نہ کی ان کی زکوٰۃ

پیدا ہوگا۔

تلف برنیل چو کہ میں اس

سے بھاگا تھا اب کے قدر

قرآن ہر ماں کو، ہیچو گیند

کی طرح گڑھ کا ہوا رہتا ہوا

صدر جہاں کی جانب روانہ

ہوا زعفران، عفران میں اس

کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا



اے ہم کفن یعنی مرنے کی  
پوری تیاری کر لی تھی عزت  
ہو۔ یعنی سر اُٹھا ہے ہوئے  
بخش، یعنی صدر جہاں اس  
کو کس قسم کی سزا ہے۔

اے زنا اب اس کو ایسی  
سزا ملے گی جزا کسی بخت  
کو دینا ہے۔ پتھر تماشائی  
یہ کہہ رہے تھے کہ یہ اتنی ہی  
پرہیز کی طرح نادر کو رکھا۔  
لے دیکھ لیکن ان کا یہ سمجھنا  
غلط تھا شمع عشق کو معمولی  
شمع سمجھ رہے تھے جس کی نذر  
نور نظر آتی ہے۔ معمولی شمع پر  
قربان ہونے سے سوزش  
پیدا ہوتی ہے اس شمع پر  
قربان ہونا مجسمہ خوشی ہے۔  
مسجد مسجد کے واقعہ سے  
مولانا سمجھاتے ہیں کہ عمام  
جس چیز کو ہلاکت کا سبب  
سمجھتے ہیں وہ کامیابیوں کا  
سبب ہوتی ہے۔

لے آئے۔ یہ دہی خیر ہے  
جس کی طرف سبب ہو کر امام  
نور الدین راوی کہلاتے ہیں۔  
تیمیم یعنی جو بھی سوتا اس کے  
پچھے تیمیم ہو جاتے۔ آخر ان  
صبح استادوں کی موت ہے۔  
خوشن منشا طلب کو نصیحت  
ہے کہ اس کہانی سے عبرت  
مائل کر لے صبح قیامت نزدیک  
ہے غلاب غفلت سے بیدار ہو جاؤ  
مختصر۔ یعنی بد مزاجی پران تکلیف  
دیکر ڈالتی ہیں۔

ہم کفن ہم تیغ اندر دستاؤ

کفن بھی، اور تلوار بھی اس کے ہاتھ میں

جملہ خلقاں منتظر سر در ہوا

تمام لوگ سروں کو ابد کے ہوئے خطرے

ایں زماں میں احمق کی نخت را

اب اس پرے امن کے ساتھ

ہمچو پروانہ شرر را نورید

اس نے پروانے کی طرح چمکاریں کو نور سے

لیک شمع عشق چوں آں شمعیت

تسکین عشق کی شمع، اس شمع کی طرح نہیں ہے

او لعکس شمعہائے آتشی ست

وہ آگ کی شمعوں کے بالعکس ہے

چونکہ لبود او عاشق و سرست او

کیونکہ وہ اس کا عاشق اور متلا تھا

کش بسوز دیا براو یزد و را

کہہ اس کو جلاتے گا یا اس کو بھانسی دیگا

آں نماید کہ زماں بد بخت را

وہ درجہاں وہ کرے گا جزا کسی بد بخت کو

احقمانہ درفت ادا زجان بد

بے وقوفوں کی طرح گرا (اور جان نکھو دی

روشن اندر روشن اندر رویت

روشن، در روشن، در روشن ہے

می نماید آتش و جملہ خوشی ست

آگ نظر آتی ہے اور سزا پا خوشی ہے

صفت کردن آں مسجد کہ مہان کش بود و آں عشق مرگ

اس مسجد کی بات جو مہان کر مار ڈالتی تھی اور اس لا پیردا، موت

جئے لا ابالی کہ در آں مسجد مہان شد

کی جستجو کرنے والے مہان کا بیان

مسجد بے بدبر کنار شہر زئے

وہ شہر کے کنارے بدبر ایک مسجد تھی

کہ نہ فرزندش شئے آں شبتیم

اس رات میں اس کے بچے تیمیم نہ ہو جاتے

صبحم چوں اختر آں در کورفت

صبح ہوتے وہ ستاروں کی طرح قبر میں چلا گیا

صبح آمد خواب را کوتاہ کن

صبح ہو گئی نیند کو مختصر کر

اندر و مہاں کشاں با تیغ کند

اس میں مہان کو کند تلوار سے مار ڈالنے والی

یک حکایت گوش کن اے نیکے

اے نیک نصیحت! ایک فقیر مشن

بیچکس در و نختہ شب بیم

کوئی شخص رات کو اس میں سوتا، کوڑی کو

ہر کہ در وئے بخیر چوں کورفت

جو بے جوابدہ کی طرح اس میں چلا گیا

خوشتن را نیک ازیر گاہ کن

اے آپ کو اس سے اچھی طرح باخبر کرے

ہر کہ گفتے کہ پر یانند تند

ہر شخص کہتا کہ بد مزاج بریاں ہیں



اَس دگر گفتے کہ سحرست و طلسم  
کوئی کہتا کہ جادو اور طلسم ہے

اَس دگر گفتے کہ بزنہ نقش فاش

دوسرا کہتا کہ کھلا اعلان لگا دے

شب تحب اینجا اگر جاں باید

اگر تو جان بچانی چاہتا ہے یہاں رات کو نہ سنا

واں یکے گفتے کہ شب قفلے نہید

ایک کہتا کہ رات کو تالا لگا دو

کہ رخصد باشد عذوق جان و جسم

جو جان اور جسم کے دشمن کی طرح گعات ہیں

بر درش کای میہاں اینجا پیش

اُسکے دروازے پر کہ لے مہاں یہاں نہ ٹھہر

ورنہ مرگ اینجا کیس بکشايد

ورنہ اس جگہ موت تجھ پر گعات لگائے گی

غافلے کا ید شمارہ کم دہید

کوئی انجان آئے تو تم داخل نہ ہونے دو

### آمدن مہان در اں مسجد

ایک مہاں کا مسجد میں آنا

کو شنیدہ بود اں صیت عجب

جس نے وہ عجیب شہرت سنی تھی

زانکہ بس مردانہ و جانباز بود

کیونکہ وہ بہت بہادر اور جاں باز تھا

رفتہ گیر از گنج جاں یک جبہ

فرمان کرے خواندے کے ایک جبہ ضائع ہو گیا

نقش کم ناید چو من با یستم

صورت کی کہ نہ ہوگی جب میں باقی ہوں

نفع حق باشم زنائے تن جدا

میں اللہ تعالیٰ کی پورا ایک ہو گا بدن کی باہر سے

تار ہداں گوہر از تنگیں صد

مشقی کوہ جبر تنگ سب سے رہاں پاؤں

صادقہم جاں را برا فاشا تم برس

میں سچا ہوں اس فرمان پر جان نثار کروں تھا

تا یکے مہاں در آمد وقت شب

تھی کہ ایک مہاں رات کو آ گیا

از برائے آزمون می آزمود

استحسان کے لئے وہ آزما رہا تھا

گفت کم گیرم سروا شکنبہ

میں نے کہا میں سر اور سہ کو کب بچتا ہوں

صورت تن کو برو من کیستم

جسم کی صورت کو کہہ دے چل جائے اور من کو

چوں نفخت بودم از لطف خدا

جب میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے نفخت تھا

تا نیفتد بانگ نقش ایں طرف

جنگ کہ اس کے شور کی آواز اس طرف نہ لگے

چوں تمنوا الموت گفت اے قس

جبکہ میں نے فرمایا ہے موت کی تمنا کر لے بچو!

ملا مت اہل مسجد مہاں عاشق از شب خفتن در آنجا و تہد کردن

مسجد والوں کا عاشق کو رات میں اُس جگہ پر سونے میں ملاست کرنا اور ڈرانا

لے سحر۔ کوئی کہتا مسجدیں

کوئی جادو ہے جوار دانا جو۔

گفت۔ یعنی مسجد کے ستون

کو کہتا کہ اس مسجد پر سات کو

سولے کی ممانعت کا اعلان

لگا دے۔ وہاں یکے کسی کی

یہ رائے ہوتی کہ مسجد پر تالا

ڈال دو حیرت۔ شہرت۔

گفت۔ اُس مہاں نے دل

میں یہ سوچا کہ اگر مجھ کی تو

صرف اتنا نقصان ہے جیسا

کہ خواہز میں سے ایک جہ ضائع

ہو جائے انسان کا جسم مجھ

میں بمنزل جتہ کے ہے۔

لے صورت۔ اگر جس جگہ

میں جو جائیگا تو کیا مضائقہ

اصل تو روح ہے جو باقی ہوگی۔

نفع۔ قرآن میں فرمایا گیا

ہے و النفع فیتہ من لک

یعنی آدم میں جس نے یہی صوغ

پھونکے ہی تو اگر جسم فنا ہی

ہو گیا تو اللہ کی پوزک باقی

رہی۔ تا بقدر یعنی میں ہم

سے جدا ہو کہ صرف نفع حق

رہوں گا جب تک کہ اس

کے صود کا نفع اس عالم میں

نہائے گا جب نفع صود ہوگا

تب پھر نفع حق میرے

نمائے تن سے وابستہ ہو جائیگا۔

تار ہداں یعنی حق کو تن سے

اسنے جدا کرنا چاہتا ہوں

کیونکہ اس کو سر نفع حق کیلئے

یہ صوب جسم تنگ ہے

لے جوت۔ قرآن پاک میں ہو

تو خطاب کر کے فرمایا ایا نفختوا

الموت ان کلمۃ صا قین

تم موت کی تمنا کرو اگر سچے ہو

یہود و مکہ و عس میں جوئے تے



۱۰ کتب کا فخر  
کے ساتھ کھلی ہوئی شیشی  
جمع ہے عقل۔

۱۱ ہلاں۔ جہن میں ایک  
پہاڑ ہے جس میں ایک  
ٹھاس لگتی ہے جو قاتل  
زہر ہے پھر ہلاں مطلقاً  
قاتل زہر اور قاتل کے معنی  
میں آنے لگا ہے۔ اچھا رہا۔  
یعنی اس مسجد میں سونے  
والے کا مرنا۔ القیصر معلوم  
مکمل۔ خیانت۔ دوا۔ دقت۔  
واو۔ انصاف

۱۲ بدتم۔ ندامت۔ بھل  
مست، بے جس بزرگ۔  
ساز و سامان۔ چول نقدی۔  
ازیں ہیں۔ یعنی دنیا طلبی۔

۱۳ بے خبر نہیں ہوں ہوشی میں کیونکہ

۱۴ بے خبر نہیں ہوں ہوشی میں کیونکہ

قوم گفتندش کہیں اینجا محسب

لوگوں نے اس سے کہا خبردار یہاں رسوا

کہ غریبی و نمیدانی تو حال

اسلئے کہ تو مسافر ہے اور قریبات نہیں جانتا

اتفاقے نیست این ما بار بار

اتفاقا نہیں ہے، یہ ہم نے بہت سی مرتبہ

ہر کہ آں مسجد فتنے مسکن شدش

وہ مسجد جس کا ایک رات مسکن بنی ہے

ازیکے تا یا نصیدیں را دیدہ ام

ایک سے پانچ سو تک ہم نے یہ دیکھا ہے

گفت الدین النبی صلی اللہ علیہ وسلم

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دین خیر خواہی ہے مولا

این نصیحت راستی در دوستی

یہ خیر خواہی دوستی میں سچائی ہے

لے خیانت این نصیحت و داد

یہ نصیحت بغیر خیانت کے دوستی کی وجہ سے

تا نکوبد جانتانت ہمچو کسب

تا کہ جان نکالنے والا تجھے کھل کی طرح نہ کڑے

کاندریں جاہر کہ خفت آمد و ال

کہ اس جگہ جو سہا ہے (اس پر) زوال آیا ہے

دیدہ ایم و جملہ اصحاب نے

دیکھا ہے، اور سب عقلمندوں نے

نیم شب مرگ ہلاں آمدش

اس کو آدمی رات میں قاتل موت آئی ہے

نے بہ تقلید از کسے بشنیدہ ام

کہ تقلید ہم نے کسی سے سنا ہے

آں نصیحت در لغت خبر غلط

خیر خواہی نصیحت میں خیانت کی ضد ہے

در غلوئی خائن و سنگ پوستی

خود غرضی میں خیانت اور کشتا پن ہے

می نہایت مکر و از عقل و داد

ہم تجھے کہہ رہے ہیں عقل اور انصاف کے دو گروائی نہ کر

جواب گفتن عاشق نا صحاں و ملامت گویاں را

عاشق کا نصیحت کرنے والوں اور ملامت گروں کو جواب دینا

از جہان زندگی سیر آدم

زندگی کے دنیا سے بیت ہر جگہ ہوں

عافیت کم جوئے از منبل براہ

بے جس آدمی سے راہ (زندگی) میں مافیست کی

منبلے ام لا ابالی مرگ جو

میں بے جس ہوں جلا پرانا مرگ تاش کر نہ لاہو

عاشقم بر زخمہا بر می تنم

میں عاشق ہوں زخموں کے جگر کاشت ہوں

گفت اولے نا صحاں من کے بندم

اس نے کہا بے نصیحت کرنے والو! میں اپنے کسی بندے

منبلے ام زخم جو و زخم خواہ

میں بے جس زخم کو تھلاؤں کر نہ لاؤں اور زخم کا خواہمند

منبلے نے کوئو و خود برگ جو

میں وہ بے جس نہیں ہوں جو سامان کا رخ کرے

منبلے بے زخم نا ساید تنم

میں بے جس ہوں کہ زخم کا رخ کرے میرا جسم کو ہم نہیں تارے



اُس نہ کو برہم دکانے برزند

نہ وہ کہ جو ہر دکان پر مارا بارا پھرسے

مرگ شیریں گشت و قلم زیں سرا

اِس پر لائے غفل ہو گا دوست میرے لئے شیریں ہوئی ہے

اُن قفص کو ہست عین باغ در

وہ پنجرہ جو عین باغ میں ہے

جو حق مرغ اُز بڑوں گر قفص

پر بندوں کا جھنڈ باہر پنجرے کے چاروں طرف

مرغ را اندر قفص ز اُس سبزہ زار

پنجرے کے اندر پرند کے لئے سبزہ زار کو چھ

سُز ہر سُورِخ پیروں می کند

وہ ہر سُورِخ سے سُز باہر نکالتا ہے

چوں دل جانش چنیں پیروں بود

جیسا اُس کا دل اوجھاں بطرح باہر کی خانی ہو

نہ چنیاں مرغ قفص در اندھاں

وہ پنجرے کے اُس پرند کی طرح نہیں ہے جو غلوں میں

کے بود اور ادریں خوف و حزن

اُس کو اِس دُور اور رنج میں کب ہوگی؟

اُوں ہی خواہد گزیر ناخوش قفص

وہ چاہے گا کہ اِس ناخوار زنجیل کی بجائے

بل جہد از کون و کانے برزند

بلکہ دنیا کو دھکے دے اور کان پر پہنچ جائے

چوں قفص ہشتن پریدن مرغ را

جیسا کہ پرند کے لئے پنجرہ چھوڑنا اور اُڑ جانا

مرغ می بیند گلستان و شجر

پرند باغ اور درخت دیکھ رہا ہے

خوش می خواند ز آزادی قفص

آزادی کے حقے خوشی سے پٹھ رہے ہیں

نہ خوش ماندست صبر و قرار

نہ بھوک رہی اور نہ صبر و قرار (رہا)

تا بود کایں بند از یاب بر کند

کہ شاید اُس شیریں کو پاؤں سے نکال دے

اُن قفص را در کشانی چوں بود

اُس پنجرے کا دروازہ کھلے گا جیسا ہوگا؟

گر دگر گردش بخلہ گر بگاہ

(اور) اُس کے ارد گرد بٹیاں ملنے لگیں ہوں

آرزوئے از قفص پیر شدن

پنجرے سے باہر نکلنے کی آرزو

صد قفص باشد بگر و ایں قفص

اُس پنجرے کے چاروں طرف تلو پنجرے ہوں

بیان آنکہ عشق جالینوس بریں جیات دنیا بود کہ فن او

اُس کا بیان کہ جالینوس کا عشق اِس دنیاوی زندگی و اِس رعب سے

ہم اینجا بکار می آید و مہرے نور زیدہ است کہ در آن بازار

جہاں کہ اِس کا فن اِس جگہ ہم آتا تھا ادا کرنے وہ مہرہ اختیار کیا تھا

بکار آید آنجا خود را بعلوم یکساں می بیند و الامر کو مہذب اللہ

جہاں بازار میں کام آئے وہاں وہ اپنے آپ کو علم کے برابر سمجھتا تھا اور کرم اُس دن خدا

لہ ۲۷ یعنی معرفت  
خداوندی کی کان بکھری  
اِس دنیا سے منتقل ہوتا۔  
چوں قفص یعنی جس طرح  
سے پرند کو پنجرہ چھوڑ کے  
اُڑ جانا شیریں ہوتا ہے۔ باغ  
در یعنی در باغ۔

۲۸ قفص یعنی قفس کی جمع  
ہے۔ لئے خوش پرند کو  
پنجرے میں نہ دانا چھوڑتا  
ہے اور نہ اُس کو صبر و قرار  
ہوتا ہے چوں جب پرند  
کا یہ حال ہو تو پنجرے کا  
دروازہ کھلنے سے اُس کو  
کس قدر خوش ہوگی۔

۲۹ لہ ۲۸ جہاں۔ البتہ وہ  
پرند جو پنجرے کے چاروں  
طرف بٹیاں دیکھے تو وہ شک  
پنجرے ہی میں بند رہنا پسند  
کرے گا جھق۔ فارگون  
کے ساتھ زنجیل و جھولہ فرود  
شہری کی وجہ سے فار پرند  
دے دیا گیا ہے۔ جالینوس۔

۳۰ برون کا مشہور حکیم ہے چونکہ وہ  
معضل قوم قلیہ سے واقف  
تھا اور آخرت کا اُس کو  
کوئی ظلم نہ تھا نہ وہ دنیا میں  
جینے کا مصلحتی تھا۔



آپنخاں کہ گفت جالینوس راؤ

جیسا کہ حکیم جالینوس نے کہا

راضیم کز من بماند نیم جاں

کرم میں راضی ہوں اگر آدمی جان بچا رہے

گر بہ می بیند بگرد خود قطار

قطار میں اپنے چاروں طرف بٹیاں دیکھتا ہے

یا عدم دیدست غیر ایں جاں

یا اس نے اس جہان کے علاوہ کو معلوم نہیں کیا

چوں چنین کش میکشد یوں کرم

جیسا کہ پیٹ کا بچہ کہ اسکو کرم (غداؤں کی) باہر کھینچتا ہے

لطف روش سوئے مصدر میکند

مہربانی اس کا شمع بجھنے کی بجائے طوفان کرتی ہے

کہ اگر بیرون ہم زیں شہر گام

کرم میں اگر اس شہر سے قدم باہر رکھو تو

یاد رہے بوفے دریں شہر وحم

یا اس گندے شہر میں کھڑکی ہوتی

یا چو چشم سوز نے را ہم بندے

یا سوز کے ٹکڑے کی برابر میرے لئے رشتہ ہوتا

آپنچیں ہم غافل ست از عالم

وہ بھی دنیا سے اسی طرح غافل ہے

اوند اند کو رطوبتے کہ بہت

وہ نہیں سمجھتا کہ وہ رطوبتیں جو ہیں

آپنخاں کہ چار عنصر در جہاں

جس طرح سے دنیا میں چاروں عنصر

آبے دانہ در قفس گریافتہ است

اگر بھرے میں پانی اور دانہ موجود ہے

از مولے ایں جہاں و از مراد

اس دنیا کی محبت اور مراد میں

کز کون آشرے بنیم جہاں

مگر بھرتی کی دوسری دنیا کو دیکھوں

مغش اس گشتہ بود دست مٹا

اس کا پرند (درد) پر ہڈانے سے اس پر گیا ہے

در عدم ناویدہ او خشر نہاں

اس نے عدم میں چھپا ہوا خشر نہیں دیکھا ہے

می گریزد او پس سوئے شکم

وہ پیٹ کی جانب پیچے کر بھاگتا ہے

او مقرر رشتہ ماوری کند

وہ اس کی کمر میں بٹکانا بنا ہے

لے عجب دیگر نہ بنیم ایں مقام

اے عجب! پھر یہ جگہ نہ دیکھوں گا

کہ نظارہ کردے اندر رحم

کرم میں رحم میں سے نظارہ کرنا

کز بیرون رحم ویدہ شدے

کرم کے باہر کی چیز دیکھ لی جاتی

ہیچو جالینوس اونا محرمے

وہ جالینوس کی طرح نادان ہے

آں مدد از عالم بیرونی است

وہ بیرونی دنیا کی مدد سے ہیں

صد مدد وار در شہر لامکان

لامکان کے شہر سے سینکڑوں مددیں پاتے ہیں

آں ز باغ و عرصہ در تافتہ است

وہ باغ اور میدان سے رونما ہے

۱۔ ناد عقلند ہوتا۔

خواہش، محبت، کون کون

بین نہیں مقام، آتش، یوں

منکار، اڑنے کی جگہ اڑان۔

۲۔ چنین، اس کے پیٹ

کا بچہ پیچس، واپس، بھٹکے

بھٹکے کی جگہ، بھٹکے، قیام گا۔

گام۔ قدم، دکھ، ناموافق

مقام، چشم سوزن، سوئیں

کا ٹکڑا۔

۳۔ محرم، نادان، وار۔

رطوبات، یعنی پیٹ کے پچے

کی غذا جو رطوبتیں ہیں وہ

ان کی ان غذاؤں سے حاصل

ہوتی ہیں جو باہر سے آئے

حاصل ہوتی ہیں، لامکان۔

عالم، اسفار، عالم ملکوت۔



جاں نہائے انبیار بیند باغ

انبیاء کی جانبیں باغ کو دیکھتی ہیں

پس ز جالینوس و عالم فارغند

اس لئے وہ جالینوس اور دنیا سے بے نیاز ہیں

ور ز جالینوس اس گفت افریت

اگر یہ بات جالینوس پر بہت ان ہے

اس جواب نکس مد کا پس گفت

پھر یہ اس کیلئے جواب ہے جس نے یہ کہا ہے

مرغ جانش موش شد سوراخ خو

انگلی جان کا پرند سوراخ ڈھونڈنے والا چرمان گیا

زاں سب جانش وطن دید قرار

اس لئے اس کی جان نے وطن اور ملک کا تو کیا

ہمدریں سوراخ بنائی گرفت

اسی سوراخ میں اس نے تعمیر سازی کی

پیشہائے کمر اورا در مزید

وہ پیشے جو اس کے لئے افسانے ہیں

زانکہ دل بر کند از پیر و ل شدن

کیونکہ اس نے باہر بھگنے سے دل پھیر لیا

عنکبوت ارطبع عتقاداشتے

کرمی، اگر عتقاد کا مزاج رکھتی

گر بہ کردہ چنگ خود اندر قفص

رہتی نے اپنا پنہ پنجرے میں ڈال دیا

حصہ و قونج و مایخولیا

پیچسک، اور قونج، اور مایخولیا

زیں قفص در وقت نقلان فراغ

اس پنجرے سے منتقل اور فراغ ہو گئے وقت

ہمچو ماہ اندر فلک ہا باز غ اند

وہ چاند کی طرح آسمانوں پر روشن ہیں

پس جواب کم بہر جالینوس نیت

تو میرا جواب جالینوس کے لئے نہیں ہے

کہ بودش دلے بانور حفت

کیونکہ اس کا دل نور کا ساتھی نہیں ہے

چوں شنید از گریگاں او عرجوا

جب اس نے یونوں سے گمراہ سنا

اندریں سوراخ دنیا موش وار

چرے کی طرح اس دنیا کے سوراخ میں

در خور سوراخ و اتائی گرفت

سوراخ کے مناسب عقل اختیار کی

اندریں سوراخ کار آید گزید

اس سوراخ میں کام آئیں اس نے اختیار کیے

بستہ شد راہ رہیدن از بدن

داور بدن سے حجاب کا راستہ بند ہو گیا ہے

از لعل بے خیمہ کے افراشتے

لقاب سے خیمہ کب ملبند ہو گئی؟

نام چنگش صرع و سرسام و مقص

اس کے بنبہ کا نام ہر گ سرسام اور بھیش ہے

سکتہ و سڈہ و جذام و ماشرا

سکتہ اور سڈہ، اور کوڑھ، اور مٹھ کا روہ ہے

آنتوں کا درد و سڈہ بیٹھ جانے سے ہوتا ہے۔ مایخولیا۔ دیوانگی کی ایک قسم ہے۔ سکتہ۔ دماغی مرض ہے جس میں مریض بالکل مردے کی طرح ہوتا ہے۔ سڈہ۔ آنتوں میں کسی چیز کا جم جانا بخلاص سکتہ۔ ماشرا۔ چہرے کا درد جو خون کے حشر کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

لے جاں نہائے۔ انبیاء اور

اولیاء دنیا میں رہتے ہوئے

آخرت کے باغ کی سیر

کر لیتے ہیں تو وہ جالینوس کی

خواہش اور عالم سے بے نیاز

اور فراغ اقبال ہیں۔ آخرت

یعنی جوابات میں نے جالینوس

کی نقل کی ہے اگر وہ جھوٹ

ہے تو میرا کلام جالینوس کے

لئے نہیں ہے بلکہ اس کے جو

جواس عقیدے کا ہے اور

اس کا دل نور سے متور نہیں

ہے۔

لے مرغ جانش جبکہ دل

میں نور نہیں ہے وہ ایسا چرمان

ہے جس نے یونوں کی آواز

سن لی ہو اور بھٹ کی مٹی

کرے۔ ناناں۔ اسی سے وہ

اس دنیا کو بند کر رہا ہے جو

چرے کے بھٹ کی طرح ہے۔

ہمدریں۔ وہ اس دنیا میں

دنیا کے پھر سیکھے برادر دنیا

کو سنوارنے پر اکتفا کر رہا ہے۔

پیشہائے۔ وہ وہی پیشے

اعتبار کرتا ہے جو اس کی دنیا

بنائیں۔ تراک۔ چونکہ اس کو

عالم آخرت کی طرف رغبت

نہیں ہے۔

سکتہ و سڈہ۔ اس کی مثال

کرمی کی سی ہے جو اپنے لئے

ایک کڑواہٹ مٹتی ہے۔ گردہ۔

موت اپنے پنجے بصورت

امراض اس سے وابستہ کرتی

ہے۔ صرع۔ ہر گ۔ سرسام۔

دو مرض ہیں جن میں دماغ

پرورد آجاتا ہے اور مریض

بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ مقص۔

بھیش۔ عجب۔ کھرا۔ قونج۔



لے کرتے موت پتی ہے

اور یہ امراض ملنے پتے ہیں۔

مرگ موت فیصلہ کرتی ہے۔

درجہ دہریہ بیماری کی نوعیت

پر فیصلہ جوتا ہے۔ پتا ہے۔

موت امراض کے ذریعہ پتی

طرف بٹاتی ہے۔ مگر گواہ۔

عدالت، حکم، جلتے۔ تو روا

کرنے کے لئے مہلت چاہتا

ہے اگر مرض نے مہلت

دی رہی تو روا کے ذریعہ پتے

کی کوشش کرتا ہے ادا کر

اس نے مہلت نہ دی تو روا

خود موت کے سپرد کر دیتا ہے

تیز زمین اٹھا اور موت کی

جانب چل کر ڈلی۔ مرض کی

وجہ سے جو تیرے بدن کو نقصان

پہنچا ہے تو روا کے ذریعہ پتے

دورست کرنا چاہتا ہے۔

لے عاقبت۔ انجام ہر مرض

کا پتا ہے آگیا اور پھر مہلت

نہ ملے گا۔ خداوند مہلت دیتا ہے

کہ اس دربار میں مہلت کی

لے قبل از موت چاہی گئی

جائے مہلت۔ زمین خواہشات

نفسانی کی مہلت۔ باری۔

گھڑا اور کفر خواہشات کا

انہماک تو خداوند کی سے جدا

کر رہا ہے۔ کوکہ۔ یعنی مرض۔

مقتدر مرض کا مقصد تو

ہے۔

لے ناگہاں لیکن موت سے

فراہم نہیں ہے۔ تاہم زمین

موت۔ یعنی۔ اب دوبارہ

مسجد کے مہمان کا نقشہ شروع

کرتے ہیں۔ جلدی۔ بہاری۔

گردن میں ہو گئی اٹھنی گروی۔

گر بہ مرگ ست و مرض چنگال او

موت پتی ہے، اور مرض اس کا پنجہ ہے

گوشہ گوشہ می دو دسویے روا

روا کی جانب ادھر ادھر دوڑتا ہے

چوں پیادہ قاضی آمدیں گوا

یہ گواہ قاضی کے پیادے کی طرح آیا ہے

مہلتے خواہی تو از دے در گیر

تو بہانے کے لئے اس سے مہلت مانگتا ہے

جستین مہلت روا و چار با

مہلت طلب کرتا روا اور میریں ہیں

عاقبت آید صبلے خشم وار

بالآخر وہ کسی شمع کو غضبناک ہو کر آگیا ہے

عذر خود از شہ بخواہ اے پر چند

لے ماسد! بادشاہ سے عذر خواہی کرے

وانکہ در ظلمت براندبارگی

اور جو اندھیرے میں گھوڑا دوڑتا ہے

میگر نیز از گواہ و مقصدش

وہ گواہ اور اس کے مقصد سے بھاگتا ہے

ناگہاں گیرند اور اوار و زار

اسکو ڈیل اور عاجز بنا کر اچانک بکریچکے

زین گذر کن جانب آن شخص راں

اس کو چھوڑ اس شخص کی جانب چل

ملا مت کردن اہل مسجد مہمان

مسجد والوں کا مہمان کو رات میں مسجد میں سونے پر حلاوت کرنا

تا نگر دو جامہ و جانت گرو

تا کہ تیری جان اور کپڑے گردی نہ ہو جائیں

قوم گفتندش مکئن جلدی برو

لوگوں نے اس سے کہا بہاری نہ دکھانا چاہا

میزند بر مرغ و پرو بال او

جودہ پرند اور اس کے بال دیر پر بٹاتی ہے

مرگ چوں قاضی در تجوری گوا

موت قاضی کی طسوع ہے اور مرض گواہ ہے

کہ بھی خواند ترا تا حکم گوا

کہ وہ تجھے عدالت میں پتا ہے

گر پذیر شد و گرنہ گفت خیز

اگر اٹھے اسے یا تو وہ مہلت لی اور نہ دیکھا اٹھا

کہ زنی بر خرو تہ تن پار با

تا کہ تو رسم کے پیچڑوں کو بیوند رہے

چند باشد مہلت آخر شرم و

آخر مہلت کتنی ہوگی، ستم کر

پیش از انکہ انچنان روزے بند

اس سے قبل کہ ایسا دن آئے

بر کند زان نور دل یکبارگی

اس در سے یک نوبت دل کو بٹاتا ہے

کاں گوا سوتے قضا یا خواندش

کیونکہ وہ گواہ اس کو موت کی طرف بٹاتا ہے

کش کشاں تا پیش قاضی شرم و

شرمندگی کی حالت میں اس کو قاضی کے سامنے پہنچ

گو مسجد آداں شب مسجداں

جو اس رات کو مسجد میں مہمان بن کر آیا

ملا مت کردن اہل مسجد مہمان

مسجد والوں کا مہمان کو رات میں مسجد میں سونے پر حلاوت کرنا

تا نگر دو جامہ و جانت گرو

تا کہ تیری جان اور کپڑے گردی نہ ہو جائیں

قوم گفتندش مکئن جلدی برو

لوگوں نے اس سے کہا بہاری نہ دکھانا چاہا



اَلْزُورِ اَسَاں نَمَایِد نہ نگر

وہ گدے سے آسمان نظر آتا ہے، اچھی طرح دیکھ لے

بَس کُساں کا وِختِ خور از وِخت

بہت سے انسان ہیں جنہوں نے خور و خور میں اپنے آپ کو بھٹایا

پیشتر از واقعہ آساں بود

واقعہ سے پہلے آسان ہوتا ہے

چوں در آید اندرین کارزار

جب میدان جنگ میں آجاتا ہے

چون شیرِ ہیں منہ تو پائے پیش

جبکہ تو شیر نہیں ہے خبردار! آگے قدم نہ رکھ

ورز ابدالی وِشت شیر شد

اگر قابال ہیں سے ہے اور تیری بھر مشیر ہو گئی ہے

کیست ابدال آنکہ او مُبدل شود

اہل کون ہے؟ وہ جو تبدیل ہو جائے

لیک مُست شیر گیری وز کماں

لیکن تو نیم مست ہے، اور کمان سے

گفت حق ز اہل نفاقِ ناسد

اللہ (قلے) نے گمراہ منافقوں کے بیکس فرمایا

در میانِ ہمد گمردانہ اند

ایک دوسرے کے لئے بہادر ہیں

گفت سغیب سپہا غیب

غیب کے سپہ سالار، غیب میں رہنے فرمایا

وقتِ لافِ غر و مَستانِ کف ز نند

جہاد کی شہنشاہی وقتِ ستوں کی طرح سبز شکر ہے

وقتِ ذکرِ غر و شمشیرِ شس دراز

جہاد کے ذکر کے وقت اس کی تلوار سایہ کی طرح ہے

کہ باختر سخت باشد ز بگذر

کہ انجام کار، راستہ دشوار ہو گا

وقتِ بیجا پیچ دستاویزِ جُست

بے چسپیدگی کے وقت سہارا ڈھونڈنا

دردِ دلِ مردمِ خیالِ نیک و بد

انسانوں کے دل میں اچھے بُرے خیال کا خیال

آں زماں گرد و براں کس کارزار

اُس وقت اُس شخص پر کام دشوار ہو جاتا ہے

کاں اہلِ گرگِ جانِ تستیش

کیونکہ موت بھڑپا ہے اور تیری جان بھڑپا ہے

ایمن اگر مرگ تو سر زیر شد

مطلق ہو کر، کیونکہ تیری موت سرنگوں ہو گئی ہو

خمرش از تبدیلِ یزداں غل شود

اللہ (قلے) نے تبدیل کر دیا اسی غلاب پر کہ ہو گا

شیرِ پنداری تو خود را ہیں مراں

اپنے آپ کو شیر سمجھتا ہے، خبردار! آگے نہ بڑھ

بَا سَمِہُمْ مَا بَیْنَهُمْ بِأَسْ شَدِید

اُن کی بہادری آپس میں سخت بہادری ہے

در غمِ چوں عورتانِ خانہ اند

جہاد میں گھر کی عورتوں کی طرح ہیں

لَا تُبْجَعَاۃً یَا فُتٰی قَبْلَ اَلْحُرُوْبِ

اے نوجوان! لڑائیوں سے پہلے بہادری نہ بھینچ

وقتِ جوشِ جنگِ خوں کف می

جوش اور جنگ کے وقت جھگ کی طرح گرہ لگے ہیں

وقتِ کز و فرغِ تیغش چوں پیاز

کڑوے کے وقت اس کی تلوار سایہ کی طرح ہے

لے آں میں سب کا سب

بس کساں ناخبر بہارِ صیبت

میں پھنس کر بچنے کی تدبیر کرتا

ہے جہادِ موتی ہے جہادِ

صیبت کے آنے سے پہلے

اچھا بڑا سوچا جا سکتا ہے۔

چوں۔ ناخبر بہارِ صیبت میں

پھنس کر پریشان ہوتا ہے۔

چوں۔ زخیری موت بھڑپا ہے

اگر تو شیر سے ترس کا مقابلہ

کر سکتا ہے اگر تو بیڑ ہے تو

وہ بھاڑ کھا لے گا۔

کے در آبدال۔ اریا بادشہ

موت سے خائف نہیں ہوتے

ہیں آبدال۔ وہ اریا بادشہ

ہیں جن کی بڑی حفاظت تھی

مفات میں تبدیل ہو گئی تھی۔

تقریباً بڑی مفات، غل۔

بہر کہ یعنی اچھی مفات مست

شیرِ عمر۔ وہ مست جس کا نشہ

ادھور ہو۔ بآسمہم۔ قرآن

پاک میں منافقوں کے پاس

میں فرمایا ہے بآسمہم۔

شدید لڑائی میں جو بیعتاؤ

قلو بآسمہم شقی۔ آپس میں

اُن میں بڑی دھماک ہے تو

اُن کو اکٹھا سمجھتا ہے اور کُن

کے دل متفرق ہیں۔ غرا۔

جنگ، جہاد۔

کے گفت۔ یہ حدیث کتابوں

میں منقول نہیں ہے۔ اتحاد۔

شجاعت کا بہت بڑا جنگ

میں چلے ہے کہ رفتہ رفتہ

سینہ ٹھوک کر بہادری جیتا ہے

میں۔ گفت جھاک دوسرے

سورہ میرہ کرا۔ آگے بڑھ کر حملہ

کرنا۔ آخر۔ پیچھے ہٹ کر حملہ کرنا۔

چوں پایا۔ یعنی نرم۔







اے گروہے کز ادب بگر بختند  
وہ لوگ جو ادب (مائل کرنے) سے بھاگے  
عادلانِ شاں از دغاوار اندند  
عادلانِ شاں از دغاوار اندند  
عامت کر نیالوں نے انھیں جنگ سے باز رکھا  
لاف و غرہ تراثر خارا کم شنو  
بکواس کر نیالے کی شیخی اور گھمنڈ کو نہ سنو  
زانکہ زاد و کدو کجبالا گفت حق  
کیونکہ اظہارِ حق نے ہم میں زیادہ خرابیاں لایں ہیں  
کہ گرايشاں باشما ہمرہ شوند  
کیونکہ وہ اگر تمہارے ساتھ ہوں گے  
خوشتین را باشما ہم صف کنند  
وہ اپنے آپ کو تمہارے ساتھ ہم صف کریں گے  
پس سپاہے اندکے بے ایسافر  
تمہارے سپاہی اس جماعت کے بغیر  
ہست بادام کم خوش بختہ  
خوش (ذائقہ) تمہارے بادام چنے ہوئے  
تلخ و شیریں گریصوت یکسی  
کھٹا اور میٹھا اگرچہ بظاہر ایک چیز ہیں  
گبر ترساں دل بود کوازلماں  
کافر و خنزیرہ دل والا ہوتا ہے، کیونکہ وہ لگان  
میرود در رہ نداند منزلی  
وہ راستہ چلتا ہے منزل کو نہیں جانتا ہے  
چوں نداند رہ مسافروں کو  
جب مسافر نہیں جانتا ہے وہ کیسے نات چلے

آب مروی و آب مرداں ریختند  
انھوں نے انسانیت اور انسانوں کی آب مروی  
تا چنیں چیز و مختش ماندند  
یہاں تک کہ وہ ایسے نامرد اور مختش رہ گئے  
باچینہا در صف ہیجا مرو  
ایسے لوگوں کے ساتھ جنگ کی مضمحل نہ جا  
کز رفاق سست برگرداں رقی  
ناک تر سست ساتھیوں سے دوستی نہ کی  
غازیاں بیمغز ہیچوں کہ شوند  
غازی، جنگ کی طرح بیکار ہو جائیں گے  
پس گرزند و دل صف شکند  
پھر بھاگیں گے اور صف کا دل توڑ دیں گے  
بہ کہ با اہل نفاق آید حشر  
بہتر ہیں نسبت انکے کہ منافقوں کی قیامت جلع ہو  
بہ زبیاںے متلع میختہ  
بہت سے گروہے بے ہودوں سے بہتر ہیں  
نقص ازاں افتاد کہ ہمدلے اند  
خوابی اس وجہ سے واقع ہوئی کہ وہ باطن میں یکساں  
می زید در شک ز حال انجھاں  
میں ہی رہا ہے اس جہان کے مال کے شک میں  
گام ترساں می نہدا نمی دے  
اندھے دل والا ڈرتے ہوئے قدم رکھتا ہے  
باترود و دل پر خون رود  
مشکوک اور پر خون دل کے ساتھ چلتا ہے

اے آن گروہے۔ جو لوگ  
مجاہدات کی سختی سے بھاگتے  
ہیں وہ انسانیت کو تہا  
مکرتے ہیں۔ مافکوں۔ ان  
منافقوں کو ان کے دوستوں  
نے جہاد میں شریک ہونے  
سے روکا تو یہ لوگ نامردوں  
رہ گئے آئندہ ایشا میں ہوتا  
ان لوگوں کی مصاحبت  
ہمراہی سے روکے ہیں۔ حق  
معدود۔ زاد و کدو کجبالا  
پاک ہیں ان منافقوں کے باز  
میں فرمایا گیا ہے۔ لیکھو  
نہ کہ نماز و کدو کجبالا  
اگر وہ ہم میں مل کر کھنچے تو  
زیادہ خرابیاں ڈالے۔ نفاق  
رقی کی جیسے ہے سفر کا ساتھی  
گردانِ حق یعنی ان کی پا  
ہی نہ کرواں سے قطع نظر نہ  
غازیاں۔ یعنی ان کی بزدلی کا پتہ  
کو بھی ہلاک بنا دیں گی۔

اے خوش بختین۔ منافق جب  
صفوں میں سے بھاگیں گے  
بہادروں کے دل ٹوٹیں گے۔  
پس۔ تمہارے بہادر بندوں  
کے پیچھے سے بہتر رہے ہست۔  
اگرچہ تلخ تمہارے سے میٹھے  
بادام ہوں تو وہ زیادہ بادام  
سے بہتر ہیں تلخ بھی ہوں بہتر  
وہ نقص۔ کڑوے اور شیریں  
بادام اگرچہ صورت میں یکساں  
ہیں لیکن ان کے باطن میں  
بہت فرق ہے یہی حال  
مومنوں اور منافقوں کا ہے۔  
اے گبر۔ چونکہ کافروں کو  
اگلی زندگی کے بارے میں  
شکوک و شبہات ہیں اسلئے  
ان کے دل ہمیشہ خنزیرہ ہوتے

ہیں۔ میرود چونکہ یہ آخرت کے بارے میں اندھے ہیں لہذا آخرت کی راہ ملے کرنے میں مست ہیں،  
اندھا لٹے لٹے قدم بڑھاتا ہے۔ چوں نداند۔ جو شخص راستہ سے ادا تھم ہوتا ہے وہ تیزی سے  
منزل ملے نہیں کر سکتا معمولی سے اندیشہ سے شہر مارتا ہے۔



۱۵ ذکر اللہ راہ سے تھیں  
کسی کے شہ ڈالنے سے شست  
نہیں پڑتا ہے۔ پس مشور  
لہذا ان منافقوں کو شریک  
سفر نہ کرنا چاہیے۔ اکثر دکان  
اونٹ ڈروں کو جتا رہا ہے۔  
آپ کی جمع ہے، غائب ہو چکا  
والا۔ سحر آبل۔ آبل کے جادو  
کی تاثیر سخت الی جاتی ہے۔  
رحمہ۔ نازک اندام طبع کا وقت  
انسان کی طبیعت کی تحسین  
انسان میں شکوک و شبہات  
پیدا کرتی ہے اور اس کو خد  
مقام سے نیچے گرا دیتی ہے۔  
۱۶ گفتن شیطان نے سزا  
موقع پر شیطان نے سزا  
مندی کی صورت میں ظاہر  
ہو کر اور حمل وغیرہ کو روک دیا  
تھا قیاس۔ یعنی جب بڑے  
نے کفر کو جمع کر دیا ہے۔  
تو پر ایک کا اضافہ انہوں نے۔

۱۷ جَاؤ لَکُمُ تَرَانِ بِک  
میں ہے۔ قَدْ اُرْسِنَ لَکُمُ  
الشَّيْطَانُ اَعْمَالُ لَکُمُ  
وَقَالَ لَا غَالِبَ لَکُمُ الْيَوْمَ  
وَمِنَ النَّاسِ وَاقِفٌ جَاؤ  
لَکُمُ فَلَمَّا شَرَاؤَتْ  
الْفِتْنَانِ يَكْضُ عَلٰی  
عَقَبَتِهِ وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْ  
تَمُنْکُمُ اِنِّیْ اَزِیْ مَا لَا  
تَرَوْنَ اِنِّیْ اَخَذْتُ اللّٰهَ  
اور جب شیطان نے ان  
کی حرکتوں کو ان کو جتا  
کر کے دکھا با اور کہا آج  
لوگوں میں سے کوئی ایسا  
نہیں جو تم پر غالب آئے  
اور میں تمہارا پشت پناہ ہوں

ہر کہ گوید ہائے اس سوراہ نیست  
جو کوئی کہہ دے کہ اس طرف راست نہیں  
وریداندرہ دل باہوش او  
اگر اس کا باہوش دل راستہ جانتا ہے  
پس مشو ہمراہ اس اشتر دلاں  
تو ان اونٹ کے دل والوں کا ہمراہی نہیں  
پس گریز بند و شتر تنہا ہلند  
وہ بھاگ جائیں گے اور تجھے تنہا چھوڑ دیں گے  
توز رعنا یاں مجوہیں کارزار  
خبردار! تو نازنیوں سے جنگ کی توقع نہ رکھ  
طبع طاووست و سواست کند  
تیری موردان طبیعت تیرے سواست سے ناخوش ہو

گفتن شیطان قریش کہ جنگ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام  
شیطان کا قریش تو احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنگ نہ کرے کہنا کہ اوس میں کہنا کہ اوس میں  
من رہا کتم قبیلہ خود را باری خوام و گریختن او در ملاقات  
اور اپنے قبیلہ کو مدد کرنے کے لئے بلاؤں گا اور دونوں صفوں کی طرف میرے وقت اس کا بھاگ جانا

اولند از نسیم آنجا وقف وایت  
وہ اسی جگہ غوث سے توقف اور مکا و ذکر و تہجد  
کے زود ہر ہائے وہودر گوش او  
تو ہر ہائے وہ اس کے کان میں کہاں پہنچتی ہے  
زانکہ وقت ضیق و بیم اند افلاں  
کیونکہ وہ غلے اور غوث کے وقت غائب ہو جائیگا  
گر چہ اندر لاف سحر بابل اند  
اگرچہ وہ شیخین مارنے میں بابل کا جادو میں  
توز طاووساں مجو صید و شکار  
تو موردوں سے صید و شکار کا طالب نہیں  
دم دہاز تا مقامت بر کند  
وہ نزدیک رہتی ہے تاکہ تجھے (زند) مقام بخشنے

۱۸ دَمِ دَمِید و گفت گرو آرید جیش  
متر چھوٹا۔ اور کہاں کہ جمع کر لے  
نیخ و بنیاد از زمینش بروم  
زمین سے اس کی نیخ و بنیاد اٹکھاڑ دیں  
خواند افسوں کا نئی جہاں لکم  
اس نے متر چھا کر میں نہیں پناہ دینے والا ہوں  
کرد با ایشان کیملت گفتگو  
تو ان سے چالاکی سے گفتگو کی

۱۹ ہمو شیطان کن و ساوین بر قریش  
شیطان کی طرح جس نے قریش پر دوسروں کے غریب  
تا کہ در احمد نہ میت افکنیم  
تا کہ احمد کی صفوں میں ہم شکست ڈال دیں  
چونکہ شیطان در سیہ شد صدیم  
جب شیطان سپاہیوں میں آنکھیں کھلاں بلیا  
چوں سیہ گرد آمدند از گفت او  
جب اس کی بات سے سپاہی جمع ہو گئے

۲۰ ہمو جب دلوں جاتیں آئے سانسے آئیں تو وہ اٹے پاوی چلتا بنا اور کہا مجھے تم سے کوئی ضرر کا  
نہیں۔ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔



کہ بیارم من قبیلہ خویش را  
 کہیں اپنے طاعنان کو لے آؤں گا  
 من شمارا عون و یار بہانم  
 میں تمہاری مدد اور اعانتیں کروں گا  
 چون قریش از گفت او حاضر شد  
 قریش جب اس کی باتوں کی وجہ سے جمع ہوئے  
 دید شیطان از ملائک اسے  
 شیطان نے فرشتوں کا ایک ٹھکانہ دیکھا  
 آل جندو ائم تروہا صنف و  
 اس لشکر نے جس کو تم نے دیکھا صنف بنائے  
 پائے خود واپس کشیدہ میگرفت  
 اپنے پاؤں واپس کھینچ کے روکتا تھا  
 کہ اخاف اللہ مالی منہ عون  
 میرا اللہ تعالیٰ ہے تمہاری اگلی حمایت کی ذمہ داری  
 گفت حارث اسرا و شکل میں  
 حارث نے کہا اے اسرا کی شکل دیکھو! این!   
 گفت این دم من ہی بنیم حرب  
 میں نے یہ دم کہا اب میں تمہیں دیکھ رہا ہوں  
 می بنی غیر اس ایکے تو شک  
 ایکے علاوہ تو کہ نہیں دیکھ سکتا، لیکن اسے شورش!   
 دی ہی گفتے کہ پابندان شدیم  
 کل تو کہتا تھا کہ میں تیرا دار ہوں  
 دی بنیم الجیش بودی اے  
 اے ملعون! کل تو لشکر کا سردار تھا  
 تا بخوریم آل دم تو و آمدیم  
 یہاں تک کہ ہم تیرا بھانسا کھا گئے اور ہم آ گئے

تا کہ در بیجا بود پشت شما  
 تاکہ جنگ میں تمہاری طاقت ہو  
 تا سپاہ دشمنان تاں شکست  
 تاکہ تمہارے دشمنوں کے لشکر کو شکست دیں  
 ہر دو لشکر در ملاقات آئند  
 (اور) دونوں لشکروں میں ٹکریل ہوئی  
 سوئے صف مومنان اندر ہے  
 مومنوں کی صف کی جانب آگیا ہوا راستہ میں  
 گشت جان او ز بیم آتشکہ  
 اس کی جان خوف سے جھٹکی بن جھٹکی  
 کہ ہی بنیم سپاہ بس شگفت  
 کہیں مجیب فوج دیکھ رہا ہوں  
 اذ ہبوا فی اری ما لا ترون  
 بھاگ جاؤ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو  
 دی چرا تو می نکفتی اسخیں  
 کل تو نے اس طرح کیوں نہ کہا؟   
 گفت می بنی جھیش عرب  
 اس (حارث) نے کہا تو مجھے غریبوں کو جھاکھا  
 آل مان لاف بودی و تہیل  
 وہ سفین کا وقت تھا، یہ جنگ کا وقت ہے  
 کہ بود تاں فتح و نصرت مبدم  
 کہ تمہیں دم بدیم فتح اور نصرت ہوگی  
 ویں ماں نامرد و ناچیز و نہیں  
 اب نامرد و ناچیز، اور ذلیل ہے  
 تو بتوں رفتی و ماہنرم شدیم  
 تو بھٹکی میں گیا اور ہم ایندمن بن گئے

سلاہ تیرا جنگ، حق، مدد  
 جملہ قریش جنگ بدر میں  
 جب دونوں صفیں بالٹیں  
 ہوئی تھیں تو رہاں ہی سلاہ  
 کی حد کے علاوہ کجاہات  
 نازل ہوئی تھی جھنڈا لٹا  
 لٹکڑھا۔ قرآن پاک میں ہے  
 و انزل جھنڈا لٹکڑھا  
 اور آئیے ایسے لشکر جن کو  
 تم نے نہ دیکھا یہ آیت سلاہ  
 غزوہ خندق کے سلسلہ میں ہے  
 مولانا نے بطور امتیاز خود  
 بدر کے بارے میں استعمال  
 فرمایا ہے۔  
 سلاہ گفت حارث غیصہ  
 نے حارث بن شام کو غزوہ  
 کی شکل میں آکر پکارا تھا۔  
 حارث۔ رار کے فقرے سخت  
 جھافیش جھشوش کی جھشوش  
 گدا، فقر، جنگ، خبر، شورش۔  
 سلاہ پابندان مذموم میں تو  
 دارہوں مذموم پیش لشکر  
 کا سردار تا بخوریم ہم تیرے  
 مکر میں ہمیں کریمان بدر  
 میں آ گئے۔ تو بھٹکی حارث۔  
 ہجرتم۔ ایندمن۔



لے یعنی یعنی شیطان جو  
بصورت شرافت تھا خستیں  
خستیں چونکہ جب بریں  
اُن کو تباہ کر چکا تو پھر کہنے  
لگا کہ میرا تبار کیا واسطہ  
ہے نفقہ مولانا فرماتے  
ہیں کہ نفس اور شیطان ایک  
ہی طاقت کے نام ہیں تو  
نفس کا دھوکا دینا شیطان  
ہی کا دھوکا دینا ہے۔

لے چون - زخما اور عقل  
بھی درمیں ایک چیز ہے۔  
نام محمد علیہ وسلم اللہ تعالیٰ  
نے اپنی مکتوں کی وجہ سے  
اُن کو دو صورتوں میں خود  
فرمایا ہے۔ دشمن جس طرح  
ہم نے شیطان کی دشمنی کا  
قدر شنایا ایسا ہی دشمن  
خود تیرے اندر تیرا نفس  
موجود ہے۔ ایک نفس۔ وہ  
دشمن یکبارگی گمراہ کی طرح  
ملا کر کے بھٹ میں گھس  
جاتا ہے۔ دردل۔ انسان  
کے دل میں اس کے پہننے  
کے بہت سے سوراخ ہیں۔  
لے نام پنہاں چونکہ شیطان  
کا کام دھوکا دے کر گھس  
جانا اور چھپ جانا ہے  
اسی لئے قرآن میں اس کو  
خناس کہا گیا ہے جس کے  
معنی بہت چھپنے والا ہیں۔  
تغذریہ جو حق سے جوڑتا  
ایک جھگ جال ہے اُنکے  
بدن پر لپے بے غار ہوتے  
ہیں خطرے کے وقت وہ  
اپنے غار کمرے کر لیتا ہے  
اور پناہ مند اندر کو گھس لیتا ہے  
غارت شک۔ اس تغذریہ کو کہا جاتا ہے۔

چونکہ حارث باسرا کہتے ہیں  
جب حارث نے شرافت سے یہ بات کہی  
دست خویشیں زد دست او کشید  
غصہ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے خیرایا  
سینہ اش را کوفت شیطان گرخت  
شیطان نے اس کے سینہ پر دو ہتھ مارا اور بھاگ گیا  
چونکہ ویراں کر دینا عالم او  
جب اس نے اتنی دنیا دہان کر دی  
کوفت اندر سینہ و انداختش  
اس کی جھاتی پٹنی اور اس کو گرا دیا  
نفس شیطان ہر دو یک تن بودہ  
نفس اور شیطان دونوں ایک تھے  
چول فرشتہ عقل کایشاں یک بندہ  
جیسے کہ فرشتہ اور عقل کو وہ ایک تھے  
دشمن داری چیں در سر خویش  
قریبی اندر ایسا دشمن رکھتا ہے  
یک نفس حملہ کند چول سوار  
وہ گمراہ کی طرح ایک دم حملہ کرتا ہے  
درد او سوراخا دار دکنوں  
وہ ایسے (انسان) کے دل میں بہت سوراخ بناتا  
نام پنہاں گشتن دیوار نفوس  
شیطان کا نام انسانوں سے چھپ جانے  
کہ خوشش چوں خوش تغذرت  
اس کا گھس جانا یہی ہے گھسنے کی طرح ہے  
کہ خدا آں دیوار خناس خواند  
اللہ (حقانی) نے اس شیطان کو خناس کہا ہے

از عتابش خستگیں شد آں لعین  
وہ لعین اس کے غصہ سے غصناک ہو گیا  
چوں زگفت اوش در دل رسید  
چونکہ اس کی گفت گوی سے اس کو دل کا درد ہوا  
خون آں بیچارگان میں کمرخت  
اس نکاری سے اُن بیچاروں کا خون بہا دیا  
پس بگفت اتی بری منکم  
تو بلا میں تم سے بیگانہ ہوں  
پس گریزاں شد جو میت تیاختش  
پھر بھاگ گیا جبکہ اس پر میت طاری ہوئی  
در دو صورت خوش را نمودہ اند  
انہوں نے دو صورتوں میں اپنے آپ کو دکھایا  
بہر حکمتہاں دو صورت شدند  
اس اللہ کی حکمتوں کی وجہ سے دو صورت ہو گئے  
مانع عقل دست جسم جان ویش  
جو عقل کیلئے مانع اور جان اور نہایت دشمن ہے  
پس سوراخے گریز و در فرار  
پھر بھاگتا ہوا سوراخ میں گھس جاتا ہے  
سر زہر سوراخ می آرد بریں  
(اور) ہر سوراخ سے سر باہر نکالتا ہے  
واندراں سوراخ رفتن شد خوب  
اور سوراخوں میں گھس جانے سے خوش ہو گیا  
چوں سر تغذرت ورا آمد شد دست  
یہی ہے شر کی طرح اس کی آمد و رفت ہے  
کو سر آں غار پشتک را بماند  
کیونکہ وہ یہی ہے شر کی مانند ہے



می نہاں گرد و سر آں خارا نشست  
اُس سیہی کا سر چپ جاتا ہے  
تا چو فرصت یافت سر آر و بریں  
جب اُس کے موقع پایا سر باہر نکالا  
گر نہ نفس از اندول راہست نہ  
اگر نفس اند سے تیسری راہزنی نہ کرتا  
زاں عوان مقتضی کہ شہوت  
اُس تمامہ کر نیو لے سپاہی کو جس سے جو کہ شہوت  
زاں عوان سر شدی دزد و تباہ  
اُس پوشیدہ سپاہی کی وجہ سے تو چور اور تباہ بنا  
در خبر بشنو تو ایں پند نکو  
حدیث میں تو ایں نیک نصیحت کو سن لے  
ظمطراق ایں عدو شنو کر نیز  
اِس دشمن کی خان و شوکت کن باتیں دشمن بگاتا  
بر تو آواز بہر دنیا و نبرد  
تجربہ اُس نے دنیا اور دھن کی خاطر  
چہ عجب گر مرگ را آساں کند  
کیا تعجب ہے اگر وہ موت کو آسان کر دے  
سحر کا ہے را بصنعت کہ کند  
جادو کا رخی سے تنگ کو پہاڑ بنا دیتا ہے  
ز شتہا را تغیر گرداند بطن  
غیب سے برائیوں کو بھلا کر دیتا ہے  
آدمی را آخر نماید ساعی  
ایک گھڑی میں آدمی کو گدھا بنا دیتا ہے

و مبدم از بیم صیاد و رشت  
فوراً سخت شکاری کے ڈر سے  
زین چنیں مکرے شود مارش لبوں  
ایسے کرے اُس سے سانپ غلب ہو جاتا ہے  
رہزناں را بر تو دتے کے بکے  
رہزوں کو تجھ پر کب تا رو ہوتا؟  
دل امیر حرص و آزد و آفت  
دل حرص اور لالچ اور مصیبت کا قیدی ہے  
تا عواناں را بقہر تست راہ  
یہاں تک کہ سپاہیوں کو تیرے کو بزم کا موقع ملے  
بین جنبتکم لکھ اعدا عدو  
دکھ تھا وہاں کے بڑا دشمن تھا اُسے دلوں پہلوؤں میں  
کو چو ابلیس مت دست و ستیز  
کیونکہ جھگڑے اور لڑائی میں شیطان کی طرح ہے  
آں عذاب سرمدی راہل کرد  
اُس دائمی عذاب کو آسان کر دیا ہے  
اوز سحر خوش صد خداں کند  
وہ اپنے جادو سے اس سے شوکت کر دیتا ہے  
باز کو ہے را چوکا ہے می تند  
پھر پہاڑ کو تنکا جیسا کر دیتا ہے  
نغمہ ہا را زشت گرداند بطن  
بد گمان سے بھلائیوں کو بُرا بنا دیتا ہے  
آدمی ساز و خرے را ز کیتے  
فن سے، گدھے کو آدمی بنا دیتا ہے

انسان بھلائیوں کو بُرائی اور بُرائیوں کو بھلائی سمجھ لیتا ہے۔ آدمی شیطان کیوں کو بداندیش  
کو منافقین والی کر نیک ظاہر کر دیتا ہے۔

اے صیاد۔ شکاری بننا چو  
سیہی موقع پا کر مارتا ہے۔  
اور ایسا مکر کرتا ہے کہ سانپ  
بہیں اُس سے عاجز آجاتا ہے۔  
مکر۔ انسانی بُری نفسانی  
خواہش کی وجہ سے ہی منہ پر  
بڑے لوگ قاب آجاتے  
ہیں۔ لالچ خواہش انسان کے  
اندروں سپاہی ہے جسکو شہوت  
کہا جاتا ہے وہ انسان کو  
بُرائیوں پر مجبور کرتا ہے وہ  
چوری کرانے، تباہی پھیلانے  
سپاہیوں کو اُس پر علم کرنے  
کا موقع دیتا ہے۔

اے درجہ۔ حدیث شریف  
ہے، تمہارا سب سے بڑا دشمن  
تمہارے دلوں پہلوؤں کے  
دشمن میں ہے۔ غلط فہمی  
اور شیطان ایک ہی چیز ہیں  
ان کی خان و شوکت پر تو جھگڑو۔  
دلوں میں جھگڑاؤں میں بہر تو  
یہ دنیا کے لالچ میں پھنسا کر  
انسان کو ایسا گمراہ کرتے ہیں  
کہ وہ خوفِ دائمی عذاب کو  
اہل جہنم سمجھ لیتا ہے۔

اے چہ عجب۔ اِس نفس  
سے یہ سیہید نہیں ہے کہ  
وہ انسان کے لئے اُس کی  
اپنی موت کو آسان کر دے  
وہ اپنے جادو سے اِس طرح  
کے سحرکوں کا کام کرتا ہو  
تجربہ جادو تنگ کو پہاڑ  
اور پہاڑ کو تنکا بنا دیتا ہے  
اِس طرح شیطان تھوڑی  
عادت کر بہت زیادہ اور  
بہت سے گناہوں کو بہت  
تھوڑا کر کے دکھا دیتا ہے۔  
پرستشیا۔ شیطان تو یہ ہیں



کارِ سحر اینست کو دم میزند

جادو کا یہ کام ہے کردہ پھونک اڑتا ہے

انچنیں ساحر درونِ تست ستر

ایسا جادوگر تیسرے اندر پوشیدہ ہے

اندر اں عالم کہ ہستیں سحر ہا

جس دنیا میں یہ جساد وہیں

اندر اں سحر کہ رستیں زیر تر

جس جگہ میں یہ تانہ زہر آگاہ ہے

گویدت تریاق از من بخویر

تریاق تجھ سے کہتا ہے مجھ سے ڈھال لے

گفت او سحرست ویرانی تو

تس کی گفتگو جادو ہے اور تیری جاہلی ہے

گفت پیغمبر کہ ان فی البیان

پیغمبر نے فرمایا بے شک بیان میں

لیکھے سحرے دفع سحر ساحراں

لیکن وہ جادو جو جادو گروں کے جادو کا توڑ ہے

آں بیان اولیاء واصفیات

وہ اولیاء اور برگزیدہ لوگوں کا بیان ہے

حاصل آں کز زہر نفس وں گزیر

غلام ہے کہ کہیں نفس کے زہر سے بھاگ

ایں طلسم سحر نفس اندر شکن

نفس کے جادو کے اس طلسم کو توڑ دے

بس درازست ایں سوا غازاں

یہ بہت لمبی بات ہے، شروع کی طرف چل

زیں گذر کن باز تا مسجد بیا

اس کو چھوڑ پھر مسجد کی طرف آ

ہر نفس قلب حقائق می کند

ہر وقت حقیقتوں کو تبدیل کر رہا ہے

ان فی الوسواس سحرًا مستر

بیشک وسوسوں میں مستقل جادو ہے

ساحراں ہستند جادوئے کشا

(وہاں) جادو کا توڑ کرنے والے جادو گروں میں

نیز روئیدست تریاق لے سپر

لے ماحرمانے (وہاں) تریاق میں آگاہ ہے

کہ زہر من من بنو نزدیک تر

کیونکہ میں تجھ سے زہر سے زیادہ نزدیک ہوں

گفت من سحرست دفع سحر او

میرے ہی ہاتھ میں جادو ہے اور اے جادو کا توڑ ہیں

سحرًا حق گفت آن خوش پہلاں

جادو ہے، اس اچھے سردار نے میرے فرمایا

مایہ تریاک باشد در جہاں

(اور) دنیا میں تریاق کا سہرا یہ ہوتا ہے

کز ہمہ اغراض نفسانی سجد

جو تمام نفسانی غرضوں سے سجد ہے

نوش کن تریاق مرشد حستیز

چستی اور تیزی سے مرشد کا تریاق پی لے

سوئے گنج پیر کامل نقب ن

کامل شیخ کے خزانے کی طرف سراغ کرے

جانب مہمان و مسجد باز را

مہمان، اور مسجد کی طرف پھر چل

قصہ مہماں بگو و آں ماجرا

مہمان کا قصہ، اور وہ سرگشت بیان کر

لے کا سحر جس طرح جادو

بغیر تبدیل حقائق کرتا ہے

اسی طرح شیطان حقائق کو

نفس الامر میں بدل ڈالتا

ہے۔ انچنیں نفس آگاہ

دوسرے ڈال کر انسان میں

جادو گری کرتا ہے۔ آندراں۔

نفس کی اس جادو گری کا یہ

طالع ہے کہ بزرگوں کے تعلق

پیدا کر کے سادھاں۔ اشد کسا

نے جو مرض پیدا فرمایا ہے

اس کو تریاق ہی پیدا فرمادیا

ہے۔

سکھ گیت۔ وہ اہل اراط

تھے وہی طرف بھڑکے ہیں۔

گفت۔ اور تجھ سے کہہ رہے

ہیں کہ نفس کی جاہلی جادو

اور جہاں ہی ہم ماری ہیں

نفس کے جادو کا توڑ ہیں۔

گفت۔ انحضرت نے گفتگو کر

جادو سے تعبیر فرمایا ہے۔

سکھ دیک۔ بیان ہی جادو

ہے لیکن اصل جادو وہ ہے

جو جادو گروں کے جادو کا توڑ

کرتا ہے اور وہی ذراں

تریاق ہے۔ آں بیان۔ یہ

تریاق اولیاء اور بزرگان

دین کا بیان ہے جو تمام

نفسانی غرضوں سے پاک

ہوتا ہے گنج پیر یعنی مرشد

کے باطنی علوم سے تعلق پیدا

کرتے۔



مکر کردن عاذلاں پند را براں مہمان مسجد مہماں کش  
مہماں کو مار ڈالنے والی مسجد کے مہماں کو علامت مکر کا مکر نصیحت کرنا

ہیں مکن جلدی بروئے بالکرم  
خبردار اے بھلے آدمی! بہادری نہ دکھا

گر بگوید دشمنے از دشمنی  
اگر دشمنی سے کوئی دشمن کہدے

کہ بتا سانسید اور اظالمے  
کہ اس کا کسی ظالم نے گلا گوننا ہے

تا بہانہ قتل بر مسجد نہد  
تاک موت کا بہانہ مسجد پر رکھ دے

تہمتے بر مانتہ لے سخت جان  
اے جفاکش! ہم پر تہمت نہ رکھ

ہیں برو جلدی مکن سودا پیز  
خبردار! بہادری نہ کر خیالی اُبلو، نہ پکا

چوں تو بسیار اں بلا فیروزخت  
تجھ جیسے بہت سوں نے نصیحت کی تھی ماری

ہیں برو کوتاہ کن اس قتل قال  
خبردار! چلا جا اس بحث بُجا جتھ کو مختصر کر

جواب گفتن مہماں ایشاں را وشل آوردن بدفع حارس  
مہماں کا آن کو جواب دینا اور مٹا دینا کہتی کے رکھو اے کی

کشت بمانگ رف از کشت آل اشترے را کہ کو رس  
ثعلب کی آواز سے اس اونٹ کو کہتی سے بھگانے کی جس کی پشت پر

محمودی بر پشت او زندے  
(دکھ کر) محمودی تقارے کو بھگاتے تھے

گفت اے یاراں از اں یوانیم  
اُس نے کہا اے دوستو! میں اُن سب کو توں میں

کہ ز لا حولے ضعیف آید پیچیم  
کہ ایک لاول سے میرا دم کمزور پڑے

سے نہیں ہوں

لہ جلدی بہادری بگو  
یعنی قاضی کے یہاں شکایت  
کر دے گا۔ قاضی کیلئے جلدی  
تساوین لگا گوشتا۔ پشور  
اور آکاش چاند کا مقبرہ ہے  
لہ کرتا جس طرح آسمان  
کی گزروں سے پائش کرنا بہتر  
خیال ہے اس طرح تیسرا  
مسجد میں سونے کا خیال  
یہ سونہ ہے چوٹی تو نصیحت  
کرنے والوں نے مہماں سے  
کہا کہ تجھ جیسے بہت سوں  
نے دینی خوش نصیبی کی ضحی  
ماری ہے اور پھر شرمندہ ہوتے  
ہیں۔  
سلف قتیل و قال بھف و  
باجتہ حاجتیں نگہبان،  
رکھو لا کوئی گودی۔ فیسی  
سلطان محمود غزنوی کا نقارہ۔  
پیچیم۔ پانچم۔



کود کے کو حارس کشتے مدے

ایک بختہ جو کیتی کا رکھوالا تھا

تازمیدے مرغ ازاں طبلک کشت

حتی کہ پرند اس دُغلی سے کیتی سے اڑ جائے

چونکہ سلطان شاہ محمود کریم

جب شاہ سلطان محمود کریم

باسپا ہے پمچو استارہ اشیر

ایسے لشکر کیا تو جو کسان کے تاروں کی طرح تھا

اشترے بد کو بدے حمال کوں

ایک اونٹ تھا جو نقارہ اٹھانے والا تھا

بانگ کوں طبل برور و شب

رات دن نقارہ اور دُغول اس پر

اندر اس مزرع درآمد آں شتر

وہ اونٹ اس کیت میں آ گیا

عاقلے گفتش مزن طبلک او

ایک عقل مند نے اس سے کہا دُغلی نہ بجا کیونکہ وہ

پیش اوجہ بود تہوراک تو طفل

اس کے سامنے تھوڑے کی دُغلی کیا ہے

عاشقم من کشتہ و قربان لا

میں عاشق ہوں اور لا کا مقتول اور قربان ہوں

خود تہوراک ست ایں تہدید یا

یہ تہرور سے دُغلی ہیں

اے حریفان من ازاںہا بیستم

اے دوستو! میں اُن میں سے نہیں ہوں

من چو اسمعیلیا نم بے حذر

میں اسمعیلیوں کی طرح بے ڈر ہوں

میں اسمعیلیوں کی طرح بے ڈر ہوں

لہ کشت کیتی قبلک

چھوٹا طبل دُغلی آئیر ابرا

فلک آسان۔ مقتدر مص

شکن۔ جتن۔ اس نسل کا

جو کیت نصرت نے عری اونٹنی

اور بھی اونٹ سے بنائی تھی

یہ سرخ رنگ کا غلیہ اونٹ

اونٹ ہوتا ہے۔ حمال اٹھا

والا۔ مزرع۔ کیت۔ جبر

گیہوں۔

عاقل۔ ایک عقل مند

نے بچے کو سمجھایا کہ اس اونٹ

کے بھگنے کے لئے دُغلی

بجا دیکھا کہ ہے یہ نقارہ

کا اونٹ ہے اور نقارہ مٹانا

اس کی عادت ہے تہوراک

کھٹکھا جربط میں چڑیوں

کو اڑانے کیلئے باندھا جاتے

دُغلی کھیل جیت۔ عاشقم۔ یہ

عاشق کا مفور ہے۔ آئین

روم۔ تو تیک۔ نقارہ خان۔

سکھ نور۔ یعنی تہدیدی چمکیا

جو مجھ میں سونے پر ہے

ہے جو اُن مصائب کے مقابلہ

میں جو میں جیل چکا ہوں اسی

نقارہ کے مقابل میں دُغلی

میں ہی ہے۔ کو خیالات۔ مسجد

کے سونے میں جو خیالات تم پیش

کر رہے ہو۔ اسمعیلیاں۔ یعنی

وہ مہمان خدا جو رومند ہیں

حضرت اسماعیل کی طرح

جان دیدیئے سے دروغ نہ

کریں۔

طبلکے در دفع مِرغاں می زد

پرندوں کو اڑانے کے لئے ایک دُغلی بجا تھا

کشت از مرغان بد بخوف گشت

کیتی شریر پرندوں سے بے خوف ہو جاتی

بر گزرد آں طرف خیمہ عظیم

گذرا وہاں اس نے بڑا خیمہ لگایا

انبہ و فیروز صفدر ملک گیر

گھٹنا اور کایاب مغن کو جاک کر لالہ لک کر بیخ

بختی بد پیشرو پمچو خروں

اگے چلے والا بختی (دُغلی) تھا مرغ کی طرح

می زدن اندر رجوع و در طلب

بھٹاتے تھے، روانگی اور واپسی پر

کودک آں طبلک بزور دُغلی

بچوں کی مخالفت کیلئے بچنے والے دُغلی بھٹائی

بختی طبل ست با آنت خو

نقارہ کا اونٹ ہے اور اس کو اس کی عادت ہے

کہ کشد او طبل سلطان بیت کفل

کیونکہ وہ بادشاہ کا بین گان نقارہ اٹھاتا ہے

جان من نویت گہ طبل بلا

میری جان مصیبت کے نقارہ کی نقارہ خان

پیش آنچہ دیدہ است ایں دید یا

اس کے سامنے جو کچھ ان آنکھوں نے دیکھا ہے

کز خیالاتے دریں رہہ بیستم

کی خیالات کی وجہ سے اس راستے سے باز رہوں

بل چو اسماعیل آزادم زمر

بلکہ (حضرت) اسماعیل کی طرح سر سے بے نیاز

ہوں

ہوں



فارغم از طمطراق و از ریا

میں شان و شوکت اور دکھائے سے خالی ہوں

گفت پیغمبر کہ جاد فی السلف

پیغمبر نے فرمایا ہے کہ اچھا کیا تہ من

ہر کہ بیند مر عطار اصد عوض

جو دینے میں تڑپے دیکھتا ہے

جملہ در بازار زان گشتند بند

تمام لوگ بازار میں وہی لئے پھرتے ہیں

زر در آنبا نہا شستہ منتظر

(ہر شخص) روپیہ تیلیوں میں لئے منتظر بیٹھا ہے

چوں بہ بیند کالہ در رخ بزم

جب کسی سامان کو نفع میں بڑھا ہوا دیکھتا ہے

گرم زان ندست با آن کوندید

مگر گرم اس لئے رہا ہے کہ اس نے نہیں دیکھا

ہچنین علم و ہنر ہائے و حرف

یہی مال علم اور ہنر اور حرف کا ہے

تا بہ از جاں نیست جان باشعور

جینا جان سے زیادہ پائے نہیں جان باریک بینی سے

لعبت مرده بود جاں طفل را

مرہ گویا دیکھنے کی جان ہوتی ہے

اِس تصور دینِ شخیل لعبت

یہ تصور اور شخیل گویا ہے

چوں طفلی رست جاں شد در صال

جب جان بچپن سے نجات پاگئی حامل ہوگئی

قُلْ تَعَالَوْاْ كُفْتُ جَانِ رَا بَا

اُس نے قُل تَعَالَوْا میری جان کیلئے کہا ہے کہ آجا

بِالْعُطِيَّةِ مَنْ يَتَّقِنُ بِالْخَلْفِ

دینے میں جس نے آجسر کا یقین کیا

زود در بازو عطار از بس غرض

اس غرض سے دینے کی بازی جلد کھیلے

تا چو سودا افتاد مال خود و ہند

تاکہ جب نفع ہو اپنا مال دیدیں

تا کہ سودا آید ببدل آید مضر

خرچہ کر دینے پر مضر ہے تاکہ نفع آئے

سرگرد و عشقش از کالہ خوش

اپنے سامان سے اس کا مشق ٹھنڈا پڑ جاتا ہے

کالہائے خویش را رخ و مزید

اپنے سامان کا نفع اور بڑھاتا ہے

چوں ندید افزون زانہا در شر

جبکہ اس نے فضیلت میں اُسے زیادہ کم نہ دیکھا

چوں بہ آمد نام جاں شد حیران

جب وہ بہتر ہوں جان کا نام ناچیز ہوا آتا ہے

تا نکشت او در بزرگی طفل را

جبکہ کردہ بڑائی میں بچہ پیدا کر نہ لانا بھلے

تا تو طفلی پس بدانت حاجت

جب تک تو بچہ ہے اس کی نیچے ضرورت ہے

فارغ از حس مت تصویر خیال

حق اور تصویر اور خیال سے فارغ ہوگئی

مگر گرم ہے جبکہ اس کو نفع کی امید نہیں ہے۔  
آتی ہے تو انسان جان پر کھیل کر اگر حاصل کر لے۔  
یعنی انسان جب علم چیز سے بھر جاتا ہے تو ادنی چیز پر کھانکھان کر لیتا ہے طفل را۔ بچہ کو بچنے والا اس تصور۔  
یہ تصورات کی دنیا تک ہی پھرتا ہے جو حقیقت ہے۔

لے عطار آن شان و شوکت

قُلْ تَعَالَوْا۔ آپ کہہ دیجئے

آجاؤ۔ یہ آیت قرآن میں بھی

جدا آئی ہے اور ہر جگہ آجاؤ

کا خطاب مختلف لوگوں کے

لئے ہے لیکن اس ماثق

نے اپنے لئے قرار دیا ہے

اور کہا ہے کہ یہ خطاب میری

جان کے لئے ہے کہ تو آجا۔

جاد انسان جو کچھ کسی غیب

کو دیتا ہے بسا اوقات اہل

کے دینے میں اس کے پیش

نظر صرف اس غریب کی

حاجت کو رہ کر نہ ہوتا ہے

اور بسا اوقات اس کے پیش

نظر یہ بھی ہوتا ہے کہ غلامی

اس کا عوض اور بدلہ آخرت

میں عطا فرمائے گا یہ دوسری

صورت پہلی صورت ہے ہر

مدیر شریف میں ہے جاد

بانتلف من یبغف

یا خلف یعنی قرض دینے

میں اس شخص نے جو دو کرم

کیا جسے آخرت کے اجر کا

یقین کر کے قرض دیا۔ ہر

جس شخص کو اجر آخرت پر یقین

ہوتا ہے وہ بہت جلد عطا و

بخشش کرتا ہے۔

لے جملہ دنیاوی کاروبار میں

بھی نفع کی خاطر لوگ اپنا مال

خرچہ کرتے ہیں۔ تاہم

میں اگر یہ سمجھے ہوئے نفع کی

خاطر خرچ کر دیکھتا ہے تاہم

چوں بہ بیند کاروباری آدمی

کو جب نفع نظر آتا ہے تو اپنا

سزا بہ خرچ کرنے میں اس کو

کوئی تامل نہیں رہتا۔ مگر

اپنا مال جس کو نہیں اس وقت تک







اندر الہکۃ بیانِ ایں بہیں

(سورۃ) اَنبَا کُم میں ایں کا بیان دیکھ لے

ازگماں و از یقین بالاترم

میں گمان، اور یقین سے بالا تر ہوں

چوں دہانم خور و از حلوائے او

جبکہ میرا منہ اس کا ملا کھا چکا ہے

پانہم گستاخ چوں خانہ روم

میں جو گھر کو چلا ہوں تو بے پروائی سے قدم رکھتا ہوں

آینہ گل را گفت حق خند اش کرد

جو کہ اٹھ لے پھول سے کہا اور شوکتِ خند کر دیا

آینچہ ز در بستر و قدش راست کرد

وہ جو سر و پر نازل کی اسی اس کا قد سیدھا کر دیا

آینچہ نے را کرد شیریں جان دل

وہ جس نے گئے کی جان اور دل کو شیریں کر دیا

آینچہ آبرو را چناں طرار حست

جس نے ابرو کو ایسا نوکیلا بنایا

مرزباں را داد صد افسونگری

جس نے زبان کو تنہا جادو بکھائے

چوں در زراد خانہ باز شد

جب اسلم خانہ کا دروازہ کھلا

برو دم ز دیر و سودایش کرد

اُس نے امیر سے دل پر تیرا اسکو بخون بنایا

عاشق آنم کہ ہر آن آن او

میں اُس کا عاشق ہوں کہ ہر ایک اُسکی ایکیت سے

من نلاقم و ربلاقم، سمجھو آب

میں شبنم نہیں مارا ہوں اور اگر مارا ہوں تو پانی کی طرح

کہ شود علم الیقین عین الیقین

کہ علم الیقین، میں الیقین ہو جاتا ہے

وز ملامت بر نمیکرد و سرم

سلامت سے میرا سر نہیں پکراتا ہے

چشم روشن گشتم و بینائے او

میں روشن چشم اور اسکو دیکھنے والا بن گیا ہوں

پانہ لیزانم نہ کورانہ روم

زبانوں کو لیزا نہیں، دانہ خاؤ حنہ عینا ہوں

بادل من گفت صد خند اش کرد

میرے دل سے کہا اور اُس کو تنہا گفت کر دیا

واینچہ از بے زگر و نسرت بخورد

اور وہ جو اُس سے زگر اور نسرت سے خاں کی

واینچہ خاکی یانت زو نقش چگل

اور وہ جس سے خاکی نے چگل کا نقش مل کر لیا

چہرہ را گلگونہ و گلنار ساخت

چہرے کو سرخ اور گلنار بنا دیا

وانکہ کاں را داد ز جعفری

جس نے کان کو جعفری سونا عطا کیا

غمز ہائے چشم تیر انداز شد

آنکھ کے غمزے آنکھ تیر انداز بنے

عاشق شکر و شکر خائیش کرد

شکر اور شکر خوری کا عاشق کر دیا

عقل جان ندر یکم جان او

عقل اور جان اُس کے آپ سے جاندار ہے

نیست آتش کشی ام خطاب

آگ جھلنے میں بے کرنی پریشانی نہیں ہے

لہ کہ شود عین الیقین عین الیقین

لہ کہ شود عین الیقین عین الیقین

بالا کرم، میں شاہ کے دربار

حاصل ہے، در کلمات اب

کسی شبہ و شک سے اُس کا

ادالہ نہیں ہو سکے گا چوں کہ

جبکہ مجھے شاہدہ حاصل ہو گیا

ہے۔ پانہم جبکہ انسان کو

اپنے مکان کے باہر میں ملے

مشاہدہ حاصل ہوتا ہے

کسی شک کی بنیاد پر

اُس میں داخل ہونے سے عین

رک سکتا آئینہ۔ اسطرح تعالیٰ

کی جو قیامت ان چیزوں پر

پڑی ہیں وہ مجھ پر پڑ چکی

ہیں۔

لہ کہ شود۔ اب مجھ میں سرور

کی سیدھا ہے اور زگر و نسرت

مشاہدہ اور نسرت میں جیسی خوشبو

پیدا ہو گئی ہے۔ تیر انداز

گئے کی طرح شیریں ہے چگل۔

حرکتِ شان کا شہرہ و غریب

جس کے باشندوں کا شہرہ و غریب

تیر انداز شہرہ و غریب

تیز زبان، گوشت، زعفری۔ جعفری کے زمانے کا سونا

خاص تھا۔ زراد خانہ کا کھانا

لہ کہ شود جبکہ اسکو بخون بنایا

مجھ پر میں قرب میں ہوں کا

عاشق ہوں کہ ہر آن۔ تمام

ملکیتیں اشد کی ہیں اور ہر

جان میں اُس کے ہر ایک ملکیت

میرا جان بوجھ میں لب مشرق

مکود ہے۔ وہ بلا تم، مگر شبنم

بجھا رہی تو وہ بھی دامن ہے۔



چوٹ بدزد مچوں غیظ مخزن

میں کیسے چڑا سکتا ہوں، بہکدہ خوار کا محافظ ہے

ہرگز از خورشید باشد نشت گرم

جوسوج کی جیسے گرم کر والا ہو

پہچوڑوئے آفتاب بیخذر

نذر سورج کلا چہرے کی طرح

ہر سیمیر سخت رو بد درجہاں

دنیا میں ہر پتھر بہسا اور ہوا ہے

روگردانید از ترس و غم

میں نے کسی غم اور درد سے شہ نہیں مڑا ہے

سنگ باشد سخت رو و چشم شوخ

پتھر سخت رو اور نذر ہوتا ہے

کاں کلوخ از خشت نیک تخت شد

ڈھیلا اینٹ پلٹنے والے سے تخت بنا ہے

گوسفنداں گربو دل انداز حنا

بکریاں اگرچہ غم سے باہر ہوں

کلمہ زاع نبی چوں راعی مت

تم سب روگرد ہو، نبی محمد باں کی طرح ہے

از زمرہ جویاں نترسد در زمرہ

مقابلے میں گھڑیہ مروڑ سے نہیں ڈرتا ہے

گرزند بانگ ز قہر او بر رزمہ

اگر وہ غصے سے روڑیہ چمکتا ہے

ہر زماں گوید بگو شمع نخت نو

نئی خوشی ہر وقت میرے کان میں کہتی ہے

من ترا غمگین گریاں ز اں کنم

میں تجھے غمگین اور رونے والا اسلئے بناتی ہوں

چون نباشم سخت رو نشت من آد

میں بکرا کیوں نہ بنوں جبکہ میری پشت اپنا ہو

سخت رو باشد ز جیم اورانہ شرم

وہ ہیکڑ ہوگا، افس کہ نہ ڈر ہوگا نہ شرم

گشت زویش خصم شوز و پرہ در

اگر چہ رو دشمن کو مٹا دینا اور پرہ دہی کرنا اللہ جی

یک سوارہ کوفت بر خیش شاہاں

اُس نے بادشاہوں کے لشکروں کو تنہا شکست دی

یک تنہ تنہا بزورِ عالے

تنہا ایک جہاں پر ٹوٹ پڑا ہے

اونترسد از جہاں پیر کلوخ

وہ ڈھیلاں بھرے جہاں سے نہیں ڈرتا ہے

سنگ از ضلع خدائی سخت شد

پتھر خدائی کا ریکڑی سے سخت ہوا ہے

زائچہ شاں کے بترسد انقصا

تصانی، اُن کی کثرت سے کب ڈرتا ہے!

خلق مانند رزمہ اوساعی ست

خلق روڑ اور وہ (اُنکی بھلائی کیلئے) کوشاں ہے

لیکشاں حافظ بود از گرم و سرد

اُن وہ اپنے برے سے اُن کا نگہبان ہوتا ہو

واں زمرہ ست آنکہ دارد بر رزمہ

وہ اُس بہت کمزور ہے جو اسکی سب پر ہے

گر ترا غمگین کنم غمگین مشو

اگر میں تجھے غمگین کروں، تو غمگین نہ بن

تا کرت از چشم بد اں پنہاں کنم

تا کہ تجھے بدوں کی نگاہ سے پوشیدہ کر دوں

لے چوں بلزد کم جبکہ بے

اشد قتالی سے قربت حاصل

ہے قباب مجھ میں زخوف ہے

دکھی کا درد ہے، تہہ جبر لیا ہے

کہ چونکہ قرب الہی حاصل ہوتا

ہے اس لئے وہ تہہ جبر نہیں

شاہوں کے لشکروں پر حملہ

آورد ہوتا ہے جس جنگ لیا ہے

پتھر کی طرح ہیں اور خفا میں

ڈھیلاں کی طرح ہیں گنگوٹ

مچیلے کی سختی انسان کی...

کارگیری ہے اور پتھر کی سختی

خدا کی کاریگری ہے۔

سنگ گوسفنداں بڑھائیں۔

بکریاں ہیں اور اینٹیں بڑھ

تصانی کے۔ غمگین نبی بڑھ

چرواہے کے ہے جو بکریوں

کی حفاظت کرتا ہے مرن

شکر کشی کے وقت وہ قوم کی

ہمکت کا سبب بنتا ہے میں

حال ہر زور و لڑکا ہے از کرد

اگر بکریاں شکر کشی کریں تو تصانی

اُن سے خوف نہیں کھاتا ہے۔

سنگ گرزند۔ اگر نبی قوم پر

نماض بھی پڑھتا ہے تو اُس کا

سبب قوم کی محبت ہوتا ہو۔

ہر زماں یہاں سے سولا دانی

پھر ماضی کا مقولہ شروع کیا

ہے کہ مجھے اللہ بشارت دیتا ہو

کو غم سے غمگین نہ ہونا اُمیں

تیرے مفاد مختصر ہیں۔ تا کرت۔

تا کرتا۔



تلخ گردانم ز غمہا خوئے تو  
غموں کی وجہ سے میں تجھے بد مزاج بناتی ہوں  
لہ نے تو صیادی نہ جوئے منی

کیا تو میرا شکاری اور میرا طالب نہیں ہے؟  
جیل اندیشی کہ درمن دررسی  
تو تیر سوچتا ہے کہ جو تک پہنچے  
چارہ می جوید پئے من در دتو  
تیرا درد میرے وصل کی تدبیر تلاش کرتا ہے  
من تو انم ہم کہ بے ایماختا  
میں یہ بھی کر سکتا ہوں کہ تیرے اختصار کے  
تا ازیں گرداب دوراں واری  
تاکہ تو زمانے کے اس بھوند سے نکل جائے  
لیک شیرینی و لذات مقر  
لیکن مسئلہ کی بھٹاس اور لذتیں  
ہرچہ آساں یافتی آساں دی  
تو جو آسانی سے پاتا ہے آسانی سے دیتا جو  
آنگ از شہر و ز خویشاں بخوری  
اپنوں اور شہر سے تو اس وقت نمانہ اٹھا لگا  
وز بلا بازو مگرداں اے جواں  
اے جوان! مصیبتوں سے منہ نہ موڑ

تا بگرد چشم بد از رے تو  
تاکہ نظر نہ کر تیرے چہرے سے واپس کر دوں  
بندہ و افکندہ رائے منی

تو میرا بندہ اور میری رائے کا تابع نہیں ہے؟  
در فراق و جستن من بیکسی  
تو میری جسدانی اور جستی میں بیکس ہے  
می شنودم دوش آہ سرد تو  
میں نکل لات تیری ٹھنڈی آہ سن رہا تھا  
رہ دہم بنایمست راہ گزار  
راست دیدل تجھے آنے کا راست دکھا دوں  
بر سر رنج و صالم یاہی  
میرے وصل کے خواہنے پر قدم رکھ کے  
ہست بر اندازہ رنج سفر  
سفر کی تکلیف کے اندازے کے مطابق ہیں  
در مشکل یاب را برجاں نہی  
مشکل سے مائل ہو جوالی چیز کا درد دل پر رکھتا ہے  
کز غریبی رنج و محتہا بری  
جبکہ مسافرت کی تکلیف اور مشکلیں اٹھایا  
بشنو این تمثیل و قدر خود بدال  
یہ مثال سن لے اور اپنا مہربان پہچان لے

تمثیل گریختن مومن و جیل و بے صبری او در بلا باضطر  
مصیبت میں مومن کے ہمارے اور اس کی محبت اور بے صبری کی مثال دینا چاہئے  
و بقراری خود و دیگر حواج در جوش دیگ بر دیگ ویدن  
اور دوسری چیزوں کے دیگ کے جوش میں بے قراری کے ساتھ اور دیگ کے اوپر کھانگے  
تا بیروں جہد و منع کردن کدبانو اورا  
کے ساتھ تاکہ وہ باہر کو نکل پڑے اور بی کے اسکو روکے کیست

لہ نے تو عاشق کہتا ہے  
کہ خدا مجھ سے فراموش ہے کہ جب  
تو میرا عاشق ہے تو تجھے میری  
مرضی پر راضی رہنا ہے جبکہ  
تو میرے وصال کی تیریری کرتا  
ہے اور وصال کے لئے تکلیف  
میں مبتلا ہو کر ٹھنڈی آہیں پھرتا  
ہے من تو انم ہیں یہ بھی کر سکتا  
ہوں کہ تکلیف اٹھائے لیکن تجھے  
اپنا وصال عطا کر دوں۔  
لہ بیکت تجھے جو کالیف  
ہونچ رہی ہیں وہ تیرے نفع کے  
لئے ہیں۔ سفر میں انسان زیادہ  
تھکتا ہے تو راحت کی لذت  
میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہرچہ جو  
مقصود بلا محنت حاصل ہوتا  
ہے اس کی انسان قدر نہیں  
کرتا تاکہ وطن اور عزیزوں  
کی لذت سفر کی تکلیفوں سے  
بڑھتی ہے۔ در بلا۔ لہذا وصل  
کے حاصل کرنے میں جس قدر  
زیادہ مصائب برداشت کر لگا  
اسی قدر وصل کی لذت میں  
اضافہ ہوگا۔

لہ تمثیل۔ اس مثال سے  
یہ سمجھانا مقصود ہے کہ مصائب  
بہادرات سے ہی نگیں ہوتی  
ہے۔ گزراؤ گھر کی مالک۔



لے زبون بین آگ کی گری  
سے عاجز ہو کر اچھلتا ہے۔  
مختصر و طویل ہاشمی میں کھینچ  
کی آوازیں آتی ہیں۔ کچرا۔  
گوریا زبان مال سے مالک سے  
کہتا ہے کہ تو مجھے خرید کر لائی  
تھی اب تو مجھے ذیل کر رہی  
ہے۔ کھلیز کھلیز آتش کی۔  
آگ جلتے والے۔ تپن بین  
میں تیرے بھلے کے لئے تھے  
جوش دے رہی ہوں تاندا  
تھے اس لئے جوش دے رہی  
ہوں کہ تو انسان کی غذا بن کر  
افسان کی باج بن جائے۔  
لے آج بین تھے اسی قصہ  
کے لئے آیا تھا۔ رحمتش۔  
حدیث قدسی ہے۔ رحمتش  
سبقت غلغلی بین اشد  
تھانے نے فرمایا ہے کہ میری  
رحمت میرے غضب سے  
پہلے ہے تو رحمت غضب سے  
اسی لئے پہلے ہے کہ رحمت  
کی وجہ سے اس کی پرورش  
ہو کر وہ امتحان کے قابل بن جائے۔  
تاکہ رحمت ہی کے سہارا  
کے جوہر کی گیل ہوئی ہے تو کہ  
رحمت کے ذریعہ جو گوشت و  
پست بنا ہے اگر وہ نہ ہو تو  
عشق کس چیز کو کھلا دیتا۔  
لے زان۔ اگر عشق کی بنیاد پر  
انسان پر عیبیں آتی ہیں اور  
وہ ان عیبوں میں ثابت قدم  
اور امتحان میں پورا اترتا ہے  
تو یہ خدا کی مہربانی اس سے  
غیر خواہی کرتی ہے اور اس کو  
قریب وصال کی بشارت دیتی  
ہے۔ باخود گھر کی مالک چنے سے

دَرِخودِ بنگر کہ اندر دیگ چوں  
چنے کو دیکھ کر، وہ دیگ میں کیسا  
ہر زمانے می برآید وقت جوش  
جوش کے وقت ہر وقت باہر نکلتا ہے  
کہ جیسا آتش من در می زنی  
کہ تو میوں بھ میں آگ لگاتی ہے؟  
می زند کھلیز کڈ بانو کہ نے  
بی بی کھلیز چلائی ہے، کہ نہیں  
زاں بخوش انم کہ مکر وہ منی  
میں تھے اسلئے جوش نہیں دے رہی ہوں کہ تو مجھے پائیند  
تا غذا اگر دی بیامیزی بجاں  
تا کہ تو غذا بنے، جان میں گھل ج جائے  
آب می خوردی بہ بستاں سبز و  
تو سبز و تر رہ کر باغ میں پانی پیتا تھا  
رحمتش سابق بدست از قہر زل  
اس کی رحمت تھہرے اسی لئے پہلے ہے  
رحمتش بر قہر زان سابق بدست  
اس کی رحمت اس کے قہر سے اسی لئے پہلے ہے  
زانکہ بے لذت نر وید محم لوت  
کیونکہ گوشت و پوست بے لذت کے پیدا نہیں  
زان تقاضہ گر بیاید قہر با  
اگر اس (عشق کے) تقاضے سے مصیبتیں آئیں  
باز لطف آید برائے عذر او  
پھر اس کی نذر خواہی کے لئے مہربانی آتی ہے  
باخود گوید خریدی در بہار  
دو چنے سے کہتی ہے تو نے (موسم بہار میں) دو

می جہد بالا جوش ز آتش ز بول  
ادب کو اچھلتا ہے جب آگ سے عاجز آتا ہے  
بر سر دیگ برآرد صد جوش  
دیگ پر، اور سینکڑوں چھین باز رہا ہے  
چوں خریدی چوں نکونم می گئی  
جبکہ تو نے مجھے خرید لیے کیوں مجھے اوندھا کرتی ہے؟  
خوش بخوش و بر مجز آتش کئے  
خوب جوش کھا اور آگ جلتے دھسے سے نہ ہاگ  
بلکہ تا گری تو ذوق و چاشنی  
بلکہ (اسلئے) کہ تجھ میں ناقہ اور لذت پیدا ہو جائے  
بہر خواری نیستت اس امتحاں  
یہ آقا کشیدے ذیل کرنے کے لئے نہیں ہے  
بہر اس آتش بدست آن بخور  
وہ پانی پیتا اسی آگ کے لئے تھا  
تا ز رحمت گرد و اہل امتحاں  
تا کہ رحمت کے ذریعہ وہ آزمائش کے قابل  
تاکہ سرمایہ وجود آید بدست  
تاکہ وجود کا سرمایہ ہاتھ آ جائے  
چوں نر وید چہ گداز عشق موت  
جب وہ زید ہوا ہو تو دوست کا عشق کس چیز کو  
تا کنی ایثاراں سرمایہ را  
تاکہ تو اس سرمایہ کو مستربان کر دے  
کہ بگردی غسل و بر جستی ز جو  
کہ تو نے غسل کر لیا ہے اور تو نہہر کو کر دیا ہے  
رنج، مہمان تو شد نیکوش دار  
رنج، حیران مہمان بنا ہے اس کی دیکھ بھال کر



تا کہ مہاں باز گرد و شکر ساز

تا کہ مہاں شکرہ ادا کرتا ہوا لڑے

تا بجائے نعمت منعم رسد

تا کہ تیرے پاس نعمت کی بجائے نعمت دینے والا

من خلیم تو پس پریش یک

میں خلیل (اللہ) ہوں تو فرزند ہے پوری کے سامنے

سر بہ پیش قہر نہ دل برقرار

اطمینان قلب کے ساتھ حلیف کے سامنے سر رکھ

سر بہرم یک اس سر آں سر

میں سر کاٹ رہی ہوں یہ سب سر بہ

لیک مقصوم ازاں تعلیم گشت

لیکن اس سے میرا مقصد تیری تعلیم ہے

اے خود می بخش اندر ابتلا

اے بچے! آزمائش میں جو شش کما

اندر اں بستانا گر خندیدہ

اگر تو اس باغ میں سکرایا ہے

گر جہاں از باغ آب و گل شہی

اگر تو پانی اور مٹی کے باغ سے جدا ہو گیا ہے

شوغدا و قوت اندیشہا

خیالات کی غذا اور روزی بن جا

از صفائش مرستہ و انتہت

خدا کی قسم تیرے اس کی صفائش کی انتہا ہے

زابر و خورشید و زگرد و لای

ابراہیم و سوس و اوراسمان کے ذریعہ تو آیا ہے

پیش شہ گوید زایشار تو باز

بادشاہ کے سامنے تیرے ایشار کو کھل کر بیان کر

جملہ نعمتہا برد بر تو حسد

اور تمام نعمتیں تجھ پر حسد کرنے لگیں

سر بہرہ اتی ارا نی اذ بحک

سر بہرہ میں نے خواب میں دکھایا کہ تجھے کراہوں

تا بہرم خلقت اسمعیل وار

تاکہ اسمعیل کی طرح میں تیرا لاکھ دوں

کز بریدہ گشتن و گشتن بریت

جو کھٹے، اور مرنے سے بڑی ہے

اے مسلمان باید تسلیم جہت

اے مسلمان! تجھے سر رکھ دینا چاہیے

تا نہ ہستی و نہ خود ماند ترا

تا کہ تجھ میں اپنی ہستی اور خودی باقی نہ رہے

تو گل بستان جان و دیدہ

اب تو جان اور آنکھ کے باغ کا پھول ہے

لقد گشتی و اندر احمی آمدی

تو لغت بن گیا ہے اور زندوں کے اندر آگیا ہے

شیر لودی شیر شودریشہا

تو دودھ تھا (اب) کھادوں کا شیر بن جا

در صفائش باز و جالات و

پھر تیری صفائش سے ایسی صفائش کیلئے کوٹ جا

پس شہی اوصا و گروں شہی

پھر تو اوصاف میں داخل ہو گیا اور آسمان کی لائیں

لے تاکہ۔ رنج میں اندر بھیجا

ہوا مہاں ہے اگر اس کیساتھ

ایشاد و قرانی کی جانگی تو نہ شا

کے دربار میں جا کر تیرے کو

بجائے۔ رنج پر شکر گزار

سے نعمتوں ہی سے نہیں ختم

سے دصال ہوگا اور اتنی

بڑی نعمت ہے کہ دوسری

نعمتیں اس کے مقابلے میں

بھی ہیں۔ منہ تسلیم۔ لیکن کہتی

ہے کہ جب تو میرے قوی

طرح ہر حالت میں شکر گزار

کہ حضرت اسماعیل نے حضرت

ابراہیم کی اطاعت کی تھی تو

قرآن پاک میں حضرت ابراہیم

کا مقدر منقول ہے کہ انھوں

نے فرمایا قتالے سامین میں

نے خواب میں دکھایا کہ میں

تجھے ذی کرار ہوں اس پر

حضرت اسماعیل نے فرمایا تاکہ

جو آپ کو گم ہو جائے اکی تمیں

بکھے اور وہ اپنے آپ کو ذبح

کرانے پر آمادہ ہو گئے تھے ستر

برہم میں تجھے ناکر رہی ہوں

لیکن یہ بھلا ہوتا ہے اللہ

بقا ہے۔

لے ایک۔ یہ سر اگر چہ نفس

الانی میں کٹ نہیں رہا ہے

بائے بھلائی کی طرح سر کٹنے

سے بھلائی کی تعلیم دینا مقصود

ہے۔ لے خود اس انتظار کے

نتیجہ میں تیری لڑائی ہستی اور

دو ہمت ہو جائیگا پھر بقا باہ

ماصل ہوگا۔ اتمناں بچے کی

پہل حالت اگرچہ اس کے

خوشی تھی لیکن انتظار کے صد

کی حالت اس سے بدرجہا بہتر

ہے غذا بنانے کے بعد ماضی



۱۰ صفات مستطاب مرد  
صفات یعنی انسانی صفات۔  
ہستی حیوان۔ حیوان نباتات  
سے غوراک حاصل کرتا ہے  
لہذا نباتات کی موت ان  
کی ترقی کا سبب بنتی ہے۔  
اقتلونی۔ یہ تصور مخلوق کا  
قول ہے انھوں نے فرمایا  
کہ اسے یا رو مجھے قتل کر دو کہ  
میرے قتل ہونے میں ہی میری  
زندگی ہے جبکہ یہ ثابت  
ہو گیا کہ موت ترقی کا سبب  
ہے لہذا ان کا قول صحیح  
ثابت ہوا۔ جزو خلق کی کہ  
بازی جس میں مقابل کعب  
میرے پیش جابیں مرفشاہ  
بانی رہ جائے یا نصف ات  
ہے بات بازی میں خواہ مخواہ  
کو اس طرح مکر جانا کہ وہ نہ  
ہوئے یہ پوری بات ہے کہ  
آدم جب یہ ثابت ہو گیا کہ موت  
کے بعد اسی زندگی ہے تو قاتل  
ہو گیا کہ قتل ہی میں زندگی منفرد

۱۱ عمل و قول سچا حاصل و  
قول یعنی کی غذا بنکر بلندی  
حاصل کرتا ہے۔ اچھا۔  
اسی طرح نباتات انسان کا  
جزو بنکر بلندی حاصل کرتی  
ہے اس میں یعنی یہ کہ نور  
اوپر فنا کے بعد اعلیٰ مقام  
حاصل کرتی ہے۔ کارخان۔  
انسانی رعوں کے قتلے عالم  
بالا سے دنیا میں کا رہا کر کے  
لے آتے ہیں اور قطع نقصان  
کا کر واپس جاتے ہیں تو اصل  
مقام عالم بالا ہے پس جب  
دنیا سے جانا ہی ہے تو خوش ہو

آمدی و صورت باران تاب

تر بارش اور دھوپ کی صورت میں آیا

جزو شمس و ابر و انجسم ہادی

تو سورج اور ابر اور ستاروں کا جزو تھا

ہستی حیوان شد از مرگ نبات

نباتات کی موت سے حیوانات وجود میں آئے

چوں جنیں بر دلست مارا بعد ما

جبکہ ہماری ہمارے بعد صلیح کی حرکت ہے

فعل قول صدق شد قولک

سچا قول و فعل غرضتے کی روزی سنا

آچنان کاں طعمہ شد قوت بشر

اسی طرح کہو لغز جواں ان کی غذا بنا

ایں سخن را تر جمہ بہنا وے

اس بات کا مفصل بیان

کارواں دانم ز گردوں می زد

تافلہ ہمیشہ آسمان سے آتا ہے

پس بر شیریں خوش با اختیار

پس تو اپنے اختیار سے عمدگی اور خوشی سے جا

ز ان حدیث تلخ میگویم ترا

میں تجھے کڑی بات اس لئے کہتی ہوں

ز آب سرد و انکورا فسرده زہد

شندے پانی سے کھٹرا ہوا آنکھ پرش پانی لگتا

تو ز تلخی چونکہ دل پر خوش می

تو چونکہ کڑا دھت سے بر خون دل والا تھا ہے

می روی اندر صفات مستطاب

۱۱ اب، تو پاکیزہ صفات میں داخل ہو رہا ہے

نفس فعل و قول فکر تھا شادی

روح اور فعل اور قول اور فکر اور افکار میں گیا

راست آمد اقلونی یا ائقانات

سچ ثابت ہوا اسے مستند لوگو! مجھے قتل کر دو

راست آمد ان فی قتل حیات

یہ ثابت ہوا بیشک میرے قتل میں زندگی ہے

تا بدیں معراج شد عوے فلک

یہاں تک کہ وہ آسمان کی جانب اس بلندی پر گیا

از جمادی بر شد و شرب جالو

جمادیت سے بلند ہو گیا اور جامہ اور بن گیا

گفتہ آید در مقام دیگرے

دوسرے مقام پر کیسا جائے گا

تا تجارت میکت و امی رود

تا کہ تجارت کرے (اور) واپس جائے

لے تلخی و کراہت نزد وار

نہ کہ چودہ کی طرح کڑا دھت اور ناگوار

تا ز تلخیہا فروسویم ترا

تا کہ تجھ سے کڑا دھتیں دوسروں

سردی و افسردگی بیرون نہد

اپنی سردی اور غم کو باہر نکال دے گا

پس ز تلخیہا ہمہ بیرون شوی

پھر تلخیوں سے پوری طرح جدا ہو جائیگا



ہر کہ او اندر بلا صابر نشد

یو مصیبت میں صابر نہ بنا  
فارغ آئی گرتو ریزند خل

اگر تجھ پر سرک فامیں (اور) ترپے ٹکریے  
سنگ شکاری نیست او راطوق نیست  
جس کے غم میں پڑے نہیں ہے وہ شکاری گانہ سنج

مقبل ایں درگہ فاخر نشد

اس قابل نور و گاہ میں مقبول نہ بنا  
آں ناماں شیریں شوی همچوں غسل

اُس وقت تو خہد کی طرح یثب ہوگا  
خام و ناجوشیدہ جزئیے دق نیست  
کچا اور خوش نہ رہا جو سولے بے ذائقہ کے کہ نہیں ہے

تمثیل صابر شدن مومن چوں او بر سر بلا واقف شود  
مومن کے صابر ہونے کی مثال جبکہ وہ مصیبت کے راز سے واقف ہو جائے

آں خود گفت از چنین استی

اُس نے اپنے کہا اے بی بی! اگر ایسا ہے  
تو دریں مجوشش چو معمار منی  
بحکمہ اس جوش دینے میں میری تعمیر کرنوالی ہے

ہمچو سلیم بر سرم زن زخم داغ  
میں باقی کی طرح ہوں میرے سر پر زخم داغ

تا کہ خود را در دم در جوش من  
تا کہ میں اپنے جوش دکھانے میں خودی کو دیدلا

ز آنکہ انساں در غنا طامعی شود  
کیونکہ انسان بے فکری میں سرکش نہ جاتا ہے

پیل چوں در خواب بندہ بندہ  
جب اچھی خواب میں ہندوستان کو دکھاتا ہے

خوش بچو شمع یار یکم وہ راستی

مجھے خوب جوش دینے میری مدد کرتی کہتی ہے  
کفچلیم زن کہ بس خوش میزنی  
میرے کفگیر مارا کیونکہ تو اچھا مارتی ہے

تا نہ بنیم خواب ہندستان باغ  
تا کہ میں ہندوستان اور باغ کا خواب نہ دیکھوں

تا ہے یا یکم دریں آغوش من  
تا کہ میں اس آغوش میں راستہ پاؤں

ہمچو پیل خواب میں باغی شود  
خواب بچھنے والے اچھی کی طرح باغی نہ جاتا ہے

پیلیاں رانشو و آرد و عشا  
پیلیاں کی نہیں سنتا ہے دغا بازی کرتا ہے

من چو تو بودم ز اجزائے زمیں

میں تیری طرح زمیں کے اجزاء میں سے تھی  
پس پذیرا شتم و آند ز خوری  
تب میں مقبول اور لائق بنی

آں سستی گوید ورا کی پیشانی

وہ بی بی اُس سے کہتی ہے کہ اس سے پہلے  
چوں پیوشیدم جہاز اذری  
جب میں نے آتشیں باکس پہنا

لہ ہر کہ مصائب پر صبر

مقبولیت کا سبب ہے۔  
فارغ انسان میں صبر یہ

برداشت پیدا ہو جائے کتب  
بازوں سے اس میں تکی پیدا  
نہ ہو تو وہ خہد کی طرح شیریں

بن جاتا ہے۔ سنگ گشتا  
پتے کی مصیبت جھیل کر  
شکاری بنتا ہے انسان مصائب

کے ذریعہ بچتے ہو کہ خوش ذائقہ

بنتا ہے۔  
آں خود جب چنے کو  
یہ احساس ہو گیا کہ مصائب

تکمیل کا ذریعہ ہیں تو وہ مصائب  
برداشت کرنے پر غمہ چٹانی  
سے راضی ہو گیا۔ تو دریں تیری

حکیم رسانی میری تکمیل کا  
سبب ہے تیری ایذا رسانی  
اب میرے لئے راحہ کجیب

ہے۔ چچو باقی ہندوستان  
کا بار نہ ہے دوسرے ملک  
میں کچھ کہ جب وہ خواب میں

ہندوستان کو دیکھتا ہے تو  
نست ہو کر سرکش ہو جاتا  
ہے پھر افس اس کو دروہ راست

پر جاتا ہے۔  
سکھتا کہ زمین ان مصائب  
اور مجاہدوں کو دیر سے میں

آخری رحمت میں راہیاب  
ہو جاؤں۔ آں سستی۔ اُس بی بی  
نے چنے سے کہا کہ میں اب بناتی

آجہا سے بنی ہوں۔ چچوں۔  
میں نے تکالیف اور مصائب  
برداشت کئے تب کہہ بنی

ہوں۔



تھے تھے ایک دم تک  
خارجی مصائب اٹھائے اور  
بدلی بھاری کئے ہیں۔  
ان مصائب کے فہرستے  
جس باطنی بیدار ہوئے ہیں  
اظہار صاحب مدح بنکر  
تیری آستاد بنی ہوں۔ وہ ملک  
یہیں میں جب جہادیت سے  
ترقی کر رہی تھی تو کہتی تھی کہ  
یہ ترقی اس لئے ہے کہ میں  
السان کاظم و صفت ہوں۔  
مثنوی یہی اسان بچوں  
مثنوی۔ اب جبکہ مدح بگنی  
ہوں تو روح حوالی سے بلند  
مرتبہ حاصل کرنا چاہئے۔

اللہ از خدا رتوں کہیں  
نکڑے یہ بچہ ہوا کہ ان کے فکر  
سے اللہ کے ساتھ اتحاد ذاتی  
تک ترقی نہ ہو کر جائے ہیں  
لئے لڑتے ہیں کہ خدا سے نما  
کرنا کہ تو بھی مطلب سمجھ کے  
اور گراہ نہ ہو جائے اللہ کے  
ساتھ اتحاد ذاتی کا مقصد لگ رہا  
ہے۔ تو کہ جس طرح قرآن سے  
کچھ کی فہم گراہ ہوئے ہیں مثنوی  
سے بھی ہو سکتے ہیں مگر کس  
اس میں قرآن کا تصور نہیں  
بلکہ اسی کو باطن کا تصور ہے۔  
اللہ آں۔ وہاں میں شہر  
میں سا فرما اور عالم آخرت کا  
طالب تھا کہ حضرت امامین  
رضی اللہ عنہما کا فہم ہے۔۔۔

حاجت روا چکر میں کا اصل  
مقصد ذاتی انفرادی تھا۔  
حضرت علی کو سولی دی گئی  
مگر نہ ممکن ہے ہوا ہو کہ  
حضرت ابراہیم کو جب فروغ  
آگ میں ڈالا تو حضرت جبریل نے

تو کہ وہاں کی تشریف آوری ہو۔

مَدَّتے جو شیدہ ام اندر ز من  
ایک مدت تک میں نے زمانے میں جوش کھایا ہے  
زین دو جوشش قوتِ سہا شد  
ان دو جوشوں سے میں حشوں کی طاقت بنی ہوں  
در چادی گفتے زان می زوی  
میں جہاد ہونے کی حالت میں کہ تھی کہ تو اس کے متعلق ہو گیا  
چوں شدی تو روح پس بار دگر  
جب تو روح ہو گئی، پھر دوبار  
از خدا می خواہ تا زین مکتہا  
خدا سے دعا کر، تاکہ ان محنتوں سے  
زانکہ از قرآن بے گم رہ شند  
اس لئے کہ بہت سے لوگ قرآن سے گمراہ ہوئے ہیں  
مر زین رانیت جرمے لے عثود  
لے سر کھس اس کا کوئی قصود نہیں ہے  
جانب آں عاشق بیخوشی ہاں  
اچس بے غور عاشق کی جانب چلا

مَدَّتے دیگر درون دیگ تن  
پھر ایک مدت تک جسم کی دیگ میں (جوش کھایا)  
روح گشتم پس ترا آتش شد  
میں روح بن گئی ہوں پھر میں تری آتش بن گیا ہوں  
تا شوی علم و صفات معنوی  
تاکہ تو معنی کا علم، اور صفات بن جائے  
جوش دیگر کن ز حیوانی گذر  
دوسرا جوش کما کر حیوانیت سے گذر جائے  
در نہ لغزی و رسی در منتہا  
لغزش نہ کھا جائے اور انجام تک پہنچے  
زان رسن قومے درون چہ شند  
اسی رسی کے ذریعہ ایک قوم کو میں میں لگا گیا ہوں  
چوں ترا سودائے سر بالا بنود  
جبکہ جسے ہی سر ہمارے کا خیال نہیں ہے  
کہ دران مسجد چہ کرد از امتحاں  
کہ اس نے اس مسجد میں آزمائش میں کیا کیا

باقی قصہ مہمان آں مسجد مہمان کش و ثبات صدق غم و  
ان مہمان کو مار ڈالنے کا حال مسجد کے مہمان کا قصہ اور اس کے علاوہ کی تہائی اور جاؤ (کا قصہ)

آں غریبے فہرستہ سر بالا طلب  
اُس شہر کے پر دہی عالم، باد کے طالب نے  
مسجد! اگر کر بلائے من شوی  
لے مسجد! اگر تو میری کر بلا بنے گی  
ہیں مرا بلزار لے بلزیدہ یار  
لے منتخب دست! خبردار مجھے اجازت ہے  
گر شیدا اندر نصیحت جبریل  
اگر تم نصیحت کرنے میں جبریل جو

گفت می خشم دریں مسجد شب  
کہا میں رات کو اسی مسجد میں سوؤں گا  
کعبہ حاجت روائے من شوی  
تو میری حاجت کو پورا کرنے والا کعبہ بنے گی  
تا زین بازی کھم منصور وار  
تاکہ منصور (موجود) کی طرح (اور تو کی کیل کیوں  
می نخواہد عثود در آتش خلیل  
اور آگ میں علیل (اٹھ) مدد نہیں چاہتا ہے



جبرئیل ازو کہ من آفرختہ

اے جبرئیل! جا کہ میں جسلا ہوا

جبرئیل اگرچہ یاری میکنی

اے جبرئیل! اگرچہ تو مدد کر رہا ہے

اے برادر من بر آذر چاہکم

اے بھائی! میں آگ پر تیسرہ ہوں

جان حیوانی فزاید از علف

حیوانی جان، جو چارہ سے بڑھتی ہے

گر گشتے ہمیزم او مہتر مہرے

اگر وہ ایندھن نہ بنی، تو یہ مسکن

باد سوزان ستایں آتش بدل

سہولے یہ آگ، مشتعل ہوا ہے

عین آتش در آتیر آمد یقین

اصل آگ یقیناً کڑہ آتش میں ہے

لاجرم پر تو نپاید ز اضطراب

لا محالہ پر تو بے چین کی دھڑ سے ناپائیدار ہے

قامت تو برقرار آمد بساز

تیرا قدر سکون کی دھڑ سے برقرار ہے

زانکہ دیر تو نپاید کس ثبات

اسلئے کہ سائے میں کوئی ٹھنڈا نہ ہوگا

ہیں وہاں برہند فتنہ لب کشاو

خبردار! سنہند کہ لہ فتنہ لب کشائی کی ہے

فتنہ زادو کرد عالم را خراب

فتنہ پیدا ہو گیا ہے اور اسے دنیا کو تباہ کر دیا ہے

چوں مراتب گرد و دہانگ شد

جب حقیقتیں دلوں کے چاروں طرف بک

ہو گئی ہیں

بہترم چوں عود و غیر سوختہ

بہتر ہوں، جیسا کہ جلا ہوا عود، اور غیر

چوں برادر یاسداری میکنی

(اور) بھائی کی طرح میری حفاظت کر رہا ہے

من نہ آں جانم کہ گرد و پیش کم

میں وہ جان نہیں ہوں جو گھٹ بڑھ سکے

آتش بود او جو ہمیزم شد تلف

آگ ہے وہ ایندھن کی طرح ختم ہو جاتی ہے

تا ابد معمور و ہم عالم بر بے

آبدیک آباد اور آباد کرنے والی میں ہوتی

پر تو آتش بود نے عین آں

آگ کا پر تو ہے، نہ کہ بیستہ آگ

پر تو و سایہ و نیست اندر زمین

زمین میں اس کا پر تو اور سایہ ہے

سوئے معدن باز مسکرو و شتاب

جلد معدن کی طرف لوٹ جانا ہے

سایہ ات کوثر دے یک دم دراز

تیرا سایہ کبھی چھوٹا ہے، کبھی دھار ہے

عکسہا و اگشت سوئے اُفتات

عکس، اُفتات کی طرف لوٹ جاتے ہیں

تشکّر آرا اللہ اعلم بالرشاد

تفان برت، خدا راستی کو زیادہ جانتا ہے

شرق و غرب افتاد اندر اضطراب

مشرق اور مغرب بے چین میں مبتلا ہو گئے ہیں

ہر یکے بادیگرے در جنگ شد

ہر ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی میں لگ

گیا ہے

لہ چوں عود۔ اگر اور غیر

کے جلنے پر غصہ ہو سکتی ہے۔

جبرئیل جبرئیل سے اس بھائی

کو نصیحت کرنے والے لہ لہ

اور عین سے مراد خود وہ بھائی

ہے اسلئے کہ زور بھائی نصیحت

کر نیوے سے کہتا ہے کہ میری

لذت حیوانی روح نہیں ہے

جس میں گشتا زار و مضاعف ہوتا

ہے، بلکہ حیوانی حیوانی روح

غذائے بڑھتی ہے اور صرف

ایک شعلہ ہے جو ایندھن کی

طرح ختم ہو جاتا ہے۔

۲۶ گر گشتے۔ اگر انسانی بھائی

آتش شہرت اور غضب کا

ایندھن نہ بنے تو وہ خوب بے

پہلے خود بھی سوتلے اور

دوسروں کو بھی سوتلے بنائے۔

آدمیوں کا آتش غضب و

شہرت کے فانی ہونے کو سستی

آتش کے فانی ہونے سے

سمجھاتے ہیں کہ یہ دنیا کی آگ

سب آتش کا پر تو ہے پر تو اور

سایہ ناپائیدار ہوتا ہے نہ سکون

یعنی کرۂ اقصیٰ۔

۲۷ قامت تو برقرار آمد بساز

کی آگ کا آتش کڑہ کا پر تو اور

ناپائیدار ہونا اسی طرح سمجھو

میں اس انسان کا خدا اور اس

کا سایہ۔ عکسہا پر تو اور سایے

اصل کی طرف لوٹ جاتے ہیں

ہیں۔ مولانا کی مثنوی پر کچھ لکھا

نے اعتراضات کئے یہاں سے

مولانا اس کی طرف متوجہ کرتے

ہیں۔ ۲۸۔ اعتراضات کا فتنہ۔

چوں مراتب طغوی کے معانی

مغنا میں ایک لوگوں کی صفائی

نہیں ہے اسلئے جنگ و جدل



گفتگو بسیار شد خاش مژدم

بیان بہت ہو گیا امیں چپ ہو گیا  
در تو کوئی موجب فتنہ نہ بود  
اگر تو کہے کہ فتنے کا سبب کیا تھا

مسئلہ تسلیم کروم تن زردم

میں نے بات ان کی میں کاموش ہو گیا  
باز گویم گوش کن چوں غم فزود  
چونکہ غم بڑھا ہوا ہے میں پڑتا ہوں آتش

ذکر خیال بداندیشیدی قاصر فہماں

کم سمجھ لوگوں کی بداندیشی مثنوی خیال کا ذکر

پیش زان کایں قصہ تاملخص

اس سے پہلے ہی کہ یہ قصہ غائے تک پہنچے  
من نمی رنجم ازیں لیک اس لکد  
میں اس سے رنجیدہ نہیں ہوتا ہوں لیکن یہ دوستی

خوش بیاں کرداں حکیم غزلوی

اس طوطی دالنے بہت اچھی بات کہی ہے  
کہ زقرآن گرنہ بیند غیر قال  
کو اگر قرآن میں سوائے لفظوں کے کچھ نہ دیکھیں

کز شعاع آفتاب پُر زور

کیونکہ نور سے بھرے ہوئے سورج کی شعاعوں سے  
خریطے ناگاہ از خر خانہ  
گدھوں کے طوطے سے ایک امتی نے اپنا ک

کایں سخن کیست یعنی مثنوی

یہ بات یعنی مثنوی گھٹیا بات ہے  
نیست ذکر و بحث اسرار بلند  
بلند اسرار کی بحث اور ذکر نہیں ہے

از مقامات تبشیل تافنا

خلوت سے فنا تک کے مقامات  
شرح وحدہ ہر مقام منزلے  
ہر مقام اللہ ہر منزل کی شرح اور خدا ہوتا

وود و گندے آداز اہل خد

حاصل دل کی جانب سے دھواں اور بدہوشی  
خاطر سادہ دے لے لے گند  
کسی سادہ دل کی طبیعت کا بچا کرے گی

بہر مجوہاں مشال معنوی

ہشتادوں کے لئے ایک باطنی مشال  
ایں عجب نبود ز اصحاب ضلال  
تو گراہوں سے یہ لقب کی بات نہیں ہے

غیر گرمی می نیابد چشم کور

انہی آنکھ گرمی کے سوا کچھ محسوس نہیں کرتی  
سربروں آوز دجوں طعانہ  
طعن باز کی طرح سر اُٹھا ما

قصہ پیغمبرست پیری

پیغمبر اور ان کی پیری کا قصہ ہے  
کہ دو اندر اولیا زان سوسمند  
کو اولیاء اس طرف گھولدا دوٹاپیں

پایہ پایہ تا ملاقات خدا

درجہ درجہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات تک  
کہ بہر پُر زور بر پردہ صاحب دلے  
تاکہ پردوں کے ذریعہ صاحب دل اُس سے نہ

لے گفتگو یعنی اعتراضات  
اور جوابات۔ غم زد و چونکہ  
طبقات بہت اندر سے ہیں  
لے فتنہ کا سبب بیان کرنے  
پر مجبور ہوں درندہ خاموشی  
انتہا کر لیتا کہ جس قصہ یعنی  
مسجد کے مہمان کا قصہ۔

لے من نمی رنجم بلکہ شرمین  
پر غصہ کوئی رنج نہیں ہے  
لبوں میں جواب نہ دیتا لیکن  
خیال ہے کہ اگر جواب دے گا  
تو مفسر ضعیف کی دو تپاں سارا  
دل لوگوں کو گراہ کر دیں گی۔  
علیہ غزوی میسر شاہی بیت لکھ  
علیہ مجوہاں۔ وہ لک جو نور  
سوزت سے محروم ہیں۔

کہ زقرآن یعنی گراہوں کی کچھ  
مفسر قرآن کے لفظوں تک  
بند کر شعاع۔ ان کی خیال  
چوہا در کی سی ہے جو سبب  
کے نور سے محروم ہے اور صرف  
گرمی کا احساس کرتی ہے۔  
سے حلیہ بڑی بیکار، امتی  
طعانہ یعنی طعن کرنے والا۔  
کہ دو اندر۔ اس میں اصحاب  
معرفت کی ترقی کی کوئی چیز  
نہیں ہے۔ از مقامات۔  
یعنی مثنوی میں آیات اور  
فصول تمام کے قصوں کے  
مراتب کا ذکر ہونا چاہیے تھا  
اور اس کا کہیے ہر منزل اور  
نقارہ کی نشاندہی ہونی چاہیے  
تقریباً۔ لوگوں سے انتہا۔  
خلوت۔



جملہ سترائے فسانہ است و قسول  
 سب سراسر افسانہ اور گور کہ دھند ہے  
 چون کتاب اللہ بیامد ہم پران  
 جب اللہ کی کتاب آئی اس پر بھی  
 کہ اساطیر ست و افسانہ نثرند  
 کہ بچان کہیا بیانہ اور افسانہ ہے  
 کو دکان خرد و فہم می کنند  
 اس کو بچولے بچے سمجھ لیتے ہیں  
 ذکر آدم گسترم و ابلیس مار  
 آدم، گھبر، شیطان اور مار کا ذکر ہے  
 ذکر نوح و کشتی و طوفان تن  
 نوح، کشتی اور ہم کے طوفان کا ذکر ہے  
 ذکر اسمعیل و ذبح و جبریل  
 اسماعیل، ذبح اور جبریل کا ذکر ہے  
 ذکر یوسف و ذکر زلف و خروش  
 یوسف کا ذکر ہے اُنکی بن کمانی چوئی زلف  
 ذکر بلقیس و سلیمان و سبا  
 بلقیس اور سلیمان اور سبا کا ذکر ہے  
 ذکر طہالوت و شعیب و صوم او  
 طہالوت اور شعیب اور باس کے روزے کا ذکر ہے  
 ذکر حمل مریم و نخل و مخاض  
 مریم کے حمل، مجبور اور درد زہ کا ذکر ہے  
 ذکر صالح، نادر و تقسیم آب  
 صالح (انکی) اور نخل اور پانی کی تقسیم کا ذکر ہے  
 ذکر الیاس و عزیز و موت او  
 الیاس اور عزیز اور انکی موت کا ذکر ہے

کو دکان قصہ بیرون و درون  
 اندر اور باہر سے بچکاغرتہ  
 این چنین طعنہ ز دندان کافران  
 ان کافروں نے اس طرح کے طعنے دیے  
 نیست تحقیق و تعمق بلند  
 کوئی تحقیق اور بلند سمجھائی نہیں ہے  
 نیست جز ابر پند و ناپسند  
 (انہیں) پسندیدہ اور ناپسندیدہ احکام کے سوا کچھ  
 ذکر ہود و باد و ابراہیم و ناز  
 ہود، باد اور عوا اور ابراہیم اور ناز کا ذکر ہے  
 ذکر کنعان و سر از خط تافتن  
 کنعان اور حکم سے منہ موڑنے کا ذکر ہے  
 ذکر قصہ کعبہ و اصحاب فیل  
 کعبہ کے ارادے کا اور باغی والوں کا ذکر ہے  
 ذکر یعقوب و زلیخا و عمش  
 یعقوب اور زلیخا اور اس کے ہم کا ذکر ہے  
 ذکر داؤد و زبور و اوریہ  
 داؤد، زبور اور اوریہ کا ذکر ہے  
 ذکر یونس و ذکر لوط و قوم او  
 یونس کا ذکر ہے، لوط اور انکی قوم کا ذکر ہے  
 ذکر زکریا و یحییٰ و ریاض  
 زکریا، اور یحییٰ اور باغوں کا ذکر ہے  
 ذکر ادریس و مناجات جواب  
 ادریس اور انکی سرگوشی اور جواب کا ذکر ہے  
 ذکر قارون و زمیں و فتن فرو  
 قارون اور زمین میں دھنسنے کا ذکر ہے

۱۔ جو کہ مثنوی میں نہیں ہے  
 کہ اس مثنوی میں تو صرف  
 قصے اور کہانیاں ہیں اور  
 یہ مثنوی ظاہری و باطنی اعتباراً  
 سے طفلانہ قصوں سے لبریز  
 ہے۔ چون کتاب اللہ میں  
 نے قرآن پر بھی اسی طرح کے  
 اعتراضات کئے تھے کہ وہ  
 محض بچہ قصے ہیں ایسی کوئی  
 بلند پایہ مثنوی نہیں ہے۔  
 ۲۔ اگر پسند۔ یعنی طلال  
 و حوام۔ تاکتیں۔ یعنی ان کی  
 حکم جہولی کا بیان۔ ذکر۔  
 یعنی قرآن میں ان چیزوں کا  
 ذکر ہے جو آئندہ تیر و مشرور  
 میں مذکور ہیں۔



ذکرِ ایوب و صبری و ربکا

ایوبؑ از مصیبت میں (ان کے) صبر کرنے کا ذکر ہے

ذکرِ موسیٰ و شجر طور و عصا

موسیٰؑ اور درخت، طور اور عصا کا ذکر ہے

ذکرِ عیسیٰ و عروجش بر سما

عیسیٰؑ اور ان کے آسمان پر چڑھنے کا ذکر ہے

ذکرِ فضلِ احمد و خلقِ عظیم

احمدؑ کی فضیلت اور ان کے بلند اخلاق کا ذکر ہے

ظاہرست و ہر کسے پے می برد

(یہ سب) ظاہر ہے اور ہر شخص جانتا ہے

گفت اگر آساں نمایاں بتو

فرمایا اگر تجھے یہ آسان نظر آتا ہے

جہان و انسان و اہل کار

جہان، انسان، اور کام کے لوگ

لے ظاہرست۔ یہ ساری باتیں

سب کو معلوم ہیں قرآن میں

وہ مضامین کہاں ہیں جن سے

عقلیں رنگ ہو جائیں، گفت۔

معترضوں کے جواب میں قرآن

نے کہا ہے کہ اگر قرآن تمہیں ایسا

ہی آسان نظر آتا ہے تو تمام

جوتہ و انس اور دیگر مخلوق کو

ایک آیت قرآن جیسی بنا لاؤ۔

لے اِنی لِقُرْآن قرآن کا ایک

توضیحی ترجمہ اور مثنوی میں پھر ان

مثنوی میں مثنوی میں اسی طرح

تہ در تہ سات مثنوی تک یہ سلسلہ

ہے ان معانی کے کچھ مترادف

تک غم و فرست کے تفاوت

کے اعتبار سے متعبدین اور ملا

کی کچھ ہے اور کچھ مراتب سے

مرف علم اذکا تعلق ہے مثنوی

ہے کہ اسرار و حکم کے بیان میں

دی مثنوی مستحق ہے جو الفاظ

قرآنی اور ظاہر کے خلاف نہوں۔

لے حق و مرد و معترفی کرتا اظہر

وجہ، ایسے اسرار رکھتی جاتی

تھے کہ دوسرے صحابہؓ ان میں

حیران ہو جاتے تھے بظنِ مومن

معانی کی اس تہ میں سب کی

عقلیں گم ہو جاتی ہیں بظنِ مجاہد

معانی کی چوتھی منزل تک عقل

انسانی کی رسائی نہیں ہے۔

ذکرِ اسرائیلیاں و رتیر لا

ہجرتیہ میں اسرائیلیوں کا ذکر ہے

خلع نعلین و خطابات عطا

جوتہ اتارنے، اور خطابات اور بخشش کا ذکر

ذکرِ ذوالقرنین و خضر و ارمیا

ذوالقرنین، اور خضر اور ارمیا کا ذکر ہے

کہ قمر از معجزاتش شد دو نیم

کہ چاند ان کے معجزے سے دو ٹوٹ کر ہو گیا

کو بیاں کہ گم شود دروے خرد

وہ بیان کہاں ہیں جن میں عقلیں گم ہو جائیں؟

ایچنین یک سورہ کوئے سخت

اسے بجا دی بات کرنے والے ہیں ایک صورت

گوئے آیت ازیں آساں بیا

کہہ دے اس آسان کی ایک آیت لے آئیں

تفسیر حدیث اِنَّ الْقُرْآنَ ظَهْرًا وَبَاطِنًا وَلِبَاطِنِهِ

اس حدیث کی تفسیر کہ قرآن کا ظاہر اور باطن ہے اور اس کے باطن کا

بَاطِنٌ اِلٰی سَبْعَةِ اَبْطِنٍ

باطن ہے سات باطنوں تک

زیرِ ظاہرِ باطنے بس قایمست

(اور) ظاہر کے نیچے ایک مضبوط باطن ہے

خیرہ گرد و اندر و فکر و نظر

جس میں فکر و نظر میراں چرمالی ہے

کہ در و گرد و خرد ہا جملہ گم

کہ اس میں تمام عقلیں گم ہو جاتی ہیں

جز خدائے بے نظیر و بے ندید

لائیل اور لامشب یک خدا کے سرا

حرفِ قرآن را بداں کہ ظاہر

سہلے کہ قرآن کے لفظ (اُمس) کا ظاہر ہیں

زیرِ آں باطن یکے بطنِ دگر

اس باطن کے نیچے ایک دوسرا باطن ہے

زیرِ آں باطن یکے بطنِ سوم

اس باطن کے نیچے ایک تیسرا باطن ہے

بطنِ چارم از بنے خود کس ندید

قرآن کا چوتھا باطن کسی نے نہیں دیکھا



ہمچنین تاہفت نظیر اذوالکرم  
لے بچلے ایسی طرعات باطن تک

توز قرآن اے پس ظاہر میں  
اے بیٹا! تو قرآن کے (صرف) ظاہر کو نہ دیکھ

ظاہر قرآن جو شخص آدمی ست  
قرآن کا ظاہر آدمی کے جود کی طرح ہے

مرد را صد سال غم و خال او  
تو سال تک انسان کے اچھا اور گھماں

می شمر تو زین حدیث معتصم  
تو اس محفوظ حدیث سے گن لے

دیو آدم را نہ بیند جز کہ طیس  
شیطان نے آدم کو سوائے مٹی کے کچھ نہ دیکھا

کہ نقشش ظاہر جانش خفی ست  
کرا کے نقش ظاہر ہیں اور اس کی روح پوشیدہ

یک سر موئے زبید حال او  
اس کی حالت کا بال برابر نہیں دیکھ سکے ہیں

ایک سر موئے زبید حال او  
اس کی حالت کا بال برابر نہیں دیکھ سکے ہیں

بیان آنکہ رفتن انبیاء و اولیاء علیہم السلام بگو بہا و غار  
اس کا بیان کر انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کا پہاڑوں اور غاروں میں جانا لینے

جہت پنہاں کردن خوش نیست جہت خویش خلق بلکہ  
آپ کو پوشیدہ کرنے کیلئے ہے اور خلق کے بدیشان کرنے اور ڈر کی وجہ سے بلکہ غم کے

جہت ارشاد خلق ست و یا نمودن تحریض انقطاع از دنیا بقدر  
بقدر ارشاد خلق سے رہنے کے ہائے میں لوگوں کی ہدایت اور رہائی اور براہِ حقہ کرنے کیلئے ہے

آنکہ گویند اولیاء در کئے بوند  
لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اولیاء ہاڑوں میں بچے ہیں

پیش خلق ایشان فرا صد کہ اند  
خلق کے سامنے (رہتے ہوئے بھی) اور پہاڑوں کی

پس چرا پنہاں شود کہ جو بوند  
تو کیوں چھپے، پہاڑوں کو کیوں تلاش کرے

حاجتش بنو و بسوئے کہ گزرت  
اسکو پہاڑوں کی جانب بھاگنے کی کوئی ضرورت

چرخ گردید و ندید او گرد جان  
آسمان گھوما اور اس نے دیکھ کر (کراہی) نہ کیا

اور عوام میں سیکڑوں پہاڑوں اور دیاؤں کی دُوری ہے تو ان کو چھپنے کی کیا ضرورت ہے۔ کوئی چیز  
ان کے بلند مقام تک قدامت کی نگہ دور بھی نہیں ہے۔ تعزیت: شاعر اذیتل ہے کہ آسمان نے کالوا  
نیلا لباس ای غم میں پہنا ہے کہ وہ اولیاء کے مراتب تک نہ پہنچ سکا۔

لے مدحیہ مستقیم ہیں مدح  
جو عنوان میں مذکور ہے اور جو

خلقی سے محفوظ ہے۔ تو قرآن  
قرآن میں الفاظ کو نہ سمجھو بلکہ

قرآن اُن تہ بہ تہ معانی اور  
الفاظ کا مجموعہ ہے۔ تو بعض

ظاہر پر نظر کرنا شیطان کا کام  
ہے۔ ظاہر قرآن۔ قرآن کے

الفاظ اور اُن میں پوشیدہ  
معانی کی مثال انسان کی

صورت اور اُس کے باطنی  
اور روحانی اوصاف کی سی

سمجھو۔ مژدرا۔ ایک انسان  
خواہ وہ تمہارا کتنا ہی قوی

عزیز ہو تم اُس کے باطنی  
اوصاف سے غافل رہتے

جو۔  
تک بیان مولانا نے یہ سمجھا

کہ باوجود قرب کے انسان  
کے باطنی احوال عوام سے

غفل رہتے ہیں تو اب اس  
خیال کی تقلید کرتے ہیں کہ

اولیاء اپنے آپ کو چھپانے  
کے لئے جنگوں اور پہاڑوں

میں چلے جاتے ہیں اور فراتے  
ہیں کہ بزرگوں کی حرکت شیخی

اپنے آپ کو چھپانے کے لئے  
نہیں ہے۔ ان کے اوصاف

تو بہر حال عوام پر چھپے رہتے  
ہیں بلکہ لوگوں کو حرکت دینا

کی تعلیم دینے کے لئے ہے۔  
تک کہ وہ پہاڑ اور غار سے

یعنی اولیاء عوام میں رہتے  
ہوئے بھی اُن سے پہاڑوں

کی بلند پر ہیں اُن کے  
اوصاف تک عوام کی پہنچ

کواں ہے پس۔ جہان میں



لے گر نظاہر پری پنہاں  
میں بھی انسان کی نظر سے  
پوشیدہ ہے ترا کے اوصاف  
کا پوشیدہ رہنا اس قدر  
تعبیب خیز نہیں ہے جقدر  
انسانوں کے اوصاف کا پوشیدہ  
رہنا کیونکہ وہ نگاہوں سے  
پوشیدہ ہی نہیں ہیں۔ آدمی  
جسہ عام آدمیوں کے اوصاف  
میں پنہنا دشوار ہے تو حضرت  
آدم کے اوصاف تک کیسے  
پنہنا جاسکتا ہے

لے تشبیہ۔ اولیاد اور اولیاء  
کے کلمہ کو حضرت موسیٰ کا عصا  
اور حضرت عیسیٰ کا چمڑا  
مازا سمجھ کر نظاہر معلوم ہو جی  
تھیں لیکن ان کے باطن کمال و  
اوصاف حیرت انگیز تھے۔

دیکھ حق معرفت خدایہ ہو  
ان تلوک بین اذہم شکفا  
بین ما مشفقین من کما یبع  
الفرحون لقلب ولجود یفوق  
کینہ تشا و یقینا تمام ہی آدم  
کے قلب تک کی طرح اللہ  
تعالیٰ کی دوا نگلیوں کے دریا  
ہیں ان کو جس طرح چاہتا ہے پش  
ہے میں جس طرح معلوم ہوئی اور  
دم جن میں حضرت حق تعالیٰ  
کے نامہ حرکات ہیں ایسی  
مومن کے دل پر ہی حضرت حق  
تعالیٰ کے خصوصی تقررات ہیں۔  
لے موت۔ حضرت عیسیٰ کی پچھ  
سے مرنے نہ ہوا تھا۔ جس  
یافت میں یہ دیکھ کر معلوم ہو گیا  
ہے آسمان سے مائل ہو جاگی  
خطات حضرت موسیٰ کے عصا  
کی طرح ہیں۔ دیکھو میں ہر

گر نظاہر آں پری پنہاں بود  
اگرچہ بظاہر، پری پوشیدہ ہوتی ہے  
نزد عاقل زان پری کہ مقصرت  
عقل کے نزدیک اس پری سے جڑ پوشیدہ ہے  
آدمی نزدیکِ عقل چون خفی ست  
جیکہ عقل کے نزدیک آدمی پوشیدہ ہے

آدمی پنہاں تر از پریاں بود  
آدمی پرلوں سے زیادہ پوشیدہ ہوتا ہے  
آدمی صد بار خود پنہاں تر ست  
آدمی سو گنا زیادہ پوشیدہ ہے  
چوں بود آدم کہ در غیب او صفی ست  
قرآن آدم کا کیا حال ہوگا جو عالم غیب کے برگزیدہ ہے

تشبیہ صورت اولیاء و صورت کلام اولیاء صورت عصا  
اولیاء کی صورت اور اولیاء کے کلام کی صورت کی تشبیہ حضرت موسیٰ  
موسیٰ اور صورت فسون عیسیٰ  
کے عصا اور حضرت عیسیٰ کے دم کرنے کی مسکن

آدمی پچھو عصاے موسیٰ ست  
آدمی (حضرت) موسیٰ کے عصا کی طرح ہے  
دیکھ حق بہر داد و بہر زین  
عطا اور زینت کیلئے اللہ (تعالیٰ) کے ہاتھ میں  
ظاہر ش جو ہے لیکن پیش او  
اس کا ظاہر فقیر ہی ہے، لیکن اس کے سامنے  
تو میں افسون عیسیٰ حرف و صوت  
(حضرت) عیسیٰ کے دم کرنے میں تو حرف اور آواز کو شک  
تو میں افسونش آں لہجات پست  
ان کے دم کرنے میں تو میرے لیے کو نہ دیکھ  
تو میں مراں عصا را سہل فت  
تو اس عصا کو آسانی سے مائل ہو جائیو لاندیکہ  
تو زوری دیدہ چتر سیاہ  
تو نے اللہ سے سیاہ ہمزہ دیکھ لیا ہے  
تو زوری می زبانی جز کہ گرد  
تو زوری سے سوائے گرد کے کچھ نہیں کہتا

آدمی پچوں فسون عیسیٰ ست  
آدمی (حضرت) عیسیٰ کے دم کرنے کی طرح ہے  
قلب من ہست بین الاضعیین  
مومن کا دل، دوا نگلیوں کے دریا میں ہے  
گون یک لقمہ جو یکشاید گلو  
جب وہ تنہا کھڑے، قائم ایک لقمہ ہے یہ  
آں ہیں کزے کریاں گشت مو  
یہ دیکھ کہ اس سے موت بھاگ گئی ہے  
آں نگر کہ مردہ بر جبت شوست  
یہ دیکھ کہ مردہ کھڑا اور بیٹھ گیا  
آں ہیں کہ بحر انحرار اشکافت  
یہ دیکھ کہ اس نے بحر انحرار کو چسپاں کر دیا  
یک قدم یا پیش نہ بلکہ سیاہ  
ایک قدم آگے نہ بلکہ کو دیکھ  
اند کے پیش آہیں در گرد مرد  
تھوڑا سا آگے آ، گرد میں مرد کو دیکھ

تو اللہ کی نظر سے پوشیدہ ہے ترا کے اوصاف کا پوشیدہ رہنا اس قدر تعبیب خیز نہیں ہے جقدر انسانوں کے اوصاف کا پوشیدہ رہنا کیونکہ وہ نگاہوں سے پوشیدہ ہی نہیں ہیں۔ آدمی جسہ عام آدمیوں کے اوصاف میں پنہنا دشوار ہے تو حضرت آدم کے اوصاف تک کیسے پنہنا جاسکتا ہے



دیدارِ گردِ او روشن کند

اُس کی گردِ آنکھوں کو روشن کر دیتی ہے

چون آمد موسیٰ از اقصائے رشت

جب (حضرت) موسیٰ جنگل کے آخر سے برآمد ہوئے

کو بہارِ مردِ یِ اُوبرِ کند

اُس کی بہادری پہاڑوں کو اکھاڑتی ہے

کوہ طور از مقدس رقص گشت

اُنکی تشریف آوری سے کوہ طور رقص کرنے لگا

تفسیر قولِ تعالیٰ یَا حَبَّالُ اَوْیُّی مَعَهُ وَالطَّیْرُ

اللہ تعالیٰ کے قول "اے پہاڑ اور پرندو اُس کے ساتھ جرابی ہو" کی تفسیر

رُوئے داوُد از فرشِ تاباں شد

(حضرت) داوُد کا چہرہ اُس (اللہ) کی قربان سے

کوہ باداؤد گشت ہم رہے

پہاڑ (حضرت) داوُد کے ساتھ رہے

یَا حَبَّالُ اَوْیُّی اَمْرِ اَمَدَه

اے پہاڑ! جرابی بنو، کا شکم آیا

گفت داوُد ا تو بھرت دیدہ

(اللہ نے) فرمایا اے (داوُد) نے بھر دیکھا ہے

اے غریب فرد بے مونس شد

اے اکیلے مسافر! ترے یار بن گیا ہے

مُطَرِّبَاں خواہی و قوال و ندیم

ترگو تھے اور قوال اور ہم مجلس پہنچتا ہے

تا کہ قوالی و سرنائی کنند

تا کہ وہ (ترے لئے) قوال اور خہنائی بجائیں

تا بدانی نالہ جوں کہ رازِ راست

تا کہ تو سمجھ لے کہ جب پہاڑ کا نالہ ہو سکتا ہے

نغمہٗ اَجَز لے اُن صافی جسد

اُس صاف جسم کے اجزاء کا نغمہ

ہمنشینان نشنوند اُوبشنود

ہمنشین نہیں سنتے وہ سنتا ہے

کو بہا اندر پیشِ نالاں شد

پہاڑ اُن کے پیچھے روئے

ہر دو مُطَرِّبِ مَسَّتِ عشق شہ

دونوں کانے والے شام کے عشق میں مس تھے

ہر دو ہم آواز و ہم پردہ شدہ

دونوں ہم آواز اور ہم ساز ہو گئے

بہر من از ہمدماں بریدہ

میرے لئے تو ساتھیوں سے کٹا ہوا ہے

آتش شوق از دلت شعلہ زدہ

تیرے دل سے شوق کی آگ بھڑکی ہے

کو بہارِ پیشِ آرِ ذالِ قدیم

وہ قدیم (اللہ) تیرے سامنے پہاڑوں کو لاتا ہے

جملہ پیشِ بادِ سیمائی کنند

سب تیرے سامنے لہر سرائی کریں

بے لب و دُنداں ولی رانا بہت

تو ولی کے نالے بغیر ہونٹ اور دانتوں کے ہیں

ہر شبے در گوشِ حش میرسد

ہر رات کو اُس کے حش کے کان میں پہنچتا ہے

اے خنک جاں کو بغیش بگرو

وہ جان قابیل مبارک باہرے جو اُنکی نادیدہ باتوں کی گریہ ہو

لے دیدہ۔ اُن کے باطن

اور صاف ایسے ہیں کہ ان کی

گردِ آنکھوں کو روشن کر دیتی

ہے اللہ کی محبتِ موابہاؤں

کو کھڑکتی ہے جو کلمہ حضرت

موسٰی کے قدمِ محبت لڑم

سے کوہ طور رقص کرنے لگا

تھا۔ پہاڑ۔ حضرت داوُد کے

بارے میں پہاڑوں اور پہنچا

کو حکم ہوا تھا کہ وہ اُن کے

ہم نشین بنیں۔

لے ہر دو حضرت داوُد

اور پہاڑ اللہ کے عشق میں

ہم نشین بن گئے تھے۔ پہلو۔

راگ۔ گفت حضرت حق

تعالیٰ نے حضرت داوُد

سے فرمایا تھا تو میرے فراق

میں جلا ہے اور دوستوں

سے جدا ہے۔

لے غفلتِ باں خرق کا ہم

فرو کرنے کے لئے محفل اور

قوال کی ضرورت ہے لہذا

میں پہاڑوں میں یہ کیفیت

پیدا کئے دستانوں، سرنائی،

سوزنائی یعنی خوشی کی لئے،

خہنائی، باجائی، چکر مٹا کر

میں پڑتک سے آواز پیدا

ہوتی ہے لہذا اُن کے بھانے

کو باجائی کہا جاتا ہے تاکہ

پہاڑوں کو نالے میں مبتلا

کرنے میں یہ بھی حکمت ہے

کہ ہم یہ سمجھ لو کہ بے لب و

دنداں میں نالہ ہوتا ہے جو اویا

کرتے ہیں۔ لہذا۔ اویا کے

دل کے نالوں کو اُن کے کان سے

میں ہم نہیں سن سکتے لیکن اُن

کی اس کیفیت پر یقین کرنا



لے بنگرد۔ ادیبان کے قصاں

مکالمات جاری رہتے ہیں۔

پاس بیٹھے والے اُن سے

بے خبر رہتے ہیں۔ لامکاں۔

عالم غیب، اُن کو شہا پہاں

مکالمہ حق کا نون سے نہیں

سنا سکتا، گیم مدام بہرے

جس برائے کو نہیں سنتے ہیں

لیکن جبکہ مختلف کرات

دیکھ چکے ہیں قرآن کو ان کا

معتقد ہو جانا چاہیے۔

لے حق کو کئے کے ہو گئے

کی آواز طعن قرآن میں غوی

جو کہ زبان پہلوی قرآن ہے

اچھا قراض دراصل قرآن پر

اقرض ہے لیکن براہِ رست

قرآن پر اقرض کرنے کی ہمت

نہیں اٹھنے پہاؤ کی یہ صروت

انتقاد کی غمی ہے کہ مثنوی پر

اقرضات کئے جائیں بہری

شو مجلس، اگر بگاہ۔ ایں۔

لیکن قرآن پر اقرض کرنا آسان

بات نہیں ہے یہ مری کفر

ہے۔ تا قیامت۔ قیامت تک

یعنی قرآن کا اعلان ہے کہ

قرآن کو افساد اور ساطر کئے

والے خود تباہ و برباد ہو گئے

اور اُن کا وجود و افسانہ تکر

رہ جائے گا۔

لے حق کلام اللہ کی ذات

صفت ہے جزات باری

کے ساتھ قائم ہے نور شید

ذات خداوندی ہرگز سوئے کے

اور صفات بجز لہر کے ہیں

جو صفت کی ذات کے ساتھ

قائم ہیں کیسویں چشم یعنی

قرآن آپ حیات کا ایسا مشعر

ہے کہ جو اس سے سیراب ہو جائے گا

لے حق کلام اللہ کی ذات

لے بنگرد و نفس خود صد گفتگو

وہ اپنے نفس میں بیکڑوں گفتگو میں دیکھتا ہے

صد سوال صد جواب اندر دل

تیرے دل میں بیکڑوں سوال اور بیکڑوں جواب

بشنوی تو نشکو و زان گوشہا

تو سنتا ہے، وہ اُن کا نون سے نہیں سنتا

گیرم اے کہ خود تو اُن اشنوی

اے بہرے ایں آستانوں تو اسکو نہیں ستارو

جواب طعنہ زندہ بر مثنوی از قصور ہم خود

اپنی تہمت کی کوتاہی کی وجہ سے مثنوی پر اقرض کرنے والوں کا جواب

طعن قرآن را بروں شومی کنی

قرآن پر طعنہ کے لئے راستہ بنا ہے

یا زینجہ قہر او ایمان نمی

یا اس کے غضب کے پہرے ایمان کو بھانکے

اے گروہ جہل را گشتہ فدا

اے نادانی پر فدا، گروہ !

تختم طعن و کافری می کا شتید

طعن اور کفر کا بیج بریا ہے

کہ شما فانی و افسانہ بدید

کہ تم خود فنا ہوئے والے اور افسانہ بن گئے

قوت جان جان یا قوت زکا

روح کی روح کی قضا اور پاک یا قوت ہوں

لیک از خورشید ناکشہ جد

لیکن سورج سے جڑا نہیں ہوا ہے

تار ہانم عاشقاں رازیں مما

تاک عاشقوں کو اس موت سے نجات دید

اے سگ طاعن تو عوغوغی کنی

اے طعنہ دینے والے کئے! تو بھوں بھوں کرتا ہے

این آں شیرست کردے نبری

یہ وہ شیر نہیں ہے جس سے تو جان بھانکے

تا قیامت میرند قرآن ندا

قیامت تک کے لئے قرآن آواز دے رہا ہے

مر مر افسانہ می پنداشتید

تم نے مجھے ایک افسانہ سمجھا

خود بدیدید آنکہ طعنہ می زوید

تم جو طعنہ زنی کرتے تھے تمہارے خود دیکھ لیا

مرن کلام حق و قائم بذات

میں اللہ کا کلام اور اللہ کی ذات سے قائم ہوا

نور خورشیدم قتادہ بر شما

میں سورج کا نور ہوں جو تم پر پڑ رہا ہے

نک منم ینبوع آں آب حیا

یہ میں، اس آب حیات کا چشم ہوں



گر چنان کند آرتاں بنگھتے

اگر تہاڑی حوس ایسی گندگی نہ آجاتی

نہ بگیرم گفت و بند آں حکیم

نہیں میں اس دانا قول اور مفہیم سے تیار کرتا ہوں

جرعہ بر گورتاں حق ریختے

اللہ اللہ! تمہاری قبر پر ایک گھونٹ بھارتا

دل نگر دایم بہر طعن مستقیم

ہرگز روٹنے کی وجہ سے دل نہیں پھیرتا ہوں

مثل لون در میدان کترہ اسپ از خوردن آب بسبب

سایکسوں کے بیٹھی بھاگنے سے گھوڑے کے بچھڑنے کے پانی

شخولیدن سالیساں

سے بھڑکنے کی مثال دینا

آنکہ فرمودست او اندر خطاب

جو گفت گوی میں انھوں نے منہ دیا

می شخولیدند ہر دم آں نفر

وہ جماعت ہر وقت بیٹھی بھڑک رہی تھی

آں شخولیدن بکترہ می رسید

وہ بیٹھی بھانا بچھڑے کو پہنچتا تھا

مادرش پرسید کاے کترہ چرا

اس کی ماں نے دریافت کیا اے بچھڑے! کیوں

گفت کترہ می شخولند ایں گروہ

بچھڑے نے کہا، یہ لوگ بیٹھی بھارتے ہیں

پس دلم می لرزد از جامی روڈ

تو میرا دل لرزتا ہے بے قابو ہوتا ہے

گفت مادر تا جہاں بودت

ماں نے کہا جب سے یہ دنیا ابھی ہے

پس تو کار خویش کن اے ارجمند

اے اقبال مند! خبردار تو اپنا کام کر

کترہ و مادر می خوردند آب

بچھڑا اور ماں پانی پی رہے تھے

بہر آسپاں کہ ہلازیں آب خور

گھوڑوں کے لئے بکریاں کی طرف متوجہ رہو

سرہمی برداشت خود می رسید

(وہ) سر اٹھا لیتا تھا اور خود بخود بھارتا تھا

می رمی ہر ساعت زبیرا ستقا

تو پانی پینے سے ہر وقت بھارتا ہے؟

ز اتفاق بانگ شاں دارم شکوہ

مجھے ان کی آواز کے اکتھا بولے سے ڈر لگتا ہے

ز اتفاق نعرہ خوفم می رسد

اُن کے نعروں کے سننے سے مجھے ڈر لگتا ہے

کار افزایاں بُدند اندر زمیں

فصلوں کا م کرنے والے زمین میں مڑے ہیں

زود کایشاں پیش خود بر می کنند

عنقریب وہ خود اپنی داری نو ہیں گے

پیش زان کنز بھر گردی شاخ شاخ

اس سے پہلے کہ فراخ میں تیرا جوڑ بڑ (جسدا)

ہو جائے

لہ کر چناں اگر شکوہ

خراں پر اقرض نہ کرتے تو

اُنکی قبروں پر بھی رحمت کا

نزول ہوتا ہے۔ اے مولانا

فرماتے ہیں کہ مفسرین کے

احترافات سے میں مثنوی

لکھنا ناپسند کروں گا اور خود

کی طرف توجہ نہ دوں گا۔ مشکل

بچھڑے کو اُنکی ماں نے سمجھا

تھا کہ بیٹھوں سے نہ پدک

پانی پیے میں مشغول رہا

طرح میں احترافات سے

قطع نظر کر کے اپنے کام میں

لگا رہوں گا۔ اور یعنی حکیم

شنانی غوثی

لے کترہ بچھڑا جس پر سواری

نہ کی جاتی ہو شخولیدن بیٹھی

بھانا بہر آسپاں سائیس گھوڑوں

کو پانی پلاتے وقت بیٹھی بجالتے

ہیں تاکہ وہ پانی چیتے میں

مشغول رہیں۔ آں یعنی بیٹھی

بھارتے سے بچھڑا چونک کر

پانی سے بھاگتا تھا۔ استقامت

سیرانی حاصل کرنا

لے کار افزا۔ کام کو پھیلانے

میں ڈالنے والے، بیکار کام

کرنے والے، ریش گذرنے۔

اپنا نقصان کرنا، خسر مندہ

ہونا۔ آپ فراخ یعنی زندگی

کی تہیز و تہر یعنی موت کی

وجہ سے تیرا جوڑ بڑ جسدا

ہو جائے۔



لے کاریز بولن غایر پانی کی  
نال کو کہتے ہیں جو اس طرح  
بنائی جاتی تھی کہ زمین سے  
پانی اس کے ذریعے سے  
زمین پر بہنے لگتا تھا اور جوں  
اور کھیتوں کو سیراب کرتا تھا  
یہاں کا ریزہ شیخ اور بزرگ  
مراد ہے۔ آپ حضرت یونسؑ کی  
حیات گزر گئی۔ اگرچہ بنی  
دلی کی کوئی کرامت نظر نہیں  
آتی ہے تو بے دیکھے ہی تسلیم  
پیدا کر لے پھر جیسے اگلے بزرگ  
کا یقین آجاتا تھا۔ اگر اندھے کو  
نہر کا پانی نظر نہ آئے تو اس کو  
چاہیے کہ کسی نبیؑ پیدا ہو کر  
دیکھے پانی سے بھر جائے گی تو  
پانی کے بہنے کا یقین آجائے گا  
اور تقلید پہلے تو اس کا مثل  
محض دیکھا دیکھ تھا اس  
کے دل کا یقین حاصل ہو  
جائیگا۔

لے گزر چند اندھے کو ٹھیک  
بھر جانے سے پانی کا یقین ہو  
جائے گا۔ تراکب اس کو اپنا  
بھاری پن اور اپنی خشک  
بھرا ہوا ہوا اس وقت سے  
ہو گا جب وہ دیکھے گا کہ کھیت  
ہوا اس کو نہیں آتا اسکی اور  
وہ بھاری ہر کم بگیا نہ فیہا۔  
جو لوگ بیوقوف ہیں اور بزرگوں  
سے فیہا نہیں ہیں انکی ٹھیک  
انکو لے پھرتی ہے۔

لے کشتی شیخ کا تعلق کشتی کے  
لنگر کی طرح ہے جو کشتی کو راہ نما  
کیساتھ جہاں سے روکتا ہے اور  
ماتوں۔ چونکہ جو کشتی مقل کا  
لنگر نہیں ہے تو بزرگوں کی مقل

ہے مگر عمل کے۔ آکر تیز تیز کشتی کا قلب

شہرہ کا نیے ستیر آب جیا

آب حیات سے بھری مشہور نہر ہے

آب خضر از جوئے لطف اولیا

اولیاء کی گفتگو کی نہر سے خضر و اولیاء

گر نہ بینی آب کو را نہ بظن

اگر تو اندھے بن سے پانی کو نہیں دیکھتا تو نہر کیساتھ

چوں شبنمی کا ندین حق است

جب تو نے حق دیکھا کہ اس نہر میں پانی ہے

جو فروز مشک آب اندیش را

پانی میں مشک کرناں مشک کو نہر میں خود سے

چوں گراں دیدی شوی مستل

جب تو بھاری دیکھ لے گا تو صواب دلیل بن جائیگا

گر نہ بیند کو را آب جو عیاں

اگرچہ اندھا نہر کے پانی کا مشاہدہ نہیں کرتا ہے

کہ ز جو اندر سبوا بے برقت

کیونکہ نہر سے، ٹھیک میں پانی پہنچ گیا

زانکہ ہر بادے مراد رمی کہ بود

کیونکہ ہر ہوا بے پھیلا دیتی تھی

مر سفیہاں را ز باید ہر ہوا

ہر ہوا کو ہر کم بگیا نہ فیہا۔

کشتی بے لنگر آمد مرد شر

شہر پر آدمی بے لنگر کی کشتی ہے

لنگر عقل ست عاقل را اماں

عقل کے لئے عقل کا لنگر باعث، اس میں ہے

اود دہائے خرد چوں در ربود

جب وہ عقل کی مدد میں حاصل کر لیتا ہے

آب کش تا برد دہد از تونبات

پانی نکال دے تاکہ تیسرے پلوے پہل دیں

می خوریم اے تشہ غافل بیا

ہم پیتے ہیں، اے غافل پیاسے! آجا

سوئے جو آور سبوز جوئے زن

ٹھیک نہر کی جانب (اور) نہر میں ڈوبے

کو را القلب باید کار بست

اندھے کو قلب کو کام میں لانا چاہیے

تا اگر اس بینی تو مشک خوش را

تاکہ تو اپنی مشک کو بھاری دیکھے

رست از تقلید خشک آن گاہ دل

اُس وقت دل خشک تقلید سے نہات پائیگا

لیک داند چوں سبو بیند گراں

لیکن سمجھتا ہے، جب ٹھیک کو بھاری دیکھتا ہے

کایں بنک لوز و گراں شد ز آفت

اس لئے کہ یہ کشتی، بھاری پانی سے بھاری

بادی نہر باید تم تقلم فرود

(اب) ہوا بے نہیں پہنچتی ہے ہر ہوا بے لنگر

زانکہ نبود شان گراں و قوی

کیونکہ ان میں بھاری پن اور جتن نہیں ہوتا

کہ ز باد کر شنب ابد او حذر

کہ مخالف ہوا سے اس کا بھاؤ نہیں ہوتا ہے

لنگرے در یوزہ کن از عاقلان

عقل مندوں سے لنگر مانگ لے

از خزینہ دُر آں دریائے جود

اُس سخاوت کے دریا کے موتیوں کے خزانے



زینِ خنیں ایداد دل پُرفن شود

اِس طرح کی مدد سے دل صاحبِ تدبیر ہو جائے

زانکہ نورِ ازل بریں دیدہ شد

کیونکہ نورِ دل سے ان آنکھوں میں آتا ہے

دل چو برِ انوارِ عقلی برزند

جب دل عقلِ نوروں پر قابو پا لیتا ہے

پس بدال کا بربارِ آسمان

پھر مان لے کہ آسمان سے بابرکت پانی

ماچو آں کثرہ ہم آبِ جو خوریم

ہم بھی اِس پھیرے کی طرح نہر کا پانی پیں گے

پیر و پیغمبرانی رہ پیر

تو پیغمبروں کا پیر رہے راستے طے کر

آں خداوندانِ کرہ طے کر نہ

جن آقاؤں نے راستہ طے کیا ہے

باز گو کاں پاکِ اوز شیر مرد

پھر بتا اِس پانگہ اوز شیرِ مرد کو

بجہد ازل چشمِ ہم روشن شود

دل سے آنکھ بڑھ جائے آنکھیں بھی روشن ہوں گی

تا چو دلِ خُدیویدہ تو عاقل ست

جب دل فاضل ہو گیا، تیرے آنکھ بیکار ہے

زاں نصیبے ہم بد و دیدہ دہ

وہ دونوں آنکھوں کو بھی اُس سے خیر نہ ملے گا

وحی دلہا باشد صدقِ بیا

دلوں کی وحی اور بیان کی تجانی بنتا ہے

سُئے آن سوا سِ طاعنِ منکریم

اِس لعنہ والوں کے دوسروں کی طرف نظر نہ کرے

طعنہ خَلقاں ہمہ بادی شمر

لوگوں کے طعنہ کو بالکل ہوائی سمجھ

گوشِ بابائِنگِ سگاں کے کر نہ اند

انہوں نے گتوں کے بھونکنے پر کب کان دھنا؟

اندراں مسجدِ بنمودشِ چہ کرد

اِس مسجد میں نہ کُچھ کرنا، اُس نے کیا کیا؟

### بقیہ قصہ مہمان و مسجد مہمان کش

مہمان اور مہمان کو قتل کرنے والی مسجد کے قتل کا بقیہ

خفتہ در مسجدِ خود اور خواب کو

وہ مسجد میں لیٹ گیا، اُس کو نیند کہاں

خوابِ مرغ و ماہیاں باشندے

پرندوں اور مچھلیوں کی نیند ہوتی ہے

نیم شب آوازِ باہو لے رسید

اُسی رات کو خوفِ ک آواز آئی

پنج کُرتِ ایں خنیں آوازِ سخت

اِس طرح کسختِ آواز پانچ مرتبہ

مردِ غرقِ گشتہ چوں خپدِ بُو

ڈوبا ہوا انسان، نہہر میں کیسے سوتے

عاشقاں رازِ بے غرقاب غمے

عاشقوں کے غم کے ڈباؤ پانی میں

کایمِ آیمِ بر سرتِ اے مُستفید

لے فائدہ مند ایں آتا ہوں میں آتا ہوں تیرے

می رسید دلِ ہی شدِ نختِ نخت

آئی اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا تھا

لے زینِ خنیں یہ مدد ملے

وہ کو ماہیاں ہوتی ہے پھر

اُس سے آنکھیں مُنتہ ہوتی

ہیں۔ تاکہ نورِ حسی اور نورِ

باطنی کا امدادِ تعلق دل سے

ہوتا ہے اُس سے آنکھوں میں

تعلق ہوتا ہے اُس سے

جب حرکتِ طلب بند ہوتی

ہے تو آنکھوں کی بقیہ بھی ختم

ہو جاتی ہے پس ہاں تجلی

زب کا نورِ دل پر مرتبہ

آچہ۔ جبکہ آسانی پانی کا نورِ

دل پر ہوتا ہے تو ہیں اُس

پھیرے کی طرح پانی پیئے ہیں

لگا رہنا چاہئے اور مُستفید

کی سٹیٹیوں سے نہ بیکار پائے

لے پیر و ماہیاں سب

کا پیر رہے تو جس طرح مینوں

لے طعنہ زنی کی وجہ سے اپنا

کام نہیں چھوڑا سا لک کو بھی

نہ چھوڑا تھا پیسے۔ ہانگت لگاں

یمن مخالفوں کے اعتراضات

سے خفتہ۔ یمن و عاشق

مسجد میں لیٹ گیا لیکن اُس

کو نیند نہ آئی اُس کے کہہ

عشق میں ڈوبا ہوا تھا امدادِ

ہوئے کو نیند سے کیا واسطہ

خواب۔ عاشق کی نیند تو

اِس طرح کی ہے جیسے اڑنے

پرند کی یا تیرتی مچھلی کی

فائدہ اٹھانے والا۔



تَقْسِمْ آيَةً وَاجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخِيَلِكَ وَرَجْلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي

اس آیت کی تفسیر اور اُن پر اپنے سوار اور پیادے پڑھا اور اُن کے ساتھ ساتھ

الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعَدْتُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا

مال میں اور اولاد میں اور اُن سے وعدہ کر اور نہیں دے گا کہ اُسے اُن سے شیطان گمراہی کا

توجہ غمزدی میں کئی بالاجتہاد

جب تو کوشش سے دین کا قصد کرتا ہے

کہ مَرُوْزًا سُوْبِيْدِيْشِ اے غوی

کہے گزراہ! اس طرف نہ جا، سوچ لے

بیشواگردی زیا راں وَا بَرِي

تو نفس بن جائے گا، یادوں سے جھٹ جائیگا

تُو زَبِيْمِ بَانِگِ اَل دِيُوْلِعِيْنِ

تو جس ملعون شیطان کی آواز کے دُور سے

کہ ہلا فردا و پس فردا مراست

کہ ہاں گل، اور برسوں میرے لئے ہے

مَرگِ رَابِيْنِيْ کَرَاوَزِ چِپِ وَرَا

قوت کو دیکھتا ہے، کہ وہ بائیں دائیں سے

باز غمزدی میں کئی ازیم جاں

جان کے دُور سے تو پھر دین کا ارادہ کرتا ہے

پس سَلٰحِ از عِلْمِ سَازِي وَ حِکْمِ

پھر تو علم اور حکمتوں کے بتکاریاں بنا دیتا ہے

باز بَانِگِ بَرَزَنْدِ بَر تُو ز مَرگِ

وہ ہمیشہ مکاری سے جتنے پکارتا ہے

باز بَرِيْ ز رَاہِ رُوْشَنِ

پھر تو دُور کے راستے سے واپس ہمال پڑتا ہے

سَالِہَا اُوْرَا بَانِگِ بَنْدِہ

تو اُدا کی وجہ سے سالوں سے اُس کا غلام بنا

جائے

دیو ہانگت بَرَزَنْدِ اَنْدَرِ نِہَادِ

جسم کے اندر سے شیطان جتنے آواز دیتا ہے

کہ اَسِيْر رِنجِ و درویشی شَوِي

کہ تو تکلیف اور افلاس کا قیدی بن جائیگا

خَوَارِ گَرْدِيْ و پشیمانی خَوِي

ذلیل ہو جائے گا اور پریشانی اُٹھائے گا

وَ اگَرِيْزِيْ دَر ضَلٰلٰتِ اَز یَقِيْنِ

یقین سے گرا ہی میں لوٹ جاتا ہے

رَاہِ دِيْسِ پُوْکِيْمِ کَہ مُہْلَتِ شِشِ مَآ

دین کے راستے پر دوڑ پڑے گا کیونکہ مہلت چھٹ جائے گی

مِي کَشْدِ ہَسَايِہِ رَا تَا بَانِگِ خَآ

پڑوسی کو کھینچ رہی ہے جتنی کہ آواز بلند ہوگی

مُرَدِہ سَازِي خُوْشِيْتَنْ رَا يِکِ زَا

تھوڑی دیر کے لئے اپنے آپ کو مَرَدِہ بنا لیتا ہے

کَہ مَن اَز خَوْفِ نِیَارِ مِ پَايَے کَم

کہ میں ڈر کی وجہ سے نیست و قرار نہ رہوں گا

کَہ بَرَسِ و بَا ز گَر دَا ز تَبِيْعِ فَقْرِ

کہ افلاس کی تلوار سے ڈرنا اور باز آ جا

اَل سَلٰحِ عِلْمِ وَ فَنِ رَا بِلْفَنِي

علم اور فن کے ہتھیار ہیں نہک دیتا ہے

دَر یَحْنِيْنِ ظَلَمَتِ نِہَادِ فَلَکَنْدِہ

ایسی ہی تاریکی میں تو قہیم ہے

ہے

اے تفسیر نہیں آواز نے اس

مہمان کو صرف لہرایا اور اُس

کا دُور ناغیر و افسانہ جاسی طرح

شیطان ساک کو ڈرا کہ ہے

جو محض دیکھ دیتی ہے آئندہ

آئندہ میں اس کی تفصیل ہوگی

ترجمہ جب انسان دینداری

اختیار کر لے گا عزم کرتا ہے تو

شیطان افسانہ کو فقر و فاقہ سے

ڈراتا ہے۔ پھر۔ دین کے

کاموں میں لگے گا تو کائنات سے

محروم ہو کر نفس بن جائیگا

نفس کا نہ کوئی دوست ہوتا

ہے اور نہ کوئی مددگار شیطان

اور ذلیل بن جاتا ہے۔

اے زائرِ بَرِي۔ دینداری کا

ارادہ کرنے والا اگر ہی کی طرح

لوٹ پڑتا ہے اور دنیا میں

لگ جاتا ہے کہ لڑا۔ اول

میں سے جتنے لگتا ہے تو نکل کر

کا بہت دُور سے آئندہ لگی

کر لگتا ہے۔ پڑوسی کی موت

سے کچھ تہیہ ہوتی ہے اور پھر

دین کی طرف دُور ہوتا ہے اور

علم و حکمت سے کام لیکر لیتا

ہے کہ میں فقر کے خوف سے

دین سے تھوڑے موندلی گا۔

اے بازِ شیطان پھر اس کو

دھوکے دیتا ہے۔ بازِ بَرِي۔

انسان پھر اس کے دھوکے

میں اگر دین سے تھوڑے موندلی گا۔



ہیبت بانگ شیاطین خلق را

شیطانوں کی آواز کے ڈرنے سے ہلک کر

تا پناہاں نو مید شد جان نور

یہاں تک کہ نورانی جان سے ان کی جان میں نور نہایت ہو گیا

اس شکوہ بانگ اس ملعون بود

یہ اس ملعون کی آواز کا وہ ہے

ہیبت بازت بر یک نجیب

باز کا خوف شریف پکڑ کر ہے

زانکہ نبود باز صیت و گس

کیونکہ باز نہ تھی کاشکاری نہیں ہوتا

عنکبوت دیو بر حوں تو دیاب

شیطان کی چٹھنی جو جیسی تھی پر

بانگ دیوال گلابان اتقیاست

شیطانوں کی آواز بدعتوں کی گلابان ہے

تانیامی سوز بہم بینا و کور

تا کہ بینا اور نابینا آپس میں نہ مل جائیں

بشنو کنوں قصہ آں بانگ سخت

اب اس سخت آواز کا قصہ سن

گفت جس ترسم چو بہت این طبع

آئے کہا میں کیوں ڈروں جبکہ یہ میرا نقار ہے

اے دلہائے تہی بے قلوب

اے خالی دلوں! بے دلو!

بند کردست و گرفت خلق را

باندھ دیا ہے اور گلا دیا ہے

کہ روان کافراں ز اہل قبور

جس طرح کہ مرنے والوں کی جان

ہیبت بانگ خدائی چوں بود

تر خدائی آواز کی ہیبت کیا ہوگی

مرگس رائیت اں ہیبت نصیب

اس ہیبت میں تھی کا حقہ نہیں ہے

عنکبوتاں می گس گیرند وں

مکڑیاں مرنے سے بچوٹی ہیں

کہ زو فرار و نہ بر یک عقیاب

دب و رکتی ہے نہ کہ پکڑ اور شاہین پر

بانگ سلطان پاسبان اولیاست

شاہ کی آواز اولیاء کی محافظ ہے

قطرہ از بحر خوش با بحر شور

یہ سمندر کا قطرہ کھارے سمندر سے

رسیدن بانگ طلسم نیم شب مہمان مسجد را

مسجد کے مہمان کو آدھی رات تک بجا دے گا کہ ہیبت

کہ زلفت از جا بدال اں نیکخت

اس سے وہ نیک بخت جگہ سے نہ ہلا

تا وں ترسد کہ زخم اور ار سید

وصول دے کیونکہ چوٹ اس پر پڑی ہے

قسمتاں از عید جاں شد خم چو

جان کی عید میں سے تہوار حقہ لکڑی کی چوٹ ہے

اہیبت شیطان آواز

نہ دین کی راہ پر چلے دیتی ہے

دندان روحانی کھانے دیتی ہے

تا پناہاں اُن کی روحوں پر

ایسی ہی ایسی طاری ہے

جیسی کہ کافروں کی روحوں پر

مرنے کے بعد طاری ہوگی۔

اچھا شیطان آواز کے جب

یہ اثرات میں تو خدائی آواز کے

اثرات اس سے بہت بڑھے

ہونے ہونگے ہیبت خدائی

آواز اگرچہ شیطان آواز سے

بڑھی ہوئی ہے لیکن حق پر

اس کے اثرات اس سے

مرتب نہیں ہوتے کہ تم اس

کے اہل نہیں ہو جس طرح کہ

باز کی آواز کی ہیبت لاچار

مکڑی کی آواز کی ہیبت سے

بڑھی ہوئی ہے لیکن اس سے

تھی بڑھ کر نہیں ہے

اے لاکھ اگر تم خدائی آواز

کے اہل ہوتے تو لاچار اس

سے متاثر ہوتے جس طرح کہ

بلک اس کی آواز سے متاثر

ہوتی ہے گنتی چکر بکھر

نہیں ہے لہذا وہ متاثر نہیں

ہے۔ عنکبوت جسم خود مرنے

کتنی کے ہوا میں سے سکوی

(شیطان) کی آواز تم پر اثر

انداز ہے۔ بانگ شیطان۔

خدائی آواز کے اہل ہو دروازہ

میں فنڈاں پر وہ اثر انداز ہے

کوئی شیطان کی آواز کا اہل

پر کوئی اثر نہیں ہے اس سے

قرآن میں شیطان کو خطاب کر کے

فرما دیا ہے۔ اے ابلیس!

کلک کلک سلطان بے شک میرے

بندوں پر تیرا کنی وہ نہیں ہر



شد قیامت عید مریں دل

قیامت عید ہے ۲۰ اور بے دین حصول ہیں

بشنو کنوایں دل چونان گند

اب سن! اس حصول نے جب آواز دی

چونکہ بشنو داکں دل آں مرد وید

جب اس حصول کو اس دیدہ دل نے سنا

گفت با خود میں طرزاں دل کو

اس نے اپنے آپ کا خوارا دل کو دُر زائیکہ سنا

وقت آں آمد کہ حیدر وار من

وہ وقت آگیا ہے کہ میں حیدر کی طرح

برجہید و بانگ برزد و گے کیا

وہ گویا اور چنا، اے پہلوان!

دُر زماں بشکست آواز آں ظلم

وہ ظلم، آواز سے توڑا ٹوٹ گیا

ریخت چنداں ز رگہ ترسید اں پیر

اس قدر سونا بہا، کہ وہ راکھا ڈورا

پر شد آں مسجد ز ر ہر جا نگاہ

ہر جگہ وہ مسجد سونے سے بھر گئی

بعد از اں برخاست آں شیر غنید

اس کے بعد وہ بہادر شیر اُٹھا

دین میس کرد و بھی آمد بزر

دین کرتا اور سونا نکالتا

گنجہا بنہا داکں جانبا ز ازاں

اس سے اس بہادر نے خزانے بھرے

ایں ز ر ظاہر بخاطر آمدست

یہ ظاہری سونا دل میں آیا ہے

ماچواں عید خنداں بچو گل

ہم جو نکر عید دے ہیں بچوں کی طرح شکار ہیں

دیگ دولت با چکونہ می پزد

دولت کے خوب پھل دیگ کس طرح پکتے ہیں

گفت جوں ترسد لم از طبل عید

اس نے کہا میرا دل عید کے نقارے سے کب ٹوٹے گا

مرد جان بددالان بے یقین

بے یقین، بددلوں کی جان مری ہے

ملک گیرم یا پر دازم بدن

ملک نہ کروں، یا جسم کو خالی کروں

حاضر م اینک اگر مردی بیا

میں حاضر ہوں، اگر تو بہادر ہے آما

زر بھی ریزید ہر سو قسم قسم

طرح طرح کا سونا ہر طرف بھرنے لگا

تا نگیرد زر ز پیری راہ در

کسنا کثرت کی وجہ سے دروازے کا دروازہ بند

مرد حیراں شد ز تقدیر الگ

افسوس اقلے کی تقدیر سے مرد حیران ہو گیا

تا سحر گ زر بہیروں می کشید

(اور) صبح تک سونا باہر نکالتا رہا

باجواں و تو برہ بار در

حصیلے، اور تو برے سے دوبارہ

کوری و ترسانی واپس خواں

واپس بھاگنے والوں کے اندھے پن اور غف

در دل ہر کور دون زر پرست

ہر کسے، زر پرست، اندھے کے دل میں

۱۔ ابن قیوم عید کا نقار بجا

ہے تو عید نہا ہونے خوش

ہوتے ہیں۔ بقیہ جس طرح کے

حصول نے جب خونگ آواز

دی تو اس دلی کو کس قدر غلٹ

پہنچا۔ دیگ دولت یا یعنی

دیگ دولت خود با چکونہ یعنی

دل عید کے لئے کس قسم کے

کھانے تیار کرتی ہے۔ جتنی

حضرت علی کا لقب ہے۔

حیدر وار میں بہادرانہ کیا۔

پہلوان۔

۲۔ درخان۔ اسی مہاوی کی

آواز سے وہ ظلم ٹوٹ گیا اور

دُر زماں شروع ہو گئی۔ ریخت

آنا سونا یا ساکس کو درخان

کا راستہ بند ہو جانے کا خیال

پیدا ہو گیا۔ غنید۔ اگر بند

ہے تو زمین حاضر اور جنت ہے

اور اگر فتنے سے منید ہے تو

سرکش اور بہادر کے من میں

ہے۔

۳۔ کمال۔ ہر جہاں میں سلا

جہر کا خط پر لادھا جاتا ہے۔

تو برہ۔ وہ تھیلہ جس میں دان

بھر کر گھوڑے کے منہ پر باندھ

دیا جاتا ہے۔ کوری۔ منی، ہر

کوری۔ دین۔ اس قدر میں جو

سونا پرے کی بات آتی ہے اس

سے اہل ظاہر اور دنیا دار زر

پرست دنیاوی سونا بکے گا۔

حاکم جس سے مراد انوارو

برکات خداوندی ہیں۔



کودکاں اَسفا لہا را بش کنند

بچے، ٹھیکردن کو توڑتے ہیں

اندر اں بازی جو کوئی نام زَر

اُس کیل کود میں جب تو سونے کا نام لے گا

بَل زَرِ مضر و بضر ب ایزدی

بلکہ مصلحتی لکھال کا ڈھلا ہوا لکھ

اُن کے کیں رازاں زرتابیت

وہ سونا کہ اس سونے نے اُس سے رونے میں

اُن زَرے کہ دل ازو گر د غنی

وہ سونا کہ دل اُس کی جس سے غنی ہے

شمع بود اں مسجِدِ پُرِ اُذو

وہ مسجد شمع تھی، اور وہ پر وانیہ تھا

سوختِ پَرش را و لیکن ساش

اُس نے اُس کے پر جلانے لیکن اُسکو جلیا

پچھو موسیٰ بود اں مسعودِ نجت

وہ نیک نعت حضرت موسیٰ کی طرح تھا

چون غنایتہا برو موقور بود

جو کہ اُن پر (خداوندی) غنایتیں بھر دیں

مرد حق را چوں ببینی آپس

لے بیٹا! جب تو مردِ حق کو دیکھتا ہے

تو ز خود میانی و اں در تو است

تو اپنے او پر جاتا ہے، اور وہ تجھ میں ہے

اور زختِ موسیٰ ست و یرضیا

وہ (حضرت) موسیٰ کا زخمت ہے اور پر نور

تو اُس میں مرفِ بشری اوصاف نظر آتے ہیں

اور خود۔ اس ولی میں اوصافِ بشری کا لفظ آکا خود اُسکی طبیعت

کا کہیں ہے چونکہ وہ خود میں اہل اوصاف سے مُتصف ہے لہذا اُسکو صرف وہی نظر آئے ہیں مالا کر وہ ولی آئے

پاک و صاف ہوتا ہے۔ اور زختِ موسیٰ ولی کو حضرت موسیٰ کا زخمت سمجھ میں پر بلا ہر آگ تھی لیکن وہ دراصل

نور تھا۔ آئے مابا اُس ولی سے اتصال پیدا کرتے تھے یہ اُسکی حقیقت کھلے گی۔

نام زَر نہ ہند و در دامن کنند

سونا کہتے ہیں، اور دامن میں کر لیتے ہیں

اُن کنند در خاطر کو دک گذر

بچے کے خیال میں وہی آئے گا

کو نگر دو کا بد آمدِ سرمدی

جو کونسا نہیں ہوتا ہے، دائمی ہے

گوہر و تابندگی و آب یافت

جوہر اور جگ، اور رونق پائی ہے

غالب آید بر قمر در روشنی

روشنی میں، چاند پر غالب آجائے

خوشتن در باخت اں پروانہ خو

وہ پروانہ مزاحِ اپنی جان پر نہیں گیا

بس مبارک آمد اں انداختش

اُس کا جان پر کیلنا بہت مبارک ہوا

کاتشے دید اوبسوی اُن زخت

کہ اُنھوں نے اُس زخمت کی جانب آگ بھی

نار می پند اُن خود نور بود

وہ آگ سمجھ رہے تھے (حالا کہ) وہ خود نور تھا

تو گماں داری برو نارِ بشر

تو اُس پر اب اتنی آگ کا گمان کرتا ہے

نار و خار و ظن و ظل ایں ست

آگ اور کاٹا اور گمان اور باطل اسی مان ہے

نور خواں نارِ شاں خواں بار کیا

نور کہہ اُس کو ناز کہہ، اب آجا

نور خواں نارِ شاں خواں بار کیا

نور کہہ اُس کو ناز کہہ، اب آجا

نور خواں نارِ شاں خواں بار کیا

نور کہہ اُس کو ناز کہہ، اب آجا

نور خواں نارِ شاں خواں بار کیا

لہ کو دکاں جس طرح بچے

ٹھیکردن کو سونا کہتے ہیں

اسی طرح اہل دنیا اس سونے

کو جو حقیقتاً ٹھیکر ہے سونا

کہتے ہیں۔ اقدار اں بچوں

کے سامنے جب سونے کا ذکر

کر دے تو وہ ٹھیکرے ٹھیکرے

اسی طرح دنیا داروں کے

سامنے سونے کا ذکر کر دے

تو وہ دنیاوی سونا سمجھیں گے۔

جن زَر۔ اس سونے سے مراد

تجلیاتِ رب ہیں، مقرب۔

ٹھیکر لگا ہوا۔ غرض لکھال۔

دل اں اس مانی سونے

سے اور غرض بنتا ہے جب

اُس پر رب کی تجلی پڑتی ہے

تب اُس کو غنا حاصل ہوتی جو

لے شمع بود۔ اُس مہمان کے

لے مسجد بمنزل شمع کے ہوتی

اور یہ اُس کا پروانہ تھا سوخت

پَرش۔ ابتدا و اُس طمس کی

آواز سے دہشت ہوتی تھی۔

انداختش لیکن جب اُس نے

جان نزاری سے کام لیا تو اُس

پر تجلیات کا نور مل ہوا۔ پچھو

موسیٰ۔ اُس مہمان کے

یہ آواز ایسی ہی ثابت ہوئی

جیسی کہ حضرت موسیٰ نے

وہ آگ تھی جو زخمت کے

پاس نہیں نظر آئی تھی وہ آگ

یعنی نور تھا۔

لے چڑی۔ حضرت موسیٰ پر

اللہ تعالیٰ کی بھر پور عنایتیں

تھیں اُن کو آگ کی صورت

تھی قرآنہ تعالیٰ نے توڑ لیکل

نار و خار فرمایا کہ فرشتے اور

موجود ہوں مرد حق جب کوئی

عام انسان کسی ولی کو دیکھتا







بہر دیگ سرد آذرمی رود  
مثنوی دیگ کے لئے آگ جلتی ہے  
ایمنان را من بتر نام بخلم  
میں بندر لوگوں کو فتنہ سے ڈراتا ہوں  
پارہ دوزم پارہ در موضع نہم  
بیہودہ سینا ہوں بیہودہ جگہ پر لگتا ہوں  
ہست ہر مرد چون بیخ درخت  
انسان کا باطن درخت کی جڑ کی طرح ہے  
در خور آں بیخ رستہ برگہا  
اس جڑ کے مناسب پتے آگے ہیں  
بر فلک برہاست ز اشجار وفا  
وفا کے درختوں کے آسمان پر پھیل ہیں  
چوں برست از عشق بربر آسمان  
جبکہ آسمان پر عشق کا پھیل آگاہ ہے  
موج می زد در دش غفونہ  
خفا کی مٹائی اس کے دل میں ہو میں لاتی تھی  
کہ ز دل تادل یقیں روزن بود  
دل سے دل تک یقیناً راہ ہوتی ہے  
مستصل نبود سیفال دو چراغ  
دو چراغوں کے درمیان ہونے نہیں ہوتے  
یہ بیچ عاشق خود نباشد وصل جو  
کئی عاشق خود بخود وصل کا طالب نہیں ہوتا جو  
یک عشق عاشقان تن زہ کند  
لیکن عاشقوں کا عشق جسم کو لاغر بناتا ہے

نے بدایں کہ جوشش از سر میرود  
ذکر اس کے لئے جس کا اہل اوپر سے ملے  
خائفان را ترس بردارم ز حلم  
ڈرنیوالوں کا بردباری کے ذریعہ خوف دور کر دیا ہوں  
ہر کے را شربت اندر خوریم  
ہر کسی کے لئے مناسب شربت دیتا ہوں  
زاں بزوید برگہا ش از چوبخت  
اس سے اس کے پتے آگے ہیں (جس طرح) سخت لکڑی  
در درخت و در نفوس و در نہا  
درختوں میں اور نفسوں میں اور غفلتوں میں  
اصلاھا ثابت و فروعہ فی السماء  
اُن کی جڑ قائم ہے اور اس کی شاخیں کسمان میں ہیں  
چوں نرؤید در دل صدر جہاں  
تو صدر جہاں کے دل میں کیوں نہ آگے نکلا؟  
زانکہ از دل تادل آمد روزنہ  
کیونکہ دل سے دل تک سوراخ ہے  
نے جدا و دور چوں دو تن بود  
نہ کہ دو جسموں کی طرح دور اور جدا ہوتے ہیں  
نور شاں مزوج باشد در مساع  
اُن کی روشنی پھیلاؤ میں ملی ہوئی ہوتی ہے  
کہ نہ معشوقش بود جویائے او  
جب تک کہ اُس کا معشوق اُس کا طالب نہ ہو  
عشق معشوقان خوش و فرگند  
معشوقوں کا عشق (اُن کو) مٹا تازہ بناتا ہے

اس کمال کے دل کی محبت کا اثر تھا یہ تو سرسری بات تھی فور کیا مائے تو حقیقت یہ ہے کہ عاشق کے دل کی محبت  
معشوق کے دل کی محبت کا اثر اور فروع ہے عاشق کے دل میں محبت جب ہی پیدا ہوتی ہے بلکہ پہلے معشوق کے  
دل میں محبت پیدا ہو چکی ہو ایک بہر حال عشق کا اثر دونوں کے دلوں میں ہوتا ہے لیکن عشق کے اثرات جو نہ کہ دور  
بعد کا نہ ہی عشق عاشق کو کمان بنا دیتا ہے اور معشوق کو زندہ بنا کر قفس سے شہر مولا اور کونسا معشوق کے دل

لہ ہر دیگ سرد آذرمی رود  
باندی کے نیچے آگ جلاتی  
جاتی ہے جو باندی خود جوش  
باری ہوا کے نیچے تو  
آگ کھینچ لی جاتی ہے جسم  
غصہ و حکم بردباری پارہ  
دوزم جہاں جینی ضرورت  
ہوتی ہے ویسا ہی عمل کرتا  
ہوں ہر مرد و انسان باطن  
درخت کی جڑ کی طرح ہے  
جس طرح کی جڑ ہوتی ہے  
ویسے ہی پتے ملتے ہیں  
درختوں اور نفسوں اور  
غفلتوں کی یہی صورت ہے  
جیسی جڑیں ہونگی ویسے ہی  
پتے نکلیں گے جہاں نہیک  
جستہ ہے عقل۔

لہ ہر فلک جی دلوں میں  
وفا کے درخت کی جڑ ہے اُن  
کے پھل آسمان پر ہیں اسلئے  
کہ وہ اُن درختوں میں سے ہو  
جن کی جڑ تو زمین پر قائم ہے  
اور شاخیں آسمان پہنچتی ہوتی  
ہیں چوں جبکہ عشق کا پھل  
آسمان پر پیدا ہوتا ہے تو صد  
جہاں کے دل میں کیوں نہ  
پیدا ہوگا۔ تو کہ دل سے دل  
تک راہ ہوتی ہے۔ نئے جہاں  
دو دل دو جسموں کی طرح  
بالکل جدا نہیں ہوتے ہیں  
اُن میں باہمی اتصال ہوتا ہے۔  
متصل جسموں کی جدائی اور  
دلوں کے اتصال کی مثال یہ  
ہے کہ دو چراغوں کے درمیان  
میدہ میسر ہوتے ہیں لیکن اُن کے  
نور میں باہمی اتصال ہے۔  
لہ بیچ عاشق ہمہ تن بیتا تھا  
کہ صدر جہاں کے دل کی محبت



لے دہل تو اب یہ بھی  
سمجھ لو کہ بندے کے دل میں  
عشق ابلی کا ظہر رُس محبت  
کا اثر ہے جو اس بندے کی  
مدا تعالیٰ میں ہے بیچہ تالی  
ہمیشہ دونوں ہاتھوں سے  
بچتی ہے تشنہ پیاساگر  
پانی کا طالب ہے تو پانی بھی  
پینے والے کا طالب ہے۔  
تلفہ بندت پیاسے کی پیاس  
پانی کے دل کے جذبہ کا اثر  
ہے حق بیکت جس طرح  
خالق و مخلوق میں یہی محبت  
و عشق کا رخ ہے اسی طرح  
کائنات میں آپس میں بھی جذبہ  
و عشق ہے جملہ اجزاء دنیا  
کی اُمتیاد جزا جزا میں اور  
ہر ایک اپنے جوڑے کا عاشق  
ہے۔ کہہ رہا ایک پتھر ہے جو  
گھاس کے تینے کو اپنی طرف  
کھینچتا ہے آسمان اسی  
طرح آسمان اور زمین میں  
یہی عشق و محبت ہے۔  
آپس بھٹاٹیس اور لوہے  
میں بھی کشش ہے۔  
تلفہ آسمان آسمان اور  
زمین میں زان و شوہر کا سا  
عشق و جذب ہے آسمان  
بہتر شوہر اور زمین بہتر لہری  
کے ہے آسمان جو کچھ زمین کے  
سپر دکھتا ہے زمین اس کی  
جان کی طرح برودش کرتی جو  
آسمان ہی زمین کو گرمی مڑی لو  
ٹی پہنچاتا ہے۔ بریک خاکی۔  
آسمان کے مختلف حصے زمین  
کو مختلف قسم کے فائے پہنچاتے  
ہیں آسمان کا خاکی طرح زمین  
کو خاک خرابیت کرتا ہے کئی کچ

پانہ ملتا ہے برائی بڑا کرکھیتا ہے اناہی بڑا سورج کے زریہ کی لکڑی

چوں دیریں دل برق مہر دوست  
جب اس دل میں دوست کی محبت کی بجلی کو  
در دل تو مہر حق چوں شد تو  
جب تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کو  
یہیچ بانگ کف زدن آید بد  
تھیل بھانے کی آواز کہیں باہر آتی ہے  
تشنہ می نالد کہ لے آب گوار  
پیاسا روتا ہے کہ ہائے خوش گوار پانی  
جذبہ است اس عطش رجان ما  
ہماری جان میں یہ پیاس پانی کی کشش ہے  
حق بحکمت در قضا و در قدر  
قضا و قدر میں اللہ تعالیٰ نے حکمت سے  
جملہ اجزائے جہان ان حکم پیش  
اس ازل حکم کی وجہ سے دنیا کے تمام اجزاء  
ہست ہر جزوے بعالم جفت  
دنیا میں ہر چیز جوڑے کی خواہش ہے  
آسمان گوید زمیں را مرحبا  
آسمان زمین کو کہتا ہے خوش آمدید  
آسمان مرد و زمین زن در خرد  
عقل و آسمان شوہر اور زمین بیوی ہے  
چوں نہ اند گزمیش بفرستاد  
جب اس میں گرمی نہیں رہتی وہ بھیجتا ہے  
برج خاکی خاک ارضی را مدد  
خاکی برج زمین کی خاک کے لئے مدد ہے  
برج بادی ابرسوائے ابرو  
بادی برج اس کے جانب ابرے جاتا ہے

اندر ازل دوستی میدان کہست  
سمجھ لے کہ اس دل میں بھی محبت ہے  
ہست حق را بے گماں مہر بتو  
یقیناً اللہ تعالیٰ کو تجھ سے محبت ہے  
ازیکے دست تو بے دست دگر  
تیرے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کے بغیر  
آب ہم نالد کہ کوآں آب بخوار  
پانی بھی روتا ہے کہ پینے والا کہاں ہے!  
ما از ان او و او دم زان ما  
ہم اس کے ہیں، اور وہ بھی ہمارا ہے  
کردہ مارا عاشقان ہمدگر  
میں ایک دوسرے کا عاشق بنا رہا ہے  
جفت و عاشقان جفت جوش  
جوڑ جوڑ ہیں، اور اپنے جوڑے کے عاشق ہیں  
راست ہچوں کہڑ باد برگ کاہ  
بالکل اسی طرح جیسے کہڑ باد گھاس کا کھانا  
باتوام چوں آہن و آہن ربا  
میں تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسے لوہا اور تیرا  
ہرچہ او انداخت اس می پرورد  
جوہر ڈالتا ہے، یہ پالتی ہے  
چوں نہ اند تنزی و خم بدہ او  
جب تری اور نمی نہیں رہتی وہ عطا کرتا ہے  
برج آبی تریش اندر وہد  
آبی برج اس میں تری پسند کرتا ہے  
تا بخارات و خم را برگشد  
یہاں تک کہ ناموافق بخارات کو کھینچ لیتا ہے



بُرجِ آتش گرمی خوشیدازو  
آتش ہی برج کہ سورج کا گرمی اس سے ہے  
ہست ستر گرداں فلک اندر من  
زمانے میں آسمان ستر گرداں ہے  
دیں زمین کذبانو یہاں گند  
اور یہ زمین بیگم بن کرتی ہے  
پس زمین و چرخ را داں ہونند  
پس زمین اور آسمان کو ہوشمند سمجھو  
گر نہ از ہم ایں دو دلبر می فرند  
اگر یہ دونوں دلبر ایک دوسرے سے نہیں لڑتے  
بے زمین کے گل برویدار غواں  
زمین کے بغیر گل اور آغواں کب اُٹکے؟  
بہر آں میل ست در مادہ زرز  
اسی لئے مادہ میں ترک جانب ہو گیا ہے  
میل اندر مرد و زن حق زان نہاد  
مرد اور عورت میں اللہ (قائل) نے ایسے میلان رکھا ہے  
میل ہر جزوے بحر وے ہم ہمد  
ہر جزوے دوسرے جزو کی طرف میلان رکھا ہے  
شب چنیں بار و زاندر لقتناق  
گھمے لگانے میں رات، دن کیساتھ سیطرہ ہو  
روز و شب ظاہر و وضع دشمن اند  
ظاہر رات اور دن دو مخالف اور دشمن ہیں  
ہر یکے خواہاں گرا ہونچو خویش  
ہر ایک دوسرے کو اپنی اجائی کی طرح چاہتا ہے  
زانکہ بے شب دخل نبود طبع را  
کیونکہ رات کے بغیر طبیعت کو آمدنی نہیں ہوتی

ہمچو تابہ سرخ ز آتش پشت رو  
تو سے کی طرح آگ ہے (اگلی) زواہ پشت سرخ ہو  
ہمچوں مرداں گرد و نکست بہرین  
شوہر کی طرح بری کے لئے مکان کے گرد  
بر و لا دات و رضا عشق می تند  
مننے اور اس کو دودھ پلانے میں لگی ہے  
چونکہ کار ہوشمنداں می کنند  
کیونکہ وہ ہوشمندوں سے کام کرتے ہیں  
پس چراچوں مجفت ہم می خورند  
تو جوڑے کی طرح ایک دوسرے میں کیوں اُٹکتے ہیں؟  
پس چہ زایدا آب تابک سماں  
آسمان کی آب و تاب سے کیا نام لگتا ہے؟  
تا بود تکمیل کار ہمدگر  
تا کہ ایک کا کام دوسرے سے مکمل ہو سکے  
تا بقا یا بد جہاں میں اتحاد  
تا کہ اس اتحاد سے دنیا بقا حاصل کرے  
ز اتحاد ہر دو تولیدے جہد  
دووں کے اکٹھا ہونے سے تولید ہوتی ہے  
مختلف در صورت آیا اتفاق  
بظاہر مختلف ہیں لیکن (باہمی) اتفاق ہے  
لیک ہر دو یک حقیقت می شنند  
لیکن دونوں ایک حقیقت پر عمل کرتے ہیں  
از پے تکمیل فعل و کار خویش  
اپنے فعل اور کام کے مکمل کرنے کے لئے  
پس چہ اندر خرج آرد ز با  
تو دن میں کیا خرچ کریں گے؟

لہ بہت ستر گرداں جس طرح  
شوہر بری کے لئے مکان میں  
ستر گرداں دہتا ہے اس طرح  
آسمان زمین کے لئے ستر گرداں  
ہے۔ دیکھ زمین۔ یہ نہیں  
آسمان کے لئے دہی کام کرتی  
ہے جو بری شوہر کیلئے کرتی  
ہے۔ تجربہ بنتی ہے انکسار  
پلاتی ہے پس زمین، زمین  
اور آسمان جو کہ دی میں چڑھتا  
کی طرح مل کرتے ہیں ان  
کو ہی عکاس سمجھو  
لہ عورت۔ ایک دوسرے سے  
لطف اندوز نہیں ہے تو  
اپس میں کیوں کھٹے رہتے  
ہیں۔ جے انہیں۔ عیساکر بری  
کے بغیر شوہر لا دلہہ تو کہے  
اسی طرح اگر زمین نہ ہوتی  
تو آسمان پیداوار سے محروم  
ہوتا۔ تجربہ آں۔ زواہ میں  
ایک دوسرے کی طرف میلان  
اور جھکاؤ ہی لئے ہے کہ ہر  
ایک کے کام کی تکمیل دوسرے  
کے بغیر ممکن نہیں ہے اتحاد  
بقا، عالم، عورت اور مرد  
کے اتحاد سے ہے۔  
لہ میل ہر جزوے۔ عالم کے  
اجزاء میں باہمی میلان تو لہذا  
سبب ہے شب۔ رات اور  
دن بظاہر دو مختلف چیزیں  
نظر آتی ہیں لیکن انہیں باہمی  
اتحاد ہے۔ کار خویش۔ رات اپنی  
کاموں کی تکمیل میں دن کی طرح  
اور دن اپنے کاموں کی تکمیل میں  
رات کا حق ہے۔ آراکازا  
رات کو سوتا ہے تو اگلے قومی  
جسے ہوتے ہیں جن کو وہ دن  
میں صرف کرنا ہے اگر رات کی



**جذب ہر عنصر جس خوراک در ترکیب آدمی محتبس شد بغیر جنس**  
 ہر عنصر کا اپنی اس نہیں کو کھینچنا جو دوسری جنس کے ساتھ آدمی کے بناؤ میں پیشی ہو چکا ہے

ترک جاں گوشتے ما، سمجھو گرد  
 جان کو چھوڑ دے، گرد کی طرح ہادی جانب آ  
 بہ کہ زان تن واری زیر تیری  
 بہتر ہے کہ اس جسم کو چھوڑ دے اس جانب آ  
 گرچہ پیمچوں تو زبجران خستہ ام  
 اگرچہ تیری طرح فرق سے غلین ہوں  
 کائے تری باز از غربت سکے ما  
 کسے تری ہسارت سے ہماری جانب آ  
 کہ زناری راہ اصل خویش گیر  
 کہ تو آگ سے ہے اپنی اصل کا راست اختیار کر  
 از کششہائے عناصر بے رن  
 عنصروں کی بغیر رہی کی کینچن تائی کی وجہ سے  
 تا عناصر ہمدگر را وابلد  
 تاکہ عنصر ایک دوسرے کو چھوڑ دے  
 مرغ در تجوری و علت یا کشا  
 موت اور بیماری اور تکلیف پاؤں کو کھینچ دے  
 مرغ ہر عنصر یقین پر واز کرد  
 ہر عنصر کا پرند یقین آؤ جائے گا  
 ہر دمے رنجے نہد در جسم ما  
 ہر وقت ہمارے جسم میں مرض پیدا کرتی ہے  
 مرغ ہر جزوے باصل خود پرد  
 ہر جزوہ کا پرند اصل کی جانب آؤ جائے  
 جمع شاں دارد بصحت اجل  
 موت تک ان کو صحت کے ساتھ جمع رکھتی ہے

خاک گوید خاک تن را باز گرد  
 جسم کی مٹی کو مٹی کہتی ہے، واپس آجا  
 جنس مائی پیش ما اولی تری  
 تو ہماری جنس ہے، تیرا ہمارے سامنے رہنا بہتر ہے  
 گوید آری لیک من پابستام  
 وہ کہتی ہے، ہاں لیکس میں پابند ہوں  
 تری تن را بخویند آہا  
 پانی، جسم کی تری کو تلاش کرتے ہیں  
 گرمی تن را ہی خواند آسیر  
 کڑھ تازہی جسم کی گرمی کو میکاڑا ہے  
 ہست ہفتاد و دو علت بدن  
 بدن میں بہشتتہ، بیسار ہاں ہیں  
 علت آید تا بدن را بکسلد  
 بیماری آتی ہے تاکہ جسم کو متفرق کر دے  
 چار مرغ اندا اس عناصر بستہ پا  
 یہ عناصر چار پاؤں بندھے پرند ہیں  
 پائے شاں از ہمدگر چوں باز کرد  
 جب اس نے ایک دوسرے کے پاؤں کو کھول دیا  
 جذبہ اس اصلہا و فرعہا  
 ان اصلوں اور فرعوں کی کشش  
 تاکہ اس ترکیبہا را برورد  
 تاکہ ان بسند صنوں کو توڑ دے  
 حکمت حق مانع آید زس عمل  
 اللہ تعالیٰ کی حکمت اس عمل سے روکتی ہے

لے جذبہ حیوانی جسم ہر  
 عنصروں نمک، آب، باد،  
 آتش سے مرکب مانا جاتا ہے  
 ان عنصروں میں سے ہر ایک  
 کا کرہ ہے جو ان کا تخرن اور  
 معدن ہے، انسان کے جسم  
 کے چاروں عنصر ہر وقت اپنے  
 اپنے کرہ کی طرف لوٹنا چاہتے  
 ہیں ان عناصر کا متفرق ہو  
 جانا موت ہے۔

زندگی کیا ہے عناصر میں ہر جزو  
 موت کیلئے ابھی اجرا پریشان ہو  
 (چکلت)  
 خاک گوید کہ خاک انسان  
 کے خاک اجزا کو اپنی طرف  
 آجانے کی دعوت دیتا ہے۔  
 لے گوید، انسان بدن کا  
 خاک عنصر اس خاک کرہ کو  
 جواب دیتا ہے کہ اگرچہ مجھ  
 پر مرکز سے جدا رہنا دوسرے  
 ہو رہا ہے لیکن میں مجبور ہوں  
 ابھی اسی جسم کا پابند ہوں۔  
 آئیز یعنی کرہ نار ز کششہا  
 یعنی ان چاروں عنصروں  
 کی باہمی کشش، جس سے موت  
 علت۔ بیماری عناصر کی جلائی  
 کا سبب بنتی ہے جس سے  
 موت واقع ہو جاتی ہے۔  
 لے چار مرغ۔ یہ چاروں عنصر  
 زندگی میں پابستہ پرندوں کی  
 طرح ہیں موت اور بیماری  
 ان کے پاؤں کھول دیتی ہے  
 اور یہ عناصر اپنے مراکز کی طرف  
 پر واز کرتے ہیں، اصلہا  
 یعنی چاروں کرہ۔ چرخا بدن  
 کے چاروں عنصر حکمت۔ ان  
 عناصر کی پرواز کیلئے حکمت  
 خداوندی موت کے وقت تک

ان تری تری







۱۵ ایک۔ روزوں عشقوں

کا اثر جدا گاہ ہے عاشق کا عشق  
اس کو لاغر اور کمزور بنا دیتا ہے  
مشتوق کا عشق اس میں محبت  
کا اضافہ کرتا ہے مشتوق کا عشق  
اس کے خزانوں کو کھنڈار  
بنا دیتا ہے عاشق کا عشق اس  
کو بڑا کرتا ہے کہڑا۔ کہڑا میں بھی  
عشق ہے لیکن بے نیازی کے  
ساتھ لہذا وہ اپنی جگہ پر قائم  
رہتی ہے تنگے میں بھی عشق  
ہے جہاں کو کہڑا کی طرف  
کھینچ کر لاتا ہے

۱۶ آج۔ میں کو سات کے  
باجی عشق کے ذکر کو چھوڑ کر  
صدر جہاں کے عاشق کا ذکر  
کرو اس کے عشق کا اثر صدر  
جہاں پر پڑے۔ دور۔ اس عاشق  
کی آہوں کا اثر صدر جہاں  
پر ہوا اور وہ اس پر مہربانی  
ہو گیا۔ ایک لیکن صدر جہاں  
کے عشق کے لئے اس کی عزت  
و اکبر و مشرق کی تلاش میں  
مانع تھی زحمتش۔ صدر جہاں  
کی رحمت تو اس کی مشتاق  
تھی لیکن اس کی سلطنت  
عشق کے لئے مانع بن رہی  
تھی۔

۱۷ عقل حیراں۔ کشش  
روزوں میں تھی لیکن کس کی  
کشش دوسرے کی کشش  
کا آخر تھی اس میں عقل حیراں  
ہے۔ جلدی بہادری ناواہی  
یعنی ناقص ہستی، تواناقت  
ہے۔ لب بندم۔ حضرت حق  
تعالیٰ اپنی جبریت کے نظار  
کے لئے عاشقوں میں جبر  
عشق پیدا کرتا ہے لیکن یہ

۱۸ میل عاشقاں لاغر گند

لیکن عاشقوں کا عشق انکی لاغر کرتا ہے  
عشق معشوقاں کو مرخ افروختہ

مشتوقوں کے عشق نے روزوں رخسارے پر روشن  
کہڑا با عاشق بشکل بے نیاز

کہڑا، لا پرواہی کے ساتھ عاشق ہے  
اس رہا کن عشق آں تشنہ ہاں

اس کو چھوڑ، اس پیاسے کا عشق  
دو دو آں عشق و غم آتش کردہ

اس عشق کا ڈھواں، اور بھٹی کا غم  
لیک از ناموس و لبوس و آبرو

لیکن عزت، عاوری، فخر، اور آبرو کی وجہ سے  
رحمتش مشتاق آں مسکین شدہ

اس کی رحمت اس مسکین کی مشتاق ہو گئی  
عقل حیراں کا یں عجب اور کشید

عقل حیراں ہے تعجب ہے کہ یہ انکو کھینچ رہا ہے  
ترک جلدی کن کنز ناواہی

بہادری چھوڑ، کیونکہ تو اس سے ناواقف ہے  
لب بندم ہر دمے سیناں سخن

میں اس طرح کی باتوں سے ہر وقت بندھ رہا ہوں  
کایں سخن را بعد از یں مدفون گم

کہ اس بات کو میں اس کے بعد دفن کر دوں گا  
کیست آں کہت می کشدے مقتنی

لے ذخیرہ اندوز؟ وہ کون ہے جو تجھے کینہتا ہے؟  
ایس تقریر ہے کہ مراد اسی سے اشارہ تعالیٰ کی احتیاج اور طہارت کا نتیجہ نکال میں گئے لہذا اس کا بیان

مناسب نہیں ہے۔ فاق کشیدہ حضرت حق تعالیٰ اجازت نہیں دیتا ہے کہ اس امر کی وضاحت کی جائے۔  
کیست بے اس ارادہ سے روکنے والی دہی فاق ہے جو انسانوں کے چھتے عوم کو روک رہی ہے۔

۱۹ میل معشوقاں خوش بافر گند

مشتوقوں کا عشق ان کو حسین اور باشکست بنا دیتا ہے  
عشق عاشق جان اور اسوختہ

عاشق کے عشق نے اس کی جان بلا قاتل ہے  
گاہ می کوشد در اں راہ دراز

تھکا اس عشق میں دماز راستے طے کرتا ہے  
تاقت اندر سید صدر جہاں

صدر جہاں کے سینے میں پخت آش  
رفتہ در مخدوم او متشفیق شدہ

مخدوم کو پہنچا، وہ مہربان ہو گیا  
شرم می آید کہ وا جوید ازو

اس کو شرم آتی تھی کہ اس کی جبر کرے  
سلطنت زیں لطف مانع آمدہ

سلطنت اس مہربانی سے مانع بنی  
پاکشش آں سویدیں جانب رسید

پاکشش اس جانب سے اس جانب پہنچی ہے  
لب بہ بند و اللہ اعلم یا نفعی

ہوٹ بند کے اور انداز کو زیادہ جانتا ہے  
توبہ آرم ہر زماں صدار من

ہر وقت توبہ بار توبہ کرتا ہوں  
واں کشیدہ میکشد من چوں گم

وہ کھینچنے والا کینہتا ہے، میں کیا کروں؟  
آنکہ می نگذاردت کہ دم زنی

وہ وہ ہے جو تجھے نہیں چھوڑتا کہ تو دم مارے  
ایس تقریر ہے کہ مراد اسی سے اشارہ تعالیٰ کی احتیاج اور طہارت کا نتیجہ نکال میں گئے لہذا اس کا بیان

مناسب نہیں ہے۔ فاق کشیدہ حضرت حق تعالیٰ اجازت نہیں دیتا ہے کہ اس امر کی وضاحت کی جائے۔  
کیست بے اس ارادہ سے روکنے والی دہی فاق ہے جو انسانوں کے چھتے عوم کو روک رہی ہے۔



صد عزیمت میکنی بہ سفر  
تو سفر کے لئے تڑپخت ارادے کرتا ہے  
زاں بگرداند بہر شوآں لگام  
وہ لگام کو ہر جانب اس لئے موڑ دیتا ہے  
اَسپِ نیر کاں زان نیکو پے ست  
سمجھدار گھوڑا اس لئے عمدہ رفتار پر ہے  
اودلت را برد و صد سودا بہت  
اُس نے تیرے دل کو دو خوشیالات ہے دالہ کرنا  
چوں شکست اوبال آں رانخت  
جب اُس نے پہلی رانے کا بازو توڑ دیا  
چوں قضایش خیل تدبیریت  
جب اُس کے فیصلے نے تیری تدبیر کی بھی توڑ دی

می کشاند مَرِ ترا جائے دگر  
وہ تجھے دوسری جگہ کھینچے گا جہاں ہے  
تا خبر یا بد ز فارس اَسپ خام  
تاکر ناخبر بہ کار گھوڑا سوار کو جان جائے  
کوہمی داند کہ فارس برفے ست  
کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اُس پر سوار موجود ہے  
بے مرادت کرد و پس دل راکست  
تجھے نامراد کیسا اور پھر دل کو توڑ دیا  
چوں نشدستی بال اسکن درت  
تو باز توڑنے والے کی ذات کیسے ثابت ہوئی؟  
چوں نشد بر تو قضائے اودرت  
تو اُس کا فیصلہ تیرے لئے کیسے ثابت نہوا؟

فسخ عزم و نسخہا بہت باخبر کردن آدمی را از انکہ مالک  
ارادوں کا نسخہ کرنا اور اُن کو باخبر کرنا کیلئے ہے کہ مالک اور  
قابہ اوست گاہ گاہ عزم اورا فسخ ناکردن نافذراشتن تا  
ظاہر موجود ہے، اور کبھی کبھی اُس کے ارادے کو توڑنا اور ہماری رکنا اسلئے ہے کہ  
طبع اور ابر عزم کردن اذنا باز غرض شکست تا تنبہ بر تنبہ بود  
اُس کی طبیعت کو مارا کرنے کا مادی بنائے تاکہ پھر اس کے ارادے کو توڑے اور تنبہ پر تنبہ ہو جائے

عزمہا و قصد ہا در ماجرا  
مسائلے میں ارادے، اور قصد  
تا بطمع آں دلت نیت گند  
تاکہ اُس کے لالچ میں تیرا دل ارادہ کرے  
وَر بگلی بے مرادت داشتے  
اگر وہ تجھے بالکلیتہ نامراد رکھتا  
وَر نکاریدے اکل از غوریش  
اگر وہ اپنے اندھے ہی سے امید (کا لچ) نہ کرتا

گاہ گاہے راست می آید ترا  
کبھی کبھی تیرے لئے ٹھیک ہوتے ہیں  
بار دیگر نیتت را بشکند  
دوبارہ وہ تیرے ارادے کو توڑ دیتا ہے  
دل شئے نو مید اکل کے کاشتے  
دل ناامید ہو جاتا، امید کا بیج اکب ہوتا ہے  
کے شئے پیدا برو مقہوریش  
تو اُس پر اپنا عاجز ہونا کب ظاہر ہوتا ہے؟

لہ قدر عزمیت۔ انسان  
میں گھڑوں کی جتنی ارادے کرتا  
ہے لیکن پھر اُس ارادے کو  
پورا نہیں کر سکتا ہے اس سے  
معلوم ہوا کہ روکنے والی کوئی  
خاص ذات ہے۔ زان۔ اذ  
تقانی اِن عزم کو جس لئے  
فسخ کرنا ہے کہ لوگوں کو اُس  
کی معرفت حاصل ہو جائے  
مشہور مقولہ ہے بخوفت  
رئی بفسخ الغرض اشد میں  
لئے اپنے خدا کو ارادوں کے  
فسخ ہونے سے سمجھا ہے۔ اذ  
اللہ تعالیٰ دل میں ستر ارادے  
پیدا فرماتا ہے پھر تعین کام  
بھی بنا دیتا ہے۔

لہ چوں شکست جب چاہا  
ارادہ فسخ ہوتا ہے تو انسان  
سمجھتا ہے کہ کوئی ذات فسخ  
کرنے والی ہے چوں تقضا۔  
جب انسان کی تمام ناکام  
ہوتی ہیں تو اُس کو تقضا  
خداوندی اور خدا کے وجود کا  
یقین ہو جاتا ہے۔ قرآنم۔  
عزیز کی جس ہے بخت ارادہ  
لہ عزت ہوا۔ یعنی کبھی ارادے  
کی تکمیل ہو جاتی ہے وہ اس  
لئے کہ انسان بالکل یا اوس  
نہ ہوجائے اور ارادے اور  
نیت کو بالکل نہ چھوڑے  
وَر نکاریدے۔ اگر بالکل ارادہ  
کرن چھوڑ دیا تو ارادے کے  
فسخ ہونے سے جو معرفت  
خداوندی حاصل ہوتی ہے وہ  
نہوگی۔











از تبتاں و از خدا و خواہیم

ہم نے بتوں اور خدا سے درخواست کی  
وانکہ حق و راست ست انا و او

ہم میں اور ہمیں سے جو حق اور سچائی پر ہے  
اس دعا بسیار کر دیکم وصلہ

ہم نے یہ دعا و درود بہت کیے  
کہ اگر حق ست او پیداش کن

کہ اگر وہ برحق ہے اس کو نمایاں کر دے  
چونکہ وادیدیم او منصور بود

جبکہ ہم نے گھلا دیکھ دیا کہ وہ مساج رہا  
اس جواب است کا بچہ خواستید

یہ ہمارے لئے جواب ہے کہ جو تم نے چاہا  
باز اس اندیشہ را از فکر خویش

وہ پھر اس خیال کو اپنے منکر سے  
کایں تفکر ما ہم از ادبار رست

کہ ہمارا یہ خیال بھی بد بختی سے پیدا ہوا ہے  
خود چہ شد گر غالب آمد چند بار

اگر وہ چند مرتبہ غالب ہو گیا تو کیا ہوا؟  
ما ہم از ایام نخت اور شدیم

ہم جو زمانے سے نصیب و رہائے ہیں  
باز می گفتند اگر چاہا و شکست

وہ پھر کہتے کہ اگر اس نے شکست (کھائی) ہے  
زانکہ نخت نیک اور او شکست

کیونکہ نیک نصیب لے اس کو شکست میں  
کو با شکستہ نمی مانست ہیچ

وہ کبھی شکست خوردہ کی طرح نہیں بنا

لے آڑیاں کفار کہتے تھے  
کہ ہم نے بتوں اور خدا سے

دعائیں مانگی تھیں کہ جو حق  
پر ہوا اس کو فتح دے دے۔

پیش لات اور منات اور  
توتی بتوں کے نام ہیں۔

چونکہ اب جبکہ مسلمانوں کو  
فتح ہو رہی ہے تو یقیناً

لوگ حق پر ہیں۔  
اسی مسلمانوں کی فتح

منفی ہماری دعاؤں کی  
قبولیت ہے۔ آج پھر اس

خیال کو اپنے دل سے نکالنے  
کی کوشش کرتے کہ اگر قبہ

حقانیت کی دیں ہے تو  
ہم بھی کئی بار غالب آچکے

ہیں۔  
اسے باڑی گفتند پھر اپنے

اس خیال کی تردید کرتے  
اور سوچتے کہ ہماری شکست

اور مسلمانوں کی شکست  
میں بہت فرق ہے ہم شکست

سے ہست ہوتے ہیں اور  
مسلمان شکست کھا کر

اور ابھرتے ہیں۔ تاکہ مسلمان  
شکست سے ہست بہت

نہیں بنتے ہیں بلکہ ان میں  
وقت ایمانی اور فوج جاتی ہو

کو آہستہ شکست سے  
کبھی شکست خاطر نہیں ہے۔

کہ بکن مارا اگر ناراستیم

کہ اگر ہم غلط ہیں تو ہیں (اچھے) اکھاڑے  
نقش و نصرت اور ابجو

اس کی مدد کر، اس کا مددگار بن  
پیش لات و پیش مغربی و منا

لات کے آگے، مغربی اور منات کے آگے  
گر نباشد حق زبون ماش کن

(اور) اگر وہ حق پر نہیں ہیں ہم سے غلط کیے  
ما ہم ظلمت بودیم او نور بود

(اور) ہم سب تاریک تھے، وہ نور تھا  
گشت پیدا کہ شمانا رتید

راخ ہو گیا مگر تم غلط ہو  
کوری کردند دفع از ذکر خویش

بے فروغ بناتے تھے اور اپنی یاد سے منع کرتے تھے  
کہ صواب او شود و دل رست

تاکہ ان کی حقانیت دل میں بیٹھ جائے  
ہر کسے را غالب آورد روزگار

زمانہ کسی کو بھی غالب کر دیتا ہے  
بارہا بروئے منظر آمدیم

کئی بار اس پر نمودار ہوئے ہیں  
چوں شکست بود او رشت و پست

وہ ہماری شکست کی طرح بری اور ذلیل نہ تھے  
واصد شادی پنہان یروست

تزویر شدہ خوشیاں قبضے میں دیدیں  
کہ غم بودش دران نئے ہیچ

کیونکہ اس کو اس میں دکائی غم ہوا نہ پریشان



چوں نشانِ مومنان مغلوبی ست

چونکہ مومنوں کی پہچان مغلوب ہونا ہے

گر تو مشک و عنبرے را بشکنی

اگر تو مشک، اور عنبر کو توڑے گا

ور شکستی ناگہاں سرگین خر

اگر تو اچانک گدھے کی لید کو توڑے گا

کہ کند خود مشک با ستر گیس قیاس

مشک کو لید پر کوئی قیاس نہ کرے گا

لیکے شکست مومن خوبی ست

لیکن مومن کی شکست میں بھلائی ہے

علیٰ از فیح ریکساں پر گنی

ایک جہان کو خوشبو کی ہبک سے بھر دیگا

خانہا پر گشت در گرد و سر بسر

سارے مکانات بدلو سے بھر جائیں گے

آب را بابل و اطلس با یلاس

پانی کو چیشاب، باد اطلس کو اٹاس، بر کوئی قیاس نہ کرے گا

بستر آنکہ بے مراد باز گشتن رسول علیہ السلام از حدیبیہ حق تعالیٰ

اس کا داد نہ کر بفر مقصد ہوا کہ گئے ہوئے آنحضرت کے حدیبیہ سے واپس آنے کو اللہ تعالیٰ

لقب آں فتح کرد کہ انا فتحناک فتحاً مبیناً بصورت علق بود

لئے فتح کا لقب دیا کہ "بیشک ہم نے آپ کو کھل فتح دی" بظاہر بندش تھی اور

و بمعنی فتح چنانچہ شکستن مشک بظاہر شکستن ست و بمعنی

حقیقتاً فتح جیسے کہ مشک کی شکست بظاہر شکست ہے اور حقیقتاً اس کے

درست کردن ست کی اور او کھیل فوائد اوست

مشک پہن کو شیک کرنا ہے اور اس کے فائدوں کو کھل کرنا ہے

وقت برگشت حدیبیہ رسول

حدیبیہ سے واپسی پر رسول

ناگہاں اندر حق شمع رسل

رسولوں کی شمع کے حق میں اچانک

آمدش پیغام از دولت کہ رو

دولت کی جانب سے آنکو پیغام آیا کہ چلیے

کاندیس خواری بنقدت فتحنا

اس وقت میں آپ کی فوری فتوحات ہیں

در تفکر بود و غمگین و ملول

فکر میں تھے اور غمگین اور ملول (تھے)

دولت انا فتحناک از دولت

دولت نے انا فتحناک کا فعل بجا دیا

تو ز منیع اس ظفر غمگین مشو

آپ اس فتح کے رکنے سے غمگین نہ ہوں

نک فلاں قلہ فلاں بقعہ سرت

یہ فلاں قلہ، فلاں علاقہ آپ کا ہے

کے واقعات نے ثابت کر دیا تھا

میں سے تعبیر کیا ہے۔ آمدش حضور کو حکم ہوا کہ قرعہ کے بغیر واپس ہو جاؤ اور اس ناکامی سے رنجیدہ نہ

ہو۔ کاندیس۔ یہ ناکامی بہت سی فتوحات کا سبب بنے گی۔ بقعہ یعنی زمین کا علاقہ۔

لے جس نشانِ مسلمان کی

جسے مسلمان اس کے ایمان

کی علامت ہے اور مومن کی

شکست اس کے اعمال و

اخلاق کی اصلاح کرتی ہے۔

گر تو بر ملا نام مسلمانوں کی

شکست میں مغرور ہو کر

ایک مثال سے سمجھاتے ہیں

کہ تو شک و عنبر کی لید کو توڑے گا

توڑ دیا جائے تو اس کی خوشبو

زیادہ چلنے لگتی ہے۔ یعنی

ہبک، پلٹ، سرگین خر۔

کافروں کی شکست کی مثال

یہ ہے کہ گدھے کی لید کو توڑے گا

توڑ دیا جائے تو اس کی بدبو

اور پھیل جاتی ہے۔ کہ گدھے۔

مسلمانوں کی شکست اور

کافروں کی شکست کو ایک

سمجھا دیا ہے جیسے کہ کوئی

پیدا اور مشک کو یا پانی اور

چیشاب کو یا اطلس اور اٹاس

کا ایک ہے۔

اگر انا فتحناک مسلمانوں کی

شکست چکر مزیہ تقویت

کا باعث ہے اسی لئے قرآن

نے حدیبیہ کی ناکامی کو فتح

قرار دیا تھا۔ حدیبیہ آنحضرت

اور صحابہ کی جماعت مدینہ

سے قرعہ کی نیت سے گزرتی

کے لئے روانہ ہوئی۔ مگر کے

قریب حدیبیہ کے مقام پر

ہجرت کر پڑاؤ کیا۔ مگر کے کفار

کمزیم واقعہ سے مانع آئے تو

حضور صلیع کر کے بغیر عرو کے

واپس آگئے تھے۔ یہ ضلع بظاہر

مسلمانوں کی شکست تھی لیکن

حقیقتاً یہ فتح تھی جیسے کہ آنا



لے بنگر۔ بنی قریظہ اور بنی  
التغیر یہود کے دو قبیلے تھے  
جو مدینہ کے اطراف میں آباد  
تھے ان کی معاہدہ مشکینی کی  
وجہ سے آنحضرتؐ کو مدینہ  
کے واقعہ سے پہلے ہی چلاؤں  
کر کے تھے بنی التغیر مدینہ  
میں اور بنی قریظہ مدینہ میں  
غزوہ خندق کے فوراً بعد  
چلا وطن کر دیے گئے تھے۔  
مدینہ کا واقعہ مدینہ کا ہے  
البتہ ان میں سے کچھ لوگ غیر میں  
جا کر آباد ہو گئے تھے اور غیر  
مدینہ میں رہے۔ اب اگر  
مولانا کی مراد فتح مدینہ ہے تو  
مولانا کا فرمانا سرت کی کتب  
کے مطابق ہے ورنہ مخالف  
ہے۔

لے در نباشد اگر تفرحات  
اور فتنیں نہ بھی ہوں ب  
بھی یہ جماعت وہ ہے جس  
کو رضا کا وہ مقام حاصل  
ہے کہ جس میں غم بھی اچھی طرح  
خوشگوار ہوتا ہے جس طرح  
خوشی حضرت رابعہؓ نے  
فرمایا کہ سالک کو رضا کا مقام  
اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ غم  
بھی اچھے لئے ایسا ہی خوشگوار  
ہو جیسا کہ خوشی بہتر غم۔ یعنی  
غم ان کو اس لئے خوشگوار  
نہیں ہے کہ وہ کسی خوشی کا  
پیش خیمہ ہے۔ قبر چاہے نزلت  
انکو بقدر بیماری ہوتی ہے  
کہ انکے زوال اور سخت شاہی  
حاصل ہو جانے سے ڈرتے ہیں۔  
در تغیری یہ لوگ فقر و غنا  
اور خواہ میں بہار کے لطف  
اٹھاتے ہیں۔ بہر گاہ جبکہ کئی

بشکر آخر چونکہ واگردیدت

دیکھو جب وہ جلدی سے واپس آگئے  
قلعہ ہا، ہم گرد آں دو بقعہ ہا  
ہاں دونوں کے علاقوں کے آس پاس کچھ قلعے بھی  
ورنہ باشد آں تو بشکر کایں فرقی  
اگر یہ بھی نہ ہو تو دیکھ لے یہ لوگ  
زہر خواری راجو شکرمی خورد  
وہ ذلت کے زہر کو شکر کی طرح کھاتے ہیں  
بہر عین غم نہ از بہر فسر ج  
صرف غم کے لئے، نہ کہ خوشی کے لئے  
آپنناں شاد اند اندر قہر چاہ  
وہ کمزوری کی گہرائی میں ایسے خوش ہیں  
در تغیری ہر یکے صد شہر یار  
ہر ایک تغیری میں سیکڑوں شاہوں کی طرح ہے  
ہر گنج دلبر بو خود ہم نشین  
جہاں کہیں محبوب خود ساتھ ہی ہو

تفسیر: آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کہ لا افضلا لونی علی یونس بن مثنیٰ  
آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تفسیر کہ مجھے یونس بن مثنیٰ پر فضیلت نہ دو

گفت سغیب کہ معراج مرا

پس غیر نے فرمایا کہ میری معراج  
آن من بر حیرح و آن و نشیب  
(حالاً کہ) میرا مقام آسمان پر اور ان کا مقام پستی  
قرب نے بالانہ پستی فتن مست  
قرب نہ اوپر جانا ہے نہ نیچے جانا ہے

کی گہرائی میں انکو معیت حق حاصل ہے تو وہ آسمان کی بلندی سے بہتر ہے۔  
مولانا یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اصل معیت حق جو اعلیٰ و اعلیٰ میں خود کوئی فضیلت اور برتری نہیں ہے۔ معراج یونسؑ  
حضرت یونسؑ کو چھل کے پیٹ میں سمند کی گہرائی میں معراج حاصل ہوئی۔ آج کل جو معراج کو آسمان کی بلندی  
پر حاصل ہونی صرف حق و حق میں حاصل ہوتے ہیں۔ اعلیٰ و اعلیٰ کوئی نہیں ملتا۔ اللہ کا قرب بلندی اور پستی ہے  
نہ کہ جس سے ہوتا ہے۔

برقریظہ بر نصیر ازوے چہ رفت

ان کی جانب سے قریظہ اور نصیر پر کیا گزری  
شد مسلم وز غن کم نفعہا  
فتح ہو گئے مہار اکتیوں کے سبب اپنے اپنے  
برغم ورنج اند منقون عشق  
رنج و غم کے مستحید اور فریفتہ ہیں  
غار غمہا راجو اشتہری چرند  
غموں کے کانٹے کو اونٹ کی طرح چرتے ہیں  
ایں ناسفل پیش ایشان دلج  
یہ تنزل ان کے لئے مراتب کی طرح ہے  
کہ ہی ترسند از سخت و کلاہ  
کہ سخت و ناز (کے حامل ہونے) سے ڈرتے ہیں  
در خزان فاقہ صد بچوں بہار  
فائق کی غلوں میں سیکڑوں بہاروں کی طرح ہے  
فوق گردون ست نے زیر زمین  
وہ آسمان پر ہے، نہ کہ زمین کے نیچے

تفسیر: یونس بن مثنیٰ کی حدیث کی تفسیر کہ لا افضلا لونی علی یونس بن مثنیٰ  
یونس بن مثنیٰ کی حدیث کی تفسیر کہ لا افضلا لونی علی یونس بن مثنیٰ

نیست بر معراج یونس اجتناب

یونسؑ کی معراج سے پسند نہ نہیں ہے  
زانکہ قرب حق بر ولسٹ حبیب  
کیونکہ اللہ (حق) کا قرب (اس) صاحب بالاتر ہے  
قرب حق از مجلس مستی سترت  
اللہ کا قرب، وجود کی قید سے مجوسٹا ہے

کی گہرائی میں انکو معیت حق حاصل ہے تو وہ آسمان کی بلندی سے بہتر ہے۔  
مولانا یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اصل معیت حق جو اعلیٰ و اعلیٰ میں خود کوئی فضیلت اور برتری نہیں ہے۔ معراج یونسؑ  
حضرت یونسؑ کو چھل کے پیٹ میں سمند کی گہرائی میں معراج حاصل ہوئی۔ آج کل جو معراج کو آسمان کی بلندی  
پر حاصل ہونی صرف حق و حق میں حاصل ہوتے ہیں۔ اعلیٰ و اعلیٰ کوئی نہیں ملتا۔ اللہ کا قرب بلندی اور پستی ہے  
نہ کہ جس سے ہوتا ہے۔



نیست راجہ جائے بالا نیست زیر  
 فنا نیست کے لئے کیا اونچائی کیا نیچائی  
 کارگاہ گنج حق درسی است  
 اللہ کے خزانہ کا کارخانہ فنا نیست میں ہے  
 حاصل این شکست ایشان کیا  
 خلاصہ یہ ہے اے بزرگ! ان کی شکست  
 آچنناں شاد اندر دل و تلف  
 دولت اور تباہی میں اس طرح خوش ہیں  
 برگ بے برگی ہمہ اقطاع اوت  
 پوری بے سروسامانی کا سامان اس کی جاگیر ہے  
 آل یکے گفت ارجحان آں فرید  
 ایک نے کہا، اگر وہ یکتسا ایسا ہے  
 چونکہ او مبدل شدت شادش  
 جبکہ اس میں تبدیلی ہو چکی ہے اور اس کی خوشی  
 پس بقہر دشمنان چوں شاد شد  
 تو وہ دشمنوں کے مغلوب ہوئے کیوں خوش ہوا؟  
 شاد شد جانش کہ بر شیران نر  
 اس کی جان خوش ہوئی کیونکہ بہادر شیروں پر  
 پس بدستیم کو آزاد نیست  
 تو ہم جان گئے کردہ آزاد نہیں ہے  
 ورنہ چوں خند و کابل آن جہاں  
 درد کیوں ہنستا جبکہ اس جہان دلتے  
 ایں ہی گفتند ورنہ زیر زباں  
 وہ آہستہ سے یہ کہہ رہے تھے  
 تا موکل نشود درما جہد  
 تاکہ سپاہی دشمنی لے (اور) ہم پر کود پڑے

نیست ز زود و زود و زود و زود  
 فنا نیست کے لئے نہ جلدی ہے نہ دور اور دیر  
 غزہ ہستی چہ دانی نیست حیات  
 تو ہستی کے دھوکے میں ہے تو کیا سمجھے کہ فنا نیست  
 می نمائند ہیچ باشکست ما  
 ہماری شکست کسی طرح مشابہ نہیں ہے  
 ہیچوما در وقت اقبال و شرف  
 جس طرح ہم اقبالند ہی اور بڑائی میں  
 فقر و خواری افتخار است و علو  
 فقر اور ذلت، فقر اور بڑائی ہے  
 چون بخندید او چو مارا بستہ دید  
 تو وہ کیوں ہنسا جبکہ اس نے ہمیں بندھا ہوا دیکھا؟  
 نیست زین ندان زین آزادش  
 اس قید اور اس آزادی سے متعلق نہیں ہے  
 چوں ازین فتح و ظفر پرباد شد  
 اس فتح اور کامیابی سے کیوں مغرور رہا؟  
 یافت آسان نصرت و سخط  
 آسانی سے فتح اور تاراج، اور مفسر پالی  
 جز بدنیاد و خوش و دل شاد نیست  
 دنیا کے سوا کسی چیز سے خوش دل اور مسرور نہیں ہے  
 بر بند و نیک اند مشفق مہرباں  
 اچھے اور برے پر شفیق اور مہربان ہیں  
 آل اسیراں باہم اندر بحثاں  
 وہ قیدی آپس میں اس کی بحث میں  
 ایں سخن در گوش آل سلطان نہد  
 یہ بات اس بادشاہ کے کان میں رکھ دے

لے نیست جب مقام ثنا  
 حاصل ہو جائے تو زانی مکان  
 کی اور گنج سے کوئی فترق  
 نہیں پڑتا ہے کارگاہ فنا نیست  
 کے بعد اسرار خداوندی ظاہر  
 ہوتے ہیں جو شخص ہستی میں پہنچا  
 ہے وہ فنا نیست کو نہیں سمجھ  
 سکتا۔ ماقبل یہاں سے پھر  
 اُن قیدیوں کا مقول شروع  
 ہوتا ہے انھوں نے کہا ہماری  
 اور مسلمانوں کی شکست میں  
 بہت فرق ہے۔ آچنناں وہ  
 شکست میں بھی اس قدر  
 خوش ہوتے ہیں جس طرح کہ  
 ہم فتح میں۔ بزرگ بے شرمائی  
 اُن کا سامان ہے فقر اور ذلت  
 میں فقر سمجھتے ہیں۔  
 لے آل یکے آن غصہ بڑکی  
 فنا نیست پر اس شخص نے غصہ نہیں  
 کیا کہ اگر ان کو مقام فنا نیست  
 حاصل ہے اور وہ اللہ کے  
 مقرب ہیں تو ہماری تباہی پر  
 کیوں خوش ہو رہے ہیں۔ اگر  
 اُن میں بالکل تبدیلی آگئی ہے  
 اور انکی خوشی ہماری قید اور اپنی  
 آزادی سے متعلق نہیں ہے تو  
 پھر ہمیں قید میں دیکھ کر کیوں  
 ہنسے اور اپنی کامیابی پر کیوں  
 مغرور ہیں۔  
 لے شاد شد یعنی انکی خوشی  
 اسی بنا پر ہے کہ ہم بھی غریبوں  
 پر انھوں نے فتح پائی ہے۔  
 پس اس بات سے میں سمجھتا  
 ہوں کہ وہ ہستی سے آزاد نہیں  
 ہیں اور وہ ایک دنیا دار ہیں۔  
 اہل آں جہاں اللہ دلتے تو  
 سب انسانوں پر مہربان ہوتے  
 ہیں خواہ انسان مجھے ہوں یا

بے ہوش۔ آں یہ باتیں وہ قید یافتہ انسان نہیں کہہ سکتے تاکہ سپاہی دشمنی



لے آگاہ۔ آنحضرت نے ان

کی پختہ باتیں سن لیں اس لئے آپ کے کان اس جہاں کے کان تھے بلکہ وہ خدائی کان تھے جن کے لئے آہستہ بات اور بلند آواز کی بات یکساں ہے۔ ہوتے۔ جن لوگوں کو قرب الہی حاصل ہو جاتا ہے وہ صفات حق سے تشبہ ہوجاتے ہیں حضرت یوسف کی قیص کی خوشبو اس محافظ کو پہنچی جو قیص نے جا رہا تھا باوجود دور ہونے کے حضرت یعقوب کو پہنچی گئی۔ ان حبشیہ طبعی صفتوں کے اسرار حبشیہ طبعی آسمانوں پر پہنچ کر بھی نہیں سن پاتے ہیں آنحضرت اپنی جگہ رہتے ہوئے سن لیتے تھے۔

آگاہ آن خرد بین طراوت درازی سے جس میں رہا ہے تندر سے رہا ہے یہی حال آنسور خداوندی کا ہے۔ نجم ثاقب جب حبشیہ طبعی آسمانی راز معلوم کرنے کیلئے آسمان پر چڑھتے ہیں ترشہ رے آن پر ٹوٹتے ہیں اور وہ ان کو بھگا دیتے ہیں۔ راجہ راجہ خداوندی حضور سے حاصل کرو۔ اسے دیکھو۔ روزی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے دکھا نہیں ہے لہذا اس سے روزی مانگو۔

آگاہ فہم کرد یعنی آنحضرت کو بطور وحی کے آگاہی گفتگو کا نام ہو گیا۔ نیز دینی میں جنگ کے مسائل میں نہیں مسکرا رہا تھا۔ یعنی یہ گفتار حقیقت مرہ میں اور مرہ کو آنا کوئی بہادر ہے

کہ بہتر شاہ کی بات ہے کہ لاؤ دینی جگہ کی تیری ہے اور اپنے دشمن کی تیرے

آگاہ شدن پیغمبر علیہ السلام از طعن ایشان بر شہادت او  
خوشی بر آن کی طعن زنی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واقف ہوجانا

گرچہ نشید آں موکل این سخن

اگرچہ اس سپاہی نے یہ بات نہ سنی

بوتے پیرا بان یوسف را ندید

(حضرت یوسف کے پاس کی خوشبو دھوس کی

آں شیاطین بر غنائ آسمان

وہ شیاطین آسمان کی بلندی پر

آں محمد خفتہ و تکب لڑہ

محمد سوئے ہوئے اور تکبر لگائے ہوئے ہیں

آں خورد حلو کہ روزیش ست

طواہ کھاتا ہے جس کی روزی کشادہ ہو

نجم ثاقب گشتہ حارس دیوراں

ٹوٹنے والا اشارہ نگہبان اور شیطان کو بھگانے والا

اے دوبدہ سوئے دکاں زنگاہ

اے صبح تے دکاں کی جانب دوئے ہوئے

رفت در گوشے کہ بد آن من لدا

اس کان میں پہنچ گئی جو کہ اللہ کی جانب تھا

آنکہ حافظ بود یعقوبش شنید

اس نے جو محافظ تھا اس کو یعقوب نے محسوس کیا

نشوند آں بہر لوح غیب داں

غیب کے جاننے والے کی لوح کے راز کو نہیں

آمدہ بر سر گرداؤ گرداں مشدہ

رازا آیا (اور) اس نے ان کے گرد چکر لگائے

آں نہ کا نگشتان او باشد دراز

تاکہ جس کی انگلیاں لمبی ہوں

کہ بہل دزدی ز احمد سرتراں

کہ چوری چھوڑا مسدود سے راز حاصل کر

ہیں مسجد زو بجو رزق ازالہ

خبردار مسجد میں جا، اللہ سے روزی مانگ

فہم کردن رسول علیہ السلام ضمیر آں آسیراں را

آنحضرت علیہ السلام کا ان ضمیروں کے دل کی بات سمجھ جانا

پس رسول آں گفتاں را فہم کرد

پس رسول ان کی وہ گفتگو سمجھ گئے

مرہ اندایشاں و لبوسید فنا

وہ مرہ ہیں اور فنا سے لگے ہوئے ہیں

خود کیند ایشان کہ مر گرد و تشکا

وہ کیا ہیں، بلکہ چاند پھٹ جاتا ہے

آنکہ کا زان بودید و میکن

جس وقت کہ تم آزاد اور تعمیر تھے

گفت آں خستہ بنوم از نیر

فرمایا وہ براہمنہا جنگ کے مسائل میں تھا

مرہ کشتن نیست مردی پیش

مردے کو مارنا ہمارے نزدیک بہادری نہیں ہے

چونکہ من پافشتم اندر مصاف

جب میں میدان جنگ میں قدم جمالوں

من شمارا بستہ می دیدم چنین

میں نہیں ایسا ہی بندھا ہوا دیکھ رہا تھا



اے بنازیدہ بملک و خاندان

یہ وہ جہر سلطنت اور خاندان پرنازاں ہیں

نقش تن راتا قتا و از بام طشت

جب سے جسم کو طشت بام سے گرا ہے

بنگرم در غورہ می بینم عیاں

ہیں غور کا کچا خوش دیکھتا ہوں تو خراب دیکھ لیتا ہوں

بنگرم سر عالمی بینم نہاں

ہیں عالم غیب کو دیکھتا ہوں تو ایک پر خندہ جہاں

من شمارا وقت ذرات اگت

میں نے تمہیں اگت کی چیزوں کے وقت

از حدوث آسمان بے عمد

بے سستوں کے آسمان کے پیدا ہونے کے بے جی

من شمارا سترنگوں می دیدہ ام

میں نے تمہیں ادھوا دیکھا ہے

تو ندیدم تا کنم شادی بداں

میں نے تم بات نہیں کی کچھ خوش مناؤں

بستہ تہر خفی وانکہ چہ تہر

مخفی تہر میں بند ہے ہوئے پھر تہر کی کیا؟

ایں محپیں قندے پراز زہر اعدو

اگر دشمن زہر ہے بھرتی ہوئی ایسی شکر

باشاطاں زہری کرید نوش

تم خوشی سے وہ زہر ہی ہے تھے

من نمی کردم غزا از بہر آں

میں اس نے جہاد نہیں کرتا ہوں

کایں جاں جیفہ است مردار حص

یہ دنیا مردار ہے اور سستا مردار

نزد عاقل اشتربے برزواں

ایہ عقل مند کے نزدیک سیر میں پراونٹ ہے

پیش چشم کل آت آت گشت

پہر آئے والی بات میری آنکھ کے سامنے آگئی

بنگرم در نیست شی بینم عیاں

میں عدم میں نظر کرتا ہوں تو وجود دیکھ لیتا ہوں

آدم و حوا نرستہ از جہاں

جبکہ آدم اور حوا دنیا میں نہ پیدا ہوئے تھے

دیدہ ام پالستہ و شکوس و پست

پا بزر بخیر اور اندھا اور ذلیل دیکھا ہے

ایچہ دانستہ بدم افروز نشد

جو کچھ میں جان چکا تھا اس سے نہ بڑھا

پیش ازاں کز آب و گل پالیدہ ام

اس سے پہلے کہ میں نے آب و گل سے پرورش پائی

ایں ہی دیدم دراں اقبال تاں

یہ تو میں جہاں سے مقتدر میں دیکھ رہا تھا

قندمی خوردید در فے دج زہر

تم شکر کھا رہے تھے اور اس میں زہر داخل تھا

خوش بنوشد حیت حسد آید بزور

خوشی سے کھائے تو افس پر کیا حسد ہو سکتا ہے؟

مرگتاں خفیہ گرفتہ ہر دو گوش

تہاری موت نے مخفی طور پر دونوں کان بند کر دیے

تا ظفر یا بکم فرو گیرم جہاں

کہ غصہ ہوں دنیا پر تو قبضہ کروں

برخیں مردار چوں بام حریص

ایسے مردار پر میں کیسے لابی بن سکتا ہوں؟

اے تھے خاندان اور سلطنت

پرنازاں ایسا ہی نا پائیدار عرصہ

طرح کا اونٹ کا سیر میں پراونٹ

نقش تن جب کہ میں جسم کی

مازہ کا اٹھ ہو گیا ہوں ہرگز نہ

واحد کو اس طرح دیکھ لیتا ہوں

کہ وہ میرے سامنے ہے جنگرم

انگور سے بنے والی خراب کنیں

کے کچے خوش میں دیکھ لیتا ہوں

کسی چیز کے مدد ہونے کی بات

میں اگلے وجود کو دیکھ لیتا ہوں

کچھ جنگرم پہلے اخبار میں ہونے

والی باتوں کے بارے میں علم کی

دست کو بیان تھا اس غرض

گزشتہ واقعات پر علم کی دست کا

بیان ہے یعنی ماضی واقعات پر

بھی میرا علم محیط ہے من شمارا

انل میں جبکہ حضرت آدم کی پیدائش

آئی اور اولاد کی چیزوں کی فہم

میں خاک کو نے پہچان لیا

تھامیں نے اس وقت تمہیں بڑھا

دیکھ لیا تھا از حدیث کائنات

بارے میں حکم مجھے انل میں مل

ہوا تھا کائنات کے جو کہ بعد

اکیں کوئی اضافہ نہیں ہوا تمہیں

میں نے اپنے مالک اسوت میں نیسے

قبل ہی تمہیں از حد یاد کیا تھا

تو ترم تمہاری شکست کے لئے

کوئی تباہی نہیں ہوئی ہو سکتا ہے

کہہ کہتے ہیں نے انل ہی میں

تمہیں تہرا ہی میں دیکھا تھا

اے تہر میں ایسا جو کہ تمہیں

ہر ایک میں لاکھ لاکھ

دیکھ کر کھائے جس زہر تو پھر

خسہ کا کوئی موقع نہیں ہے مرگ

تہا ہی مردمانی مرگ تمہارے

کان ہرے کر دیے ہیں من نمی

کردم میرا جانکاب گیری کیلئے

تہاں ہے لاکھ لاکھ مردمان جس دنیا میں میں نے اپنے اپنے مردار کی ہے



اے سگت فیر، گناہ گزار  
 کھانا ہے چرخِ حرم کے ہاں  
 یقیناً عریضہ کام لوگوں کو آتا  
 آبدی عطا کرنا ہے سزا میرا  
 جنگ کرنا بھی عالم سے فساد  
 کو دفع کرنے کیلئے ہے تلوار  
 میں اپنی خانِ شہرت کے  
 لئے جہاد نہیں کرتا ہوں۔  
 عکسوں نے چند شخصیتوں کو ختم  
 کر کے عالم میں امن پیدا  
 کرنا چاہتا ہوں۔

کہ اگر حضرت شریف ہے  
 مَعْلٰی لَکَیْ وَجِیْلٌ اِسْتَوْدَعَا  
 نَارًا لِّکُلِّ اَصْحٰنٍ مَّا حَلَوْهَا  
 بَجَلِ الْقَرَارِ وَهَذِهِ  
 لَلْذَوَابِ الْکَثِیْرِ نَقَعٌ فِی الْاَثَرِ  
 یَقْنَعُنْ فِیْهَا وَیَجْعَلُ یُخْرِقُ  
 وَیَقْلِبُنْ فِیْکَیْفَ یَقْنَعُنْ فِیْهَا  
 فَاَنَّا اَحَدٌ کُلُّهُ یُخْرِقُ کُلِّ عِیْنِ  
 الْاَثَرِ اَنَّا لَمْ نَلْکَیْ فِیْهَا  
 یَمِیْنِ مِیْرِی خَالِ اَمِیْنِ  
 کی سی ہے جس نے آگ روشن  
 کی ہیں جب آگ نے اپنا  
 ماحول روشن کر دیا تو ہوازل  
 اور ان جانوروں نے جو آگ  
 میں گر گئے ہیں انہیں گزافروغ  
 کر دیا اور آگ روشن کر دیا  
 نے اُسی کو روکا نہ شروع کر دیا  
 اور وہ اُس پر غالب آ گئے ہیں  
 پھر آگ میں جا کر گئے ہیں پھر  
 میں تمہاری کر کے آگ چول کر کے  
 کو آگ سے بچاؤں اور تم اُس  
 میں گھس رہے ہو۔ آگ میں  
 کو تم اپنی طرح سمجھتے ہو۔ ہو  
 تمہاری نخوت ہے تم ایک  
 دوسرے کو آڑ دے کے کہ  
 میں جانے کی دعوت دیتے ہو  
 ۳۵ قبر تمی کر دے۔ یمنی جہا

سنگ نیم تاپڑ خیم مردہ کغم  
 میں گتا نہیں ہوں کہ مردار کی کسم کے سرائی نہیں  
 زان بھی کردم صفوف جنگ چا  
 میں نے جنگ کی صفوں کو اس نے پاک کیا ہے  
 زان بھی بزم گلو مائے بشر  
 میں انسانوں کے گلے اس نے نہیں کاٹا ہوا  
 زان بھی بزم گلوئے چند تا  
 میں چند انسانوں کا گلا اس نے کاٹا ہوا  
 گر شاپر واند وارانہ جہل خوش  
 اگر تم نے اپنی ناناں سے بہر دانوں کی طرح  
 من بھی رانم شمارا پچھو مست  
 میں مست کی طرح تمہیں ہست تا ہوں  
 آنکہ خود را قہما پنداشتید  
 جس کو تم نے اپنی فتوحات سمجھا  
 یکدگر راجہ جد می خواندید  
 تم ایک دوسرے کو بڑے امرا کے پوتے  
 قہر می کردید و اندر عین قہر  
 تم کلمہ کرتے تھے اند میں ظلم میں

عیسیٰ م کیم کرتا زندهش گنم  
 میں جی ہوں (اے کیم) آیا ہوں تاکہ اس کو زندہ کروں  
 تارا ہانم مر شمارا از ہلاک  
 تاکہ تمہیں ہلاکت سے رہائی دوں  
 تامرا باشد کرو قروح شر  
 کہ میرے لئے خان و شوکت اور اجتماع ہو  
 زراں گلوں عالمے یا بدریا  
 ان مغلوں سے دنیا بھات رہا جائے  
 پیش آتش می کنید ایں حمل کش  
 آگ پہا بس حملے کو ذیہب بنایا ہے  
 از در افتادوں در آتش بادوست  
 دروں ہاتھوں سے آگ میں مرنے سے  
 تخم منخوسے خود می کاشتید  
 جو کچھ اپنے غرور کا بیج بویا ہے  
 سوئے از در افرس می رانید  
 از دروں کی جانب گھوڑا دوڑاتے تھے  
 خود شہا مقہور قہر شیر زہر  
 تم خود فنا کے شیر کے کلب سے منہ نہیں کھاتے

بیان آنکس طاعنی در عین قاضی مقہور و درین منصوبی مسود  
 ایں کا بیان کہ سرکش میں منصب میں مطلوب ہے اور عین مقصدی میں قیدی ہے

دُزد قہر خواجہ کرد و زرشید  
چروٹے خواجہ کو منسوب کیا اور سنا اکتھا کیا  
گمراہ خواجہ آں زماں بکمر بستہ  
اگر وہ اس وقت خواجہ کے پاس سے ہمارا جاتا

اُور اس مشغول خود والی رسید  
 وہ اس میں مشغول تھا کہ خود ماکہ آگیا  
 کے برو والی حشر ایچھے  
 تو ماکہ اس پر ک تیات بر پا کرنا؟

ظلم خود اپنے اوپر ظلم تھا اور تم خود اس سے مغلوب ہو۔ بیان۔ اس مثال سے یہ سمجھا ہے کہ خود راہ کو مغلوب کر رہا تھا اور اس میں خود اس کی مغلوبیت تھی۔ اسود قیدی۔ والی یعنی حاکم اس سے ملے ہیں۔

مگر غصے۔ اگر وہ خود راہ کو چھوڑ کر سمجھاگ، ہانا تو حاکم کی سزا سے بچ جاتا اور مغلوب نہ رہتا۔







اے غلامِ یمنی ان ہوشوں  
کے بجاؤ کے لئے جو کہ میں  
مقیم تھے۔ کف۔ حدیث کے  
باسے میں قرآن پاک میں ہے  
وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ  
عَنْكُم مَّا كَانَتْ يَأْتِيكُمُ الْغُلُوكُ  
مِنْكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ أَنْ تَطْفَأُ  
فِيهِمْ نَارُ اللَّهِ إِنَّهُمْ كَانُوا  
فِيهِ يَوْمَئِذٍ يَلْمِزُونَ۔ یعنی وہ خدا ہی تو ہے  
جس نے تمہیں کانٹوں پر بیٹھ  
دی ہے ان کے ہاتھوں کو  
تم سے روک دیا اور تمہارے  
ہاتھوں کو اُن سے روک دیا اور  
اُس وقت جو کہ تم کرتے تھے  
اللہ سب دیکھتا تھا۔

۱۱۰ نیز اندر۔ غلبہ کے وقت  
بھی آنحضرتؐ اپنے آپ کو عاجز  
سمجھتے تھے اللہ قہر مطلق تائید  
خداوندی سے جانتے تھے۔

۱۱۱ اُڑت۔ جنگ۔ ہر جس جگہ  
آنحضرتؐ نے ایک ستمی کو ہلکا  
اور اُس سے کفار مغلوب کئے  
قرآن کے بارے میں قرآن میں  
فرمایا لَمَّا رَأَيْتُمُ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ كُنُوا  
وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَالِبِينَ۔ یعنی جو کہ تم  
نے ستمی کو ہلکا کرتے نہیں سیکھے  
اللہ دلالتے نہیں۔ قرآن۔

۱۱۲ میری ہنسی اس وجہ سے زخمی  
کہ تو پابِ زنجیر تھے مجھ میں  
قرآن لے بٹھاتا کریں نہیں  
تیرے کہے نبوت کی طرف لے  
جا رہا تھا اے عجب۔ اس پر  
نعت کر رہا تھا کہ باوجود  
دشمنی کے تمہیں آگ سے بچا کر  
جنت کے سبزہ زار میں لے  
جا رہا ہوں۔

۱۱۳ ہر مقلد جب فرضِ شام  
مال ہوتی ہے تو وہ انسان کو

دست کوتاہی ز کفار لعین

ملعون کفار سے ہاتھ روکنا

قصۂ عہدِ حدیبیہ بخوان

حدیبیہ کی صلح کا قصہ پڑھو

نیز اندر غالبی ہم خوش را

غلبے میں بھی اپنے آپ کو

مَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ أَمْ حَتَّىٰ تَبْلُغَ

دھونے نہیں پھینکا جبکہ تو نے پھینکا۔ خطاب آیا

زائمی خندم من از زنجیر تاں

میں تمہاری زنجیر سے اس لئے نہیں ہنستا ہوں

زائمی خندم کہ بازنجیر و غل

میں اس لئے ہنسی رہا ہوں کہ زنجیر اور غل

اے عجب کز آتش بے زینہا

کس قدر عجیب بات ہے کہ بے پناہ آگ ہے

از سوئے دوزخ بزنجیر گراں

بھاری زنجیر کے ساتھ دوزخ کے

ہر مقلد را دریں رہ نیک بد

ہر مقلد کو اس راستہ میں اچائی سے یاد رہے

جملہ در زنجیر زینیم و ابتلا

سب، خوف اور آزمائش کی زنجیر میں

می کشند ایں راہ را پیکار وار

اس راستہ پر جتنی طریقہ پر گینچے ہیں

جہد کن تا نور تو رخشاں شود

مجاہدہ کر تا کہ تیری روشنی بھک اٹھے

۱۱۴ ہر مقلد جب فرضِ شام  
مال ہوتی ہے تو وہ انسان کو

فرض شد ہر غلامِ یمنی

مومنوں کی غلامی کے لئے فرض ہوا

کفّ ایدیکم تمامت ایں بد

اُس نے تمہارے اہموں کو روکا۔ بدو ایں جو

دید او مغلوب دایم کبریا

اُس نے اللہ کے جاں میں مغلوب سما

گم شد او واللہ اعلم بالصواب

تو ہٹا ہو گیا، اور اللہ جانتا ہے

کہ بگردم ناگہاں شبکیر تاں

کہ میں نے تمہیں اچانک مات میں گرفتار کر لیا

می کشم تاں سوئے سرستان و گل

میں تمہیں لے جا رہا ہوں، سوا و گل کے باغ میں

بستہ می آریکم تاں تا سبزہ زار

خمر کو سبزہ زار کی طرف باندھ کر لا رہا ہوں

می کشم تاں تا بہشت جا ودا

ابدی جنت کی طرف میں تمہیں لے جا رہا ہوں

ہمچنان بستہ بجزت می کشد

اسی طرح باندھ کر دربار میں گینچتا ہے

می روند ایں رہ بغیر اولیا

اولیاء کے علاوہ اس راستہ پر چلتے نہیں

جز کسانے واقف از اسرار کا

سوائے اُن کے جو کام کے ہمدرد و واقف ہیں

تا سلوک و خدمت اسال شود

تا کہ تیرے لئے چلنا اور خدمت کی آسان ہو جائے۔

۱۱۵ ہر مقلد جب فرضِ شام  
مال ہوتی ہے تو وہ انسان کو

۱۱۶ ہر مقلد جب فرضِ شام  
مال ہوتی ہے تو وہ انسان کو



کو دکھاں رامی بُری مکتب بزور  
تو بچوں کو مکتب میں جڑا لے جاتا ہے  
چوں شود واقف بمکتب می بود  
جب وہ جان جاتا ہے مکتب میں دوڑا جاتا ہے  
می رود کو دک بمکتب تیج تیج  
بچہ مکتب میں بھی داب سے جاتا ہے  
چوں کند در کیسہ دانگے دست مزد  
جس ایک دانگ مزدوری پیل میں ڈال لیتا ہے  
جہد کن تا مزد طاعت در کند  
کوشش کرتا کہ بندگی کی مزدوری مل جائے  
اینتیا گزھا مقلد گشتہ را  
مقلدوں کے لئے "تم دونوں جبراً آؤ" ہے  
ایں محبت حق ز بہر رعتے  
یہ خدا کا دوست کسی غرض سے ہے  
ایں محبت دایہ لیک از بہر شیر  
یہ آنا کا ماضی ہے یہیں دودھ کی خاطر  
طفل را از حسن او آگاہ نے  
بچے کو اس کے حسن سے واقفیت نہیں ہے  
واں دگر خود عاشق دایہ بود  
دوسرا خود آتا کا عاشق ہوتا ہے  
پس محبت حق بامید و ترس  
لاچی اور ڈر سے، اللہ کا دوست  
واں محبت حق ز بہر حق کجاست  
وہ اللہ کے لئے، اللہ کا دوست کہاں ہے؟  
گر چنین گریخاں چوں طالب است  
خواہ ایسا ہے خواہ دیسا ہے، جبکہ وہ طلبگار ہے

زانکہ مستند از فوائد چشم کور  
اس لئے کہ وہ فائدوں سے اندھے ہیں  
جالش از رفتن شکفتہ می شود  
اس کی روح جانے سے کھلتی ہے  
چوں ندید از مزد کار خویش ہیج  
چونکہ اس نے اپنے کام کا کوئی مساو نہیں دیکھا  
انگہ بخواب گرد و شب چو دزد  
تب چور کی طرح رات کو جاگتا ہے  
بر طیعاں انگہت آید حسد  
تب تجھے فراہم دلوں پر حسد ہو گا  
اینتیا طوعاً صفا بسر گشتہ را  
غلوں کی سرشت الوں کیلئے تم دونوں غلام ہو گے  
واں دگر رابے غرض خود خلتے  
اس دوسرے کی خود بے غرض دوستی ہے  
واں دگر دل دادہ بہر ایں تیر  
وہ دوسرا اس پر رہ نصیب کا دلدادہ ہے  
غیر شیر اور از و دلخواہ نے  
اس کے دودھ کے علاوہ اسکو کچھ مرغوب نہیں ہے  
بے غرض در عشق یک ایہ بود  
بلا کسی غرض کے عشق میں ایک رائے والا ہوتا ہے  
دگر تقلید می خواند بدرس  
تقلید کی کتاب کو دوس کے ساتھ پڑھ رہا ہے  
کز اغراض وز علتہا جد است  
جو غرضوں اور علتوں سے جدا ہے  
جذب حق اور اسو حق جاوہر است  
اللہ (قلائے) کی کشش اسکو اللہ کی جاب کشی  
وال ہے

لے کو دکھاں مستند بخون کی  
طرح ہیں جن کو اپنے عمل کی  
مزدوری نظر نہیں آتی ہے  
چوں شود۔ بچہ کو مکتب کتب  
جانے پر انعام لے کر مکتب کے  
جانے کی خوشی میں اس کی  
رات کی نیند مٹاتی ہے بلکہ  
اگر عمل کا ثواب آنکھوں سے  
نظر آئے گے تو پھر وہ انگڑا لے  
کو دیکھ کر رشک کرنے لگتا ہے  
اینتیا مقلد کی اطاعت جبری  
ہے اس منہا کی اطاعت دل  
و جان سے ہے۔  
لے ز بہر طے مقلد کی عبادت  
اپنی غرض پر مبنی ہوتی ہے تو  
وگر اہل اخذ کی عبادت منہ  
عشق کی بنیاد پر ہوتی ہے۔  
ایں خوب۔ عام انسان کی  
شال اس بچے کی سی ہے جو  
آپ سے دودھ کے لالچی میں  
جست کرتا ہے۔ واں دگر۔  
بالغ مرشد کے عشق کی بنیاد  
پر گریہ ہوتا ہے یا ہن اللہ  
کی شال ہے۔  
لے ہیں۔ جو لوگ بخت کے  
لالچی یا دوزخ کے ڈر سے اللہ  
کے عاشق ہیں وہ تقلیدی  
سبق پڑھ رہے ہیں۔ قال۔  
ایسے عاشق جو محض فائدے کی  
وجہ سے اللہ کے عاشق ہوں  
اور ان کے عشق میں کوئی  
غرض نہ ہو بہت نادر ہیں۔  
مگر جنہیں۔ عاشق خواہ مقلد جو  
یا کو دگر دل والا اللہ کی  
کشش اس کو اپنی طرف  
کھینچ رہی ہے۔



لہ کر خواہ وہ عشق میں تعلق  
ہے اور اس کی جنت کا امیدوار  
بنکر اس کا عاشق بنا ہے خفا  
اس کی ذات کا عاشق ہے  
اور وہ صرف ہجر سے ڈرتا  
ہے اور صرف وصال کا  
طالب ہے دونوں کی طلب  
منجانب اللہ سے اور دونوں  
کا عشق خدا کا پیدا کردہ ہے  
لہ جذب معشوق عاشق را من حیث کہ یعلمہ العاشق فلا یروہ  
معشوق کا عاشق کو جذب کرنا اس طریقہ پر کہ عاشق نہ اس کو جانتا ہے اور نہ اس کی امید رکھتا ہے  
ولا یحظر بہ الہ ولا یظہر من ذلك الجذب اثر فی العاشق  
اور نہ اس کے دل میں آتا ہے اور اس کشش کا اثر عاشق میں کچھ ظاہر نہیں ہوتا ہے  
إلا الخوف الممزوج بالیاس مع دقام الطلب  
سوائے غم سے لی ہوئی یلہوشی کے مع طلب کی ہمیشگی کے

جہاں معشوق کی طرف سے  
کشش نہ ہوتی تو وہ بھاری  
عاشق کیسے ہزرا کی طرف  
کھینچتا۔

لہ میل معشوقان میلان  
دونوں طرف ہوتا ہے لیکن  
معشوق کا پوشیدہ میلان  
ہوتا ہے اور عاشق کا ظاہر میلان  
ہوتا ہے۔ ایک حکایت۔

اس موقع پر میں ایک اور  
قصہ سننا چاہتا تھا لیکن  
بھاری عاشق کو کب تک  
منتظر رکھوں اس کی خواہش  
ہے کہ موت سے پہلے معشوق  
کا چہرہ دیکھ لے تا آنکہ معشوق  
کا دیدار آپ حیات ہے اس  
کے بعد موت نہیں آسکتی۔  
ہرگز جس معشوق کا دیدار دوست  
کا دافع نہ ہو وہ دراصل معشوق  
ہی نہیں ہے۔

گر محبت حق بود بغیرہ

خواہ ماسوی (اللہ کے لئے اللہ کا دوست ہے)

یا محبت حق بود بعینہ

یا اس کی ذات کی وجہ سے اس کا دوست ہے

ہر دور اس محبتی ازاں سرست

دوروں کی محبتیں اس کی جانب سے ہیں

کے نیال دایمًا من خیرہ

ناک ہمیشہ اس کی غمیدہ حاصل کرے

لا سواہ خائفًا من بئینہ

وہ اس کے سوائے نہیں اس کے فراق کے ڈرتا

اس گرفتاری دل زان دلبرست

یہ دل کی مجبوری اس کی دلبر کی جانب سے ہے

جذب معشوق عاشق را من حیث کہ یعلمہ العاشق فلا یروہ

معشوق کا عاشق کو جذب کرنا اس طریقہ پر کہ عاشق نہ اس کو جانتا ہے اور نہ اس کی امید رکھتا ہے

ولا یحظر بہ الہ ولا یظہر من ذلك الجذب اثر فی العاشق

اور نہ اس کے دل میں آتا ہے اور اس کشش کا اثر عاشق میں کچھ ظاہر نہیں ہوتا ہے

إلا الخوف الممزوج بالیاس مع دقام الطلب

سوائے غم سے لی ہوئی یلہوشی کے مع طلب کی ہمیشگی کے

آمدیم اینجا کہ در صد جہاں

ہم یہاں آئے کہ صد جہاں میں

ناشکیبا کے بدے اواز فراق

وہ جدائی سے بے صبر کب ہوتا؟

میل معشوقان نہانت و ستیر

معشوقوں کا میلان پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے

یک حکایت ہست اینجا ز اعتبار

عبرت کے لئے یہاں ایک قصہ ہے

شرک آں کریم کو در جستجوست

ہم نے وہ جو ڈر دیا کیونکہ وہ تلاش میں ہے

تا زہد از مرگ و یا بد او نجات

ناک وہ موت سے بچنے کا راستہ اور نجات حاصل کرے

ہر کہ دید او نباشد دفع مرگ

جس کا دیدار موت کا دھمکنا نہ ہو

وہ دوست نہ ہوگا کیونکہ نہ اس پر عمل ہیں نہ پتہ

کیونکہ دوست کا دیدار آپ حیات ہے

دوست نہ ہوگا کہ نہ پیش نہ برگ

وہ دوست نہ ہوگا کیونکہ نہ اس پر عمل ہیں نہ پتہ



گاں کار سے مشتاقِ مست

لے مست مشتاق! کام تو دراصل وہ ہے

شد نشانِ صدقِ ایمانِ آجواں

اے جوان! ایمان کی سچائی کی علامت ہے

گر نشہِ ایمان تو لے جاںِ مخپیں

لے جان! اگر تیرا ایمان ایسا نہیں ہے

ہر کہ اندر کارِ تو شد مرگِ دوست

جس دوست کی موت تیرے کام میں ہو

چوں کہ راہِ بہتِ آں خود مرگِ گیت

جب ناگواری ختم ہو گئی تو وہ موت ہی نہیں ہے

چوں کہ راہِ بہتِ نفیِ مردنِ دفعِ شد

جب ناگواری جاتی رہی موتِ نفی ہوئی

دوستِ حقِ ست و کشِ گفتِ او

دوستِ احقر ہے اور وہ جسکی زبانِ خوشی کہتی ہے

گوشِ دارِ انکوں کہ عاتقِ میرسد

اب سن، کہ عاشق پہنچتا ہے

کاہِ درانِ کارِ رسد مرگِ خوشست

کام میں اگر تجھے موت آجائے تو بہتر ہو

آنکہ آید خوش تر امرِ گاندلاں

کہ تجھے افس میں مرنا ناچتا ہے

نیستِ کاملِ روزِ بخوِ اکیالِ دیں

تو وہ کامل نہیں ہے، جا ایمان کی تکمیل چاہت

بر دلِ تو بے کراہتِ دوستِ او

کسی ناگواری کے بغیر وہ حیرتِ دوست ہے

صورتِ مرگِ ست و تھلاںِ کمریت

بظاہر موت ہے اور حقیقتاً، منتقل ہو رہا ہے

پس رُست آمد کہ مردنِ دفعِ شد

تو ثابت ہو گیا کہ موت دفع ہو گئی

کہ توئی آن من و من آنِ تو

کہ تو میرا ہے، اور میں تیرا ہوں

بستہ عشقِ اورا، بخیلِ منِ مسد

عشق نے اسکو مرنے کی رسی سے باندھا ہے

رسیدن بخاری عاشق در بندگیِ صدرِ جہاں

ماشتق بخاری کا صدرِ جہاں کی خدمت میں پہنچنا

چوں بدید او چہرہِ صدرِ جہاں

جب اُس نے صدرِ جہاں کا چہرہ دیکھا

پہچو چو شکِ افتادِ آتش

اُس کا جسم خشک و کھڑکی کی طرح گر پڑا

ہر چہ کردند از بخورِ وازِ گلاب

انھوں نے جو کچھ بھی دھوئی اور گلاب کیا

کارِ ناید در بخارِ ہر بخور

بخار میں کوئی دھوئی کارآمد نہ ہوگی

گوں پیرِ ریش از تنِ مرغِ جاں

گو یا اُس کے جسم سے مرغِ جاں پرواز کر گیا

سرد شد از فرقِ سترِ تانا عشق

سُر کی مانگ سے اُسکے ناخن تک ٹنڈ دیے گئے

لے بجنید و نے آمد در خطاب

وہ نہ حرکت میں آیا نہ بولا

جز کہ بُوئے آں شہِ بافرِ نور

اس پر شوکت اور منور شاہ کی خوشبو کے

لے کارِ عشق کا میح کا رہا  
تو بھی ہے کہ اُس میں موت  
آجائے۔ لے صبحِ ایمان کی  
علامت ہے کہ افس میں  
جانِ قرآن کرنا اچھا معلوم ہو  
گر نشہ۔ اگر ایمان میں یکیت  
نہیں ہے تو وہ ناقص ایمان  
ہے اُس کی تکمیل کرنی چاہئے  
تیرے تمام ایمان دوست افس  
کو بھولے جو تہہ لے لے جاتا  
دیدے۔

لے جوں کراہت۔ جبکہ  
وصال کے شوق میں رہنا آسان  
ہو جائے تو یہ وہ موتِ موت  
ہی نہیں ہے جس ایک نفس  
مکائی ہے۔ مردن دفعِ شد  
موت تو ایک ناگوار چیز ہے  
جب ناگواری ختم ہو گئی تو  
موتِ موت نہ رہی۔ دوست  
صحیح معنی میں تو دوستِ اقدار  
ہے اور دنیا میں وہ دوست  
دوست ہے جو اٹھ والا ہو۔  
بخیلِ منِ مسد۔ مرنے کی  
رہی۔

لے جوں بدید جب افس  
بخاری عاشق نے صدرِ جہاں  
کو دیکھا تو بے حس و حرکت ہو گیا  
اور خشک لکڑی کی طرح زمین  
پر گر پڑا اور سر سے پاؤں تک  
ٹنڈا پڑ گیا۔ ہر چہ۔ ہر شے میں  
لالے کی سب تدبیریں بیکار  
ہوئیں۔ کارِ ناید عاشق تو جوئے  
مشتوق سے ہر شے میں آجائے۔



اے شاہ صدر جہاں نے  
جب اس کی یہ حالت اور  
اس کا زرد چہرہ دیکھا تو ساری  
سے آخر کراؤں کے پاس گیا۔  
گفت صدر جہاں نے کہا  
عشق کا معاملہ بھی عجیب ہے  
عاشق معشوق کو دھڑکتا دکھاتا  
اور اس کے سامنے آنے پر  
فنا ہو جاتا ہے۔ عاشق حقیقی  
خدا کے عاشق کا بھی یہ حال  
ہوتا ہے کہ عاشق کو فنا کا  
درجہ حاصل ہو۔ صدر جو تو اپنی  
اس فنا کو بھی کچھ نہ سمجھتا  
ہزاروں فانی ہیں۔

اے سایہ وصال کے وقت  
فنا لازمی سایہ ہوا اور سورج  
برعاشق ہو تو سورج کے  
نودار ہوتے ہی سایہ غائب  
ہو جاتا ہے۔ چونکہ محبوب بھی  
ہے اور عاشق ستارہ اور  
شب ہے سورج کے نوراً  
ہونے سے شب اور ستارے  
غائب ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ  
عشق کا تقاضا ہے جنوں  
جنوں اور عقل میں بیر ہے۔  
پچھو شیرے عشق شیرے  
اور عقل ہرن ہے پچھو دوز۔  
عشق تیرا آدمی ہے اور  
عقل پتھر ہے۔

اے دارِ اس قعر سے پتھر  
کی ہوا کے مقابل میں بے بسی  
کو ظاہر کرنا ہے حدیقہ بلاغ۔  
سلیمان حضرت سلیمان کی جن  
وائس پر حکومت تھی اور  
ہوا میں اُن کے مکر کے تابع  
تھی کت کت فیض بخش  
غصہ ہر کہ چڑھ کر آئے نصرت کی

طالب ہے

شاہ چوں دید آں مژغہ رو کو او  
بادشاہ نے جب اس کا زعفرانی چہرہ دیکھا  
گفت عاشق دوست جوید تیزو  
برو عاشق معشوق کو تیزی اور کجوشی سے  
عاشق حقیقی وحق آنست کو  
تو اشد کا عاشق ہے، اور میرے یہ ہے کردہ  
صدر جو تو فانی ست مشاں نظر  
ابھی نگاہ کے سامنے تھو جیسے سیکڑوں فانی ہیں  
سایہ و عاشقی بر آفتاب  
تو سایہ اور سورج برعاشق ہے

چونکہ سر بر زور مشرق قرص خود  
جبکہ سورج کی ٹھیکانے مشرق سے سر نکلا  
از در دل چونکہ عشق آید در دل  
دل کے دروازے سے جس عشق اندر آتا ہو  
پچھو شیرے خور دبا ہو دو چار  
جیسے کہ شیر ہرن کے آنے سے ہوا  
پچھو زور پشہ پیش تند باد  
جیسے کہ پتھر کی طاقت تیز ہوا کے بالمقابل

پس فرد آمد ز مرکب سو او  
تو اس کی جانب سنواری سے آئے آیا  
چونکہ معشوق آمد آں عاشق بر  
جب معشوق آیا، وہ عاشق چلا گیا  
چوں بیاید از تو نبو ز تار نو  
جب آئے تو تیرے بدن کا بال بھی ہنسی ہے  
عاشقی بر نفی خود خواجہ مگر  
ایسے خواجہ! شاید تو بھی اپنی فنا کا عاشق ہے  
شمس آید سایہ لاگرد و شباب  
سورج نکلتا ہے تو سایہ نوراً فنا ہو جاتا ہے  
نیز ستارہ ماند و نیز شب اثر  
ذکسی ستارے کا نشان رہا نہ رات کا  
عقل زحت خویش اندازد بر  
عقل اپنا پوری بستر باہر لاؤ اچھی ہے  
گشت آہو نہ خبر آفت ازار  
تو ہرن یہ ہوش ہو کر بحالت ناز گرا  
فہم کن واللہ اعلم بالتداد  
سمجھ لے، اور اللہ درستی کو زیادہ جانتا ہے

دادخواستن پیشہ از دست باد حضرت سلیمان علیہ السلام  
پتھر کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ہوا کی مندر یاد کرنا

وز سلیمان گشت پیشہ دادخواہ  
اور پتھر نے (حضرت) سلیمان سے انصاف چاہا  
بر شیطا طیس و آدمی زاد و پری  
شیطانوں، آدمی زادوں اور پریوں کا  
کیست آں گم گشت کش فضیلت  
وہ کونسا گمراہ ہے جس کو آپ کی غایت تلاش  
نہیں کیا

پیشہ آمد از حدیقہ وز گیاه  
باغ اور گھاس سے پتھر سے آیا  
کے سلیمان معدلت می گشتی  
کرتے سلیمان! آپ انصاف کرتے ہیں  
مرغ و ماہی دریناہ عدل است  
پرند اور مچھلیاں آپ کے انصاف کی پناہ میں ہیں



دادہ مارا کہ بس زاریم ما  
ہمارا انصاف کیجئے کیونکہ ہم عاجز ہیں  
مشکلات ہر ضعیفے از تو حل  
ہر کمزور کی مشکلیں آپ سے حل ہوتی ہیں  
شہرہ مادر ضعیف و استہ پری  
ہمدی شہر کمزوری اور ٹوٹے ہوئے دروں میں  
اے تو در اطباق قدرت تھی  
اے وہ کہ آپ قدرت کے مرتبوں کی انتہا ہیں  
دادہ مارا ازیں غم کن جدا  
ہمارا انصاف کیجئے اس غم سے جدا کر دیجئے  
پس سلیمان گفت آنصاف جو  
تو حضرت ایسا ہی نہ فرمایا اے انصاف کا طاب  
کیست آن ظالم کہ از یاد بر تو  
وہ ظالم کون ہے کہ جس نے غور سے  
اے عجب در عہد یا ظالم کجاست  
تعب ہے! ہمارے زمانے میں ظالم کہاں ہے  
چونکہ مازادیم ظلم آں روز مرد  
جب ہم پیدا ہوئے اسی دن ظلم ہو گیا  
چونکہ برآمد نور ظلمت نیست  
جب نور آیا تاریکی معدوم ہوئی  
بک شیاطین کو خدمت میکنند  
یہ شیاطین کام ۲۴ اور خدمت کر رہے ہیں  
اصل ظلم ظالماں از دیو بود  
ظالموں کے ظلم کی جڑ شیطانوں سے تھی  
ملک نے اس دہشت مارا کن فکان  
(خدا کی قدرت) کن فکان نے یہی ملک اس نے  
دیا ہے

بے نصیب از باغ و گلزاریم ما  
ہم باغ اور بہن سے بے نصیب ہیں  
یشہ باشد در ضعیفی خود مثل  
چتر خود کمزوری میں ضربت المثل ہے  
شہرہ تو در لطف و مہین دری  
ایک شہرت مہربانی اور غریب پروری میں ہے  
منتہی مادر نمی و گمہی  
ہم کمزوری اور گمراہی میں انتہا پر ہیں  
دستگیر اے دست تو دست خدا  
اے وہ کتاب کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے ہمارا شہر کی بجائے  
داد و انصاف از کہ میخواہی بگو  
بتا تو کس سے فریاد اور انصاف چاہتا ہے؟  
ظلم کر دست خراشیدہ است  
ظلم کیا ہے اور تیرا چہرہ زخمی کیا ہے؟  
کو نہ اندر جس و در زنجیر است  
جو ہماری قید اور زنجیر میں نہیں ہے؟  
پس بعہد ما کہ ظلمے پیش برد  
تو ہمارے زمانے میں کون ہے جس نے ظلم کیا ہے؟  
ظلم را ظلمت بود اصل و عہد  
ظلم کی اصل اور بازو تاریکی ہے  
دیگر اں بستہ با صفا دند و بند  
دوسرے بیڑیوں اور قید میں بندھے ہوئے ہیں  
دیو در بندست اتم چوں نمود  
شیطان بند ہے، ظلم کی جیسے ہوا؟  
تا نالد خلق سوئے آسمان  
تا کہ مخلوق آسمان کی جانب فریاد کرے

لہ داد و بچترے ہوائے ظلم  
کی تفصیل کی کردہ ہمیں  
باغ و گلزار میں نہیں خیرے  
رقی اطلاق ظلم کی تیرے  
مرتبہ یعنی آپ کو ہر چیز پر  
اٹل سے اٹل اقتدار حاصل  
ہے اور ہماری کمزوری اور  
حقارت غرض المثل ہے۔  
اے دست تو دست تو ہی کا  
ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے یاد  
بروت۔ غور و بکثرت۔ کو نہ۔  
حضرت سلیمان نے سرکش  
شیطانوں کو قید کر دیا تھا۔  
اے جو حق عدل خود ہے  
اور ظلم تاریکی ہے۔ بک  
شیاطین اور جن حضرت سلیمان  
کی خدمت میں کرتے تھے۔  
دیگر اں۔ جو رکش ہیں وہ  
قیدی ہیں۔ اصفاد و عہد  
کی بمعہ تاریکی۔ اصل۔  
ظلم کا سرچشمہ شیاطین ہیں  
اور وہ مقتید ہیں کن فکان۔  
یعنی امر خداوندی۔



تا نب لا بر نیاید دود

تا نگر دوحی اود نہ جائیں

تا نہ لرزد عرش از نالہ یقیم

تا کہ یقیم کی فریاد سے عرش نہ لرزے

زاں نہادیم از مالک مذہبے

اسی نے ہم نے مالک میں ایک قانون بنایا

منکر اے مظلوم شونے آسمان

مے مظلوم تو آسمان کی طرف نہ دیکھ

گفت یقہ واد من از دست با

پتھر نے کہا میری فریاد ہوا کہ ہاتھوں سے

ماز ظلم او بہ تشنگی اندیم

ہم اس کے ظلم سے تشنگی میں ہیں

ظلم او بر ما صریح است عیاں

اس کا ظلم ہم پر صاف اور نکلا ہوا ہے

داد ما و انصاف ما بستان ازو

اس سے ہمارا عدل اور انصاف کیجئے

تا نگر دو مضطرب چرخ و سہا

تا کہ آسمان اور سہا پریشان نہ ہوں

تا نگر دو از دستم جائے مقیم

تا کہ کوئی جان غم سے بید نہ پڑے

تا نیاید بر فلکها یاربے

تا کہ یارب کی آواز آسمان پر نہ جائے

کا آسمانی شاہ داری در زماں

کیونکہ تو دنیا میں آسمانی باخدا رکھتا ہے

کو دو دست ظلم بر ما بر کشاد

جس نے ظلم کے دونوں ہاتھ ہم پر کھول دیے ہیں

بال بستہ از دھول می خوریم

غارتی کے ساتھ اس کی دھول سے خور رہے ہیں

نیست ما را چارہ کردن جز بربا

سوائے تباہی کے ہمارے بس کوئی تدبیر نہیں ہے

اے کریم عادل اکرام خو

اے شریف ذلیل، کریم، شریف

امر کردن سلیمان علیہ السلام پست منتظمت را

مظلوم پتھر کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم دینا کہ تیرا علیہ کو

باجضار خصم بدیوان حکم

پتھری میں مامور کرے

امر حق باید کہ از جاں بشنوی

تجھے اللہ کا حکم (دل و جان سے) سنا جائیے

مشنو از خصم تو بے خصم دگر

کسی فریق کی دوسرے فریق کے بغیر بات نہ سنا

حق نیاید پیش حاکم در طہور

حاکم کے لئے حق نسا ہر نہیں ہوتا ہے

پس سلیمان گفت از یادوی

پھر حضرت سلیمان نے فرمایا اے اپنی بہن بھانڈ کا

حق بمن گفت ہاں ادا دور

اللہ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ غر دارائے نصف

تا نیاید ہر دو خصم اندر حضور

جب تک دونوں فریق پتھری میں نہ آجائیں

لے دو رہا یعنی مظلوموں کی فریادیں۔ تا نگر دو مظلوم کی آواز سے ظلم اعلیٰ مضطرب ہو جاتا ہے۔ عرش مظلوم کی آواز سے کوثر ادا ہے۔ سلمت۔

یعنی قانون انصاف یا قریب۔ یعنی مظلوم کا فریادیں بار بار کرنا۔ آسمان شاہ شاہ برحق اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔

لے گفت۔ پتھر نے کہا ہمارے ہم پر ظلم کیا ہے۔ خون۔ یعنی اپنا خون جگر پیتے ہیں۔ مرتج۔ اس ظلم کے ثبوت کے لئے کسی شہادت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

لے مظلوم ظلم سے دلا، فریاد۔ دربان۔ پتھری کی جہنمناہ۔ مشتق یعنی علی کلابان تو مظلوم کی موجودگی میں ہونا چاہیے۔ تا نیاید۔ توحی اور تو مظلوم دونوں کی بات سننے سے حق واضح ہوتا ہے۔



خضم تنہا اگر برآورد صد نفیر  
ایک فریق اگر نتو بیخ بپکار کہے  
من نیارم زور فرمان تاقین  
میں (اللہ کے) حکم سے منہ نہیں موڑ سکتا  
گفت قول تست بریان دست  
اُس نے کہا آپ کا فرمانا صحیح دلیل ہے  
بانگ نواں شہ کہ لے باد صبا  
اُن شاہ نے آواز دی اے باد صبا!  
ہیں مقابل شو بخصمت زور و  
خبردار اپنے تدمی کے زور و مقابل ہو جا  
باد چوں بشنید آمد تیز تیز  
ہو جانے جب سنا وہ بہت تیز آئی  
پس سلیمان گفت آپشہ کجا  
(حضرت سلیمان نے فرمایا اور پھر کہاں لے جاتا ہے؟)  
گفت کہ مرگ من از بود آت  
اُسے کہا ہے شاہ! اُنکے وجود سے میری موت ہے  
اوجو آمد من کجا یا کم قرار  
جب وہ آگئی، میں کہاں نہیں رہوں،  
ہمچنین جو یائے درگاہ خدا  
ایسی طرح اللہ کے دربار کی جستجو کرنے والا  
گرچہ آن صلت بقا اندر بقا  
اگرچہ تیرا وہ وصال بقا در بقا ہے  
سایہائے کہ بود جو یائے نور  
وہ سائے جو نور کے جویاں ہوں  
عقل کے ماند جو باشد سرور او  
مقل کہاں غمزدہ ہے جب اُنکے وجود میں لایزال  
موجود ہو

ہاں وہاں بے خضم قول او گیر  
خبردار خبردار! بغیر (دوسرے) فریق کے اگلی بات  
خضم خود را زور بیاور سکے من  
ہاں، اپنے احمق فیلیہ کو میرے پاس لا  
خضم من بادست او درم تست  
میرا تدمی فیلیہ ہوتا ہے اور وہ آپ کے حکم میں ہے  
یشہ افغاں کرد از ظلمت بیا  
پتھر نے تیرے ظلم کی شکایت کی ہے  
یا بخش گو و بکن دفع عذو  
اُس کو جواب دے اور دشمن کی ممانعت کر  
یشہ بگرفت آں زماں راہ گیر  
اُس وقت پتھر نے راو نساہار اختیار کی  
باش تا بر سر دور انم من قضا  
غمر تاک میں دونوں کا فیصلہ کروں  
خود سیاہ ایں روز من از بود آت  
میرا یہ دن اُس کے دھوئیں سے کالا ہے  
کو بر آرد از نہاد من و بار  
کیونکہ وہ مجھے مار ڈالتی ہے  
چوں خدا آید شود جویندہ لا  
جب خدا آجاتا ہے وہ فنا کی جستجو کرتا ہے  
لیکن اول آن بقا اندر فنا  
لیکن خرد میں وہ بقا فنا میں ہے  
نیست کرد و چوں کند نورش ظہور  
فنا ہو جاتے ہیں جب اُس کا نور ظاہر ہوتا ہے  
کل شیء ہالک الا وجهہ  
اُس کی فناء کے سوا ہر چیز فنا ہو جاتی ہے

لے خضم خبر مایک فیروہاری  
میں غمزدگی کے قول پر فیصلہ میں  
کیا جا سکتا میں ندام پر جو کہ  
فریقین کی موجودگی ضروری ہو  
تو مایک کو حاضر کر گفت۔  
پتھر نے حضرت سلیمان کی بات  
تسلیم کرتے ہوئے عرض کیا کہ  
تو مایک آپ کے زیر فرمان ہو  
اُس کو ماحاری کا حکم دیکھئے  
بانگ نزد حضرت سلیمان نے  
ہوا کو طلب کر لیا۔ راہ گیر رجب  
ہوا تیزی سے چلی پھر تماگ

لے جس سلیمان حضرت سلیمان  
نے پتھر سے کہا تیراں خبر تاک  
دونوں کی موجودگی میں فیصلہ  
کیا جا سکے۔ جو تاؤ اُنکا دور  
کو تاؤ یعنی اُس کا حکم تھا  
بنیاد، اصل، بنیاد، طاقت  
ہمچنین جس طرح ہوا کا جو  
پتھر کی فنا ہے اسی طرح قول  
حق کا اصل کی فنا ہے۔

لے گرچہ جس سے اگرچہ  
بقا باطلہ حاصل ہوتی ہو لیکن  
اُس سے پہلے مقام فنا طے  
کرنا پڑتا ہے سادہ ہے۔  
ممکن کا وجود ظن اور سایہ جو  
ذات باری نور ہے نور کے  
ظہور کے وقت سایہ معدوم  
ہو جاتا ہے پتھر۔ وجود میں  
لانے والا۔ کل یعنی ہر  
باری کے علاوہ ہر شے فانی  
ہے۔



ہالک آمدیش چہش ہست و نیست

اس کی ذات کے سامنے کافی کافی اور باقی

اندریں محض خرد ہا شد ز دست

اس مقام میں عقلیں ہاتھ سے جاتی رہیں

ہستی اندر نیستی خود طر فہ ایست

ہم میں وجود خود عجیب بات ہے

چون قلم اینچار سیدہ شد شکست

جب قلم اسل بخوبی پہنچا ٹوٹ گیا

نواختن معشوق عاشق بیہوش خود را تا بہوش باز آید

معشوق کا اپنے بے ہوش عاشق کو نوازنا تاکہ وہ ہوش میں آجائے

در نوازش عاشق خود را نہاں

جو در پردہ عاشق کو نواز رہا ہے

بر رخس می کرد اشک ترنثار

اس کے چہرے پر ترنثار اشک پھیر کر رہا تھا

اندک اندک از کرم صدر جہاں

صدر جہاں تھوڑا تھوڑا اکرم کر کے

زرنثار آورد دست دامن کشا

میں تیرے اوپر پھیر کر نیکو سونالا ہوں دامن

چونکہ ز نہاں رخسار سیدم چوں مید

جب میں اکی بیاہ کیلے آیا کیوں بھاگ گئی؟

با خود آ از نہ بخودی و باز کرد

بے ہوشی سے ہوش میں آجا اور ٹوٹ آ

رسم مہاش بخانہ می برد

مہمان بنانے کے لئے اپنے گھر لے جاتا ہے

خانہ ویراں گشت بقف اندر قفا

وڑ بے ٹوٹ گیا اور چھت اندر گر گئی

ہوش صالح طالب ناقہ خدا

ہوش (حضرت) صالحؑ ہے جو اللہ کی اونٹنی کا طالب ہے

باز گردم جانب صدر جہاں

میں پھر صدر جہاں کی طرف پلٹتا ہوں

برگرقتش سر نہاد اندر کنار

اس کا سر اٹھایا، گود میں رکھا

می کشید از پیشی اش دریاں

اس کو بے ہوشی سے باتوں کی طرف لایا

بانگ در گوش اوشہ کائے گدا

شاہ نے اس کے کان میں کہا، اے فقیر!

جان تو کا ندر فرامی کلید

تیری جان جو میری جلائی میں کلپ رہی تھی

اے بدیدہ در فرام کرم و سرود

اے وہ کہ جس نے میرے فراق میں کرم و سرود

مرغ خانہ اشترے را بے خرد

گھریلو مرغ غائبے عقلی سے ایک اونٹ

چوں بخانہ مرغ اشتر پانہاد

جب مرغ کے وڑ بے پراونٹ نے پاؤں رکھا

خانہ مرغ مست عقل و ہوش ما

ہماری عقل، اور ہوش مرغ کا وڑ بے

لے ہالک آمد فانی فی اللہ

موجود ہی ہے معدوم ہی،

وہ اپنی ذات کے اعتبار سے

معدوم ہے اور چونکہ اس کو

بقا باللہ حاصل ہے اسلئے

موجود ہے اس ہالک میں

ہستی اور نیستی کا اجتماع

جبران کن ہے۔ اندر میں غم

یعنی وجود و عدم کا اجتماع

اور عظمت باری کا بیان۔

در نوازش صدر جہاں

در پردہ اس پر عنایت کر رہا

تھا تجر جس۔ اس بیہوش

کے رخساروں پر صدر جہاں

کے آنسو گرہے تھے ہی کشید

اس کو بے ہوشی سے ہوش

میں لا رہا تھا تاکہ وہ باتیں

کرنے لگے۔

لے بانگ در صد جہاں

نے اس کے کان میں کہا کہ میں

تیرا مطلب زد لایا ہوں

دامن پھیلا۔ جان تو غری

میں تیری جان بے بین تھی

اب جبکہ میں مدد کر آیا ہوں

توہ کیوں بھاگ گئی ہے۔

لے مرغ خانہ اشترے را بے خرد

بقعت سے بیخبر نکلتے ہیں

اور اس سے پہلے بھاتے ہیں

کیا انسان کے عشق خرازدہی

میں ہلکا ہونے کی یہ مثال

ہے کہ ایک مرغ اونٹ کو

اپنا مہمان بنا لایا جب اس

اونٹ نے اس کے گھر میں

قدم رکھا تو گھر برباد ہو گیا

اور مٹھ گیا۔ یہی حال ذات

اور عشق الہی کا ہے کہ جب

وہ مہمان بن کر آتا ہے تو







لے خود ما بخودی و مستیت

لے اہارا وجود تیری بے خودی اور مستی ہے

سے قائم ہے۔ باقوتہ اس میں

تھے اسرار کی تعلیم دیتا ہوں۔

تاکہ لیکن یہ اسرار آوی

ہونٹوں سے نہیں نکلتے

جاتے ہیں یہ باطنی اسرار ہیں۔

نکلتے تو نہیں۔ اب تو وہ کان

کھول جوان کاٹوں کے علاوہ

ہیں۔ یقیناً یعنی مشیت

خداوندی کے احسار۔

عجیبیت یعنی یہ خوشخبری سنکر

مردے میں جان بٹنے لگی۔

تھے کم بہر حال یہ بدبوشت

عاشق مثنیٰ سے تو کیا گذرانہ

تھا جبکہ باوصفا کے کشتوں

سے اس میں جان پڑ جاتی تو

قراس میں معشوق کے غمروں

سے جان کیوں نہ پڑتی۔

کم زاب نطفہ نطفہ مثنیٰ

عظیم خداوندی سے حسین ترین

بچے پیدا کر رہا ہے۔

سے کم زابو سے۔ مشہور ہے

کہ برندوں میں مذکر کی ہوا

نوریت کے رحم میں پہنچتی ہے

جس سے اثنا بنتا ہے۔ کم

زنا سے۔ الٹا مثنیٰ آواز سے

حضرت ابراہیمؑ پر مقرر رہی۔

کم زچو سے۔ ایک کوشش سے

حضرت موسیٰؑ کا عصا اڑوا

بنا کہ زنگ۔ کوشش خداوندی

سے پتھر سے حضرت صالحؑ کی

اونٹنی پیدا ہو گئی۔ زچو سے۔

ان جزئیات کو چھوڑ سارے

عالم کو دیکھو ایک کوشش سے

عدم سے وجود میں آیا۔ جرحید

غرض کہ صدر جہاں کے کوشش سے

لے خود ما بخودی و مستیت

لے اہارا وجود تیری بے خودی اور مستی ہے

باتو بے لب اس زماں میں مثنیٰ

میں اس وقت مجھ سے بغیر ہونٹوں کے تازہ تازہ

زماں کہ اس لبھا ازیں دم می زد

کیونکہ وہ ہونٹ اس بات سے گیز کرتے ہیں

گوش بے کوشی دریں دم بر کشا

بے کوشی کے کان اس بات میں کھول

چوں صلئے وصل بشنیدن گرفت

جب وصل کی دعوت سنتی شہرہ کی

نے کم از خاک ست کر عشوہ صبا

وہ مثنیٰ سے کیا گذرانہ نہیں ہے کہ باوصفا کے ناز و آواز

کم زاب نطفہ نبود کز خطاب

وہ نطفہ سے کم نہیں تھا کہ وہ اللہ کے حکم سے

کم زبانی نے کشتہ از امر کن

وہ ہول سے کم نہیں ہے کہ وہ کن کے حکم سے جگتی

کم زنا سے نیست کز امر سلام

وہ آگ سے کم نہیں ہے کہ سلامتی کے حکم سے

کم زچو سے نیست در دفع عذو

وہ الگڑی سے کم نہیں ہے کہ دشمن کی ممانعت کیلئے

کم زسنگ کوہ نبود کز ولاد

وہ بہاؤ کے پتھر سے کم نہیں بننے ولادت کے طریقہ پر

زیں ہمہ بلذر نہاں مایہ علم

اس سب کو چھوڑ کیا عدم کی مادہ نے

بر جہید و بر طہید و شاد شاد

وہ کورانا اور اچھل پڑا اور خوشی خوشی

لے زہست ما ہمارہ مستیت

لے اہارا وجود تیری بے خودی اور مستی ہے

راز ہائے کہنہ میگویم شنو

پڑانے راز کہتا ہوں اس سن

بر لب جوئے نہاں بر می زد

وہ بات، مخفی نہر کے کنارے پر آگتی ہے

بہر راز یفعل اللہ مایکشا

اس راز کے لئے کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

انک اندک مردہ جنین گرفت

مردے نے خود کو قبول کرنا شروع کر دیا

سبزہ پوشد سر بر آرد از فنا

سبزہ پہن رہتی ہے عدم سے سر اٹھاتی ہے

یوسفان زایند رخ چوں آفتاب

آفتاب جیسے چہرے والے یوسفوں کو نکلتا ہے

در رحم طاوس مرغ خوش سخن

رحم میں ملو اور خوش امان پرند

گلستاں شد بر حلیل خوش کلام

خوش کام حلیل اللہ پر گلستان بن گئی

گشت آرد ہائے مشک ز امر ہو

اللہ کے حکم سے وہ عورتاں آرد ہا بن گئی

ناقہ کاں ناقہ ناقہ زاد زاد

اس اونٹنی کو جس نے اونٹنی کو جس

علی زاد و یزید دم بم

عالم کو نہیں جنا اور دم بم جن رہی ہے

یکدو چرخ زد بخود اندر قتاد

اس نے ایک دو بار قفس کیا اور سب سے

۴۴۴



بشکفید از رُوی او و شاد شد  
در وصال از بند بجز آزاد شد

وہ اس کا چہرہ دیکھ کر کہل گیا اور خوش ہو گیا  
دس میں فراق کی قید سے آزاد ہو گیا

باخوش آمدن عاشق بیہوش و رُوی باز آوردن

بے ہوش عاشق کا ہوش میں آنا اور معشوق کی تعریف

بہشت اور شکر معشوق

اور شکر کی طرف متوجہ ہونا

گفت غنقائے حق جانِ مطا

برو اے خدائی غنقا، جہان کی طواف گاہ ہے

اے سرافیل قیامت گاہِ عشق

اے عشق کے میدانِ حشر کے سرافیل

اقلین خلعت کے خواہی داد کم

سب سے پہل خلعت جو آپ مجھے دیں

گرچہ میدانِ بصفوتِ حال من

اگرچہ (باطن کی) صفائی کی وجہ سے آپ میرا

صدر ہزاراں بار اے صدر فرید

اے یکساں صدر! دکھوں باہر

آں میثقی تو و آں اصغائے کو

وہ آپ کا مستی اور آپ کا کان دھنا

آں نیوشیدن کم و بیش مرا

وہ میرے کم و بیش کو مستی

قلبہائے من کہ آں معلوم تست

میرے گھونٹے کے جو آپ جانتے تھے

بہر گستاخے و شوخ غرہ

ایک گستاخ اور شوخ جکے ہوتے کیلئے

اولاً بشنو کہ چوں مانندم ز بست

اولاً سنئے، کہ جب میں گندہ سے بھل گیا

شکر کہ باز آمدی زان کوہ قاف

شکر ہے کہ تو کوہ قاف سے واپس آ گیا

اے تو عشق عشق و اے خواہ عشق

لے وہ کہ تو عشق کا عشق اور عشق کا محبوب ہے

گوش خواہم کہ نہی بر رُوزِ خم

میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے منہ پر کان لگائیں

بندہ پرور گوش کن اقبال من

بندہ پرور! میری باتیں بھی سن لیجئے

زار زوے گوش تو ہو شمع پرید

آپ کے کان کی آرزو میں میرے ہوش آئے ہیں

واں تبسمہائے جانِ فزائے کو

وہ آپ کی جان بڑھانے والی شکر انیس

عشوہ جان بداندیش مرا

میری بداندیش جان کے کر کو دستار

پس پذیر قتی تو چوں نقد دست

میرے نقد کی طرح آپ نے بہت قبول کئے ہیں

حلمہا در پیشِ حِلّت ذرہ

بہت سی پردہ باریاں آپ کی بردباری کے سامنے

اول و آخر ہمیش من بخت

تو آغاز و انجام میرے سامنے سے چل دیا

لے گفت اس مہوش

نے ہوش میں آکر صدر جہان

کو خطاب کیا اور کہا آپ کی

ذات میرے لئے غنقا ہو

گئی تھی منہ کا شکر ہے کہ وہ

کوہ قاف سے واپس آ گئی۔

مختلف طواف کی جگہ لے

تو۔ آپ پر عشق عاشق ہے

اور آپ عشق کے محبوب ہیں۔

خلعت شاہی عطیہ کا لباس۔

انعام۔ روزِ قیامت یعنی منہ کا

سوراخ بصفوت یعنی قلب

کی صفائی۔ زار زوے یعنی

اس آرزو میں ہوش ہوں

کہ آپ کے کان کو اپنا درد

غم سناسکوں۔

لے آں میں کان کے عشق

میں مہوشی اس لئے طاری

ہوئی تھی کہ آپ کے کان کی

مہربانیاں یا ذاتی حسیں

کان دھنا، توڑ کرنا عشق۔

میری ناقص جان جو کر کرتی

تھی وہ میں آپ سے کہتا تھا

اور آپ اس کو سن لیتے تھے۔

لے غلبہائے مصروفِ حال

آپ کو سنا تھا آپ انکو صحیح

احوال کی طرح قبول کرتے تھے۔

چلتا۔ میری بناوٹی حالت پر

آپ ایسی بردباری برتتے

تھے کہ اس پر سنکڑوں پردہ باریاں

ترباں ہیں۔ اولاً۔ مجاریِ قد

جہاں سے اپنے احوال بیان

کرتا ہے۔ اول یعنی میں اپنے

انجام و آغاز سے بے خبر ہو گیا۔



ثانیاً بشنو تو اے صدرِ دُرُود

دوسرے سینے ۱۰ اے محبوبِ صدر

ثالثاً تا از تو بیرون رفتہ ام

تیسرے، جب سے کہ میں آپ کے پاس سے باہر

رابعاً چوں سوخت مارا مزرعہ

چوتھے، جب سیرا کیت بل گیا

خامساً در بھرت اے صدرِ جہاں

پانچویں، اے صدرِ جہاں اتھرے فراق میں

سادساً از شش جہکے ہوئے تو

چھٹے، تیرے چہرے کے بغیر جگہ جانوں سے

سابعاً از ثامن ندانم ضالاً ام

ہمے ساتویں آنکھوں میں تمیز نہ رہی میں گمشدہ ہوں

ہر کجا یا بی تو خوں بر خاک ہا

زمینوں پر جہاں بھی آپ خوں پائیں گے

گفت من عدست ایں بانگِ حنین

سیری گفتگو، اور یہ آواز اور رونا، کو کہ ہے

من میان گفت و گری رمی تنم

میں ہوتے اور رونے کے درمیان گفتگو میں ہوں

گر بگویم قوت می گردد لکا

اگر بولتا ہوں، رونا چھوٹتا ہے

می قند از دیدہ خون دل شہا

اے شاہ! آنکھوں سے دل کا خون بہہ رہا ہے

ایں بگفت گریہ رشداں نجیف

یہ کہا، اور وہ لاغر روئے گا

از دیش چنداں برآمد اے دہو

میں کے دل سے ایسی ہائے دہو نکلی

کہ جسے خستم تراشانی بنود

کہ میں نے بہت ڈھنڈا آپ کا کوئی ثنائی رنقا

گو سیا ثالث ثلاثہ گفتہ ام

گویا کہ میں تین میں سے تیسرے کا ثانی ہو گیا ہوں

می ندانم خامسہ از رابعہ

میں پانچویں کو چوتھے سے متاد نہیں کر سکتا

از حواس خمسہ بودم در زیاں

میں پانچوں حواس سے نقصان میں تھا

گو سیا بارید بر من غم دوتو

گویا تم پر دہرا غم برس

خوں بھی گریہ فلک از نال ام

میرے رونے سے آسمانِ خون (کے آئینہ) روتا ہے

پے بڑی باشد یقین از چشم ما

تقریب لگا ہے سوہ قیقا ہمارے آنکھ کا ہر گاہ

زابر خواہد تا بسار در بزمیں

وہ ابر سے چاہتا ہے، کہ زمین پر میرے

یا بگویم یا بگویم چوں کنم

نہوں یا بات کروں، کب کروں

ور بگویم چوں کنم شکر و ثنا

اگر رتوں شکر یہ اور تعریف کیسے کروں

بیں چہ افتادست از دیدہ مرا

دیکھو! آنکھوں سے مجھ پر کیا افتادہ ہوئی ہے

کہ بزوبکریت ہم دوں ہم شریف

کہ اس پر زبیر بھی اور خریف بھی رونے کا

حلقہ کرداہل بخارا گرد او

کہ بخارا والوں نے اس کے گرد حلقہ کر لیا

۱۰ لہ لکھور۔ دوست بانی

ثلاثہ یعنی میں میسایوں کے

شرک میں مبتلا ہو گیا مگر

یعنی اعمال کی کیفیت خامسہ

یعنی اپنے حواس کو مٹھا

۱۰ لہ لکھور۔ بھگت ہوا گفت

اس نے کہا کہ میری بات

آہ و بکا ہزار کوک کے ہے

جو میری آنکھوں کے آہ

آئینہ بہانا چاہتی ہے۔

میں میاں۔ میں روتا ہوں

تو زبانی شکوے سے مسرور

ہو جاتا ہوں، شکوہ کرتا ہوں

تو پھر رو نہیں سکتا

۱۰ لہ لکھور۔ دیکھئے اب

میری آنکھوں سے خون کے

آئینہ گرنے شروع ہو گئے ہیں

نہایت۔ لاغر۔ دون۔ کہینہ



خیرہ گویاں خیرہ گریاں خیرہ خند  
بہت ہلکتے ہوئے بہت ہلکتے ہوئے بہت ہلکتے ہوئے  
شہر ہم ہمنگ اوشدا شک یز  
شہر ہی آسویا ہلکتے ہوئے اس جیسا ہو گیا  
آسمان میگفت اں دم با زمین  
اس وقت آسمان زمین سے کہہ رہا تھا  
عقل حیاں کہ عشق چہ حال  
عقل حیاں تھی کہ عجب عشق ہے اور عجب حال ہے  
چرخ بر خواندہ قیامت نامہ را  
آسمان نے قیامت نامہ پڑھ لیا ہے  
باد و عالم عشق را بیگانگی  
عشق کو دونوں جہان سے اجنبیت ہے  
سخت پنهان ست پیدا حیرت  
ایک سخت پوشیدہ چیز ہے جو اس کی حیرت میں ہے  
غیر ہفتاد و دولت کشش او  
بہتر ختموں کے علاوہ اس کا فربہ ہے  
مطرب عشق ایں نہ وقت سماع  
عشق کا گویا، سماع کے وقت یہ بجاتا ہے  
پس چہ باشد عشق دریا عدم  
نہ عشق کیا ہے؟ فنا کا دریا ہے  
بندگی و سلطنت معلوم شد  
غلامی اور حکومت (اگر) محسوس ہوئی

مرد و زن خرد و کلاں حیاں شد  
مرد و عورت، چھوٹے اور بڑے حیاں ہو گئے  
مرد و زن در ہم شدہ چوں رشتہ  
قیامت کی طرح مرد و عورت گڈنڈ ہو گئے  
گر قیامت را ندیدی بریں  
اگر تو نے قیامت نہیں دیکھی ہے تو دیکھ لے  
کہ فراق او عجب تریا وصال  
کہ اس میں ہجر زیادہ تعجب خیر ہے یا وصل  
تا مجرہ بر دریدہ جامہ را  
کہکشاں نے کپڑے پہاڑے دیے ہیں  
اندر و ہفتاد و دو دیوانگی  
اس میں بہت سی دیوانگیاں ہیں  
جان سلطانان جاں در خسرتش  
ہاں کے شہنشاہوں کی ہاں اسی حسرت میں ہے  
تخت شاہاں تختہ بندی پیش او  
اس کے سامنے شاہوں کا تخت کاٹھ کاٹھ ہے  
بندگی بند و خداوندی صداع  
غلامی قید، اور آقا کی دروہ سر ہے  
در شکستہ عقل را آنجا قدم  
وہاں عقل کے پاؤں شکستہ ہیں  
زیں دو پرودہ عاشقی مکتوم شد  
ان دونوں پردوں میں عاشقی چھپ گئی

اللہ مطرب عشق عشق کی یہ صداع کہ غلامی اس کے لئے قید ہے اور آقا کی اس کے لئے دروہ سر ہے۔  
پس ہم نے جو حال بیان کیا یہ تو عشق مجازی کی کیفیات ہیں اب اگر عشق خداوندی ہو تو اس کی صفات  
کو اس پر قیاس کر لو لیکن اس کے سامنے میں عقل کام نہیں کرتی ہے لہذا قیاس بھی ذکر نہ کرے۔ جہد کی کوئی  
انسان بندگی اختیار کرتا ہے کوئی تخت سلطنت پسند کرتا ہے لیکن یہ دونوں باتیں عشق کے لئے پرودہ  
اور حجاب ہیں عشق ان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔

لے خیرہ اب اس کی یہ  
حالت تھی کہ کسی شکوے کو اس  
کسی روتا بھی ہنستا، ان  
مجنوناہ حرکات پر سب  
حیران تھے۔ شہر اس کی یہ  
حالت نادر دیکھ کر یوں شہر  
روئے گا کہ رشتہ قیامت  
کے میدان میں مرد و زن سب  
پہم غفلت مومائیں گے کہ  
آسمان زمین سے کہتا تھا کہ اگر  
قیامت نہ دیکھی ہو تو یہاں  
کا مودہ ہے دیکھ لے۔ کہ فراق  
یعنی یہ کچھ میں نہیں آتا کہ اس  
عاشق کا ہجر زیادہ دردناک  
ہے یا وصل زیادہ دردناک  
لے چرخ۔ آسمان قیامت  
کا بیان پڑھ کر اس حادثے پر  
اس کو غفلت کر رہا تھا۔ مجرہ  
کہکشاں۔ باد و عالم یہاں  
سے مولانا نے عشق کے معانی  
بیان کیے شروع کے ہیں  
یعنی عشق کے احوال دونوں  
جہان کے احوال سے جدا  
ہیں۔ آخر دنیا کے ہر باگل  
میں ایک قسم کی دیوانگی ہوتی ہے  
عاشق میں ہر دیوانگی ہوتی  
ہے۔ سخت عشق خود ایک  
پوشیدہ چیز ہے لیکن اس کے  
آثار بہت کھلے ہوئے ہوتے  
ہیں انبیاء باوجود باطنی بندگی  
کے اس کی نشان دہی کرتے رہے  
ہیں غیر ہفتاد و عشق کہکشاں  
اور مذہب دنیا کے تمام سکول  
اور مذہبوں سے جدا گانہ ہے  
یہ شاہی تخت کو پاؤں کی  
بٹری خیال کرتا ہے تختہ بندی  
پہلے زمانے میں قیدوں کا پاؤں  
کا موم پھنسا یا جاتا تھا۔



لے لے لے کئے کوئی دھڑل  
عشق کی حقیقت نہیں بیان  
کر سکتا اگر عشق کے غور زبان  
ہوتی تو وہ اپنا اور عاشقوں  
کا حال بیان کر سکتا ہر چہ  
گوئی۔ انسان عشق کے جو  
آوصاف گاتا ہے اس سے  
اس کی معرفت کی بجائے اور  
جہالت پیدا ہوتی ہے۔ آفت  
انسان کا قول و فعل تو اس  
کی حقیقت سمجھنے میں مانع ہو  
لہذا اس کے ذریعہ اس کی  
حقیقت کو واضح کرنا ایسا  
ہی ہے جیسے کہ کوئی غن کو  
خون کے ذریعہ دھوئے۔  
لے لے لے چو مولانا فرماتے  
ہیں چونکہ میں عاشقوں کا  
محرور نام ہوں لہذا عشق کی  
حقیقت سمجھانے کی کوشش  
کر تا ہوں لیکن وہ کوشش  
ایسی رائیگاں ہے جس طرح  
بجھرے میں چونک بجھنا  
رائیگاں ہوتا ہے۔ سخت  
آب مولانا اپنے آپ کو خطاب  
کر کے فرماتے ہیں کہ تیرے عشق  
کی حقیقت کو بیان کرنے  
کا دعویٰ تیرے پرالگ نہ خیال  
میں جو شب کی بے مینی کے  
اثرات ہوتے ہیں۔ آپ اپنے  
آپ کو تنبیہ کرتے ہیں کہ عشق  
کی حقیقت کے بیان کو چھوڑ  
پہلے کوئی محرم کاوش کر پھر  
اس سے بات کرنا ناگزیر۔ نہ  
آری بعض نسخوں میں آورد  
ہے۔ عاشق مولانا اپنے آپ  
کو فرماتے ہیں کہ تو عاشق اور  
مست ہے اور پھر زبان چلا  
ہے یہ تو اس قدر جرات انگیز

کاشکے مستی زبانی داشتے

کاشکے عشق زبان رکشتا

ہر چہ گوئی ایدم ہستی ازاں

لے (انسانی وجود کی گفتگو تو جو کچھ بتاتی ہے

آفت اور اک آفتال ست حال

اس عشق کے طے کئے قول اور حال بتا ہی ہے

من چو با سودا نیاش محرم

میں چونکہ اس عشق کے سودا نیوں کا محرم ہوں

سخت مست و بخود و آشفته

تو بہت مست اور بد ہوش اور پریشان ہے

ہاں وہاں ہشدار برناری دے

خبردار، خبردار! سانس نہ لے

عاشق و مستی و بکشا و زباں

تو عاشق اور مست ہے اور زبان کو لے لے

چو ز راز و ناز او گوید زباں

جب کہ ان اس عشق کا راز اور انداز بیان کرتی ہے

ستر چہ در سیم و پندبہ آردست

برہ پریش کیسی، اون اور روئی میں لگے ہے

چوں بکو شتم تا سرش نہ ہاں نم

میں جب کوشش کرتا ہوں کہ اس عشق کے راز کی چھان

رغم انفم گیرم ناگہ دو گوش

وہ عشق میری دوا کی بجائے میرے دونوں کان بولا جاوے

تا زمتاں پردہ برداشتے

تا کہ عاشقوں کے پردے اٹھا دیتا

پردہ دیگر برہو ہستی پداں

سمجھ لے اس پر ایک دوسرا پردہ تو لے ڈال دیا

خون نخوشستن محالست محال

خون کو غن سے دھنا محال اور محال ہے

روز و شب اندر قفص درمی دم

دن، رات، بجھرے میں چھوٹک بھر رہا ہوں

دوش ایجاں برجہ پہلو خفته

اے جان! تو کل رات کس پہلو پر سوتی تھی؟

اولاً برجہ طلب کن محرم

پہلے اٹھ کسی محرم راز کو تلاش کر

اللہ اللہ اشتہ بر زباں

اللہ اللہ (گواہ) بیڑھی پر اونٹ ہے

یا جمیل البستر خواند آسماں

آسمان بیکار ہے اے وہ پردہ پوشی کر نیوالے!

تا ہی پوشیش او پیدا ترست

کہ تو اس کو چھپاتا ہے وہ زیادہ ظاہر ہوتے ہے

سر بر آرد چوں علم کاینک متم

وہ عشق مجھے کیلئے سر اٹھا تا ہی کہ میں رہوں

کالے مدفع خوش می پوشی برش

اے بدلتی! تو اس کو کیسے چھپاتا ہے اچھا

بات ہے جیسے کہ اونٹ بیڑھی پر چڑھے۔ لے لے لے چوں جب میری زبان عشق کے اندر انداز کرے

شرع کرتی ہے تو آسمان خدا کو پکار کر ان رازوں کے مخفی رہنے کی دعا کرتا ہے۔ میں اکثر بہترین پردہ پوش

ستر عشق کے راز کو چھپانا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی چگاری کو روٹی میں چھپائے چوں بکو شتم جب عشق

کو چھپانے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ اور سر اٹھا تا ہے اور مجھے ذلیل کرنے کیلئے میرے دونوں کان بولا کرتا

ہے کہ مجھے چھپا کر دیکھ تو کیسے چپا سکتا ہے۔ رقم الفت۔ ناک کا ناک اور ہرنا نازل ہونا۔



گویش زوگرچہ بر جوشیدہ

میں اس سے کہتا ہوں بھائی، تو اگرچہ جوش میں ہے

گوید او محبوب خبست اس تم

وہ کہتا ہے، کہ میرا جسم خشک میں مقید ہے

گویش زان پیش کہ گردی کر د

میں اس سے کہتا ہوں اس سے پہلے کہ تو گردی ہو

گوید از جام لطیف اشام من

وہ کہتا ہے کہ میں لطیف اشام جام کے ذریعہ

چون بیاید شام و ذر جلا من

جب شام ہو جائے گی اور وہ میرا ہمارا چنگ

زاں عرب بنہا و نام مے مدام

اسی لئے عربوں نے شراب کا نام مدام رکھا ہے

عشق جوش بادہ تحقیق را

عشق تحقیق کی شراب کو جوش دیتا ہے

چون بخوئی تو بتوفیق حسن

جب تو اپنی توفیق کے ذریعہ تلاش کرے گا

چون بیفزاید مے توفیق را

جب وہ (عشق) توفیق کی شراب کو بڑھاتا ہے

آب گرد و ساقی و ہم مست آب

پانی ساقی بجا لگے اور پانی ہی مست بجاتا ہے

ہمچو جاں پیدائی و پوشیدہ

تو جان کی طرح ظاہر ہے اور پوشیدہ ہے

چون مے اندر بزم خنک میزم

شراب کی طرح میں مجلس میں خنکیاں بجاتا ہوں

تا نیاید آفت مستی بر تو

تاکہ اس پر مستی کی مصیبت نہ آجائے

یا ر روزم تا نماز شام من

دن کا شام کی نماز تک (تیرا) ساتھی ہوں

گو کش دادہ کہ نامد شام من

میں اس سے کہنگا واپس دیکھ کر کہ میری شام نہیں ملے گی

زانکسیری نیست خور امدام

کیونکہ شراب نوش کو کبھی سیری نہیں ہوتی ہے

آو بود ساقی نہاں صدیق را

وہ دوست کے لئے بھنی ساقی ہوتا ہے

بادہ آب جاں بود ابریق تن

تو شراب لہو کیلئے آب حیات اور جسم جام بجاتا ہے

قوت مے بشکند ابریق را

خواب کی تیزی جام کو توڑ دیتی ہے

خود بگو اللہ اعلم بالصواب

خود کہہ دے اللہ صیح بات زیادہ جانتا ہے

نہ چرا زان عرب شراب کو عربی زبان میں مدام کہا جاتا ہے

اسکی وجہ یہ ہے کہ شرابی اس سے سیر نہیں ہوتا

ہے اور اس کی بیشکلی کا خواہشمند رہتا ہے تو جب شراب ظاہری کی یہ صورت ہے تو شراب عشق سے کیسے

سیری ہو سکتی ہے مدام۔ ہونہ عشق جوشہ۔ اب مولانا نے پھر عشق کے احوال بیان کرنے شروع کر دیے

ہیں فرماتے ہیں عشق ہی حقیقت تک پہنچاتا ہے اور وہ عشق عاشق کے لئے ساقی بنتا ہے۔ چون ممکن۔ اگر تواد

کی توفیق سے عشق کی جستجو کرے گا تو وہ تیری زد کر کے لئے آب حیات کا کام کرے گا اور تیرا بدن اس کیلئے جام

بن جائیگا۔ لکھ چوں بیفزاید۔ جب عشق توفیق کی شراب کو جوش دیتا ہے تو پھر ابریق بدن باہ باہ ہو

جاتا ہے اور وہ طاق جفا سے آزاد ہو جاتا ہے۔ آب گرد۔ اب یہ کیفیت ہوگی کہ عشق اور عاشق و مشوق

میں اتحاد ہو جائے گا پانی اور ساقی اور مست ایک ہو جائیں گے۔ خود بگو۔ اگر تیری سمجھ میں یہ اتحاد نہ لگے

لہ گزیش میں اس عشق

سے کہتا ہوں کہ آپ کو جوش

آگیا ہے آپ اس وقت پہلے

جانیے اور خود آپ اپنے آپ کو

پوشیدہ کر لیجئے آپ تو بھائی

کی طرح پوشیدہ بھی ہیں اور

ظاہر بھی۔ گوید۔ وہ عشق کہتا

ہے کہ میرا اپنے آپ کو پوشیدہ

رکھنا ممکن نہیں ہے سیری

مثال اس شرب کی سی ہے

جو خشک میں مقید ہے اور اس

کے آثار مضر صفت نہیں ہیں میں

بھی روح میں مقید ہوں لیکن

آثار کھلے ہوئے ہیں۔ خستہ۔

تھر گزیش میں اس عشق

سے کہتا ہوں کہ مصیبت میں

پھنسنے سے پہلے چپ جاوے

میری مستی کوئی ظلم نہ آجائے

اور مجھ پر مصیبت آجائے

اور وہ میری مصیبت تیری

مصیبت ہے۔ گوید۔ تو وہ

اس کے جواب میں کہتا ہے کہ

تم تو میرے لطیف جام سے

سیراب ہو میں تمہارا ساتھ نہ

چھوڑوں گا تمہارے ذریعہ

سیری رسوائی نہ ہوگی تو کم

ظرف نہیں ہو کر پکی کر رہا

جاوے۔ تو ذرا مین زدگی نہ تمام۔

یعنی موت کا وقت۔

لکھ چوں بیاید عشق نے شام

تک ساتھ چھوڑنے کی بات

کہی تھی تو گویا وہ شام کے بعد

جدا ہو جائیگا اب مولانا فرماتے

ہیں کہ شام کا وقت جب جام

عشق کو مجھ سے جدا کرنے لگے گا

تو میں اس سے کہہ دوں گا کہ بھی

خام نہیں ہو کر ہے مجھ سے جدا



شیر بر خوشید رقصاں گشت

شیر و خوش مارے گا، تیسرا ناچے گا  
کہ چنیں کے دیدہ بودی شیر را

تو نے شیرے کو ایسا بھی دیکھا تھا؟  
آنکہ باگردندہ گردانندہ ہست

کو گھرنے والے کئے، کوئی، گھرنے والا ہے  
حکایت آل عاشق دراز، بحر سار امتحاں

روز و شب بخواب بخور آمدت

شب و روز بغیر نیند اور بغیر کھانے رہتا تھا  
می نداشت روزگار وصل دست

وصل کا زمانہ اس کے ہاتھ نہ آتا تھا  
خود چرا دار و زاول عشق کیں

(معلوم) عشق ابتدا ہی سے کیوں دشمن رکھتا ہے؟  
تا اگر یزد آنکہ میر و نی بود

تا کہ وہ بھاگ جائے جو کہنشی ہون  
آں سؤل از رشک گشتے راہز

وہ قاصد، رشک سے رقیب بن جانا  
نامہ را تصحیف خواندے نابش

اس (عورت) کا نام خط کو غلط پڑھ کر لگنا  
از غبارے تیرہ گشتے آل صبا

وہ صبا، غبار سے کالی پڑ جاتی  
پیر مرغ از لف زقع سوختے

خط کی گرمی سے پرند کے پر جل جاتے  
خط کو خط بھیجتا تو وہ صبا گرد آکر دھو جاتی اور صبح پیغام نہ پہنچاتی۔ فرقہ۔ اگر کوتر کے پردوں سے

باندھ کر خط بھیجتا تو سوزش سے کوتر کے پر جل جاتے۔

پر تو ساقی ست کا ند شیر رفت

ساقی کا مکس ہے جو شیرے میں پہنچا  
اندریں معنی پیرس آل خیر را

اسی یہود سے یہ بات دریافت کر  
تے تفکر پیش ہر دانندہ ہست

بغیر سوچے، ہر جاننے والے کے پیش نظر ہے  
حکایت آل عاشق دراز، بحر سار امتحاں

یک جوانی بزنے مجنوں بدست

ایک جوان، ایک عورت پر عاشق ہوا تھا  
بیدل و شوریدہ ہم مجنون دست

بے دل اور پریشان تیسرا دیوانہ اور مست  
بس شکنجہ گرد عشقش بزمیں

اس کو عشق نے زمین پر شکنجے میں کس دیا تھا  
عشق از اول چرا خونی بود

عشق مشرور سے خونی کیوں ہوتا ہے؟  
چوں فرستادے رسولے پیشان

جب وہ عورت کے پاس کوئی قاصد بھیجتا  
در سجے زن بشتے کا تبش

اگر اس کا منشی عورت کو کہتا  
وہ صبا را نیک کر دے در وفا

اگر و صبا کے بارے میں وہ صبا کو قاصد جاتا  
زقعہ گر بکر پیر مرغے دوختے

اگر وہ خط پرند کے پردوں پر بیٹھا  
اگر وہ صبا۔ اگر وہ صبا

۴۵۰

۱۵۰ رقبہ انور کے شرے

کے تمام غصے ساقی کا پرتو  
ہیں۔ اندریں۔ اگر کوئی دیکھ

کرے تو اس سے دریافت کر  
کہ انور کے شیرے میں یہ

غصے کہاں سے آئے ہیں  
توے تفکر ہر انسان کھٹے

طور پر جانتا ہے کہ کوئی کام  
کام کر لے والے کے بغیر خود

میں نہیں آتا تو لامحالہ  
ایک بات ہے جو ان تہم

چیزوں میں متعین ہے  
اور وہ حق لانی کی ناست

حکایت۔ اس فقرہ سے  
بھی یہ جانتا ہے کہ اسباب

میں ہیبت بھی اخذ قسانی  
کے تعین سے ہے ورنہ

اسباب خود کوئی چیز نہیں  
ہیں۔ یکے جوائے۔ ایک

شخص ایک عورت پر عاشق  
ہو گیا لیکن اس کو کسی طرح

وصل میسر نہ آتا تھا۔ بس  
شکنجہ عشق نے اس کو

طرح طرح کی سزا نہیں دیں۔  
۱۵۰ خود چرا۔ عشق عاشق کو

اس لئے سستا تا ہے تاکہ ہر  
بڑا ہر حسن پرستی کو شمار

نہ بنائے اور نااہل اس  
میدان کو چھوڑ کر بھاگ جائے۔

چوں فرستائے۔ وہ عاشق کسی  
کو قاصد بنا تا تو وہ قاصد

اس کا رقیب بن جانا تو  
اگر وہ پیغام ہیبت تحریر کر کر

بسیق تو اس معشورہ کا منشی  
اس کو غلط پڑھ کر لگنا۔

۱۵۰ خود صبا۔ اگر وہ صبا



راہ ہائے چارہ را غیرت بست  
تدبیر کے راستے، غیرت نے بند کر دیئے  
بود اول مونس غم انتظار  
پہلے انتظار غم کا غمگرا تھا

گاہ گفتے کایں بکایے دوست  
کبھی وہ کہتے تھے کہ یہ لا علاج مرض ہے

گاہ ہستی زوہر آردے سرے  
کبھی ہستی اس میں سدا بھارتی

گاہ فریادش بگردوں برشتے  
کبھی اس کی فریاد آسمان پر پہنچتی

چونکہ برے سردگشتے اس نہا  
جب یہ مزاج، اس پر ٹھنڈا پڑ جاتا

چونکہ با بے برگی غربت بست  
جنگ مسافرت کی بے مسلمان سے اُنے ساز کیا

خوشہائے فکرش بریکہ شد  
اس کی فکر کے خوشے بغیر تنکے کے ہو گئے

اے بساط طوی گویاے خمش  
بہت سے طوطی کی طرح چپکے والے خاموش ہیں

زوبگورتان دے خاش نشین  
تھوڑی دیر کے لئے قبرستان میں مانا خاموشی سے بیٹھ

یک اگر بگزنگ بنی خاکشاں  
تسکین اگر تو ان کی قبر تو نکساں دیکھتا ہو

شخم و خم زندگاں یکساں بود  
زندوں کا گوشہ اور جلی یکساں ہوتی ہے

لشکر اندیشہ را رایت شکست  
سوج کے لشکر کا جھنڈا توڑ دیا

آخرش بشکست کہ ہم انتظار  
آخر میں وہ درہم برہم ہو گیا کون؟ انتظار بھی

گاہ گفتے نے حیات جان ما  
کبھی کہتا نہیں، ہماری جان کی زندگی ہے

گاہ اوازِ مستی خوردے بر  
کبھی وہ نیستہ کا پسند کھاتا

گر خیال دلبرش ہمدم بلے  
کبھی معشوق کا خیال اس کا ساتھی ہوتا

جوش کردے گرم چشمہ اتحاد  
اتحاد کا گرم چشمہ جوش مارتا

برگی بے برگی بسوئے اوبتاحت  
بے مسلمانان کا سامان اس کی طرف بڑھا

شبرواں را رہنما چوں ماہ شد  
وہ رات کے مسافروں کا پانڈ کی طرح رہنما ہو گیا

اے بسا شیریں دان روتش  
بہت سے خوشی والے، غمگین ہیں

آں خموشان سخن گورا بیدیں  
اُن بولنے والے، خاموشوں کو دیکھ

نیست کیا حالت چالاک شاں  
اُن کی چالاک حالت، نیکیاں نہیں ہے

آں یکے غمگین دگر شاواں بود  
لیکن، ایک غمگین، دوسرا خوش ہوتا ہے

ہیں ترو حقیقی ولی اور بناوی کا ظاہر ایسا ہی یکساں ہے جس طرح کہ قبرستان کی قبریں یکساں ہیں  
اور حقیقتاً ان میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ مردوں میں ہے ہر قبر والے کی حالت جدا گانہ ہے۔ شخم و خم مردوں  
میں کیا زخموں میں بھی بظاہر یکسانیت ہے، لیکن اندرونی حالات مختلف ہیں۔

لے را تہہائے غریب کوئی  
سبب اور تدبیر کام نہ دیتی  
تھی اور پیغام رسائی کے  
جس قدر اسباب تھے وہ  
سب ناکارہ ہو گئے تھے۔

توڑ پہلے اس کیسے معشوق  
کا انتظار غم کا شریک بنا ہوا  
تھا آخر میں وہ انتظار بھی ختم  
ہو گیا اور اُس پر بالکل باؤسی  
طاری ہو گئی۔ گاہ گفتے تجھی  
وہ عشق کو بلائے بے دریاں  
سمجھتا کبھی کہتا کہ یہی تو  
نثار زندگی ہے۔

لے گاہ ہستی کبھی اس پر  
خودی کا غلبہ ہوتا اور خوشی  
پیدا ہوتی کبھی بالکل غما  
درج اختیار کرتا اور اپنے درج  
کو بھلا بیٹھتا تھا۔ کبھی تنہائی  
کی وحشت میں گریہ و زاری کرتا  
کبھی محبوب کے خیال سے

دل پہلانا چونکہ کبھی اپنے  
وجود کو فراموش کر دیتا تو محبوب  
سے اتحاد کا چشمہ جوش مارتا  
گھٹا چوکر۔ اب بے مسلمانان  
اس کے لئے موجب راحت  
بن گئی تھی جو خوشی کے جبکہ  
اس کا عشق خواہشات کے

خس و خاشاک سے پاک ہو گیا  
تو وہ عاشقوں کا رہنما بن گیا  
لے آئے بسا مولا اول اشد  
اور تھیاں ولایت کا مشرق  
سمجھاتے ہیں، بہت سے وہ  
لوگ کہ بظاہر طوطی کی طرح  
خوش بیان ہیں لیکن ان کا

باطن بالکل خاموش ہے کچھ  
وہ لوگ ہیں جن کی طرح خوش  
اور ترانہ ہے بظاہر شرور



لے تو چہائی۔ انسان اور

انسان میں فرق جب ظاہر

ہوتا ہے جب وہ ہوتا ہے۔

بشنوی۔ بولنے سے بھی بڑی

حقیقت واضح نہیں ہوتی جو

اصل حالت کا پتہ لگائے

ہے نقش انسانوں کی

صورتیں یکساں ہیں۔ لیکن

ادمان میں بہت فرق ہو

جسم یکساں ہیں رویوں مختلف

ہیں۔ کچھ نہیں۔ آوازوں بھی

یکساں معلوم ہونگی لیکن ان

آوازوں میں معنی دروازوں

کی وجہ سے فرق ہے۔

لے بانگ۔ گھوڑوں اور

پرندوں کی آوازوں میں بھی

یکسانیت ہوتی ہے لیکن

ان آوازوں کی باطنی کیفیت

میں فرق ہے۔ ہرگز جو شخص

اصل حالت سے واقف نہ

ہو گا وہ آوازوں کو یکساں

سمجھے گا۔ آں درخت۔ درخت

کا ہنا بھی یکساں ہے لیکن

ایک کے پتے کا سبب کہلاؤ

کی جڑ ہے اور دوسرے

کے پتے کا سبب باد مہا ہے

بس غلط۔ سر پوش سے ٹوکی

ہوتی دیک کے جوش اڑنے

سے دھوکا ہوتا ہے۔

لے جوش۔ ہر انسان کا جوش

و خوش ہے دعوت دیتا

ہے۔ گزنداری۔ اگر ان

میں خود اپنے باز کرنے

کی طاقت نہیں ہے تو

کس صاحب بصیرت سے

مشورہ کرے۔ آں دکائی۔

پہچاننے کے لئے افس

توجہ دانی تانوشی قال شاں

تو کیا کہے جب تک ان کی بات نہ سنے

بشنوی از قال ہائے و ہورا

تو زبان سے ہائے و ہورا کو سن لیتا ہے

نقش یا یکساں بقصد انتصاف

ہماری صورتیں یکساں ہیں انتصار و منصف

ہمچنین یکساں بود آواز با

اسی طرح آواز میں بھی یکساں ہوتی ہیں

بانگ سیاں بشنوی اندر مصا

میدان جنگ میں تو گھوڑوں کی آواز سنتا ہے

آں یکے از خقد و دیگر ارتباط

ایک دشمن سے ہے اور دوسری فتن کی وجہ

ہر کہ دور از حالت ایشان بود

جو ان کے احوال سے دور ہو

آں درختے جنب از زخم تبر

ایک درخت کلہاڑے کی جڑ سے ہوتا ہے

بس غلط گشتم زد دیگر مردہ یک

میں بہت سی مرتبہ یکا و دیگر سے غلطی میں پڑ گیا

لے جوش و نوش ہر گشت گوید سیا

تجھ سے ہر شخص کا جوش اور ذائقہ کہتا ہے آبا

گر نداری دید ہائے رو شناس

اگر تو پہچاننے والی آنکھیں نہیں رکھتا ہے

آں دماغ کہ براں گلشن تند

وہ دماغ جو اس چمن سے تعلق رکھے

وہ دماغ جو اس چمن سے تعلق رکھے

وہ دماغ جو اس چمن سے تعلق رکھے

وہ دماغ جو اس چمن سے تعلق رکھے

وہ دماغ جو اس چمن سے تعلق رکھے

وہ دماغ جو اس چمن سے تعلق رکھے

وہ دماغ جو اس چمن سے تعلق رکھے

وہ دماغ جو اس چمن سے تعلق رکھے

وہ دماغ جو اس چمن سے تعلق رکھے

وہ دماغ جو اس چمن سے تعلق رکھے

وہ دماغ جو اس چمن سے تعلق رکھے

زانکہ نہان ست بر تو حال شاں

کیونکہ چھ پر ان کی حالت مخفی ہے

کے رہنمی حالت صد توے را

تو سینکڑوں تہوں کی حالت کو کب کب دیکھ سکتا ہے

خاک ہم یکساں و اں مختلف

مٹی بھی یکساں ہے، ان کی رو میں مختلف ہیں

آں یکے پر درد و اں پر ناز با

ایک درد سے بھر رہی ہے اور ایک لڑکھائی ہے

بانگ مرغیاں بشنوی اندر مطا

چکر کاٹنے میں تو پرندوں کی آواز سنتا ہے

آں یکے از رنج و دیگر از نشاط

ایک رنج سے ہوتی ہے، دوسری خوشی سے

پیشش آں آواز ہا یکساں بود

میں کے لئے وہ آواز بھی یکساں ہوتی ہیں

واں درخت دیگر از باد سحر

دوسرا درخت، صبح کی ہوا سے

زانکہ سر پوشیدہ میجو شید یک

کیونکہ دیگ منہ ڈھکے ہوئے جوش مار رہی تھی

جوش صدق و جوش ترویر بریا

سچائی کا جوش اور ملتے سازی اور دیا کا جوش

زودماغ دست آور بو شناس

جاگتی خوشبو پہچاننے والا دماغ مائل کر

چشم یعقوبیاں ہموروشن کند

یعقوبوں کی آنکھ کو بھی روشن کرے

یعقوبوں کی آنکھ کو بھی روشن کرے

یعقوبوں کی آنکھ کو بھی روشن کرے

یعقوبوں کی آنکھ کو بھی روشن کرے

یعقوبوں کی آنکھ کو بھی روشن کرے

یعقوبوں کی آنکھ کو بھی روشن کرے

یعقوبوں کی آنکھ کو بھی روشن کرے

یعقوبوں کی آنکھ کو بھی روشن کرے

یعقوبوں کی آنکھ کو بھی روشن کرے

یعقوبوں کی آنکھ کو بھی روشن کرے

یعقوبوں کی آنکھ کو بھی روشن کرے



پس بگو احوال اک حسرت جگر  
کز بخاری دور ماندم ایسر  
تجربہ دار اس حسرت جگر کے احوال بتا  
کیونکہ اسے لڑکے بہم بخاری سے دور جا رہے

یافتن عاشق معشوق را و بیان آنکہ جویندہ یا بندہ  
عاشق کا معشوق کو پالینا اور اس کا بیان کرنا جویندہ کرنے والا  
بُود کہ مَن طَلَبِ شَیْءٍ وَجَدَ وَجَدَ، صَدَقَ رَسُوْلُ  
پالنے والا ہوتا ہے، جس نے کسی چیز کو طلب کیا اور کوشش کی اس نے اس کو  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ  
پالیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمایا ہے، جو شخص ایک ذرہ کے وزن  
خَيْرًا تَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا تَرَهُ  
کی نیکی کرتا ہے، وہ اس کو دیکھے گا اور جو ایک ذرہ برابر شر کرے وہ اس کو دیکھے گا

کاں جواں در جستجو بندہ ہفت سال  
وہ جوان سات سال جستجو میں رہا  
سایہ حق بر سر بندہ بود  
بندے پر اللہ کا سایہ ہوتا ہے  
گفت پیغمبر کہ چوں کوئی در  
پیغمبر نے فرمایا جب تو دروازہ کھٹکھا ایسا  
چوں نشینی بر سر کوئے کسے  
اگر تو کسی کے کوئے کے سرے پر بیٹھے گا  
چوں ز چاہے میکنی ہر روز خاک  
جب تو کنوئیں سے روزی بٹی چلائے گا  
جملہ دانند ایں اگر تو نگر وی  
سب جانتے ہیں خواہ تو نہ مانے  
سنگ آہن زدی آتش بخت  
تو نے لوہے پر پتھر مارا آگ نکلے  
آنکہ روزی نیستش بخت نجات  
جس کا مقدر نصیب اور نجات نہیں ہے

لے ہیں اس قدر کی  
سے ہم تجھاری کے قدر سے  
دوبہ پڑے اب اس کا  
بکر کرنا چاہئے یا نہیں اس  
قدر کا خلاصہ یہ ہے کہ جس  
حق تھانے اسباب ظاہری  
کے بغیر بھی مقصد ہوا فرمایا  
وہ اسے اور عالم اسباب  
میں ہیبت پیدا کرنے والا  
حق تھانے ہی ہے لیکن  
انسان کی کوشش شرط جو  
اور انسان کی کوشش  
رائیگاں نہیں مانتی ہے  
چوں خیال بینی اس کا وجود  
ایک خیالی چیز بن گیا تھا  
عاقبت انسان کی کوشش  
رائیگاں نہیں مانتی ہے  
لے جوں محبوب کی جستجو  
میں جب تم اس کے کہے  
پر دھڑا دو دو گے تو مژدہ  
اس کا دیدار کرو گے ملتے  
مٹی کھودتے ہو گے تو کوئیں  
سے ضروریانی نکل آئے گا  
بجائے تمام دنیا کا یہ مقدمہ  
ہے خواہ تو انکار کرے کہ  
کیستی کا اصل ضرورت ہے  
اور جو رہتا ہے وہ کاہتا ہے  
لے سنگت کو ہے پر پتھر  
اور گے تو سنگت اللہ ہے  
کر اس سے الگ پیدا ہو  
جائیگی عموماً ایسا ہی ہوتا جو  
اس کے خلاف بہت کم ہوتا  
ہے آنکہ جو بد بخت ہوتے  
ہیں وہ شکر الہی کو پیش  
نظر نہیں رکھتے تاؤ اور توجہ  
باقول کی طرف دھیان کرتے  
ہیں۔



لے حق، در باتوں کی

یہ شامیں اُن کے پیش نظر  
ہوتی ہیں کہ فلاں شخص نے  
کھیتی کی وہ جگہی اُس کو  
کچھ نہ اُس نے دریا میں  
خود گھاسیپ کھا اُس  
میں مولا نہ کھلا، بلغم اور  
شیطان نے عبادتیں کیں  
اُن کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔

کے صد ہزاراں۔ وہ بخت  
لاکھوں انبیاء اور اولیاء کو  
نہیں دیکھتا کہ عبادات سے  
اُن کو کتنے بڑے رُجھے ہیں۔  
ایں دو بلغم اور شیطان کو  
پکڑے ہوئے ہے یہ اُس  
کی بد بختی کی علامت ہے۔  
بس کس۔ تازہ دار اتفاقات  
کی شامیں لاکر عبادتوں سے  
گریز کرتا ہے، اگر تادری  
دلیل ہے تو اتفاقیہ بھی  
ہوا ہے کہ روٹی کھانے سے  
انسان مرے تو روٹی کھا  
کیوں نہیں چھوڑ دیتا۔

کے تو جہاں۔ نادر وقوع  
حادثوں کو پیش نظر رکھنا بڑی  
بد بختی ہے۔ ایں جہاں۔

تادریجنوں سے استدلال  
کرنے والے کی مثال یہ ہو  
کہ عالم میں دھوپ اور  
چاندنی پھیل ہوتی ہو اور  
ایک شخص کنویں میں صفحہ  
تھوک کاے اُن کا انکار کرتا  
ہے جملہ عالم۔ اُس کے لئے  
بھی جواب ہے کہ عالم تو نور  
سے بھرا ہے تو خود اُس سے  
محروم ہے۔ اٹل شرم۔ کج  
بختی اور جگر دلیں بد بختی کی  
دلیل ہے۔

کال فلاں کس کشت کرد برشت

کو اُس فلاں نے کھیتی کی، اور پھل نہ پایا  
بلغم با عور و ابلیس لعین

بلغم با عور، اور ملعون شیطان

صد ہزاراں انبیاء و رُہِ ماں

لاکھوں نبی، اور راحبہ

ایں دور گیرد کہ تاریکی دہد

ان دو کو اُس نے پکڑا جو تاریکی پیدا کرتے ہیں

بس کس کہ ناں خود دل شاد

بہت ہے وہ ہیں کہ جو خوش دلی سے روٹی کھاتے ہیں

پس تولے ادبار و ہم ناں مخور

تو اے مثنوی صورت تو بھی روٹی نہ کھا

صد ہزاراں خلق نانہامی خورد

لاکھوں انسان روٹی کھاتے ہیں

تو بدیاں نادر کجا افتادہ

تو اُس نادریں کیوں گھٹس گیا؟

ایں جہاں پر آفتاب نور ماہ

یہ دنیا دھوپ اور چاند کی روشنی سے بھری ہے

کہ اگر حق ست پس کو روشنی

کہ اگر صبح ہے تو روشنی کہاں ہے؟

جملہ عالم شرق و غرباں نوریا

مشرق اور مغرب میں تمام جہاں نے نور صبح کیا

چہ رہا کن رو با یوان و کروم

کنویں کو چھوڑ مملکت اور باغات میں جا

ہیں ملو کاینک فلاں کشت کرد

خبردار! یہ نہ کہہ کہ فلاں نے کھیتی کی

واں صد برد و صد گوہر شد

وہ سیپ لے گیا، اور سیپ میں موتی نہ تھا

سود نامد شاں عبادتہا و دیں

اُن کو عبادتیں، اور دین مقید نہ ہوا

ناید اندر خاطر آں بدگماں

اُس بدگماں کے دل میں نہ آئے

دردش ادبار جزا میں کے نہد

بے بسی اُس کے دل میں ایسے ملا کہ کئے؟

مرگ او گرد و گیسر و درگلو

وہ اُن کی موت نہتی ہے اور اُن کا گلا پکڑتی ہے

تا نیفتی ہنجو او در شور و شر

تا کہ اُس کی طرح شور و شر میں جتنا نہ ہو

زور می یا بند و جاں می پرزند

طاقت حاصل کرتے ہیں اور جان کی بروقت کرتے ہیں

گر نہ محرومی و ابلہ زادہ

اگر تو محروم نہ رہے دقوت کا بچہ نہیں ہے

تو بہشتہ سرفرو بردہ بچاہ

تو نہ کو لکھائے ہوئے کنویں میں گھسا ہے

سرفرو بردار و بنکر لے دنی

اے کینے! کنویں سے سرفرو بردار اور دیکھ

تا تو درجہ ای نخواہد برتوانت

جب تک کنویں میں ہے وہ تجھ پر نہ چسکے گا

کم ستیز اینجا بدیاں کا لبح شوم

یہاں کج بختی نہ کر، سمجھ لے بٹاؤں بد بختی ہے

در فلاں سال و ملخ کشتش خورد

فلاں سال میں اور بڑی اُس کی کھیتی کھا گئی



پس چرا کارم کہ اینجا خوف هست

ترس کھیتی کیوں کروں کہ یہاں خوف ہے

پس کُن استیزہ رور و کار کُن

غیر دار، جمع گوار نہ کر جا، جا کام کر

ہر کہ استیزہ کند بر سر قند

جو کج بخت کرتا ہے، سر کے بل کرتا ہے

وانکہ او نگذاشت کشت کارا

اور جس نے کھیتی، اور کام کو نہ چھوڑا

زس بیاں بگذر زمانے بازاراں

تھوڑی دیر کے لئے اس بیان سے گزرنا پڑے

چوں درے میگوشت او از سلوتے

جب وہ لاپرواہی سے دروازہ کھٹکھٹا رہا

جست از بیم عس و شمس باغ

وہ بات کو کو تو ال کے ڈر سے باغ میں نہیں گیا

گفت سازندہ سبب ال نفس

اس وقت اس نے سبب ال سبب سے کہا

ناشنا تا تو سببہا کردہ

نامعلوم کو تو نے سبب بنا دیا

بہر آں کردی سبب ایں کارا

تو نے اس لئے (اس کو) اس کام کا سبب بنایا

در شکست یائے بخش حق پر

اللہ تعالیٰ پاؤں کو پھینکے بدے میں پر عنایت

ہر چہ آں بر تو کراہیت بود

وہ چیز جو تجھے ناگوار ہوتی ہے

پس چرا افشاختم ایں گندم ز دست

میں ہاتھ سے اس گندم کو کیوں بکھیریں؟

با تو کل کشت کُن بشنو سخن

تو کل کے ساتھ کھیتی کر، بات سن لے

آچنناں کو بر نخیز ز تا ابد

اس طرح کہ قیامت تک نہیں اٹھ سکتا

پر کُند کوری تو انبارا

وہ تیرے اندھے بن پر انبار بھرے گا

جانب احوال آں عاشق جوں

اس جوان عاشق کے احوال کی جانب

عاقبت دریافت روزے خلوتے

انجام کار اس نے ایک روز (محبوب کی خلوت میں)

یا رخود را یافت با شمع و چراغ

اس نے اپنے بارگاہ شمع، اور چراغ کے ساتھ پایا

اے خدا تو رحمت کُن بر عس

اے خدا! کو تو ال پر رحمت نازل فرما

از در دوزخ بہ شتم بُردہ

تو دوزخ کے دروازے سے مجھے بہشت میں لے گیا

تا نذارم خوار من یک خارا

تا کہ میں ایک کانٹے کو بھی ذلیل نہ سمجھوں

ہم ز قعر چاہ بہ کشاید رے

کنویں کے اندر بھی وہ دروازہ کھول دیتا ہے

چوں حقیقت بن گری رحمت بود

جب تو حقیقت کو دیکھتا ہے وہ رحمت ہوتی ہے

حصول کا سبب بنا دیتا ہے کنویں کی گہرائی نجات کا سبب بن جاتی ہے۔ ہر چہ قرآن پاک میں

ہے عسیٰ اَنْ تَكُوْهُوَ اَشِيْثًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لِّكَ عَسٰی یعنی بسا اوقات تم ایک چیز کو ناپسند کرتے

جو اور وہی تھکدے لئے بہتر ہوتی ہے۔

۱۵ ہیں۔ انسان کو کج بختی

بھوکھ کر میں میں لگ جاتا

چاہئے اور اللہ کے ہر دے

پر عمل کرنا چاہئے یقیناً وہ

اس کے فرما دے مستفید

ہو گا۔ ہر کہ کج بختی کرنے

والا اس طرح اوندھے

منہ گزرتا ہے کہ قیامت

تک نہیں پہنچتا ہے۔

زین بیاں یعنی انسان کو

اس کے عمل کا پس ضرور

مٹا ہے۔ سلوتے۔ بے غمی

بے فکری، خلوت یعنی

محبوب کے ساتھ تنہائی

عس۔ کوتاہی میں وہ

عاشق کو تو ال کے ڈر سے

باغ میں چھپنے کے لئے نکلتے

گیا وہاں اس کی جگہ سے

شخص کے موجود تھی۔

۱۶ گفت۔ چرک کو تو ال

وصال کا سبب بنا اس لئے

اس نے کو تو ال کو دما میں

دیں۔ ساقیہ سبب سبب

بنانے والا یعنی اللہ تعالیٰ

ناکھٹا۔ غیر معروف نام۔

دوزخ یعنی فراق بہشت۔

یعنی وصال بہر آں کو تو ال

کو سبب وصال بنا کر کرتے

یہ تنبیہ کی ہے کہ کسی چیز کو

انسان ذلیل نہ سمجھے کسی

ذکی وقت وہ مفید ہو سکتی

ہے۔

۱۷ در شکست۔ جب اللہ

کا کریم ہوتا ہے تو پاؤں کا

ٹوٹنا پیر حاصل ہو جائے گا سبب

بن جاتا ہے میں اللہ تعالیٰ

ایک ضد کو دوسری ضد کے

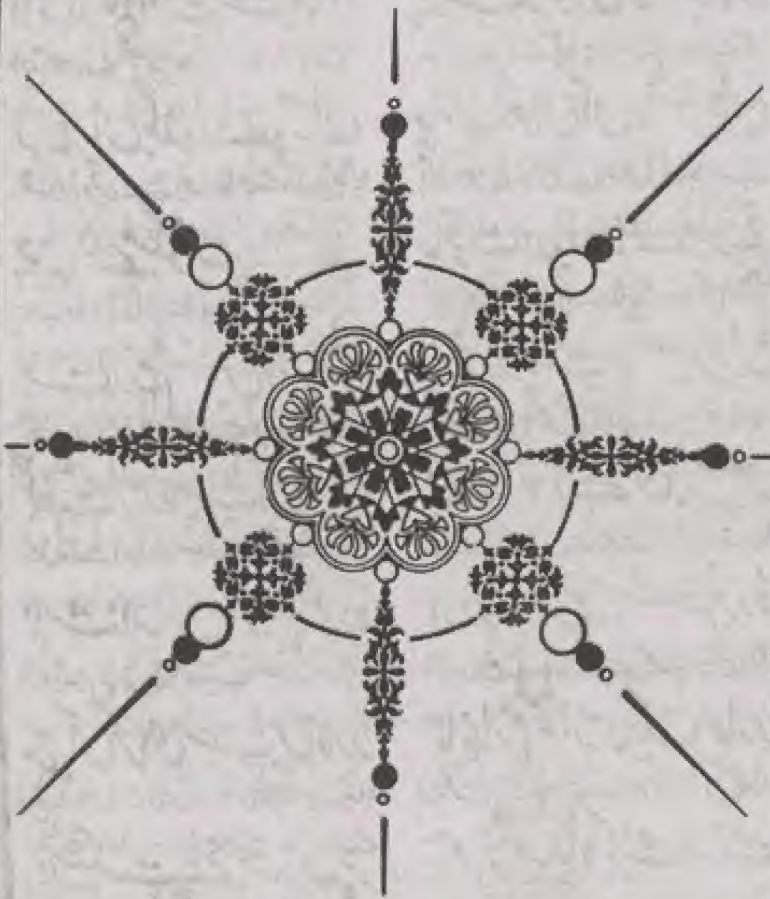


تو مرا بین کہ منم مفتاحِ راہ  
تو بے دیکھ میں راستے کی گئی ہوں  
اے انہی در دفترِ چارم بجو  
اے بھیا! چوتھے دفتر میں تلاش کرے

تو نہیں کہ بر درختی یا بچہ  
یہ نہ دیکھ کہ تو درخت پر یا کنڑ میں ہے  
مگر تو خواہی باقی اس گفتگو  
اگر تو اس گفتگو کا بقیہ چاہتا ہے

ملہ نویسن۔ یہ اذقانی  
کا قول ہے بتم تمام رستوں  
کی کشاوت کا ذریعہ اور  
سبب اللہ تعالیٰ ہے۔  
مگر تو خواہی۔ اب اس مثنوی  
کا بقیہ دفتر چہارم میں  
مذکور ہوگا۔

قدیم الفہرست الثالث من الکتاب المثنوی المعنوی للمولوی المعنوی











[www.madeinusa.org](http://www.madeinusa.org)